تاریخ اسلام حصّہ اوّل

فتوح الشّام



کامل تین حصّے

مجاہدین اسلام کے شاندار جنگی کارنامے جن میں ملک شام کی
فتوحات کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
یہ تاریخ اسلام کا وہ زریں باب ہے جس کی مثال دنیا کی تاریخ
میں نہیں مل سکتی۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا اہم فتوحات کا
زریں باب تھا آپ بھی اس ولولہ انگیز تاریخ کا مطالعہ کریں۔

مؤرخ اسلام مولانا صا

قیمت

کامل تین حصوں

چھتیس روپیہ

سول ایجنٹ

جمع بک ڈپو - ۲۵ - الاؤ...

تاریخی سرمایہ

واقعات و حالات بتاتے ہیں کہ جوں جوں انسانی تمدن نے ترقی کی خود بخود تاریخ اور تذکرے پیدا ہو گئے۔ اکثر فخر و ترجیح کے موقعوں پر لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے بیان کرتے تھے پچھلی لڑائیوں اور معرکوں کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا جاتا تھا پرانی عادات و رسوم کی یادگاریں قائم و محفوظ رکھی جاتی تھیں یہی چیزیں تاریخ کا سرمایہ قرار پائیں۔

مگر عرب کو اس میں بھی خصوصیت حاصل رہی

عرب کی خصوصیت

انساب کا چرچا ان میں بہت زیادہ تھا ہر عرب اور عرب کا ہر بچہ اپنے آباؤ اجداد کے نام دس دس بارہ بارہ پشتوں تک یاد رکھتے تھے یہاں تک کہ صرف انسانوں ہی کے نہیں بلکہ گھوڑوں اور اونٹوں کے نسب نامے تک بڑی احتیاط سے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ ہر عرب اپنے جانوروں کے نسب نامے یاد رکھتا تھا اور ان پر فخر کرتا تھا۔

ایام جاہلیت میں عربوں کی فصاحت و بلاغت اور زبان دانی کا یہ عالم تھا کہ چرانے والے بدو جو جنگلوں میں رہتے تھے اور جنہیں لکھنے پڑھنے سے کچھ سروکار نہ تھا ساری دنیا کو گونگا اور جاہل سمجھتے تھے ان کی شاعری کا یہ عالم تھا کہ مرد ہی نہیں بچہ بچہ شاعر تھا اور بہترین شعر کہتا تھا ان اشعار میں اپنے نسب ناموں اور گزشتہ معرکوں کا ذکر بڑے فخر سے کیا جاتا تھا اور الفاظ کے ذریعہ

سے کچھ ایسی تصویر کھینچی جاتی کہ آنکھوں کے سامنے نقشہ کھنچ جاتا تھا۔
رفتہ رفتہ تاریخ کو ترقی ہوتی گئی اور وہ ایک مستقل فن بن گئی

تاریخ کی ترقی جب اسلام کا ظہور ہوا تو فن تاریخ کو اور بھی ترقی ہوئی آنحضور علیہم
خلفائے راشدین صحابہ کرام، امہات المومنین اور صحابیات کے ذرا ذرا سے واقعات
یاد رکھے گئے چونکہ ابتدائی زمانہ میں مسلمان زیادہ تر جہاد میں مصروف و مشغول رہے
اس لئے یہ حالات قلم بند نہ کئے جا سکے بلکہ سینہ بسینہ چلے آئے۔
جب مسلمانوں نے دنیا میں امن قائم کر دیا اور انھیں قدرے اطمینان ہوا
تب تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تدوین شروع ہوئی۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ
تاریخ و تذکرہ کی کتابیں بھی لکھیں گئیں۔ سب سے پہلی تاریخ سیرۃ النبوی پر محمد بن
اسحاق نے ۱۵۱ھ میں لکھی۔
رفتہ رفتہ فن تاریخ نے بڑی ترقی کی اور مشہور و نامور

واقدی رحمۃ اللہ علیہ مورخ پیدا ہوئے ان میں ابو حنیف کلبی اور واقدی
رحمۃ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔ ان دونوں نے نہایت عمدہ مشرح اور جد ید
عنوانوں پر کتابیں لکھیں، مختلف کلبی نے افواج اسلام قریش کے چھٹے قبائل
عرب مناظرات جاہلیت اور اسلام کے احکام پر مستقل رسالے لکھے۔
واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شرح و بسیط کے ساتھ مجاہدین اسلام کے کارنامے
لکھے اس کتاب کا نام تاریخ واقدی رکھا۔ یہ تاریخ دنیا بھر میں موجود اور مشہور ہے
واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تیاری میں بڑی مشقت برداشت کی انھوں نے
نے ہر واقعہ کی کئی لوگوں سے تصدیق کی جس واقعہ میں اختلاف ہوا اسے تحریر نہیں کیا
معتبر اور ثقہ راویوں کی روایتوں پر اعتماد کیا چنانچہ فتوح الشام کی تیسری جلد میں انھوں
نے لکھا ہے

اس خدا کی قسم جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور جو ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ہے کہ میں نے فتوح الشام کی خبروں میں صدق و راستی پر اعتماد کیا ہے اور میں نے کسی واقعہ کو بغیر تصدیق کئے نہیں لکھا ہے۔

واقعات و حالات سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے بڑی تحقیق و تصدیق کے بعد اپنی تاریخ لکھی ہے ہر واقعہ کے متعلق ثقہ راویوں پر اعتماد کیا ہے ایسی حالت میں انھیں ضعیف الروایات خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ فتوح الشام نہایت معرکہ کی کتاب ہے

فتوح الشام میں نے واقدی ہی کی فتوح الشام کو اپنی زبان میں پیش کیا ہے۔ یہ فتوح الشام کا لفظی ترجمہ نہیں ہے لفظی ترجمہ کو لوگ پڑھتے ہوئے گھبراتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:۔

"ملک شام میں جو معرکے ہوں گے ان کا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا"

حقیقت یہ ہے کہ ملک شام کے اکثر معرکے بڑے ہی ہیبتناک ہیں

ہیبتناک معرکے مسلمانوں کی سرفروشیاں بڑی حیرتناک ہیں رستن کا قلعہ نہایت مضبوط تھا جب ابو عبیدہ رضؓ نے دیکھا کہ اس کا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ تو بیس مسلمانوں کو صندوقوں میں بند کر کے رستن کے والی کے پاس بھیج دیا اور کہلا دیا کہ یہ صندوق امانت کے طور پر رکھ لو والی رستن نے انھیں اپنی بیوی ماریہ کے محل میں پہنچا دیا رات کو مسلمانوں نے صندوقوں میں سے نکل کر شمشیر زنی شروع کر دی اور رستن پر قبضہ کر لیا۔

حمص کے مقام پر ایک نہایت قوی ہیکل گبر لڑنے کے لئے آیا۔ حضرت خالد اس کے مقابلے میں پہنچے اثنائے جنگ میں حضرت خالد کی تلوار ٹوٹ گئی انھوں نے گبر کو اپنی آغوش میں لے کر اس قدر بھینچا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

یرموک کے مقام پر دس بارہ لاکھ عیسائی لڑنے کے لئے آئے مسلمان چالیس ہزار کے قریب تھے۔ عیسائیوں میں ساٹھ ہزار عرب متنصرہ تھے ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ سے لڑ کر انھیں ہزیمت دی۔

اسی یرموک کے مقام پر جب تمام رومی لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو مسلمان اس جوش و خروش سے لڑے کہ رومیوں پر ان کی ہیبت چھا گئی ایک رومی سردار دریجان بھی ایک لاکھ کی جمعیت سے اس معرکہ میں موجود تھا وہ مسلمانوں کی سرفروشی کو دیکھ کر اس قدر ڈرا کہ اس نے اپنے منھ پر کپڑا لپیٹ لیا تا کہ ہولناک خونریزی کو نہ دیکھ سکے۔ حضرت ضرار نے اس کے پاس پہنچ کر نیزہ سے اسے مار ڈالا۔

اسی قسم کے متعدد واقعات اس فتوح الشام میں بیان ہوئے ہیں اور ایسے حالات بھی ہیں جن کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں کے کارنامے ایسے ہیں جن کو پڑھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے۔

(جعفر صادق)

فتوح الشام مکمل

پہلی جلد

زمانۂ جاہلیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ جاہلیت کا زمانہ کہلاتا ہے کیونکہ اس وقت اہل عرب خدا رسول اور شریعت سے بالکل ناواقف اور جاہل تھے۔ ان میں زیادہ تر بت پرست تھے۔ کچھ صابئین بھی تھے یعنی ستارہ پرست۔ ایران میں ستارہ پرستی ہوتی تھی غالباً ایرانیوں سے عربوں نے کواکب پرستی اختیار کی۔ سرحدی عرب عیسائی بھی ہو گئے تھے وہ عرب متنصرہ کہلاتے تھے۔

یوں تو عرب بڑے غیور تھے لیکن ان میں بہت سی بری عادتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس لئے انکی غیرت و حمیت زنگ خوردہ ہو گئی تھی اور وہ نیم وحشی ہو کر رہ گئے تھے چوری، ڈکیتی، غارت گری، شراب خوری اور جوا ان کے رات دن کے مشاغل ہو گئے۔ دختر کشی کی رسم عام ہو گئی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ افلاس کے خوف سے وہ اپنی بیٹیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ یہ بات غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ ان میں جذبۂ غیرت و حمیت اسلامیہ بڑھ گیا تھا کہ وہ کسی کو اپنا داماد بنانا گوارا نہ کرتے تھے اس لئے بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے یا زندہ دفن کر دیتے تھے اگر افلاس کا خوف ہوتا تو لڑکوں کو بھی مار ڈالا کرتے۔

عربوں میں دنیا بھر کی بداخلاقیاں پیدا ہو چکی تھیں بت پرستی سے ان کا ضمیر مردہ ہو چکا تھا۔ خدا کو وہ بھول گئے تھے۔ نہایت بتذل حالت میں تھے۔

دنیا کی کیفیت جب کہ اہل عرب کی یہ حالت تھی کہ اس وقت ربع مسکوں پر کفر کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایرانیوں کی حالت بھی عربوں سے کچھ کم نہ تھی۔ وہ بھی شراب پیتے، کھیلتے اور بدکاری کرتے ستاروں اور آگ کو پوجتے تھے یزداں اور اہرمن دو خداؤں کو مانتے تھے۔

چینیوں کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی وہاں بھی قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا ڈکیتی اور رہزنی عام تھی بے حیائی کو برا نہ سمجھا جاتا تھا بت پرستی ان کا شعار تھا۔ خدا سے واقف نہ تھے۔

ہندوستانیوں کی حالت اور بھی ابتر تھی۔ قمار بازی عام تھی ایک ایک بیوی کے پانچ پانچ خاوند ہوتے تھے۔ پانڈو پانچ بھائی تھے اور پانچوں کی ایک بیوی دروپدی تھی ان پانڈوں نے دروپدی کو جوئے میں ہار دیا تھا۔ بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ سگی بہنوں سے شادی کر لیتے تھے چنانچہ سندھ کے راجہ نے جس کا نام داہر تھا اپنی حقیقی بہن مائی سے شادی کی تھی۔ ہندوستان میں بت پرستی عام تھی۔ پتھروں اور دھاتوں کے بتوں کو پوجتے تھے درختوں پہاڑوں، جانوروں، سانپوں، ستاروں، دریاؤں حتی کہ انسانی شرمگاہوں تک کو پوجتے تھے اور اب بھی پوجتے ہیں۔

اس وقت یہودی اور عیسائی بھی بہک گئے تھے۔ یہودیوں نے ایک خدا کے دو خدا بنالئے وہ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنے لگے تھے۔ عیسائی تین خدا کے قائل ہو گئے تھے انھوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنالیا تھا اور روح القدس (حضرت جبرئیل) کو خدائی میں شریک سمجھتے تھے۔ غرض ساری دنیا میں کفر و جہل چھایا ہوا تھا۔

طلوع آفتاب اس وقت پروردگار عالم نے اپنے بندوں کی ہدایت و رہبری کے لئے حضرت محمد صلعم کو پیدا کیا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ر ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ر اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت ہوئی۔

بعثت نبوت جب آپ کا سن چالیس سال کا ہوا تو آپ خلعت نبوت سے آراستہ ہوئے۔ آپ کو حکم ہوا کہ بت پرستی کے خلاف جہاد کرو خدا کی عظمت و بزرگی بیان کر کے مخلوق کے سروں کو خالق کے سامنے جھکا دو۔

یہ کام آسان نہیں تھا۔ عرب اپنے باطل معبودوں کے خلاف ایک لفظ سننا بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خطرے کی پرواہ نہیں کی اور

لا الٰہ الا اللہ یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے - کا نعرہ بلند کر دیا۔

یہ غیر مانوس نعرہ سن کر تمام اہل عرب بھڑک اٹھے انھوں نے رسول اللہ کو ایذائیں دینی شروع کر دیں طرح طرح کی سختیاں کرنے لگے لیکن سعید روحیں اسلام کی طرف کھنچنے لگیں - اس سے عرب والوں کو روحی اذیت پہنچی -

ہجرت مشرکین عرب نے رسول اللہ صلعم کو قتل کرنے کی سازش کی خدا نے اپنے حبیب کو کافروں کی سازش سے مطلع کر کے ہجرت کا حکم دے دیا رسول اللہ صلعم رات کو اپنے قلبی دوست حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور مکہ سے تین میل چل کر غار ثور میں جا پہنچے -

چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر مدینہ پہنچے - اہل مدینہ نے حضور کو ہاتھوں ہاتھ لیا بڑی عزت و عظمت کی - مدینہ کے عرب بت پرستی سے توبہ کر کے مسلمان ہونے لگے - اس سے مسلمانوں کی جمعیت کچھ بڑھ گئی -

اذن جہاد مکہ کے مشرکین اسلام... مسلمانوں کی ترقی دیکھ دیکھ کر رشک و حسد سے جلے جا رہے تھے انھوں نے مدینہ میں جا جا کر مسلمانوں پر دست درازیاں شروع کیں - جب مسلمانوں کی مظلومی اور بے چارگی حد سے بڑھ گئی تو رحمت خداوندی کو جوش آگیا - مسلمانوں کو جہاد کا حکم دے دیا گیا اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لئے سب سے پہلے یہ آیت نازل فرمائی

قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ یعنی اللہ کی راہ میں تم ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں -

اس حکم خداوندی کے بعد مسلمانوں نے حفاظت خود اختیاری کے لیے ہتھیار سنبھالے اور جب کبھی عرب کے مشرکوں نے ان پر حملہ کیا وہ بہادری سے لڑے چونکہ اکثر بجرموں میں مشرکوں کو شکست ہوئی ان کے بڑے بڑے سردار میدان جنگ میں مارے گئے اس لئے آخر انھوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی اور رفتہ رفتہ مشرکین بھی اسلام کو اچھا اور سچا مذہب سمجھ کر مسلمان ہونے لگے -

عیسائیوں کی درندگی عرب کے بعض مشرکوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا ملک شام میں عیسائیوں کی زبردست حکومت تھی اسوقت ہرقل اعظم عیسائیوں کا شہنشاہ

تھا۔ عرب کی سرحد تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا ایک گورنر بصرے میں رہتا تھا جو عرب کے سرحدی مقامات کا حکمران سمجھا جاتا تھا چند مشرکین اور یہودی مل کر بصرے کے گورنر کے پاس گئے تاکہ اسے اسلامی سلطنت کا خوف دلا کر عرب پر چڑھا لائیں۔

آنحضور صلعم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی آپ نے ایک خط دعوت اسلام لکھ کر حارث بن عمیر کے ہاتھ گورنر بصرا کے پاس روانہ کیا۔ جب حارث موتہ میں پہنچے جو سرحد شام کے قریب واقع ہے تو انہیں وہاں کے عیسائی حاکم شرجیل بن غسانی نے گرفتار کر کے شہید کر ڈالا۔ کوئی قوم بھی کسی سفیر کو گرفتار یا قتل نہیں کرتی لیکن عیسائیوں نے یہ درندگی کی —— اس وقت عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل گیا۔

جنگ موتہ

جب رسول اللہ صلعم کو حضرت حارث کے شہید کیے جانے کا علم ہوا تو آپ نے تین ہزار مجاہدوں کو حارث کا قصاص لینے کے لیے روانہ فرمایا اور کہا کہ ہم نے اس لشکر الٰہی کا سردار زید بن حارث (یہ غلام تھے) کو مقرر کیا اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب سردار ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہوں ان کے شہید ہو جانے پر جسے فوجی لوگ پسند کریں اپنا سردار بنا لیں۔

مسلمانوں کی لشکر کشی کی خبر پا کر بصریٰ کا فرماں بردار ایک لاکھ فوج لے کر ان سے مقابلے کے لیے آیا اس نے ہرقل اعظم کو بھی مدد کے لیے لکھا۔ ہرقل اعظم بھی ایک لاکھ لشکر لے کر اپنے دارالسلطنت انطاکیہ سے چل کر وادی بلقا میں آیا اور مقام ماذن میں خیمہ زن ہو گیا۔

شرجیل بن غسان ایک لاکھ عیسائیوں کو لے کر مسلمانوں کے سامنے آ گیا۔ موتہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا سامنا ہو گیا۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے وہ کچھ متردد ہوئے لیکن عبداللہ بن رواحہ نے ایک پرجوش تقریر کی مسلمانوں میں جوش جہاد اور شوق شہادت کا سیلاب امنڈ آیا وہ ایک لاکھ عیسائیوں سے جا ٹکرائے عیسائیوں نے ان پر زور دار حملہ کیا گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تلواریں زور و شور سے چلنے لگیں سر کٹ کٹ کر اچھلنے لگے لاشوں کے انبار لگ گئے خون کے دریا بہہ گئے۔

اتفاق سے حضرت زید شہید ہو گئے فوراً حضرت جعفر نے علم ہاتھ میں لیا نہایت دلیری سے لڑتے کچھ دیر کے بعد وہ بھی شہید ہو گئے اب حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم سنبھالا انھوں نے

بھی خوب دادِ جوانمردی دی مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔

اب مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کو اپنا امیر مقرر کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے علم ہاتھ میں لے کر اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں پر ان کی ہیبت چھا گئی یا تو مسلمان مغلوب نظر آ رہے تھے یا نقشۂ جنگ ہی بدل گیا ـــ اب مسلمان غالب اور رومی مغلوب نظر آنے لگے۔

سَیفُ اللہ آنحضور صلعم کو از روئے کشف و کرامات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے اس جنگ کا رتی رتی حال معلوم ہو رہا تھا آپ مسلمانوں سے حالاتِ جنگ بیان کرتے جاتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا۔

مسلمانو! تمہارے مجاہد بھائی عیسائیوں سے ٹکرا گئے۔ زیدؓ شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بخش دیا۔ جعفرؓ بھی شہید ہو گئے خدا نے انھیں بھی بخش دیا اور انھیں دو پر عطا کر دیئے۔ (اسی روز سے حضرت جعفرؓ۔ جعفر طیار کے لقب سے مشہور ہو گئے) اب عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے۔ اللہ نے انھیں بھی بخش دیا یہ تینوں جنت میں داخل ہو گئے اور تختِ زریں پر بٹھلائے گئے اب اسلامی علم سیف من سیوف اللہ یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالدؓ) نے لیا ہے اسی روز سے حضرت خالدؓ کا لقب سیف اللہ مشہور ہو گیا۔

حضرت خالدؓ نے اس جوش سے حملہ کیا اور مسلمان اس بہادری سے لڑے کہ عیسائیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ بے شمار عیسائی مارے گئے۔ بارہ مسلمان شہید ہوئے اس معرکے میں مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔

غزوۂ تبوک عیسائیوں نے جنگِ موتہ کا انتقام لینے کے لئے پھر جنگی تیاریاں شروع کیں۔ شرجیل نے قیصر سے مدد طلب کی۔ ہرقل اعظم یعنی عیسائی قیصر نے چالیس ہزار سوار اس کی مدد کو بھیج دیئے اور خود بھی لشکرِ گراں لے کر شرجیل کی مدد کو چلا۔

رسول اللہؐ صلعم کو بھی عیسائیوں کی اس تیاری کا علم ہو گیا۔ حضور نے بھی تیاری شروع کی آپ نے اس موقعہ پر چندہ کا اعلان کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جو کچھ مال و اسباب گھر میں تھا آدھا اہل و عیال کے لئے رکھا اور آدھا چندہ میں لا کر جمع کر دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نو سو اونٹ سو گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے گھر کا تمام مال و اسباب دے دیا جب حضور نے پوچھا "گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا"۔

آپ نے عرض کیا۔ "اللہ کا نام چھوڑ آیا ہوں ـــ"

تیس ہزار مسلمان جمع ہوئے فوراً رسول اللہ صلعم اس لشکر کو لے کر تبوک کی طرف چلے وہاں عیسائی لشکر موجود تھا۔ وہ اسلامی لشکر کی آمد کی خبریں سن کر وہاں سے فرار ہوگیا۔ ہرقل اعظم بھی گھبرا کر چلا گیا۔

رسول اللہ صلعم کی وفات

سنہ ۱۱ھ جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ عیسائی پھر جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضور نے بھی لشکر فراہم کیا اور حضرت اسامہ بن زید کو افسر مقرر کر کے روانگی کا حکم دیا ابھی یہ لشکر مدینہ سے نکل کر ایک منزل کے فاصلے پر مقام جرف میں پہنچا تھا کہ رسول اللہ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ حضرت اسامہ آپ کی عیادت کو آئے، اس سے لشکر کی روانگی ملتوی ہوگئی اور رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو دو شنبہ کے روز سہ پہر کے وقت وفات پائی۔ مسلمانوں پر کوہ غم ٹوٹ پڑا۔۔۔ ہر شخص فرط رنج و غم سے دل شکستہ اور بدحواس ہوگیا۔

حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل

حضور کی وفات کے بعد ہی حضور کی جانشینی کا مسئلہ پیش ہوگیا۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں جو اس وقت اہل مدینہ کی چوپال تھی انصار یعنی مدینہ کے لوگ جمع ہوئے اور خلیفہ کا انتخاب کرنے لگے۔ مہاجرین کو بھی معلوم ہوگیا وہ بھی وہاں پہنچ گئے اب انصار کہتے تھے کہ خلیفہ ان میں سے ہو اور مہاجرین کو اصرار تھا کہ مہاجرین میں سے ہو۔

اس بات پر رد و کد شروع ہوئی اس معاملے نے ایسا طول کھینچا کہ تلواریں میانوں سے نکل آئیں قریب تھا کہ کشت و خون ہو جائے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کو اطلاع ہوئی وہ حضرت عمر فاروق حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور مہاجرین کو ساتھ لے کر سقیفہ بنو ساعدہ میں گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ تمام مجمع برافروختہ ہے لوگ سخت مشتعل ہو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک مدلل تقریر کی مگر لوگوں پر ان کی تقریر کا کچھ زیادہ اثر نہ ہوا اسی وقت حضرت بشیر نے جو انصاری تھے کہا۔ مجھے ایک حدیث یاد آئی ہے حضور نے فرمایا تھا الائمۃ من قریش یعنی امام قریش میں ہوں گے۔

یہ حدیث اکثر لوگوں کو یاد آگئی۔ تمام مجمع خاموش ہوگیا مخالفت و عداوت کا بڑھتا ہوا سیلاب ایک دم رک گیا اسلام نے عربوں کو اس قدر مخلص اور حق پسند بنا دیا تھا کہ وہ حق بات کو فوراً قبول کر لیتے تھے۔

مجمع کے خاموش ہوتے ہی حضرت ابوبکر صدیق نے کہا۔ عمر فاروق اور ابو عبیدہ۔ یہ دونوں بزرگ ہیں ان میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ منتخب کر لو۔

حضرت عمر نے جلدی سے کہا۔ "نہیں نہیں خدا کی قسم میں اس بار گراں کے اٹھانے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں افضل ہیں۔ یہ ہجرت کے وقت آنحضور صلعم کے رفیق رہے ہیں حضور کی علالت کے زمانے میں انھوں نے امامت کی ہے ہم خلافت کے لئے بیعت کرتے ہیں۔"

سب نے اس بات کی تائید کی اور کہا کہ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کے ہاتھ پر خلافت کے لئے بیعت کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کا استقلال

آنحضور صلعم کی وفات کی خبر سنتے ہی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہو گئے مرد تو مرد عورتوں نے نبوت کے دعوے شروع کر دیئے ادھر ان مسلمانوں نے جو حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ ان باتوں سے تمام عرب میں فتنہ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ فتنہ پردازوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس سے مسلمانوں میں عام بے چینی اور اضطراب رونما ہو گیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق مطلق نہیں گھبرائے وہ ہر فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

انھوں نے سب سے پہلے حضرت اسامہ کو عیسائیوں کے مقابلے میں روانہ کیا حالانکہ دور اندیش مسلمانوں نے اس کی سخت مخالفت کی سمجھایا کہ اس لشکر سے مدینہ کی حفاظت کی جائے مگر حضرت صدیق نے فرمایا۔ جب لشکر کو رسول اللہ صلعم نے عیسائیوں کے مقابلے کے لئے روانہ فرمایا تھا میں اسے نہیں روک سکتا خواہ نتیجہ کچھ ہی ہو۔

آخر یہ لشکر گیا اور عیسائیوں پر اپنا رعب قائم کر کے چلا آیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں حضرت صدیق کے عزم و استقلال اور جرأت و ہمت سے تمام جھوٹے نبیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ فتنہ ارتداد دور ہو گیا۔ مرتدوں نے نئے سرے سے اسلام قبول کیا اور تمام عرب میں پھر امن و سکون قائم ہو گیا۔

جب کہ مسلمان فتنہ عرب کے دور کرنے میں مصروف تھے اس وقت ایک طرف

شاہ ایران نے مسلمانوں پر یورش کر دی۔ دوسری طرف ہرقل اعظم نے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مسلمان عراق میں ایرانیوں سے مصروف جنگ تھے۔ عیسائیوں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس وقت عرب پر حملہ کر کے نوزائیدہ اسلامی سلطنت کا تختہ الٹ دیا جائے ہم نے مختصراً یہ واقعات اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ملک شام پر لشکر کشی کیوں ہوئی۔

فتوحات شام عیسائیوں کی اس پیش دستی نے ہی مسلمانوں کو ملک شام کی فتح پر آمادہ کر لیا۔ یہاں سے واقدی کی فتوح الشام شروع ہوتی ہے۔

اعلان جہاد حضرت ابوبکر صدیق نے عیسائیوں کی تیاری کا حال سنتے ہی ایک روز اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ جمع کر کے کہا۔

"مسلمانو! ہرقل اعظم نے عرب پر حملہ کرنے کے لئے عظیم الشان پیمانے پر جنگی تیاریاں کی ہیں غالباً اس نے یہ سمجھا ہے کہ اس وقت مسلمان ایرانیوں سے معروف جنگ ہیں۔ عیسائیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے لیکن وہ نہیں جانتا کہ مسلمان خدا کے پسندیدہ بندے ہیں وہ کسی سے مرعوب ہونا اور ڈرنا نہیں جانتے۔

مسلمانو! تمہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی فضیلت عطا فرمائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا اکثر معرکوں میں تمہیں فتح فیروزی بخشی یہ محض اس لئے کہ تم حامل دین اسلام ہو اور اسلام خدا کا پسندیدہ مذہب ہے اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا۔"

مسلمانو! تمہیں یہ بات معلوم ہوگی کہ رسول اللہ صلعم نے عیسائیوں کی زیادتیاں دیکھ کر ملک شام میں جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا تھا لیکن اس قصد کے قبل ہی خدا نے انھیں اپنے پاس بلا لیا۔

رسول اللہ صلعم نے قبل از وفات مجھے فرمایا تھا ذويت لي الارض فرأيت مشارقها ومغاربها وسيبلغ ملك امتي ما ذوي لي منها، میرے لئے زمین لپیٹی گئی میں نے شرق سے مغرب تک دیکھا اور میری امت کا ملک وہاں

پہنچ گا جہاں تک کہ زمین سمیٹی گئی ہے۔

اب میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے ہیں عیسائیوں کو انھیں کے ملک میں روکنے کے لئے ان پر لشکر کشی کروں اس باب میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔

تمام صحابہ نے بالاتفاق عرض کیا۔ ہم آپ کے فرماں بردار ہیں جو حکم ہوگا تعمیل کرینگے آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنی اللہ کی اس کے رسول کی اور مسلمان بادشاہ کی اطاعت کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق ان کا یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوئے انھوں نے اسی روز اعلان جہاد کر دیا اور یمن مکہ اور عرب کے دوسرے شہروں اور ملکوں کے امراء کے نام حسب ذیل خطوط لکھ کر روانہ کیے۔

یہ خط ہے عبداللہ بن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ میں نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ مجاہدین اسلام کو ملک شام میں کفار و اشرار کے مقابلہ کے لئے بھیجوں تاکہ مسلمان اس ملک کو فتح کریں لہٰذا تم اللہ کی اطاعت کی طرف دوڑو

ان خطوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک کے ہاتھ روانہ کیا اور مسلمانوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے چند ہی روز کے بعد انس واپس آئے حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے دریافت کیا۔ کہو اے بیٹے مالک کے کیا خبریں لائے ہو۔

انس نے جواب دیا۔ مژدہ ہو اے خلیفہ رسول صلعم میں خوش خبری لے کر آیا ہوں۔ جوں ہی میں نے اہل یمن کو آپ کا خط پڑھ کر سنایا انھوں نے آپ کا حکم دل و جان سے قبول و منظور کیا فوراً سامان جنگ اور زاد راہ فراہم کرنے لگے وہ عنقریب آنے والے ہیں۔ میں خوشخبری پہنچانے کے لئے ان سے پہلے آ گیا ہوں۔

حضرت صدیق کو بڑی مسرت ہوئی کچھ عرصہ کے بعد ایک روز اہل مدینہ کے چند لوگوں نے اہل یمن کو آتے ہوئے دیکھا وہ دوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں یہ خوش خبری لے کر آئے۔

حضرت صدیق بہت خوش ہوئے اور صحابہ کبار کو ہمراہ لے کر ان کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے انھوں نے دور سے مجاہدین اسلام کو آتے ہوئے دیکھا۔

اسلامی علم ہوا میں لہرا رہے تھے۔ ہر قبیلے کا علم جدا تھا اور ایک قبیلہ دوسرے کے پیچھے تھا اکثر مجاہدین مع اہل وعیال کے آئے تھے۔

سب سے آگے یمن والوں میں قبیلہ حمیر تھا۔ حمیری سوار زرہیں پہنے آہنی خود اوڑھے عربی کمانیں شانوں پر اور تلواریں پرتلے میں لٹکائے بڑی شان سے آ رہے تھے سب سے آگے ذوالکلاع الحمیری تھے وہ عمامہ باندھے ہوئے تھے جب وہ حضرت صدیق کے قریب آئے تو انھیں سلام کیا اور بلند آواز سے اپنے قبیلے کی بہادری کے متعلق چند عربی اشعار پڑھے

حضرت ابوبکر صدیق ان اشعار کو سن کر ہنسے انھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مخاطب ہو کر کہا مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ اذا اقبلت حمیر و منھا ونساء ھا تحمل اولادھن فابشر وانصر اللہ للمسلمین علی اھل الشرک اجمعین۔ یعنی جب قبیلہ حمیر مع اہل وعیال اور مال و متاع کے آئے گا اس وقت مسلمان مشرکین پر فتح پائیں گے۔

قبیلہ حمیر آگے بڑھ گیا ان کے پیچھے قوم مذحج اصیل عربی گھوڑوں پر سوار ہتھیار لگائے پرے باندھے آیا ان سواروں سے آگے ان کے سردار قیس بن ہبیرۃ المرادی تھے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہنچ کر انھوں نے بھی سلام کیا اشعار پڑھ کر اپنا نسب نشان بتایا اور اپنی قوم کی بہادری کی تعریف کی حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں دعائے خیر دی وہ بھی آگے بڑھ گئے ان کے پیچھے طے آیا۔ طے کے سردار حابس بن سعید الطائی سب سے آگے تھے جب وہ حضرت صدیق کے سامنے آئے تو انھوں نے گھوڑے سے اترنے کا قصد کیا۔ حضرت صدیق نے انھیں منع کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد قوم ازد بھاری جمعیت کے ساتھ آئی سب سے آگے ان کے سردار جندب بن عمر الدوسی تھے۔ اس گروہ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ بھی تھے۔

حضرت صدیق نے دریافت فرمایا:۔ "ابوہریرہ تم کس لئے آئے ہو؟"

ابوہریرہ نے عرض کیا۔ "جہاد کرنے کے لئے۔"

حضرت صدیق:۔ "مگر تم تو جنگ کے اصولوں سے بہت کم واقف ہو۔"

ابوہریرہ:۔ "صحیح یہ ہے کہ میرے آنے کے دو سبب ہیں جہاد کا ثواب حاصل کرنا دوسرے

ملک شام کے میوے کھانا۔

حضرت صدیق سے یہ قوم اذن لے کر بڑھ گئی اس کے پیچھے قبیلہ بنو عبس آیا اس قبیلہ کے سردار میسرہ بن مسروق عبسی تھے ان کے پیچھے قوم کنانہ تھی ان کے سردار قثم بن اشیم الکنانی تھے تمام قبائل مع اہل و عیال کے آئے تھے۔

یہ تمام قبیلے مدینہ منورہ کے گرد الگ الگ مقیم ہو گئے۔ لوگوں کی آمد جاری رہی، یہاں تک کہ جمعیت کثیر جمع ہو گئی۔

ان لوگوں کے کثرت سے آنے کی وجہ سے ضروریات زندگی کی چیزیں نایاب ہو گئیں لوگوں کو کھانے پینے اور چارے کی تکلیف ہونے لگی چنانچہ تمام قبائل کے سرداروں نے مشورہ کیا کہ حضرت صدیق سے عرض کرنا چاہیئے کہ وہ ہمیں ملک شام کی طرف روانہ کریں۔

چنانچہ ایک روز تمام سردار حضرت صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قیس بن ہبیرۃ المرادی نے عرض کیا۔ یا خلیفہ رسول اللہ صلعم آپ نے ہمیں طلب فرمایا ہم حاضر ہو گئے لوگوں کا اس قدر ازدہام مدینہ منورہ میں جمع ہو گیا ہے کہ اب ایک شخص کی بھی گنجائش نہیں رہی ہے کھانے پینے کی چیزیں کمیاب ہو گئی ہیں اگر آپ نے لشکروں کو ملک شام میں بھیجنے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے تو ہمیں اجازت دیجیئے تاکہ اپنے اپنے شہروں کو پلٹ جائیں۔

تمام قبائل کے سرداروں نے بھی یہی عرض کیا حضرت صدیق نے فرمایا میں نے اپنا ارادہ ملتوی نہیں کیا ہے بلکہ مجھے یہ انتظار تھا کہ شاید ابھی کچھ اور لوگ پیچھے رہ گئے ہوں جو آنے والے ہوں۔

سرداروں نے کہا۔ جو لوگ آنے والے تھے سب آ گئے اب کوئی پیچھے باقی نہیں رہ گیا ہے خدا کا نام لے کر ہمیں روانہ فرمائیے۔

حضرت صدیق کے پاس اس وقت حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، سعید بن زید، بن عمرو بن نفیل اور قبائل اوس اور خزرج کے رؤسا بیٹھے تھے حضرت صدیق انھیں سب کو ساتھ لے کر اٹھے اور اس مقام پر پہنچے جہاں مجاہدین فروکش تھے

حضرت ابوبکر صدیق رض کو دیکھتے ہی تمام مجاہدین خوش ہو گئے تکبیریں کہنے لگے نعرہ اللہ اکبر سے پہاڑیاں، گھاٹیاں اور درے گونج اٹھے آواز بازگشت سے ایسا معلوم ہوتا تھا

جیسے پہاڑیاں بھی نعروں کا جواب دے رہی ہیں۔

مسلمانوں کی کثیر جمعیت دیکھ کر حضرت صدیق کا چہرہ فرط مسرت سے چمکنے لگا انھوں نے دعا مانگی۔

"اے پروردگار! انھیں صبر عطا کر ان کی مدد کر اور انھیں دشمن کی دست برد سے محفوظ رکھ"

حضرت صدیق نے یزید بن ابی سفیان کو ایک ہزار مجاہدین اسلام پر سردار مقرر کر کے انھیں علم دیا اور قبیلہ بنی عامر کے ایک مشہور شہسوار اور بہادر شخص ربیعہ بن عامر کو ایک ہزار سواروں پر افسر مقرر کر کے انھیں بھی ایک علم دیا اور انھیں یزید بن ابی سفیان کے ماتحت کر دیا ان دونوں سرداروں کو کوچ کا حکم دیا۔

لشکر الٰہی کا کوچ

مجاہدین اسلام جلد جلد مسلح ہو گئے۔ یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر بھی مسلح ہوئے اور دونوں مع اپنے اپنے لشکر کے حضرت صدیق کی خدمت میں آئے اور رخصت کی اجازت طلب کی۔

حضرت صدیق ان کے ساتھ پاپیادہ انھیں رخصت کرنے کے لئے چلے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلعم ہم گھوڑوں پر سوار ہیں اور آپ پیادہ ہیں ہمیں شرم معلوم ہو رہی ہے اور خوف ہے کہیں ہم پر اللہ کا غضب نازل نہ ہو جائے یا تو آپ سوار ہو جائیں یا ہمیں سواری سے اترنے کی اجازت دیں۔

حضرت صدیق نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ ہونے دوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس پیادہ روی کے اجر کی امید رکھتا ہوں۔

چنانچہ حضرت صدیق اسی طرح ثنیۃ الوداع تک گئے؛ وہاں پہنچ کر انھوں نے تمام مجاہدوں کو نصیحت و وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

مسلمانو! جب تم کوچ کرو تو تیز روی سے نہ چلنا۔ ملے جلے رہنا۔ اہم معاملات میں مشورہ کر لیا کرنا۔ عدل و انصاف کرنا، کبھی اور کسی پر ظلم و ستم نہ کرنا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا کہ ظالم کبھی دشمن پر فتحیاب نہیں ہوتا۔

جب تم دشمن پر فتح پاؤ تو کمسن بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور تارک الدنیا لوگوں کو قتل نہ کرنا۔ کھجوروں اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، کھیتوں کو نہ جلانا بلا وجہ جانوروں کو ذبح نہ کرنا کفار سے جو عہد و اقرار کرو اسے پورا کرنا بے وفائی ہرگز

نہ کرنا۔ صلح پر قائم رہنا۔ دشمنوں کی کثرت سے اندیشہ نہ کرنا۔ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہ ہونا نماز برابر پڑھتے رہنا۔ دشمنوں کے سامنے تین باتیں پیش کرنا یا تو وہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دیں یا لڑیں ان کی حفاظت کرنا میں نے تمہیں نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر دیا اب تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت صدیق نے یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر سے مصافحہ کیا اور فرمایا۔ تم بنی اصفر (عیسائیوں) پر اپنی شجاعت و بزرگی ظاہر کرنا۔ دونوں نے انشاء اللہ کہا اور معہ لشکر کے روانہ ہوئے حضرت صدیق مع اپنے ساتھیوں کے مدینہ طیبہ میں واپس لوٹ آئے۔

یزید بن ابی سفیان نے مدینہ سے کچھ دور چل کر چلنے میں تیزی کی۔ حضرت ربیعہ نے انھیں ٹوکتے ہوئے کہا۔ ''یہ تم کیا کرنے لگے ہو ــــ اس تیزی سے چلنا خلیفہ رسول کے حکم کے خلاف ہے۔''

حضرت یزید نے کہا ــــ میری شتاب روی کی یہ وجہ ہے کہ حضرت صدیق نے جس طرح ہمیں روانہ کیا ہے اسی طرح ہمارے پیچھے اوروں کو روانہ کریں گے میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم ملک شام میں پہنچیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا فرمائے اس سے تین باتیں حاصل ہوں گی اول خدا اور رسول اللہ صلعم کی خوشنودی دوسرے خلیفہ کی رضامندی، تیسرے مال غنیمت کا ملنا۔''

ربیعہ نے کہا۔ چلو تم جس طرح چاہو زور و قوت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

یہ لشکر الٰہی وادی قریٰ کی جانب روانہ ہوا تاکہ تبوک اور جابیہ کے راستہ سے دمشق پہنچ جائے

ہرقل اعظم کی جنگی تیاری

ہرقل اعظم کو یہ خوف تھا کہ عربوں نے کروٹ لی ہے وہ غفلت کی نیند سے بیدار ہو گئے ہیں ان میں وہ نبی پیدا ہو چکے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی وہ اپنے سفیر (حضرت حارث) کا قصاص ضرور لیں گے اسی لئے وہ جنگی تیاریاں کر رہا تھا اس کا قصد عرب پر حملہ آور ہونے کا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے یہ نہایت ہی دانش مندی کی کہ لشکر اسلام کو ملک شام کی طرف روانہ کر دیا اس خبر سے وہ خائف ہو گیا چنانچہ اس نے ایک روز امراء وزراء اعیان سلطنت اور اکابر قوم کو جمع کر کے کہا ــــ اے قوم بنی اصفر جب تک تم شریعت عیسوی پر قائم رہے

انجیل کے احکام پر عمل کرتے رہے اس وقت تک جس بادشاہ نے ملک شام پر حملہ کیا تم اس پر غالب رہے کسریٰ ابن ہرمز نے عظیم الشان فارسی لشکر لے کر تم پر چڑھائی کی لیکن اس نے ہزیمت اٹھائی ترکوں نے تم پر یورش کی انھوں نے شکست پائی قوم جرامقہ کو تم نے بھگا دیا۔ لیکن جب سے تم نے مذہب عیسوی میں تغیر و تبدل کیا۔ ظلم و ستم کرنے لگے اس وقت سے تم میں کمزوری آ گئی خدا تم سے ناخوش ہو گیا۔ اب تم پر عرب حملہ آور ہوئے ہیں وہ عرب جن کو ہم ایسا کمزور اور ایسی پسماندہ قوم سمجھتے تھے جن کی بابت کبھی یہ خیال نہیں تھا کہ وہ ہم پر چڑھائی کریں گے کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ان عربوں کو ان کے پیغمبر کے خلیفہ نے ہماری طرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ ہمیں ملک شام سے نکال کر اس پر قبضہ کریں۔ کیا تم اپنا ملک مسلمانوں کے حوالے کر دو گے؟

سب نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ آپ ہمیں ان کے مقابلے پر روانہ کریں ہم انھیں ہزیمت دیکر بھگا دیں گے اور ان کے شہر مکہ میں جا کر ان کے کعبہ کو کھود ڈالیں گے۔

اکابر قوم کا یہ جواب سن کر ہرقل اعظم کو بڑی خوشی ہوئی اس نے آٹھ ہزار لشکر اپنی فوج سے علیحدہ کیا اور دو دو ہزار کے چار دستے بنا لئے۔ ایک دستہ پر باطلیق کو دوسرے پر اس کے بھائی جرجیس کو تیسرے پر ترطہ کے حاکم لوقا بن تمعان کو اور چوتھے پر غزہ اور عسقلان کے والی صلیبا کو سردار مقرر کیا۔

یہ چاروں نہایت بہادر اور مشہور زمانہ تھے انکی شجاعت ضرب المثل تھی۔ پادری اور راہب انھیں لے کر گرجہ میں گئے۔ انھوں نے نماز نصرت پڑھی ان کی فتحیابی کی دعا مانگی۔ خوشبو جلا کر اس کی انھیں دھونی دی ماء معمودیہ ان پر چھڑکا۔

ان تمام مراسم کے ادا ہونے کے بعد یہ چاروں سردار اپنے لشکر لے کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے انھوں نے چند نصرانی عربوں کو رہبری کے لئے ساتھ لے لیا۔

صلیب پرستوں اور مسلمانوں کا پہلا معرکہ

یزید بن ابی سفیان مع لشکر موحدین کے رومیوں (عیسائیوں) کے آنے سے تین دن پہلے تبوک میں آ گئے تھے چوتھے روز وہ کوچ کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ رومی لشکر وہاں پہنچا۔ غبار کو دیکھتے ہی مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ یزید نے جلدی سے ایک ہزار صحابہ رسول اللہ صلعم کو کمیں گاہ میں چھپا دیا اور ربیعہ کو ان پر بطور سردار رکھا

اور خود ایک ہزار سواروں کو لے کر میدان میں نکلے اور صفیں مرتب کرنے لگے۔
جب وہ لشکر کو ترتیب دے چکے تب انھوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے گروہ مجاہدین! تم سب اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کا وعدہ فرمایا ہے اکثر لڑائیوں میں فرشتوں نے تمہاری اعانت کی ہے اور قرآن شریف میں ارشاد کیا ہے۔
كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
یعنی اللہ کے حکم سے اکثر تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
مسلمانو! یہ تمہارا پہلا لشکر ملک شام میں جہاد کے لئے آیا ہے تمہارے بعد اور لشکر بھی آنے والے ہیں تم صبر و استقلال اور جرأت و ہمت سے قوم بنی اصفر کا مقابلہ کرو انشاء اللہ خدا تمہاری مدد کرے گا اور تم فتحیاب ہو گے۔
ادھر یزید بن ابی سفیان نصیحت سے فارغ ہوئے ادھر رومی لشکر نمودار ہوا انھوں نے جب مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت دیکھی تو شیر ہو گئے ایک دوسرے سے استہزا کے طور پر کہنے لگے ۔۔۔ "اسی جمعیت پر یہ لوگ تمہیں تمہارے ملک سے نکالنے آئے ہیں بس تم انھیں ادا اور بھاگنے نہ دو۔ صلیب سے مدد چاہو اس کی برکت سے ضرور فتح ہوگی۔
رومیوں نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا اور جوش سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اصحاب رسول صلعم بھی مقابلے میں آ گئے جنگ شروع ہو گئی رومیوں کی تعداد زیادہ تھی وہ مسلمانوں پر چھا گئے مگر مسلمان نہایت بہادری اور استقلال سے لڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ربیعہ بن عامر ایک ہزار مجاہدین کو ساتھ لے کر کمین گاہ سے نکلے اور بلند آواز سے تکبیر یں کہتے دوڑ بڑھتے عربی گھوڑوں کو دوڑاتے آئے اور نہایت تیزی سے رومیوں پر حملہ آور ہوئے انھوں نے تلواروں کی دھاروں پر عیسائیوں کو رکھ لیا مسلمانوں کی اس ہمت کو دیکھ کر عیسائیوں کے دل ٹوٹ گئے ہمتیں پست ہو گئیں ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و خوف چھا گیا
باطلیق اپنے سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب دے رہا تھا ربیعہ نے دیکھ لیا وہ سمجھ گئے کہ وہی رومی سردار ہے وہ اس کی طرف جھپٹے اور اس کے پاس پہنچ کر اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کے سینے کو توڑ کر دوسری جانب جا نکلا وہ بری طرح ڈکرایا اور مردہ ہو کر گرا۔
یہ کیفیت دیکھتے ہی رومی بدحواس ہو گئے وہ ایک دم شور کر کے بھاگ نکلے۔

اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو فتح و نصرت عطا فرمائی - اس معرکہ میں دو ہزار دو سو رومی مارے گئے اور ایک سو بیس مسلمان شہید ہوئے۔

عیسائی سفیر کچھ دور تو عیسائی سراسیمگی کی حالت میں بھاگے چلے گئے لیکن دور جا کر رکے باطلیق کے مارے جانے کا اس کے بھائی جرجیس کو بڑا صدمہ ہوا تھا اس نے رومی سپاہیوں اور افسروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ کس قدر افسوس ہے کہ تم مسلمانوں کی تھوڑی سی جمعیت سے شکست کھا کر بھاگے جاتے ہو۔ ہرقل اعظم کو کیا منہ دکھاؤ گے جب وہ سنیں گے کہ تھوڑے سے مسلمانوں نے تمہارے بہادر سپاہیوں کی لاشوں سے زمین کو بھر دیا اور تمہارے سر برآوردہ لوگوں کو مار ڈالا تو وہ تمھیں کیا کہیں گے۔ مجھے اپنے بھائی باطلیق کے مارے جانے کا سخت صدمہ ہے تم اگر بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ ـــ میں ہرگز نہ بھاگوں گا۔ مسلمانوں سے اپنے بھائی کا انتقام لوں گا۔

اس کی یہ تقریر سن کر عیسائیوں کو ہوش آیا انھوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی جنگ کی ترغیب دی ـــ سب اسی جگہ مقیم ہو گئے جہاں وہ پہنچ گئے تھے ـــ جب انھوں نے خیمے نصب کر لیے تو جرجیس نے ایک نصرانی کو جس کا نام قداح بن واصلہ تھا مسلمانوں کے کیمپ میں بطور سفیر روانہ کیا۔

قداح نے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ کر کہا۔ ہمارے سردار نے ایک بزرگ و عاقل مسلمان کو طلب کیا ہے جس سے یہ معلوم کریں کہ مسلمان کیا چاہتے ہیں۔

ربیعہ بن عامر قداح کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے ـــ یزید بن ابی سفیان نے ان سے کہا: "تم نہ جاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ عیسائی تمہارے ساتھ بیوفائی نہ کریں اس لئے کہ کل تم نے ان کے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا ہے۔

ربیعہ نے کہا۔ مسلمان کو کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا۔ (یعنی اے نبی) کہدو کہ ہمیں وہ پہنچے گا جو اللہ نے لکھ دیا ہے وہی ہمارا صاحب ہے: البتہ تم رومیوں کی طرف نگاہ رکھنا اگر وہ میرے ساتھ فریب اور بیوفائی کریں اور میں ان پر حملہ کر دوں تو تم بھی فوراً حملہ کر دینا۔

یزید خاموش ہو گئے۔ ربیعہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سلام علیکم کہہ کر دشمن کی طرف چلے۔

پیغام حق جب ربیعہ عیسائیوں کے لشکر میں داخل ہو کر جرجیس کے خیمہ کے قریب پہنچے تو قداح نے کہا: "شاہی خیمہ کی تعظیم کر کہ گھوڑے سے اتر جاؤ۔" ربیعہ نے کہا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں عزت سے ذلت اختیار کر دوں میں دروازہ خیمہ کے سوا کہیں نہ اتروں گا۔ اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو میں ابھی واپس لوٹا جاتا ہوں کیونکہ ہم نے تمہارے پاس پیغام نہیں بھیجا بلکہ تم ہمارے پاس پیغام لے کر آئے تھے۔

قداح نے رومیوں سے یہ حال بیان کیا انھوں نے کہا: "اعرابی اپنے کلام میں سچے ہیں وہ جس طرح آئیں آنے دو۔"

چنانچہ ربیعہ گھوڑے پر سوار چلتے رہے۔ شاہی خیمے میں پہنچ کر وہ اترے خیمے میں داخل ہوئے اور گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لے زمین پر بیٹھ گئے۔

جرجیس نے ان سے کہا: "اے عربی برادر! ہم خوب جانتے تھے کہ تم ضعیف اقوام میں سب سے کمزور قوم ہو کبھی ہمیں یہ خدشہ بھی نہیں گزرا تھا کہ تم ہم سے لڑ سکو گے تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

ربیعہ نے جواب دیا۔ تم نے سچ کہا۔ ہم پسماندہ قوم تھے لیکن خدا نے ہم میں نبی بھیجا اب ہم دنیا کی بہترین قوم ہو گئے ہیں ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ یا تو تم مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو۔ ورنہ تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔ جرجیس تم ملک فارس پر کیوں حملہ نہیں کر دیتے ہم سے راہ و رسم اور دوستی رکھو اور ایران پر چڑھ جاؤ۔

ربیعہ۔ تم نے ہمارے سفیر کو قتل کیا ہے۔ تم ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کرتے رہے ہو۔ ہم تم پر ہی حملہ آور ہوئے ہیں۔

جرجیس۔ اچھا تم ہم سے صلح کر لو۔ ہم تمہارے ہر سپاہی کو ایک دینار اور ایک وسق غلہ (بار شتر) تمہارے لشکر کے سوار کو ایک سو دینار اور دس وسق غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور ایکسو وسق غلہ دیں گے لیکن اس بات کی لکھت پڑھت ہو جائے کہ نہ تم ہم پر حملہ کرو نہ ہم تم پر حملہ کریں۔

ربیعہ۔ ہم اس بات کو نہیں مان سکتے ہماری شرائط وہی ہیں جو میں بیان کر چکا ہوں

جرجیس۔ ہم اسلام قبول نہیں کر سکتے۔ جزیہ دینے سے مرجانا اچھا سمجھتے ہیں جنگ کی دھمکی سے ہم مرعوب نہیں ہو سکتے۔ ہم لوگ بڑے جنگ جو ہیں۔ ہماری قوم میں ایسے ایسے بطارقہ اور عمالقہ ہیں جو تلوار کے دھنی ہیں جن کی نیزہ بازی مشہور ہے۔ کیا تمہارے نبی پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہے۔

ربیعہ۔ ہاں بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل ہوئی تھی اس کتاب کا نام قرآن شریف ہے۔

جرجیس نے ایک دربان سے کہا: "سقیلہ کے پادریوں کو حاضر کرو تاکہ امور دین میں اس عربی برادر سے گفتگو کریں۔

ہرقل اعظم نے یوں تو کئی پادری دعائے برکت دینے کے لیے لشکر کے ساتھ روانہ کئے تھے لیکن ایک ایسے پادری کو بھی بھیجا تھا جو دین نصرانیت کا زبردست عالم تھا وہ اور چند دیگر پادری وہاں آگئے۔

مناظرہ

جرجیس نے پادری سے کہا۔ اے مقدس باپ اس مرد اعرابی سے ان کے مذہب کے متعلق دریافت کرو۔

پادری نے ربیعہ سے کہا۔ "اے اعرابی ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک عرب میں ایک بنی ہاشم قریشی پیدا کرے گا ان کی نبوت کی علامت یہ ہوگی کہ خالق ارض وسما انھیں آسمان پر بلائے گا کیا تمہارے نبی آسمان پر گئے تھے۔

ربیعہ۔ ہاں۔ رسول اللہ صلعم کو معراج ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے خود قران شریف میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ میں رات ہی رات میں لے گیا۔ اس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں۔

پادری۔ کیا ان کی امت پر ایک مہینے کے روزے فرض کئے گئے ہیں؟"

ربیعہ۔ جی ہاں۔ اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ یعنی تم پر روزے رکھنا اسی طرح فرض ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا تھا جو تم سے پہلے تھے۔"

پادری - کیا یہ بات بھی ہے کہ ان کا امتی جو ایک نیکی کرے گا اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو ایک برائی کرے گا اس کی ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

ربیعہ :- ایسا ہی خدا نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا۔ یعنی جو ایک نیکی کرے گا اس کے عوض دس نیکیاں ہیں اور جو ایک برائی کرے گا اس کے لئے اس کی مثل ایک برائی ہے۔

پادری :- کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

ربیعہ - جی ہاں - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا - یعنی اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

پادری نے جرجیس سے مخاطب ہو کر کہا - جن نبی کے زمین سعدیہ میں مبعوث ہونے کی بشارت دی جاتی رہی ہے وہ بھی نبی تھے جو عرب میں پیدا ہو چکے۔

عیسائیوں کی وحشیانہ حرکت

عین اس وقت ایک دربان نے جرجیس سے کہا اے بادشاہ یہ وہی بدوی عرب ہے جس نے آپ کے بھائی بطلیق[1] کو مار ڈالا ہے۔

یہ سنتے ہی جرجیس غصے سے سرخ ہو گیا اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں اس نے تلوار میان سے نکال لی اور ربیعہ پر حملہ کرنا چاہا۔ ربیعہ تاڑ گئے وہ بجلی کی طرح اٹھے اور تلوار کھینچ کر چیتے کی طرح جرجیس پر جا ٹوٹے انھوں نے ایک ہی ہاتھ میں اس کا سر اڑا دیا یہ کیفیت دیکھ کر بطارقہ ان پر جھپٹے۔ ربیعہ جلدی سے خیمے کے باہر نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے رومیوں نے اپنے سپاہیوں کو آواز دی کئی سپاہی ربیعہ پر حملہ آور ہوئے یزید بن ابی سفیان بیدان میں کھڑے دیکھ رہے تھے انھوں نے جب عیسائیوں کی وحشیانہ حرکت دیکھی تو بلند آواز سے پکار کر کہا یا اصحاب رسول اللہ صلعم عیسائیوں نے ربیعہ کے ساتھ بیوفائی اور غداری کی بس دو قدم تنی تلوار لیکر

---

[1] بطارقہ بطریق کی جمع ہے - کہتے ہیں رومی سلطنت میں بطریق ایک عہدہ تھا جس کے تحت دو ہزار سوار ہوتے تھے۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

ہاتھوں میں لے کر یہ سنتے ہی مسلمان دوڑ پڑے۔

خونریز جنگ مسلمانوں نے جھپٹ کر رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی بھی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ رومی اب بھی غالب تھے کیونکہ ان کی تعداد زیادہ تھی۔ لیکن مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے جب کہ ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ اس وقت مسلمانوں کا ایک اور لشکر وہاں آ گیا اس لشکر کے سردار شرجیل بن حسنہ رسول اللہ صلعم کے کاتب تھے۔ انھوں نے جب مسلمانوں کو مصروف جنگ دیکھا تو آتے ہی رومیوں پر حملہ کر دیا۔ اور ایسی تیغ زنی کی کہ عیسائیوں کی لاشوں سے میدان کو بھر دیا تھوڑی ہی دیر میں رومیوں کے تمام آدمی مارے گئے آٹھ ہزار سپاہیوں میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ بچا مسلمانوں نے عیسائیوں کے کیمپ پر چھاپہ مارا اور تمام مال اور اسباب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد یزید بن ابی سفیان نے شرجیل اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کی۔ شرجیل نے یزید اور ربیعہ سے مال غنیمت کے متعلق مشورہ لیا ان دونوں سرداروں نے کہا یہ پہلا مال غنیمت ہے جو خدا نے ملک شام میں عطا کیا ہے یہ سب خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے تاکہ اس سے وہاں کے مسلمانوں کو تقویت پہنچے۔

اس رائے کو تمام مسلمانوں نے پسند کیا چنانچہ تمام مال غنیمت شداد بن اوس کے ہمراہ مدینہ طیبہ کو روانہ کر دیا اور پانچ آدمی مال و اسباب کی حفاظت کے لئے انکے ساتھ کر دیے۔

تبلیغ جہاد حضرت شداد مال غنیمت لے کر جب مدینہ منورہ میں پہنچے اور مسلمانوں نے دیکھا تو انھوں نے خوش ہو کر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے۔ کے نعرے لگائے حضرت صدیق نے ان نعروں کی آوازیں سنیں انھوں نے دریافت کیا۔ کیا معاملہ ہے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ وہ مال غنیمت جو رومیوں سے جہاد میں ملا ہے آیا ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شداد بھی مع اپنے ہمراہیوں اور مال غنیمت کے آ پہنچے وہ سب سواریوں سے اتر کر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اول انھوں نے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی پڑھی پھر گنبد اقدس میں جا کر قبر رسول اللہ صلعم پر سلام کیا وہاں سے خلیفہ کے حضور میں آئے انھیں سلام کر کے بیٹھ گئے اور مسلمانوں کی موجودگی میں خلیفہ کو فتح کی مبارکباد دے کر رومیوں سے لڑائی کی تمام سرگذشت بیان کی۔

حضرت ابوبکر صدیق ان واقعات کو سن کر خوش ہوئے انھوں نے اس فتح کو اسلامی نصرت کے لئے نیک شگون خیال کیا وہ اللہ جل شانہ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔ سجدے سے سر اٹھا کر انھوں نے مسلمانوں سے استفسار کیا کہ یہ مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے یا اس سے مسلمانوں کا دوسرا لشکر آراستہ کیا جائے۔"

سب نے عرض کیا۔ کہ دوسرا لشکر آراستہ کرنا چاہیئے۔"

حضرت ابوبکر صدیق نے اسی وقت اہل مکہ کو جہاد کی ترغیب کے لئے ایک خط اس مضمون کا لکھا۔

یہ خط عبداللہ بن قحافہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام عبداللہ ہی تھا) کی طرف سے اہل مکہ اور حوالی مکہ ... کے نام ہے۔

حمد و صلاۃ کے بعد میں تمام مسلمانوں کو ترغیب دیتا ہوں کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص خدا کے دین کی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا اور جو اپنی جان بچائے تو خدا کو اس کی پرواہ نہیں ہے۔

مسلمانو! جنت کی طرف دوڑو جسے خدا نے مہاجرین مجاہدین انصار اور ان کے تابعین کے لئے تیار کی ہے اور خدا میرے لئے کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

حضرت صدیق نے اس خط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی اور اسے عبداللہ بن حذافہ کو دے کر مکہ جانے کا حکم دیا وہ اسی وقت روانہ ہوگئے حضرت صدیق نے اسی وقت ایک خط قوم ہوازن اور ثقیف کو بھی لکھا۔

عبداللہ بن حذافہ نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر لوگوں کو جمع کر کے خلیفہ کا خط پڑھ کر انھیں سنایا۔ وہاں کے اکابرین قوم نے جن میں سہیل بن عمرو۔ حارث بن ہشام — اور عکرمہ بن ابی جہل تھے کہا۔ "ہم نے دعوت جہاد قبول کی۔ جہاد سے بڑھ کر نیک کام کوئی نہیں خدا کی قسم ہمیں جہاد سے دنیا کی نیرنگیاں اور دلچسپیاں باز نہ رکھ سکیں گی — ہم ضرور خدا کے دین کی مدد کریں گے ہم اس معاملے میں سبقت کریں گے پیچھے نہ رہیں گے اگر ہم پیچھے رہ گئے تو ہمارا نام پچھلوں میں لکھا جائے گا۔"

اسی وقت لوگوں نے تیاری شروع کی مکہ میں جوش پیدا ہو گیا جمعیت فراہم ہونی شروع ہوئی۔ عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ بنی مخزوم سے چودہ آدمی سہیل بن عمرو کے ساتھ قوم عامر کے چالیس آدمی حارث بن ہشام اور مکہ کے دوسرے قبائل کے لوگ تقریباً پانچ سو جمع ہوگئے

یہ سب مدینہ روانہ ہوئے۔

ہوازن اور ثقیف کے قبائل بھی طائف میں رہتے تھے۔ وہاں جب خلیفہ کا خط پہنچا تو وہ بھی تیار ہو گئے۔ وہاں بھی جوش پیدا ہو گیا چار سو آدمی طائف سے مدینہ کی طرف چلے راستہ میں وہ مکہ کے مجاہدین سے مل گئے ان دونوں لشکروں کی تعداد نو سو ہو گئی ان لوگوں میں ایسا جوش تھا کہ ہر شخص کہتا تھا کہ میں خدا کے فضل سے نو سو کافروں کو کافی ہوں یہ دونوں لشکر مدینہ منورہ میں پہنچ کر مقام بقیع میں اترے حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے پاس حکم بھیجا کہ وہ وہاں سے جرف ۔ میں چلے جائیں چنانچہ یہ سب لوگ جرف میں جا کر مقیم ہو گئے۔

حضرت صدیق نے قبیلہ حضرموت اور قبیلہ کلاب کو بھی دعوت جہاد دی تھی۔ جب خلیفہ کا خط ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی کے پاس پہنچا تو انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کر کے کہا "اے قوم بنی کلاب! خلیفہ نے دعوت جہاد دی ہے۔ رومیوں سے مقابلہ ہے۔ دین محمدی کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پرہیزگاری اختیار کرو۔"

ایک بوڑھا شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا وہ اکثر ملک شام میں جا کر رومیوں کی شان شوکت دیکھ چکا تھا اس نے کہا۔ اے ضحاک! تم ہمیں ان رومیوں سے لڑنے کے لئے کہتے ہو جن کے پاس عزت، قوت، لشکر گھوڑے اور بے شمار سامان ہے۔ اہل عرب ان سے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم بھوکے ہیں، گر دا ہیں مفلس ہیں نہ ہمارے پاس گھوڑے ہیں نہ سامان ہے۔

ضحاک نے کہا: مجھے تمہاری باتیں سن کر بڑی حیرت ہوئی تم فتح کا انحصار ساز و سامان اور جمعیت پر سمجھ رہے ہو حالانکہ فتح اللہ کی طرف سے ہوتی ہے رسول اللہ صلعم کو جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ کثرت اور ہتھیاروں کی بہتات کی بنا پر نہیں ہوئیں۔ غزوہ بدر میں مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ لیکن دشمن کی اکثریت کام نہ آئی۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ جب رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا اور عنان خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ آئی تو تمام ملک عرب میں فتنے اٹھ کھڑے ہوئے بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہو گئے قبائل کے قبائل مرتد ہو گئے بہت تھوڑے مسلمان رہ گئے تھے لیکن ان تھوڑے مسلمانوں نے ہی عرب کے فتنہ کو دبا دیا۔ مرتدوں اور کافروں کا قلع قمع کر دیا۔ اس وقت تک تمہاری کوئی وقعت نہ ہوگی جب تک تم خدا کے مذہب کی حمایت نہ کرو۔ آل حمیر اور قبیلہ طے کی طرح جہاد نہ کرو۔

اے آل کلب! میں خدا کے نام پر تم سے اپیل کرتا ہوں کہ تم اپنی قوم کو سبک سر نہ کرو۔ خدا کے فضل سے تمہارا قبیلہ بڑا ہے تمہارے پاس گھوڑے اور ہتھیار دوسرے قبائل سے کہیں زیادہ ہیں۔

ضحاک کی اس تقریر نے آل کلاب کی آنکھیں کھول دیں وہ تیار ہو گئے بہت سے جوانمرد ضحاک کے ساتھ ہو گئے۔ ضحاک نے بہت سے گھوڑے اور اونٹ فالتو اس لئے اپنے ساتھ لے لئے تاکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نذر گزرانیں اور وہ ان جانوروں کو ان لوگوں کو دے دیں جن کے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ یہ سب لوگ روانہ ہو کر مدینہ میں پہنچے اسی وقت چار سو آدمی حضر موت کے بھی آ گئے ان لوگوں کو بھی جرف میں جانے کا حکم ہوا اور وہ وہاں جا کر مقیم ہو گئے۔

ان لشکروں کے آنے کی شہرت ہو گئی مہاجرین اور انصار کے لوگ بھی جہاد کی غرض سے ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔

جب مقام جرف لوگوں سے بھر گیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس تمام لشکر پر حضرت ابوعبیدہ کو سالارِ اعظم مقرر کیا اور اس لشکر کے دو حصے کر دیئے ایک فلسطین کے لئے اس پر حضرت عمرو بن العاص کو امیر مقرر کیا اور دوسرا ملک شام کے لئے لیکن عمرو بن العاص کو بھی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کا ماتحت کر دیا فلسطین میں اس لئے لشکر کی ضرورت پیش آئی کہ وہ دی اس طرف سے خروج کرنے والے تھے اب حضرت صدیق نے لشکر کے طلیعہ[1] پر کسی کو امیر مقرر کرنا چاہا۔ یہ بات سعید بن خالد بن سعید بن العاص کو معلوم ہوئی انھوں نے حضرت صدیق کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا خلیفہ رسول اللہ صلعم آپ کو یاد ہو گا کہ جب آپ نے ایک لشکر کا امیر طلیعہ میرے باپ کو مقرر کیا تھا تو بعض مسلمانوں نے اس معاملہ میں گفتگو کر کے انھیں معزول کرا دیا تھا۔ حالانکہ میرے باپ نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کیا تھا میں نے بھی اپنی جان کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی ہے اور آپ کی دعوت پر جہاد کے لئے آیا ہوں آپ مجھے لشکر طلیعہ کا امیر مقرر فرما دیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مجھے کوئی شخص جنگ میں عاجز نہ دیکھے گا۔

---

[1] طلیعہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو بڑے لشکر سے آگے دشمن کی خبر گیری کے لئے بھیجا جائے۔ (صادق)

حضرت ابوبکر صدیق نے انکی درخواست منظور کر لی اور انھیں دو ہزار سوار دل پہ
پر مقرر کر کے ایک علم انکے سپرد کر دیا اور لشکر طلیعہ کا سردار مقرر کیا۔

انشا حضرت عمر فاروق کو بھی ان کے امیر طلیعہ ہو جانے کا علم ہوا وہ حضرت ابوبکر
صدیق کی خدمت میں آئے اور فرمایا۔ مجھے سعید کی گفتگو معلوم ہو گئی ہے ان
کا خیال ہے کہ میں نے انکے باپ کی مخالفت کی حالانکہ بخدا یہ بات نہیں ہے میں نے انکے باپ
کی مخالفت نہیں کی۔ مگر ان کے مقابلے پر فرزانی کرنے کیلئے عمر ولد کرونگا انھوں نے قریب
نفس سے ایسی درخواست کی آپنے امیر بنا دیا کہ انھیں جہاد کا ثواب مل سکتا ہے

حضرت ابوبکر صدیق کو بڑا فکر ہوا۔ حضرت عمر سے انھیں محبت تھی اور وہ خوب جانتے
تھے کہ حضرت عمر مسلمانوں کے بہی خواہ ہیں ادھر وہ سعید کو امیر مقرر کر چکے تھے ان کا معزول
کرنا گوارا نہ تھا۔

وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تشریف لے گئے ان سے سب واقعہ کہا انھوں نے
فرمایا آپ کو اور سب مسلمانوں کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ عمر کو مسلمانوں اور اسلام کی
بھلائی مدنظر رہتی ہے انھیں کسی مسلمان سے عداوت نہیں ہے ان کے کہنے پر عمل کرنا
مناسب ہے۔

حضرت صدیق نے وہاں سے آتے ہی ابی اروی الدوسی کو سعید کے پاس یہ پیغام
دے کر بھیجا کہ علم واپس کر دو جب ابی اروی الدوسی سعید کے پاس پہنچے تو وہ اسی وقت
نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے ابی اروی الدوسی نے انھیں خلیفہ کا حکم سنایا انھوں نے علم
ابی اروی الدوسی کے حوالے کر کے کہا۔ خدا کی قسم میں اس سے بد دل نہ ہوں گا ملکہ کافروں
کے ساتھ پوری دلیری اور جوش سے لڑوں گا میں تحت نشان ابی بکر صدیق کے جہاد کرونگا
خواہ کسی کے ماتحت ہوں یہ اس لیے کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں قید کر دیا ہے
علم واپس آنے پر حضرت ابوبکر صدیق اس فکر میں تھے کہ کسے امیر طلیعہ مقرر کریں
عکرمہ بن ابی جہل اور حرث بن ہشام نے اپنی امارت کی خواہش ظاہر کی حضرت صدیق نے
حضرت عمر سے مشورہ لیا انھوں نے کہا یہ امیر تو مناسب نہیں ہے۔
حرث بن ہشام نے حضرت عمر سے کہا کہ جب ہم حالت کفر میں تھے تو تم ہمارے سلے
رہنما تھے اب حضرت نے ہمیں اسلام کی سعادت سے بہرہ اندوز کیا ہے ہمیں

اب بھی پاس قرابت نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرابت کی پاسداری کا حکم دیا ہے
عمر۔ بخدا مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ میں انھیں امارت کے لئے مقدم سمجھتا
ہوں جو پہلے ایمان لائے ہیں۔

سہیل بن عمرو نے کہا۔ یہ بات ہے تو خدا کی قسم ہم کبھی نافرمانی نہ کریں گے ہم نے
جس قدر جدوجہد اور جتنی مدت تک ایام جاہلیت میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ کی ہے
اس سے دوچند دشمنان دین کے ساتھ کریں گے۔

عکرمہ نے پکار کر کہا۔ "اے لوگو! میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر تمہارے سامنے
اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنا جان و مال اپنے ساتھیوں کی جانب راہ خدا میں قید کر دی
ہیں ہم کبھی جہاد سے نہ پھریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق کو جب ان کی باتیں معلوم ہوئیں تو انھوں نے دعا مانگی۔
اے میرے اللہ تو ان کی امید سے بہتر انھیں ثواب عطا فرما ان کی آرزوئیں بر لا۔ اور
انھیں ان کے کاموں کی اچھی اجرت مرحمت فرما۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے عمرو بن العاص بن وائل السہمی کو اپنے حضور
میں بلا کر انھیں ایک علم عطا کر کے اہل مکہ معظمہ و اہل طائف یعنی قبائل ثقیف ہوازن
اور بنی کلاب پر سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ فلسطین کی جانب روانہ ہو اور بغیر ابوعبیدہ بن
الجراح کے مشورے کے کوئی کام نہ کرو تم ان کے زیر علم اور ماتحت ہو۔

حضرت عمرو بن العاص حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا۔ "آپ جانتے ہیں کہ جب لڑائیوں
میں دشمنوں پر کس قدر سختی کرتا ہوں میرا صبر و استقلال مشہور ہے میری خواہش یہ ہے کہ
آپ خلیفہ سے سفارش کر کے مجھے ابوعبیدہ پر سردار مقرر کرا دیں۔ شاید اللہ تعالیٰ
میرے ہاتھوں سے بلاد شام کو فتح اور دشمنان دین کو ہلاک کرا دے۔"

حضرت عمر نے کہا۔ مجھے تمہاری بہادری صبر اور استقلال میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن میں
اس بات سے خوش نہ ہوں گا کہ تم ابوعبیدہ پر امیر مقرر ہو اس لئے کہ میرے نزدیک
ابوعبیدہ کا مرتبہ تم سے بڑھا ہوا ہے وہ سابق الایمان ہیں رسول اللہ صلعم ان کی بڑی
عزت کرتے تھے۔

عمرو۔ لیکن اگر میں ان پر امیر مقرر کر دیا جاؤں گا تو اس سے ان کا مرتبہ کم ہو جائے گا۔

حضرت عمر کو طرارہ آ گیا۔ انھوں نے کہا۔ افسوس ہے تم پر اے عمرو! تم دنیا کا مرتبہ اور بزرگی چاہتے ہو۔ خدا سے ڈرو آخرت کی بزرگی چاہو۔ عمرو: حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے نفس کا شکار ہو گیا تھا۔ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں۔ مجھے آخرت ہی کی بزرگی طلب کرنی چاہیئے۔

اسلامی لشکروں کی روانگی

حضرت عمرو بن العاص روانگی کے لئے تیار ہوئے اہل مکہ اور بنو کلاب ہوازن اور ثقیف وغیرہ ان کے گرد آ گئے۔ انھوں نے سعید بن خالد کو مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق وہاں آئے انھوں نے نصیحت و وصیت کے طور پر کہا۔ اے عمرو بن العاص! تم اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اس کی رضا جوئی چاہنا کسی وقت کی نماز قضاء نہ کرنا۔ کوئی نماز بے اذان نہ پڑھنا جب نماز کا وقت آئے اذان کہلانا۔ تاکہ تمہارے ساتھی سنیں اور نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ نماز جماعت سے پڑھنا لیکن جو کسی وجہ سے مجبور ہو اور اپنی قیام گاہ پر پڑھ لے اسے بھی ثواب ملے گا۔ اپنے ساتھیوں کو قرآن شریف پڑھنے کی تاکید کرتے رہنا تم اگر بات چھوڑ و غرور نہ کرنا کیں نے تمہیں سردار مقرر کیا ہے تمہارے ساتھیوں میں تم سے بلند رتبہ لوگ موجود ہیں ان کے مراتب کا لحاظ رکھنا۔ جیسے ہی شتاب روی نہ کرنا اپنے ساتھیوں کے خبر گیراں رہنا ان میں ضعیف بھی ہیں کمزور بھی ہیں سب کی نگرانی رکھنا۔ جب کسی امر کا قصد کرنا تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ لے لیا کرنا لشکر کی حفاظت کا معقول انتظام کرنا دشمنوں کی خبر لانے کے لئے جاسوس مقرر کرنا۔ تم اس راستہ سے نہ جانا جس سے یزید بن ابی سفیان ربیعہ بن عامر اور شرجیل گئے ہیں بلکہ ایلہ کے راستہ سے جانا اور فلسطین میں پہنچ کر جنگ کرنا لیکن اگر ابو عبیدہ کو ملک شام میں مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کرنا ۔۔۔ کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔ جو شخص خلاف شرع کوئی فعل کرے اس کو اس کی سزا دینا ۔۔۔ لڑائی میں صبر کرنا پیچھے نہ ہٹنا تاکہ دشمن تمہیں کمزور سمجھ کر طمع نہ کرے ۔۔۔ میں تمہیں نصیحت کر چکا۔ اب اللہ کے سپرد کرتا ہوں خدا کا نام لے کر کوچ کرو ۔۔۔"

حضرت عمرو بن العاص اور ان کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق کو سلام کر کے روانہ ہوئے یہ لشکر نو ہزار تھا جو عمرو بن العاص کے ساتھ فلسطین کی جانب روانہ ہوا۔ حضرت سعید بن خالد آگے آگے تھے ان کے ہاتھ میں علم تھا۔ علم کو جنبش دیتے جاتے اور اشعار رجز پڑھتے جاتے تھے۔

جس روز عمرو بن العاص روانہ ہوئے اس سے دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو مع تمام لشکر کے سرزمین جابیہ کی طرف روانہ کیا ان کے بعد حضرت صدیق نے حضرت خالد بن الولید کو بلا کر انھیں قوم بنی لخم اور جذام پر سردار مقرر کیا اور لشکر زحف کو بھی ان کے ساتھ کر دیا لشکر زحف میں نو سو سوار تھے ۔ یہ سوار نہایت بہادر تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اکثر غزوات میں شریک ہو چکے تھے حضرت صدیق نے حضرت خالد سے کہا ۔ "اے ابو سلیمان (حضرت خالد کی کنیت ہے) میں نے تمھیں اس لشکر پر سردار مقرر کیا ۔ تم فارس کی طرف روانہ ہو ۔ میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ملک ایران کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا تم خدا کا نام لے کر روانہ ہو حضرت خالد وہاں سے عراق کی جانب روانہ ہوئے ۔

حضرت ابوبکر صدیق کا قلق

جب حضرت ابوبکر صدیق نے اسلامی لشکروں کو ممالک شام و عراق کی جانب روانہ کر دیا ۔ اور دونوں لشکر کچھ دور چلے گئے تو حضرت صدیق مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے ۔ اس وقت ان کے چہرے سے غم و قلق کے آثار ظاہر تھے وہ بار بار اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کی فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے ۔ حضرت عثمان غنی نے ان سے دریافت کیا یا امیر المومنین آپ کس لئے غمگیں و حزیں ہیں ۔

حضرت صدیق نے فرمایا ۔ میں نے عرب کے جگر گوشوں کو ممالک شام و عراق کی طرف ڈھکیل دیا ہے ۔ ڈرتا ہوں کہیں کسی معرکہ میں مسلمانوں کو کوئی زخم نہ پہنچ جائے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو حشر کے روز خدا کو ابوبکر کیا جواب دے گا ۔

عثمان غنی نے تسلی دیتے ہوئے کہا ۔ "انشاء اللہ مسلمان فتحیاب ہوں گے خدا کی قسم مجھے کبھی کسی لشکر کی روانگی کی ایسی خوشی نہیں ہوئی تھی جیسی اس لشکر کی روانگی کی ہوئی ہے جو ملک شام کی طرف گیا ہے یہ خوشی اس وجہ سے اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملک شام کے فتح کا وعدہ فرمایا ہے ۔

حضرت صدیق ۔ تم نے سچ کہا ملک شام کی فتح یقینی ہے انشاء اللہ ہم ضرور روم و فارس پر غالب ہوں گے لیکن ہمیں یہ بات تو معلوم نہیں کہ ان ملکوں کی فتح کس وقت

ہوگی آیا اسی لشکر کے ہاتھ سے۔
عثمان غنی۔ یہ درست ہے مگر ہمیں خدا سے نیک گمان رکھنا چاہیئے۔

حضرت صدیق کا خواب اسی رات کو حضرت صدیق نے یہ خواب دیکھا کہ عمرو بن العاص اور ان کے ساتھی ایک دشوار گزار پشتہ پر پہنچ گئے۔ وہ راستہ تلاش کرتے ہیں لیکن انہیں ملتا۔ مسلمان پریشان ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص پشتہ پر چڑھ گئے اور اس طرح گھوڑا دوڑانے لگے جیسے وہ حملہ کر رہے ہوں وہ دفعتہً ایک سرسبز و شاداب زمین میں جا پہنچے۔ انھوں نے وہاں قیام کیا اور راحت حاصل کی۔

اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی انھوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب بیان کیا حضرت عثمان غنی نے کہا۔" تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ عمرو بن العاص اور ان کے ساتھیوں کو مشرکین کے ساتھ جنگ میں کچھ مشقت اٹھانی پڑے گی لیکن انشاء اللہ فتح مسلمانوں کو حاصل ہوگی حضرت صدیق نے کہا خود میرا بھی یہی خیال ہے۔"

ہرقل اعظم کا اضطراب عہد جاہلیت سے عرب متنصرہ (وہ عرب عیسائی ہوگئے تھے) ملک شام سے گیہوں روغن زیتون نقی اور انجیر وغیرہ لاکر مدینہ منورہ میں بیچا کرتے تھے۔ زمانۂ اسلام میں بھی وہ بدستور تجارت کرتے تھے جس وقت حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمرو بن العاص کو فلسطین کی طرف روانہ کیا تو کئی نصرانی عرب تجارت کے سلسلے میں وہاں آئے تھے وہ فوراً ملک شام کی جانب روانہ ہوگئے اور انھوں نے ہرقل اعظم کے حضور میں پہنچ کر مسلمانوں کی لشکر کشی اور تبوک کے مقام پر عیسائیوں کے مارے جانے کا حال بیان کیا۔ ہرقل اعظم کو سخت اضطراب لاحق ہوا اس نے اکابر قوم اور معززین شہر کو جمع کر کے کہا۔" اے صاحبان صلیب وہ وقت آگیا جس کا ذکر میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی تم سے کیا تھا کہ مسلمانوں کے سفیر کا خون بہا ادا کر دو تم نے نہ مانا ان سے لڑائی شروع کردی اب مسلمان تمہارے ملک پر حملہ آور ہوئے ہیں مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں میرے تخت گاہ کے مالک نہ ہو جائیں تمہارا وہ لشکر جو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا تبوک کے مقام پر مارا گیا۔

یہ سنتے ہی رومی رونے لگے - رومی شہنشاہ ہرقل اعظم نے کہا رونا چھوڑ دو کہ یہ عورتوں کا کام ہے میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ تم لوگ عیش پسند کاہل اور بزدل ہو گئے ہو تم نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے تم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اسی وجہ سے میں نے ابھی تک وہ لشکر فلسطین روانہ نہیں کیا جو عرصہ ہوا تیار کر لیا تھا اگر تم نے اب بھی خودداری نہ کی اپنے مذہب، اپنی اولاد اپنے ملک، اور اپنی دولت کے لئے مسلمانوں سے جرأت و استقلال کے ساتھ نہ لڑے تو تمہارا ملک اور تمہاری دولت پر مسلمان قابض ہو جائیں گے ـــ تمہارے بچوں کو غلام اور تمہاری بیویوں کو کنیزیں بنالیں گے۔

لوگوں نے کہا - ہم آخری دم تک لڑیں گے - اپنی زندگی میں مسلمانوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دیں گے ؛

ہرقل اعظم سے اس کے وزیر نے کہا: اکابرین قوم کی یہ خواہش ہے کہ جن لوگوں نے خبریں بیان کی ہیں ان کی زبان سے ہم یہ حالات سنیں"

چنانچہ ہرقل اعظم نے ایک عرب نصرانی کو جو قوم طئے سے تھا طلب کیا جب وہ آگیا تو اس سے پوچھا تمھیں مدینہ منورہ چھوڑے ہوئے کتنا عرصہ گزرا ---؟

اعرابی نے جواب دیا - پچیس روز ہوئے -

ہرقل اعظم - مسلمانوں کا بادشاہ (خلیفہ) کون ہے -

اعرابی ... ابوبکرؓ ہے اسی نے اپنا لشکر تمہارے ملک میں روانہ کیا ہے۔

ہرقل اعظم - تم نے ابوبکر کو دیکھا ہے -؟

اعرابی - ہاں دیکھا ہے - وہ بے تکلف بازاروں میں پھرتا ہے خود خرید و فروخت کرتا ہے اور مسلمانوں کی طرح اپنے تمام کام خود کرتا ہے اس نے مجھ سے ایک چادر چار درہم کی خریدی تھی اسے اپنے شانے پر ڈال کر چل دیا تھا۔

وزیر - عجب ہے بادشاہ بھی ایسے ہوتے ہیں جو اپنا کام خود کریں -

اعرابی - مسلمانوں کا بادشاہ ایسا ہی ہے اور مسلمانوں کی طرح وہ بھی معمولی کپڑے پہنتا ہے مسلمانوں میں ملا جلا رہتا ہے۔ رعایا کی نگرانی کرتا ہے کمزور کا حق زوردار سے دلاتا ہے حق و انصاف کے معاملے میں اس کے نزدیک کمزور اور زوردار برابر ہیں مسلمان اس کی بڑی عزت کرتے ہیں ؛

ہرقل اعظم ۔ اس کا حلیہ کیسا ہے۔"

اعرابی ۔ اس کا قد لانبا ہے رنگ گندم گوں ہے ۔ دونوں رخسارے پتلے اور ہلکے ہیں۔ دانت ہموار سفید اور بہت اچھے ہیں خوش زبان اور خوش بیان ہے ۔

ہرقل اعظم ۔ حضرت مسیح کی قسم وہی خلیفہ ہیں۔ ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد وہی دین و مذہب کا کام کریں گے مگر ہماری کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے بعد ایک اور شخص متولی ہوں گے ۔ وہ مثل شیر غضبناک کے ہوں گے ان کے ہاتھوں سے ہماری قوم کو سخت نقصان پہنچے گا ہماری جلا وطنی انھیں کے ہاتھوں سے عمل میں آئے گی ۔

اعرابی ۔۔۔ میں نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے وہ ہر وقت ابوبکر کے ساتھ ساتھ رہتا ہے کبھی جدا نہیں ہوتا ۔

ہرقل اعظم ۔ میں نے چاہا تھا کہ مسلمانوں کو رضامند کر لیا جائے لیکن قوم نے نہ مانا اس سے میرا مقصد قوم کی فلاح اور بہبودی تھا وہ وقت قریب ہے جب رومی ملک سوریہ سے نکال دیئے جائیں گے ۔

اس کے بعد ہرقل اعظم نے ایک سونے کی صلیب منگائی اور اپنے ایک مشہور سردار رومیل کے حوالے کر کے اسے ایک لاکھ فوج پر افسر مقرر کر کے کہا ۔ تم یہ عظیم الشان لشکر لے کر فلسطین جاؤ اور وہاں عربوں کو آنے سے روکو وہ سرزمین فراخ میوہ دار اور سر سبز شاداب ہے شہر نفیس اور عمدہ ہے اس سے ہماری عزت ہے ۔ مسلمان وہاں نہ آنے پائیں ۔

رومیل اسی دن مع لشکر کے اجنادین کی طرف روانہ ہو گیا ۔

مسلمانوں کا تذبذب حضرت عمرو بن العاص ارض فلسطین میں پہنچ کر سرسبز و شاداب مقام پر اترے تھے لمبا سفر کرنے کی وجہ سے کچھ جانور لاغر اور کمزور ہو گئے تھے میدان میں چگ چر کر توانا اور موٹے تازے ہو گئے ۔ مسلمان بھی سستائے ۔ ایک روز عمرو بن العاص نے بعض صحابہ کو مشورے کے لئے بلا یا ابھی وہ مشورہ کر رہے تھے کہ عامر بن عدی وہاں آ گئے اس عامر کے کئی عزیز و اقارب ملک شام میں تھے عامر کے چہرے سے خوف مترشح تھا ۔ عمرو بن العاص نے ان سے دریافت

کیا۔ "اے ابن عدی! تمہارے خوف و انتشار کی کیا وجہ ہے؟"

عامر نے جواب دیا۔ "میرے پیچھے بے شمار رومی لشکر آرہا ہے ان کے گھوڑے تنومند ہیں۔ جس زمین پر چلتے ہیں زلزلہ ڈال دیتے ہیں — درختوں کو پھاڑ ڈالتے ہیں سبزہ کو روند دیتے ہیں۔

عمرو بن العاص نے کہا۔ "اے عامر تم نے تو اپنے بیان سے مسلمانوں کے دلوں میں خوف بھر دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دشمنوں پر مدد چاہتے ہیں کچھ اندازہ کیا کس قدر لشکر ہے؟

عامر۔ میں نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تھا۔ وہ پہاڑ کے دامن میں جو وادیٔ الاحمر کے نام سے مشہور ہے فروکش تھے تمام وادی آدمیوں اور جانوروں سے بھری ہوئی تھی۔ نشان نیزے اور چھلیں چمک رہی تھیں میرے اندازہ میں ایک لاکھ آدمی ہوں گے۔

عمرو بن العاص نے صحابہ سے مخاطب ہو کر کہا آپ نے عامر کی باتیں سنیں ہم صحابۂ رسول اللہ ہیں۔ موت سے نہیں ڈرتے۔ شہادت عین تمنا ہے جو شہید ہوگا سعادت دنیک بختی حاصل کریگا اس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

لوگوں نے مشورے دینے شروع کئے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق رائے دینے لگا۔ چند عربوں نے کہا۔ "آپ ہمیں سب کو لے کر جنگل میں چھپ جائیں جب وہ ہماری طرف سے غافل ہو جائیں تو ہم اچانک نکل کر ان پر حملہ کردیں یقین ہے وہ پراگندہ ہو کر بھاگ نکلیں گے۔

سہیل بن عامر نے کہا۔ "یہ مشورہ تو نہایت بزدلی کا ہے عاجز فرد ایسا کرتے ہیں۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق نے کہا۔ "خدا کی قسم ہم دشمنوں سے ڈر کر نہ چھپیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے — بلکہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کریں گے جس کا جی چاہے مقابلے کے لئے آگے بڑھے۔ اور جس کا جی چاہے واپس لوٹ جائے — اور جو شخص واپس لوٹ جائے گا موت اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔"

حضرت عمرو بن العاص نے کہا۔ "اے بیٹے فاروق کے واللہ کیا اچھی بات تم نے کہی ہے گویا تمہیں میرے دل کا بھید معلوم ہوگیا۔ بخدا میرے دل میں بھی یہی بات تھی میں تمہیں فوج کے کچھ حصہ پر سردار مقرر کرتا ہوں تم بطور طلیعہ کے آگے بڑھ کر دشمن کے لشکر کی مفصل خبر

عبداللہ۔ "مجھے منظور ہے خدا کے فضل سے میں اپنی جان کے ساتھ بخیل نہیں ہوں۔
عمرو بن العاص نے ایک نشان بنا کر عبداللہ بن عمر فاروق کو دیا اور ایک ہزار سوار قوم بنی کلاب اور اہل طائف اور ثقیف کے ان کے ساتھ کر دیئے۔ حضرت عبداللہ ان سواروں کو لے کر چلے اور ایک دن اور رات چلتے رہے صبح کے وقت انھوں نے فاصلے پر گرد اڑتی ہوئی دیکھی حضرت عبداللہ نے کہا یہ غبار لشکر کی آمد کو ظاہر کرتا ہے۔ میرا گمان ہے کہ رومیوں کا لشکر طلیعہ ہے۔

چند پرجوش جوانوں نے حضرت عبداللہ سے کہا۔ " آپ اجازت دیں ہم دوڑ کر دیکھیں کہ یہ گرد کیسی ہے۔

عبداللہ۔ نہیں ہمارا اس موقع پر ایک دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں ہے۔
ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غبار قریب آ کر پھٹا اور اس میں سے رومی لشکر نمودار ہوا۔ دس علم تھے۔ ہر علم کے تحت میں ایک ہزار سوار تھے گویا دس ہزار رومی تھے یہ لشکر رومیوں کے بڑے لشکر کا طلایہ تھا۔

اس لشکر کو دیکھتے ہی عبداللہ بن عمر فاروق نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا مسلمانو! اس کافروں کو مہلت نہ دو یہ تمہارے ہی مقابلے کے لئے آئے ہیں خدا تمہاری مدد کرے گا اور انشاءاللہ تم ہی فتحیاب ہو گے۔

تم شہادت کے خواہش مند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت تلوار کے سایہ میں ہے۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے تلواریں سونت لیں اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ بلند آواز سے پڑھ کر حملہ کر دیا سب سے پہلے عکرمہ بن ابی جہل نے حملہ کیا ان کے بعد سہیل بن عمرو حملہ آور ہوئے اور ان کے بعد ضحاک بن ابی سفیان نے حملہ کیا ان کے پیچھے مہاجرین اور انصار حملہ آور ہوئے ہر جانب تلواریں اور نیزے دلوں سے سخت حملہ کرتی تھیں مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ تمام رومی لشکر جنبش میں آ گیا حضرت عبداللہ بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کی چکی تیزی سے گھوم رہی تھی شعلۂ جنگ بھڑک اٹھا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک رومی سوار جو بڑے ڈیل ڈول کا تھا دائیں بائیں گھوڑا دوڑاتا پھرتا تھا اس کے چہرے سے گھبراہٹ اور نامردی

کے آثار ظاہر تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہی رومی لشکر کا سردار ہے وہ بھاری ڈیل ڈول کا شل مست اونٹ کے تھا میں نے اس پر حملہ کیا اس نے نیزے سے مجھ پر وار کیا۔ میں نے اپنا نیزہ ڈال دیا اور تلوار نکال کر اس کے نیزے پر ماری۔ نیزہ کا پھل کٹ کر دور جا گرا چوب اس کے ہاتھ میں رہ گئی میں نے تلوار کا دوسرا وار کیا خدا کی قسم مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے میں نے پتھر پر تلوار ماری مجھے خوف ہوا کہ میری تلوار ٹوٹ گئی لیکن تلوار بدستور باقی تھی اور دشمن خدا کا کام ایک ہی اسی ضرب سے تمام ہو گیا تھا میں نے تلوار کا ایک اور ہاتھ مارا اور وہ مردہ ہو کر گرا میں نے اس کی زرہ ہتھیار اور اسباب وغیرہ لے لیا۔

جس عرصہ میں عبد اللہ بن عمر رومی سردار سے لڑائی میں مشغول تھے اس وقت مسلمان نہایت دلیری اور جوانمردی سے رومیوں سے جنگ کر رہے تھے ضحاک بن ابی سفیان اور حرث بن ہشام کی نیکو کاری واسطے اللہ کے تھی وہ سخت مصیبت میں تھے رومیوں نے ان پر زغنہ کر رکھا تھا لیکن وہ انھیں اس طرح کاٹ رہے تھے جس طرح کسان کھیتی کو کاٹتا ہے جوں ہی رومیوں نے اپنے سردار کو مارے جاتے دیکھا وہ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل و گرفتار کرنا شروع کر دیا رومیوں کی بھاری تعداد ماری گئی بہت سے گرفتار ہو گئے باقی بھاگ گئے۔

اب مسلمانوں نے کفار کا مال و اسباب ایک جگہ جمع کیا انھوں نے حضرت عبد اللہ کو دیکھا انھیں نہ پایا سب مسلمان سخت متردد ہوئے بعض نے کہا وہ گرفتار ہو گئے بعض بولے شہید ہو گئے۔ بعض نے کہا۔ "اگر وہ شہید ہو گئے تو یہ فتح ان کے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہے۔" بعض نے کہا وہ عابد و زاہد ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ساتھ سوائے بہتری کے اور کچھ نہ کرے گا:

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت عبد اللہ نشان ہاتھ میں لئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّد الرَّسُوْلُ اللّٰه پڑھتے ہوئے آئے مسلمان انھیں دیکھتے ہی خوش ہو گئے چند صحابہ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے دریافت کیا۔

"یا امیر آپ کہاں چلے گئے تھے۔؟"

حضرت عبد اللہ نے کہا۔ "جب مشرکوں کے سردار کے ساتھ لڑائی میں مشغول تھا

خدا نے اسے میرے ہاتھ قتل کرادیا۔
مسلمان یہ سن کر نہایت خوش ہوئے۔ انھوں نے کہا "اللہ تعالیٰ نے یہ فتح آپ کی برکت سے عطا کی ہے۔
حضرت عبداللہ نہایت نیک رحمدل اور بڑے متقی پرہیزگار اور عبادت گزار تھے انھوں نے کہا۔ نہیں یہ فتح تم سب لوگوں کے سبب سے ہوئی ہے۔
اس معرکہ میں ہزاروں رومی قتل ہوئے چھ سو قید کرلیے گئے۔ مسلمان صرف سات آدمی شہید ہوئے شہیدوں کے نام یہ ہیں۔ سراقہ بن عدی۔ نوفل بن عامر۔ سعید بن قیس سالم مولیٰ عامر بن بدر الیربوعی عبداللہ بن خویلد المازنی جابر بن راشد الحضرمی اوس بن سلمۃ الہوازنی۔
حضرت عبداللہ بن عمر نے ان شہیدوں کے جنازہ کی نماز پڑھی اور جو کپڑے وہ پہنے تھے انہیں میں انہیں دفن کردیا اور وہاں سے قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر واپس لوٹے اور عمرو بن العاص کے پاس آئے۔ وہاں آکر تمام سرگزشت لڑائی کی ان سے بیان کی۔ حضرت عمرو بن العاص بہت خوش ہوئے انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا عمرو بن العاص نے قیدیوں میں سے صرف تین شامی ایسے نکلے جو عربی زبان سے واقف تھے عمرو بن العاص نے ان سے دریافت کیا کہ کس قدر لشکر عیسائیوں کا آرہا ہے۔ ایک قیدی نے جواب دیا۔ ہرقل اعظم رومی قیصر نے ایک مشہور سردار روبیس کو ایک لاکھ لشکر کے ساتھ روانہ کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو زمین فلسطین تک نہ آنے دیں روبیس بڑا بہادر جنگجو ہے یہ لشکر جسے شکست ہوئی بڑے لشکر کا طلیعہ تھا روبیس کے نزدیک اس کا سردار بڑے مرتبے والا تھا یقین جانو روبیس اس کا اور اس شکست کا انتقام لینے کے لیے اس کی توجیں چل پڑی ہیں اور وہ عنقریب یہاں آنے والی ہیں تمہاری تعداد تھوڑی ہے وہ یہاں آکر تم سب کو ہلاک کرڈالے گا۔
عمرو بن العاص نے کہا جس طرح طلیعہ کا بطریق مارا گیا ہے انشاء اللہ اسی طرح وہ بھی مارا جائے گا اور جس طرح اس کے طلیعہ کو شکست ہوئی ہے اسی طرح اس کے لشکر کو بھی ہزیمت ہوگی۔
اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے قیدیوں کو مسلمان ہونے کی تلقین کی انھوں

نے انکار کیا۔ عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

مسلمانو! رومیوں اور اس کا بے شمار لشکر قریب آگیا ہے وہ انتقام لینے کے لئے آرہا ہے ایسی حالت میں ان قیدیوں کو زندہ رکھنا ہمارے لئے ایک بلا ہے۔

چنانچہ انھوں نے ان کی گردنیں مارے جانے کا حکم دیا اور وہ سب قتل کر دیئے گئے عمرو بن العاص نے کہا مسلمانو! مناسب یہ ہے کہ ہم رومیوں کی طرف بڑھیں ممکن ہے اس سے ہمارا ان پر رعب طاری ہو جائے ——— اور میں خدا کی ذات سے امید فتح کی رکھتا ہوں۔

مسلمانوں نے کہا ——— "چلئے آپ ہمارے گر ہم پیچھے رہنے والوں میں نہیں ہیں۔"

سعید بن خالد کی شہادت

ابھی مسلمانوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ انھوں نے رومی لشکر کو آتے ہوئے دیکھا اس کی کثرت نے میدانوں اور راستوں کو بھر لیا تھا۔ کئی صلیبیں جو ہر رنگا رنگ چمک رہی تھیں۔ ہر صلیب کے تحت میں دس ہزار سوار تھے اس طرح رومیوں کی تعداد نوے ہزار تھی ——— مسلمان کل نو ہزار ہی تھے ——— گویا ایک مسلمان کے مقابلے میں دس رومی تھے۔

رومیوں کو اپنے طلیعہ کی ہزیمت اور طلیعہ کے بطریق کے مارے جانے کا حال معلوم ہو چکا تھا وہ اور اس کا لشکر نہایت جوش اور غصے میں تھا۔ اس نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی اپنا لشکر ترتیب دینا شروع کیا۔ مسلمانوں نے رومیوں کو دیکھا وہ مثل ہزبر و اژدہا اور مست ہاتھی کے تھا۔

عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا ——— اے حاملان قرآن جان لو تم اس امر کو کہ خدا کو تمہارے صبر و استقلال اور جرأت و ہمت کا امتحان لینا منظور ہے خدا کی خوشنودی ——— حصول ثواب اور جنت میں داخل ہونے کے لئے پورے جوش و قوت سے لڑو ——— بلند آواز سے قرآن شریف پڑھتے رہو انشاء اللہ تم فتحیاب ہوگے۔

اس کے بعد انھوں نے لشکر موحدین کو ترتیب دینا شروع کیا میمنہ میں ضحاک بن سفیان کو میسرہ میں سعید بن خالد کو ساقہ پر ابو درداء کو مقرر کیا خود قلب میں ٹھہرے ان کے جلو میں اہل مکہ معظمہ مہاجرین اور انصار نے قرار پکڑا۔

رومیوں نے اسلامی لشکر کی صفوں کو دیکھا۔ مسلمان گھوڑے کی باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ملائے ہوئے تھے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ مضبوط دیوار ہیں مسلمانوں کی پیشانیوں سے نور چمک رہا تھا۔ وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے ترنم کی سی آواز میدان میں گونج رہی تھی رومیوں اور رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا وہ دیکھنے لگے کہ اب مسلمان کیا کرتے ہیں۔

سب سے پہلے سعید بن خالد بن سعید جو عمرو بن العاص کے بھتیجے تھے میدان میں نکلے انھوں نے ھل من مبارز کا نعرہ لگایا۔ دیر تک انتظار کیا مگر کوئی رومی ان کے مقابلے میں نہ نکلا انھوں نے کہا۔ اے اہل شرک! یہ کیا بزدلی ہے کہ تم مقابلے پر نہیں آتے ہو۔ پھر بھی کوئی نہ آیا تب انھوں نے جوش میں آکر رومیوں کے میمنہ پر حملہ کیا نیزہ ان کے ہاتھ میں تھا انھوں نے کئی رومیوں کو نیزے سے چھید ڈالا اس طرف کی صفوں میں زلزلہ ڈال دیا وہاں سے لوٹے اور پھر میسرہ پر حملہ آور ہوئے اب انھوں نے تلوار نکال لی اور اس سختی سے حملہ کیا کہ میسرہ کی صفیں متزلزل ہو گئیں اس طرف بھی انھوں نے کئی رومیوں کو مار ڈالا اس کے بعد وہ قلب پر حملہ آور ہوئے۔ قلب کے سیکڑوں رومیوں نے انھیں نرغے میں لے لیا وہ نہایت جوانمردی سے لڑے یہاں بھی متعدد رومیوں کو مارا آخر وہ شہید ہو گئے رحمت کرے اللہ تعالیٰ ان پر۔

فلسطین کا زبردست معرکہ

حضرت سعید کی شہادت کا مسلمانوں کو بڑا سخت ملال پہنچا۔ حضرت عمرو بن العاص کو بھی سخت صدمہ پہنچا انھوں نے کہا۔ قسم ہے خدا کی گزر گئے سعید انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا کام کیا۔ اپنی جان اللہ کے ہاتھ بیچی ۔۔۔ وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اے جوانان اسلام میں اپنے بھتیجے سعید کی لاش لینے جاتا ہوں اس حملے میں جو میرا شریک ہونا چاہے وہ میرے ساتھ چلے۔

یہ کہتے ہی انھوں نے اپنا گھوڑا بڑھایا۔ ضحاک بن سفیان۔ ذوالکلاع الحمیری عکرمہ بن ابی جہل۔ حرث بن ہشام، معاذ بن جبل، ابو درداء۔ عبد اللہ بن عمر اصید بن حازم، نوفل، صیف بن عباد الحضرمی۔ سالم بن عبید اور مہاجرین اہل بدر اور مثل ان کے اور لوگ ان کے ساتھ ہوئے یہ سب لوگ اونٹوں پر سوار تھے

انھوں نے جاتے ہی رومیوں پر حملہ کیا لیکن یہ رومی برابر جمے رہے ان کے صبر و استقلال میں کوئی بھی فرق نہ آیا تب مسلمانوں نے ان کے گھوڑوں کے نیزوں کی نوکیں چبھوئیں اس سے عیسائیوں کی صفوں میں ابتری پیدا ہو گئی اسی وقت تمام مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔ رومی مسلمانوں کے گرد چھا گئے۔ مسلمان اس قدر تھوڑے تھے کہ رومیوں کے اژدہام میں ایسے معلوم ہونے لگے جیسے سیاہ اونٹ پر کوئی سفید تل ہو۔

مسلمان نہایت جوش اور بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے اس روز مسلمانوں کا شعار یہ تھا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور اس روز تمام مسلمان یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کر۔

صبح سے دوپہر تک جنگ ہوتی رہی۔ اس روز گرمی زیادہ تھی اور ہوا تیز چل رہی تھی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق فرماتے ہیں کہ۔

زوال کے وقت میں نے لشکر موحدین کی نصرت کے لئے وہ دعا مانگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم فرمائی تھی۔ دعا کے آخر میں میں نے نظر اٹھا کر آسمان کو دیکھا خدا کی قسم مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے آسمان میں سوراخ ہو گیا یا کوئی کھڑکی کھل گئی اور اس میں سے سبز رنگ کے گھوڑے نکلے ان پر جو سوار تھے وہ سبز رنگ کا لباس پہنے تھے اور سبز علم ہاتھوں میں لئے تھے ان کے علموں کی نوکیں چمک رہی تھیں۔ میں نے سنا کوئی شخص پکار کر کہہ رہا ہے۔ اَبْشِرُوْا یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَدْ اَتَاکُمُ النَّصْرُ مِنْ عِنْدِ اللہِ تعالیٰ یعنی اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح حاصل ہوئی تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ رومی پشت پھیر کر بھاگے نہایت خوف زدہ اور بدحواس ہو کر مسلمان ان کے تعاقب میں دوڑے مسلمانوں کے گھوڑے تیز رو تھے ہم نے رومیوں کو قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ارض فلسطین میں دس ہزار رومیوں کو یا اس سے زیادہ کو مار ڈالا۔

اس فتح سے حضرت عمرو بن العاص کو بڑی خوشی ہوئی انھوں نے گھوڑے کی

زمین پر ہی سجدہ شکر ادا کیا۔ لیکن انھیں ان مسلمانوں کا فکر تھا جو رومیوں کے تعاقب میں گئے تھے بعلم ان کے ہاتھ میں تھا اور نیزہ انھوں نے اپنی پشت پر ڈال لیا تھا۔ وہ اضطراب و انتشار کی حالت میں تھے اور ہاتھ اٹھا کر کہتے تھے جو شخص ان لوگوں کو میری طرف پھیر لادے اللہ اس کے گم شدہ کو اس سے ملادے تھوڑے ہی دیر کے بعد مسلمان واپس لوٹ کر آئے حضرت عمرو بن العاص نے ان سے کہا آج اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں نے راضی کیا جنھوں نے جہاد میں مشقت اٹھائی۔

اے مسلمانو! آیا دہ فتح تمھیں کافی نہ تھی جو پروردگار عالم نے تمہیں عطا کی یہاں تک کہ تم نے کافروں جنداتوں کا پیچھا کیا۔

چند مسلمانوں نے عرض کیا۔ اس تعاقب سے ہماری غرض حصول غنیمت نہ تھی بلکہ تمنائے جہاد تھی عمرو بن العاص کو اطمینان ہوا اگر مسلمانوں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ ایک سو تیس آدمی گم ہیں منجملہ ان کے سیف بن عباد اعفری نوفل بن دارم سالم بن رودم اور اشہب بن شداد تھے - اور چند لوگ یمن اور بادیہ مدینہ کے تھے ان کی گم شدگی کا تمام مسلمانوں کو رنج ہوا۔

اس وقت دن چھپ گیا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص مسلمانوں کو لے کر واپس ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر سب سے پہلے وہ نمازیں جو لڑائی کی وجہ سے قضا ہو گئی تھیں اذان اور اقامت کے ساتھ بموجب حکم حضرت ابوبکر صدیق کے پڑھائیں چونکہ مسلمان تھک کر چور ہو گئے تھے اس لئے بہت تھوڑے لوگوں نے ان کے ہمراہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی باقی مجاہدین نے اپنے خیموں پر نماز ادا کی رات کو مسلمانوں نے آرام کیا صبح کو اٹھ کر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی عمرو بن العاص نے مسلمانوں کی لاشیں میدان جنگ سے اٹھالانے کا حکم دیا ایک سو تیس لاشیں نکلیں مگر ان میں عبداللہ بن خالد کی لاش نہ تھی۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان کی لاش کی جستجو کی ان کی لاش مل گئی۔ لیکن اس حالت میں کہ گھوڑوں کے سموں نے چورا چورا کر دیا تھا۔ عمرو بن العاص ان کی لاش دیکھ کر رو پڑے انھوں نے ان کے لیے دعائے مغفرت و رحمت کی تمام لاشوں کو ایک جگہ جمع کر کے نماز پڑھی اور انھیں دفن کر دیا۔

اب مسلمانوں نے مفرور رومیوں کا مال و اسباب جمع کرنا شروع کیا بہت کچھ مال

غنیمت ہاتھ آیا۔ عمرو بن العاص نے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے اور ایک حصہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سالار اعظم کی خدمت میں روانہ کرنے کے لئے علیحدہ کر لیا۔

مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر عمرو بن العاص نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو اس مضمون کا خط لکھا۔

یہ خط ہے عمرو بن العاص کی جانب سے امین الامۃ ابو عبیدہ کے نام اس میں خدا کی حمد کرتا ہوں سوائے اس کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ جب فلسطین میں پہنچا ایک رومی سردار جس کا نام روبیس تھا ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ مقابلے میں آیا۔ خدا نے مسلمانوں پر احسان کیا۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی گیارہ ہزار رومی مارے گئے۔ مسلمان ایک سو تیس شہید ہوئے خدا نے فلسطین کو میرے ہاتھ پر فتح کیا۔

میں یہاں مقیم ہوں اگر آپ کو میری ضرورت ہو تو میں آپ کی طرف ہوں تم پر اور سب مسلمانوں پر سلام ہو اور خدا کی رحمت ہو۔

اس خط کو ابی عامر الدوسی کے ہاتھ روانہ کیا۔ وہ ملک شام کی جانب روانہ ہوئے حضرت ابو عبیدہ اس وقت تک ملک شام کی سرحد پر مقیم تھے ملک کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے ابو عامر الدوسی ان کی خدمت میں پہنچے۔ انھیں دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ کو یہ خیال ہوا کہ وہ حضرت صدیق کے پاس سے آئے ہیں اسی خیال سے انھوں نے پوچھا۔ اے ابو عامر! تمھارے پیچھے کیا حال ہے؟ انھوں نے عرض کیا۔ خوش خبری اور نیکو کاری ہے۔ یہ خط عمرو بن العاص کا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے خط لے کر کھولا اور پڑھا۔ فتح کی خوش خبری پڑھ کر خوش ہوئے اسی وقت سجدہ میں گر گئے انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا سجدہ سے سر اٹھا کر ابو عامر سے جنگ کے واقعات دریافت کئے انھوں نے تمام حالات سنا کر کہا۔

قسم ہے خدا کی اس لڑائی میں مسلمانوں کے بہترین لوگ مارے گئے۔

اس وقت حضرت ابو عبیدہ کے پاس سعید کے باپ خالد بھی بیٹھے تھے انھیں اپنے بیٹے سے بڑی محبت تھی وہ ان کی شہادت کا حال سن کر بے ساختہ رو پڑے

اور کچھ اس درد سے روئے کہ پاس بیٹھے ہوئے مسلمان بھی رو پڑے کچھ دیر کے بعد جب ان کی طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ارض فلسطین میں اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کے لئے تیار ہو کر حضرت ابو عبیدہ سے اجازت لینے آئے ابو عبیدہ نے کہا۔۔۔ خالد تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے عرض کیا۔ "میں ارض فلسطین میں جا کر بیٹے کی قبر کی زیارت اور جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھے بھی وہ روز دے (شہادت) عطا کرے جو میرے بیٹے کو عطا کی ہے۔

ابو عبیدہ خاموش ہو گئے۔ انھوں نے عمرو بن العاص کے خط کا جواب اس مضمون سے لکھا۔

تم خلیفہ کے محکوم ہو۔ اگر ابو بکر صدیقؓ نے تمھیں حکم دیا ہے تو وہیں ٹھہرے رہو تم پر اور تمام مسلمانوں پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت شامل حال ہو۔

یہ خط لپیٹ کر خالد بن سعید کو دیا۔ وہ روانہ ہو کر فلسطین میں عمرو بن العاص کے پاس پہنچے چونکہ وہ مرد بزرگ تھے اس لئے تمام مسلمان ان کی عزت کرتے تھے عمرو بن العاص نے بھی بڑی تکریم کی۔۔ اٹھ کر ان کی تعظیم کی ان سے مصافحہ کیا جب ان کے بیٹے سعید کا ذکر آیا تو خالد رونے لگے۔۔ اور کچھ ایسے بیتاب ہو کر روئے کہ اور مسلمان بھی رونے لگے انھوں نے مسلمانوں سے دریافت کیا کہ سعید نے جہاد میں کوئی کمی تو نہیں کی۔ مسلمانوں نے کہا بالکل نہیں انھوں نے خوب حق جہاد ادا کیا۔ دین اسلام کی خوب مدد کی بڑی بہادری سے لڑے۔

خالد نے اپنے بیٹے کی قبر پر پہنچ کر اول فاتحہ پڑھی پھر کہا۔ "بیٹے پروردگار عالم مجھے صبر عطا فرمائے اور اتنی قوت دے کہ دشمنوں سے تمھارا انتقام لوں۔

سریۂ خالد[۱]

قبر پر سے لوٹ کر خالد نے عمرو بن العاص سے کہا میری خواہش ہے کہ کچھ جماعت ساتھ لے کر رومیوں کی تلاش میں جاؤں شاید میں انھیں پالوں اور انھیں قتل کر کے اپنے بیٹے کا انتقام لوں۔ اس سے میرے

---

۱ سریہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں امیر لشکر موجود نہ ہو بلکہ کچھ جماعت پر کسی اور کو سردار مقرر کر دے۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

دل کو کچھ سکون ہو جائے گا۔

عمرو بن العاص نے کہا۔ صبر سے کام لو۔ لڑائی تمہارے بالکل سامنے ہے جب دشمن کا سامنا ہو جائے دل کھول کر ان سے لڑنا۔

خالد نے جوش میں آ کر کہا۔ خدا کی قسم میں ضرور دشمنوں کے تجسس میں جاؤں گا خواہ کوئی بھی سامان جنگ درست نہ ہو کہہ کر تیاری شروع کر دی عمرو بن العاص نے جب انھیں آمادہ بہ سفر دیکھا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ جو لوگ ان کے ساتھ جانا چاہیں وہ چلے جائیں۔

یہ سن کر قبیلہ حمیر سے تین سو مسلمان خالد کے ساتھ ہو لئے یہ لوگ دن بھر سفر کرتے رہے دن چھپنے کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچے انھوں نے شب باشی کے لئے گھوڑے کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا وہ جلدی سے بولے۔

مسلمانو! پہاڑ کے عین نیچے پہنچ جاؤ۔ دیکھو پہاڑ کی چوٹی پر چند مشرکین ہیں مجھے خوف ہے کہیں یہ جاسوس نہ ہوں انھیں گرفتار کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ انھیں بھی مشرکین نظر آئے۔ وہ جلدی سے پہاڑ کے نیچے چلے گئے اور وہاں جا کر کہنے لگے ـــــ پہاڑ نہایت دشوار گزار ہے ہم چوٹی پر کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

خالد ـــــ مگر میں ان تک پہنچنے کی کوشش ضرور کروں گا تم میری واپسی تک یہیں ٹھہرے رہنا۔

جب وہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو دس مسلمان ان کے ساتھ ہو گئے یہ سب بڑی مشکل سے پہاڑ پر چڑھ کر چوٹی پر پہنچے۔ مشرکین ابھی تک وہاں موجود تھے ـــ وہ چھ آدمی تھے خالد نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا ـ ـ اے مسلمانو! لو تم ان کو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے خالد اور ان کے ساتھی جھپٹے۔ مشرکین انھیں دیکھ کر سہم گئے۔ کافروں نے مقابلہ کیا مسلمانوں نے انھیں مار ڈالا چار کو گرفتار کر لیا وہ رومی تھے۔ خالد نے ان سے دریافت کیا تم کون لوگ ہو کہاں کے رہنے والے ہو۔

ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا،، ہم شامی عیسائی ہیں دیر البقیع جابیہ اور کفر العزیزہ کے رہنے والے ہیں۔ جب سے مسلمان اس نواح میں حملہ آور ہوئے

ہیں۔ ہم سخت پریشانی اور مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ہمارے کچھ آدمی تو قلعوں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ کچھ اس پہاڑ پر آکر پناہ گزین ہوئے ہیں ہمارا خیال تھا مسلمان اس پہاڑ پر نہ آسکیں گے۔

خالد۔ تمھیں معلوم ہے کہ رومی لشکر کہاں ہے؟

رومی۔ اجنادین کے مقام پر ہیں۔ وہ لشکر عنقریب ارض فلسطین میں آنے والا ہے تاکہ مسلمانوں کو بیت المقدس میں جانے سے روکے۔ اس لشکر کا ایک سردار ہمارے دیہات میں رسد لینے کے لئے آیا ہوا ہے اس نے رسد فراہم کرلی ہے اور اب جانے والا ہے چونکہ اسے تمھارے حملے کا اندیشہ ہے اس لئے جلد جانا چاہتا ہے۔

خالد۔ وہ کس راستے سے جائے گا۔؟

رومی۔ اسی راستے سے ۔۔۔ اس پہاڑ میں ایک بڑا درہ ہے وہ اس درے سے ہوکر گزرے گا۔

خالد۔ اور وہ اس وقت کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔؟

رومی۔ اس پہاڑ کے قریب ایک بلند ٹیلہ ہے اس کا نام سبعنہ ہے اس ٹیلے کے گرد ٹھہرا ہوا ہے۔

خالد۔ خدا نے چاہا تو وہ مال و رسد جو اس نے جمع کیا ہے ہمارے لئے مال غنیمت ہوگا۔ تم دین اسلام کے متعلق کیا کہتے ہو۔

رومی۔ ہم سوائے دین صلیب کے اور کسی مذہب کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہم زراعت پیشہ ہیں۔ ہمارے مار ڈالنے سے تمھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ خالد نے چاہا کہ انھیں چھوڑ دیں۔ مگر ان کے ساتھی مسلمانوں نے کہا۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے تم انھیں اس وقت رہا کرنا جب یہ اس جگہ کا پتا بتا دیں جہاں رسد جمع ہے۔

حضرت خالد نے بھی یہ بات مناسب سمجھی انھوں نے رومیوں سے کہا جب تم ہمیں اس جگہ پہنچا دوگے جہاں رسد جمع ہے تو ہم تمھیں چھوڑ دیں گے۔

رومیوں نے اس بات کو منظور کرلیا وہ خالد اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جب درے میں پہنچے تو خالد نے اپنے لشکر کو بھی وہیں بلا لیا صبح ہوتے ہی

راہبر رومی، مسلمانوں کو ساتھ لے کر چلے پہاڑ سے نیچے اترے اور ٹیلے کے پاس پہنچے۔ اس وقت رومی رسد کو جانوروں پر لاد رہے تھے۔ یوں تو ہزاروں رومی ٹیلے کے گرد تھے لیکن ان میں لڑنے والے سوار چھ سو تھے باقی وہ دیہاتی تھے جنھیں فوجیوں نے بیگار میں پکڑ لیا تھا۔

رومیوں کو دیکھتے ہی خالد بن سعید نے کہا۔

مسلمانو! خوشخبری ہو۔ ان کافروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تم سے اعانت کا وعدہ کیا ہے تم جہاد کرو وہ مدد کرے گا۔ اللہ جہاد کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے اور انھیں دوست رکھتا ہے خود خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ - یعنی اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں مضبوط صفیں باندھ کر لڑتے ہیں " میں ان کافروں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی کرو۔

یہ کہتے ہی خالد اور ان کے ہمراہیوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ عیسائی جو بیگار میں پکڑے گئے تھے اور جانوروں پر رسد لاد رہے تھے حملہ ہوتے ہی بھاگ نکلے بعض رومی سپاہیوں نے مسلمانوں کی تھوڑی تعداد دیکھ کر ان کا مقابلہ کیا۔

ذوالکلاع الحمیری نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ "اے آل حمیر! تمہارے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں بہشت آراستہ کر دی گئی ہے۔ حوریں قریب آگئی ہیں۔ لڑو اور بہشت کے مالک ہو جاؤ۔ تمام مسلمانوں نے نہایت شدت سے حملہ کیا۔ خالد نے رومیوں کے سردار کو دیکھا وہ زرق برق لباس اور سونے جواہرات کے چند زیورات پہنے ہوئے تھے۔ انھوں نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا۔ اسے دور سے ڈانٹا وہ مرعوب ہو گیا ـــــ اس کے نیزہ مارا وہ مثل آہنی برج کے گھوڑے پر سے گرا اس عرصہ میں ہر مسلمان نے ایک ایک رومی کو مار ڈالا۔ اس وقت تک تین سو بیس سوار مارے جا چکے تھے باقی بھاگ گئے۔

مسلمانوں نے رسد پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے عمرو بن العاص کی خدمت میں واپس آئے۔ عمرو بن العاص اور تمام مسلمان خالد اور ان کے ساتھیوں کے بعافیت واپس آنے سے بہت خوش ہوئے۔

عمرو بن العاص نے اسی وقت ایک خط ابو عبیدہ کو اور دوسرا حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا۔ خلیفہ کو فلسطین کی لڑائیوں کے حالات مفصل لکھے۔ یہ خط عامر دوسی کو دے کر مدینہ روانہ کیا۔ انھوں نے مدینہ میں پہنچ کر خط حضرت ابو بکر صدیق کو دیا انھوں نے اول خط خود پڑھا پھر مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ تمام مسلمان بہت خوش ہوئے انھوں نے خوش ہو کر کلمہ اور تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عامر سے حضرت ابو عبیدہ کا حال دریافت کیا۔ عامر نے کہا۔ وہ ملک شام کی سرحد پر مقیم ہیں آگے نہیں بڑھے۔ انھیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہرقل اعظم نے بے شمار فوجیں اجنادین کے مقام پر جمع کی ہیں۔ انھیں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ مسلمانوں پر غالب نہ آجائیں۔

حضرت صدیق نے کہا۔ ابو عبیدہ نرم طبیعت ہیں۔ ان میں رومیوں سے لڑنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ چنانچہ انھوں نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا کہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ابو عبیدہ کے بجائے خالد بن ولید مخزومی کو ملک شام کی سپاہ کا سردار مقرر کیا جائے۔ صحابہ نے کہا مناسب ہے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت خالد کو اس مضمون کا خط لکھا۔

یہ خط ہے عبد اللہ عتیق صدیقی کی طرف سے خالد بن ولید کے نام۔ تم پر سلامتی ہو میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں میں نے تمھیں ملک شام کے لشکر پر سردار مقرر کیا تم اللہ کی رضا جوئی اور دشمنوں کے قتل کی طرف روانہ ہو ان لوگوں سے مل جاؤ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں احسن طریقہ پر جہاد کیا ہے جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ یعنی اے ایمان والو میں تمھیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمھیں سخت عذاب سے نجات دے وہ تجارت جہاد ہے میں نے تمھیں ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں پر سردار مقرر کیا۔ تم پر سلامتی ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق نے یہ خط نجم بن فرح الکنانی کو دیا وہ اونٹنی پر سوار ہو کر عراق کی طرف چلے حضرت خالد عراق میں ایرانیوں سے مصروف جنگ تھے انھوں نے عراق میں کئی مقامات پر ایرانیوں کو زبردست شکستیں دی تھیں قریب تھا کہ وہ قادسیہ کو

فتح کرلیں کہ خلیفہ کا خط انھیں ملا۔ انھوں نے خط پڑھ کر کہا۔" خدا اور خلیفہ رسولؐ کی اطاعت منظور ہے۔

حضرت خالدؓ نے اسی وقت ابوعبیدہ کو ایک خط ان کی معزولی اور اپنی تقرری کا اس مضمون کا لکھا ـــ ابوبکرؓ نے مجھے مسلمانوں کے لشکر پر سردار مقرر کیا ہے جب تک میں آؤں تم جس جگہ ہو وہیں ٹھہرے رہنا۔ والسلام یعنی تم پر سلامتی ہو۔

یہ خط عامر بن طفیل الدوسی کو دے کر ملک شام کی طرف روانہ کیا۔ عامر نہایت بہادر اور جنگ جو تھے وہ خط لے کر چلے۔

ادھر حضرت خالد کچھ لشکر لے کر رات کو عین التمر کی راہ سے روانہ ہوئے جب ارض سماوہ پر پہنچے تو ٹھہر گئے کیونکہ اب جو راستہ تھا وہ دشوار گزار اور بے آب وگیاہ تھا کئی منزل تک پانی نہ ملتا تھا۔ انھوں نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ اس راستے کو کس طرح طے کیا جائے رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا ـــ میرا مشورہ یہ ہے کہ بتیس اونٹوں کو سات دن تک پیاسا رکھو پھر انھیں پانی پلاؤ جب وہ خوب پانی پی لیں تو ان کے منھ باندھ دو ان میں سے دس اونٹ ہر منزل پر ذبح کرو ان کے پیٹ چاک کرکے پانی پکھالوں میں بھرلو اس پانی کو ٹھنڈا کرکے جانوروں کو پلاؤ اور ہر شخص تین دن کے پینے کے لئے پانی ساتھ لے لے۔

اس مشورہ کو سب نے پسند کیا اور ایسا ہی کیا گیا۔ ہر منزل میں دس اونٹ ذبح کرکے ان کا پانی پکھالوں میں بھرلیتے ٹھنڈا ہونے پر جانوروں کو پلاتے اور اونٹوں کا گوشت خود کھالیتے تین منزلوں میں بتیس اونٹ ذبح ہوگئے لیکن پانی اب بھی نہ ملا اس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف پہنچی حضرت خالدؓ نے رافع سے کہا پانی نہ ملنے سے جانور اور انسان سب قریب بہ ہلاکت پہنچے ہیں پانی تلاش کرو۔

رافع کی آنکھیں دکھ رہی تھیں انھوں نے کہا۔ یا امیر! جب تم قراقر اور سوی کے مقام پر پہنچو تب مجھے بتانا۔ مسلمان چلے اور قراقر اور سوی کے مقام پر جا پہنچے رافع کو اطلاع دی گئی وہ اپنے عمامے کا پلو آنکھوں پر ڈال کر چلے اور ایک درخت کے پاس جاکر رکے انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اسی جگہ کو کھودو مسلمانوں نے کھودا دفعتہً پانی کا چشمہ ابل پڑا مسلمانوں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کے نعرے لگائے پیاسے

جانوروں کو پانی پلایا۔ مسلمانوں نے بھی پانی پیا سب نے رافع کا شکریہ ادا کیا کچھ لوگ پیاس کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ مسلمان پکھالوں اور مشکیزوں میں پانی بھر کر ان کی تلاش میں چلے انھیں پانی پلایا ان میں بھی توانائی آ گئی وہ بھی آ کر مسلمانوں کے لشکر میں مل گئے۔

ایک روز وہاں قیام کرکے یہ لشکر پھر روانہ ہوا اور ارک سے ایک منزل اس طرف پہنچا وہ جگہ آباد تھی۔ وہاں کثرت سے بکریاں اور اونٹ تھے چند مسلمان چرواہے کے پاس دودھیوں کی خبر معلوم کرنے گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ چرواہا شراب پی رہا ہے اور اس کے قریب عامر بن الطفیل دوسی بندھے پڑے ہیں مسلمانوں نے دوڑ کر حضرت خالد کو اس حال سے آگاہ کیا خالد گھوڑا دوڑا کر اس مقام پر آئے اور عامر بن طفیل دوسی کو اس حال میں دیکھ کر پہنچے۔ ان سے دریافت کیا "تم کیسے قید ہو گئے؟"

عامر نے کہا۔ "جب میں یہاں پہنچا تو مجھے بہت زیادہ پیاس معلوم ہوئی گرمی زیادہ تھی پیاس اور گرمی نے پریشان کر رکھا تھا۔ میں اس چرواہے کے پاس آیا تاکہ اس سے دودھ یا پانی پینے کو لوں۔ یہ دشمن خدا شراب پی رہا تھا۔ میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "او عدو۔ واللہ تو شراب پی رہا ہے حالانکہ شراب حرام ہے۔" اس مکار نے کہا۔ "یہ شراب نہیں پانی ہے، اونٹنی سے اتر کر اس کی بو سونگھ لو۔ اگر شراب نکلے تو جو چاہنا سزا دینا۔"

میں اس کے قریب میں آ گیا اونٹنی کے پالان سے اتر کر دو زانو ہو کر جھکا اور بو سونگھنے لگا اس بدبخت نے جلدی سے میرے سر پر اس زور سے لاٹھی ماری کہ میرے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی اس صدمہ سے مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اس نے جلدی سے مجھے پکڑ کر اسی جگہ جکڑ لیا اور بولا کہ "میں تمھیں اصحاب محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے گمان کرتا ہوں میں تمھیں اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک میرا آقا۔ بادشاہ کے پاس واپس نہ آ جائے" میں نے دریافت کیا۔

"تیرا آقا کون ہے؟" اس نے بتایا۔ "خداع بن وائلہ ہے۔" معلوم ہوا یہ چرواہا اور اس کا آقا دونوں عرب نصرانی ہیں ــــــ تین دن سے میں اس کے پنجے میں گرفتار ہوں۔ یہ میرے سامنے پیتا ہے اور تلچھٹ میرے اوپر انڈیل دیتا ہے۔"

یہ سن کر حضرت خالد کو بڑا غصہ آیا انھوں نے جھک کر حرداہے کے تلوار کا ہاتھ مارا۔ ایک ہی ضرب میں وہ مارا گیا مسلمانوں نے اس کے اونٹ اور بکری سب لوٹ لئے اور اس جگہ کو کھود ڈالا۔ عامر بن الطفیل کو قید سے چھوڑ دیا حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا۔ میرا خط کہاں ہے؟ انھوں نے جواب دیا میرے عمامہ کے پیچ میں محفوظ ہے۔"

حضرت خالد نے کہا۔ تم وہ خط لے کر ابو عبیدہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور احتیاط کو اپنی چادر گردانو۔

عامر اسی وقت ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت خالد وہاں سے ارکہ کی طرف روانہ ہوئے ارکہ

اہلِ ارکہ سے مصالحت

وہاں سے بہت قریب تھا لیکن اس کے درمیان میں نہایت خطرناک جنگل تھا۔ عراق سے جو رومی قافلے اس طرف سے گزرتے تھے وہ خوف کی وجہ سے وہاں نہ ٹھہرتے تھے بادشاہ کی طرف سے ارکہ میں ایک حاکم رہتا تھا جو نہایت جنگجو اور آزمودہ کار تھا۔

حضرت خالد نے نہایت بے خوفی سے اس جنگل کو طے کیا اور اس نواح کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا وہاں کے لوگ ڈر کر قلعہ میں جا گھسے قلعے کے اندر ایک حکیم رہتا تھا وہ بڑا عالم تھا اس نے بہت سی مذہبی کتابیں اور ملاحم[1] پڑھے تھے۔ اس نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو خوف سے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اس وقت اس کے پاس ارکہ کے کئی معزز لوگ موجود تھے۔ اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ قسم ہے دین مسیح کی وہ وقت قریب آ گیا جس کا ذکر ملاحم میں لکھا ہے۔

لوگوں نے اس سے دریافت کیا۔ کون سا وقت آ گیا ہے۔

حکیم۔ شام کی فتح اور رومیوں کی تاراجی کا میرے پاس جو ملاحم ہیں ان میں اس قوم (مسلمانوں) کا ذکر موجود ہے۔ صلیب کی قسم مالک روم کی ہلاکت کا وقت آ پہنچا تم اس بات کو دیکھو کہ اگر اس لشکر کا علم سیاہ ہے اور اس کا سردار لانبا چوڑا اور تازہ ہے

---

[1] ملاحم جمع ہے لحمہ کی۔ لحمہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں آئندہ ہونے والے فتنوں لڑائیوں اور اچھی بری باتوں کے حالات لکھے ہیں۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

اور اس کے دونوں شانوں میں کافی فرق ہے اور اس کے چہرہ پر چیچک کے نشان ہیں تو وہ فاتح اعظم ہے ـــــ ملک شام کے دروازے اس کے ہاتھ پر کھلتے جائیں گے۔
معززین ارکہ نے فصیل سے جھانک کر دیکھا۔ انھوں نے سیاہ علم دیکھا اور حضرت خالد کو ویسا ہی پایا جیسا حکیم نے کہا تھا وہ اسی وقت حاکم قلعہ کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ حکیم شمعون نے ہم سے ایسا کہا تھا۔ ہم نے دیکھا تو جو کچھ اس نے کہا تھا ویسا ہی اس نے پایا مسلمانوں کا یہ سردار تمام ملک شام کو فتح کرے گا ہمیں مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہیے بلکہ ان سے مصالحت کر لینی چاہیے۔

حاکم نے کہا۔ تم مجھے کل صبح تک مہلت دو اس عرصے میں جو کوئی رائے قائم کروں گا لوگوں نے منظور کر لیا اور وہ وہاں سے چلے گئے ـــــ حاکم رات بھر غور و خوض کرتا رہا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ فلسطین کے مقام پر رومیوں ایک لاکھ لشکر لے کر گیا تھا نو ہزار مسلمانوں نے اسے شکست دے کر بھگا دیا تھا اس واقعہ سے رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا تھا۔ اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے اکابرین قوم کی رائے کو نہ مانا اور مسلمانوں سے مصالحت نہ کی تو کہیں لوگ اس کو پکڑ کر مسلمانوں کے حوالے نہ کر دیں اور اسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر صلح کر لی تو کہیں بادشاہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو رات بھر وہ اسی شش و پنج میں رہا صبح کو اس نے معززین شہر کو لے کر دریافت کیا۔ تمہاری کیا مرضی ہے ـــــ انھوں نے جواب دیا۔ اگر ہم اہل عرب سے مصالحت کر لیں گے تو اپنے شہر میں امن و اطمینان سے مقیم رہیں گے۔

حاکم نے کہا۔ اگر تم مصالحت کرنے پر آمادہ ہو تو مجھے بھی کوئی انکار نہیں ہے ارکہ کے معزز اور بوڑھے لوگ حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے مصالحت کی درخواست کی۔

چونکہ ارکہ کے قریب سخنہ جورانی تدمر اور قریتین کے قلعے تھے اس لئے حضرت خالد نے اہل ارکہ کی اس لئے تعظیم و تکریم کی تاکہ ان قلعہ والوں پر بھی اس کا اثر پڑے ان سے بڑی نرمی سے گفتگو کی اور کہا۔ تم سے ان شرائط پر صلح ہو سکتی ہے کہ جو شخص مسلمان نہ ہو گا اسے جزیہ دینا پڑے گا ـــــ اہل ارکہ نے اس بات کو تسلیم کر لیا انھوں نے دو ہزار درہم چاندی اور ایک ہزار درہم سونے پر مصالحت کر لی ـــــ

حضرت خالد نے صلح کی دستاویز لکھی۔ اس کی دو نقلیں کرائیں۔ فریقین کے دستخط دونوں نقلوں پر ہوئے ایک کاپی عیسائیوں کو دی گئی۔ ایک حضرت خالد نے اپنے پاس رکھی۔

اہل سخنہ اور تدمر کی مصالحت

ابھی حضرت خالد ارکہ ہی میں مقیم تھے کہ اہل سخنہ آئے انھوں نے بھی مصالحت کر لی۔

اب حضرت خالد تدمر کی طرف روانہ ہوئے۔ تدمر کے حاکم کا نام کرکر تھا اس نے رعیت کو جمع کر کے کہا۔ اہل عرب اس سرزمین میں آپہنچے۔ انھوں نے اہل ارکہ اور سخنہ سے مصالحت کر لی ہے معلوم ہوا ہے مسلمان عادل منصف، صالح اور نیک سیرت ہیں۔ وہ مفسد نہیں ہیں۔ اگرچہ ہمارا قلعہ نہایت بلند اور بڑا مضبوط ہے اسے فتح کرنا آسان نہیں ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ اگر ہم نے عربوں سے جنگ شروع کی تو ہماری زراعت برباد ہو جائے گی اس لئے اگر تم کہو تو اہل عرب سے مصالحت کر لی جائے اس میں ہمارا نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے اگر رومیوں نے عربوں پر فتح پائی تو ہم صلح توڑ دیں گے ـــــ اور اگر عربوں کو فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کی طرف سے امن پا دینگے۔

اس کی قوم اس کی یہ گفتگو سن کر نہایت خوش ہوئی انھوں نے اسے صلح کرنے کی رضامندی دے دی۔ اور عربوں کی دعوت کا سامان کرنے لگے جب حضرت خالد وہاں پہنچے تو اہل تدمر نے ان کی بڑی مدارات کی۔ کرکر نے صلح کی درخواست کی حضرت خالد نے تین اوقیہ چاندی اور سونے پر مصالحت کر کے انھیں صلحنامہ لکھ کر دیا اور ان سے کھانے پینے کا سامان مول لے کر حوران کی جانب کوچ کیا۔

بصریٰ پر حضرت شرجیلؓ کی یورش

عامر بن طفیل نے حضرت خالد کا خط حضرت ابوعبیدہ کے پاس پہنچایا حضرت ابوعبیدہ اس خط کو پڑھ کر سنے گویا انھیں اپنی معزولی کا مطلق ملال نہیں ہوا بلکہ اور خوشی ہوئی انھوں نے کہا۔ الحمد للہ السمع والطاعتہ اللہ وا لخلیفتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اطاعۃ اللہ اور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخوشی منظور ہے۔

حضرت ابوعبیدہ نے اسی وقت تمام مسلمانوں کو جمع کر کے اپنی معزولی اور

حضرت خالد کی تقرری سے آگاہ کر دیا۔ مسلمانوں میں سے بھی کسی نے اس عزل و نصب میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے حضرت خالد کا خط پہنچنے سے پہلے حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلعم کو چار ہزار سواروں کے ساتھ بصرہ روانہ کیا تھا۔

بصرہ کا حاکم روماس تھا نہایت گرانڈیل اور بڑا قوی ہیکل تھا۔ رومی اس کے بھاری ڈیل ڈول کو دیکھنے اطراف ملک سے آیا کرتے تھے اور اس کا قد و قامت دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے ـــ ہرقل اعظم کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ تھا۔ نہ جنگجو بھی تھا اور عالم بھی۔ اس نے کبھی ملاحم پڑھے تھے۔

شہر بصرہ نہایت آباد اور خوبصورت تھا۔ اس میں بارہ ہزار رومی سوار رہتے تھے اور اہل عرب حجاز اور یمن سے تجارت کے لئے وہاں آتے رہتے تھے۔ ہر سال ایک خاص موسم میں وہاں بازار لگا تھا دور دور سے رومی خرید و فروخت کے لئے آتے تھے ان ایام میں روماس کے لئے ایک لوہے کی کرسی بچھائی جاتی تھی وہ حکمت و نصیحت کی باتیں بیان کیا کرتا تھا۔

جب کہ بصرہ میں بازار لگا ہوا تھا اس وقت شرجیل بن حسنہ مع لشکر کے وہاں پہنچے۔ رومیوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی شور کرنا شروع کیا۔ روماس نے انھیں تسلی دی اور کہا ـــ "عربوں سے سوائے میرے کوئی بات نہ کرے۔

روماس خود مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا اور پکار کر کہا۔ "اے گروہ عرب میرا نام روماس ہے۔ میں بصرہ کا حاکم ہوں۔ تمہارے سردار سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت شرجیل اپنے لشکر میں سے نکل کر اس کے قریب آئے۔ روماس نے دریافت کیا۔ تم کون ہو ـــ؟"

انھوں نے جواب دیا۔ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو نبی امی (ان پڑھ) تھے جن کا ذکر توریت و انجیل میں ہے۔"

روماس۔ انھوں نے کیا کام کیا۔ اب وہ کہاں ہیں۔؟

شرجیل۔ انھوں نے عربوں کو متحد کیا۔ اسلام کی تبلیغ کی سب کو مسلمان بنا دیا اب اللہ نے انھیں اپنے پاس بلا لیا۔

روماس۔ اب کون شخص ان کا جانشین ہوا ہے۔؟

شرجیل۔ عبد اللہ عتیق بن ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے ہیں۔

روماس۔ میں انھیں جانتا ہوں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ اے گروہ عرب کے امیر! میں خوب جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو اور تم لقیناً ملک شام اور عراق کے مالک ہو جاؤ گے مگر ہماری جماعت زیادہ ہے تمھارے لئے یہ مناسب ہے کہ تم اپنے ملک کو پلٹ جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے کوئی تعرض نہ کروں گا۔ ابو بکر صدیق میرے دوست ہیں اگر وہ یہاں ہوتے تو ہرگز مجھ سے نہ لڑتے۔

شرجیل۔ خدا کی قسم یہ بات نہیں ہے۔ اگر حضرت صدیق کے بیٹے اور بھتیجے بھی دین اسلام کے خلاف ہوں تو وہ انھیں بھی معاف نہ کریں اس لئے کہ وہ حکم خدا کی تعمیل پر مامور ہیں۔ یہ معاملہ ان کا ذاتی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے ہم تم سے ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک تین باتوں میں سے ایک اختیار نہ کرو۔ یا تو دین اسلام قبول کرو۔ یا جزیہ دو۔ یا لڑو۔

روماس۔ قسم ہے اس کی جس کا میں اعتقاد رکھتا ہوں اگر میرا اختیار ہوتا تو تم سے ہرگز نہ لڑتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا مذہب سچا ہے۔ تم حق پر ہو لیکن میری قوم دور دور سے یکجا ہوئی ہے میں جا کر اپنے لوگوں کو سمجھاتا ہوں۔ دیکھوں وہ کیا کہتے ہیں۔

شرجیل۔ ضرور سمجھا دیکھو۔ ہم تم سے جو کہہ چکے ہیں ضرور کرنا ہے یعنی مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دو۔ یا لڑو۔

روماس نے واپس جا کر اپنی تمام قوم کو جمع کر کے کہا۔

اے گروہ نصرانیہ! اور اے اہل بلاد معمورہ! تم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تمہاری کتابوں میں جو عربوں کے تمہارے مالوں کو لوٹنے اور تمہارے مار ڈالنے کا ذکر ہے وہ وقت آگیا ہے عرب تمہارے ملک میں گھس آئے ہیں انھوں نے فلسطین فتح کر لیا ہے روبیس ایک لاکھ فوج سے مسلمانوں کے مقابل ہوا تھا مسلمانوں نے اسے شکست دی تمہاری جمعیت روبیس کی جمعیت سے زیادہ نہیں ہے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ عربوں کا ایک بڑا بہادر جنرل جس نے عراق کو فتح کیا ہے یہاں آرہا ہے اس نے انبار، سنجرہ، تدمر اور حوران فتح کر لیا ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مسلمانوں سے ادائے جزیہ پر مصالحت کر لی جائے اس سے تمہارے جان و مال محفوظ ہو جائیں گے۔

رروماس کی یہ تقریر سنتے ہی رومیوں نے شور کیا اور اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے'
اس نے رومیوں کو تھپکنے کی غرض سے کہا۔ ۔ اے حاملان صلیب! اس تقریر سے میری
یہ غرض تھی کہ تمہاری غیرت و حمیت کا امتحان کروں اگر تم تیار بھی ہو جاتے تو میں
مسلمانوں سے مصالحت نہ کرتا۔ میں لڑائی میں تم سب سے آگے رہوں گا۔

رومی خوش ہو گئے' وہ زرہیں وغیرہ پہن کر جنگ کے لئے میدان میں نکلے حضرت
شرجیل نے جب رومیوں کو صف بستہ ہوتے دیکھا تو انھوں نے مسلمانوں سے مخاطب
ہو کر کہا۔

مسلمانو! رومی آمادہ جنگ ہیں ـــ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ جنت تلواروں
کے سائے میں ہے ـــ۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے
جو اس کی راہ میں بہایا جائے۔ اور سب سے زیادہ عزیز وہ آنسو ہے جو اس کے خوف
سے نکلے۔ اے حاملان قرآن! دشمنوں سے خوب جہاد کرو ان کی صفیں الٹ دو۔ ان پر
تیروں کو اس طرح چلاؤ جیسے وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہوں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے
کسی سے نہ ڈرو۔

رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمان بھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے نہایت گھمسان
کی جنگ شروع ہو گئی۔ رومی بارہ ہزار تھے اور مسلمان چار ہزار۔ رومی مسلمانوں کے
گرد چھا گئے۔ مسلمان نہایت صبر و استقلال سے لڑنے لگے صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی
رہی رومی مسلمانوں پر طمع کر رہے تھے تلواریں اپنا کام کر رہی تھیں لڑنے والے قتل
ہو ہو کر گر رہے تھے اس وقت حضرت شرجیل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ یَابَدِیْعَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
یعنی۔ اے زندہ اور قائم رہنے والے اور اے بنانے والے آسمان اور زمین کے اور اے
صاحب بزرگی و بڑائی کے۔ اے میرے اللہ تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملک
شام و فارس کی فتح کا وعدہ کیا ہے اس وعدے کو پورا کر۔ اے اللہ! ہمیں
کافروں پر مدد دے۔"

ابھی شرجیل نے دعا تمام ہی کی تھی کہ مدد آ گئی۔ ہوا یہ کہ رومیوں نے مسلمانوں

کو گھیر لیا تھا۔ جنگ زور شور سے ہو رہی تھی رومی غالب آتے جاتے تھے کہ دفعتہً حوران کی جانب سے ایسا غلیظ غبار اٹھا جیسے آندھی آرہی ہو یا رات آگئی ہو۔ جب غبار قریب ہوا تو اس میں سے گھوڑے اور سوار نکلتے نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں علم اور جھنڈے تھے ان میں دو سو سوار آگے دوڑے آرہے تھے ـــــ ان میں سے ایک سوار نے بلند آواز سے کہا۔ "اے شرجیل بشارت اور خوش خبری ہو تمھیں۔ آگئی مدد اللہ کی۔ میں خالد ابن الولید ہوں، مضبوط تہبند والا ہوں۔ بہادر شیر ہوں۔ دشمنوں کو سرنگوں کرنے والا ہوں۔ ایک اور سوار نے کہا۔ خوشخبری ہو اے حاملانِ قرآن! تمھاری مدد کے لئے شیرانِ اسلام آگئے۔ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ میں مشرکوں کے بہادروں کو ڈرانے اور مارنے والا ہوں ان کے پیچھے قوم لخم اور جذام کے لوگ تھے۔ قریب آیا وہ اسلامی نشان (علم) جو عراق میں سربلند رہ چکا ہے اس کا نام رایت العقاب تھا رافع بن عمیرۃ الطائی اسے اٹھائے ہوئے تھے۔

اس اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی رومیوں کی ہمتیں پست ہوگئیں وہ سمٹ کر ہٹ گئے خالد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے آکر ایک دوسرے کو سلام کیا حضرت خالد نے شرجیل سے کہا۔ کیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ یہ ایام اہل شام حجاز اور عراق کے یکجا ہونے کے ہیں یہاں بازار لگتا ہے اور رومی لشکر اور ان کے سردار کثرت سے آتے ہیں تم نے کیسے اپنے نفس پر غرور کیا۔

حضرت شرجیل نے کہا۔ میں نے بموجب حکم ابو عبیدہ کے ایسا کیا۔

خالد:۔ وہ مرد مسلمان[ل] ہیں لڑائی کے ڈھنگ سے واقف نہیں۔

چونکہ رومی ہٹ چکے تھے اس لئے حضرت خالد نے مسلمانوں کو بھی قیام گاہ میں اترنے کا حکم دیا مسلمان اپنے کیمپ میں آکر آسودہ ہوئے ایک نے دوسرے کو اپنے توشہ دانوں سے کھانا دیا۔ دوسرے روز صبح ہی پھر اہل بصرہ اور رومی میدان جنگ میں نکل کر صف بستہ ہوئے۔ حضرت خالد نے کہا یہ لوگ ہمیں اور ہمارے جانوروں کو ماندہ سمجھ کر جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں خدا کا نام لے کر تم بھی چلو۔

[ل]۔ سیدھے اور بھولے آدمی۔

تمام مسلمان بھی میدان میں نکل آئے۔ حضرت خالد نے صف بندی شروع کی رافع بن عمیرۃ الطائی کو میمنہ میں ضرار بن الازور کو میسرہ میں مقرر کیا۔ ضرار بہت ہی کمسن لیکن بڑے جنگجو اور بہادر تھے ان کی دانش مندی استقلال اور جرأت کی شہرت تھی۔ پیدلوں پر عبد الرحمٰن بن حمید الجمحی کو مقرر کیا اور لشکر زحف میں سے گھوڑے پر مسیب بن علقمہ کو اور کچھ جماعت پر مذعود بن غانم الاشعری کو مامور کر کے حکم دیا کہ جب میں حملہ کروں میرے ساتھ تم بھی حملہ کرنا۔

حضرت خالد اور روماس کی گفتگو

جب لشکر کی ترتیب ہو چکی تب حضرت خالد اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے لوگوں کو صبر و استقلال کی تلقین کی۔ ابھی یہ دونوں بزرگ مسلمانوں کو تلقین ہی کر رہے تھے کہ رومیوں کی صفیں پھٹیں اور ایک گرانڈیل رومی سوار برآمد ہوا وہ قیمتی اور زرق برق لباس پہنے تھا اس کے جسم پر سونا چاندی اور یاقوت چمک رہے تھے وہ دونوں لشکروں کے بیچ میں آ کر کھڑا ہوا اور عربی زبان میں پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب! میں رومیوں کا سردار اور بصرہ کا حاکم ہوں میرے مقابلے کے لئے اپنے سردار کو بھیجو یہ شخص روماس تھا حضرت خالد بن الولید گھوڑا بڑھا کر اس کے قریب پہنچے اس نے ان سے دریافت کیا۔ کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو۔؟"

حضرت خالد نے جواب دیا۔ ہاں مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں لیکن میں مسلمانوں کا سردار اسی وقت تک ہوں جب تک اللہ کی اطاعت پر قائم رہوں جب مجھ سے خدا کی نافرمانی ہو جائے تو میری حکومت ان پر نہیں ہے۔"

روماس۔ میں شاہان روم سے ہوں۔ عالم و دانا ہوں۔ میں نے پچھلی کتابوں اور علم نجوم میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی ہاشم میں ایک نبی مبعوث کرے گا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

خالد۔ وہی ہمارے پیغمبر ہیں۔

روماس۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے۔؟

خالد۔ ہاں اس کتاب کا نام قرآن شریف ہے۔

روماس۔ کیا تم پر شراب حرام کی گئی ہے؟۔

خالد - ہاں جو شخص ہم میں شراب پیتا ہے ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں اور جو زنا کرتے ہیں اس کے دُرّے لگاتے ہیں - اگر مرد بیوی والا اور عورت شوہر والی زنا کرتے ہیں تو انھیں خدا کے سامنے سنگسار کر ڈالتے ہیں -

روماس - کیا تم پر نماز فرض ہوئی ہے -

خالد - ہاں پانچ وقت کی نماز ہم پر فرض ہوئی ہے -

روماس - اور حج - ؟

خالد - ہم حج کرتے ہیں -

روماس - کیا تم پر جہاد بھی فرض کیا گیا ہے - ؟

خالد - اگر ہم پر جہاد فرض نہ ہوتا تو تم سے لڑنے کے لئے نہ آتے -

روماس - میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو میں تمھیں دوست رکھتا ہوں میں نے تمہاری طرف سے قوم کو ڈرایا تھا لیکن اس نے نہ مانا -

خالد - اگر تم اسلام کو سچا مذہب سمجھتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ -

روماس - اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو ڈرتا ہوں کہ میری قوم مجھے مار ڈالے گی - میرے اہل و عیال کو گرفتار کرے گی میں واپس جا کر اپنی قوم کو دھمکاتا ڈراتا ہوں اور مسلمان ہونے کی ترغیب دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ انھیں راہ راست پر لے آئے -

خالد - لیکن اگر تم بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے تو اندیشہ ہے تمھاری قوم تم سے بدظن نہ ہو جائے -

روماس - ٹھیک کہتے ہیں -

چنانچہ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا دونوں لڑائی کے فن سے خوب واقف تھے - دونوں لشکروں کو جنگی ہنر دکھاتے رہے ——— کچھ وقفہ کے بعد روماس نے کہا - اب تم مجھ پر شدت سے حملہ کرو - میں تمھارے لئے اس رومی سردار کو بھیجتا ہوں جسے بادشاہ نے میری مدد کے لئے بھیجا ہے اس کا نام دریجان ہے -

خالد - تم اندیشہ نہ کرو - اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا اور مجھے اس پر غلبہ دے گا - یہ کہہ کر خالد نے روماس پر سختی سے حملہ کیا وہ بھاگ کر اپنی قوم میں پہنچا اکابر قوم نے اس سے دریافت کیا - تمہارا کیا حال ہے ؟ فوراً روماس نے جواب دیا ——— اہل عرب

بڑے بہادر نڈر اور جنگجو ہیں۔ تم ان سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ہو وہ یقیناً تمام ملک شام پر حتیٰ کہ تخت گاہ تک مالک ہو جائیں گے۔ تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم ان کی اطاعت قبول کر لو اور اہل ارکہ، تدمر، سخنہ اور حوران نے جو کچھ کیا ہے تم بھی وہی کرو اس میں تمہاری بہتری ہے۔"

رومی سربرآوردہ لوگوں نے اسے جھڑکا اور کہا اگر بادشاہ کا خوف نہ ہوتا تو ہم تجھے ضرور مار ڈالتے۔ تو شہر میں جا اور اپنے گھر میں اطمینان سے بیٹھ جا ہم خود اہل عرب سے لڑیں گے۔ روماس وہاں سے چلا گیا۔

دریجان کی تقرری

ہرقل اعظم رومی شہنشاہ نے روماس کی مدد اور ملک کی حفاظت کے لئے دریجان کو لشکر دے کر بھیجا تھا۔ دریجان بڑا دلیر تھا۔ رومیوں نے روماس کے میدان جنگ سے واپس لوٹ کر شہر میں چلے جانے کے بعد دریجان کو عارضی طور پر بصریٰ کا حاکم مقرر کر کے اس سے کہا۔

جب ہم مسلمانوں کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں گے تب بادشاہ کے پاس چل کر روماس کی معزولی اور تمہاری منصوبی کی درخواست کریں گے تم روماس سے زیادہ بہادر اور دانشمند ہو دریجان نے اس سے دریافت کیا۔ تمہارا ارادہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر و ان کے سردار سے لڑو اگر تم ان کے سردار پر غالب آگئے تو باقی مسلمان بھاگ جائیں گے۔

دریجان بصرہ کا حاکم بن جانے سے بڑا خوش ہوا وہ اچھا لباس پہن کر اور ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور دونوں لشکروں کے بیچ میں جا کر ٹھہرا اور حضرت خالد کو اپنے مقابلے کے لئے طلب کیا۔ خالد اس کے مقابلے کو چلے عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے انھیں روک کر کہا۔ آپ تم اسلامی لشکر کے سردار ہیں ہماری تعاد ثبات تمہارے دم سے ہے۔ تم اپنی جگہ پر ٹھہرو میں اس دشمن خدا کا مقابلہ کروں گا۔

حضرت خالد نے انھیں اجازت دے دی۔ وہ گھوڑا بڑھا کر دریجان کے پاس پہنچے دریجان نے ان پر حملہ کیا انھوں نے بڑی جوانمردی سے اس کا حملہ روکا پھر خود بھی حملہ کیا دونوں جوش و خروش سے لڑنے لگے دونوں لشکروں کے سپاہی گردنیں اٹھا کر لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے تھے تھوڑی ہی دیر میں دریجان تھک کر بھاگ نکلا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق

نے اس کا تعاقب کیا ــــ مگر اس کا گھوڑا تیز رو تھا۔ وہ بچ نکلا جب اپنی قوم میں پہنچا تو بعض معزز رومیوں نے اس سے پوچھا ــــ "تم میدان جنگ سے کیوں بھاگ آئے۔"

دریحان نے جواب دیا۔ "دشمن نے جنگ میں شدت کی میں ٹھہر نہ سکا بھاگ آیا اب تم سب مل کر مسلمانوں پر حملہ کرو۔"

دریحان کی باتیں سن کر رومیوں پر مسلمانوں کا خوف طاری ہو گیا۔ اس بات کو دریحان کے بھاگتے ہی خالد بن الولید نے بھی سمجھ لیا تھا۔ انھوں نے رومیوں کو مہلت نہیں دینی چاہی اسی وقت ان پر حملہ کر کے ان کے ساتھ ہی عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق ضرار بن الازور قیس بن ہبیرہ شرجیل بن حسنہ، رافع بن عمیرۃ الطائی، مسیب بن نجلۃ الفزاری، عبد الرحمن بن حمید الجمحی اور سب مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔

جب رومیوں نے مسلمانوں کو حملہ آور ہوتے دیکھا تو خود بھی بڑھے دونوں لشکر دیوار کی طرح ٹکرا گئے۔ رومی ناقوس بجانے لگے۔ راہبوں نے انجیل کی آیتیں زور زور سے پڑھنی شروع کیں۔ قلعہ کے اوپر سے شہریوں نے شور مچایا۔

نہایت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ شرجیل نے دعا مانگی اے اللہ رومی مشرک ہیں وہ کلمہ کفر کے ساتھ تیری طرف رجوع کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں توحید کے علمبردار ہیں کلمہ توحید سے تیری طرف رجوع کرتے ہیں پروردگار ہمیں کافروں پر مدد دے۔

اس دعا کے خاتمے پر مسلمانوں نے آمین کہی اور تمام مسلمانوں نے نہایت سخت حملہ کیا۔ رومی اس حملے کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے ان کی لاشیں میدان جنگ میں پڑی رہ گئیں مسلمان رومیوں کے تعاقب میں دوڑے رومی ایسے بدحواس ہوئے کہ شہر پناہ کے دروازوں پر پہنچ کر شہر میں داخل ہونے کے لئے آپس ہی میں لڑ پڑے۔

اس معرکہ میں بے شمار رومی مارے گئے بڑی مشکل سے بقیہ رومی

بصرہ کا محاصرہ

شہر میں داخل ہوئے انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے فصیل اور برجوں پر قرار پکڑا۔ بیرقوں اور صلیبوں کو بلند کیا انھوں نے ارادہ کیا کہ ہرقل اعظم سے اور مدد طلب کریں۔

جب شہر کے دروازے بند ہو گئے تب مسلمان رومیوں کے تعاقب سے واپس لوٹے

اس لڑائی میں دو سو تیس مسلمان شہید ہوئے تھے ان میں زیادہ تر قبائل بجیلہ اور ہمدان کے لوگ تھے۔ شہدا میں اکابرین قوم یہ تھے۔ بودر بن حرملہ۔ علی بن رفاعہ مازن بن عوف، سہل بن ناشط، جابر بن زرارہ، ربیع بن حامد اور عباد بن بشر۔ حضرت خالد نے شہیدوں پر نماز پڑھی اور انھیں دفن کرا دیا اس کے بعد مسلمانوں نے رومیوں کا مال و اسباب لوٹ کر ایک جگہ جمع کر لیا۔ بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا رومی میلے میں سجی سجائی دکانیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تمام بازار لوٹ لیا گیا۔ حضرت خالد نے بصرہ کا محاصرہ کر لیا۔

روماس کی آمد

جب رات ہوئی تب مسلمانوں نے عشاء کی نماز پڑھ کر آرام کیا حضرت خالد نے چوتھائی رات گزرنے پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ معمر بن راشد اور مالک اشتر النخعی کو لشکر زحف کے ایک سو سوار دیکر لشکر کی نگہبانی پر مامور کیا یہ لوگ لشکر کے گرد گھوم رہے تھے کہ دفعتہً گھوڑوں نے چونکنے ہوکر کنوتیاں بدلیں اور ہنہنائے مسلمان فوراً ہوشیار ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے کہا "معلوم ہوتا ہے کوئی غیر شخص ہمارے قریب ہے"۔
اسی وقت کوئی شخص نمودار ہوا۔ وہ کپڑا بالوں کا شل کمبل کے اوڑھے تھا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اسے گرفتار کرنے کے لئے اس کی طرف جھپٹے اس نے دور ہی سے کہا۔ "ٹھہرو! میں بصرہ کا حاکم روماس ہوں"۔
عبدالرحمٰن نے اس سے دریافت کیا۔ "تم اس وقت کیسے آئے"۔ روماس نے جواب دیا۔ "میں تمہارے سردار سے اسی وقت ملنا چاہتا ہوں"۔ حضرت عبدالرحمٰن اسے ساتھ لے کر حضرت خالد کی خدمت میں آئے خالد اس وقت تک جاگ رہے تھے انھوں نے روماس کو پہچان لیا وہ اسے کمبل اوڑھے ہوئے دیکھ کر ہنسے اور اس سے پوچھا۔ "روماس تم اس ہیئت سے آدھی رات کے قریب کس لئے آئے ہو؟"

روماس نے جواب دیا۔ اے امیر! مجھے میری قوم نے معزول کر کے دریجان کو عارضی طور پر اپنا حاکم مقرر کر لیا ہے۔ میرا مکان شہر پناہ کے متصل ہے رات کو میں نے، میرے غلام اور میری اولاد نے دیوار توڑ کر اس میں اتنا بڑا سوراخ کر لیا ہے جس میں سے سوار آسانی سے قلعہ کے اندر داخل ہو سکتا ہے میں اسی راستے سے آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ کچھ مسلمانوں کو اپنے ساتھ شہر میں لے جاؤں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس شہر کو ان کے ہاتھ پر فتح کر دے جن لوگوں پر آپ کو اعتماد ہو انھیں میرے ساتھ روانہ کیجئے۔

حضرت خالد یہ مژدہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ وہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے پھر سجدے سے سر اٹھا کر عبد الرحمن کو حکم دیا کہ تم سو سواروں کو جو آزمودہ کار ہوں اپنے ہمراہ لے کر روماس کے ساتھ جاؤ۔

عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق نے فوراً سو سواروں کو منتخب کر لیا۔ ان میں ضرار بن الازور بھی تھے۔ یہ سب لوگ روماس کے ساتھ چلے اور شہر میں داخل ہو گئے۔ روماس نے انھیں اپنے خزانے سے ہتھیار بھی دیئے اور رومی سپاہیوں کے سے کپڑے بھی دیئے مسلمانوں نے رومیوں کا لباس پہن لیا۔ عبد الرحمن نے پچیس آدمیوں کے چار گروہ بنا کر چاروں طرف شہر کے کناروں پر بھیج دیا۔ اور انھیں ہدایت کر دی کہ جب تم تکبیر و تہلیل کی آواز سنو تو خود بھی تکبیریں کہتے ہوئے رومیوں پر حملہ کر دو۔ اور شہر کے پھاٹک کھولنے کی کوشش کرو۔"

روماس نے عبد الرحمن کو بھی ایک تلوار اور ایک کلاہ دی انھوں نے فوراً تلوار کو حائل کر لیا اب روماس عبد الرحمن کو لے کر اس برج میں پہنچا جس میں دریجان مع اپنے معتمدوں کے بیٹھا ہوا تھا۔ اور شراب کے دور اڑا رہا تھا۔ وہ مخمور ہو رہا تھا اس نے روماس کو دیکھ کر پوچھا۔ تم کون ہو۔"

روماس نے جواب دیا۔ میں بطریق ہوں۔

دریجان۔ تجھے آرام آسانی میسر نہ ہوا اس وقت یہاں تیرے آنے کا کیا سبب ہے اور یہ تیرے ساتھ کون ہے۔

روماس۔ یہ میرے دوست ہیں۔ تیری ملاقات کے مشتاق ہو کر آئے ہیں۔

دریجان۔ سختی ہو تجھ پر وہ کون ہیں۔

روماس۔ یہ عبد الرحمن خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کے فرزند ہیں تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تیری روح کو دوزخ کی طرف بھیجیں یہ سن کر دریجان چونک پڑا اس نے حملہ کرنا چاہا لیکن اس کے دل نے نامردی کی عبد الرحمن نے جلدی سے اس پر تلوار سے حملہ کیا۔ تلوار اس کے شانے پر پڑی وہ مردہ ہو کر گرا اسی وقت عبد الرحمن نے زور سے تکبیر کہی ان کی تکبیروں کی آواز مسلمانوں نے سنی انھوں نے بھی شہر کے کناروں سے پر زور آوازیں بلند کیں جو دیواروں سے ٹکرائیں آواز بازگشت پیدا ہوئی ایسا معلوم ہوا جیسے دیواروں، پہاڑوں، پتھروں اور مکانوں نے تکبیر کہی

شروع کر دیں۔ ان کی تکبیروں کی گونج سے یہ بھی معلوم ہوتا تھا جیسے خدا کی نیک مخلوق کہہ رہی ہو اے معبود! اور اے خالق و مالک! اللہ اکبر کیسا پیارا نام ہے کانوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے تو اکیلا ہے۔ ہم نے کلمۂ توحید کو سنا اور تیرے شکر کرنے والوں کو دیکھا۔

مسلمانوں نے حسب ہدایت تکبیریں کہتے ہی نہایت شدت سے رومیوں پر حملے کئے انھیں بیدریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ تمام قلعہ مختلف آوازوں سے گونج اٹھا۔ حضرت خالد جاگ رہے تھے انھوں نے بھی تکبیروں کی آوازیں سنیں وہ اسی وقت اپنا لشکر لے کر تیزی سے چلے۔ مسلمانوں نے قلعے کے پھاٹک کھول دیے تھے خالد اور ان کے ساتھی شہر میں گھس گئے انھوں نے بھی پرزور حملہ کر کے رومیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ تمام قلعے میں ہلچل پیدا ہو گئی عورتیں اور بچے چیخنے اور چلانے لگے۔ مرد قتل ہونے لگے یہ کیفیت دیکھ کر رومیوں نے شور کیا۔ عورتیں گھروں سے نکل آئیں ـــــ وہ بھی غل مچانے لگیں۔ حضرت خالد نے روماس سے دریافت کیا ـــــ "یہ لوگ کیا کہتے ہیں ـــــ" روماس نے عرض کیا۔ "امان طلب کرتے ہیں ـــــ"

حضرت خالد نے حکم دیا۔ رومیوں کے سروں سے تلوار ہٹالیں انھیں امان دیدی رومیوں نے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا صبح ہوتے ہی اہل بصرہ جمع ہو کر خالد بن الولید کے پاس پہنچے اور کہا۔ "اگر ہم آپ سے مصالحت کر لیتے تو اس حال کو نہ پہنچتے۔"

حضرت خالد نے کہا اللہ تعالی کا حکم ٹلتا نہیں ہے۔ اہل شہر نے پوچھا کس شخص کی رہبری سے تم نے یہ مضبوط شہر فتح کیا۔

خالد بن الولید نے مروت و حیا کی وجہ سے روماس کا نام نہیں لیا۔ مگر روماس خود ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہا۔ اے خدا کے دشمنو! میں نے خدا کی خوشنودی اور ثواب کے لئے یہ کام کیا ہے۔ اہل بصرہ نے اس سے دریافت کیا تو ہمارے بطریق نہیں رہا ـــــ

روماس نے کہا۔ نہیں میں صلیب پرستی سے انکار کرتا ہوں۔ دین محمدی کے آنے سے عیسوی مذہب باطل ہو گیا تثلیث پرستی پر توحید پرستی غالب آ گئی میں نے اللہ تعالی کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول کعبہ کو اپنا قبلہ قرآن شریف کو اپنا پیشوا اور مسلمانوں کو اپنا بھائی تسلیم کیا۔

اہل بصرہ نے رد ماس کے ساتھ سختی کرنی چاہی لیکن حضرت خالد نے انھیں ڈپٹ دیا وہ خاموش ہو گئے۔ رد ماس نے حضرت خالد سے کہا۔ یا امیر! اب میں ان لوگوں کے ساتھ نہ رہوں گا اور جب آپ ملک فتح کر لیں گے تب میں اپنے وطن میں واپس آؤں گا اس لئے کہ ع "حب وطن از ملک سلیمان خوشتر" مشہور ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ رد ماس ملک شام کی کل لڑائیوں میں شریک رہے مسلمانوں کے ساتھ مل کر رومیوں سے جہاد کرتے رہے جب ملک شام فتح ہو گیا تب حضرت عمر نے انھیں بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا وہ کچھ عرصے بعد فوت ہو گئے۔

رد ماس کی بیوی چونکہ بصرہ از روئے غلبہ فتح ہوا تھا اس لئے وہاں سے مال غنیمت جمع کیا گیا اور چونکہ رد ماس کا ارادہ مسلمانوں کے ساتھ جانے کا تھا اس لئے چند مسلمان اس کا مال و اسباب گھر سے نکالنے اور احتیاط سے باندھنے کے لئے کر دیئے گئے جبکہ یہ مسلمان سامان اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے انھوں نے رد ماس کو اپنی بیوی سے لڑتے جھگڑتے دیکھا مسلمانوں نے اس سے وجہ دریافت کی۔ تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو وہ میرا فیصلہ کریں گے۔

مسلمان رد ماس اور اس کی بیوی دونوں کو حضرت خالد کے پاس لے آئے۔ کئی رومی بھی ساتھ آئے۔ رد ماس کی بیوی عربی نہیں جانتی تھی اس نے ایک رومی کے ذریعے سے خالد سے کہا۔ "میں اپنے شوہر پر نالشی ہوں"۔

خالد۔ تمہاری کیا نالش ہے۔؟

رد ماس کی بیوی نے کہنا شروع کیا۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت وجیہہ اور خوبرو اعرابی کو دیکھا ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ انھوں نے فرمایا یہ شہر بصرہ اور تمام ملک شام اور سارا عراق ہی عربوں کے ہاتھ سے فتح ہو گا۔ دریافت کیا آپ کون ہیں؟

انھوں نے فرمایا میں خدا کا رسول ہوں میرا نام محمدؐ ہے انھوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے قبول کر لیا انھوں نے مجھے دو سورتیں قرآن مجید کی یاد

کرائیں۔ حضرت خالد اور مسلمانوں نے جو وہاں موجود تھے یہ باتیں سن کر بنایت متعجب اور خوش ہوئے۔ حضرت خالد نے ترجمان کے ذریعے سے روماس کی بیوی سے کہا۔" جو سورتیں تمھیں یاد کرائی تھیں وہ سناؤ"۔ عورت نے سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد یہ دونوں سورتیں پڑھ کر سنائیں اور حضرت خالد کے ہاتھ پر اسلام کی تجدید کی۔

حضرت خالد نے اس سے کہا تم اپنے شوہر روماس سے کیا چاہتی ہو؟

روماس کی بیوی نے کہا۔ چونکہ اب مسلمان ہو چکی ہوں اس لئے یا تو روماس بھی مسلمان ہو جائیں یا مجھے چھوڑ دیں۔

حضرت خالد نے ہنس کر کہا۔ "روماس تو مسلمان ہو چکے ہیں"۔ اس کی بیوی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی۔ وہ بہت خوبصورت تھی اس نے ایسی نظروں سے جن میں حیا اور خوشی کی جھلک تھی روماس کی طرف دیکھ کر کہا۔ پہلے ہی اس بات کو کیوں نہیں کہہ دیا تھا۔ یہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا۔ روماس نے کہا کمبخت تو نے کہنے کا موقع ہی کہاں دیا۔

اس کے بعد حضرت خالد نے اہل بصرہ سے ادائے خراج پر مصالحت کرلی اور بصرہ والوں کی مرضی کے مطابق ایک رومی کو اپنا نائب مقرر کر دیا انہوں نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ایک خط لکھا کہ بصرہ فتح ہو گیا۔ میں یہاں سے دمشق جا رہا ہوں آپ بھی وہیں آجائیے اور ایک خط حضرت ابوبکر صدیق کو ان الفاظ سے لکھا۔

میں آپ کے حکم کے بموجب عراق سے شام میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں پر تدمر، ارکہ، سخنہ، حوران اور بصرہ کو فتح کیا۔ میں آج دمشق کی طرف کوچ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کرتا ہوں۔ تم پر اللہ کی سلامتی و برکت اور رحمت ہو ——"

حضرت خالد نے یہ دونوں خط ساتھ ہی روانہ کئے اور دمشق کی طرف چلے ایک گاؤں میں پہنچے اس کا نام ثنیۃ العقاب تھا حضرت خالد نے وہاں قیام کر دیا اور اپنے علم کا نام رایت العقاب رکھا پھر انھوں نے وہاں سے غوطہ[1] کی جانب کوچ کیا۔

دمشق میں کلوس کی آمد۔ حضرت خالد ثنیۃ العقاب سے چل کر ایک دیہ

---

[1] غوطہ شہر دمشق کو کہتے ہیں۔

میں اترے دیر اسی روز سے دیر خالد کے نام سے مشہور ہو گیا اور اب تک اسی نام سے مشہور ہے چونکہ دمشق وہاں سے قریب تھا اس لئے اس نواح کے رومی مسلمانوں سے ڈر کر دمشق کے قلعہ میں چلے گئے جہاں بارہ ہزار سوار شہر کی حفاظت کے لئے رہتے تھے رومیوں نے مسلمانوں پر اپنا رعب ڈالنے اور یہ دکھانے کے لئے کہ قلعہ کے اندر بہت زیادہ فوجیں ہیں فصیل پر بے شمار علم بیرقیں اور صلیبیں نصب کر رکھی تھیں گویا نشانوں، جھنڈیوں اور صلیبوں سے فصیل کو آراستہ کر رکھا تھا۔

جب ہرقل اعظم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت خالد بن الولید نے ارکہ، تدمر، حوران، سخنہ اور بصرہ فتح کر لیے اور اب وہ دمشق کی طرف بڑھے ہیں تو اس نے پھر اکابر قوم کو جمع کر کے کہا۔ میں نے تمھیں آگاہ کیا تھا کہ عربوں سے مصالحت کر لینی چاہیئے ورنہ وہ تمام ملک شام پر قابض ہو جائیں گے لیکن تم نے نہ مانا اب دیکھ لو اہل عرب نے ارکہ۔ تدمر، سخنہ، حوران بصرہ فتح کر لیے۔ اور دمشق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دمشق ملک شام کا بہترین شہر ہے وہ شام کی بہشت کہلاتا ہے اگر مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا تو بڑی خطرناک اور تکلیف دہ بات ہوگی۔ میں نے دمشق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا لشکر تیار کیا ہے۔ بارہ ہزار لشکر دمشق میں موجود ہے میں اس تمام لشکر کا ایک شخص کو سردار مقرر کرتا ہوں۔ یہ وعدہ کرتا ہوں۔ . . . . . . کہ اگر اس سردار نے مسلمانوں کو ہزیمت دے کر بھگا دیا تو وہ تمام شہر جو اب تک مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے میں اسے ہی دے دوں گا اور ان شہروں کا محصول بھی معاف کر دوں گا بولو کون شخص اس لشکر کی سرداری منظور کرتا ہے۔

ایک شخص نے کہا۔ میں مسلمانوں کے لئے کافی ہوں اس شخص کا نام کلوص تھا اس کی بہادری اور دلیری کی شہرت تھی ایک زمانے میں جب کسریٰ شاہ ایران نے ملک شام پر لشکر کشی کی تھی تو اس نے بڑی بہادری سے ایرانیوں کا مقابلہ کیا تھا۔

ہرقل اعظم نے ایک سونے کی صلیب اسے دی اور پانچ ہزار سوار اس کے ساتھ کر دیے اس نے اسی روز انطاکیہ سے کوچ کیا۔ جب حمص میں پہنچا تو شہر کو ہتھیاروں اور لوگوں سے بھرا پایا ـــــ ان لوگوں کا شاندار استقبال ہوا راہبوں اور ننوں کی جماعت سب سے آگے تھی ان کے ساتھ چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبودار چیزیں جل رہی تھیں

سب کے پاس انجیلیں تھیں۔ راہبوں نے کلوص پر معمودیہ کا پانی چھڑکا اور اس کی فتح کی دعا مانگی۔

کلوص ایک دن اور ایک رات وہاں مقیم رہا اگلے روز روانہ ہو کر جوسیہ میں پہنچا وہاں کے لوگوں نے بھی حمص والوں کی طرح ــــ اس کا شاندار استقبال کیا وہاں سے چل کر وہ بعلبک میں آیا۔ وہاں کے مرد اور عورتیں فریادیوں کی طرح منہ پیٹتی بال نوچتی اور گریہ وزاری کرتی ہوئی آئیں۔ انھوں نے کہا۔ افسوس عربوں نے ارکہ تدمر حوران، سخنہ اور بصرہ فتح کر لیے اور اب دمشق فتح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کلوص نے انھیں تسلی دی اور کہا۔ "میں نے تو سنا تھا کہ مسلمان مقام جابیہ میں ہیں حیرت ہے ان لوگوں نے ان شہروں کو کیسے فتح کر لیا۔

چند لوگوں نے کہا۔ یہ سچ ہے کہ جو مسلمان عرب کی طرف سے حملہ آور ہوئے تھے وہ جابیہ ہی میں مقیم ہیں مگر جس شخص نے ارکہ وغیرہ کو فتح کیا ہے وہ عراق سے آیا ہے اور اس کا نام خالد ہے کلوص نے دریافت کیا۔ اس کے ساتھیوں کی تعداد کس قدر ہے۔ لوگوں نے کہا۔ سنا ہے پندرہ سو سوار ہیں۔ کلوص نے کہا جب تو قسم ہے اپنے دین کی میں اس کا سر کاٹ کر اپنے قنطاریہ کی نوک پر لٹکاؤں گا۔"

کلوص نے وہاں سے دمشق کی طرف کوچ کیا۔

کلوص اور عزرائیل میں عداوت

ہرقل اعظم کی طرف سے دمشق میں جو سردار تھا اس کا نام عزرائیل تھا وہ ایک بڑی توند والا پہلوان تھا وہ نہایت معزز با اثر تھا اس کے تین ہزار سوار اور پیدل تھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے جب کلوص دمشق میں آیا تو عزرائیل نے اس کا استقبال کیا کلوص نے شاہی فرمان رومیوں کو پڑھ کر سنایا اس فرمان میں لکھا تھا کہ ہم نے کلوص کو مسلمانوں کے مقابلے کے لئے مامور کیا ہے۔ اہل دمشق کو اس سے بڑی خوشی ہوئی۔

لیکن کلوص نے ان سے کہا۔ میں اس وقت تمھارے دشمنوں سے لڑوں گا۔ جب تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال دو گے۔ دمشق والوں نے کہا اس وقت ہمارے سروں پر جنگ کے بادل گھوم رہے ہیں۔ ایسے میں اگر تم جیسے دس ہزار بھی آ جائیں اور مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کریں تو اچھا ہے ہم عزرائیل کو نکال دیں گے اپنی قوت

کیسے کمزور کریں۔
عزرائیل نے جب کلوص کی یہ علت سنی تو اس نے کہا۔ جب اہل عرب یہاں آکر اس شہر کا محاصرہ کر لیں گے تو میں اور کلوص الگ الگ ایک دن ان سے لڑیں ہم دونوں میں سے جو شخص انھیں بھگا دے گا وہی دمشق کا حاکم ہو۔
اس بات کو دمشق والوں نے پسند کیا۔

رومیوں کی یورش چونکہ خالد مع اپنے ساتھیوں کے دیر خالد میں پہنچ کر مقیم ہو گئے تھے اس لئے رومی ان پر حملہ کرنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔ اس وقت کلوص آگیا اب کلوص اور عزرائیل دونوں سے مسلمانوں کو امید نہیں تھی کہ رومی ان پر حملہ کر دیں گے ایک روز اچانک انھوں نے ٹڈی دل لشکر رومیوں کا اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر خالد بن الولید نے جلدی سے مسیلمہ کذاب کی زرہ پہنی اپنی کمر کو پٹکے سے باندھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آواز دی اور کہا۔ اے مسلمانوں مژدہ ہو کہ دشمن کا لشکر جس میں سوار اور پیدل دونوں شامل ہیں تمہارے سامنے آپہنچا ہے —— یہ جانے نہ پائیں تم خدا کے دین کی مدد کرو —— اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تم نے خدا کے ساتھ سودا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ اشترىٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفیٰ بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم

یعنی اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان و مال بہشت کے عوض میں خریدی وہ اللہ کے لئے لڑتے ہیں مارتے ہیں اور مرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے توریت انجیل اور قرآن میں مجاہدوں کے لئے بہشت کا وعدہ کیا ہے اللہ سے زیادہ وعدہ کا سچا کون ہے تم اس سودے پر خوش ہو —— اس سے بڑھ کر اور کیا مراد ہو سکتی ہے۔

اے مجاہدین اسلام! جنگ میں صبر و استقلال سے کام لو اور اس بات کو سمجھ لو کہ حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ جو تمہارے بھائی ہیں وہ تمہاری مدد کے لئے آنے والے ہیں۔

یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور مسلح ہو کر میدان میں نکل آئے رومی لشکر مسلمانوں کو دیکھ کر ٹھہر گیا حضرت خالد نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ میمنہ میں رنع بن عمرہ الطائی کو میسرہ میں مسیب بن نجبۃ الفزادی کو داہنے بازو پر شرجیل بن حسنہ کو اور بائیں بازو پر عبداللہ بن ابی بکر صدیق کو ساتھ پر سام بن نوفل کو مقرر کیا اور خود قلب میں ٹھہرے۔

ضرار کی جنگ

ترتیب لشکر سے فارغ ہو کر حضرت خالد نے ضرار بن الازور کو بلا کر کہا۔ ضرار تم اپنے باپ کی طرح جہاد کرو اپنے پرجوش حملوں سے دشمن کو جنبش میں لاؤ اور رومیوں کے دلوں کو رعب وخوف سے بھر دو۔ یہ سنتے ہی حضرت ضرار اسلامی لشکر سے اس حیثیت سے نکلے کہ ان کے سر پر اپنا عمامہ تھا اور ان کی سواری میں ایک دبلی پتلی گھوڑی تھی مگر ایسی تیز رفتار تھی کہ سب سے آگے چلتی تھی۔

ضرار نے تنہا رومیوں کے لشکر پر حملہ کر کے ان کے کئی بہادروں کو مار ڈالا۔ کئی صفوں کو درہم برہم کر دیا اول انھوں نے سواروں پر حملہ کر کے چار سواروں کو تہ تیغ کر ڈالا پھر پیدلوں پر دھاوا کیا اور چھ سپاہیوں کو مار ڈالا رومیوں کو ان کی جرأت دیکھ کر تعجب بھی ہوا اور غصہ بھی آیا۔ انھوں نے تیر اور پتھر چلانے شروع کئے جب حضرت ضرار واپس چلے آئے۔ حضرت خالد نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

عبدالرحمٰن کی جنگ

اب حضرت خالد نے عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق سے کہا۔ اے صدیق کے بیٹے اب تمھارا نمبر ہے تم دشمن پر حملہ کر کے ان کے دلوں میں تھرتھری ڈال دو۔

حضرت عبدالرحمٰن نے اس جوش سے حملہ کیا کہ رومیوں کی پہلی صف پلٹ کر دوسری صف تیسری صف سے جا ٹکرائی انھوں نے کئی رومی بہادروں کو مار ڈالا رومی حیرت اور خوف سے انھیں دیکھنے لگے کچھ دیر لڑ کر وہ بھی واپس لوٹ آئے حضرت خالد نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

حضرت خالد کا پرزور حملہ

حضرت ابو عبیدہ کی واپسی پر حضرت خالد نے کہا۔ اب میری باری ہے چنانچہ

وہ رومی لشکر پر حملہ آور ہوئے انھوں نے نیزے سے حملہ کر کے رومیوں کی صفوں کو ہلا دیا اور نیزہ بازی کے ایسے ہنر اور شجاعت کے ایسے جوہر دکھائے کہ رومی کانپ اٹھے کلوص یہ سمجھا کہ یہی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ حضرت خالد رومیوں کو قتل کرتے ہوئے کلوص ہی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اسے یہ خوف ہوا کہ کہیں وہ اس پر حملہ نہ کریں اس نے افسروں کو آگے بڑھ کر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ افسروں نے نیزوں کی بارش کی خالد نے گھوڑے کے مہمیز لگائی وہ بجلی کی سرعت سے دوڑا حضرت خالد نے حملہ کر کے دس رومیوں کو مار ڈالا وہ پلٹ کر میدان میں آئے۔ انھوں نے دوسرا حملہ پہلے حملے سے بھی شدت سے ساتھ کیا اور کئی رومیوں کو مار ڈالا۔ اب انھوں نے میدان جنگ میں آ کر لڑنے والے کو طلب کیا کسی آدمی کو ان کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہ ہوئی حضرت خالد نے کہا۔ بڑے بہادر ہو میں۔ یہاں اکیلا ہوں لڑنے والے کو طلب کر رہا ہوں کوئی میرے مقابلے میں نہیں آتا تم مسلمانوں سے کیا لڑو گے ہر مسلمان میرے ہی جیسا بہادر ہے۔

حضرت خالد کی گفتگو سن کر عزرائیل

کلوص اور عزرائیل کا نزاع

نے کلوص سے کہا تجھے شہنشاہ نے اس لشکر کا سردار مقرر کر کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بھیجا ہے اس (خالد) کے مقابلے میں نکل کلوص نے کہا۔ تو اس شہر کا حاکم ہے مجھ سے پہلے سے یہاں موجود ہے شہر کو بچانا تیرا فرض ہے تو کیوں میدان میں نہیں نکلتا۔

عزرائیل۔ میرے اور تیرے درمیان میں یہ شرط ہو چکی ہے کہ ایک دن تو لڑے گا اور ایک دن میں۔ آج تو نکل۔

کلوص۔ میں کل لڑوں گا ــــ آج تو لڑ تیرے لئے موقع ہے۔ مسلمانوں کو شکست دے کر بھگا دے۔

دونوں میں جھگڑے نے طول کھینچا دراصل دونوں پر حضرت خالد کا رعب طاری ہو گیا تھا۔ آخر چند سر برآوردہ لوگوں نے دونوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ قرعہ ڈالو جس کا نام نکل آئے وہی آج مسلمانوں سے لڑے

کلوص کو اندیشہ ہوا کہیں ہرقل اعظم اس واقعہ سے ناخوش نہ ہو جائے اس لئے وہ اس بات پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ قرعہ ڈالا گیا کلوص کے نام قرعہ نکلا اسے بڑا رنج ذکر ہوا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ میدان کی طرف دیکھتے رہنا اگر میری طرف سے کمی اور عجز دیکھو تو فوراً حملہ کر کے مجھے بچا لینا۔

اس کے ساتھیوں نے کہا۔ یہ کیسی بزدلی ہے اور کم ہمتی کی بات آپ نے کہی ہے۔ ہمت کرو۔ مرد میدان بنو۔ فتحیاب ہو گے۔

کلوص۔ تم اس عرب کو معمولی شخص کہتے ہو۔ وہ جنگ کرنے کا ڈھنگ جانتا ہے کہ وہ بڑا بہادر ہے لیکن میں اس سے ڈرتا نہیں اس کے مقابلے پر تیار ہوں مگر میں جنگ کرنے سے قبل اس سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بدوی ہے میں اس کی زبان نہیں سمجھتا اس لیے ایک مترجم میرے ساتھ چلنا چاہیئے۔

ایک شخص نصرانی جس کا نام جرجس تھا اور جو بڑا دانشمند اور فصیح البیان تھا کلوص کے ساتھ ہوا کلوص نے اس سے راستے میں کہا۔ جرجس اگر تو دیکھے کہ عرب مجھ پر غالب آنے لگا ہے تو میری مدد کرنا میں اس صلے میں تجھے بہت زیادہ آرام دوں گا اور تجھے اپنا مصاحب اور وزیر مقرر کر دوں گا۔

جرجس نے کہا۔ میں لڑنا نہیں جانتا صرف بات چیت سے تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔

کلوص۔ یہ کیسی خراب بات کہی ہے تم نے۔ تم کیا چاہتے ہو کہ مجھے اس عرب کے حوالے کر دو کیا تم نے نہیں دیکھا یہ عرب کتنا بہادر ہے۔ سنو! اگر آج میں بچ گیا اور کل کو عزرائیل اس کے مقابلے میں نکل کر مارا گیا تو پھر دمشق کا حاکم میں بنوں گا میں تمہیں دولت سے لاد دوں گا۔ جرجس اگر میں تمہاری اعانت کرتا ہوا مارا گیا تو وہ دولت میرے کس کام کی۔

کلوص۔ تم میری اس گفتگو کو پوشیدہ رکھنا اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

جرجس۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

یہ دونوں خالد بن ولید کے پاس پہنچ گئے۔

خالد اور جرجس کا مکالمہ

کلوص کو دیکھتے ہی رافع بن عمیرۃ الطائی نے بڑھ کر اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا حضرت

خالد نے انہیں روک کر کہا صبر کرو رانع! دین خدا کی مدد کرنا میرا کام ہے۔
کلوص نے جرجس سے کہا۔ تم اس عرب کو ہمارے زبردست فوجوں کی کثرت اور ہتھیاروں کی بہتات سے ڈراؤ اور اس سے پوچھو کہ یہ کیا چاہتا ہے۔ جرجس نے خالد بن ولید سے کہا۔ اے اعرابی! میں تم سے ایک حکایت بطور مثال کے بیان کرتا ہوں وہ مثال ہم پر اور تم پر دونوں پر صادق آتی ہے ــــ ایک شخص کے پاس کثرت سے بکریاں تھیں اس نے انہیں چرانے کے لئے ایک چرواہے کے سپرد کر دیا۔ چرواہا بزدل، پست ہمت اور آرام طلب تھا۔ ایک درندہ جانور بکریاں اٹھائے جانے کا عادی ہو گیا۔ بکریاں کم ہوتی چلی گئیں۔ جب بکریوں کے مالک نے یہ حال دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ امر چرواہے کی سستی غفلت اور بزدلی کی وجہ سے ہے چنانچہ اس نے ایک مضبوط اور دلیر شخص کو بکریاں چرانے پر مامور کیا۔ اس شخص نے رات اور دن بکریوں کی نگہبانی اور نگرانی شروع کر دی۔ حسب معمول درندہ جانور آیا اس نگہبان نے برچھی مار کر اسے ہلاک کر دیا اس کے بعد کوئی اور درندہ جانور بکریوں کے قریب نہیں آیا ــــ"
یہی حال تمہارا ہے کہ ہم نے تمہارے معاملے میں سستی اور غفلت کی محض اس وجہ سے کہ ہم تمہیں نہایت ہی کمزور اور پست خیال سمجھتے تھے۔ تم محتاج تھے بھوکے اور ننگے رہتے تھے۔ تمہاری غذا اچھا۔ جو۔ اور روغن تھی لیکن جب تم ہمارے شہروں میں آئے ہماری عمدہ غذائیں کھائیں تب تم شیر ہو گئے اب تم پہنچ گئے جہاں تک پہنچنا تھا اور جو کچھ چاہا کیا ــ اب تم نہ آگے بڑھ سکتے ہو نہ کچھ کر سکتے ہو شہنشاہ نے تمہارے مقابلے کے واسطے اس شخص کو بھیجا ہے جو شیروں کے جبڑے چیر ڈالتا ہے جو کسی بہادر کو کو خاطر میں نہیں لاتا۔ جس نے اپنے اپنوں کو ہزیمت دی ہے اس لئے تمہیں پناہ نہیں مل سکے گی ــ وہ شیر یہی ہے جو اس وقت میرے ساتھ ہے۔ اور تم سے لڑنے آیا ہے۔ مگر بہادر آدمی متحمل مزاج بھی ہوتے ہیں۔
یہ بھی متحمل مزاج ہے اس نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے دریافت کروں کہ تم کیا چاہتے ہو۔ کیا مانگتے ہو۔ کس چیز کے خواہش مند ہو۔ تم ایسے دریا میں کود پڑے ہو جو ہر شخص کو ڈبو دیتا ہے اور جو اس کا پانی پیتا ہے تو پانی حلق میں پھنس جاتا ہے اگر تم مشورہ

کرکے کچھ کہنا چاہو تو تمھیں مشورہ کرنے کی مہلت دے دی جائے گی۔

حضرت خالد اس کی گفتگو صبر اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہے انھوں نے یہ اندازہ کرلیا کہ جرجس نہایت دانش مند اور فصیح البیان ہے۔ انھوں نے کہا۔ تم ہمارے سامنے مثالیں بیان کرتے اور ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم ہم تمھیں چڑیوں کی مثل سمجھتے ہیں۔ تمھیں پکڑ لینا یا مار ڈالنا ہمارے نزدیک کوئی بات ہی نہیں ہے ہم تمھاری کثرت سے نہیں گھبراتے تم نے ہماری تنگی و محتاجی کا ذکر کیا ہے۔ یہ درست ہے۔ حقیقت میں ہم محتاج تھے نادار تھے کمزور تھے۔ بےدین تھے لیکن خدا نے ہم پر مہربانی کی ہمارے پاس رسول بھیجا۔ ہم نے ان کی اطاعت کی۔ خدا کی عبادت کی۔ خدا نے نعمتیں عطا کیں یہ ملک شام ہمارا ہے کیونکہ خدا نے حضرت محمدؐ کی زبانی یہ ملک ہمیں بخش دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب تم پوچھتے ہو۔ ہم کیا چاہتے ہیں۔

ہماری تین شرطیں ہیں چاہے جسے قبول کرلو۔ یا تو اسلام قبول کرلو یا جزیہ دو۔ یا لڑو۔۔۔ حتی یحکم اللہ بحکمہ وھو اخیر الحاکمین یعنی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ سنو! میرا نام خالد ہے میں نے تمھارے شہروں کو فتح کیا ہے اور انشاء اللہ میں ہی تمھارے ملک سے تمھیں نکال دوں گا۔

یہ سن کر جرجس کے دل میں رعب و خوف طاری ہو گیا اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا وہ پیچھے ہٹ کر کلوص کے پاس پہنچا۔ کلوص نے کہا تم اس قدر ڈر کیوں رہے ہو" جرجس نے کہا۔ قسم ہے دین مسیح کی کہ میں اس اعرابی کو محض (بدو) گنوار سمجھتا تھا مگر وہ بڑا عقلمند ہے۔ بہادر ہے ایسا بہادر ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہے بڑا شہسوار اور رسوا کرنے والا دلیروں کا ہے یہ اس قوم کا سردار ہے جس نے زمین کو شر سے پاک کیا۔ تم میں اس کے مقابلے کی ہمت ہو تو ضرور اس پر حملہ کرو۔

کلوص یہ باتیں سن کر ڈر گیا اور زین پر اس طرح کانپنے لگا جس طرح تیز ہوا سے درخت کی شاخ لرزنے لگتی ہے اس نے جرجس سے کہا اس اعرابی سے درخواست کر کہ لڑائی کو کل تک ملتوی کر دے۔

جرجس نے کہا۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ اس درخواست کو منظور کرے مگر تمھاری

خاطر سے میں اس سے درخواست ضرور کردوں گا۔ چنانچہ وہ حضرت خالد کے پاس پہنچا۔
جرجس نے حضرت خالد سے کہا۔ اے سردار میرا ساتھی

کلوص کی گرفتاری

درخواست کرتا ہے کہ تم آج جنگ ملتوی کردو تاکہ وہ اپنی قوم سے مشورہ کرے حضرت خالد نے کہا تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو۔ نہیں جانتے کہ ہم فریب کی باتوں کو سمجھ لیتے ہیں وہ اپنی جان بچانا چاہتا ہے خدا کی قسم میں اسے مہلت نہ دوں گا۔"

یہ کہتے ہی حضرت خالد نے اپنا نیزہ تانا۔ جرجس نیزے کی انی دیکھتے ہی کانپتا ہوا پیچھے کی طرف بھاگا۔

حضرت خالد نے کلوص کو مقابلے میں طلب کیا بادل ناخواستہ وہ سامنے آیا اس نے بھی نیزہ نکال لیا۔ دونوں نیزے بازی کے ہنر دکھانے لگے حضرت خالد نے اپنا گھوڑا کلوص کے گھوڑے کے نزدیک کیا اور نیزہ گھما کر مارنا چاہا۔ کلوص کی آنکھیں جھپک گئیں۔ حضرت خالد نے جلدی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گھوڑے کے زین سے جدا کر لیا مسلمانوں نے یہ حال دیکھ کر بلند آواز سے نعرہ لگایا حضرت خالد کلوص کو اپنے گھوڑے کے آگے بٹھا کر اپنے لشکر میں آگئے اور مسلمانوں سے کہا تم اس دشمن خدا کی مشکیں مضبوط باندھ لو۔

جب مسلمانوں نے کلوص کی مشکیں باندھنی چاہیں تو وہ رومی زبان میں بڑبڑانے لگا۔ حضرت خالد نے رو ماس کو بلا کر کہا۔ اس سے دریافت کرو یہ کیا کہتا ہے۔

رو ماس نے اس سے کچھ دیر اس کی زبان میں باتیں کر کے مسلمانوں سے عربی زبان میں کہا — یہ شخص کہتا ہے کہ تم میری مشکیں نہ باندھو۔ میں جزیہ دینا قبول کرتا ہوں جس قدر مال مجھ سے طلب کرو گے میں ادا کردوں گا۔"

حضرت خالد نے کہا — اسے مضبوط باندھو میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار ہے یہ کہہ کر خالد اپنے گھوڑے سے اترے اور ایک شبری[1] پر سوار ہوئے یہ گھوڑا تدمر کے حاکم نے انھیں بطور تحفہ کے دیا تھا۔ جب انھوں نے چلنے کا قصد کیا تو حضرت ضرار

---

[1] طوب شبری تاتاری گھوڑے کو کہتے ہیں (صاوق سردھنوی)

نے سامنے آکر کہا۔ یا امیر تم لڑائی میں مشقت اٹھا چکے ہو۔ اب مجھے اجازت دو کہ میں ان مشرکوں پر حملہ کروں۔ اس عرصے میں تم آرام کرلو۔

حضرت خالد نے کہا۔ دنیا میں راحت و آرام نہیں ہے۔ البتہ آخرت میں آرام ہی آرام ہے۔ جو آج مشقت کرے گا اسے کل قیامت کے روز آرام ملے گا یہ کہہ کر انھوں نے گھوڑا بڑھایا کلوص نے بلند آواز سے پکار کر اپنی زبان میں کہا۔ اے سردار تمھیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے ذرا پلٹ کر آؤ اور میری بات سن لو۔

یا امیر یہ شخص آپ کو پکار رہا ہے۔

حضرت خالد واپس آئے۔ انھوں نے روماس سے کہا۔ اس سے دریافت کرو کیا کہتا ہے۔

روماس نے ایک ساعت تک اس سے گفتگو کر کے کہا۔ یہ شخص کہتا ہے میں صاحب بادشاہ کا ہوں مجھے بادشاہ نے پانچ ہزار سوار دے کر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بھیجا تھا۔ اس وقت دمشق کا قائم مقام عزرائیل ہے میرے اور عزرائیل کے درمیان جھگڑا ہوا اس نے مجھے گرفتار کر لیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ تم عزرائیل کو مار ڈالو اگر تم نے اسے مار ڈالا تو دمشق پر تمہارا قبضہ ہو جائے گا۔

حضرت خالد نے روماس سے کہا۔ اس سے کہدو کہ میں کسی مشرک کو اور اس شخص کو جو خدا کے بیٹا قرار دیتا ہے ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا۔

اب حضرت خالد رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے چلے وہ اشعار یہ تھے۔

لک الحمد مولانا علی کل نعمۃ وشکرا لما اولیت یا سابغ النعم

اے ہمارے مالک تیری ہر نعمت پر تعریف ہے۔ ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں ان نعمتوں پر جو تو نے عطا کیں

مننت علینا بعد کفر و ظلمۃ واخرجتنا من حندس الشک والظلم

تو نے ہم پر کفر کی تاریکی کے بعد احسان کیا۔ اور تو نے شک اور ظلم سے باہر نکال لیا

وانقذتنا بالطاھر الزکی محمد کشفت منا ما بلانا من الھتم

اور تو نے ہمیں حضرت محمد کے طفیل میں نجات دی اور تو نے اس چیز کو ہم سے دور کر دیا جو تہمتوں سے آنے والی تھی

فتمم اللہ الحی وثق ما قد نزدھم لا تعجل لا اھل الشرک یوم من بدا شتم

اے مالک عرش ہماری خواہش پوری کر اور کافروں پر عذاب کرنے میں جلدی کر۔

جب حضرت خالد نے کلوص کو گرفتار کر لیا تو جرجس
عزرائیل کی میدان میں آمد وہاں سے بھاگ کر بے تحاشا اپنی قوم میں پہنچا
اس کا چہرہ زرد تھا ـــ وہ کانپ رہا تھا۔ رومیوں نے اس سے دریافت کیا تیرا
کیا حال ہے اور تیرے پیچھے کیا ہے۔

جرجس نے کہا۔ میرے پیچھے موت ہے ـــ موت سے لڑنا ممکن نہیں ہے وہ مسلمانوں
کا سردار ہے جو ہمیں قتل کرنے کے لئے آیا ہے وہ ہمارا تعاقب کرے گا اور جہاں
پائے گا مار ڈالے گا۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر اس لئے بھاگ کر آیا ہوں کہ
تمھیں بتاؤں کہ قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کرے تم اس سے مصالحت کر لو۔

رومیوں نے اس سے کہا ـــ خرابی اور سختی ہو تجھ پر تو نامردی سے بھاگ آیا اب
ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دہشت ڈالنا چاہتا ہے بعض رومیوں نے چاہا
کہ اسے مار ڈالیں۔ بعض نے اسے بچا لیا۔ اب رومیوں نے عزرائیل سے کہا کہ کلوص
نے لڑنے میں کمی نہیں کی اب تیری باری ہے تو میدان جنگ میں جا۔

عزرائیل نے کہا۔ کیسی ناسمجھی کی بات کہہ رہے ہو تم اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اگر
مسلمانوں کا سردار مارا گیا تو وہ کسی اور عرب کو اپنا سردار مقرر کر لیں گے لیکن اگر میں
مارا گیا تو تم مثل بکریوں کے بغیر چرواہے کے رہ جاؤ گے اس لئے مناسب یہ ہے کہ تمام
لشکر مسلمانوں پر حملہ کر دے۔

رومیوں نے کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں ہزاروں آدمی مارے
جائیں گے ہزاروں عورتیں بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو جائیں گے۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ کلوص کے سپاہی بھی آگئے انھوں نے چلا کر کہا۔ اے
حاکم دمشق کے ـــ تم بادشاہ کے نزدیک کلوص سے زیادہ عزیز و معزز نہیں ہو تمہارے
حاکم کلوص کے درمیان شرط ہو گئی تھی۔ کلوص نے شرط پوری کی وہ گرفتار ہو گئے اب
تم میدان میں جا کر دشمن سے لڑو۔

جب عزرائیل کے لئے میدان جنگ میں جانا ضروری ہو گیا وہ مسلح ہو کر آیا۔ اور کہا
اے دشمن خدا سمجھتے ہو کہ میں مسلمانوں سے ڈر گیا۔ یہ بات نہیں ہے ـــ تم میرا کارنامہ
دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے۔

یہ کہہ کر عزرائیل نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دی اور حضرت خالد کے پاس آ کر کا وہ عربی خوب جانتا تھا اس نے حضرت خالد سے کہا۔ اے عربی برادر میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سے کچھ سوال کروں۔"

حضرت خالد نے برہم ہو کر کہا۔ اے دشمن خدا! تو ہی میرے نزدیک آ تاکہ میں تیرا سر توڑ ڈالوں۔ یہ کہہ کر انھوں نے حملہ کرنا چاہا۔ عزرائیل نے جلدی سے کہا۔ میں ہی نزدیک آتا ہوں وہ چند قدم بڑھ کر خالد کے پاس آ کھڑا ہوا۔

خالد سمجھ گئے کہ وہ ڈر گیا ہے۔ انھوں نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ عزرائیل نے کہا۔ اے اعرابی برادر تعجب ہے کہ تم اپنی قوم کے ہوتے ہوئے خود لڑتے آئے ہو اگر تم مارے گئے تو تمہارا لشکر مثل بکریوں کے بغیر چرواہے کے رہ جائے گا۔

حضرت خالد نے کہا۔ اے دشمن خدا کیا تو نے میرے ان دو ساتھیوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے تجھ سے پہلے تیری قوم پر حملہ کیا تھا اگر میں انھیں روک نہ لیتا تو وہ تیرے تمام ساتھیوں کو چیر پھاڑ ڈالتے۔ کان کھول کر سن لے ــــ میرے ساتھی ایسے لوگ ہیں جو موت کو غنیمت جانتے اور زندگی کو عذاب سمجھتے ہیں۔ اے خدا کے بیٹا بتانے والے تو کون ہے؟

عزرائیل۔ میں ستر سواروں کا سردار ہوں۔ تم کون اور میرا حصہ کا مٹانے والا ہوں ــــ"

خالد۔ " تیرا نام کیا ہے۔؟"

عزرائیل۔ میں ملک الموت کا ہمنام ہوں میرا نام عزرائیل ہے۔

خالد بن الولید اس کا نام سن کر ہنسے۔ انھوں نے کہا۔

" اے دشمن خدا! موت کا فرشتہ تجھے دوزخ میں لے جانے کا مشتاق ہے۔"

عزرائیل۔ تم نے کلوص کے ساتھ کیا کیا۔

خالد۔ وہ مشکیں بندھا بیٹھا ہے۔

عزرائیل۔ تو نے اسے کیوں مار نہیں ڈالا وہ خطرناک شخص ہے۔

خالد ــ میں نے اسے ابھی اس لئے قتل نہیں کیا ہے کہ تجھے بھی گرفتار کر کے دونوں کو ساتھ ہی اڑا دوں گا۔"

عزرائیل - اگر تم کلوص کو قتل کرکے اس کا سر مجھے دے دو تو میں اس کے عوض ایک ہزار مثقال سونا اور دس تھان ریشمی کپڑے کے اور پانچ گھوڑے تمھیں دیدونگا
خالد - تو تو کلوص کا خون بہادے گا مگر اپنے مارے جانے کے عوض کیا دے گا۔
عزرائیل نے غضبناک ہو کر کہا۔ "تم مجھ سے کیا لے سکتے ہو۔"
خالد - میں جزیہ میں تیرا سر لوں گا۔
عزرائیل - اے عرب ہم جسقدر تمھاری عزت کرتے ہیں تم اسی قدر ہماری توہین کرتے ہو لو۔ سنبھلو اور اپنے کو بچاؤ میں تمھارا قاتل ہوں۔"
یہ کہتے ہی اس نے حضرت خالد پر حملہ کیا۔ حضرت خالد نے بھی آگ کے شعلہ کی طرح اس پر حملہ کیا دونوں دیر تک شمشیر زنی کرتے رہے۔ عزرائیل بڑا بہادر اور دلیر تھا تمام ملک شام میں اس کی بہادری کی شہرت تھی اس نے کچھ وقفہ کے بعد کہا۔ میں نے تمھیں آزما لیا۔ تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے اگر میں چاہوں تو تم پر غالب آسکتا ہوں ۔۔ لیکن از راہ ترحم و شفقت چھوڑے دیتا ہوں۔ میری مہربانی اس وجہ سے ہے کہ میں تم سے صلح کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم میری قید میں آجاؤ تاکہ سب دیکھ لیں کہ تم میرے قیدی ہو گئے ہو پھر میں تمھیں اس شرط پر رہا کردوں گا کہ تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اور جن شہروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے انھیں ہمارے سپرد کردو۔
خالد - تو یہ امید دل میں رکھتا ہے نہیں جانتا کہ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں ہبہ کر دیا ہے ـــــ اور دنیا پر آخرت کو اختیار کر لیا ہے ـــ ہم زندگی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ موت کو دوست رکھتے ہیں ـــ تو عنقریب دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کون غالب و مالک ہوتا ہے
یہ کہہ کر خالد بن الولید نے پھر حملہ کیا اور اس شان سے لڑے کہ عزرائیل کو اپنی لاف زنی پر ندامت ہوئی حضرت خالد نے عزرائیل پر زور سے تلوار کا وار کیا۔ لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس پر تلوار کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ پھر بھی وہ سہم گیا اور گھبرا کر بھاگا۔ حضرت خالد نے اس کا تعاقب کیا۔ لیکن عزرائیل کا گھوڑا تیز رو تھا۔ حضرت خالد کا گھوڑا اس تک نہ پہنچ سکا وہ رک گئے۔ عزرائیل نے پلٹ کر دیکھا اسے خیال ہوا کہ خالد بن الولید اس سے ڈر کر رک گئے ہیں اس نے سوچا میں کیوں نہ ان پر حملہ کر کے انھیں گرفتار کر لوں ـــ چنانچہ وہ لوٹا

اس تاریخ کے ہمراہ صفحہ ۲۸ پر نقشہ بھی دیا گیا ہے اس سے واقعات سمجھنے میں مدد ملے گی۔ (احقر صادق)

سلطنت روم

بحر روم

دمشق

انطاکیہ

شام

بیت المقدس

عراق

بغداد

نجد

مدینہ منورہ

جدہ

مکہ معظمہ

خلیج فارس

حضرت خالد اسے پلٹتے دیکھ کر اس کی طرف چلے اور اس کے پاس پہنچے ان کا گھوڑا تھک گیا تھا۔ وہ پسینہ سے تر تھا۔۔۔ عزرائیل نے چلا کر کہا۔ اے عرب! تم نے یہ خیال کیا ہوگا کہ میں تمہارے خوف سے بھاگا ہوں حالانکہ اس سے میرا منشا یہ تھا کہ میں تمہیں تمہارے لشکر سے دور کھینچ لاؤں پھر پکڑ لوں۔

حضرت خالد نے کہا اس کا علم تو خدا ہی کو ہے تو کیوں بھاگا تھا۔

عزرائیل۔ اے عربی برادر! اپنی جان پر رحم کر۔ فضول زندگی برباد نہ کر۔ اس میں بہتری ہے کہ تم عیسائی ہو جاؤ۔۔۔ ورنہ سن لو میں ملک الموت ہوں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔

خالد۔ اے دشمن خدا! میرا گھوڑا تھک کر رک گیا تھا تو سمجھا میں ڈر گیا اسی لئے تو پلٹا۔ اگر تیری موت تجھے لوٹا کر لائی ہے اگر تو بھاگ نہ گیا تو میں پیدل ہی چل کر تجھے مار ڈالوں گا۔

یہ کہہ کر خالد گھوڑے سے اترے اور تلوار نکال کر حملہ آور ہوئے۔

عزرائیل انہیں پیادہ دیکھ کر اور شیر ہو گیا اس نے گدھ کی طرح ان کے گرد منڈل باندھا اور تلوار سے ان پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر خالد نے جلدی سے حملہ کر کے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں گھوڑا گرا اس کے ساتھ عزرائیل بھی اوندھے منہ زمین پر آ رہا لیکن جلدی سے اٹھا اور بے تحاشہ اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ خالد بن ولید بھی اس کے پیچھے دوڑے اور للکار کر کہا۔۔۔ اے دشمن خدا! کہاں جاتا ہے۔۔۔ تیرا ہمنام عزرائیل تیرا مشتاق ہے تو اس سے بھاگ رہا ہے۔۔۔ اے نجس غضب آ گیا ہے وہ تیری جان نکالنے کے لئے آن پہنچا ہے۔

عزرائیل بڑی تیزی سے بھاگا جا رہا تھا خالد نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور اس کا پٹکا پکڑ کر اسے زمین سے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔۔۔ چاہا کہ پٹک کر مار ڈالیں کہ عزرائیل نے کہا رحم۔ اے عربی برادر رحم! خالد کو اس پر رحم آ گیا۔ انہوں نے اسے مار ڈالنے کا قصد ملتوی کر دیا۔ جب رومیوں نے عزرائیل کو خالد کے ہاتھوں پر دیکھا تو انہوں نے مل کر بزور حملہ کر کے اسے رہا کرانے کا ارادہ کیا۔ وہ حملہ کرنے ہی والے تھے کہ دفعتاً اللہ اکبر کی پرشور آواز آئی۔ رومیوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا سامنے سے اور اسلامی لشکر آ رہا تھا یہ لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا تھا۔ حضرت خالد نے بصرہ سے ان کی طلبی کا خط لکھا تھا قاصد نے انہیں راستے میں آتے ہوئے پایا وہ قاصد کے ساتھ چل کر دمشق میں

آپہنچے اہل دمشق مسلمانوں کے اس تازہ دم لشکر کو دیکھ کر کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ عزرائیل کو رہا کرانے کے لئے حملہ نہ کر سکے۔ حضرت خالد نے عزرائیل کو گرفتار کر لیا۔

خالد اور ابوعبیدہؓ کی ملاقات

ابو عبیدہ نے خالد کو میدان جنگ میں دیکھ لیا وہ اپنے لشکر سے الگ ہو کر ان کی ملاقات کے لئے چلے اس عرصے میں خالد نے عزرائیل کو جکڑ لیا۔

ابو عبیدہ نے خالد کے پاس پہنچ کر گھوڑے سے اترنے کا قصد کیا۔ حضرت خالد نے انھیں قسم دی اور اترنے سے منع کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام مسلمانوں کو یہ بات معلوم تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی عزت وتکریم کرتے تھے۔۔۔ انھیں امین الامۃ کا خطاب تھا۔

حضرت خالد ابو عبیدہ کے پاس آئے سلام کیا۔ ابو عبیدہ نے مصافحہ کر کے کہا خدا کی قسم اے میرے بیٹے میں تمہاری سرداری سے بہت خوش ہوا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کس قدر بہادر جنگجو اور مدبر ہو۔ تم نے اہل عرب اور فارس والوں کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے سپہ سالاری کے لائق تم ہی ہو۔۔۔ ابوبکر نے نہایت خوب انتخاب کیا ہے۔

حضرت خالد نے کہا۔ اگر خلیفہ کا حکم نہ ہوتا تو میں تمہاری موجودگی میں سپہ سالاری ہرگز قبول نہ کرتا۔ اس لئے کہ اگر تم مجھ سے پہلے مسلمان ہوئے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ خاص ہو۔ تمھارا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہے میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ بغیر تمھارے مشورہ کے کوئی کام نہ کروں گا۔

حضرت خالد اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے دونوں بزرگ لشکر اسلام کی طرف چلے عزرائیل کو ساتھ لے لیا۔ راستے میں خالد بن الولید نے ابو عبیدہ سے کلوص اور عزرائیل کی گرفتاری کا حال بیان کیا دونوں لشکر میں پہنچے۔ دونوں لشکر آپس میں مل کر بہت خوش ہوئے اس روز مسلمانوں نے دیر خالد میں اتر کر قیام کیا۔

دمشق کا محاصرہ

دوسرے روز مسلمان لڑائی کے لئے تیار ہوئے اہل دمشق بھی آمادہ ہو گئے۔ دمشق نے ہرقل اعظم کے داماد لوما کو دمشق کا حاکم مقرر کیا تھا۔ لوما نے صف بندی کی۔ حضرت خالد نے ابو عبیدہ سے کہا دشمن پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا ہے۔ اسلام کے دبدبے نے ان کے دلوں میں گھر

کر لیا ہے۔ رومی اپنے سرداروں کے گرفتار ہو جانے سے رنجیدہ اور غضبناک ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ میں اور تم دونوں مل کر حملہ کریں۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا بہتر ہے۔ میں تمہاری اطاعت کروں گا۔

چنانچہ مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور پر زور حملہ کیا۔ تکبیروں کی آواز سے دشت و جبل گونج اٹھے مسلمان رومیوں پر اس طرح گرے جیسے باز چڑیوں پر گرتے ہیں مسلمانوں نے خوب جہاد کیا ——— خوب رومیوں کو قتل کیا۔ مسلمانوں کے جہاد سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ عامر بن طفیل نے روایت کی ہے کہ اس معرکہ میں ایک ایک مسلمان نے دس دس رومیوں کو قتل کیا رومی ایک ساعت سے زیادہ مقابلہ نہ کر سکے گھبرا کر بھاگ نکلے مسلمانوں نے دیر خالد سے دمشق کے دروازہ شرقی تک ان کا تعاقب کیا ان کی لاشوں سے میدان کو بھر دیا مارتے کاٹتے دروازہ شہر تک چلے گئے۔ باقیماندہ رومی شہر میں گھس گئے انھوں نے جلدی سے دروازے بند کر لیے۔

مسلمانوں نے ہزاروں رومیوں کو مار ڈالا۔ ہزاروں کو گرفتار کر لیا جب شہر کے پھاٹک بند ہو گئے تو مسلمان پلٹ آئے۔ حضرت خالد نے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا ہمیں دمشق کا محاصرہ کر لینا چاہیے دروازہ شرقی پر میں اتروں اور در جابیہ پر تم ابو عبیدہ نے کہا ——— یہ صلاح نیک ہے۔

حضرت خالد نے اسلامی لشکر کے دو برابر حصے کئے اور خود آدھا لشکر لے کر باب جابیہ پر جا پہنچے اس طرح دمشق کا محاصرہ کر لیا گیا۔

اسلامی لشکر کی تعداد

جو مسلمان حجاز یمن، حضر موت ساحل عمان حوالی مکہ اور طائف سے آئے تھے اور ابو عبیدہ کے ساتھ تھے ان کی تعداد سینتیس ہزار پانسو تھی۔ بعد میں جو تعداد مسلمانوں کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ خلافت میں روانہ کی اس کا ذکر اپنے مقام پر کیا جائے گا۔

کلوص اور عزرائیل کا قتل

جب مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا تو رومی گھبرا گئے خالد بن الولید نے کلوص و عزرائیل کو اپنے سامنے بلایا اور انھیں مسلمان ہونے کے لئے کہا۔ انھوں نے انکار کیا حضرت خالد نے ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیا چنانچہ ضرار بن الازور نے عزرائیل اور رافع بن

عمیرۃ الطائی نے کلوص کو قتل کر دیا۔ اہل دمشق اپنے سرداروں کے مارے جانے سے سخت غمگین ہوئے انھوں نے ہرقل اعظم کو دونوں سرداروں کے مارے جانے اور دمشق کا محاصرہ ہو جانے کا حال لکھ بھیجا اور مدد کی درخواست کی یہ خط ایک قاصد کو دے کر رات کے وقت اس کی کمر میں ایک رسی باندھ کر شہر پناہ کی دیوار سے لٹکا دیا وہ انطاکیہ میں پہنچ کر ہرقل اعظم کے حضور میں باریاب ہوا اور دمشق والوں کا خط پیش کیا

ہرقل اعظم کی تیاری

ہرقل اعظم خط پڑھ کر سخت اندوہگین ہوا فرط رنج و غم سے رو پڑا اس نے شہر کے رئیسوں امیروں اکابروں اور درباریوں فوجی افسروں کو جمع کر کے کہا۔ اے بنی الاصفر! میں نے تمھیں ان عربوں کی شدت اور دلیری سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور صاف طور پر بتا دیا تھا کہ یہ لوگ میرے تخت گاہ کے مالک ہو جائیں گے لیکن تم نے میری اس بات کو باور نہ کیا حقیقت یہ ہے کہ اہل عرب ریگ زار کے رہنے والے ہیں ان کی غذا چاجو اور خرمے تھے۔ وہ عرب سے نکل کر ہمارے سرسبز شاداب شہروں میں داخل ہو گئے۔ یہاں انھیں لذیذ چیزیں کھانے کو ملیں شہر اچھے معلوم ہوئے اب وہ یہاں سے جانے والے نہیں ہیں جب تک ان سے سخت لڑائی نہ لڑی جائے اگر یہ بات میرے لئے باعث شرم نہ ہوتی تو میں ملک شام کو چھوڑ کر قسطنطنیہ چلا جاتا یا اپنے ملک واپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے ان سے لڑتا۔

اس قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا۔ ہم عربوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے ہیں شہنشاہ کا ان سے مقابلہ کرنا بڑی شرم کی بات ہے عربوں کے لئے حمص کا حاکم وردان کافی ہے ــــ وردان نہایت جنگجو اور بڑا بہادر ہے جب فارس والوں نے ہم پر حملہ کیا تو وردان کی شجاعت تمام رومیوں پر ظاہر ہو گئی تھی۔

ہرقل اعظم نے وردان کو طلب کر کے ان عربوں کے مقابلے میں جانے کا حکم دیا۔

وردان نے کہا۔ اے عظیم روم! اگر مجھے تمہاری خفگی اور غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں ہرگز عربوں سے لڑنے نہ جاتا اس لئے کہ تم نے مجھے اپنے تمام امیروں اور سرداروں کے مقابلے میں پیچھے ڈال دیا۔ حالانکہ میں عربوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ اگر میں پہلے ہی ان کے مقابلے میں بھیجا گیا ہوتا تو اب تک میں انھیں ہزیمت دے کر بھگا دیتا۔

ہرقل اعظم نے کہا ــ میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ میرے دل میں تیری بڑی

عزت ہے میں عربوں کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ تو ان سے جا کر لڑے۔ تو میری بارگاہ میں مقرب ہے، میرا پشت پناہ ہے۔ میں تجھے اپنی تلوار سمجھتا ہوں لیکن عربوں کی جسارت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ان کا تدارک ضروری ہو گیا ہے اب تیرا ان کے مقابلے میں جانا ضروری ہے۔

دردان۔ میں تیار ہوں۔ تم دیکھو گے کہ میں عربوں کو اپنے ملک سے بھگا دوں گا۔

ہرقل اعظم نے بارہ سو سواروں کو دے کر کہا میں نے تجھے ارض فلسطین اور ملک شام دونوں فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا۔ جب لبکبک میں پہنچے تو رومیوں کے اس لشکر کو جو اجنادین میں مقیم ہے حکم دے کہ وہ ارض بلقا وجبال سواد میں بکھر جائیں اور کسی عرب کو عمرو بن العاص کے لشکر سے نہ ملنے دیں۔

دردان نے کہا۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور اس وقت تک ہرگز واپس نہ آؤں گا جب تک خالد بن ولید اور اس کے ساتھیوں کے سر نہ کاٹ لاؤں اس کے بعد حجاز میں جاؤں گا جب تک کعبہ کو نہ کھود ڈالوں اور مدینہ کو مسمار کر کے کھنڈر نہ بنا دوں۔

ہرقل اعظم یہ بات سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا۔ میں مقدس انجیل کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نے اپنا قول پورا کر دیا تو میں وہ شہر جو مسلمانوں نے فتح کر لیے ہیں تجھے دیدوں گا اور حجاز کا جس قدر حصہ تو فتح کرے گا وہ سب تیرے نام لکھ دوں گا۔۔۔ اور اس بات کی دستاویز لکھ جاؤں گا کہ میرے بعد تو ہی بادشاہ ہو۔

اس کے بعد ہرقل اعظم نے اسے خلعت فاخرہ عطا کیا اور ایک صلیب سونے کی دی جس کے چاروں کناروں میں بیش قیمت یاقوت لگے ہوئے تھے اور کہا۔ یہ صلیب بڑی مقدس ہے جنگ کے وقت اسے آگے رکھنا یہ یقیناً تجھے مدد دے گی۔"

دردان کی روانگی

دردان صلیب کو لے کر کنیسہ میں پہنچا وہاں راہبوں قسوں اور ننوں نے اس کا استقبال کیا صلیب کو معمودیہ[1] کے پانی میں غوطہ دیا۔۔۔ اس کے لیے فتح کی نماز پڑھی اور کنائس کی خوشبو کی دھونی صلیب کو اور دردان کو دی۔

---

[1] معمودیہ کا پانی اس امر سے مراد ہے جس سے عیسائیوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ (صادق صدیقی)

وردان کنیسہ سے نکل کر باب فارس پر پہنچا جہاں اس کے لئے خیمے نصب کئے گئے تھے جب وہاں وہ لشکر آگیا جو اس کے ساتھ جانے والا تھا تب وہ کوچ پر آمادہ ہوا ہرقل اعظم معہ اکابرین قوم کے اسے رخصت کرنے کے لئے لوہے کے پل تک آیا وہاں سے اسے اس نے رخصت کیا اور خود انطاکیہ واپس چلا گیا۔

وردان حران کی راہ سے حماۃ میں پہنچا وہاں اس نے ایک قاصد اجنادین میں بھیجا اور وہاں کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ قسطنطین کے تمام راستوں پر قبضہ کر لیں اور عمرو بن العاص کے لشکر کو خالد بن ولید کے لشکر سے نہ ملنے دیں اس کے بعد اس نے اپنے لشکر کے افسروں کو بلا کر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ عربوں پر ان کی غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کر کے ان میں ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں۔

سرداروں نے عرض کیا۔ نہایت مناسب رائے ہے۔ وردان رات کے وقت سلیمۃ اور وادی کے راستے سے روانہ ہوا۔

دمشق پر حملے خالد بن الولید نے دمشق پر حملے شروع کئے جب مسلمان قلعہ پر حملہ کرتے رومی تیروں اور پتھروں کی بارش کر دیتے۔ مسلمان صبح سے شام تک لڑائی میں مشغول رہتے۔ رومی روز روز کے حملوں سے تنگ آگئے انہیں شہر کے فتح ہو جانے اور اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ شداد بن اوس نے روایت کی ہے کہ ہمیں بیس راتیں محاصرہ کئے ہوئے گزری تھیں کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ رومیوں کا زبردست لشکر اجنادین میں جمع ہو رہا ہے۔

حضرت خالد اس خبر کو سن حضرت ابو عبیدہ کے پاس باب جابیہ میں پہنچے اور ان سے کہا۔ رومی اجنادین میں جمع ہو رہے ہیں۔ میری رائے ہے کہ ہم سب یہاں سے کوچ کر کے اجنادین میں جمع ہو جائیں اور وہاں رومیوں سے لڑیں اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا فرمائے تو پھر یہاں پلٹ کر شہر کا محاصرہ کریں۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔ میری رائے یہ نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے محاصرہ نے رومیوں کو تنگی میں ڈال دیا ہے ان پر ہمارا رعب و خوف طاری ہو گیا ہے ان کے پاس رسد کا ذخیرہ کم رہ گیا ہے اگر ہم یہاں سے چلے جائیں گے تو وہ کھانے پینے کی چیزیں بافراط سے جمع کر لیں گے ان کی قوت بڑھ جائے گی وہ ہمارا مقابلہ کریں گے۔ اور ہمیں یہاں تک نہ

آنے دیں گے۔

خالد تمہاری رائے مناسب ہے خدا کی قسم میں تمہاری رائے کے خلاف نہ کروں گا اسی روز خالد بن الولید نے ہر دروازہ پر مسلمانوں کے پاس حکم بھیجا کہ وہ شدت سے حملہ کریں چنانچہ ہر طرف سے مسلمانوں نے سختی سے حملہ کیا خود خالد نے بھی شدید یورش کی مسلمانوں کے اس حملے نے رومیوں کو ڈرا دیا انھیں یقین ہو گیا کہ شہر فتح ہو جائے گا انھیں بادشاہ کی طرف سے مدد آنے کا انتظار تھا لیکن مدد نہ آئی ـــــ مجبور ہو کر انھوں نے صلح کا ارادہ کیا اور ایک رومی جاثلیق نے کہا۔ اگر تم کوچ کر کے چلے جاؤ تو ہم تمھیں ایک ہزار اوقیہ چاندی۔ پانچسو اوقیہ سونا اور ایک سو تھان ریشمی دیں گے۔

حضرت خالد نے کہا۔ ہمارا یہاں سے چلا جانا تین باتوں پر منحصر ہے ـــ یا تو تم جزیہ دو یا مسلمان ہو جاؤ یا لڑو۔

سفیر ناکام واپس آگیا۔ اہل دمشق کو بڑا انتشار ہوا۔

چونکہ ابو عبیدہ نرم طبیعت اور صلح کی طرف زیادہ مائل رہتے تھے اس لئے دمشق والوں کا میلان طبع ان کی طرف زیادہ مائل رہتا ہے۔

سفیر کی واپسی کے بعد حضرت خالد جنگ پر آمادہ ہوئے انھوں نے رومیوں کو قلعہ کی فصیل پر دیکھا کہ وہ خوش ہو کر ناچتے ـــ کودتے ـــ اور تالیاں بجاتے ہیں انھیں تعجب ہوا۔

ان کی آمد

حضرت خالد نے دیکھا کہ آدمی اچھل کود کر پہاڑ اور دروازہ بیت الہیا کی طرف اشارے کر رہے تھے انھوں نے اس طرف نگاہ کی تو الجبارڑ اغبار دیکھا جس سے اس طرف کا سطلع تیرہ و تار ہو گیا تھا وہ سمجھ گئے کہ یہ رومی لشکر آرہا ہے جو دمشق والوں کی مدد کے لئے آیا ہے انھوں نے مسلمانوں کو مستعد و ہوشیار ہو جانے کا حکم دیا مسلمان مسلح ہو ہو کر اپنے سردار کے پاس پہنچ گئے اسی وقت چند غلہ فروش دوڑتے ہوئے حضرت خالد کے پاس آئے انھوں نے بیان کیا کہ رومیوں کا عظیم لشکر اہل دمشق کی مدد کے لئے آرہا ہے۔ حضرت خالد نے بلند آواز سے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت خالد اسی وقت گھوڑا دوڑا کر باب جابیہ پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس گئے اور ان سے کہا اے امین الامۃ! رومیوں کا عظیم الشان لشکر اہل دمشق کی مدد کے لئے آرہا ہے میں چاہتا ہوں کہ تمام لشکر لے کر اس کا مقابلہ کروں اس امر میں آپ کی کیا رائے ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔ اے ابا سلیمان (حضرت خالد کی کنیت ہے) میری رائے یہ نہیں ہے اس لئے کہ اگر ہم یہاں سے چلے جاویں گے تو رومی شہر سے نکل کر ان مقامات پر قبضہ کرلیں گے اور جب ہم آنے والے لشکر سے لڑائی میں مصروف ہوجائینگے دمشق والے پشت کی طرف سے ہم پر حملہ کردیں گے اس طرح ہم مشکل میں پھنس جائینگے۔

خالد۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے۔

ابو عبیدہ۔ میری رائے ہے کہ ایک ایسے شخص کو منتخب کرو جو زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہو اس کے ساتھ کچھ لشکر کرکے اسے ہدایت کردو کہ اگر وہ لشکر کو کم دیکھے تو اس پر حملہ کردے اور زیادہ ہو تو واپس لوٹ آئے۔

خالد۔ اے امین الامۃ۔ میں ایک ایسے شخص سے واقف ہوں جو موت سے نہیں ڈرتا جو جہاد میں سب سے آگے رہتا ہے جس کے باپ اور چچا لڑائیوں میں شہید ہوچکے ہیں جسے شہادت کی بڑی تمنا ہے۔

ابو عبیدہ وہ کون ہے۔

خالد۔ وہ ضرار بن الازور بن سنان بن طارق ہے۔

ابو عبیدہ۔ خدا کی قسم تم نے صحیح انتخاب کیا اور ایسے شخص کی تعریف کی جس کی سیرت بہت زیادہ مشہور ہے اس کام کے قابل وہی ہیں انھیں ہی بھیجو۔

حضرت خالد باب شرقی پر لوٹ آئے انھوں نے ضرار کو طلب کیا۔ جب وہ آئے تو خالد نے سلام کرنے میں سبقت کی اور ان سے کہا۔ اے ابن الازور! میں نے ارادہ کیا ہے تمہیں ایسے پانچ سو سواروں پہ افسر مقرر کروں جنھوں نے اللہ کے ہاتھ بہشت کی عوض میں اپنی جانیں فروخت کردی ہیں ہے۔ جو دار فانی پر عالم آخرت کو ترجیح دیتے ہیں اور تمھیں ان لوگوں کے ساتھ اس لشکر کے مقابلے کے لئے بھیجوں جو دمشق والوں کی مدد کے لئے آرہا ہے۔

اگر ان پر کچھ قابو چل سکتا ہے تو ان سے لڑو اور اگر مقابلے کی طاقت نہ ہو تو پلٹ آؤ۔

ان باتوں کو سن کر ضرار اس قدر خوش ہوئے کہ ان کا چہرہ روشن ہو گیا انہوں نے کہا۔ خدا کی رحمت تم پر۔ اے ابا سلیمان۔ تم نے مجھے کبھی اس قدر خوش نہیں کیا جتنا آج کیا ہے اگر تم اجازت دو تو میں تنہا اس لشکر کے مقابلے پر جاؤں۔

خالد۔ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم بہادر ہو، دلیر ہو اور مضبوط ہو۔ تم اکیلے رومیوں کے لشکر سے ٹکرا سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو اس لئے تم پانچسو سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہو جاؤ۔

ضرار کی روانگی ضرار بن الازور فوراً اپنے خیمے پر آئے اور جلدی سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس طرح چلے جیسے وہ کسی نعمت کی طلب میں جاتے ہیں خالد بن الولید نے انھیں روک کر کہا۔

اے بیٹے ازور کے۔ اپنے نفس کے ساتھ نرمی کرو۔ اپنے تمام ساتھیوں کو جمع ہو جانے دو۔

حضرت ضرار نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے انتظار ناگوار نہیں ہے جب نہ ٹھہروں گا تب مجھے جانے دو جو شخص اس معاملے کو اچھا جانے گا مجھ سے آ ملے گا وہ تیزی سے چلے ان کے پیچھے ہی پانچ سو سوار روانہ ہوئے یہ سب لوگ بہت تھا میں پہنچے اسی جگہ پر حضرت ابراہیم کا باپ آذر بت تراشا کرتا تھا رومیوں کا عظیم الشان لشکر سامنے تھا وہ سپاہی لوہے کی زرہیں پہنے ہوئے ٹڈیوں کی طرح پہاڑ سے اتر رہے ہیں ان کا آہنی لباس اور ان کا خود آفتاب کی شعاعوں سے جگمگا رہے تھے

ان بے شمار رومیوں کو دیکھ کر بعض صحابہ نے حضرت ضرار سے کہا۔ یہ لشکر بہت بڑا ہے ہم میں سے ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ پلٹ جائیں۔"

حضرت ضرار نے جوش میں آ کر کہا۔ خدا کی قسم میں خدا کی راہ میں ضرور شمشیر زنی کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے نہ دیکھے گا خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تولوھم الادبار۔ یعنی تم پیٹھ نہ پھیر دیں بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کروں۔

رافع بن عمیرۃ الطائی بھی اس لشکر کے ساتھ تھے انھوں نے کہا۔ اے مسلمانو! یہ کیا بے صبری ہے۔ گمراہوں سے کیا خوف ہے کیا اللہ تعالیٰ نے اکثر لڑائیوں میں تمھاری مدد نہیں کی ہے۔ صبر کرنے سے خدا کی مدد جلد آتی ہے۔ مسلمان ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہوئے کافروں کی بڑی بڑی جمعیتوں سے بھڑ گئے ہیں تم بھی انھیں کی راہ پر چلو خدا کی طرف رجوع کرو اور جس طرح جالوت کے مقابلے میں اصحاب طالوت نے یہ دعا مانگی تم بھی مانگو۔ ربنا افرغ علینا صبراً یعنی اے پروردگار ہمیں صبر عطا کر "اور اس آیت کو پڑھو۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔ یعنی اللہ اکثر تھوڑی جماعت کو زیادہ جماعت پر خدا کے حکم سے غالب ہوتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

رافع بن عمیرۃ الطائی کی تقریر سن کر مسلمانوں کے دل گرما گئے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں بھاگتے دیکھے گا۔ ہم دشمنان خدا سے لڑیں گے۔

ضرار ان کا کلام سن کر بہت خوش ہوئے وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر بیت لہیا کے نزدیک کمین گاہ میں چھپ گئے اور رومیوں کے بڑھ آنے کا انتظار کرنے لگے۔

پرجوش جنگ

ضرار بن الازور نے اپنی قمیص اتار ڈالی۔ شلوار پہنے رہے وہ عربی گھوڑے پر سوار ہوئے ان کے ہاتھ میں لمبا نیزہ تھا۔ وہ جہاد کے لئے بیتاب نظر آتے تھے بار بار جھانک جھانک کر رومیوں کو دیکھ لیتے تھے جوں ہی رومی نزدیک پہنچے حضرت ضرار تکبیر کہہ کر نکلے اور تمام مسلمان ان کے ساتھ ہی تکبیریں کہہ کر نکل آئے۔ جب تکبیروں کی آوازیں بلند ہوئیں تو مشرکوں کے دل میں خوف و دہشت سما گیا۔ مسلمانوں نے اسی حالت میں حملہ کر دیا۔

ضرار بن الازور ننگے بدن رومیوں کی صفوں کو چیرتے پھر رہے تھے۔ وردان۔ مقدمۃ الجیش میں تھا صلیب اور علم اس کے اوپر چھائے ہوئے تھے۔ قربانی والے لوگ اس کے گرد تھے۔ ضرار نے قیاس سے سمجھ لیا کہ وہی لشکر کا سردار ہے انھوں نے اس جماعت پر حملہ کیا جو وردان کو گھیرے ہوئے تھی اور رومیوں کے علمبردار کے قریب پہنچ کر اس زور سے اس کے سینے پر نیزہ مارا کہ وہ الٹ کر گھوڑے سے گرا علم اس کے ہاتھ سے

چھوٹ گیا۔ ضرار نے فوراً ہی میمنہ پر حملہ کر کے ایک اور شخص کو مار ڈالا پھر وہ قلب لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک سوار صلیب اٹھائے ہوئے تھا وہ تارتلی گھوڑے پر سوار تھا ضرار نے اس پر بھی نیزے سے حملہ کیا نیزے نے اس کے جوڑ کو پھاڑ ڈالا اور انی آنتوں میں اتر گئی وہ سوار مردہ ہو کر گرا ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے صلیب بھی گر گئی

دردان نے چاہا کہ جھک کر صلیب اٹھائے لیکن اس عرصہ میں کچھ مسلمان وہاں پہنچ گئے اور گھوڑوں سے اتر کر صلیب اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ رومی ان مسلمانوں پر زبردست حملے کر رہے تھے ضرار نے مسلمانوں سے کہا کوئی مسلمان صلیب کو لینے کی کوشش نہ کرے کیونکہ وہ میرا حق ہے جب میں رومیوں کے سردار اور اس کے ساتھیوں کے قتل سے فراغت پاؤں گا اس وقت واپس لوٹ کر اٹھاؤں گا۔"

دردان ضرار کی یہ گفتگو سن رہا تھا وہ عربی زبان جانتا تھا اس پر ایسا خوف چھایا کہ وہ قلب کی طرف بھاگنے کے خیال سے لوٹا ــــ اس کے مصاحبوں نے کہا ــــ اے بطریق کہاں جانے کا قصد ہے۔ اس نے ضرار کی طرف اشارہ کر کے کہا ــــ میں اس شریر شیطان سے بھاگتا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو اس کی آنکھیں کس قدر سرخ ہیں چہرے سے ہیبت و جلال ظاہر ہے مجھے تو یہ بہت ہی بدصورت معلوم ہو رہا ہے۔

حضرت ضرار نے دردان کو پھرتے ہوئے دیکھا وہ سمجھ گئے کہ وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ انھوں نے کہا۔ مسلمانو! مشرکوں کا سردار بھاگا جاتا ہے اسے بھاگنے نہ دو" یہ کہتے ہی انھوں نے دردان کی طرف گھوڑے کی باگ پھیری اور تیزی سے اس کا پیچھا کیا! رومیوں نے یہ دیکھ کر شور مچایا ــــ اور ضرار پر جھپٹے ــــ اس وقت ضرار یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

الموت حق اٰن لی مینہ المصر   وجنت فردوس خیرٌ من السقر

موت حق ہے اس سے بھاگنا ممکن نہیں اور جنت الفردوس دوزخ سے بہتر ہے

ضرار بن الازور نے رومیوں کی صفیں پھاڑ ڈالیں وہ دردان کے تعاقب میں تھے دردان کے مصاحبوں اور فوجی افسروں نے ضرار پر نرغہ کر لیا تھا لیکن ضرار دائیں بائیں نیزہ مار کر اشرار کو اپنے پاس سے ہٹانا چاہتے تھے وہ جس شخص کے نیزہ

مارتے تھے اسے مار ڈالتے تھے جو سوار ان کے نزدیک آتا تھا وہ مارا جاتا تھا۔ انھوں نے رومیوں کی جماعت کثیر کو مار ڈالا تھا ان کی لاشوں سے میدان بھر دیا تھا۔ انھوں نے بلند آواز سے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر کہا۔ اے مجاہدین اسلام آج خوشی کا دن ہے کفار سامنے ہیں اللہ ہمارے ہاتھوں میں تلواریں ہیں منکروں کو قتل کرکے خدا کی رضامندی حاصل کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ یعنی اللہ تعالیٰ انھیں دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ مضبوط بنیاد ہیں اسی وقت رومیوں کا ایک گروہ مسلمانوں پر آ ٹوٹا۔ انھوں نے شور مچا کر مجاہدین اسلام کو ڈانٹا مسلمانوں نے ان پر سختی سے حملہ کیا جنگ کا شعلہ اور بھی تیزی سے بھڑک اٹھا۔

ضرار کی گرفتاری

ضرار اب بھی بڑے زور شور سے لڑ رہے تھے ان کا ہر قدم وردان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اتفاق سے حمران بن وردان وہاں آ گیا۔ اس نے موقع پا کر حضرت ضرار پر نیزے سے حملہ کیا نیزہ ان کے بائیں بازو میں لگا۔ اس سے ان کا بازو سست ہو گیا انھیں سخت اذیت پہنچی مگر انھوں نے اس زخم کی پرواہ نہیں کی اور غیرت وجوش میں آ کر حمران کے سینے پر نیزہ مارا انی اس کے دل میں پیوست ہو گئی وہ مر کر نیزے پر لٹک گیا جب ضرار نے نیزہ اپنی طرف کھینچا تو بغیر کھپل کے نکلا رومیوں نے جب نیزہ کو بغیر کھپل کے پایا وہ دلیر ہو گئے۔ ایک دم ضرار پر جا ٹوٹے اور انھیں گرفتار کر لیا۔

مسلمانوں نے جب ضرار کو رومیوں کے ہاتھوں میں اسیر دیکھا تو انھیں سخت رنج و تکلیف و قلق ہوا۔ انھوں نے جوش میں آ کر نہایت زور سے حملہ کیا لیکن ضرار تک نہ پہنچ سکے ناامید ہو کر مسلمانوں نے بھاگنے کا قصد کیا۔ رافع بن عمر الطائی نے تاڑ لیا۔ انھوں نے پکار کر کہا۔ اے حاملان قرآن! کیا تم بھاگنا چاہتے ہو کیا اس بات کو نہیں جانتے کہ جو شخص جہاد سے پیٹھ پھیرے گا اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو گا۔ اے مجاہدین بہشت کے دروازے سوائے مجاہدین صابرین

کے اور کسی کے لئے گھوڑے نہیں جاتے ہیں۔ صبر کرو اے حامیان دین صبر کرو۔ اور بندگان صلیب پر حملہ کرو۔ میں تمھارے ساتھ ہوں اور تم سے آگے رہوں گا اگر تمھارے سردار ضرار گرفتار ہو گئے ہیں یا مار ڈالے گئے ہیں تو اللہ تو زندہ ہے نہ تو نہیں مرا ہے۔ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں میں جوش و غضب کا طوفان امنڈ آیا۔ مسلمانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ رومیوں کی صفیں الٹ دیں بے شمار گبروں کو مار ڈالا۔ کئی سرداروں کو قتل کر دیا۔

کچھ راہبر مسلمانوں کے ساتھ تھے وہ دوڑ کر حضرت خالد کے پاس پہنچے انھوں نے ضرار کی گرفتاری اور بہت سے مسلمانوں کے شہید ہو جانے کی خبر خالد کو سنائی یہ ماجرا ان پر سخت گزرا انھیں سخت رنج و قلق ہوا انھوں نے مخبروں سے دریافت کیا کہ رومیوں کی تعداد کس قدر ہے۔ مخبروں نے جواب دیا۔ بارہ ہزار ہے۔

خالد۔ ان کا سردار کون ہے؟

مخبر۔ حمص کا حاکم وردان ہے۔ ضرار نے وردان کے بیٹے حمران کو مار ڈالا ہے حضرت خالد نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انھوں نے کہلا بھیجا کہ تم دروازہ شرقی پر اپنے کسی معتمد کو اپنا قائمقام مقرر کر کے خود اس مہم پر جاؤ۔ یقین ہے تم انھیں اس طرح بھیں ڈالو گے جس طرح چکی غلے کو پیس ڈالتی ہے۔"

یہ سن کر حضرت خالد نے کہا خدا کی قسم میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان سے بخل کرتے ہیں۔ انھوں نے میسرہ بن مسروق العبسی کو ایک ہزار سوار دے کر انھیں باب شرقی پر تعینات کر کے حکم دیا کہ میری واپسی تک یہاں سے نہ ٹلنا اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا اسی پر بھروسہ کرنا میسرہ نے کہا۔ انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

اب حضرت خالد اپنے ساتھیوں کو لے کر چلے انھوں نے کہا۔ مسلمانو، گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دو۔ نیزے سیدھے کر لو اور جب دشمن کے قریب پہنچو تو سب یکبارگی حملہ کرنا شاید اس تدبیر سے ہم ضرار بن الازور تک پہنچ جائیں اور انھیں چھڑا لیں اگر رومیوں نے انھیں مار ڈالا ہو گا تو ہم ضرور ان سے ان کا بدلہ لیں گے مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہمیں ضرار کے مقابلے میں رنج دا ذیت دے کر لا دے گا

ہیں۔ انشاء اللہ وہ زندہ ہی رہائی پائیں گے۔

حضرت خولہ کی بے نظیر شجاعت

حضرت خالد اور مسلمان گھوڑے دوڑائے چلے جا رہے تھے کہ انھوں نے ایک سوار کو دیکھا جو کمیت رنگ کے بلند بالا کوتاہ گردن گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے گھوڑا دوڑائے چلے جا رہے تھے اس نے ڈھاٹا اس طرح باندھ رکھا تھا کہ سوائے آنکھوں کے چہرے کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ وہ گھوڑے پر ایسا جما ہوا تھا جیسے زین پر چسپاں ہو۔ زرہ کے اوپر سیاہ رنگ کی قبا سی پہنے تھا۔ اس کی شجاعت، اس کی نشست اور گھوڑے کی باگیں پھیرنے سے ظاہر ہوتی تھی اس کا گھوڑا ہوا کی طرح اڑا چلا جا رہا تھا۔ وہ بھی مشرکین کی طرف دوڑ رہا تھا اور سب مسلمانوں سے آگے تھا۔

حضرت خالد نے کہا۔۔۔۔ خدا کی قسم یہ سوار بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے کاش میں جان سکتا کہ کون ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رافع بن عمیرۃ الطائی اور ان کے ساتھی نہایت ہمت و استقلال سے رومیوں سے لڑ رہے تھے انھیں اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ دفعتہً انھوں نے خالد بن الولید اور ان کے لشکر کو آتے دیکھا انھیں وہ سوار نظر آیا جو خالد سے آگے گھوڑا دوڑائے چلا آ رہا تھا۔ رافع دور سے اس سوار کو خالد سمجھے اس سوار نے آتے ہی رومی لشکر پر اس طرح حملہ کیا جس طرح باز چڑیوں پر گرتا ہے اس نے نیزے سے کئی رومیوں کو مار ڈالا کئی گبروں کو زخمی کر دیا وہ پیچھے ہٹا اور نئی شان سے دوبارہ حملہ کیا اس مرتبہ اس نے صفوں کو پراگندہ کر دیا کئی رومیوں کو قتل کر کے گھوڑوں سے گرا دیا اس کے پرزور حملوں نے رومی لشکر کو ہلا دیا وہ پھر پیچھے پھرا اس وقت اس کا نیزہ خون میں تر تھا اس کے لباس پر بھی خون کے دھبے پڑے ہوئے تھے اس کے حملوں کی شان سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے کوئی بڑا ہی رنج و قلق تھا وہ کسی کی تلاش میں ہو۔ اسے ڈھونڈھنے کے لئے سخت حملے کر رہا ہو۔ اس نے پھر حملہ کیا اور رومیوں کو قتل و زخمی کرتا ہوا ان کی صفوں کو پھاڑتا اور ان کی جمعیتوں کو منتشر کرتا قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ رومیوں نے اس پر حملے کئے لیکن وہ

ان کے حملوں سے بچ کر لوٹ آیا۔ رافع نے کہا —— "یہ سوار یقیناً خالد ہی ہے ایسے حملے وہی کرتے ہیں شاید وہ ضرار کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔

ابھی رافع یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت خالد نمودار ہوئے انھوں نے آتے ہی رومیوں پر شدت سے حملہ کر دیا پہلے ہی حملے میں کئی رومیوں کو مار ڈالا —— کئی صفوں کو زیر و زبر کر دیا جب وہ لڑتے ہوئے رافع کے قریب پہنچے تو انھیں دیکھ کر رافع نے تعجب سے کہا۔ آپ تو بعد میں آئے لیکن پہلے جو سوار آیا تھا وہ کون تھا۔

اس وقت وہ سوار پھر رومی صفوں سے نکلا اس کا گھوڑا کانپ رہا تھا نیزے کی انی سے خون بہہ رہا تھا معلوم ہوتا تھا اس نے بہت سے رومیوں کو قتل کیا ہے۔ اس سوار کی حرکتوں سے اب بھی اضطراب ظاہر تھا اس نے پھر سختی سے حملہ کیا رافع اور خالد دونوں نے اسے حملہ کرتے دیکھا —— رافع نے حضرت خالد سے دریافت کیا۔

"اے امیر یہ سوار کون ہے۔ اس کے بہادرانہ حملے نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا ہے"۔

حضرت خالد نے کہا —— "خدا کی قسم میں اس سوار کو نہیں جانتا اس کے حالات و صفات نے مجھے خود حیرت میں ڈال رکھا ہے جس شان سے وہ حملے کر رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ بڑا بہادر، بے باک اور نڈر ہے —— اس کی مدد کرو اور سب مل کر رومیوں پر حملہ کر دو۔"

مسلمانوں کے دونوں لشکر آپس میں مل گئے۔ انھوں نے گھوڑوں کی باگیں ملائیں نیزے ہاتھوں میں لئے اور حملہ کرنے کے قصد سے بڑھے دفعتاً وہی سوار جس نے تمام مسلمانوں کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ رومیوں کے قلب میں مثل شعلۂ آگ کے نکلا۔ وہ اور اس کا گھوڑا خون میں نہا رہے تھے مگر سوار کو اب بھی قرار نہ تھا وہ برابر حملے کر رہا تھا رومیوں پر اس کا ایسا رعب و خوف طاری ہو گیا تھا کہ جس رومی پر وہ حملہ کرتا تھا وہ جلد پلٹ کر اپنی قوم میں جا ملتا تھا۔ اب اس سوار نے رومیوں کے گروہ پر حملہ کر کے کئی گبردن کو مار ڈالا۔ رومیوں نے اسے نرغہ میں لے لیا۔ وہ مطلق ہراساں نہ ہوا بلکہ بجوانی سے لڑنے لگا۔

عین اسی وقت حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور اس سوار کو رومیوں کے تیز حملوں سے بچایا وہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آملا۔ مسلمانوں

نے اسے دیکھا وہ خون میں تر تھا۔ وہ ارغوانی پھول سا معلوم ہوتا تھا (ارغوانی پھول سرخ رنگ کا ہوتا ہے) حضرت خالد نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جزائے خیر دے تجھے اللہ تو نے خوب جہاد کیا۔ خوب اپنے غصے کو دشمن خدا پر ظاہر کیا خوب اپنی جان کو راہ خدا میں خرچ کیا۔ ہمیں تیرے کارناموں نے حیرت میں ڈال دیا ہے بتا تو کون ہے اپنا ڈھاٹا کھول دے تاکہ ہم تجھے پہچانیں۔

اس سوار نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے بیچ میں ہو کر چھپانے کی کوشش کرنے لگا۔ جو عرب وہاں تھے انھوں نے سوار سے کہا۔ "اے بہادر مجاہد تیرا سردار تجھے پکارتا ہے اور تجھ سے باتیں کرنا چاہتا ہے تو ان سے اعتراض کرتا ہے اپنے سردار کے پاس چل اور ان سے اپنا نام نسب بیان کر۔

سوار نے عربوں کو بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آخر حضرت خالد اس کے پاس گئے اس سے کہا۔ "اے شیر اسلام! مجھے تیرے کارناموں نے حیرت میں ڈال رکھا ہے بتا تو کون ہے۔

اس سوار نے شرمیلے اور زنانے لہجے میں کہا۔ "یا امیر! میں نے جواب بے نازی کی وجہ سے روگردانی نہیں کی بلکہ میری بڑھی ہوئی شرم و حیا نے مجھے بات نہ کرنے دی میں ایک پردہ نشین عربی دوشیزہ ہوں۔

تمام مسلمانوں کو اور بھی تعجب ہوا۔ حضرت خالد نے دریافت کیا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟ عربی دوشیزہ نے جواب دیا۔ "میرا نام خولہ ہے میں ازور کی بیٹی ہوں۔ ضرار جو قید ہو گئے ہیں وہ میرے بھائی ہیں۔ میں قبیلہ مذحج کی عرب خواتین میں بیٹھی تھی کہ میں نے اپنے بھائی ضرار کی گرفتاری کا حال سنا میری آنکھوں میں دنیا تاریک ہو گئی غم و قلق نے میرے دل کو گھائل کر دیا۔ میں جلدی سے مسلح ہو کر چل پڑی میں نے رومیوں سے جہاد کیا مگر افسوس میں اپنے بھائی کو نہ پا سکی۔

یہ حال سن کر حضرت خالد اور دوسرے مسلمان بیساختہ رو پڑے۔ حضرت خالد نے کہا۔ "خولہ تم میرے ساتھ رہو اور انھوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ مسلمانو۔ سب! ایک ساتھ حملہ کرو۔ شاید ہم خولہ کے بھائی تک پہنچ جائیں اور انھیں قید سے چھڑالیں۔

خولہ نے کہا۔ "اجازت دیجیے کہ میں اس حملے میں سب سے آگے رہوں۔" حضرت خالد نے اجازت دے دی۔

عامر بن الطفیل دوسی نے روایت کی ہے کہ میں خالد بن الولید کے دائیں جانب تھا خولہ ہم سے آگے تھیں سب سے پہلے انھوں نے رومیوں پر حملہ کیا وہ جس طرف حملہ کرتی تھیں ایک دو رومیوں کو ضرور مار ڈالتی تھیں۔ انھوں نے رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا تھا۔ رومی آپس میں کہتے تھے کہ اگر سب اہل عرب اس سوار کی طرح بہادر ہیں تو ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں کی صفیں تہہ و بالا ہو گئیں ـــ رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے رومی گھبرا گئے وردان نے دیکھا اس نے پکار کر کہا۔ رومیو! ثابت قدمی کرو۔ عنقریب دمشق والے تمہاری مدد کو آنے والے ہیں حملہ کر کے مسلمانوں کو پلٹ دو۔

رومیوں نے ثابت قدمی کی۔ وہ مسلمانوں سے لڑنے لگے ـــ حضرت خالد اور دوسرے مسلمانوں نے پر زور حملے شروع کئے حضرت خالد وردان کی طرف بڑھے لیکن اس کے سامنے دیراں روم کی دیوار کھڑی تھی۔ حضرت خالد دیوار کے توڑنے میں مشغول ہو گئے مسلمان متفرق ہو کر رومیوں سے لڑنے لگے خولہ نہایت اولوالعزمی اور بہادری سے لڑ رہی تھیں وہ رومیوں کی صفوں کو پھاڑ کر دائیں بائیں حملہ کرتی تھیں اپنے بھائی ضرار کو ڈھونڈ رہی تھیں ـــ انھیں بڑا رنج و غم تھا وہ یہ درد انگیز اشعار پڑھ رہی تھیں۔

این الضرار لا اری اللبیب مع ۔۔۔ ولا اریٰ احد منہم فی ذکر مع

ضرار کہاں ہیں آج وہ مجھے نظر نہیں آتے ۔۔۔ انھیں میرے قریبا اور میری قوم نہیں دیکھتی

یا واحدی یا ابن امی ۔۔۔ کدرت عیشی واذلت نومی

اے میرے اکلوتے بھائی۔۔۔ تم نے میرے عیش کو مکدر کر دیا اور نیند کو کھو دیا

مسلمان ان اشعار کو سن کر رو پڑے۔ ہر شخص ضرار کی جستجو میں تھا لیکن ضرار کا کہیں پتہ نہ تھا مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے انھوں نے بے شمار رومیوں کو مار ڈالا تھا۔ دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی دوپہر کے وقت حضرت خالد مسلمانوں کو

لوٹ آئے جہاں سے ضرار نے شروع میں حملہ کیا تھا۔

حضرت خولہ بڑی بیقرار تھیں وہ ہر مسلمان سے اپنے بھائی کا حال پوچھتی تھیں ــ لیکن ــ کسی نے ضرار کو نہیں دیکھا تھا۔ کوئی بھی ان کا پتہ نشان نہ بتا سکا خولہ نا امید ہو گئیں۔ اور رونے لگیں۔ انھوں نے کہا۔ اے میرے بھائی۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ دشمنوں نے تمھیں تمھارے خون میں آلودہ کر کے جنگل میں ڈال دیا ہے۔ کاش یہ تمھاری بہن تم پر سے قربان ہو جاتی کاش میں پھر تمھیں دیکھوں۔ خدا کی قسم تم نے اپنی بہن کے دل میں جو آگ لگا رکھی ہے کبھی نہ بجھے گی یہ شعلہ ایسا ہے جو کبھی ٹھنڈا نہ ہوگا افسوس تم اپنے اس باپ سے جا ملے جو کافروں کے ہلاک کرنے والے تھے ــ تم پہنچ گئے ــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ــ اور میرا تم پر ملاقات کے روز تک سلام پہنچے۔

خالد بن الولید اور وہ مسلمان جو قریب تھے حضرت خولہ کا نوحہ سن کر رونے لگے حضرت خالد نے اسی وقت پھر حملہ کرنے کا قصد کیا ناگاہ رومیوں کے لشکر سے ایک گروہ سواروں کا نکلا۔ وہ دوڑ کر مسلمانوں کی طرف آیا۔ مسلمان سمجھے وہ لڑنے کے لئے آرہے ہیں وہ بھی مستعد بہ جنگ ہو گئے لیکن رومیوں نے مسلمانوں کے پاس آتے ہی اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور لفون لفون[1] چلانے لگے۔

چنانچہ وہ تمام رومی حضرت خالد کے پاس لائے گئے۔ حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا۔ ــ "تم کون لوگ ہو؟"

انھوں نے جواب دیا ہم وردان کی فوج کے لوگ ہیں۔ حمص کے رہنے والے ہیں ہمیں یقین ہے کہ ہم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے امان طلب کرنے آئے ہیں ــ جزیہ دینے کو تیار ہیں۔ جس قدر مال تم طلب کرو گے ہم دیں گے۔

حضرت خالد نے کہا۔ ہم تمھارے شہر میں پہنچ کر تم سے صلح کریں گے۔ اس جگہ صلح ممکن نہیں ــ تم ہمارے ساتھ رہو جب اللہ تعالیٰ ہمارے اور دشمنوں کے درمیان میں

---

[1] لفون۔ رومی لفظ ہے۔ اس کے معنی امان کے ہیں۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

فیصلہ کر دے گا اس وقت ہم تم سے صلح کریں گے کیا تمھیں ہمارے اس ساتھی کا حال معلوم ہے جس نے تمھارے سردار کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔

رومیوں نے کہا۔ آپ شاید اس شخص کو دریافت کر رہے ہیں جو ننگے بدن تھے انھوں نے ہمارے بہت سے بہادروں کو مار ڈالا ہے۔

خالد۔ ہاں انھیں کو پوچھتا ہوں۔

رومی۔ وردان نے انھیں گرفتار کر کے ایک اونٹ پر سوار کرا کر سو سواروں کی نگرانی میں حمص روانہ کیا ہے تاکہ وہاں سے اپنے اظہار شجاعت کے لئے ہرقل اعظم کے پاس بھیجے۔

حضرت خالد اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے انھوں نے رافع بن عمیرۃ الطائیؓ سے کہا۔ تم اس راستے سے خوب واقف ہو جب ہم عراق سے آرہے تھے تو ہم نے دشت بے آب میں پہنچ کر مشورہ دیا تھا کہ تیس اونٹوں کو پیاسا رکھ کر خوب پانی پلاؤ ہم نے تمھاری تدبیر پر عمل کیا تھا جو کامیاب ہوئی تم نے دشت میں پانی ڈھونڈھ نکالا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ وردان نے ضرار کو سو سواروں کی حفاظت میں حمص کی طرف روانہ کیا ہے۔ تم بھی مسلمانوں میں سے سو سواروں کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لے لو۔ اور روانہ ہو جاؤ۔"

حضرت رافع نے کہا۔ سمعنا و اطعنا یعنی میں نے سنا اور اطاعت کی انھوں نے سو سواروں کو چن لیا اور روانگی کا قصد کیا حضرت خولہ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی۔ وہ نہایت خوش ہوئیں۔ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر ہتھیار لگا کر حضرت خالد کے پاس آئیں اور بولیں۔ میں خدا اور بہترین خلائق نبی رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ کا واسطہ دے کر درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اس جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دیجئے۔

حضرت خالد نے رافع سے کہا۔ تمھیں خولہ کی بہادری اور بیباکی کا حال خوب معلوم ہے انھیں بھی اپنے ساتھ لے لو۔ رافع نے خولہ کو بھی ساتھ لے لیا اور روانہ ہوئے۔ خولہ مسلمانوں کے پیچھے ذرا فاصلے سے شرمائی ہوئی چلی جا رہی تھیں اس وقت بھی انھوں نے ڈھاٹا باندھ رکھا تھا سوائے ان کی خوبصورت آنکھوں کے چہرے کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔

حضرت ضرار کی رہائی

جب مسلمان سلمینہ میں پہنچے تو رافع نے ادھر ادھر دیکھا اور کہا - مسلمانو! بشارت ہو کہ رومی ابھی یہاں تک نہیں پہنچے ہیں - چنانچہ رافع نے اپنے ساتھیوں کو وادی الحیات میں چھپا دیا اور رومیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے - رافع نے مسلمانوں سے کہا ہوشیار اور مستعد ہو جاو - مسلمان ہوشیار ہو گئے اس وقت ضرار یہ درد ناک اشعار پڑھ رہے تھے -

الا یبلغا قومی وخولة انتی	اسیر وھیبت موثق الید بالقید
اے خبر پہنچانے والے میری قوم اور خولہ کو آگاہ ہو	میں قید ہوں گر دہوں اور مشکیں بندھا ہوا ہوں
وحولی علوج الشام من کل کافر	ومنھم الا جمیعت بالسرد
میرے گرد شام کے گبر ہیں جو کافر ہیں	وہ سب زرہ پہنے ہوئے ہیں
فیا قلب مت عنا وحزنا وحسرة	ویا دمعتی جودی بفیض علی خدی
بس اے دل تو رنج و حسرت سے مرجا	اور اے آنسو فیض کے ساتھ میرے رخسار وں پر بہو
ترى ان اری اهلی وخولة مرة	فانکم ما لنا علیه من العھد
میں یکبارگی اپنے اہل وطن اور خولہ کو دیکھوں	اور میرے ذکر کرنے کو اپنے معاہدہ کو

ان اشعار کو سن کر خولہ تڑپ گئیں انھوں نے کمین گاہ ہی سے جواب دیا - اے میرے بھائی اللہ تعالیٰ نے تمھاری دعا قبول کی اور زاری دعائے قبول کئے اور تمھیں نجات دی میں تمہاری بہن خولہ ہوں -

فوراً خولہ نے تکبیر کہی اور کمین گاہ سے نکل کر رومیوں پر حملہ کر دیا رافع اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی اور حملہ آور ہوئے - مسلمانوں کے گھوڑے ہنہنانے لگے گویا انھیں خدا کی طرف سے الہام ہو گیا تھا -

حمید بن سالم نے روایت کی ہے کہ مسلمان پھیل گئے اور رومیوں سے لڑنے لگے خولہ نے ایک رومی کو مار ڈالا جلدی سے اپنے بھائی کو چھڑا دیا خولہ نے اپنے بھائی کو سلام کیا ضرار نے مرحبا کہی وہ رومیوں کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اشعار شکریہ پڑھنے لگے -

---

یارب حمداً اذا اجبت دعوتی — فبرحت عنی اذا ذلت کربتی
اے خدا تیرا شکر ہے تو نے میری دعا قبول کی — تو نے مجھے کشائش دی میرے رنج کو دور کیا
اعطیتنی المامول قبل منیتی — جمعتنی یارب مع احبتی
تو نے میری آرزو امید سے پہلے پوری کی — تو نے اے خدا مجھے اور [illegible]

الیوم اشتفی من عدائی مھجتی
آج میں اپنے دشمنوں کے قتل سے دل کو تسکین دوں گا

اس طرح جب مسلمانوں نے تمام رومیوں کو مار ڈالا اور ان کا تمام سامان اکٹھا کرنے لگے ابھی رافع کے ساتھی اس کام میں مشغول تھے کہ ہزار دل رومی بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے ان میں اس قدر گھبراہٹ اور بدحواسی طاری ہو گئی تھی کہ اگلا پچھلے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا اور پچھلا اگلے سے آگے نکلنا چاہتا تھا۔

رافع اور ان کے ہمراہیوں نے ان رومیوں کا بیچا کیا وہ سمجھ گئے کہ خالد بن الولید نے انھیں ہزیمت دی اور بھگایا ہے رافع اور ان کے ساتھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے انھیں پکڑنا شروع کیا جو ان میں سے مقابلہ کرتا تھا۔ مسلمان انھیں قتل کر ڈالتے تھے۔

رومیوں کا فرار

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ خالد نے رافع کو ضرار کی رہائی کے لئے روانہ کر کے دوران کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کیا۔ رومیوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ ہر مسلمان شیر کی طرح سے حملہ آور ہوا اور وہ تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے وردان بھاگ گیا۔ وہ اول میں سب سے آگے دوڑا مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے وادی الحیات تک پہنچ گئے۔ وہاں رافع ان کے ہمراہی اور ضرار ملے ضرار کی رہائی سے تمام مسلمان بہت خوش ہوئے حضرت خالد نے رافع کا شکریہ ادا کیا خالد اور ان کے ہمراہیوں نے بھی بہت سے رومیوں کو گرفتار کر لیا۔ جب رومی بھاگ کر دور نکل گئے تب مسلمان لوٹے انھوں نے وہ تمام سامان اپنے قبضہ میں کر لیا جو وردان کا لشکر چھوڑ گیا تھا۔ اس مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر حضرت خالد اور تمام ان کے ہمراہی دمشق میں واپس چلے آئے حضرت خالد نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس خوشخبری بھیجی وہ اور تمام مسلمان اس فتح سے بہت خوش ہوئے انھیں دمشق کی فتح

کا یقین ہو گیا۔

نوے ہزار رومیوں کی روانگی

وردان کی ہزیمت اور اس کے بیٹے حمران کے مارے جانے کی خبر جب ہرقل اعظم کو پہنچی تو اسے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہو گیا اس نے وردان کو اس مضمون کا خط لکھا۔

مجھے خبر پہنچی ہے کہ بھوکے ننگے۔ اور کمزور اور ناتوان عربوں نے تجھے ہزیمت دی اور تیرے بیٹے کو مار ڈالا افسوس مجھے اور تیرے بیٹے پر مسیح نے رحم کیا اگر میں اس بات کو جانتا ہوتا کہ تو دانا، ہوشیار، نیزہ باز اور شمشیر زن ہے تو تجھے حدائب کے شکنجے میں کھینچتا۔ مگر تجھے ایک موقع اور دیتا ہوں میں نے اجنادین کی طرف نوے ہزار فوج روانہ کی ہے۔ تجھے اس فوج کا سردار مقرر کیا ہے تو اجنادین جاکر اس لشکر کو اپنے تحت میں لے اس سے اہل دمشق کی مدد کر اور فلسطین کے مسلمانوں کو دمشق کے مسلمانوں سے نہ ملنے دے۔

وردان اس خط کو پڑھ کر خوش ہوا اس سے ہزیمت کی ندامت اور بیٹے کا غم دور ہو گیا اس نے اجنادین میں پہنچ کر لشکر کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

جب حضرت خالد وردان کو شکست دے کر دمشق سے واپس آئے اور محاصرے میں مشغول ہوئے تو ایک روز عبادہ بن سعید الحضری شرجیل بن حسنہ کے پاس سے بصرہ سے آئے اور بیان کیا کہ نوے ہزار رومی اجنادین میں آگئے ہیں۔

حضرت خالد، حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ شرجیل بن حسنہ نے عبادہ بن سعید الحضری کو اس خبر کے ساتھ بھیجا ہے کہ اجنادین کے مقام پر نوے ہزار رومی آگئے ہیں۔ ہرقل اعظم نے ان رومیوں کو بھیجا ہے اس معاملے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔ اے ابا سلیمان! مجاہدین اسلام کے رئیس اور سردار مختلف مقامات میں جیسے شرجیل بن حسنہ بصرہ میں معاذ بن جبل ارض حوران میں یزید بن ابو سفیان۔ ارض بلقان میں نعمان بن مقرنہ تدمیر میں عمرو بن العاص فلسطین میں ہیں مناسب یہ ہے کہ ان سب کو لکھ بھیجو کہ وہ ہمارے

پاس جلد چلے آئیں ان کے آنے کے بعد دشمن کے مقابلے کی تیاری کرنی چاہیئے مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے انشاء اللہ خدا مدد کرے گا۔

حضرت خالد نے اس رائے کو بہت پسند کیا۔ انھوں نے عمرو بن العاص کو اس مضمون کا خط لکھا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ تمھارے بھائی مسلمانوں نے اجنادین کی روانگی کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہاں دشمنوں کی نوّے ہزار فوج آ گئی ہے جو ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے کافر اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نور اسلام کو روشن رکھنے والا ہے خواہ کافر اسے برا ہی کیوں نہ جانیں اس خط کے پہنچتے ہی تم اپنے ہمراہیوں کو لے کر اجنادین میں آجاؤ۔ انشاء اللہ ہمیں وہیں پاؤ گے تم پر اور تمھارے ساتھی مسلمانوں پر سلامتی ہو"

عمرو بن العاص کے بعد -- ان تمام امراء کے نام بھی خطوط لکھے جن کے نام حضرت ابو عبیدہ نے لئے تھے اور ان خطوں کو قاصدوں کے ہاتھ روانہ کیا۔

لشکر اسلام کا کوچ

خطوں کی روانگی کے بعد حضرت خالد نے کوچ کا حکم دے دیا۔ اونٹوں پر خیمے بار کئے گئے مال غنیمت پیچھے رکھا گیا۔ حضرت خالد نے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا —— "میری رائے یہ ہے کہ میں عورتوں اور مال واسباب کے ساتھ پیچھے رہوں اور تم مع لشکر کے آگے چلو۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا —— "مگر میری رائے یہ ہے کہ تم آگے چلو کیونکہ ممکن ہے وردان سامنے سے حملہ کر دے تم ہو گے تو اس سے مقابلہ کرو گے اسے آگے بڑھنے سے روک دو گے۔ میں عورتوں اور مال واسباب کے ساتھ پیچھے رہوں"

خالد۔ تمھاری رائے مناسب ہے۔

چنانچہ حضرت خالد لشکر لے کر روانہ ہوئے اور ابو عبیدہ ایک ہزار سواروں کی معیت میں مال واسباب اور خواتین عرب کو ساتھ لے کر لشکر سے پیچھے چند میل کے فاصلے سے روانہ ہوئے۔

دمشق کے رومیوں نے جب مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھا تو خوش ہو کر اچھلنے کودنے اور تالیاں بجانے لگے لیکن دمشق کے ذی فہم لوگوں نے کہا۔ اگر یہ لوگ بعلبک کی طرف

جاتے ہیں تو سمجھو کہ حجاز کی طرف بھاگے جاتے ہیں۔

واقدی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ دمشق میں ایک بڑا البطریق بولص بن بلقا نامی تھا۔ نصرانی اس کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے اور وہ ایسا دانشمند تھا کہ ہرقل اعظم کے پاس جب کوئی ایلچی کوئی اہم پیام لے کر آتا تھا اور ہرقل اعظم اس کا جواب دینے سے عاجز آجاتا تھا تو بولص کو بلا کر جواب لکھایا کرتا تھا وہ زبردست تیر انداز تھا اس کی تیر اندازی کا یہ عالم تھا کہ اس کے گھر میں ایک بڑا انار درخت تھا بولص نے اس درخت پر لکھ دیا تھا کہ جسے شجاعت کا دعویٰ ہو وہ اس تیر کے مقابلے میں دوسرا تیر پیوست کر دے اس کا یہ معاملہ لوگوں میں مشہور ہو گیا۔

جب سے مجاہدین اسلام ملک شام میں آئے تھے بولص کو ان سے لڑنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جب اہل دمشق نے مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھا تو عائد بن شہر مل کر بولص کے پاس گئے اور اس سے کہا اگر تو ہمیشہ بزرگی و شہرت چاہتا ہے اور اس بات کا خواہشمند ہے کہ تمام ملک شام میں تیری شہرت ہو جائے اور شہنشاہ تجھے بڑا مرتبہ عطا کرے تو مسلمانوں کا تعاقب کر ہم تیرے ساتھ ہیں۔ جو مسلمان پیچھے رہ جائیں انہیں ہم سب مل کر گرفتار کر لیں گے۔

بولص نے کہا۔ میں مسلمانوں کی کوئی اصل و حقیقت نہیں سمجھتا لیکن اس وقت تک جو تمہاری مدد نہ کر سکا اور مسلمانوں سے نہ لڑا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے تم لوگوں میں جرأت و ہمت نہیں دیکھی۔ میں جانتا ہوں تم لڑائی پر صبر نہیں کر سکتے پھر میں کیوں مسلمانوں کا مقابلہ کروں۔

اہل دمشق نے کہا۔ ہم مسیح و انجیل کی قسم کھا کر تجھے یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب تیرے ساتھ رہیں گے۔ لڑائی سے جی نہ چرائیں گے تجھے یہ اختیار دیتے ہیں کہ ہم میں سے جو لوگ میدان سے بھاگیں تو ان سب کو مار ڈالنا۔

بولص نے دمشق والوں سے عہد و اقرار لیا اور گھر جا کر زرہ پہننے لگا۔ اس کی بیوی نے کہا۔ "تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔؟"

اس نے جواب دیا۔ "میں اہل عرب سے لڑنا چاہتا ہوں۔"

اس کی بیوی نے کہا۔ "ہرگز نہ جاؤ اپنے گھر میں بیٹھے رہو جس بات کی قوت

تم تیں نہیں ہے اسے نہ کرو۔ مجھے تمہاری طرف سے اندیشہ ہے اس وجہ سے میں نے رات ایک ہولناک خواب دیکھا ہے۔

بولص نے دریافت کیا۔ تم نے کیا خواب دیکھا ہے

بولص کی بیوی کا خواب

اس کی بیوی نے کہا۔ میں نے دیکھا ہے کہ تم اڑتے ہوئے چڑیوں پر تیر چلا رہے ہو۔ بعض چڑیاں ان میں سے گر جاتی ہیں لیکن پھر اڑ جاتی ہیں یہ دیکھ کر تعجب کر رہی تھی کہ دفعتاً تیز چنگل والی چڑیاں تم پر آ ٹوٹیں انھوں نے چنگل مار کر تمھیں پریشان کر دیا۔ تم نے فوج کو طلب کیا۔ چڑیوں نے سپاہیوں کے بھی چنگل مارنے شروع کر دیے وہ جس شخص کے چنگل مارتی تھیں اسے بیہوش کر دیتی تھیں میں چونک اٹھی تمھاری وجہ سے میں بہت پریشان تھی۔

بولص۔ میرے متعلق تو نے کیا دیکھا۔ کیا میں بھی بیہوش ہو گیا تھا۔

زوجہ بولص۔ ہاں قسم ہے مسیح کی میں نے دیکھا ایک بڑی چڑیا نے تمھیں زخمی کر دیا اور تم بیہوش ہو کر گر پڑے۔

بولص نے اپنی بیوی کے گال پر طمانچہ مارا۔ وہ اپنا کلہ سہلانے لگی بولص نے کہا خرابی ہو تجھ کو۔ تو نے خوش خبری نہ سنائی تیرے دل میں اہل عرب کا خوف اس قدر سما گیا ہے کہ تو خواب میں بھی انھیں ہی دیکھتی رہی۔ خوف نہ کر میں عنقریب عربوں کے سردار کو تیرا خادم بنا دوں گا۔ اور مسلمانوں کو بکریوں اور ... کا چرواہا بنا دوں گا۔

اس کی بیوی نے کہا۔ میری نصیحت مانو۔ مسلمانوں کے تعاقب میں مت جاؤ۔

بولص نے نہ مانا وہ مسلح ہو کر گھر سے نکلا اور دمشق کی فوجوں میں سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لے کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ بولص نے اپنے بھائی بطرس کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔

مسلمانوں کا تعاقب

حضرت ابو عبیدہ آہستہ آہستہ چلے جا رہے تھے ان کے ساتھ عورتیں تھیں بچے تھے مال و اسباب تھا اونٹوں اور محملوں کی قطاریں دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح نے غبار اڑتے ہوئے دیکھا انھوں نے کہا۔ مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ دشمن نے تمہارا تعاقب

گیا ہے۔ وہ رک گئے یہاں تک کہ عورتوں کے محمل اور ہودج اور بار بردار اونٹ ان کے پاس آ گئے۔

اسی وقت رومیوں کا لشکر آ گیا ان کی زرہیں اور ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے۔ بولص سب سے آگے تھا رومیوں کے سولہ ہزار سپاہی تھے۔ مسلمان ایک ہزار ہی تھے لیکن وہ رومیوں کے مقابلے میں آ گئے بولص کے ساتھ چھ ہزار سوار تھے اس نے ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا۔ اور پطرس کے ساتھ دس ہزار پیدل تھے اس نے عورتوں پر یورش کر دی یہ حملہ اچانک ہوا پھر اس کے ہمراہیوں نے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت کو پکڑ لیا وہ فوراً دمشق کی طرف واپس لوٹا اور ہزاستر باق پر پہنچ کر اس لئے ٹھہر گیا کہ معلوم کرے کہ بولص نے کیا کیا۔ بولص اور اس کے ساتھیوں نے ابو عبیدہ کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا تھا۔

ابو عبیدہ نے کہا ــــ خدا کی قسم خالد کی یہ رائے بہتر تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے عورتوں کے ساتھ رہے۔"

مسلمان عیسائیوں میں گھس گئے اور عیسائی مسلمانوں میں گھس آئے تھے دونوں فریق پورے جوش سے لڑ رہے تھے۔ زمین تھوڑا میں خون ریزی شروع ہو گئی تھی ہے۔ بولص جوان تھا۔ تنومند اور قوی تھا لیکن ابو عبیدہ اس بہادری سے لڑے کہ بولص کو پسینہ آ گیا۔"

سہیل بن صباح نے روایت کی ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ مسلمانوں پر بلا نازل ہوئی ہے کچھ خواتین عرب گرفتار ہو گئی ہیں ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی موت کی لڑائی لڑنے لگے تو میں حضرت خالد کو خبر دینے چلا میری سواری میں بہترین گھوڑا تھا اس کی پیشانی پر سفید ٹیکا تھا اور ہاتھ پیر بھی سفید تھے۔ بڑا تیز دم تھا میں نے اس کی باگیں ڈھیلی کر دیں وہ بجلی کی طرح چلا اور دم کے دم میں خالد بن الولید کے پاس پہنچ گیا میں نے چلا کر کہا یا امیر! اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد کر دو۔"

وہ جلدی سے سہیل کی طرف مخاطب ہوئے انھوں نے دریافت کیا۔

اے بیٹے صباح کے۔ تیرے پیچھے کیا حال ہے۔

سہیل نے جواب دیا۔ " اے سردار مسلمان مبتلائے مصیبت ہوئے رومیوں

نے مسلمانوں پر حملہ کر کے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی ہے۔ ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی مسلمان ایسی بلائیں گرفتار ہو گئے ہیں جس کے دور کرنے کی ان میں قوت نہیں ہے جلدی ان کی مدد کرو۔"

حضرت خالد نے کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یعنی جو کچھ ہے اللہ کا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ خدا کی قسم میں نے ابو عبیدہ سے کہا تھا کہ فوج کے پیچھے مجھے چھوڑ دو ــــ لیکن انھوں نے منظور نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا حکم ٹلا نہیں کرتا۔

انھوں نے اسی وقت رافع بن عمیرۃ الطائی کو بلا کر ایک ہزار سوار انھیں دیئے اور کہا کہ تم دوڑ کر خواتین عرب کی حفاظت کرو جب وہ کچھ دور ہو گئے تو عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو ایک ہزار سوار دے کر روانہ کیا ان کے ساتھ قیس بن ہبیرہ المرادی کو بھی کر دیا۔ پھر خود تمام لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

ابو عبیدہ بن الجراح ابھی تک بولص سے لڑ رہے تھے اور ان کے ساتھی رومیوں سے مصروف جنگ تھے کہ دفعتاً اسلامی لشکر آ گیا۔ رافع تو اسلامی عورتوں کی حفاظت کے لئے چلے گئے۔ عبد الرحمٰن نے رومیوں پر حملہ کر دیا ان کے فوراً ہی بعد ضرار حملہ آور ہوئے ان متواتر حملوں نے رومیوں میں تہلکہ ڈال دیا ــــ ان کے علم اور صلیبیں سرنگوں ہو گئیں ان کے آدمی کثرت سے مارے جانے لگے۔

ضرار بن الازور شعلہ آگ کی طرح تھے انھوں نے بولص پر حملہ کیا وہ ان کی صورت دیکھتے ہی کانپنے لگا اس نے ابو عبیدہ سے کہا۔ "اے اعرابی! تمھیں قسم ہے اپنے دین کی اس شریر (ضرار) سے کہو کہ مجھ سے الگ رہے۔

بولص کے خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ضرار نے کلوص اور عزرائیل کے مقابلے میں بیت الہیا میں جو بہادری کے کام کئے تھے وہ اس نے (بولص) اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ ضرار اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بولص نے پھر ابو عبیدہ سے کہا اس شیطان کو مجھ سے دور رکھو۔

ضرار نے سن لیا۔ انھوں نے کہا۔ میں شیطان اس وقت میں ہوں گا جب تیری طلب اور تجھ سے لڑائی میں کوتاہی کر دوں گا انھوں نے نیزے سے حملہ کیا۔ بولص

پر ایسا رعب چھایا کہ اس نے اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا اور اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کر اس کی طرف دوڑے ۔ انھوں نے کہا اے ملعون! کہاں بھاگا جاتا ہے شیطان تیرے پیچھے ہے ۔ بولص نے کہا۔ اے بدوی مجھے زندہ رکھ کیوں کہ میری زندگی میں تمہاری ان عورتوں کی بھی زندگی ہے جنھیں میرے ساتھیوں نے گرفتار کر لیا ہے۔

ضرار کی سمجھ میں یہ بات آ گئی انھوں نے اسے گرفتار کر لیا۔

سلمان رومیوں سے لڑائی میں مصروف تھے ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیا اسی وقت حضرت خالد مع لشکر کے آپہنچے وہ اور ان کے ساتھی عیسائیوں پر ٹوٹ پڑے انھوں نے چشم زدن میں ان کا صفایا کر دیا رفاعہ بن قیس نے روایت کی ہے کہ بولص کے چھ ہزار سواروں میں سے مشکل سے سو سوار بھاگ کر اپنی جانیں بچا سکے۔

ضرار بن الازور کو معلوم ہوا کہ ان کی بہن خولہ کو بھی رومی گرفتار کر کے لے گئے ہیں انھیں سخت رنج و قلق ہوا۔ انھوں نے حضرت خالد کے پاس خولہ کی گرفتاری کی اطلاع دی انھوں نے کہا ۔" بے صبر نہ کرو رومیوں کے سردار اور بہت سے رومیوں کو ہم نے گرفتار کر لیا ہے۔ یقین ہے ہم ان کے عوض میں اپنی عورتیں چھڑا لیں گے ہمیں عورتوں کی رہائی کے لیے دمشق جانا ضروری ہے۔"

اب خالد بن الولید نے ابوعبیدہ بن الجراح کو حکم دیا کہ باقیماندہ عورتوں اور بچوں کو لے کر چلیں اور تمام لشکر ان کے ساتھ اس خوف سے کر دیا کہ کہیں رومی ان پر حملہ نہ کر دے اور خود دو ہزار سوار لے کر دمشق کی طرف چلے ان کے ساتھ رافع بن عمیرۃ الطائی، ضرار بن الازور، میسرہ بن مسروق العبسی اور چند دوسرے سوار تھے وہ تیزی سے چل رہے تھے۔ ضرار یہ اشعار پڑھ رہے تھے ۔

یا رب فرج صابری من کربتی ولا تمتنی واجلا محبتی
اے پروردگار اس کرب سے رستگاری دے جو تو دیکھ رہا ہے اور مجھے جلدی حسرت کی موت نہ دے

حتی ادی بناظری اختی ذالک منائی ثم ذالک بغیتی
یہاں تک کہ میں اپنی آنکھ سے اپنی بہن کو دیکھ لوں یہی میری آرزو اور میری خواہش اور مراد ہے

عیوں ابتا الی العدو یا صحبتی   علیٰ انزال حلیتی و حلیتی

اے میرے یارو میرے ساتھ دشمن کی طرف   چلو۔ قریب ہے کہ میں اپنی مراد کو پہنچوں

ان لم اقاتل فاحلقوا لحیتی

اگر میں نہ لڑوں تو تم میری داڑھی مونڈ ڈالنا[1]

حضرت خالد ان کا آخری مصرعہ سن کر ہنس پڑے۔

جب مسلمان ہزار استر یا قد کے قریب پہنچے تو انھوں نے غبار اڑتے دیکھا اس غبار میں تلواریں چمک رہی تھیں۔

خواتین عرب کی دلیرانہ جنگ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب بولص کا بھائی بطرس ہزار استر یاقد پر جا کر ٹھہرا تو اس نے گرفتار شدہ عورتوں کو اپنے سامنے بلایا ان تمام عربی لڑکیاں اور عورتیں خوبصورت تھیں۔ بطرس نے اپنے ساتھی امرء سے مخاطب ہو کر کہا یہ دختر عرب میرے لیے ہے اس کے متعلق کوئی مجھ سے جھگڑا نہ کرے باقی عورتوں لڑکیوں کو تم تقسیم کر لینا۔

ان عورتوں میں بعض بوڑھی بھی تھیں۔ یہ عورتیں اور لڑکیاں قوم حمیر اولاد عمالقہ اور تبابعہ سے تھیں بڑی نڈر اور گھوڑے کی پشت سوار تھیں جنگ جو اور دلاوروں کو سیفر کرنے والی تھیں۔

بطرس کے پاس سے واپس آنے پر تمام عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں خولہ بنت ازور نے کہا۔ اے دختران حمیر! کیا تم اس ننگ کو گوارا کر لو گی کہ عیسائی کنیزیں بن جاؤ تمہاری بہادری ضرب المثل ہے تمہاری بہادری کے چرچے عربوں کی مجلسوں میں ہوتے ہیں۔ آج تمہاری شجاعت کو کیا ہو گیا ہے — کیوں تم ان عیسائیوں نا کسوں پر حملہ نہیں کرتی ہو۔

عفیرہ بنت عفار حمیریہ نے کہا — اے بنت الازور! خدا کی قسم ہم عورتیں سے

---

[1] اس زمانے کے مسلمان داڑھی کی کس قدر عزت کرتے تھے اور داڑھی منڈوانا بیجز تی سمجھتے تھے آج مسلمان داڑھی منڈانا فخر سمجھتے ہیں۔

نہیں ڈرتے ہماری بہادری مشہور ہے لیکن ہمارے پاس نہ ہتھیار ہیں نہ گھوڑے ہیں کوئی سامان بھی نہیں ہے ہم مثل بکریوں کے ہیں کیا کر سکتے ہیں۔

خولہ۔ اے دختران تبابعہ۔ ہتھیار نہیں ہیں نہ ہوں۔ خیموں کی چوبیں تو ہیں اگر ہم اسلام اور اپنے ناموس و ننگ پر فدا ہونے کے لئے تیار ہو جائیں تو یقیناً خدا ہماری مدد کرے گا۔ کنیزیں بننے سے یہ کہیں اچھا ہے کہ ہم شہید ہو جائیں۔

عفیرہ۔ خدا کی قسم تم نے خوب بات کہی۔ ہم اپنی قوم کو رسوا نہ کریں گے لڑیں گے اور یا تو مارے جائیں گے یا فتحیاب ہوں گے۔

چنانچہ تمام عورتوں نے خیموں کی چوبیں اٹھالیں اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتی رومیوں کے مقابلے کو نکلیں خولہ بنت الازور سب سے آگے تھیں ایک چوب خیمے کی ان کے کاندھے پر تھی ان کے برابر میں لبنیٰ تھی پیچھے عفیرہ بنت عفار، ام ابان بنت عتبہ۔ سلمہ بنت النعمان اور باقی تمام عورتیں اور لڑکیاں تھیں سب کے کاندھوں پر ایک ایک چوب خیمے کی رکھی تھی۔ خولہ کہتی جاتی تھیں سب یکجا رہنا مل کر حملہ کرنا متفرق ہو جاؤ گی تو شکست اٹھاؤ گی۔

رومیوں کے پاس پہنچ کر خولہ نے سب سے پہلے ایک رومی کی کھوپڑی پر چوب ماری وہ بے ہوش ہو کر گرا اور مر گیا۔ جب رومیوں نے خواتین عرب کو چوبیں لئے آتے دیکھا تو وہ انھیں اس ہیئت میں دیکھ کر ہنسنے لگے مگر جب خولہ نے ایک رومی کو مار ڈالا تو وہ حیران ہوئے بطرس نے چلا کر کہا۔ "سختی ہو تم پر اے عورتو! یہ تم نے کیا معاملہ اختیار کیا ہے۔"

عفیرہ بنت عفار نے کہا۔ ہم عرب کی بہادر عورتیں ہیں اسیری کے ننگ کو گوارا نہیں کر سکتیں اس سے ہماری قوم کی اہانت ہو گی ہم ان چوبوں سے تمہارے سروں کو توڑ کر بھیجے نکال دیں گے۔ تمہاری عمروں کے سلسلے توڑ ڈالیں گے۔ بطرس نے ہنس کر کہا۔ ان نازک ہاتھوں سے تم یہ کام انجام دو گی۔

عفیرہ۔ ان نازک ہاتھوں کی قوت کا امتحان کر دو۔ یہ کہتے ہی انھوں نے ایک رومی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ کھوپڑی ٹوٹ کر بھیجا بکھر گیا وہ مردہ ہو کر گرا بطرس نے چلا کر اپنی قوم سے کہا۔ "سختی ہو تم پر ان عورتوں کو متفرق کر دو۔"

لیکن تلواریں نہ مارو اور دیکھو اس عزالۃ العرب (خولہ) کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کرے۔

رومی گھوڑوں پہ سوار ہو کر عورتوں پہ جھپٹے۔ عورتیں چوبیں ہاتھوں میں تھام کے پرا باندھ کر کھڑی ہو گئیں جو رومی سوار ان کے قریب جاتا وہ اول گھوڑوں کے پیروں پر ضربیں مارتیں جب گھوڑا گرتا اور اس کا سوار جھکتا تو جلدی سے اس سوار کا بھیجا توڑ ڈالتیں۔ اس طرح عورتوں نے تیس سواروں کو مار ڈالا۔

یہ کیفیت دیکھ کر لیطرس کو غصہ آ گیا وہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں سے اتر پڑے اور انھوں نے تلواروں اور قنطاریات[1] سے عورتوں پر حملہ کیا ہر عورت ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کر رہی تھی۔ اور بڑی بہادری سے لڑ رہی تھی۔ خولہ بنت الازور شیر کی طرح حملہ کرتی تھیں وہ نہایت خوش الحانی سے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں

نحن بنات تبع وحمیر	وضربنا لکم لیس منکر
ہم تبع وحمیر کی بیٹیاں ہیں۔ اور	تمھارا مارنا دشوار نہیں ہے
وانـنا فی الحرب نار تسعر	الیوم تلقون العذاب الاکبر
اس لیے کہ ہم لڑائی میں روشن آگ کی مثل	ہیں۔ آج تم بڑے عذاب میں ڈالے جاؤ گے

خولہ کی ترنم ریز آواز فضا کو مترنم کر رہی تھی لیطرس نے ان کے پاس آ کر کہا۔

اے حور عرب! تم لڑائی سے باز رہو۔ میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ تمھاری محبت میرے دل میں سمائی ہے میں بادشاہ کے نزدیک بڑا معزز ہوں ــ میرے پاس جاگیر ہے۔ دولت ہے۔ کنیزیں ہیں۔ غلام ہیں غرض سب کچھ ہے نصرانی عورتیں مجھ سے شادی کی خواہش رکھتی ہیں مگر میں تمہیں چاہتا ہوں تم سے عقد کروں گا۔

حضرت خولہ نے کہا۔ اے کافر کے بیٹے۔ خدا کی قسم اگر میں تجھ پر غلبہ پاؤں گی تو تیرا سر اسی چوب سے توڑ ڈالوں گی میں اس بات کو گوارا نہ کروں گی کہ تجھے اپنی بکریوں اور اونٹوں کا چرواہا بناؤں اس لئے کہ ہماری قوم میں یہ بھی بڑا عیب

---

[1] قنطاریات ــ جمع قنطاریہ کی ہے۔ یہ ایک دوشاخہ ہتھیار ہوتا تھا ہندی میں اس کو کھوا کہتے ہیں۔ (صادق سردھنوی)

بے عزتی کی بات ہے۔ تو غیر لعنت ہے یہ خدمت بھی تیرے سپرد ہنیں کی جا سکتی۔

یہ سن کر بطرس کو بڑا غصہ آ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا۔ اے حاملان صلیب! لڑو لم ان درندہ صفت عورتوں سے اگر مسیح نہ کرے یہ تم پر غالب آ گئیں تو تمہارے لئے بڑے شرم کی بات ہے اور تمہاری اولاد کبھی سر اونچا نہ کر سکے گی ہرقل اعظم اور حضرت مسیح کے غضب سے ڈرو۔

رومیوں نے یہ سنتے ہی نہایت سختی سے حملہ کیا عورتوں نے ذی مرتبہ مردوں کی طرح لڑائی میں صبر کیا۔ وہ تلواریں چوبوں پر روکتی تھیں اور موقع پا کر خود بھی حملہ کرتی تھیں رومیوں کے چلنے پھرنے سے غبار اڑ رہا تھا اور غبار میں ان کی تلواریں چمک رہی تھیں یہی وہ غبار اور تلواریں تھیں جنہیں مسلمانوں نے دیکھا تھا۔

حضرت خالدؓ نے بھی غبار اور تلواریں چمکتے دیکھیں انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کون تم میں سے اس بات کی خبر لائے گا کہ یہ غبار کیا ہے اور اس میں تلواریں کیسی چمک رہی ہیں۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا میں خبر لاؤں گا چنانچہ انہوں نے غبار کی طرف دیکھا اور گھوڑے کی باگیں چھوڑ دیں گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا چلا غبار کے قریب پہنچ کر انہوں نے عورتوں کو کافروں سے لڑتے ہوئے دیکھا انہوں نے جلدی سے واپس آ کر حضرت خالدؓ کو اطلاع دی۔ حضرت خالدؓ نے کہا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ عورتیں اولاد عمالقہ اور تبابعہ سے ہیں ۔۔۔ بعض ان میں تبع بن الاقران تبع بن ابی کرب ۔۔۔ ذی عین اور .. عبد الکلال مخطم اور تبع بن حسان کی بیٹیاں ہیں ان تبع کی جنہوں نے قبل ظہور رسول اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا ذکر فرمایا تھا ان کی بنوت کی گواہی دی تھی اور تعلیقیہ اشعار تصنیف کئے تھے۔

شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم
یہ گواہی دیتا ہوں کہ احمد اس اللہ کے رسول ہیں جس نے لوگوں کو پیدا کیا
نسم امۃ سمیت فی الزبور بامۃ خیر الامم
اس کی امت ہوگی۔ زبور میں ذکر ہے احمدؐ کی امت بہترین امت ہوگی
فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ وابن عم

اگر میں ان کے زمانہ تک زندہ رہا تو ان کا وزیر اور ابن عسم ہوں گا۔

خالد بن الولید نے نعتیہ اشعار پڑھ کر کہا۔ یہ عورتیں جنگ جو ہیں ان کی دلیری مشہور ہے اگر انھوں نے رومیوں سے جنگ شروع کر دی ہے تو اپنے اور قبیلوں کے ناموں کو اور بلند کر دیا۔

مسلمانوں کو سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ خواتین عرب رومیوں سے لڑ رہی ہیں ضرار بن ازور نے اپنے کپڑے اتار ڈالے اور نیزہ ہاتھ میں لے کر گھوڑا بڑھایا حضرت خالد نے کہا۔ اے ابن ازور جلدی نہ کرو اس لئے کہ جلدی کرنے والے اکثر نقصان اٹھاتے ہیں اور ناکامیاب ہوتے ہیں دیر آید درست آید مشہور ہے۔

ضرار بن الازور نے کہا۔۔۔ "اب پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ہے کیونکہ ہماری عورتیں لڑ رہی ہیں۔

خالد۔ چند لمحے صبر کرو۔

اب خالد بن الولید نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: "مسلمانو۔ نیزے نکالو۔ جھپٹ کر حملہ کرو اور جب رومیوں کے پاس پہنچو تو متفرق ہو کر انھیں گھیر لو شدت سے حملہ ہو۔ شائد اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اور ہماری عورتوں کو رہائی مل جائے۔"

چنانچہ مسلمانوں نے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور دم کے دم میں میدان جنگ میں پہنچ گئے سب سے پہلے حضرت خولہ نے مسلمانوں کو دیکھا انھوں نے دسے اولاد تبابعہ خوشخبری ہو کہ مدد آ گئی تمہارے خوشنود کار دوالا دو کار پروردگار کی طرف سے عورتوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پطرس کی موت

پطرس اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ مسلمان گھوڑے دوڑائے چلے آ رہے ہیں ان کے ہاتھوں میں نیزے ہیں نیزوں کی انیاں چمک رہی تھیں ان کے دل دھڑکنے لگے سینے تنگ ہو گئے ان پر خوف کا غلبہ ہو گیا۔ پطرس نے کہا۔ اے دختران عرب میرے دل میں تمہاری عزت و محبت قائم ہو گئی ہے تم اپنے ناموس پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئیں شریف اور خود دار عورتوں کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ ہم لوگ بھی مائیں، بہنیں بیٹیاں اور پھوپھیاں وغیرہ رکھتے ہیں میں تمہیں صلیب کے صدقے میں

چھوڑے دیتا ہوں۔ جاؤ تمہارے مرد آ گئے ہیں ان کے پاس چلی جاؤ اور ان سے ہماری مہربانی کا ذکر کرو۔

یہ کہتے ہی اس نے بھاگنے کا قصد کیا اسی وقت مسلمانوں کے لشکر میں سے دو سواروں کو آگے نکل کر نہایت تیزی سے اپنی طرف دوڑ کر آتے دیکھا ایک ان میں سے زرہ بکتر پہنے تھا۔ اور دوسرا ننگے بدن اور گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھا ایک ان میں سے خالد تھے اور دوسرے ضرار جب دونوں عورتوں سے قریب پہنچے تو حضرت خالد نے کہا۔ یا اخی! اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری مدد سے بے نیاز کر دیا ہے

پطرس نے چلا کر خولہ سے کہا۔ اے حور عرب جاؤ تم اپنے بھائی کے پاس اگرچہ تمہاری جدائی مجھے شاق ہوگی۔

حضرت خولہ نے کہا۔ یہ امر خصائل عرب کے خلاف ہے کہ تو ہم سے تقرب چاہے شفقت کا اظہار کرے اور ہم تجھ سے دوری چاہیں اور اظہار جفا کریں۔

یہ کہہ کر وہ چوب لے کر اس کے قریب گئیں۔ اس نے کہا اوہ میں تمہیں نازنین سمجھتا تھا تمہاری صورت پہ فریفتہ تھا مگر تم تو خونخوار عورت ہو۔ اب مجھے تمہاری صورت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے تم اپنا چہرہ چھپا لو۔

خولہ نے کہا۔ یہ آئینہ وفاداری نہیں ہے ٹھہر کہ کچھ تو بدلہ تجھے مل جائے۔

اسی وقت ضرار پطرس کی طرف متوجہ ہوئے اس نے چلا کر کہا اے عرب لو تم اپنی بہن کو مجھ سے چھڑا کر لے گئے ہو وہ تمہارے لئے میری طرف سے ہدیہ ہیں۔

ضرار نے کہا۔ میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا میرے پاس بھی تیرے لئے ایک تحفہ ہے اور وہ نیزہ کی نوک ہے تو بھی میرا تحفہ قبول کر۔

یہ کہہ کر ضرار نے پطرس کے سینے پر نیزہ مارا وہ مضبوط زرہ پہنے ہوئے تھا نیزہ نے کچھ اثر نہ کیا حضرت خولہ نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کے نیزہ مارا گھوڑا جھکا پطرس گر گیا اسی وقت ضرار نے اپنے گھوڑے سے کود کر اس کے حلقوم میں نیزہ مارا جو دوسری طرف پار ہوگیا۔ حضرت خالد نے کہا۔ یہ وہ ضرب ہے جس کا مارنے والا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ پطرس اسی وقت ٹھنڈا ہوگیا۔

مسلمانوں نے شدت سے رومیوں پر حملہ کیا۔ ایک ہی حملہ میں تین ہزار رومی مارے

گئے ضرار بن الازور نے بتیس رومیوں کو قتل کیا خولہ نے بھی کئی رومیوں کو خیمہ کی چوب سے مار ڈالا - عفرہ بنت غفار اور دوسری عورتیں ... بھی نہایت دلیری سے لڑیں آخر رومی بھاگ نکلے مسلمانوں نے دمشق تک ان کا تعاقب کیا اور انھیں قتل کیا - جب رومی قلعہ میں گھس گئے تب مسلمان واپس لوٹے --- انھوں نے رومیوں کا مال و اسباب جمع کیا اور عورتوں کو ساتھ لیا وہ ابوعبیدہ کی طرف چلے۔

ابو عبیدہ مقام برج راسط میں جا کر ٹھہر گئے تھے جب حضرت خالد ان کے ساتھی اور ہم لوگ وہاں پہونچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے انھوں نے خوش ہو کر تکبیریں کہیں ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔

بولص کا قتل

حضرت خالد نے بولص کو اپنے روبرو طلب کر کے کہا۔ اگر تم اسلام قبول کرو تو تمھیں رہائی مل سکتی ہے۔

بولص نے دریافت کیا -- میرے بھائی بطرس کا کیا ہوا - ؟

خالد - وہ جنگ میں مارا گیا - اس کا سر موجود ہے - بولص نے رو کر کہا بھائی کے بعد زندگی کا لطف نہیں رہا مجھے اس کے پاس پہنچا دو۔

حضرت خالد کے حکم سے سیب بن بجتہ الفزاری نے اس کی گردن ماری اس کے بعد مسلمان اجنادین کی طرف روانہ ہوئے۔

اجنادین کی آمد

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے شرجیل بن حسنہ معاذ بن جبیل یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص کے پاس ان کی طلبی کے لیے خطوط بھیجے تھے یہ سب لوگ خط پڑھتے ہی اجنادین کی طرف چل پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ نے بیان کیا ہے کہ میں معاذ بن جبل کے ساتھ تھا ہم سب اجنادین کے مقام پر ایک ہی وقت میں پہنچے اور ہمارا پہنچنا ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲ھ میں ہوا۔

رومی اس مقام پہ پہلے ہی سے آکر جمع ہو گئے تھے ان کا ٹڈی دل لشکر دور تک پھیلا ہوا تھا مسلمانوں نے ایک روز تو آرام کیا دوسرے دن خالد بن الولید اور مسلمان سوار ہو کر میدان جنگ میں پہنچے اور صف بندی کرنے لگے۔

رومی بھی میدان جنگ میں نکل آئے وہ بھی صفیں مرتب کرنے لگے وردان نے رومیوں سے کہا - اے بنی اصفر - ہرقل اعظم کو تم پر ناز ہے بادشاہ نے تمہاری شجاعت پر بھروسہ کیا اس لڑائی میں ذمہ داری تمہارے سر رکھدی ہے مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے - تم بہت زیادہ ہو اگر تم صبر و استقلال سے متفق ہو کر لڑو گے تو فتح و شحیاب ہو گے -

صلیب سے مدد چاہو وہ ضرور تمہیں مدد دے گی اگر تم نے دوسری بھی کی اور شکست کھائی تو پھر عیسائیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو جائے گا اور کوئی عیسائی مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہ کرے گا مسلمان تمام ملک شام پر قابض ہو جائیں گے - تمہاری جاگیریں ضبط کرلیں گے تمہاری دولت پر قابض ہو جائیں گے - اس کی تقریر نے رومیوں کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا -

حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا - تم میں سے کون شخص رومیوں کی صحیح تعداد معلوم کر کے لائے گا -

حضرت ضرارؓ نے کہا - یہ کام میں کروں گا -

حضرت خالدؓ نے کہا - خدا کی قسم یہ کام تم ہی سے ہوگا - لیکن تم فریب نفس میں نہ آجانا اپنی شجاعت پر غرہ کر کے اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈال دینا - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ - یعنی اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو -

ضرارؓ نے کہا - میں احتیاط رکھوں گا - وہ گھوڑے پر سوار ہو کر رومی لشکر کے قریب پہنچے - انھوں نے سواروں - پیدلوں - جنگی ساز و سامان اور خیموں کو دیکھا - خیموں کا شہر بسا ہوا تھا - سپاہی لوہے میں غرق تھے - ہتھیار بکثرت تھے نوے جھنڈے لہرا رہے تھے ہر جھنڈے کے نیچے ایک ہزار سپاہی تھے اس طرح رومیوں کی تعداد نوے ہزار تھی -

ابھی ضرارؓ لشکر کو دیکھ ہی رہے تھے کہ وردان نے انھیں دیکھ لیا اس نے کہا - دیکھو یہ کوئی مسلمان جاسوس ہے ممکن ہے رئیس قوم بھی ہو اسے گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ -

بتیس رومی سوار ضرار کو گرفتار کرنے چلے جب وہ ضرار کے قریب پہنچے تو وہ اپنا گھوڑا دوڑا کر اس طرح بھاگے جیسے رومیوں سے ڈر گئے ہوں۔ رومی ان کے پیچھے دوڑے کچھ دور چل کر ضرار ایک دم رک کر رومیوں کے سامنے ہو گئے۔ دراصل اس تدبیر سے وہ رومیوں کو ان کے لشکر سے فاصلے پر لانا چاہتے تھے۔

ضرار کی بہادری ضرار نے نیزہ ہاتھ میں لے لیا اور ایک رومی سوار کے مارا۔ انی اس کے سینے میں گھس گئی وہ گرا پھر دوسرے پر حملہ کیا اسے بھی کٹے ہوئے درخت کی مانند گرا دیا پھر تیسرے کو مارا۔ غرض اسی طرح انھوں نے انیس سواروں کو مارا۔

رومی یہ کیفیت دیکھ کر ان کے سامنے سے بھاگ نکلے۔ ضرار نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا جب رومی لشکر قریب رہ گیا تو لوٹ آئے اور خالد بن الولید سے کہا۔ دشمنوں کی تعداد نوے ہزار معلوم ہوتی ہے لیکن قسم ہے خدا کی وہ بالکل بھیڑ یں ہیں ان کے بتیس سواروں نے مجھ پر حملہ کیا تھا میں نے ان میں سے انیس کو مار ڈالا مگر گیارہ کمبخت پھر بھی بچ کر چلے گئے۔

حضرت خالد نے کہا۔ کیا میں نے منع نہ کر دیا تھا کہ فریب نفس میں نہ آجانا لشکر پر حملہ نہ کر بیٹھنا۔

ضرار آپ کی ملامت کے خوف ہی سے تو میں نے لشکر پر حملہ نہیں کیا ورنہ خدا کی قسم جب تک حملہ کر کے سارے لشکر کو جنبش میں نہ لاتا واپس نہ آتا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سفینہ غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے کہ جب رومیوں نے صف بندی کی تو میں نے شمار کیا تھا نوے ہزار صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار آدمی تھے۔

اسلامی لشکر کی صف بندی حضرت خالد بن الولید نے لشکر کی صف بندی کی۔ میمنہ، میسرہ اور قلب قائم کئے۔ قلب کے دونوں سمت دو بازو مقرر کے میمنہ میں معاذ بن جبل کو میسرہ میں سعید بن عامر کو داہنے بازو پر نعمان بن مقرن کو بائیں بازو پر شرجیل بن حسنہ کو مقرر کیا اور ساقہ میں یزید بن ابی سفیان

کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تعینات کر کے ہدایت کی کہ عورتوں اور بچوں کی نگرانی کرتے رہیں۔

لشکر کی ترتیب کے بعد حضرت خالد عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کا کلام سننے کے لئے عورتیں ان کے قریب آگئیں۔ ان عورتوں میں زیادہ مشہور یہ تھیں۔ خولہ بنت الازور۔ عفیرہ بنت غفار حمیرہ ام ہان بنت عتبہ بن ربیعہ ان کی شادی اُنھیں دنوں ہوئی تھی ان کے ہاتھوں میں مہندی کا رنگ تھا اور عطر کی خوشبو ان کے کپڑوں میں بسی ہوئی تھی۔ مزورعہ بنت عملوق۔ سلمیٰ بنت زارع بن عروہ لبنیٰ بنت سواد اور سلمیٰ بنت نعمان اور کئی دوسری عورتیں تھیں ان کی بہادری و جرأت اور ہمت مشہور تھی۔ حضرت خالد نے سب عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے اولاد تبابعہ عمالقہ حمیریہ اور سرداران اکاسرہ تمہاری شجاعت و دلیری کی شہرت ہے آج تم نے اپنے کارناموں سے خدا اور رسول کو راضی کیا ہے آج تمھارے لئے بہشت آراستہ کر دی گئی ہے۔ اگر رومی تم پر حملہ کریں تو تم ان سے لڑنا اور اگر مسلمانوں کو بھاگتے دیکھو تو انھیں روکو۔ ان کی اولاد کو انھیں دکھاؤ اور کہو کہ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو۔

عفیرہ بنت عفار نے کہا۔ یا امیر خدا کی قسم ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہم لشکر سے آگے ہو کر رومیوں سے لڑیں یہاں تک کہ یا تو ہم سب شہید ہو جائیں یا رومیوں کو مار ڈالیں۔

حضرت خولہ نے کہا۔ ہمیں جہاد کی بڑی تمنا ہے۔ ہم کسی سختی کی پرواہ نہیں کر سکتے ہیں۔

حضرت خالد نے انھیں دعائے خیر دی اب خالد بن الولید مسلمانوں کی صفوں میں آئے وہ مسلمانوں کو لڑائی کی ترغیب دیتے تھے انھوں نے کہا۔ اے حاملان قرآن وہ ساعت آگئی جس کی تم خواہش کرتے ہو۔ کفار تمہارے سامنے ہیں جنگ کی آگ روشن ہونے والی ہے دل کھول کر جہاد کرو۔ تمہارے لئے بہشت آراستہ کر دی گئی ہے۔ خدا تمہاری طرف دیکھ رہا ہے تم دین اسلام کے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے اپنی ناموری کے لئے لڑو۔ اگر تم نے پست ہمتی کی ہزیمت اٹھائی تو تمھارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ نہ چھپ رہنے کی جگہ ہے اور اگر تم نے دشمنوں کو شکست دی تو ساری دنیا پر تمہاری

دھاک بیٹھ جائے گی۔ تم خدا سے اعانت طلب کرو۔ وہ ضرور تمھاری مدد کرے گا اہل صلیب جس شان اور ساز و سامان سے تمھارے پاس آئے ہے۔ شاید آئندہ نہ آ سکیں۔

وَاصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ یعنی مقابلے میں ثابت رہو اور مضبوطی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید رستگاری پاؤ جب تک میں حملہ کا حکم نہ دوں۔ حملہ نہ کرو اور جب حملہ کرو تو اپنے شانوں کو ملا کر تلواروں کو بلند کرو۔ اور تیروں کو ایک ساتھ اس طرح چلاؤ گویا وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہیں۔"

مسلمان ان کی تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔ وہ جہاد کے لیے مستعد ہو گئے۔ حضرت خالد قلب لشکر میں ٹھہرے ان کے ساتھ۔ عمرو بن العاص۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق قیس بن ہبیرہ المرادی، رافع المرادی، رافع بن عمیرۃ الطائی، مسیب بن نجبۃ الفزاری ذوالکلاع۔ ربیعہ بن عامر اور الحنیس کی مثل چند اور لوگ اور لشکر زحف تھا۔

دردان کا سفیر دردان صف بندی کرنے کے بعد اپنے لشکر کو لے کر مسلمانوں کی طرف چلا اس کے لشکر کی کثرت نے میدان کو طول و عرض میں بھر دیا تھا۔ صلیبیں اور جھنڈے دھوپ میں چمک رہے تھے۔ رومی کلمۂ کفر بلند کرتے چلے آ رہے تھے اسلامی لشکر کے قریب آ کر، یہ ٹڈی دل لشکر رک گیا مسلمانوں نے خیال کیا کہ کوئی جنگجو رومی میدان جنگ میں نکلے گا لیکن رومی صفوں میں سے ایک بوڑھا شخص نمودار ہوا۔ وہ سیاہ لباس پہنے تھا۔ اس کے ساتھ چند گبر اور تھے وہ مسلمانوں کے قریب آ کر ٹھہرا اور اس نے عربی زبان میں پکار کر کہا۔ میں تمہارے سردار سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت خالد گھوڑا اڑھا کر اس کے سامنے گئے۔ اس نے ان سے دریافت کیا "کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو۔

حضرت خالد نے جواب دیا۔ ہاں مسلمان ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر میں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم رہوں۔ اگر میں راہ راست سے ہٹ جاؤں تو میری سرداری ان پر باقی نہ رہے گی۔

یہ بوڑھا رومی ایک راہب تھا۔ نہایت دانشمند تھا۔ وردان نے اسے سفیر کی حیثیت سے بھیجا تھا۔ اس نے کہا حضرت مسیح کی قسم تم اسی وجہ سے ہم پر غالب ہوئے اگر تم اپنے مذہب اور مذہبی طریقے میں ذرا بھی تغیر و تبدل کر لیتے تو ہم پر غالب نہ آتے تم ہمارے ان شہروں میں آ گئے ہو جن میں آنے کی کبھی کسی نے جرأت نہیں کی اہل فارس نے ان شہروں پر حملے کئے مگر نقصان اٹھا کر اور پشیمان ہو کر واپس چلے گئے۔ اپنی مراد کو نہ پہنچے لیکن تم غالب ہو گئے ہو لیکن اس بات کو یاد رکھو کہ غلبہ ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔ ہمارا سردار وردان رحمدل آدمی ہے وہ تم پر مہربانی کرنا چاہتا ہے اس نے تمہارے پاس پیام بھیجا ہے کہ اگر تم سب اپنے لشکر کے اپنے ملک کو واپس لوٹ جاؤ تو وہ تمہیں اس طرح انعام دیں گے کہ تمہارے ہر سپاہی کو ایک ایک تھان کپڑے کا۔ ایک ایک عمامہ اور ایک ایک دینار اور تمہیں دس تھان۔ دس عمامے اور سو دینار اور تمہارے بادشاہ (خلیفہ) کو سو تھان۔ سو عمامے اور ایک ہزار دینار۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ اس ملک میں ہماری تعداد چیونٹیوں کی طرح ہے۔ یہ لشکر جو تمہارے سامنے آیا ہے مثل ان لشکروں کے نہیں ہے جنھیں تم نے شکست دے کر بھگا دیا۔ اس لشکر میں نہایت جنگ آزمودہ لوگ ہیں۔ تم اس لشکر کو ہزیمت نہیں دے سکتے ہو۔

حضرت خالد نے کہا۔ ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک تم تین باتوں میں سے ایک قبول نہ کرو۔ یا تو مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو۔ یا لڑو۔ تمہاری تعداد اگر چیونٹیوں سے بھی زیادہ ہو تو ہمیں اس لئے پرواہ نہیں ہے کہ ہم سے خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس ملک کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا انشاء اللہ ہم اس ملک کو ضرور فتح کر لیں گے اور جن کپڑوں اور دیناروں کے دینے کا تمہارا سردار وعدہ کرتا ہے وہ خود ہی ہمارے قبضے میں آ جائیں گے

راہب۔ اتنا توقف کرو کہ میں اپنے سردار سے تمہاری باتیں بیان کر دوں۔

راہب نے واپس لوٹ کر وردان سے حضرت خالد کی گفتگو بیان کی۔ اس نے کہا۔ وہ ہمیں بھی ان لوگوں کی مانند سمجھتے ہیں جنھیں وہ شکست دے چکے ہیں انھیں یہ معلوم نہیں کہ عظیم روم نے اس لشکر میں دیران آراجیہ، دوھانیہ، ہرقلیہ اور بطارقہ کو بھیجا ہے ـــــ ہم ایک ہی گر دادہ میں انھیں بے ہوش کر کے زمین پر ڈال

دیں گے۔
اس نے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا پیدلوں کو آگے کیا تمام سپاہیوں نے کمانیں اور چھوٹے نیزے ہاتھوں میں لیے۔

معرکہ اجنادین

جب رومی اس شان سے بڑھے تو معاذ بن جبل نے بلند آواز سے کہا۔ مسلمانوں بشارت ہو کہ بہشت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ملائکہ قریب ہوئے ہیں۔ حوریں زینت کر کے عروس نو بن گئی ہیں جہاد کر کے شہادت حاصل کر لو دائمی زندگی مل جائے گی۔
حضرت خالد نے کہا۔ مسلمانو اپنے کندھے اور گھوڑوں کی باگیں ملاؤ اس کی پروانہ کرو کہ دشمن کی تعداد تم سے بہت زیادہ ہے وہ صلیب پرست ہیں۔ صلیب انھیں مدد نہ دے گی۔
تم خدا پرست ہو۔ خدا تمہاری مدد ضرور کرے گا۔ تم لڑائی کو عصر کے وقت تک طول دو۔ اس لئے کہ وہ ایسی مبارک ساعت ہے کہ ہمارے۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت اکثر فتح حاصل ہوئی ہے۔ دشمن کو پشت نہ دو کیونکہ یہ خدا کی نافرمانی ہے۔ خدا کا نام لے کر جہاد کرو۔
رومیوں نے تیروں کی باڑھ ماری ان سے کئی مسلمان زخمی ہو گئے۔ کئی شہید ہو گئے حضرت خالد نے لوگوں کو حملہ کرنے سے روکا۔ حضرت ضرار نے کہا۔ یا امیر کس چیز نے باز رکھا ہے آپ کو حملہ کرنے سے اگر ہم نے حملہ نہ کیا تو سمجھیں گے کہ ہم ڈر گئے اگر لڑائی کو طول دینے کا قصد ہے تو ہم میں سے بھیجو جس کو مناسب سمجھو تاکہ وہ لڑیں یا حملہ کریں تاکہ ہم بھی حملہ کریں۔
حضرت خالد نے کہا۔ اس کام کے لئے تم ہی مناسب ہو پہلے تم ہی حملہ کرو۔
ضرار۔ خدا کی قسم اس سے زیادہ مرغوب مجھے کوئی چیز نہیں ہے:

ضرار کی جنگ

حضرت ضرار نے پطرس کی زرہ پہنی اور زنجیریں اپنے چہرے پر ڈالیں۔ گھوڑے پر عرق گیر ہاتھی کے چمڑے کا ڈالا۔ یہ عرق گیر بھی پطرس ہی کا تھا۔ انھوں نے گھوڑے کو رومیوں کی طرف ڈال دیا اس کی باگ ڈھیلی کر دی۔ نیزہ ہاتھ میں لے لیا اور رومیوں کی بیچ صف پہ حملہ

کیا۔ رومیوں نے ان پر تیر اور پتھر برسائے ـــــ مگر انہیں کسی قسم کی ایذا نہیں پہنچی ـــ وہ رومیوں پر حملے کرتے تھے اور ہر حملے میں کم سے کم ایک رومی کو مار ڈالتے تھے۔

حسان بن عوف نے بیان کیا ہے کہ جب ضرار کسی رومی کو مار ڈالتے تھے تو میں شمار کر لیتا تھا انھوں نے تیس رومیوں کو مار ڈالا۔ رومی ان کی معرکہ آرائی سے سخت حیرتناک تھے۔ ضرار نے خود سر سے اتار ڈالا۔ چہرے سے زرہ کو علحدہ کر دیا اور رومیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے بنی الاصفر۔ میں ضرار بن الازور ہوں ـــ میں تمہارا دشمن ہوں تمہارے سردار وردان کے بیٹے حمران کا قاتل ہوں۔ میں تمہارے لئے بلا ہوں۔ خدا کی طرف سے تمہیں مٹانے پر مقرر ہوا ہوں۔

رومی ضرار کو پہچان گئے۔ وہ دوڑ کر پیچھے ہٹے۔ ضرار نے بڑھ کر ان پر حملہ کیا۔ وہ ان کے سامنے سے چڑیوں کی طرح اڑ گئے۔ وردان دیکھ رہا تھا۔ اس نے دریافت کیا یہ بدوی کون شخص ہے۔

اس کے عمائدین میں سے بعض نے کہا۔ یہ وہی شخص ہے جو کبھی ننگے بدن لڑتا ہے نیزے سے کبھی زرہ پہن کر تلوار سے لڑتا ہے۔

وردان نے اسے پہچان لیا اس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا یہی میرے بیٹے کا قاتل ہے۔ میری اولاد کا کم کرنے والا ہے۔ کوئی ہے جو اس سے میرا بدلہ لے جو کچھ وہ مانگے گا میں دوں گا۔

ایک بطریق نے اس کے پاس آ کر کہا۔ میں تمہارا بدلہ لوں گا۔

وہ گھوڑا دوڑا کر ضرار کے مقابلے پر آیا ایک نے دوسرے پر حملہ کیا ضرار نے موقع پا کر ـــــ نیزہ مارا۔ نیزہ اس رومی کی زرہ کو پھاڑتا ہوا اس کے سینے میں گھس گیا وہ مردہ ہو کر گرا۔

وردان نے افسوس کے لہجے میں کہا۔ وہ نہ ضرار کو گرفتار کر کے لایا نہ اس کا سر لایا اگر وہ ضرار کو بھی گرفتار کر لاتا۔ مجھے تب بھی یقین نہ آتا۔ کیونکہ ضرار ایسا آدمی ہی نہیں جو مارا جائے یا گرفتار کر لیا جائے میرے لشکر میں کوئی بھی ایسا بہادر نہیں ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں خود اس کا مقابلہ کروں گا اس نے اول لوہے

کی زرہ پہنی اس پر موتیوں کی زرہ ڈالی - تاج سر پہ ڈالا - عربی گھوڑے پر سوار ہوا جب اس نے ضرار کے مقابلے میں نکلنے کا ارادہ کیا اسی وقت بطریق جو قوم درعابنہ کا تھا اور جس کا نام اصطفان تھا جو عمان کا حاکم تھا اس کے سامنے آیا اس نے اس کی رکاب کو بوسہ دے کر کہا - اے سردار میں تمہارا بدلہ لوں گا یا تو میں اس شریر کو مار ڈالوں گا یا گرفتار کر کے تمہارے پاس لاؤں گا -

دردان نے کہا - میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا -

اصطفان - میری یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی بیٹی سے میرا نکاح کر دیں - دردان کی بیٹی نہایت خوبصورت تھی — اصطفان نے اسے دیکھا تھا وہ اس پر فریفتہ ہو گیا تھا - دردان نے کہا مجھے منظور ہے جب تو اپنا وعدہ پورا کرے گا میں اپنا وعدہ پورا کر دوں گا میں اپنے اس وعدے پر ملکہ شام اور خاصان بادشاہ کو گواہ کرتا ہوں - اصطفان دردان سے قول و قرار کر کے روانہ ہوا اور شعلہ آگ کی طرح لپکا ہوا ضرار کے سامنے پہنچا وہ عربی زبان نہیں جانتا تھا اس نے رومی زبان میں کہا - بختی ہو تم پر وہ بلا آگئی جس کے دفعیہ کی تم میں طاقت نہیں ہے -

ضرار اس کی بات نہیں سمجھے - لیکن یہ سمجھ گئے کہ وہ جنگجو اور دلیر ہے وہ ہوشیار ہو گئے - اصطفان نے سونے کی صلیب نکالی جس میں چاندی کی زنجیر تھی - اس نے اسے گلے میں ڈال لیا اور بڑے احترام سے اسے چوما حضرت ضرار نے اس سے کہا - تو صلیب کو چومتا ہے اور اس سے مدد چاہتا ہے میں اپنے پیدا کرنے والے سے اعانت چاہتا ہوں وہی سب کی سنتا ہے اور مدد کرتا ہے -

اصطفان نے ضرار پر حملہ کیا ضرار نے اس کا وار روک کر خود بھی اس پر حملہ کیا دونوں جنگ کے ہنر اور لڑائی کی گھاتیں دکھانے لگے جب دونوں کو لڑتے ہوئے دیر ہوئی تو حضرت خالد نے پکار کر کہا — اے ابن ازور یہ کیا سستی ہے اور غفلت ہے لڑائی کو کیوں طول دے رہے ہو تمہارے دشمن کے لئے آگ روشن کی گئی ہے تم خدا کے سامنے ہو اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے -

ضرار نے جوش میں آکر اصطفان پر حملہ کیا - رومیوں نے شور کر کے اصطفان کو ہمت دلائی - دونوں سخت لڑائی لڑے یہاں تک کہ آفتاب گم ہو گیا - وہ دونوں اور ان

کے گھوڑے پسینے میں تر ہو گئے۔ اصطفان کے اشارہ سے ضرار نے اترنے کا قصد ہی کیا تھا کہ صفوف روم سے ایک سوار کوتل گھوڑا لے کر نکلا وہ اصطفان کا غلام تھا اپنے آقا کے لئے گھوڑا لا رہا تھا۔ حضرت ضرار نے دیکھ لیا انھوں نے بلند آواز سے اپنے گھوڑے کو مخاطب کر کے کہا۔ اے مادہ اسپ! تو ایک گھڑی اور مضبوطی اور چالاکی کر نہیں تو میں تیری شکایت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کروں گا۔

ان کی اس بات کو اکثر مسلمانوں نے سنا گھوڑا ہنہنایا۔ گویا اس نے حضرت ضرار کا کہنا منظور کر لیا اور بازو کھول کر چلا ضرار غلام کی طرف جھپٹے اور قبل اس کے کہ اصطفان سمجھے انھوں نے غلام کے پاس پہنچ کر اس کے نیزہ مارا وہ اوندھے منھ گرا اور مر گیا۔ حضرت ضرار نے کوتل گھوڑا لیا اس پر سوار ہوئے اور اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف ہانک دیا۔ وہ مسلمانوں میں آ ملا۔

اب حضرت ضرار نے اصطفان کی طرف توجہ کی اصطفان دیکھ چکا تھا کہ کس پھرتی سے انھوں نے اس کے غلام کو مار ڈالا تھا۔ اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا

وردان کی مع دس آدمیوں کے آمد

وردان بھی یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا۔ تم نے اس شیطان کو دیکھا اس نے کیا کیا میرے جگر پارہ کو کھا لیا ہے شام کے بہادروں کو مار ڈالا اگر میں اس کے مقابلے میں نہ نکلا تو اہل شام مجھ پر بزدلی کی طعنہ زنی کریں گے۔ میں آج یا تو اسے ضرور مار ڈالوں گا یا وہ مجھے مار ڈالے گا۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا۔

دس بطارقہ نے اس کے ساتھ نکلنے کی رضامندی ظاہر کی اس نے ان سے عہد لیا کہ وہ شکست کھا کر نہ بھاگیں گے اور ان کے ساتھ اصطفان کی مدد کو اس شان سے نکلا کہ اس کے گرد دس بطارقہ تھے جن کی بہادری کی دھاک شام میں شہرت رکھتی وہ سب زرہیں پہنے تھے پاؤں میں لوہے کے موزے تھے جوشن بھی لوہے کے تھے اور لوہے کے عمود ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔

اصطفان اپنی زندگی سے ناامید ہو گیا تھا وہ بہ مجبوری محض اپنی جان بچانے

کے لئے مقابلہ کر رہا تھا۔ لیکن جب اس نے دردان اور اس کے ساتھیوں کو اپنی مدد کے لئے آتے دیکھا تو شیر ہو گیا اس نے حضرت ضرار سے چلا کر کہا۔ اب جنگ پر آمادہ ہو۔ انھوں نے بھی دردان اور اس کے ساتھیوں کو آتے دیکھا مگر انھیں ہراس نہیں ہوا۔

حضرت خالد کی مع دس مسلمانوں کے آمد

حضرت خالد نے جب دردان اور اس کے ساتھیوں کو آتے دیکھا تو انھوں نے کہا۔

مسلمانو یہ کوئی رومی سردار ہے جس کے سر پر تاج ہے ممکن ہے یہیں کا حکمراں بھی ہو اس نے ضرار پر خروج کیا ہے تم بھی دس آدمی میرے ساتھ چلو۔

چنانچہ دس مسلمان حضرت خالد کے ساتھ ہوئے انھوں نے دشمنوں کی طرف گھوڑے چھوڑ دیے بہت جلد میدان جنگ میں جا پہنچے۔ حضرت خالد نے پکار کر کہا اے ضرار خوش ہو تمھارے لئے مدد آ گئی ہے۔

حضرت ضرار نے کہا۔ مجھے خدا کی ذات سے یہی امید تھی وہ حضرت خالد اور ان سے لڑنے لگا باقی دس مسلمانوں نے دسوں رومیوں میں سے ایک ایک رومی پر حملہ کر دیا ہر شخص اپنے مقابل سے لڑنے لگا۔ اصطفان کے بازو شل ہو گئے تھے اور اس کا گھوڑا تھک کر چور ہو گیا تھا وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا تھا انھوں نے نیزے سے اصطفان پر وار کیا اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا وہ گھوڑے سے گر پڑا اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا ضرار بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑے اور اس کے پیچھے بھاگے۔ انھوں نے اس کو پکڑا ـــــ چونکہ اصطفان موٹا تازہ اور تنومند آدمی تھا اور ضرار دبلے پتلے نحیف البجثہ تھے اس لئے اصطفان کو یہ امید ہوئی کہ وہ انھیں کشتی میں زیر کر دے گا چنانچہ اس نے کشتی شروع کر دی دونوں نے ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے۔ ضرار نے سینے کے برابر اونچا اٹھایا اور زمین پر دے پٹکا۔

اب اصطفان کو اپنی موت کا یقین ہو گیا اس نے چلا کر دردان سے فریاد کی اور کہا۔ اے سردار مسیح کے لئے مجھے بچاؤ۔

وردان حضرت خالد سے لڑائی میں مشغول تھا خود اسے اپنی جان کے لالے پڑے تھے اس نے کہا شخص جو مجھ پر کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ میں کس بلا میں گرفتار ہوں۔ ایک جن مجھے چمٹا ہوا ہے۔ یہ انسان نہیں دیو زادہ ہے۔

اس عرصے میں ضرار اصطفان کے سینے پر چڑھ گئے وہ خوف و دہشت سے کانپنے لگا ضرار نے تلوار کھینچی اصطفان اونٹ کی طرح چلانے لگا ضرار نے جلدی سے تلوار اس کے حلق پر ماری وہ اس شور سے چیخا کہ دونوں لشکر والوں نے اس کی آواز سنی۔ رومی ان کی مدد کو دوڑے ان کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے چلے آرہے تھے۔ ضرار نے دیکھا انھوں نے کہا۔ اب اتنا توقف نہیں کر سکتا کہ مجھے دشمنوں کے گھوڑے روند ڈالیں۔ انھوں نے اصطفان کا سر کاٹ لیا اور اس کے سینے سے اترے وہ خون میں بھر گئے تھے ــــ انھوں نے تکبیر کہی ــــ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی۔

اس وقت رومی وہاں آگئے جہاں حضرت خالد اور وردان لڑ رہے تھے حضرت خالد نے بڑی جوانمردی سے ان کے حملوں کو روکا۔

خون آشام جنگ

رومیوں کو حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر مسلمان بھی جھپٹ پڑے تھے دونوں لشکر ٹکرا گئے ارمنی عیسائیوں نے اس کثرت سے تیر برسائے کہ آفتاب ان کے پیچھے چھپ گیا۔ سعید بن عامر بن نفیل نے کہا ہے۔ مجاہدین اسلام سر فروشی کا وقت آگیا ہے خدا تمھیں دیکھ رہا ہے اس کے فرشتے تمھاری مدد کو آمادہ ہیں دین اسلام کی حمایت میں کٹ مرو۔ شہید ہوگے تو دائمی زندگی پاؤ گے جنت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ زندہ رہے تو غازی کہلاؤ گے۔

مسلمانوں کو جوش آگیا۔ انھوں نے بڑے استقلال اور بڑی دلیری سے دشمنوں کے سیلاب کو روکا۔ نہایت خوں ریز جنگ ہوئی عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی اس وقت دونوں فریق جدا ہوئے اور اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچے اس معرکے میں بتیس مسلمان شہید ہوئے ان میں بارہ آدمی اکابر قوم تھے ان کے نام یہ ہیں۔

سلمہ بن ہشام المخزومی، نعمان العدوی، ہشام بن العاص، سہمی رہبان بن سفیان عبد اللہ بن عمر الدوسی، زربن عوف الجبیری، راشب بن رہین الحراجی قادم بن مقدم الزہری بن حزام بن سالم الغنوی، سعید بن عاص بن ابی لیلیٰ الکلابی جازم بن بشیر جیب بن یسار اجنامی عبد اللہ بن عبد الدار۔ مرہف بن واثق البرانوی، محلہ بن حنظلۃ الثقفی، عدی بن یسار الاسدی، ملک بن نعمان الطائی، سالم بن طلیحہ الغفاری

رومیوں کے تین ہزار آدمی مارے گئے ان میں دس بادشاہ تھے ان کے نام یہ ہیں مارس بن مناف، حاکم عمان مرقش بن لبنا، حاکم دیر رلوب مدبن تالا، حاکم جولان لدون بن جنہ، حاکم جبل السواد مزدعون بن ردبیں حاکم عزہ وعسقلان بخابن عبد المليح حاکم طلجون جرقیاس بن جبر، حاکم یافہ داملہ۔ حرپولس حاکم اردمن بلقا کورک حاکم نابلس ایک بادشاہ عواصم کا حاکم تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔

رومیوں کا تاسف رات کو اس نے اپنے تمام افسروں مصاحبوں اور اہل الرائے کو بلا کر جمع کیا اور ان سے کہا کس قدر افسوس ہے کہ ہماری تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے لیکن پھر ہم مسلمانوں کا کچھ نہیں کر سکتے بلکہ وہ غالب اور ہم مغلوب ان کی تلواریں کاٹ کرنے والی ہیں اور تمھاری تلواریں کند ہیں ان کے گھوڑے ہانپنے والے ہیں ان کے بازو سخت ہیں اور تمہارے بازو سست ہیں اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ اپنے پروردگار کو دل سے یاد کرتے ہیں اور اسکی عبادت کرتے ہیں۔ گناہوں سے دور بھاگتے ہیں۔ تم اپنے خدا کو یاد نہیں کرتے، عبادت نہیں کرتے بلکہ گناہوں میں پھنسے رہتے ہو اسی لئے خدا ان پر مہربان ہے اور تم سے ناخوش ہے اس نے تمھیں جو نعمتیں دی تھیں اب تم سے چھین کر انھیں دے رہا ہے وہ تمھارے شہروں پر، تمھاری دولت پر تمھارے ملک پر قبضہ کرتے چلے جاتے ہیں تمھاری خوبصورت عورتوں کو انھوں نے کنیزیں بنا لیا ہے تمھارے ننگ وناموس کی دھجیاں اڑادی ہیں۔

مجھے تعجب ہے کہ تم نے اس بے غیرتی کو گوارا کیسے کیا۔۔۔ یہ عرب وہ لوگ ہیں جو ننگے بھوکے رہتے تھے۔ آپس میں لڑتے تھے۔ ہم نے کسی وقت بھی انھیں درخور اعتنا نہ سمجھا لیکن آج وہی بھوکے اور کمزور عرب ہمارے ملک پر مسلط ہوتے جاتے ہیں۔ کیا

ہمارے لئے یہ شرم و افسوس کی بات نہیں ہے۔

اس تقریر کو سن کر لوگ رونے لگے انھوں نے کف افسوس ملا اور جوش و غصہ میں بھر کر کہا۔ انھیں مٹا دیں گے تلواروں سے ان کے خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ جو ہوا سو ہوا اب ہم ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے ہم عہد کرتے ہیں کہ مر جائیں گے لیکن فرار کی ذلت کو گوارا نہ کریں گے۔

دردان ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اس نے اپنے مشیروں اور مصاحبوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ بادشاہ کے لشکر نے جو کہا تم نے سنا۔

اس کے ایک مصاحب نے کہا۔ سنا۔ لیکن اے سردار ان کی باتوں پر اعتماد نہ کر حقیقت یہ ہے کہ تو اس جنگ میں شریک ہو کر بلا میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ایسی بلا میں جس کے دفع کرنے کی کچھ بھی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے کہ تو ایسی قوم سے جنگ آزما ہوا ہے جس میں کا ایک شخص ہمارے سارے لشکر کے لئے کافی ہے اور اس وقت تک نہیں پھرتا جب تک ہمارے لشکر کے کئی آدمیوں کو نہیں مار ڈالتا۔ بات یہ ہے ان لوگوں نے اپنے نبی کے اس قول کا دل سے یقین کر لیا ہے کہ جب مسلمان مارا جائے گا وہ شہید ہوگا اور جنت الفردوس میں جائے گا اور جو غیر مسلم مارا جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور ان کے اس عقیدے نے انھیں موت سے بے نیاز کر دیا ہے وہ زندگی کو برا اور موت کو اچھا سمجھتے ہیں۔ آج تو نے دیکھا کہ ہمارے ہزاروں آدمی مارے گئے اور ان کے چند آدمی کام آئے۔

دردان۔ یہ درست ہے لیکن پھر آخر کیا تدبیر کی جائے۔ صلح پر تو وہ آمادہ نہیں ہوتے ہیں۔

مصاحب۔ اس کی صرف ایک تدبیر ہے۔ اگر تم کسی طرح ان کے سردار کو مار ڈالو تو وہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔"

دردان۔ لیکن ان کے سردار کو مار ڈالنا کیسے ممکن ہے۔

مصاحب۔ دغا اور فریب سے ممکن ہے۔

دردان۔ تم شاید جانتے نہیں کہ وہ حیلے اور فریب کی تہ تک فوراً پہنچ جاتے ہیں مگر جو حیلہ میں بتاتا ہوں اس میں تو یقیناً کامیاب ہوگا۔

دردان - اگر کوئی فریب ایسا ہو جس میں خدشہ کم اور کامیابی کی پوری امید ہو میں اسے کرنے کو تیار ہوں۔

مصاحب۔ میں ایسا حیلہ بتاتا ہوں جس میں خدشہ کی گنجائش ہی نہیں اور کامیابی یقینی ہے"

دردان - بتاؤ۔"

مصاحب ۔ تم مسلمانوں کے سردار کے پاس پیغام بھیجو کہ فلاں مقام پر جو مقام کبھی تم پسند کرو آجاؤ۔ ہم اور تم تنہا مل کر مصالحت کی گفتگو کریں گے جب وہ منظور کرے گا تو رات کو اس مقام کے قریب اپنے دس آدمی چھپا دو اور صبح کو تنہا جاکر مصروف گفتگو ہو اثنائے گفتگو موقع پاکر مسلمانوں کے سردار کی گردن پکڑ لو اور اپنے آدمیوں کو آواز دو وہ دوڑ کر تیری مدد کو پہنچ جائیں گے تو اپنے ان آدمیوں کی مدد سے مسلمان سردار کو مار ڈال۔

دردان اس بات کو سن کر بہت خوش ہوا اس نے کہا۔ بیشک یہ حیلہ ایسا ہے جو خطرے سے خالی ہے اور اس میں کامیابی کی پوری امید ہے۔

اس نے اس وقت لوگوں کو رخصت کر دیا اور اگلے روز ایک عیسائی کو طلب کیا جو حمص کا رہنے والا تھا اور اس کا بڑا معتمد تھا اس کا نام داؤد تھا۔ داؤد عربی زبان خوب جانتا تھا بڑا فصیح البیان اور ہوشیار تھا۔ دردان نے اس سے کہا تو مسلمانوں کے سردار کے پاس جا اور ان سے درخواست کر کہ آج لڑائی ملتوی رکھیں اور کل صبح وہ یعنی مسلمانوں کا سردار تنہا اس کے سامنے والے ٹیلے پر آجائے۔ میں بھی تنہا وہاں جاؤں گا اور اوا سے جزیہ پر صلح کی گفتگو کروں گا۔

داؤد نے کہا۔ کیا تم شہنشاہ کی خلاف مرضی کرنا چاہتے ہو تو کیا تم عربوں سے ڈر گئے ہو تمہارے لئے صلح کرنا مناسب نہیں ہے بادشاہ نے تمہیں لڑنے کو بھیجا ہے لڑو۔ اور اگر تم صلح ہی کرنا چاہتے ہو تو کسی اور کو قاصد بنا کر بھیجو اس لئے کہ اگر میں صلح کا پیغام لے کر گیا اور بادشاہ کو معلوم ہو گیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا میرے اہل وعیال کو قید کر دے گا اور میری دولت لوٹ لے گا

دردان۔ مسلمانوں سے صلح میں بھی ہرگز نہیں کرنا چاہتا ہوں بلکہ انھیں

فریب دینے کا قصد ہے مطلب یہ ہے کہ جب رات کو اس ٹیلے کے نیچے دس بہادروں کو چھپا دوں گا۔ صبح کو تنہا مسلمانوں کے سردار سے ملنے جاؤں گا۔ موقع پاکر اسے اپنے ساتھیوں کی مدد سے قتل کر ڈالوں گا پھر تمام مسلمانوں پر اچانک حملہ کرکے انھیں منتشر کر دوں گا۔

داؤد۔ اے سردار فریبی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ یہ میرا تجربہ ہے کہ فریب دینے والا ہی نقصان اٹھاتا ہے۔ تمہارے پاس مسلمانوں سے بہت زیادہ لشکر ہے ان سے بہادری کے ساتھ لڑ کر انھیں شکست دو فریب دینے کا خیال چھوڑ دو۔

دردان کو غصہ آگیا اس نے جھنجھلا کر کہا۔ "میں نے تجھے مشورہ کرنے کے لئے نہیں بلایا ہے بلکہ میرا حکم یہ ہے کہ تو میرا پیغام لے کر مسلمانوں کے پاس جا اور جس طرح بھی ہو ان کے سردار کو ٹیلہ پر تنہا آنے کے لئے کہہ اور اس صلے میں تجھے بھی انعام دونگا اور بادشاہ بھی انعام دے گا۔

داؤد پیغام لے جانے پر راضی ہو گیا وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب جا کر رکا۔

داؤد کا ادائے پیام

داؤد نے پکار کر کہا اے اہل عرب! تم خونریزی کو پسند کرتے ہو ہم اچھا نہیں سمجھتے میں صلح کا پیام لے کر آیا ہوں۔ اپنے سردار کو بھیجو تاکہ میں ان سے گفتگو کروں۔

فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے اس کی تمام باتیں نہ سنیں۔ حضرت خالد نے یہ سمجھا کہ وہ لڑنے کے لئے آیا ہے اور انھیں طلب کرتا ہے چنانچہ وہ لشکر سے نکل کر آگے نکلے اس وقت وہ زرہ پہنے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا جسے انھوں نے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان میں رکھ لیا تھا۔

جب وہ اس شان سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے داؤد کے پاس پہنچے تو وہ ڈر گیا اس نے ملائمت سے کہا ٹھہرو اے عربی سردار اپنی جگہ ادب و نرم پر اس لئے کہ میں لڑنے کے لئے نہیں آیا ہوں نہ میں لڑنے والے لوگوں میں سے ہوں میں نیزہ بازی اور شمشیر زنی کو بالکل بھی پسند نہیں کرتا ہوں میں ایک پیام لے کر آیا ہوں

تم اپنے نیزے کو علیحدہ کر دو تاکہ میں تم سے گفتگو کروں۔
حضرت خالد نے نیزہ کونیتوں کے درمیان سے اٹھا کر گوشہ زین میں رکھ لیا۔ اور داؤد کے بالکل قریب جا کر کہا ___ بیان کر کیا پیام لایا ہے۔ جو سچ بات ہو سچ سچ بیان کرنا۔ سچ کہنے والا نقصان نہیں اٹھاتا اور جھوٹ بولنے والا گڑھے میں گرتا ہے۔
سچ کہا تم نے اے عربی برادر! پیغام یہ ہے کہ ہمارا سردار خوں ریزی کو پسند نہیں کرتا کل لڑائی میں فریقین کے جو آدمی مارے گئے ہیں اس سے اسے سخت رنج پہنچا ہے اس نے تجویز کیا ہے کہ تمہیں اماں دے کر خوں ریزی کو روک دے بشرطیکہ تم ایک دستاویز اس مضمون کی لکھ دو کہ ہمارے سردار اور اس کے ساتھیوں سے کوئی تعرض نہ کرو گے۔ جن شہروں پر ہمارے سردار کا قبضہ ہے ان پر چڑھائی نہ کرو گے۔ اس دستاویز پر تمہارے اور تمہاری قوم کے سربرآوردہ لوگوں کے دستخط ہو جائیں ہمارے سردار کی یہ بھی درخواست ہے کہ آج بقیہ دن تک لڑائی بھی موقوف رہے اور تم کل صبح اس ٹیلے پر جو دونوں لشکروں کے درمیان ہے تنہا پہنچ جاؤ ہمارا سردار بھی وہاں تنہا آجائے گا تم دونوں گفتگو کر کے شرائط صلح طے کر لینا شاید تم دونوں کی کوشش سے لوگوں کا خون بچ جائے۔"
یہ سن کر خالد بن ولید سر جھکا کر کچھ دیر سوچتے رہے پھر انھوں نے سر اٹھا کر کہا۔
اے نصرانی! اگر تیرا سردار واقعی صلح کا خواہش مند ہے تو میں بھی تیار ہوں لیکن اگر وہ کوئی حیلہ یا فریب دینا چاہتا ہے تو خدا کی قسم ہم سے اس کا مکر و فریب چل نہیں سکتا وہ ہمیں فریب دے کر پچھتائے گا۔ خدا ہمیں اس کے مکر سے آگاہ کر دے[1] گا۔ پھر اس کی موت یقینی ہے وہ ہلاک ہوگا اور اس کا تمام لشکر برباد ہو جائے گا۔ اگر وہ واقعی صلح کرنا چاہتا ہے تو دو باتوں پر صلح ہو سکتی ہے یا تو وہ اور اس کی قوم مسلمان

---

[1] حقیقت یہ ہے کہ مسلمان نے خدا کو عبادت و ریاضت سے راضی کر لیا تھا۔ خدا ایسا مہربان ہو گیا تھا کہ رومیوں کے دل کی بات بھی ان سے اگلوا دیتا تھا۔
(صادق صدیقی سردھنوی)

ہو جائے یا جزیہ دے۔ جزیہ ہر شخص سے ہر سال لیا جائے گا یہ ان کی حفاظت کا ٹیکس ہوگا اگر ہم ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت نہ کرسکیں گے تو جزیہ نہ لیں گے اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اسے منظور نہیں ہے تو صلح نہیں ہو سکتی ہے۔"

داؤد۔ جب تم دونوں ایک جگہ جمع ہو گئے ان باتوں کا تب فیصلہ ہو جائیگا

خالد۔ اچھا میں کل تنہا آکر تمھارے سردار کی باتیں سنوں گا۔

داؤد نصرانی لوٹا اسے خیال ہوا کہ مسلمانوں کی خدا مدد کر رہا ہے عجب نہیں کہ خدا کسی طرح پر دردان کا فریب مسلمانوں پر ظاہر کر دے اور مسلمان اسے مار ڈالیں اس کے لشکر کو تباہ کر دیں اگر ایسا ہوا تو خود اس کا دیعنی داؤد نصرانی کا) بھی مارا جانا یقینی ہے اس لئے اس نے سوچا کہ سچ بات کہہ کر مسلمانوں سے اہل و عیال کے لئے امان کیوں نہ حاصل کرلے۔

چنانچہ داود نصرانی پھر لوٹا۔ حضرت خالد ابھی تک کھڑے تھے داود نے ان کے پاس آکر کہا۔ اے سردار میں سچ کہنا چاہتا ہوں ـــ"

حضرت خالد نے گھور کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کہو"

داود۔ حقیقت یہ ہے کہ دردان تمھارے ساتھ فریب کرنا چاہتا ہے اس کے بعد اس نے دردان کی تجویز کا حال بیان کر دیا اور کہا۔ چونکہ میں نے آپ سے سب حال بیان کر دیا ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ مجھے اور میرے اہل و عیال کو آپ امان دیں۔

خالد۔ میں نے اس شرط پر امان دی کہ تم اپنے سردار پر یہ ظاہر نہ کرو کہ تم نے اس کی تجویز سے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔

داود ـــ اگر میں اس سے یہ بات کہہ دوں تو وہ مجھے فوراً قتل کر ڈالے اطمینان رکھیئے میں اس بات کو نہ کہہ سکتا ہوں نہ کہوں گا۔

خالد۔ تم نے ٹھیک کہا۔ ہم نے تمھیں اور تمھاری اولاد کو امان دی اب یہ بتاؤ کہ دردان اپنے ساتھیوں کو کہاں چھپائے گا۔

"اس ٹیلہ ریگ کے داہنی طرف ـــ جو سامنے ہے۔"

خالد۔ اچھا جاؤ اور اپنے سردار کو اطمینان دلادو۔

داؤد رخصت ہو کر دردان کے پاس پہنچا اور اس سے کہا۔

"مسلمانوں کے سردار نے تمھاری باتیں منظور کرلی ہیں۔ وہ کل تنہا تم سے ملاقات کرنے کے لئے ٹیلے پر آئیں گے"۔

دردان بہت خوش ہوا اس نے کہا۔ مجھے صلیب کی برکت سے امید ہے کہ ہمیں فتح ہوگی۔ پھر اس نے ایسے دس آدمی بلائے جو بہت زیادہ بہادر اور مشہور تھے انھیں ان پر پورا اعتماد تھا اس نے ان سے کہا کہ رات کے وقت تم خفیہ طور پر احتیاط سے اس ٹیلے کے داہنی طرف جاکر چھپ جانا جو دونوں لشکروں کے درمیان میں واقع ہے اور جب میں تمھیں آواز دوں فوراً دوڑ کر مسلمانوں کے سردار کو قتل کر دینا۔ یہ انتظام کر کے دردان مطمئن ہو گیا۔

خالد بن ولید ہنستے ہوئے لوٹے انھیں ابوعبیدہ بن الجراح ملے انھوں نے ان سے کہا۔ اے ابا سلیمان ـــــ اللہ تعالیٰ تمھیں ہنستا رکھے۔ ہنسی کی کیا بات ہے۔

حضرت خالد نے انھیں تمام قصہ کہہ سنایا۔ ابوعبیدہ نے دریافت کیا تمھارا کیا ارادہ ہے۔

حضرت خالد نے کہا۔ "میرا ارادہ تنہا جانے کا ہے"۔

ابوعبیدہ۔ اے ابا سلیمان! اگرچہ خدا کی ذات سے یہی امید ہے کہ تم اکیلے سب کو کافی ہو گے لیکن پھر بھی تمھارا تنہا جانا مناسب نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ خود ہلاکت میں پڑو بلکہ فرمایا ہے۔

وَاَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (دیتی اور لڑائی کا سر انجام کرو قوت سے اور گھوڑے پالنے سے تاکہ اس سے خدا کے اور تمھارے دشمنوں پر دھاک پڑ جائے)

اس وقت تمھارے مقابلے میں دس آدمی مقرر کئے ہیں اور وہ خود گیا ہوا ہے تم بھی دس آدمی مقرر کرو انھیں ہدایت کردو کہ کمین گاہ میں چھپ جائیں جب دشمن خدا اپنے آدمیوں کو پکارے تم بھی اپنے آدمیوں کو پکارو شاید

اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس ملعون کا کام تمام کردے اور ہم سب گھوڑوں پر سوار آمادہ و تیار رہیں گے جب تم اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ گے تو ہم اچانک رومیوں پر حملہ کر دیں گے خدا کی اعانت سے ہم فتح کی امید رکھتے ہیں۔"

خالد - خدا کی قسم میں آپ کی رائے کے خلاف نہ کروں گا - انھوں نے دس آدمیوں کو بلایا ان کے نام یہ ہیں - رافع بن عمیرالطائی، مسیب بن نجبتہ الفزاری معاذ بن جبل - ضرار بن الازور - سعید بن زید بن عمرو - نفیل العدوی - سعید بن عامر بن جزیح - ابان بن عثمان بن سعید - قیس بن سعید البیاضی - عدی بن حاتم الطائی۔

جب یہ لوگ آگئے تو حضرت خالد نے ان سے رومیوں کے فریب کا قصہ بیان کر کے کہا - تم پچھلی رات کو ٹیلے کے قریب جا کر چھپ جانا اور جب میں آواز دوں تو فوراً نکل کر ایک ایک شخص ایک ایک رومی پر حملہ کر دے۔

ضرار نے کہا - ممکن ہے وردان کی کوئی دوسری رائے ہو جائے وہ دس آدمیوں کے بجائے زیادہ آدمی بھیجے اس لئے کیا مناسب نہیں ہے کہ ہم شروع ہی رات میں چلے جائیں اور اگر موقع پائیں تو دشمنوں کو مار کر چھپ جائیں اور جب وردان آواز دے تو ہم اس کی طرف نکل کر دوڑیں۔

حضرت خالد نے ہنس کر کہا - تمھاری تجویز نہایت مناسب ہے میں ان لوگوں کا تمھیں سردار مقرر کرتا ہوں اگر تم اپنی تجویز میں کامیاب ہو گئے تو بڑی کامیابی ہو گی اللہ تعالیٰ تمھیں کامیاب کرے۔

ضرار - اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہی امید ہے کہ میں اپنے ارادے میں کامیاب ہوں گا

ان لوگوں نے تیاری شروع کر دی تہائی رات گذرنے پر مسلح ہو کر تلواریں ہاتھ میں لیں اور چلے - انھیں حضرت خالد ملے انھوں نے انھیں سلام کر کے ان سے دعا کی درخواست کی حضرت خالد نے دعا دی - ضرار اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر لشکر سے نکلے اور ٹیلے کی طرف بڑھے - اس وقت وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

الجن تفیزع منی فی الظلام اذا ‌ ‌ حصنت الدیاجی ولم الیوالی الجرعہ

مجھے اندھیرے میں جن سے ڈر آتا ہے جو وقت ‌ ‌ حالانکہ میں بے صبری نہیں کرتا ہوں

یا ویح من وضع الادصامحیل عنہ | ونحن جود توھتہ الادکات والخدع

اس شخص پر افسوس ہے جس نے ہمیں فریب دینے کو | کمین گاہ مقرر کی حالانکہ ہم مکر و فریب کی جڑ ہیں

وفتیین الطی فی جھادھم | لسیں الحمود علی لاھزال ذلفزع

میں ان میں جہاد کر کے اپنے خدا کو راضی کرونگا | دلیر خوف کی جگہ پر نہیں ڈرا کرتے

یہ لوگ ٹیلہ ریگ کے قریب پہنچے تو حضرت ضرار نے ان سے کہا۔ ٹھہرو تم اپنی جگہ اور روش نرم پر رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر میں کافروں کا حال معلوم کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ ان کے ساتھی ٹیلہ کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ ضرار نے اپنے کپڑے اتار ڈالے تلوار ہاتھ میں لی اور چلے جب وہ وہاں پہنچے جہاں ریت کے چھوٹے چھوٹے تودے تھے تو انھوں نے دس رومیوں کو سوتے ہوئے پایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گزشتہ روز کی لڑائی میں تھک کر چور ہو گئے تھے وہ اس وقت مست وبیخود پڑے سو رہے تھے۔

حضرت ضرار نے چاہا کہ تنہا ان پر حملہ کر کے انھیں مار ڈالیں مگر انھیں خوف ہوا کہ ان میں کا ایک شخص بھی بیدار ہو بیٹھا تو دوسروں کو جگا دے گا اور جاگنے والے شور کر کے معاملہ خراب کر دیں گے چنانچہ وہ واپس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور ان سے کہا۔ بشارت ہو رومی مست و غافل پڑے سو رہے ہیں تم میرے ساتھ چلو اور انھیں مار ڈالو۔ ہم میں سے ایک آدمی ایک رومی کو مار ڈالے ــــ آؤ احتیاط سے چلو تمام مسلمانوں نے زرہیں اتار کر رکھ دیں اور آہستگی اور احتیاط سے تودوں کے جھک جھک کر چلتے ہوئے رومیوں کے پاس پہنچ گئے۔ اگرچہ چاندنی رات نہ تھی پھر بھی ستاروں کی روشنی میں مسلمانوں نے دیکھا کہ ہر رومی کے ہتھیار اس کے سرہانے رکھے ہیں۔ مسلمانوں نے خاموشی اور احتیاط سے ایک ہی ساتھ تلواریں ماریں اور ایک ہی ساتھ سب کو مار ڈالا۔

انھیں یہ پہلی فتح حاصل ہوئی انھوں نے اس فتح پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ وہ مقتول رومیوں سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئے اور خدا کی حمد و ثنا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے آثار ظاہر ہوئے انھوں نے صبح کی نماز پڑھی اور کپڑے اتار کر مقتول رومیوں کے کپڑے پہن لئے اور اطمینان سے چھپ گئے۔

خالد اور وردان کی ملاقات

حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی ۔ نماز پڑھ کر انھوں نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دی جیسے وہ لڑائی پر مستعد ہوں ادھر رومی بھی میدان میں نکلے ان کی صلیبیں چمک رہی تھیں اور جھنڈے لہرا رہے تھے تھوڑی ہی دیر کے بعد رومیوں کی صفوں سے ایک شخص نکل کر مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا اور پکار کر کہا ــــ ہمارے سردار سے ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا" ؟

حضرت خالد نے اس کی طرف بڑھ کر کہا ــــ ہمارا طریقہ غداری اور بیوفائی کرنے کا نہیں ہے ۔"

رومی ــ "تب تم ہمارے سردار کے پاس چلو ۔ دیکھیں کہ تم دونوں کس بات پر متفق ہوتے ہو ۔"

خالد ۔ تو اپنے سردار سے کہدے کہ میں اپنے حسب وعدہ آرہا ہوں ۔

سوار واپس لوٹ گیا اس نے وردان کو اطلاع دی ۔ وردان اس شان سے تیار ہو کر نکلا کہ چاندی کی زرہ پہنے تھا ۔ ہیرے اور جواہرات اس کے تاج اور سر بند میں جگمگا رہے تھے ۔ حضرت خالد نے اس حیثیت میں دیکھ کر کہا " انشاء اللہ یہ سب سامان اور مال غنیمت ہے ۔ انھوں نے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا ۔" میرا خیال ہے کہ ضرار دشمنوں تک پہنچ گئے ۔ جس وقت تم مجھے حملہ کرتے دیکھو مع تمام مسلمانوں کے خود بھی حملہ کر دو یہ کہہ کر انھوں نے مسلمانوں کو سلام کیا اور یہ اشعار دعائیہ پڑھتے ہوئے چلے ۔

عَلَیکَ الٰھی فی الامور کلہا ۔ فاخصر الٰھی ان دنا منی الاجل

اے اللہ میں ہر کام میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں اگر میری موت قریب آئی ہے تو اے خدا مجھے بخش دے

وقضی الٰھی الی خیر العمل ۔ والغض الٰھی ما عملت من زلل

اے اللہ مجھے نیک کام کی توفیق دے اور خدا میری لغزش کو معاف کردے

وا قمع بسیفی مشرک حتی لغنمد ۔ کالی ھبواک فی الامور من کل

تو میری تلوار سے شرک مٹادے مجھے اپنے کاموں میں تجھ ہی پر بھروسہ ہے

وردان بھی سامنے سے آرہا تھا اس نے بھی خالد بن ولید کو آتے دیکھ لیا تھا ۔ دونوں

قریب قریب ایک ہی وقت میں ٹیلے کے قریب پہنچے اور سواریوں سے اتر کر ٹیلے پر چڑھے اور آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت خالد نے دردان سے کہا۔ میں تمہاری طلب پر آگیا ہوں اگر تمہارا ارادہ مکروفریب کا ہے تو سمجھ لو کہ ہم پر تمہارا فریب نہیں چل سکتا اور اگر تم راستی پر ہو تو راستی اختیار کرنے والا زیاں کار نہیں ہوتا۔

دردان نے کہا "میں خوں ریزی کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے مقتول بندوں کے متعلق سوال کرے گا اگر تم ہم سے دنیا کی کوئی چیز چاہتے ہو تو میں اس کے دینے میں بطور صدقہ اور خیرات کے ہرگز بخل نہ کروں گا کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم مفلس اور نادار ہو ضرور یا زندگی کی ضرورت ہوگی پس تو تم ہم سے کیا چاہتے ہو"

حضرت خالد کو دردان کی طعنہ آمیز گفتگو پر غصہ تو بہت آیا مگر انھوں نے ضبط کیا اور کہا۔ "اے نصرانی! بیشک ہم پہلے مفلس و نادار اور کمزور پسماندہ قوم تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی اور اب ہمیں تمہارے صدقے اور خیرات سے بے نیاز کر دیا اور تمہارے ملک تمہاری دولت اور تمہاری عورتوں کو ہم پر حلال کر دیا ہے ہم بس دو باتوں میں سے ایک چاہتے ہیں یا تو تم لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں) کہو اور اگر اس حقیقت کو نہیں مانتے اور کلمہ پڑھ کر ہمارے بھائی بننا پسند نہیں کرتے تو ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ جزیہ دو۔ جزیہ ہر شخص کی طرف سے ادا کرنا ہوگا اور اگر اس سے بھی انکار ہو تو تلوار حکم ہے ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی لیکن فیصلہ کرنے سے قبل خوب غور سے سن لو کہ ہم تمھیں مثل بھیڑوں اور کتوں کے سمجھتے ہیں ہم میں کا ایک تمہارے ایک ایک ہزار آدمیوں کو کافی ہے تم نے گفتگوئے مصالحت نہیں کی بلکہ صرف طعنہ زنی کی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تنہا ہوں تم مجھے کوئی نقصان پہنچاؤ تو کر و جس کام کی تم نے نیت کی ہے میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ اور اگر تم واقعی صلح کے خواہش مند ہو تو گفتگو میں نرمی کرو۔"

دردان نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ وہ اٹھ کر خالد بن ولید کے لپٹ گیا۔ خالد بھی اس سے لپٹ گئے دونوں زور آزمائی کرنے لگے دردان نے اپنی قوم کے لوگوں کو پکارتے ہوئے کہا۔ "دوڑو اے حاملانِ صلیب! کہ صلیب نے عرب کے

سردار کو میرے قابو میں کر دیا ہے۔
اس کی آواز سنتے ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغان تیز کی طرح دوڑ کر ٹیلے پر چڑھ گئے۔ اب انھوں نے رومیوں کا لباس اتار کر پھینک دیا ضرار بن الازور ننگے بدن ہو گئے۔ سب کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں ضرار سب سے آگے شیر کی طرح جوش و خروش سے حملہ کر رہے تھے دردان انھیں دیکھ کر اپنا ہمراہی سمجھا لیکن جب اس کی نظر ضرار پر پڑ گئی اور انھیں تلوار ہلاتے دیکھا تو اس کے بدن میں سنسنی پھیل گئی وہ کانپنے لگا۔ اس کے بازو سست ہو گئے اس نے حضرت خالد سے نہایت عاجزی سے کہا "اے سردار۔ میں تمھارے معبود کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم مجھے اپنے ہاتھ سے مار ڈالو۔ مگر یہ شیطان مجھے نہ مارے اس لئے کہ اس کی صورت دیکھتے ہی مجھ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔
حضرت خالد نے کہا۔ "مگر تیرے قاتل تو وہی ہیں۔ ابھی دردان اور خالد میں یہ گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ ضرار پہنچ گئے۔ وہ تلوار کو جنبش دیتے ہوئے آرہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

مَالحق دردان بحمران	وانی ساحق عبدة الاوثان
بس عنقریب دردان کو اسکے بیٹے حمران سے ملا دونگا	اور بندگان بتوں کے فریب کو پامال کرونگا
وارضی بذالک الملک المنان	اطلب بذالک العفو والغفران
میں اس کام سے اللہ تعالیٰ کو راضی کروں گا	اور میں اس سے عفو و بخشش طلب کروں گا

ضرار نے دردان کے قریب پہنچ کر کہا — اے دشمن خدا یہ تیرا فریب کہاں گیا۔ تیرا مکر تجھ ہی پر پڑا۔
یہ کہہ کر انھوں نے تلوار کو چمکایا اور دردان کو مار ڈالنے کا قصد کیا حضرت خالد نے انھیں روک کر کہا۔ اے ابن الازور۔ صبر کرو جب تک میں حکم نہ دوں اسے قتل نہ کرو۔
ضرار رک گئے۔ اس عرصہ میں ان کے ساتھی بھی تلواریں ہلاتے ہوئے وہاں پہونچ گئے۔

دردان کا قتل حضرت خالد نے ضرار کے ساتھیوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ بھی صبر کریں

درداں خوف و دہشت سے سپید ہو گیا وہ زمین پر گر پڑا اور امان امان چلانے لگا۔ حضرت خالد نے کہا۔ "امان اس شخص کو دی جاتی ہے جو امان کا مستحق ہو تو نے بظاہر طریقہ سلامت روی اور مصالحت کا اختیار کیا لیکن باطن میں مکر و فریب سے کام لینا چاہا حالانکہ نہیں جانتا واللہ خیر الماکرین یعنی اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

ضرار بن الازور نے اتنا ہی کلام سنا تھا ان سے صبر نہ ہو سکا انھوں نے اس کی شہ رگ پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر اڑ گیا انھوں نے جھپٹ کر اس کا تاج لے لیا۔ حضرت خالد نے کہا۔ "رومی تمھاری طرف دیکھ رہے ہیں ابھی وہ معاملے کی نوعیت نہیں سمجھے جس وقت سمجھیں گے فوراً حملہ کر دیں گے مناسب یہ ہے کہ درداں کا سر نیزہ پر چڑھا کر رومیوں کی طرف چلو اور ان کے قریب پہنچ کر نعرہ بلند کر کے حملہ کر دو اس سے رومی حیرت و تذبذب میں آجائیں گے۔"

مسلمانوں نے ان رومیوں کی زرہیں پہن لیں جنھیں انھوں نے رات کے وقت قتل کیا تھا اور ٹیلے سے نیچے اترے۔ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رومیوں کی طرف چلے۔ درداں کا سر حضرت خالد نے نوک شمشیر پہ ٹکا لیا۔

جب رومیوں نے انھیں دور سے آتے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ رومی مسلمانوں کے سردار کا سر نوک پر اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ وہ قومی نعرے لگانے اور نا لیاں بجانے لگے۔ قسوں اور راہبوں نے صلیبوں کو اونچا کر لیا۔ علمبرداروں نے جھنڈے پھریرے اڑا دیے اور گھنٹے بجانے لگے۔ مسلمانوں نے ان کے شور کو سنا اور خوشی و مسرت کی حرکتوں کو دیکھا وہ سمجھے شاید حضرت خالد کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے مسلمانوں کو بڑا قلق ہوا اور ان میں سے اکثر دعائیں مانگنے لگے۔

دفعتاً ان کے ساتھی رومیوں کے قریب پہنچے حضرت خالد نے پکار کر کہا۔ رومیوں ——— خوش ہو چکے۔ اب غم کرو ——— یہ سر تمھارے سردار درداں کا ہے پہچانو۔"

یہ کہہ کر سر کو رومیوں کی طرف پھینکا عیسائیوں کی ساری خوشی کافور ہو گئی انھوں نے ٹھنڈی سانسیں بھرنی شروع کیں صلیبیں نیچی ہو گئیں جھنڈے

سرنگوں ہو گئے ہیں! خالد بن الولید ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں ۔ میں شیر عرب ہوں، تمہارا قتل کنندہ ہوں۔

یہ کہتے ہی انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا ان کے ساتھیوں نے بھی اللہ اکبر کا پرزور حملہ کیا مسلمانوں نے ان نعروں کی آوازوں کو سنا ان کا غم خوشی سے بدل گیا انھوں نے مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ میدان اور ریگستان سب گونج اٹھے ریت کے ذروں، درختوں کی شاخوں اور دوسری چیزوں نے اس مبارک نعرہ کی تکرار کی اور آواز باز گشت پیدا ہوئی۔ ساتھ ہی مسلمانوں نے گھوڑوں کی باگیں رومیوں کی طرف اٹھا دیں اور ان کے لشکر میں پہنچ کر اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں کی تمام صفیں لرز گئیں ۔ مسلمان رومی صفوں میں گھس گئے اور تلواروں سے رومیوں کو اس طرح قتل کر کے گرانے لگے جس طرح درخت کاٹنے والے درخت کاٹ کاٹ کر گراتے ہیں ۔

اجنادین میں رومیوں کو زبردست ہزیمت

رومی بھی اپنی جانیں بچانے کے لئے بڑی سختی سے لڑنے لگے گھمسان کی جنگ ہونے لگی جگہ جگہ کشتوں کے انبار لگ گئے اور پانی کی طرح لہو بہنے لگا ۔ مسلمان اور رومیوں کے گھوڑے کے سموں سے غبار ایسا تیرہ و تار بلند ہوا کہ رومی یگانوں بیگانوں میں تمیز نہ کر سکے آپس ہی میں لڑنے لگے ۔ عصر کے وقت تک نہایت خونریز جنگ ہوتی رہی آخر رومیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے سپاہیوں کی پچاس ہزار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے ۔ مسلمانوں نے دور کے راستے تک ان کا تعاقب کیا اور انھیں قتل کیا ۔

ابھی مسلمان رومیوں کے قتل ہی میں مصروف تھے کہ انھوں نے ایک غبار دیکھا وہ سمجھے کہ ہرقل اعظم نے رومیوں کی مدد کے لئے اور لشکر بھیجا ہے وہ اس کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے غبار کے پھٹتے ہی اسلامی لشکر نمودار ہوا یہ وہ لشکر تھا جسے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول نے نوے ہزار رومیوں کی لشکر کشی کا حال معلوم کر کے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا تھا ان مسلمانوں نے آتے ہی رومیوں کو قتل

کرنا شروع کر دیا۔

رومی نہایت بدحواس ہو کر مختلف راستوں کی طرف بھاگے بعض قیساریہ کی طرف ہو لئے، بعض دمشق کی طرف اور بعض کسی اور طرف غرض جس گروہ کا آدمی جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا۔

مسلمان ان کے تعاقب سے واپس لوٹ کر آئے انھوں نے رومیوں کے کیمپ پر قبضہ کر لیا بے شمار خیمے ہتھیار صلیبیں سونے چاندی کے برتن اور زنجیریں ریشمین کپڑے اور دوسری قیمتی چیزیں ہاتھ آئیں حضرت خالد نے اس تمام سامان کو محفوظ کر دیا کہا یہ دمشق کی فتح کے بعد تقسیم کیا جائے گا۔ اجنادین کی یہ زبردست فتح مسلمانوں کو ۲۸ رجمادی الاول سنہ ۱۳ھ ہجری کو حاصل ہوئی۔

حضرت خالد نے اس عظیم الشان فتح کے متعلق حضرت ابو بکر صدیق کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم (یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

یہ خط خالد بن الولید کی طرف سے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے سلامتی ہو تم پر۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور خدا کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں میں خدا کی مزید تعریف اور اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مسلمانوں کو سلامت رکھا اور مشرکوں کو ہلاک کیا۔ ہیں اجنادین میں حمص کے حاکم وردان سے ملاقی ہوا وہ نوّے ہزار لشکر لے کر آیا تھا اس کے ساتھی اس بات کی قسم کھا کر آئے تھے کہ وہ ہمارے مقابلے میں سے نہ بھاگیں گے۔ انھوں نے صلیبوں کو بلند کیا تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ان پر حملہ کیا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمیں صبر عطا کیا اور ہر ایسے موقع پر ہماری مدد کی یہاں تک کہ ہم دشمنوں پر غالب ہوئے اور دشمن مقہور ہوئے ہم نے دشمنان خدا کو میدانوں، راستوں اور گھاٹیوں میں قتل کیا اور انھیں کہیں پر امان نہ دی یہاں تک کہ اس معرکے میں پچاس ہزار آدمی مارے گئے اور چار سو پچھتر مسلمان شہید ہوئے ــــ اور تم سب مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ ۲ رجمادی الآخر سنہ ۱۳ھ

حضرت خالد نے یہ خط عبد الرحمٰن بن حمید الجمحی کو دے کر ہدایت کی کہ ابھی روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ اسی وقت مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

جوش جہاد

واقدی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ روزانہ ملک شام کے راستے پر مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لئے جاتے تھے ایک روز جب وہ شام کے راستے میں تھے عبد الرحمٰن بن عبد الجمحی وہاں پہنچے۔ صحابہ نے ان سے دریافت کیا۔ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ انھوں نے جواب دیا۔ ملک شام سے عظیم الشان فتح کی خوشخبری لے کر آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق سنتے ہی پروردگار عالم کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔ عبد الرحمٰن بن حمید الجمحیؔ نے ان کے پاس آ کر عرض کیا۔ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور عطا کیا۔

حضرت ابوبکر نے سجدے سے سر اٹھایا ان کی پیشانی پر خاک کا ٹیکہ لگ گیا تھا جو ان کی نورانی پیشانی پر ستارہ کی طرح چمک رہا تھا عبد الرحمٰن بن حمید الجمحی نے حضرت خالد کا خط انھیں دیا انھوں نے آہستہ آہستہ اسے پڑھا جوں جوں وہ پڑھتے جاتے تھے ان کا چہرہ چمکتا جاتا تھا انھوں نے خود پڑھ کر بلند آواز سے لوگوں کو سنایا اور وہاں سے مدینہ منورہ لوٹ آئے جوں ہی مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ملک شام سے قاصد آیا ہے اور عظیم الشان فتح کی خوشخبری لایا ہے۔ مسلمانوں کا جم غفیر سجدے میں ٹوٹ پڑا خلیفہ اول نے تمام مسلمانوں کو بلند آواز سے خط پڑھ کر سنایا مسلمانوں نے پرشور آواز میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

مدینہ کے مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ان میں جوش جہاد پیدا ہو گیا۔ وہ بھی ملک شام جانے کی تیاری کرنے لگے جب اس فتح کی خبر مدینہ سے نکل کر عرب کے دوسرے شہروں میں پہنچی تو وہاں کے مسلمانوں میں جہاد کا جوش ایسا پیدا ہوا کہ وہ بھی لڑائی کی تیاری کرنے لگے سب سے پہلے اہل مکہ تیار ہو چکے حضرت ابوسفیان بن صخر بن حرب اور عیداق مجاہدین اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ میں آئے ــــ تاکہ حضرت ابوبکر صدیق سے اجازت لے کر ملک شام میں جہاد کرنے کے لئے جائیں۔

لیکن حضرت عمر فاروق کو یہ سب مناسب نہیں معلوم ہوا کہ انھیں ملک شام میں جا کر جہاد کرنے کی اجازت دی جائے چنانچہ انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے یہ کہا۔

یہ اہل مکہ مسلمان ضرور ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ان کے دل صاف نہیں ہوئے ہیں ابھی تک انھیں کفر کا مرض لاحق ہے۔ وہ اپنے نسب پر غرور کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اسلام کے مقابلے میں کفر کی حمایت کی انھوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب ان کے لئے کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا۔ سچ یہ ہے کہ وہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوئے اب جب کہ انھوں نے سنا کہ مسلمانوں نے رومیوں پر فتح پائی تو جہاد کی نیت سے اس لئے آئے ہیں تاکہ مسلمانان سابقین مہاجرین اور انصار کے برابر ہو جائیں مناسب یہ ہے کہ تم انھیں ملک شام میں نہ بھیجو۔

حضرت ابوبکر صدیق نے کہا۔ اطمینان رکھو میں کوئی کام تمھاری مرضی کے خلاف نہ کروں گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی یہ گفتگو مکہ والوں کو بھی معلوم ہو گئی وہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اس وقت خلیفہ اوّل کے بائیں طرف حضرت عمر فاروق اور دائیں طرف حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور ارد گرد اور مسلمان بیٹھے تھے اجنادین کی فتح کا ذکر ہو رہا تھا حضرت ابوسفیان بن صخر بن حرب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابن خطاب یہ سچ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہم تمھارے مخالف تھے ہم بتوں کو پوجتے تھے اور تم خدا کو ہم اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی آنکھوں سے بجھانا چاہتے تھے لیکن نہ بجھا سکے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہم نے ناسمجھی سے کفر کی حمایت کی تم سے لڑے لیکن آخر خدا نے ہمیں ہدایت دی ہم نے باطل پرستی چھوڑ دی بتوں کو توڑ ڈالا مسلمان ہو گئے یہ غلط ہے کہ ہم تلوار کے خوف سے مسلمان ہوئے ہم عرب ہیں خوف زدہ نہیں ہونا جانتے۔ مر جاتے مگر تلوار سے ڈر کر ہرگز مسلمان نہ ہوتے۔ دراصل ہمیں خدا نے ہدایت دی۔ ہم بغیر کسی قوت کے مسلمان ہوئے اب ہم تمھارے بھائی ہو گئے، نسب میں ہم اور تم ایک باپ کی اولاد ہیں۔

تم ہم سے عداوت رکھتے ہو ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ہم تمھارے ساتھ شروع سے ایمان نہ لائے ہم تمھارے برابر نہیں ہو سکتے لیکن جہاد کے ثواب سے ہمیں کیوں محروم رکھتے ہو۔

یہ گفتگو سن کر حضرت عمر فاروق کو اس قدر ندامت ہوئی کہ انھیں پسینہ آگیا انھوں نے کہا خدا کی قسم میرے دل میں تمھاری طرف سے عداوت یا کینہ نہیں ہے البتہ میرا خیال یہ ضرور ہے کہ تم اولون السابقون کے برابر نہیں ہو تم اب بھی اپنے نسب پر فخر کرتے ہو حالانکہ اسلام نے نسبی امتیاز مٹا دیا ہے غلام اور آقا کو ایک کر دیا ہے۔"

ابوسفیان۔ ہم میں یہ بیماری تھی لیکن ہم اسے دور کر چکے ہیں۔ میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں ہبہ اور اپنی ذات کو راہ خدا میں قید کر دیا ہے میں حصول ثواب کے لئے جہاد کرنا چاہتا ہوں اور رؤسائے مکہ نے بھی یہی بات کہی ہے حضرت عمر فاروق ان کی ان باتوں سے خوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے دعا مانگی۔" اے اللہ ان لوگوں کو بہتر صلہ دے انھیں جزائے نیک دے۔ ان کے دشمنوں کو مغلوب و مقہور کر دے۔

ابھی اہل مکہ کو آئے کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ یمن سے ایک جماعت کثیر آئی اس جماعت کے سردار عمرو بن معدیکرب الزبیدی تھے ان کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ ان کے بعد مالک اشتر نخعی آئے وہ حضرت علی کے پاس آ کر مقیم ہوئے۔ چند ہی روز میں سات ہزار مسلمان جمع ہو گئے حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے ابوبکر صدیق خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالد بن الولید مخزومی اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے نام۔

میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمھیں پرہیزگاری کی

ہدایت کرتا ہوں اور مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ نیز یہ بھی حکم دیتا ہوں کہ تم مسلمانوں سے مشورہ کر لیا کرو۔ میں اور تمام مسلمان فتح کی خوشخبری سن کر بہت خوش ہوئے" اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کر کے اپنے وعدے کو پورا کیا۔ تم چلو ملک شام کے انتہائی کنارے تک یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نازل کرے اور تمھیں فتح عطا فرمائے وہاں سے حمص اور معرات میں جاؤ۔ پھر انطاکیہ پر یورش کرو۔ تم پر اور سارے مسلمانوں پر اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمتیں برکتیں نازل ہوں میں تمھارے پاس کچھ دلیروں اور عرب کے بہادروں کو بھیج رہا ہوں۔ ان میں ابوسفیان بن صخر عمرو بن معدی کرب اور مالک اشتر بھی ہیں۔ جب تم نوری انطاکیہ میں پہنچ کر پہاڑوں پر اترو اور تم سے ہرقل اعظم ملاقی ہو کیونکہ وہ وہیں ہے اگر وہ تم سے لڑے تو تم اس سے لڑو اگر وہ صلح کرے تو صلح کر لو اور تم پہاڑوں کے اندر اس وقت تک داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ لے لو۔ میں جانتا ہوں کہ بادشاہ (ہرقل اعظم) کی موت قریب آئی ہے۔ "کل نفسٍ ذائقة الموت" یعنی ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے"

اس خط پر خلیفہ اول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی اور عبدالرحمن بن حمید الجحی کو دے کر کہا تم ہی خط لائے تھے۔ تم ہی جواب لے جاؤ۔ عبدالرحمن اونٹنی پر سوار ہوئے اور ملک شام کی طرف چلے۔

عبدالرحمن بن حمید الجحی کو مدینہ منورہ روانہ کر کے ہی حضرت خالد نے معہ مسلمانوں کے دمشق کی جانب کوچ کیا تھا ——— اجنادین سے جو عیسائی شکست کھا کر دمشق میں پہنچے تھے انہوں نے رومیوں کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح کا حال دمشق کے گبروں کو سنا دیا تھا ——— دمشق اور نواح دمشق کے لوگ گھبرا گئے دیہات اور بستیوں سے آ آ کر دمشق میں پناہ گزیں ہو گئے رومیوں نے جنگی سامان زیادہ تعداد میں جمع کر لیا تھا ——— نیزے۔ تلواریں تنطاریات دکار دو شاخہ یعنی کچھوا) طوراتے[1] اور عرادات کثیر تعداد میں فراہم کیے تھے۔

دمشق کا محاصرہ

جب مسلمان دمشق کے سامنے پہنچے اور مسلمانوں کی کثرت نے میدان کو بھر لیا تو رومیوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا حضرت خالد نے دیر خالد میں قیام کیا۔ یہ دیر دمشق سے آدھ کوس کے فاصلے پر تھا

(لہ صفحہ ۱۴۸ پر)

انھوں نے امرائے لشکر کو بلا کر کہا۔ ہمیں دمشق کا محاصرہ کر لینا چاہیئے انھوں نے ہماری واپسی کے وقت جو کچھ کیا تھا وہ سب کو معلوم ہے یا امین الامۃ! تم باب جابیہ پر جا کر اترو لیکن دروازے سے ذرا فاصلے پر۔ تم اپنے ہمراہیوں کو روزانہ اس دروازے کو فتح کرنے کے لئے بھیجو۔ لیکن اپنے لشکر کے کئی حصے کرلو اور ایک حصہ کو باری باری سے بھیجتے رہو۔ طویل محاصرے سے دل تنگ نہ ہو جانا رومیوں کے فریب میں نہ آجانا جوانمردی سے اپنے مقام پر ٹھہرے رہنا۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔ "میں انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔"

چنانچہ وہ چوتھائی لشکر لے کر باب جابیہ پر پہنچے ان کے لئے دروازے سے ذرا فاصلے پر ایک خیمہ طائفی چمڑہ کا کھڑا کر دیا گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ حجاز انصاری نے اپنے دادا سے یہ دریافت کیا کہ تم ابو عبیدہ کے ساتھ لڑائی میں موجود تھے مسلمانوں کے پاس ہزاروں وہ شاندار خیمے تھے جو انھوں نے اجنادین بصرہ اور دوسرے مقامات سے رومیوں سے حاصل کئے تھے۔ پھر حضرت ابو عبیدہ کے لئے ان خیموں میں سے کوئی خیمہ کیوں نہیں کھڑا کیا گیا۔ ان کے دادا نے جواب دیا اس لئے کہ مسلمان دنیا کی زینت کو پسند نہیں کرتے وہ ثواب کی امید پر طلب آخرت کے لئے لڑتے تھے راحت و آرام نہیں کرتے تھے وہ اس لئے جہاد کرتے تھے کہ انھیں شہادت کی تمنا تھی اگرچہ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت میں بے شمار زرہیں آگئی تھیں لیکن کم لوگ ان زرہوں کو استعمال کرتے تھے بعض مسلمانوں کے پاس خرمے کی گٹھلی کی زرہیں تھیں یہ اس طرح تیار کی جاتی تھیں کہ گٹھلیوں میں سوراخ کر کے موٹی ڈوروں سے باندھ دیا جاتا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب ابو عبیدہ باب جابیہ پر جا اترے تو حضرت خالد نے یزید بن ابی سفیان کو باب الصغیر پر۔ شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باب توما پر عمر بن العاص بن وائل السہمی کو باب الفرادیس

(۱ صفحہ ۱۴۲ کا نوٹ) طارقہ کی جمع طوارق ہے اس کے معنی سپر یعنی ڈھالی کے ہیں
۲ عرادات جمع عرادہ کی ہے جس کے معنی منجنیق کے ہیں۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

قیس بن ہبیر المرادی کو باب کیسان پر روانہ کیا اور خود باب شرقی پر اترے دمشق کا ایک محاصرہ ایسا رہا جس پر مسلمان نہیں اترے اس دروازے کا نام باب مرقس تھا وہ بند رہتا تھا چونکہ اس دروازے پر لڑائی نہیں ہوتی تھی اس لیے عربوں نے اس کا نام باب السلامتہ رکھ دیا۔

حضرت خالد نے ضرار بن الازور کو دو ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ تمھیں لشکر کا طلیعہ مقرر کیا جاتا ہے تمام شہر کے گرد پھرتے رہو جس طرف کے مسلمانوں کو مدد کی ضرورت سمجھو ان کی مدد کرو ـــــ اگر جاسوسوں کو دیکھو تو انھیں گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔

ضرار بن الازور کچھ اداس سے ہو گئے انھوں نے کہا "یوں آپ کی اطاعت مجھے منظور ہے لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہو گا کہ اور مسلمان تو لڑتے ہوں گے اور میں شہر کا گشت کرتا ہوں گا۔ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے مجھے بھی کسی مورچے پر لڑتا رہنے دیجیے"۔

خالد۔ تمھیں لڑائی سے نہیں روکا جاتا ہے بلکہ تمہارے ذمہ تمام دروازوں کی نگہداشت ہے جس دروازے پر مناسب سمجھو حملہ کرو اور اپنی قدرت و طاقت کے موافق لڑو۔ وہ اپنے ہمراہیوں کو لے کر گشت کے لئے روانہ ہو گئے۔

حضرت خالد نے دروازۂ شرقی سے شہر پر یورش کی رومی پہلے ہی سے تیار تھے انھوں نے تیروں، پتھروں اور ڈھیلواسیوں سے مقابلہ کیا مسلمانوں نے بھی تیر چلائے اس حملے سے فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہو گئے۔ عین اس وقت عبد الرحمن بن حمید الجمی حضرت ابو بکر صدیق کا خط لے کر پہنچے ـــــ حضرت خالد خط پڑھ کر خوش ہوئے بقیہ تمام دن مسلمان لڑتے رہے رات کو واپس لوٹے۔

حضرت خالد نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے خلیفہ اول کا خط پڑھ کر انھیں سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے انھیں ابو سفیان بن صخر بن حرب عمرو بن معدی کرب الزبیدی اور مالک اشتر نخعی کے آنے سے بڑی مسرت ہوئی پھر حضرت خالد نے حضرت ابو بکر صدیق کا خط ہر دروازے پر بھیجا تا کہ ہر دروازے کے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا جائے چنانچہ تمام دروازوں پر یہ خط بلند

آواز سے پڑھ کر سنایا گیا اور ہر دروازے کے مسلمان نہایت خوش ہوئے۔
ضرار رات کے وقت بھی گشت کرتے رہتے تھے تاکہ رومی غفلت کی حالت میں شہر سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ نہ کر دیں اس لئے ہر دروازے کے مسلمان پر شور آواز سے تکبیریں کہتے رہے تھے رومی بھی گھنٹے بجاتے کلمات کفر کہہ کر شور کرتے اور فصیل پر مشعلیں روشن کئے گھومتے رہے۔

اہل دمشق کا توما سے مشورہ کرنا

دمشق کے امراء رؤسا، دانشمندوں نے جمع ہو کر کہا کہ مسلمانوں سے جنگ کر کے ہم فلاح کو نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ ہمارا جس قدر لشکر اجنادین میں جمع ہوا ہے اور اس لشکر میں جتنے بہادر اور دلیر لوگ تھے ہمارے شہر میں نہ اتنے سپاہی ہیں، نہ ایسے شجاع اور دلیر ہیں۔ مسلمانوں نے انہیں بھی ڈالا ہمیں کب باقی چھوڑیں گے اس لئے مسلمانوں سے مصالحت ہی کر لینی چاہیئے۔ بعض لوگوں نے کہا ــــ یہ رائے مناسب ہے مگر ہم بغیر رائے اور مشورہ توما کے کچھ نہیں کر سکتے" چلو اس سے درخواست کریں کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کرے۔

چنانچہ سب لوگ توما کے پاس چلے۔ توما نہایت بہادر جنگ جو، دلیر باہمت اور دانشمند تھا۔ ہرقل اس کی بہادری کی وجہ سے اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس نے اس سے اپنی بیٹی بیاہ دی تھی اور عزرائیل حاکم دمشق کے مارے جانے پر توما دمشق کا حاکم بنا دیا گیا تھا۔ توما کے نام سے دمشق میں ایک دروازہ تھا اس دروازے کے قریب ہی توما کا قصر تھا وہ اسی قصر میں رہا کرتا تھا۔

اکابر قوم توما کے قصر پر پہنچے قصر کے دروازے پر ہتھیار بند لوگ پہرہ پر مقرر تھے انھوں نے آنے والے لوگوں سے دریافت کیا وہ کس لئے آئے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ کے داماد توما سے ملنا چاہتے ہیں۔ کچھ پہرہ دار توما کے پاس گئے اور ان لوگوں کے داخلے کی اجازت لے کر آئے۔
یہ سب لوگ توما کے حضور میں پہنچے اور اظہار تعظیم و سلام کے لئے سجدے

میں گر گئے توما نے خوش ہو کر انھیں بیٹھنے کا حکم دیا اور ان سے دریافت کیا ایسی اندھیری رات اور تمہارے آنے کا سبب کیا ہے۔

ایک رومی نے جو بڑا بولنے والا اور نہایت عقلمند تھا کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ مسلمانوں نے ہمیں بلا میں مبتلا کر دیا ہے ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے یا تو ان سے صلح کر لو۔ اور جو کچھ وہ مانگیں انھیں دے دو۔ یا بادشاہ کو لکھو کہ وہ ہماری مدد اتنے لشکر سے کرے کہ ہم ان عربوں کی طرف سے بے ڈر ہو جائیں۔"

توما نے کہا۔ بادشاہ کے سر کی قسم میں مسلمانوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا ہوں جب میں ان سے لڑوں گا تو اگلوں کو پچھلوں سے ملا دوں گا اگر میں ان کے لئے شہر کا دروازہ بھی کھول دوں تو میرے دبدبے کی وجہ سے انہیں شہر میں گھسنے کی جرائت نہ ہو گی"

رومی۔ تم نے ابھی مسلمانوں کو لڑتے نہیں دیکھا ہے اس لئے ایسا کہہ رہے ہو۔ ان کی بہادری کا یہ عالم ہے کہ ان کا ایک کمزور بوڑھا بھی ہمارے دس بیس نوجوانوں کو مار ڈالتا ہے ان کے سردار کا یہ حال ہے کہ ہمارا کوئی شہزور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یا تو تم ان سے ہمارے لئے مصالحت کر دو یا ہمیں ساتھ لے کر ان سے لڑو۔"

توما۔ تعجب ہے تم مسلمانوں سے اس قدر ڈرتے ہو حالانکہ وہ تعداد میں بہت کم ہیں ان کے پاس لڑائی کا ساز و سامان تک بھی نہیں ہے اکثر ان میں کے ننگے پیر اور بغیر زرہوں کے ہیں۔

رومی۔ اے سردار! وہ ساز و سامان کم ہونے کی وجہ سے ننگے پیر اور بغیر زرہ کے نہیں رہتے ہیں کیونکہ انھوں نے فلسطین میں روجیس کے لشکر سے کلوس اور عزرائیل سے، بیت الھیا میں بولص اور اس کے بھائی لیطرس سے شحوا میں اور وردان سے اجنادین میں اس قدر سامان حاصل کیا ہے کہ ایک ایک مسلمان کے پاس دوہرا دوہرا سامان ہو سکتا ہے لیکن وہ اس لئے سامان کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کے نبی نے ان سے یہ کہہ رکھا ہے کہ جو کافر مارا جائے گا وہ دوزخ میں جائیگا

اور جو مسلمان مرے گا وہ بہشت میں داخل ہو گا اور دائمی حیات حاصل کرے گا مسلمان بہشت میں جانے کے لئے ننگے پیر اور بغیر زرہ کے لڑتے ہیں۔

توما نے ہنس کر کہا۔ سختی ہو تم پر۔ تم میں مسلمانوں کے عقائد داخل ہوتے جاتے ہیں۔ تم اس بات کو مدنظر کیوں نہیں رکھتے ہو کہ حضرت مسیح تمہارے گناہوں کے کفارے میں صلیب پر چڑھ گئے۔ تم گناہ کرنے پر بھی بے گناہ ہو۔

رومی ہمارے اس عقیدے نے ہمیں بزدل بنا دیا ہے ہم بے خوفی سے گناہ کرتے ہیں عیش و عشرت میں پھنسے رہتے ہیں لڑنے سے جی چراتے ہیں کس قدر غلط عقیدہ ہے یہ ہمارا۔

سنو اے سردار! اگر تم مصالحت پر آمادہ نہیں ہو تو ہم خود مسلمانوں سے صلح کر کے شہر کے دروازے ان کے لئے کھول دیں گے۔

توما کو خوف ہوا کہ کہیں وہ مسلمانوں سے مصالحت نہ کرلیں اس نے کہا تم اطمینان رکھو میں عربوں کو تمہارے شہر سے پھیر دوں گا ان کے سردار کو مار ڈالوں گا تم میرے ساتھ مل کر ان سے جنگ کرو۔

رومی۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں۔

توما۔ بس تو صبح کو میں عربوں پر بلا بن کر نازل ہوں گا۔

رومی واپس چلے آئے۔ رات کو رومیوں نے تمام فصیلیں، برجوں اور دروازوں پر کثرت سے مشعلیں روشن کیں اور ساری رات نگہبانی کرتے رہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہے۔ مسلمانوں کے اہل و عیال دیر میں تھے خالد ان کی حفاظت پر مامور تھے رافع بن عمیرۃ الطائی لشکر زحف میں تھے ضرار بن الازور گشت کرتے رہے جب صبح ہوئی تو ہر سردار نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی اور مسلح ہو کر قلعہ کی طرف چلے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ تم پیادہ ہو کر دشمنوں سے لڑو اور اپنے آپ کو ڈھالوں میں چھپالو۔ چنانچہ مسلمان اسی طرح سے باب الجابیہ کی طرف بڑھے اسی وقت یزید بن ابی سفیان نے باب الصغیر پر قیس بن ہبیرہ نے باب کیسان پر رافع بن عمیرۃ الطائی نے باب شرقی پر شرجیل نے باب توما پر

عمرو بن العاص نے باب الفردوس پر حملہ کیا۔ ہر دروازے پر مسلمان پاپیادہ حملہ آور ہوئے عیسائیوں نے تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کی مسلمانوں نے اپنے آپ کو ڈھالوں کے پیچھے چھپا لیا۔

حضرت ضرار اور ان کے دو ہزار ساتھی گھوڑوں پر سوار تھے وہ گشت کرتے ہر دروازے پر پہنچے اور ہر دروازے کے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ صبر کرو اے حاملان قرآن صبر کرو آج دشمن کی لڑائی میں صبر کرو گے تو کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے قریب اور سائے میں رہو گے۔ یقین جانو کہ کافروں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پیروں کے نیچے سے عنقریب ہونے والا ہے تم خدا سے ڈرتے اور اسے یاد کرتے رہو وہ یقیناً تمہاری مدد کرے گا۔

ابان بن سعید کی شہادت

مسلمان ہر دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے عیسائی حلقے گئے اوپر سے ان پر تیر برسا رہے تھے اسی وقت توما دروازے پر نمودار ہوا۔ ایک راہب جو بڑا عبادت گزار تھا جسے رومی بڑا عابد و زاہد سمجھتے تھے تمام قوم اس کی عزت کرتی تھی وہ اپنے صومعہ سے بہت کم باہر نکلتا تھا بزرگ قوم مانا جاتا تھا وہ بھی اس روز توما کے ساتھ گیا اس کے سر پر صلیب اعظم تھی اس کے جواہر جگمگا رہے تھے اس نے صلیب کو برج میں گاڑ دیا اس کے گرد بطارقہ، اراجیہ، ہرقلیہ اور قیاصرہ جمع ہو گئے ایک قس انجیل اٹھائے ہوئے تھا۔ راہب نے اس سے انجیل لے کر کھولی توما کو اشارہ کیا توما نے انجیل کی سطر پر انگلی رکھ کر دعا مانگی۔ اے اللہ ہماری مدد کر ہمیں دشمنوں سے بچا ہم تجھ سے صلیب کا واسطہ دے کر مدد چاہتے ہیں اور اس کے وسیلے سے اعانت طلب کرتے ہیں جو تیرا ابیا تھا جو سولی دیا گیا جس نے ربوبیت اور افعال لاہوتیہ کی نشانیاں ظاہر کیں وہ قدیم ہے ہمیشہ سے تیرے ساتھ ہے وہ دنیا میں ہماری ہدایت کے لئے آیا اور تیرے پاس لوٹ گیا وہ تیرے پاس سے انجیل لایا۔ ہمیں ظالموں پر غالب کر اور اس کی مدد کر جو راہ راست پر ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ توما کی اس دعا کے الفاظ روایا نے مسلمانوں کو بتائے مسلمان ان کلمات کفر کو سن کر کانپ گئے انھوں نے خدا سے پناہ

مانگی حضرت شرجیل نے کہا. خدا کی قسم تو جھوٹا ہے ۔ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے نہیں تھے وہ
قدرہ نہیں ہیں ۔ خدا نے انھیں حضرت آدم کی طرح پیدا کیا تھا ۔ پھر انہوں نے سختی سے
کہا ۔ رومیوں نے اور بھی تیزی سے تیر اور پتھر برسانے شروع ۔ کئے ان تیروں سے
اکثر مسلمان زخمی ہوئے ابان بن سعید بن العاص کے بھی ایک تیر لگا وہ بھی شدید زخمی
ہو گئے ۔ یہ تیر زہر آلود تھا ۔ انہوں نے خود ہی تیر کو نکال کر زخم کو عمامہ سے باندھ لیا
لیکن فوراً ہی زہر کا اثر ان کے بدن میں سرایت کر گیا ۔ وہ گر پڑے ان کے بھائی مسلمان
انھیں اٹھا کر لشکر گاہ میں لائے انہوں نے علاج کرنے کے لیے زخم سے عمامہ کھولنا چاہا ابان
نے انھیں منع کرتے ہوئے کہا ۔ میرا زخم نہ کھولو ۔ میرا خیال ہے زخم کے کھلتے ہی میرا دم نکل
جائے گا خدا نے وہ چیز عطا کر دی جس کی مجھے تمنا تھی ۔

مسلمانوں نے ان کا کہنا نہ مانا ان کا زخم کھول دیا ۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر
کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد ان الرسول الله هذا ما وعد
الرحمٰن وصدق المرسلون :۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے اللہ کے کوئی
معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں یہ خدا کا وعدہ
تھا اور وہ سچے رسول تھے ۔ یہ کہتے ہی وہ شہید ہو گئے ۔

ام ابان بنت عتبہ کی شجاعت ابان بن سعید کی بیوی عتبہ بن ربیعہ
تھیں چند ہی روز پہلے اجنادین
کے مقام پر انکا نکاح ہوا تھا ۔ ان کے ہاتھوں میں مہندی کی رنگت اور کپڑوں میں عطر کی
خوشبو بسی ہوئی تھی ۔ وہ اس قبیلہ سے تھیں جن کی عورتیں نہایت دلیری سے لڑا کرتی تھیں،
انہوں نے جب اپنے شوہر کی شہادت کا حال سنا تو دنیا ان کی نظروں میں اندھیر ہو
گئی رنج و غم کا پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑا ۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئیں ـــــ بار غم سے جھکی جاتی
تھیں وہ اپنے شوہر کی لاش کی طرف اس شان سے چلیں کہ ڈوپٹہ کا کچھ حصہ ان کے
سر پر رہ گیا تھا اور زیادہ تر پیچھے لٹک کر گھسٹنے لگا وہ چلنے میں ٹھوکریں کھا رہی تھیں
انھیں معلوم نہیں تھا وہ کہاں جا رہی ہیں ۔ دفعتہً انہوں نے کسی کو کہتے سنا ۔ انا للہ
وانا علیہ راجعون یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے ۔ اور اس کی طرف لوٹنے والا
ہے ۔ ان کی آنکھیں کھل گئیں ۔ انہوں نے ڈوپٹہ ٹھیک کر کے اوڑھا اور اپنے شوہر کی

لاش پر آکر کھڑی ہوئیں۔ ان کے آنسو جاری ہو گئے مگر دیکھنے والوں نے دیکھا انہوں نے بڑے صبر و تحمّل سے کام لیا۔ انہوں نے کہا تم نے پائی وہ چیز جس کی تمہیں تمنا تھی تم حوروں کے مشتاق بن کر پروردگار کے سائے میں چلے گئے، اس پروردگار کے جس نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ کیا تھا اور پھر جدا کر دیا۔ قسم ہے خدا کی میں جہاد کروں گی اور کوشش کروں گی کہ تم سے جلد سے جلد مل جاؤں افسوس ہے ہماری ملاقات چند روز ہی رہی۔ میں نے عہد کر لیا ہے کہ تمہارے بعد میرے جسم کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکے گا میں نے آج اپنی جان کو راہ خدا میں قید کر دیا ہے مجھے پورا یقین ہے کہ میں تم سے بہت جلد آملوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ ام ابان کو اپنے شوہر ابان بن سعید سے بڑی محبت تھی مگر انہوں نے اسقدر ضبط و صبر کیا کہ ہر مسلمان ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مسلمانوں نے ان کے شوہر کو نماز پڑھنے کے بعد دفن کر دیا ان کی قبر اب بھی مشہور ہے۔ ام ابان اب بھی نہ روئیں نہ بین کیا بلکہ وہ سیدھی اپنے خیمہ پر آئیں مسلح ہوئیں چہرہ پر اسطرح نقاب ڈال لیا کہ سوائے آنکھوں کے کوئی حصہ نظر نہ آئے مگر وہ ایسی خوبصورت تھیں کہ نقاب ڈال لینے پر ان کا حسن چھن چھن کر نکل رہا تھا وہ حضرت خالد سے بغیر اجازت لیے ہوئے مسلمانوں میں مل گئیں انہوں نے دریافت کیا کہ میرے شوہر کس دروازے پر مارے گئے ہیں لوگوں نے بتایا کہ باب توما پر وہ وہیں پہنچیں اور حضرت شرجیل بن حسنہ کے ساتھیوں میں مل کر دروازے کی طرف بڑھیں وہ نہایت مشہور تیر انداز تھیں ان کا تیر کبھی خطا نہیں کرتا تھا۔

حضرت شرجیل نے بیان کیا ہے۔ مسلمان لڑائی میں مشغول تھے میں دیکھ رہا تھا کہ توما کے سر پر ایک سیاہ صلیب کا سایہ تھا۔ اس صلیب میں جواہرات لگے ہوئے تھے جو دھوپ میں جگمگا رہے تھے ایک تنومند شخص اس صلیب کو اٹھائے ہوئے تھا وہ کلمۂ کفر کہہ رہا تھا کہ دفعتاً ام ابان نے تیر چلایا تیر صلیب بردار کے جسم میں جا کر پیوست ہو گیا وہ آہ کر کے گرا صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی مسلمانوں نے اس کے جواہرات چمکتے ہوئے دیکھے۔ مسلمان ڈھالوں کی آڑ لے کر صلیب کی طرف بڑھے ہر شخص کی خواہش تھی کہ صلیب کو اپنے قبضے میں کرے۔

توما نے جب دیکھا کہ مقدس صلیب گر گئی ہے اور مسلمان اسے اٹھانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں تو اسے اپنی خواری کا یقین ہوا اس نے کہا۔

افسوس وہ صلیب ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہی۔ جو بڑی مقدس تھی جب بادشاہ کو معلوم ہو گا تو اسے کس قدر ملال ہو گا میرے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں اسے عربوں کے ہاتھوں میں نہ پڑنے دوں۔

اس نے فصیل پر کھڑے ہوئے رومیوں سے کہا۔ اس قدر تیر اور پتھر برساؤ کے مسلمان صلیب تک نہ پہونچ سکیں۔ پھر وہ بے شمار رومیوں کو لے کر قلعہ سے باہر نکلا۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رومیوں کا سیلاب قلعہ سے نکل کر ان کی طرف بہنے لگا۔

مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ ابھی تک بہت سے مسلمان صلیب حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے رومیوں کو قلعہ سے نکلتے نہیں دیکھا تھا مسلمانوں نے شور کر کے انہیں آگاہ کیا وہ بھی ہوشیار ہو گئے رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔۔۔ قلعہ کے اوپر سے تیر اور پتھر برس رہے تھے۔ سامنے تلواریں چلنے لگیں مسلمانوں پر دوہری مار پڑنے لگی۔

شرجیل بن حسنہ نے پکار کر کہا۔۔۔ مسلمانو! پیچھے پھرو تاکہ قلعہ کے اوپر سے جو تیر اور پتھر برس رہے ہیں ان سے بے ڈر ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی مسلمان پیچھے ہٹے اور اتنے پیچھے ہٹ آئے کہ دروازہ کے اوپر سے جو ان پر زد پڑ رہی تھی اس سے نکل آئے۔

توما جوش میں بھرا تھا وہ مست اونٹ کی طرح حملہ کرتا بڑھا چلا آ رہا تھا اس کی قوم کے بہادر لوگ اس کے گرد تھے اور ان کے پیچھے بڑے دل رومی تھے وہ نہایت جوش و استقلال سے لڑ رہے تھے۔ حضرت شرجیل نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا اے مسلمانو! صبر کرو۔ استقلال سے لڑو۔ دشمنوں کا جوش ہنڈیا کا ابال ہے تمہاری تلواریں ان کے جوش کو ٹھنڈا کر دیں گی۔ اس بات کو جان لو کہ بہشت آراستہ کر دی ہے حوریں آرائش کر کے عروس نوبن کر تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ خدا کے لیے پشت نہ پھیرنا ورنہ خدا کا غضب نازل تم پر ہو جائے گا۔ مل کر حملہ کرو خدا مدد دے گا۔

مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا انہوں نے رومیوں کے سیلاب کو روک دیا۔ عیسائی اور مسلمان ٹکرا گئے نہایت خوں ریز جنگ ہونے لگی تلواریں اپنا کام کرنے لگیں لاشوں پر لاشے

گرنے لگیں خون کے فوارے ابلنے لگے اس عرصے میں حضرت شرجیل نے صلیب کو اٹھا لیا ۔ توما نے دیکھا اس نے ایک غلیظ گالی دی اور شرجیل پر حملہ کرتے ہوئے کہا ۔

"زندگی چاہتے ہو تو صلیب کو فوراً ڈالدو ۔ ورنہ سمجھ لو کہ تم پر بلا آگئی ہے سختی اور ہلاکی پہنچ گئی ہے "

حضرت شرجیل نے صلیب کو ڈالدیا اور تلوار ڈھال لے کر توما کے مقابلے میں آگئے توما نے اپنی قوم کو آواز دے کر کہا ۔ تم صلیب اٹھا لو ۔ اتنے میں اس عرب کا کام تمام کردوں ۔"

مشرکوں نے صلیب لینے کے لیے ہجوم کیا مسلمانوں نے مزاحمت کی ۔ لڑائی اور بھی تیز ہوگئی ۔ توما جھپٹ کر شرجیل پر حملہ آور ہوا ام ابان نے اسے دیکھا انہوں نے مسلمانوں سے دریافت کیا ۔ یہ کون شخص ہے جو خوار کرنے اپنے نفس کو گیا بعض مسلمانوں نے کہا یہ ہرقل اعظم کا داماد ہے اس کا نام توما ہے ۔ تمہارے شوہر کو اسی نے مارا ہے ۔

یہ سنتے ہی ام ابان کا چہرہ سرخ ہوگیا انہوں نے کہا اے اللہ میری مدد کر تاکہ میں دشمن سے اپنے شوہر کا انتقام لے سکوں وہ بھیڑ کو چیرتی ہوئی توما کی طرف بڑھیں چونکہ مسلمان اور عیسائی گتھم گتھا ہو کر لڑ رہے تھے اس لیے گبروں نے انھیں گھیرا اور یہ کوشش کی کہ انھیں آگے نہ بڑھنے دیں اور انھیں نقصان پہنچائیں ۔ لیکن ام ابان ان سے مطلق نہیں ڈریں نہ انہوں نے ان کی طرف توجہ کی انہوں نے تیر کمان میں رکھ کر مارا اور بسم اللہ المتہ رسول کہہ کر چھوڑا اس وقت توما نے نہایت شدت سے حملہ کیا ۔ اور قریب تھا کہ وہ شرجیل پر غالب آجائے کہ دفعتاً ام ابان کا چلایا ہوا تیر توما کی دائیں آنکھ میں گھس گیا اس صدمے سے اسے اپنی روح نکلتی ہوئی معلوم ہوئی وہ چلاتا ہوا پیچھے کیطرف بھاگا ام ابان نے دوسرا تیر چلایا گبروں نے شور کرکے انھیں ڈانٹا اور دشمن خدا توما کو ڈھالوں کے پیچھے چھپا لیا ۔

لیکن ام ابان نہ گھبرائیں ۔ وہ برابر تیر برسانے لگیں انکا ایک تیر ایک گبر کے سر میں لگا وہ پلٹ کر گھوڑے سے نیچے گرا دوسرا تیر دوسرے گبر کے گلے میں لگا وہ بھی اوندھے منہ گرا ۔

اسی وقت شرجیل بن حسنہ نے پکار کر کہا مسلمانوں سختی ہو تم پر کس چیز نے تمھیں سگ رومی کے تعاقب سے روک رکھا ہے۔ حملہ کرو ان کتوں پر اور ان کے بڑے کتے کو مار ڈالو۔ مسلمانوں نے سنبھل کر نہایت جوش سے حملہ کیا تو ما قلعہ کی طرف بھاگا جا رہا تھا اس کی قوم کے بہادر اس کے ہم رکاب تھے رومی شاندار واپسی کی گردان کر رہے تھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انھیں مارتے کاٹتے دروازے تک پہنچ گئے۔ رومیوں نے برجوں اور فصیل کے اوپر سے اس کثرت سے تیر اور پتھر برسائے کہ مسلمانوں کو واپس لوٹنا پڑا وہ اپنی جگہ ہٹ آئے انہوں نے مقتول رومیوں کے لباس اور ہتھیار وغیرہ حاتم صلیب بھی اپنے قبضہ میں کر لی اس جنگ میں تین سو رومی مارے گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ تو ما ٹکراتا ہوا دروازے میں داخل ہوا جب سب رومی قلعہ کے اندر آ گئے تب دروازے بند کر لیا گیا تو ما کو معززین شہر اپنے ساتھ شہر میں لے گئے وہ قصر کے دروازے پر جا کر بیٹھ گیا اس کی آنکھ میں سخت تکلیف تھی کرب و بےچینی سے اس کا برا حال تھا۔ اسی وقت شہر کے مشہور جراح اور ڈاکٹر طلب کیے گئے ان سب نے تیر نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تیر ایسا پیوست ہوا تھا کہ کسی طرح نہ نکلا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہڈی میں گھس گیا تھا جب کوئی سبیل اس کے نکالنے کی نہ ملی تو مجبور ہو کر ہڈی کاٹ لی گئی اور پھل آنکھ کے اندر ہی رہ گیا کئی دوائیں سوزش کم کرنے کے لیے لگائی گئیں اور پٹی باندھ دی گئی اسکے مصاحبوں میں سے کئی لوگوں نے کہا آپ قصر میں جا کر آرام کریں تو ما نے کہا افسوس ہے مجھے کسی پہلو چین نہیں ہے میری آنکھ میں تیر کا پر موجود ہے ان کی سوزش سے ایک دم بھی قرار نہیں آتا ہے۔ رومی نے ما سے کہا۔

کہ صلیب اعظم ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہی دوسری یہ کہ تم زخمی ہو گئے ہو ہم اس بات کو پہلے سے جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا مقابلہ آسان نہیں ہو انکی آتش حرب میں کوئی بھی انکے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اسی لیے ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ مسلمانوں سے مصالحت کر لو لیکن تم نے نہ مانا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے صلح کر لینا مناسب ہے۔

تو ما کو تکلیف تو تھی ہی ان باتوں پر اور غصہ آیا اس نے غضبناک ہو کر کہا سختی ہو تم پر کیا بزدلانہ مشورہ دے رہے ہو حالانکہ جانتے ہو کہ ہم سے صلیب اعظم لے لی گئی ہے میری

آنکھ کو ایذا پہنچی ہے میرے مصاحبوں میں سے اکثر مارے گئے ہیں میں ان مسلمانوں کے سامنے عاجزی کروں یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے بادشاہ کیا کہے گا میں ان سے حضور مقدس صلیب واپس لوں گا اور اپنی آنکھ کے عوض ان کی ہزاروں آنکھیں نکال دوں گا اور ان آنکھوں کو بادشاہ کے پاس بھیجوں گا تاکہ اس پر میری بہادری ظاہر ہو جائے میں عنقریب ان کے ساتھ فریب کروں گا ان کے سردار کو مار ڈالوں گا ان کی جماعت کو پامال کر دوں گا انہوں نے جو کچھ میری قوم سے چھینا ہے وہ سب واپس لے لوں گا عرب میں جاکر مدینہ پہنچوں گا ان کے بادشاہ ابوبکر اور ان کی نشانیوں کو مٹا دوں گا ان کی مسجدوں کو کھود ڈالوں گا۔ ان کے شہروں کو مسمار کر کے الوؤں، کھوسٹوں اور وحشی جانوروں کا مسکن بنا دوں گا۔

جب اسکے درد کو کچھ سکون ہوا تو وہ فصیل پر گیا۔ گبروں کو لڑائی کی ترغیب دینے لگا۔ رومی اور بھی کثرت سے تیر اور پتھر برسانے لگے مسلمان نہایت صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔

حضرت شرجیل نے ایک قاصد حضرت خالد کے پاس روانہ کر کے انھیں ابان بن سعید کے شہید ہونے ام ابان کے تیر چلانے اور صلیب بردار کو مار ڈالنے اور اس کے مصاحبوں کے بھاگنے اور صلیب کے گرنے۔ توما کے ام ابان کے اس کی آنکھ کے پھوڑ ڈالنے کے تمام حالات کی اطلاع دی اور مدد طلب کی۔

حضرت خالد ان واقعات کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے قاصد سے کہا واپس جاکر شرجیل سے کہو۔ ہر دروازے پر مسلمان مصروف جنگ ہیں وہ ایسی سخت جنگ میں مبتلا ہیں کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کی مدد نہیں کر سکتا ہے تم استقلال ہمت اور صبر سے مقابلہ کرتے رہو ــــ میں تم سے قریب ہوں اور تمہاری امداد کرنے والے عنقریب تمھارے پاس پہنچیں گے ــــ خدا سے مدد کی امید رکھو۔ وہ اعانت کریگا اور فتح عطا فرمائے گا۔

قاصد نے حضرت شرجیل سے یہ پیغام بیان کیا... انہوں نے کہا سچ یہی ہے کہ اللہ مدد کرے گا اسی کی مدد پر بھروسہ کرنا چاہیے ــــ وہ اور ان کے ہمراہی بقیہ

دن نہایت استقلال و ہمت سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت گذر گیا اور عصر کا وقت آ گیا۔ اس وقت انہوں نے لڑائی موقوف کر دی اپنے جائے قیام پر واپس چلے آئے۔ ہر دروازے کے مسلمانوں نے جنگ بند کر دی۔ سب سے پہلے مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ جب دن چھپ گیا تو موذنوں نے مغرب کی اذان کہی اور ہر دروازے کے سرداروں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔ اس کے بعد مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے اس سے فارغ ہو کر انہوں نے کھانا تیار کیا اور عشاء کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا اور آرام کرنے لگے۔

توما کی شبخون کی تیاری

رات کے وقت توما نے شہر کے تمام معزز لوگوں اور فوج کے سارے سرداروں کو طلب کر کے کہا عیسائی بہادرو! تمہیں ایسی قوم نے گھیر لیا ہے جن میں نہ وفاداری ہے نہ عہد کی پابند ہے نہ نیک خوئی۔ نہ انکا کچھ دین ہے نہ وہ امن و امان چاہتے ہیں انکی طبیعتوں میں شر و فساد ہے اگر تم ان سے مصالحت بھی کر لو وہ ہرگز صلح پر قائم نہ رہیں گے جو کچھ تم دو گے اس سے زیادہ طلب کریں گے وہ اپنے ساتھ اہل و عیال کو اس لیے لائے ہیں تاکہ تمہارے شہروں میں آباد ہو جائیں گے تمہیں نکال دیں گے۔ دراصل وہ عرب کی زندگی سے تنگ آ گئے ہیں۔ وہاں سوائے ریت کے اور رکھا ہی کیا ہے وہ تمہاری دولت و املاک پر قبضہ کر کے تمہاری عورتوں کو کنیزیں اور تمہارے بچوں کو غلام بنانا چاہتے ہیں کیا تم یہ ذلت گوارا کر لو گے"

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے ہاتھوں سے بزرگ صلیب اس لیے جاتی رہی کہ تمہیں نہ صلیب کا کچھ پاس رہا۔ نہ صلیبی مذہب کا۔ تم نے صلیب کے دشمنوں سے مصالحت کر لی جو صلیب نے تمہیں ایذا دی اور تمہاری اعانت کی میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اس لیے نکلا تھا کہ انھیں شکست دے کر بھگا دوں میں ضرور ایسا ہی کرتا اگر میری آنکھ نہ جاتی رہتی۔ اب بھی میں ان سے ضرور اپنا انتقام لوں گا"

رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ وہ مصالحت پر آمادہ تھے مگر توما کی سختی اور غصہ سے ڈرتے تھے ان میں سے بعض نے کہا اے سردار مسلمانوں کو زیر کرنا آسان نہیں ہے وہ لڑائی میں بڑے حریص ہیں موت کی پرواہ نہیں کرتے اگر

تم ان سے لڑو گے۔ یہ ان کی دلی تمنا ہے وہ بھی ہم سے لڑیں گے ان کا ایک سردار باب جابیہ سے آئے گا اور بڑا سردار باب شرقی سے حملہ کرے گا۔ ہمیں اندیشہ ہے وہ اس شہر کو ضرور فتح کر لیں گے مگر پھر بھی ہم تمھارے حکم کے خلاف کچھ بھی کرنا نہیں چاہتے اگر تم لڑنا ہی چاہتے ہو تو ہم فصیلوں اور برجوں کے اوپر سے لڑیں گے۔

توما۔ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے اگر تم سب نے خلوص دل اور جرأت و ہمت سے اس پر عمل کیا تو یقیناً فتح تمھاری ہے تم ضرور مسلمانوں کو ہزیمت دے کر بھگا دو گے اور جب ایک دفعہ مسلمان بھاگ جائیں گے تو پھر ملک شام میں ان کے قدم کہیں نہ جمیں گے بادشاہ تم سے تمھاری کارگزاری کی وجہ سے بہت خوش ہو گا۔

قوم نے دریافت کیا وہ کیا تدبیر ہے۔

توما نے جواب دیا۔ میری تدبیر یہ ہے کہ آج تم سب مل کر مسلمانوں پر شب خون مارو۔ تمھاری تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے تم ہر دروازے سے نہایت خاموشی اور احتیاط سے کثیر تعداد میں نکلو اور جب کہ مسلمان غافل ہوں آرام سے پڑے سو رہے ہوں اچانک حملہ کر کے انھیں پیس ڈالو۔ باب کیسان پر مسلمانوں کے غلام ہیں اور ان کے سردار ایک بوڑھے اور ناکارہ مسلمان ہیں ان پر قابو پا لینا کچھ دشوار نہیں ہے میں باب توما کے مسلمانوں کو شکست دے کر باب شرقی پر جاؤں گا اور مسلمانوں کے بڑے سردار کو قید کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دوں گا۔

قوم نے اس کی اس تدبیر کو بہت پسند کیا انھیں اس میں کامیابی کی امید نظر آئی انھوں نے خوش ہو کر کہا نہایت مناسب تدبیر ہے مسیح نے چاہا تو ہم فتحیاب ہوں گے۔

توما۔ فتح اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لڑنے والوں میں سے کوئی شخص بھی شہر میں باقی نہ رہے بلکہ جو لوگ لڑنے کے قابل ہیں اور فوج میں ملازم نہیں ہیں وہ بھی لڑنے کے لئے نکلیں۔ شہرت و ناموری اور مسلمانوں سے لوٹی ہوئی دولت واپس لینے کا یہ زریں موقع ہے اسے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے اب تم جا کر تیاری کرو اور مستعد اور تیار ہو جاؤ اور جب ناقوس بجایا جائے اور گھنٹے کی آواز بلند ہو فوراً ہی ہر دروازہ کھول دو اور قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر شدید حملہ کر کے انھیں مار ڈالو سوائے سرداروں کے اور کسی کو امان نہ دو۔"

رومی چلے گئے اور تیاری کرنے لگے۔ توما نے ایک شخص کو بلایا کہ ناقوس لے کر دروازے پر بیٹھ جائے اور جب اس کے پاس قاصد پہنچے وہ زور سے ناقوس پھونکے ایک نصرانی کو گھنٹہ بجانے پر مامور کر دیا۔ رومی بڑے جوش سے تیاری کرتے رہے یہاں تک کہ حملہ کرنے کے لئے بالکل لیس ہو گئے۔ توما نے ناقوس بردار کے پاس قاصد بھیجا اس نے اسی زور سے ناقوس بجایا کہ تمام قلعہ میں اس کی آواز گونج گئی ساتھ ہی گھنٹہ بھی زور سے بجنے لگا۔ ہر دروازے کے نصرانیوں نے ان آوازوں کو سنا وہ دروازے کھول کر نہایت آہستگی سے مسلمانوں کی طرف چلے توما پورے طور پر مسلح تھا اس نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی لوہے کے جوشن باندھ رکھے تھے خود کیسری اوڑھ رکھا تھا یہ خود ہرقل اعظم نے شاہی اسلحہ خانہ سے اسے عطا کیا تھا۔ ہندی تلوار جو چوڑی تھی ہاتھ میں لے رکھی تھی اور جرمقیہ کی سپر اٹھالی تھی اس کے ہمراہی بھی زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ عمود اور تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے توما نے اپنی فوج سے کہا اگر صلیب پر تمہاری نظر پڑ جائے تو اسے تم اپنے قبضے میں کر لینا اگر تم اس پر دسترس نہ پاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ضرور اسے حاصل کروں گا۔

رومی لوہے میں غرق تھے اگرچہ وہ چلنے میں بڑی احتیاط کر رہے تھے لیکن ان کی زرہیں اور ہتھیار شور کر کے رات کی خاموشی کو توڑ رہے تھے کچھ مسلمان شب بیداری کیا کرتے تھے تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تھے انھوں نے اول ناقوس کی پھر گھنٹے کی آوازیں سنیں ساتھ ہی زرہوں اور ہتھیاروں کی آوازیں آئیں وہ ہوشیار ہو گئے اور انھوں نے اپنے ہمراہیوں کو جگانا اور خطرے سے آگاہ کرنا شروع کر دیا مسلمان اپنی خوابگاہوں سے حملہ آور شیروں کی طرح نکلے انھیں مسلح ہونے کا موقع نہ ملا محض تلواریں ڈھالیں لے کر دوڑ پڑے۔

شب خون

رومی ہر دروازے سے نکل کر مسلمانوں کی طرف جھپٹے مسلمان بیدار و ہوشیار ہو کر ان کے مقابلے میں آ گئے لیکن نہ تو وہ پورے ہتھیار لے سکے نہ مرتب ہو سکے بے ترتیب رہے مگر انھوں نے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں کی جنگ شروع کر دی۔ اندھیری رات میں تلواریں چلنے لگیں مسلمانوں نے تکبیریں کہیں رات کا سناٹا ٹوٹ گیا۔ شور دار و گیر بلند ہو گیا حضرت خالد۔ ویرخالد ۔ میں

عورتوں کی حفاظت کر رہے تھے انھوں نے یہ شور سنا وہ بے چین ہو کر اپنی خوابگاہ سے نکلے اور بولے ۔ افسوس ہے میری لاپرواہی کی وجہ سے مسلمان مبتلائے مصیبت ہوئے ۔ رب کعبہ مسلمانوں کی مدد کر انھیں اعدا کے شر سے بچا ۔

انھوں نے قحطان[1] بن یزید کو جو عدی بن حاتم طائی کے بھائی تھے بلایا اور کہا میں نے تمھیں اپنا قائمقام کیا ۔ تم یہاں ٹھہر کر عورتوں کی حفاظت کرو ۔ رومیوں کو اس طرف نہ آنے دو گبروں نے شب خون مارا ہے میں صبر نہیں کر سکتا ۔

حضرت خالد صرف چار سو سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے وہ ایسے بدحواس ہوئے نہ زرہ ہی پہنی اور نہ خود اوڑھا اور عمامہ تک نہ باندھا محض ایک ٹوپی اوڑھے ہوئے دوڑے ۔ خالد کو مسلمانوں کے مبتلائے مصیبت ہونے کا سخت رنج و قلق ہوا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے وہ یہ رنج آمیز اشعار پڑھ رہے تھے ۔

فدفق من دمعی امجر انی حزن   وضاق صدری و سیر انی بشجن

غم سے میرے آنسو جاری ہو گئے ہیں اور غم نے مجھے برہنہ تن کر دیا ہے مجھے غمگین دیکھ کر میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے

یا رب سلم من نزول المحن   ارحم کمی الاسلام یا ذو المنن

اے پروردگار اس آزمائش کے اترنے سے بچا لے صاحب نعمتوں اور احسان کے اسلام کو

حضرت خالد اور ان کے ساتھی مسلمانوں کی تکبیروں اور رومیوں کے شور کی آوازیں سن رہے تھے ہر دروازے کی طرف سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں بھلا یہ ... کہ مسلمان تکبیریں کہہ رہے تھے اور جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمان ہوشیار ہو گئے ہیں تو انھوں نے شور کرنا شروع کر دیا سب سے زیادہ غل وہ رومی کر رہے تھے جو فصیل اور برجوں میں موجود تھے انھوں نے مشعلیں روشن کر لی تھیں اور شور کر کے ساتھیوں کے دل بڑھا رہے تھے

رومی اور مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے ۔ اندھیری رات میں صیقل شدہ تلواریں چمک رہی تھیں تلواروں کے چلنے اور ڈھالوں خود زرہوں پر پڑنے کی آوازیں بلند

---

[1] اصل نام بلبان بن یزید ہے   (صادق صدیقی سردھنوی)

ہو رہی تھیں جو رومی قتل و زخمی ہو رہے تھے وہ فریاد و فغان کر رہے تھے۔
حضرت خالد نے اپنی جگہ باب شرقی پر رافع بن عمیر الطائی کو مقرر کیا تھا اور وہ ان کے ہمراہی اس وقت نہایت سخت لڑائی لڑ رہے تھے دفعتہً خالد بن الولید اور ان کے ہمراہی وہاں پہنچے انھوں نے بلند آواز سے کہا۔ "بشارت ہو اے مسلمانوں! آ گئی تمھارے لئے مدد۔ پہنچ گئی۔ تمھارا فریاد رس یعنی خالد بن الولید ہوں کافروں کا ہلاک کرنے والا ہوں"
حضرت خالد نے زبردست حملہ کر کے رومیوں کی صفوں کو الٹ دیا رومی دلیروں کو مار ڈالا مگر انھیں اب بھی رنج و قلق تھا وہ لڑ رہے تھے مگر ان کا دل دوسرے دروازوں پر جو مسلمان جنگ کر رہے تھے ان کی سلامتی کے لئے بے چین تھا انھیں ابو عبیدہ کا بڑا خیال تھا وہ زیادہ جنگجو نہیں تھے۔ شرجیل کی طرف سے بھی اطمینان نہیں تھا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ توما اسی دروازے سے نکلا ہوگا وہ بڑا سرکش اور دلیر و فتنہ پرور ہے لیکن اس وقت وہ کسی دروازہ کے مسلمانوں کی بھی مدد نہیں کر سکتے تھے کیونکہ شرقی دروازے پر بھی رومیوں کا بے پناہ لشکر موجود تھا وہ اس سے لڑ رہے تھے۔
دمشق میں یہودی بھی موجود تھے سنان بن رفنہ نے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے چچازاد بھائی قیس بن ہبیرہ سے دریافت کیا تھا کہ کیا یہودی بھی تم سے لڑتے تھے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں یہودی فصیل کے اوپر سے ہم پر تیر اور پتھر برسایا کرتے تھے۔

شرجیل بن حسنہ اور توما کی جنگ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ توما کے ساتھ رومیوں کی کثیر جمعیت تھی وہ مسلمانوں پہ اچانک آ گرا تھا مگر مسلمانوں نے بڑے استقلال سے اس کا مقابلہ کیا۔ توما بڑا بہادر تھا وہ دائیں اور بائیں حملہ کر کے مسلمانوں پہ حملے کر رہا تھا اس کے حملوں سے اکثر مسلمان زخمی ہو جاتے تھے وہ سخت لڑائی لڑ رہا تھا اور مسلمانوں کی صفیں پھاڑ رہا تھا اس نے زعم شجاعت سے متردد ہو کر پکارا کہاں ہے تمھارا وہ سردار جس نے میری آنکھ کو زخمی کیا تھا اسے یہ خبر نہیں تھی کہ اس کی آنکھ میں عرب کی ایک خوش جمال نازنین لڑکی نے تیر مارا تھا) میں بادشاہ کا رکن ہوں۔ صلیب کا مدد دینے والا ہوں بڑا بہادر ہوں اگر تم اپنے سردار کو میرے حوالہ کر دو تو میں تمھارے قتل سے باز رہوں گا اور واپس پلٹ جاؤں گا۔

حضرت شرجیل نے اس کی یادہ گوئی سنی تو گھوڑا بڑھا کر اس کے مقابلے میں پہنچے اور للکار کر کہا۔ او دشمن خدا پہنچ گیا تیرے پاس فرشتۂ اجل میں تیرا بدخواہ ہوں تیرا مخالف ہوں میں اپنی قوم کا سردار ہوں تیرا مخالف اور تیری جماعت کا ہلاک کرنے والا ہوں تیری صلیب کا مٹانے والا ہوں میں کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں

توما ان کی طرف پلٹا دونوں جنگ کرنے لگے نہایت سخت لڑائی لڑے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی چونکہ مسلمان کم تھے اور ہر شخص اپنے نزدیک والے سے لڑ رہا تھا اس لئے کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔

ام ابان کی گرفتاری

ام ابان ——— بھی حضرت شرجیل کے ساتھ تھیں وہ نہایت صبر و استقلال سے لڑ رہی تھیں ان کے ہاتھوں میں کمان تھی پشت پر ترکش لٹک رہا تھا ایک چھوٹی سی تلوار حمائل تھی ڈھال ایک طرف پڑی تھی وہ کمان میں تیر رکھ کر چلاتی ان کا کوئی تیر خالی نہیں گیا تھا۔ انھوں نے بہت سے رومیوں کو مار ڈالا تھا یہاں تک کہ ان کے پاس صرف ایک تیر رہ گیا انھوں نے تیر ہاتھوں میں لے کر ادھر اُدھر دیکھا۔

رومی ان سے اس قدر ڈر گئے تھے کہ ان کے پاس آتے کتراتے تھے اس وقت وہ بے نقاب تھیں مگر اندھیرے میں بھی ان کا چہرہ چمک رہا تھا ایک رومی نے طمع کر کے ان پر حملہ کیا انھوں نے تیر کمان میں رکھ کر چلایا تیر رومی کے سینے پر پڑا لیکن وہ جھپٹ کر ام ابان کے پاس آگیا اسنے انھیں پکڑا اور اپنی قوم کو آواز دی کئی رومی دوڑ کر ابان کو آلپٹے اور انھوں نے وہیں گرفتار کر لیا۔ . . . . لیکن جس رومی کو انھوں نے تیر مارا تھا وہ مرگیا۔

حضرت شرجیل اس وقت بھی توما سے سخت لڑائی میں مشغول تھے توما ان پر شدید حملے کر رہا تھا مگر وہ بڑے مرتبے والوں کی طرح ثابت قدم تھے نہایت صبر و استقلال سے لڑ رہے تھے انھوں نے پوری قوت سے تلوار ماری توما نے ڈھال پر روکا شرجیل کی تلوار ٹوٹ گئی ——— توما نے خوش ہو کر ان پر حملہ کیا اور اسے گمان ہوا کہ وہ شرجیل کو قید کر لے گا۔

دو سوار اسی وقت نمودار ہوئے ان کے پیچھے ان کا لشکر تھا ان میں سے ایک

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق تھے اور دوسرے ابان بن عثمان تھے ——————
انھوں نے دیکھا کہ ایک رومی ام ابان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے ہے وہ اپنی رہائی کی جد وجہد کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے پکار رہی ہیں لیکن مسلمان ایسی سخت لڑائی میں مصروف ہیں کہ کوئی ان کی مدد نہیں کرتا۔
عبدالرحمٰن نے حملہ کر کے اس رومی کو مار ڈالا اور ام ابان کو چھڑایا ام ابان نے ان کا شکریہ ادا کیا۔
عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی ابان بن عثمان رضی اور ان کے ساتھیوں نے پُر زور حملے کر کے رومیوں کو پلٹ دیا۔ حضرت شرجیل نے تلوار حاصل کر لی تو ما پیچھے پلٹا۔
واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ باب الجابیہ پر تھا۔ جس رات رومیوں نے شب خون مارا اس رات کو اسی وقت ابو عبیدہ بن الجراح اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے ناقوس کی آواز سنی پھاٹک کھلنے کا کھٹکا ہوا انھوں نے نماز مختصر کر کے ختم کی اور خیمے سے باہر نکل کر آواز دے کر مسلمانوں کو ہوشیار کیا ساتھ ہی خود مسلح ہو گئے ہم سب مسلمان بھی مسلح ہو گئے وہ ہمیں لے کر چلے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سامنے سے رومی آتے نظر آئے ہر حضرت ابو عبیدہ اور تمام مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا ساتھ ہی ہم سب نے تکبیر کہی رومی ہمیں مستعد بہ جنگ دیکھ کر واپس لوٹے ہم نے ان پر سختی سے حملہ کر کے انھیں قتل و زخمی کرنا شروع کر دیا۔
واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ اس معرکہ میں ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں سے زیادہ دلیری اور استقلال سے کوئی نہیں لڑا مسلمان رومیوں کو قتل کرتے ہوئے ان کے پیچھے چلے جا رہے تھے رومی لشکر کا سردار جرجی بن قانی تھا۔
رومی دروازے کے قریب پہنچے فصیل اور برجوں کے اوپر جو رومی تھے انھوں نے سمجھا مسلمان آ گئے اندھیرا ہو ہی رہا تھا انھوں نے اپنے ہی لوگوں پر تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ بے شمار رومی مارے گئے ان پر دو طرف سے زد پڑی ایک فصیل اور برجوں کے اوپر سے دوسری سامنے سے۔ سامنے مسلمان تھے وہ انھیں بے دریغ قتل کر رہے تھے۔

حضرت ابو عبیدہ باوجود پیرانہ سالی کے نوجوانوں کی طرح لڑ رہے تھے گھوڑا دوڑا کر حملہ کرتے تھے اور رومیوں کو قتل کرکے اپنے سامنے کا میدان صاف کر دیتے تھے وہ جس طرف حملہ آور ہوتے ان کے ساتھی بھی اسی طرف حملہ کر دیتے۔

باب جابیہ پر جن لوگوں نے حملہ کیا تھا ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جا سکا سب کے سب مارے گئے یہاں تک کہ ان کا سردار جرجی بن قالا بھی مارا گیا مسلمان تکبیریں کہتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔

حضرت خالد بھی نہایت سرفروشی سے جنگ کر رہے تھے انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بے شمار رومیوں کو مار ڈالا۔ ان کی صفوں کو توڑ دیا اور انھیں واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا اسی وقت انھیں ضرار بن الازور نظر آئے ـــــ وہ خون میں تر تھے ـــ

حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا۔ تمھارے پیچھے کیا حال ہے ـــ اے ابن الازور ـــ؟

حضرت ضرار نے کہا ـــ بشارت ہو تم کو اے سردار! کہ میں نے ڈیڑھ سو رومیوں کو قتل کیا ہے جب کسی رومی کو میں قتل کرتا تھا تو اسے شمار کر لیتا تھا میرے ہمراہیوں نے بے شمار رومیوں کو قتل کیا ہے جب رومی قلعہ سے نکلے ہیں تو اس وقت میں باب الصغیر کی طرف تھا وہاں یزید بن ابی سفیان اور ان کے ہمراہیوں نے رومیوں کو روک لیا۔

اس عرصے میں یزید بن ابی سفیان اور ان کے ہمراہی تیار ہو گئے انھوں نے رومیوں پر سخت حملہ کرکے ان کی بھاری تعداد مار ڈالی بقیہ رومی بھاگ گئے پھر میں اپنے ساتھیوں کو لے کر دوسرے دروازے پر گیا وہاں بھی لڑا وہاں سے تیسرے دروازے پر پہنچا غرض تمام دروازوں پر گشت لگایا اور ہر دروازے پہ گیا اور رومیوں کو قتل کیا سب سے آخر میں آپ کے پاس آیا ہوں۔

خالد۔ خدا تمھیں جزائے خیر دے ـــ " آؤ شرجیل کی خبر لیں۔

حضرت خالد ضرار اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر حضرت شرجیل کے پاس پہنچے ان سے جنگ کا حال سن کر ان کا شکریہ ادا کیا وہ رات رومیوں کے لیے سخت تھی ہی کیوں کہ ان کے ہزاروں آدمی مارے گئے تھے لیکن مسلمانوں کے لئے

بھی سخت تھی کیوں کہ وہ اچانک مبتلائے مصیبت ہو گئے تھے۔

توما کا ہرقل کو خط لکھنا

اگلے روز روسائے شہر بھی توما کے پاس پہنچے اور اس نے کہا تم نے جو تدبیر کی تھی وہ کتنی اچھی تھی اور اس میں کامیابی کی کس قدر امید تھی لیکن تم نے دیکھا جیسے مسلمان رات بھر سوتے ہی نہیں ہر دروازے پر مستعد و ہوشیار ملے انھوں نے ہمارے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا اب ہم نے سمجھ لیا کہ ہم میں مسلمانوں کے دفع کرنے کی طاقت نہیں ہے اب ہمارے لئے سلامتی اسی بات میں ہے کہ ہم مسلمانوں سے مصالحت کریں اور اگر تم صلح پر تیار نہیں ہو تو ہم خود مصالحت کرلیں گے۔ اور تمھیں تمہارے حال پر چھوڑ دیں گے۔

توما نے کہا۔ تم اتنا صبر کرو کہ میں تمام حالات سے بادشاہ کو اطلاع دے کر مدد کی درخواست کردوں۔ اگر اس نے مدد کی تو بہتر ہے ورنہ صلح ہمارے آگے ہے۔

توما نے اسی وقت ہرقل اعظم کو اس مضمون کا خط لکھا۔

"شہنشاہ روم! عربوں نے ہمیں اس طرح گھیر لیا ہے جس طرح آنکھ کی سفیدی پتلی کی سیاہی کو گھیر لیتی ہے۔ ان لوگوں نے اجنادین میں ہماری قوم کو شکست فاش دے کر ہمارے پچاس ہزار بہادروں کو مار ڈالا اب انہوں نے دمشق کا محاصرہ کیا ہے میں ان کے مقابلے کو نکلا تھا انھوں نے تیر کا آنکھ پھوڑ ڈالی۔ میرے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ میں نے ان پر شب خون مارا تو وہ الٹے مجھ پر حملہ آور ہوئے اور ہماری بھاری تعداد کو موت کی گود میں ڈال دیا۔ دمشق کے لوگ یہ کیفیت دیکھ کر مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے ہیں وہ ادائے جزیہ پر صلح کر لینا چاہتے ہیں یا تم خود آؤ یا عظیم الشان لشکر مدد کے لئے بھیجو یا صلح کی اجازت دو۔"

توما نے یہ خط لپیٹ کر مہر لگائی اور رات کو ایک قاصد کے ہاتھ روانہ کر دیا جب صبح ہوئی تو مسلمانوں کے پاس حضرت خالد نے قلعہ پر حملہ کا حکم بھیجا مسلمان تیار ہو گئے توما نے قاصد بھیج کر درخواست کی کہ ہمیں مشورہ دو تاکہ ہم غور و مشورہ کر کے کسی نتیجے پر پہنچیں حضرت خالد نے مہلت دینے سے انکار کر دیا اور محاصرہ اس قدر سخت کر دیا کہ رومی تنگ آگئے۔

چنانچہ شہر کے سربرآوردہ لوگ جمع ہوئے انھوں نے کہا ہم محاصرہ سے اس قدر تنگ آگئے ہیں کہ اب صبر نہیں کر سکتے۔ اگر ہم عربوں سے لڑتے ہیں تو مغلوب ہوتے ہیں اگر لڑائی چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں تو ضیق اور تنگی میں پڑے ہیں ہم اسباب کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ نہ مسلمانوں کو بھگا سکتے ہیں نہ ان پر فتح پا سکتے ہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ ان سے مصالحت کر لیں۔

ایک بوڑھے آدمی نے جو بڑا عالم اور دانش مند تھا ان سے کہا - اے اکابر قوم میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس قوم کے مقابلے میں بادشاہ کبھی آتا تو عربوں کو تم سے دور نہ کر سکتا۔ اس لئے کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ ان کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے اور سید المرسلین ہوں گے ان کا دین سب دینوں پر غالب آجائے گا انھیں شکست دینا ناممکن ہے تمھارے لئے بہتر ہے کہ جو کچھ وہ مانگیں انھیں دے کر ان سے صلح کر لو۔

چونکہ اس بوڑھے آدمی کو سب جانتے تھے اس بات سے واقف تھے کہ وہ زبردست عالم اور اگلی اور پچھلی کتابیں پڑھا ہوا ہے اس لئے سب نے اس کی رائے کو پسند کیا ان سے پوچھا کہ کس طرح مصالحت ہونی چاہیئے۔

اس نے جواب دیا مسلمانوں کا جو بڑا سردار ہے اس کا نام خالد بن الولید ہے وہ باب شرقی پر ہے نہایت خونریز ہے۔ صلح جو اور بوڑھے ہیں ان کی طرف رجوع کرو وہ ضرور صلح کر لیں گے۔

امرا نے اس کی یہ بات پسند کی آدھی رات کے وقت سب رؤسا باب جابیہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلے۔

اہل دمشق کی مصالحت

ان لوگوں نے اسلامی لشکر کے قریب پہنچ کر بلند آواز سے کہا اے گروہ عرب! کیا ہمیں تم سے امان مل سکتی ہے تاکہ ہم تمھارے پاس آکر صلح کی گفتگو کریں۔

اس روز ابوعبیدہ نے کچھ لوگ لشکر کی حفاظت پر مقرر کئے تھے اور اس رات کو قبیلۂ دوس کی باری تھی اس قبیلہ کے لوگ گشت کر رہے تھے عامر بن الطفیل الدوسی ان کے سردار تھے ابوہریرہ دوسی رضی اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ تھے وہ رومیوں کی

آواز سنتے ہی ابو عبیدہ کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ان سے بلا کر کہا — اے سردار بشارت ہو رومی صلح کے لئے آئے ہیں۔

ابو عبیدہ نے کہا: مجھے معلوم تھا کہ وہ آئیں گے اور میں بھی یہ جانتا ہوں کہ آج دمشق فتح ہو جائے گا۔

ابو ہریرہ کو بڑا تعجب ہوا انھوں نے دریافت کیا یہ آپ کس طرح کہہ رہے ہیں:

ابو عبیدہ نے کہا۔ اے ابو ہریرہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی میری آنکھ لگ گئی تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا انھوں نے فرمایا۔

اللیلۃ فتح المدینۃ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا تو شہر اسی رات فتح ہو جائے گا — لیکن ابو ہریرہ مجھے ایک صدمہ اور قلق بھی ہے۔

ابو ہریرہ۔ وہ کیا؟

ابو عبیدہ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی عجلت میں دیکھا میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ اس قدر مستعجل کیوں ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ابی بکر صدیق نے انتقال کیا میں ان کے جنازے کی نماز پڑھنے کے لئے جا رہا ہوں خدا کرے یہ خواب جھوٹا ہو .... تم جاؤ اور رومیوں سے کہو کہ جب تک وہ شہر میں خاموشی کے ساتھ نہ چلے جائیں انھیں امان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ واپس آئے اور انھوں نے رومیوں سے پکار کر کہا۔

اے پرستاران صلیب بے خوف ہو کر آؤ کہ تمھارے لئے امان ہے۔

انھوں نے کہا۔ تم اصحاب محمدؐ میں سے کون شخص ہو اور کس بنا پر امان دیتے ہو تاکہ ہم تمھیں دیکھیں کہ تم پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

ابو ہریرہ نے کہا۔ میرا نام ابو ہریرہ ہے میں صحابی رسول اللہؐ ہوں اس بات کو خوب سمجھ لو مسلمان بدعہدی اور بے وفائی نہیں کیا کرتے اگر ہمارا غلام بھی کسی کو امان دے دے تو اس کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر ہے یوں تو ہم عہد جاہلیت میں بھی عہد کی پابندی کرتے تھے لیکن جب مسلمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا۔ یعنی عہد کو پورا کرو بے شک عہد

کی پوچھ گچھ ہوگی۔ اس وقت سے ہم اور بھی عہد کی پابندی کرنے لگے۔

رومی مسلمانوں کے پاس آگئے یہ سو آدمی تھے۔ وہ صلیبیں لٹکائے اور زنار کی قسم کے گلے میں دھاگے ڈالے ہوئے تھے مسلمانوں نے ان دونوں نشانیوں کو ان سے دور کر دیا اور انھیں ساتھ لے کر حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے۔

انھیں دیکھتے ہی ابوعبیدہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ یعنی جس وقت تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی بزرگ آئے' اس کی تعظیم کرو۔

رومی بیٹھ گئے' وہ حیرت سے دیکھنے لگے کہ عام مسلمانوں اور سردار میں کوئی فرق نہیں تھا۔ سردار کے پاس نہ بڑھیا کپڑے تھے نہ اعلیٰ قسم کا فرش تھا نہ کوئی سامان آرائش تھا۔ کچھ بھی نہ تھا انھوں نے کہا ہم ادائے جزیہ پر صلح اس شرط پر کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں مداخلت نہ کی جائے' ہمارے کنیسوں اور گرجوں کو باقی رکھا جائے' خصوصاً کنیسہ یحییٰ (آج کل یہ جمعہ مسجد ہے) کنیسہ مریم، کنیسہ حینا کنیسہ دلص کنیسہ حشاط کنیسہ سوق اتیل، کنیسہ اغدیہ - کنیسہ قرنا اس میں کوئی تصرف کسی قسم کا نہ کیا جائے' شہر میں جو چیزیں غلہ وغیرہ کی ہیں انھیں نہ لیا جائے ۔۔۔ ابوعبیدہ تمہاری یہ سب باتیں ہمیں منظور ہیں۔

چنانچہ جزیہ کی رقم طے ہو گئی' حضرت ابوعبیدہ نے صلح کی دستاویز لکھدی لیکن اس پر آپ نے دستخط کئے' نہ کسی کی گواہی کرائی بات یہ تھی کہ جب سے حضرت ابوبکر نے انھیں معزول کیا تھا وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ حضرت خالد کے کاموں میں مداخلت کریں انھوں نے یہ سوچا کہ جب شہر پر قبضہ ہو جائے گا تو دستاویز پر حضرت خالد کے دستخط کرا دیں گے۔

رومیوں نے ابوعبیدہ سے کہا - اب آپ ہمارے ساتھ چل کر شہر پر قبضہ کر لیں ابوعبیدہ نے اپنے ساتھ سو مسلمانوں کو چنا جن میں ۳۵ صحابی تھے ان کے نام یہ ہیں ابوہریرہ - معاذ بن جبل - سلمہ بن ہشام مخزومی، نعیم بن عدی، ہشام بن العاص دیبان بن سفیان - عبداللہ بن عمر العدوی، عامر بن طفیل - سعید بن الجبر الدوسی الحد ذوالکلاع الحمیری حسان بن نعمان الطائی جریر بن نوفل الحمیری سالم بن فرقد الحمر دی المسیب

بن اسلم طائی ۔ عمر بن خویلد السکسکی ۔ بنسان بن ادی الانصاری منجل بن الکندی ربیعہ بن مالک التیمی حکم بن عادی النبان ۔ مغیرہ بن شبعہ الثقفی بکر بن عبداللہ التیمی راشد بن اسعد قیس بن سعید ۔ سعید بن عمرو الغنوی رافع بن سہل یزید بن حامز ۔ عبیدہ بن اوس مالک بن الحرث عبداللہ بن طفیل ابو السابہ لمغداعوث بن ساجدہ عباس بن قیس عبادین عتبہ النہائی شیرہ بن عامر اور عبداللہ بن قرط الازوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

حضرت ابو عبیدہ کو خیال ہوا کہ کہیں رومی فریب نہ دیں اس لیے انہوں نے چاہا ان سے کچھ لوگ یرغمال کے طور پر لے لیں ۔ لیکن پھر انھیں یہ بات مناسب انہیں معلوم ہوئی اسکی وجہ تھی کہ انھیں اپنے خواب کی وجہ سے پورا یقین تھا کہ دمشق آج رات کو ضرور فتح ہو گا ۔ انہوں نے صرف خدا پر بھروسہ کیا اور رومیوں کے ساتھ چل کر شہر میں داخل ہوئے ۔ وہ دروازہ شہر پر انھیں قسیس اور راہب ملے جو سیاہ اون کا لباس پہنے تھے ان کے سینوں پر کپڑے کی سرخ رنگ کی صلیبیں تھیں اور انجیل ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے ۔۔۔ ان کے سینوں پر خوشبوؤں کی دھونی دیتے تھے ۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو عبیدہ گیارہ جمادی الثانی سنہ ۱۲ھ دوشنبہ کی رات کو دمشق میں داخل ہوئے ۔

حضرت خالد کا دمشق میں داخلہ

جس رات کو ابو عبیدہ بن الجراح روسائے شہر کے ساتھ دمشق میں داخل ہوئے اسی رات کا ذکر ہے کہ ایک رومی حضرت خالد کے پاس دروازہ شرقی پر آیا اس کا نام یوشا بن مرقس تھا بڑا عالم و دانا تھا ۔ اس کے پاس کتاب ملاحم دانیال پیغمبر علیہ السلام کی لکھی تھی اس میں لکھا تھا کہ عرب میں حضرت محمد صلعم پیغمبر ہوں گے وہ خاتم النبیین ہوں گے ان کی امت بہترین امت ہوگی اصحاب رسول اللہ صلعم ملک شام کے تمام شہروں کو فتح کریں گے ۔ ان کا دین سب دینوں پر غالب آ جائے گا ۔

یوشا کا مکان شہر کے قریب تھا جب رومیوں پر محاصرہ کی تنگی ہوئی تو یوشا نے خیال کیا کہ وہ مسلمانوں سے اپنے اہل و عیال کے لیے امان طلب کرے گا چنانچہ اس نے شہر پناہ کی دیوار میں نقب لگائی اور حضرت خالد کے پاس آ کر کہا اگر تم مجھے اور میرے

اہل عیال کو امان دو تو میں تمہیں شہر میں داخل ہونے کا راستہ بتاتا ہوں خالد نے امان دے دی۔ اس نے کہا آپ میرے ساتھ کچھ آدمی کر دیں جس راستے سے میں آیا ہوں اسی راستے انھیں لیجاؤں گا۔

خالد بن الولید نے سو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کر دیا ان مسلمانوں پر کعب بن حمزہ کو سردار مقرر کیا یونشا انھیں لے کر نقب کے ذریعہ سے اول اپنے مکان میں داخل ہوا پھر دروازے کی طرف چلا مسلمانوں نے دروازے کے پاس پہونچ کر اللہ اکبر کا پرشور نعرہ لگایا دروازے شرقی پر جو رومی پہرہ دے رہے تھے ان کے ہاتھ پیر خوف و دہشت سے کانپنے لگے ان کے ہاتھوں سے ہتھیار تک چھوٹ گئے۔

کعب بن مرہ مسلمانوں کو لے کر دروازے پر پہونچے انہوں نے تالے توڑ ڈالے زنجیریں کاٹ ڈالیں اور پھاٹک کھولدیا حضرت خالد دروازہ کھلنے کے منتظر ہی تھے — وہ کچھ لشکر کو ہمراہ لے کر دوڑے قلعہ میں داخل ہوئے اور رومیوں کو مارتے کاٹتے کنیسہ مریم کی طرف بڑھنے لگے۔

حضرت خالد اور ابو عبیدہ کی ملاقات

شرقی دروازے کیطرف سے خالد بڑھ رہے تھے اور باب جابیہ کیطرف سے ابو عبیدہ آرہے تھے دونوں کنیسہ مریم پر آکر مل گئے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھی رومیوں کو قتل کر رہے تھے اور حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی تلواریں میانوں میں ڈالے ہوئے تھے اور رائیں سے ایک نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا ابو عبیدہ نے کلام میں سبقت کی انہوں نے کہا اے ابا سلیمان! مژدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر شہر دمشق کو از روئے صلح کے فتح کیا۔

حضرت خالد کے چہرے سے ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے انہوں نے کہا صلح کیا چیز ہے، نہ نیک کرے اللہ تعالیٰ رومیوں کے حال کو شہر بزور تلوار اور ہیبت کے فتح کیا ہے۔ اب رومیوں کا کوئی حمایت کرنے والا نہیں باقی رہا ہے۔"

ابو عبیدہ۔ اے امیر! خدا کی قسم میں نے رومیوں سے مصالحت کی ہے انھیں صلح کی دستاویز لکھ کر دیدی ہے، دیکھو ان کے پاس دستاویز موجود ہے۔

خالد۔ لیکن تم نے بغیر میری اطلاع اور بلا حکم کے صلح کیسے کی۔ میں تم پر

سردار ہوں۔ تمھیں مجھ سے مشورہ لینا ضروری تھا ہے میں ہرگز شمشیر زنی موقوف نہ کروں گا یہاں تک کہ انھیں مٹا نہ دوں۔

ابو عبیدہ۔ !خدا کی قسم مجھے یہ خیال نہ تھا کہ تم میری کسی رائے میں مخالفت کروگے۔ بخدا یہ معاملہ اللہ کے نزدیک بڑا ہوگیا اس لئے کہ میں نے قوم کو امان دی ہے۔ میرے ساتھی مسلمان اس بات پر رضامند ہوگئے تھے بدعہدی اور بے وفائی ہمارا شیوہ نہیں ہے۔

یہ دونوں ابھی گفتگو کر رہے تھے۔ خالد ان کی ذمہ داری کو نہیں مانتے تھے رومی حیرت و خوف سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے خالد کے ساتھی جو جیش زحف اور اہل بادیہ سے تھے رومیوں کو قتل اور ان کی اولاد کو گرفتار کر رہے تھے۔ ابو عبیدہ کو یہ برا معلوم ہوا انھوں نے کہا۔ افسوس میری ذمہ داری ناچیز سمجھی گئی میرا عہد توڑا گیا میں خدا کو کیا جواب دوں گا۔ رومیوں سے کیسے آنکھیں ملاؤں گا۔ مسلمانوں میں تمھیں خدا کی قسم دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم اس وقت تک رومیوں کے قتل کرنے سے باز رہو جب تک میں اور خالد گفتگو کر کے کسی امر پر متفق ہوں۔ مسلمان شمشیر زنی سے رک گئے۔ مسلمان سردار خالد اور ابو عبیدہ کے گرد جمع ہوئے ان میں معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، سعید بن زید۔ عمرو بن العاص شرحبیل بن حسنہ ربیعہ بن عامر۔ قیس بن ہبیرہ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ بن عمر خطاب۔ ابان بن عثمان۔ مسیب بن نجبۃ الفزاری ذوالکلاع الحمیری اور کئی اور رؤسائے قوم سے تھے۔

ان میں سے ایک گروہ نے جس میں معاذ بن جبل اور یزید بن ابی سفیان بھی تھے کہا۔ ابو عبیدہ نے صلح کی دستاویز لکھدی ہے اسے تسلیم کر لیا جائے اس لئے کہ ابھی ملک شام کے سینکڑوں شہر باقی ہیں جو ہنوز فتح نہیں ہوئے ہرقل اعظم انطاکیہ میں موجود ہے جب رومیوں کو یہ خبر پہنچے گی کہ تم نے مصالحت کر کے بے وفائی کی تو کوئی شہر صلح کے ذریعہ فتح نہ ہوگا اس کے علاوہ خونریزی کی اجازت مجبوری کی حالت میں دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلعم خونریزی کو ناپسند کرتے تھے صلح کو عزیز جانتے تھے تم بھی ان گرجوں کو باقی رکھو قتل نہ کرو۔

پھر بھی قتل و قتال ہوتی رہی۔ بعض صحابہ نے کہا معاملہ کو طول نہ دو گبر دن کے قتل اور لوٹ مار سے باز آؤ۔ اور یہ واقعہ خلیفہ کو لکھو جو حکم وہ دیں اس پر عمل کرو
حضرت خالد نے کہا۔ تمھاری یہ بات مجھے منظور ہے۔ میں نے اہل دمشق کو امان لیکن اہل شہر نے ہربیس کو نصف شہر کا حاکم مقرر کر کے توما کا نائب مقرر کر دیا تھا توما کی طرح وہ بھی بڑا مفسد اور متعصب تھا۔ ابو عبیدہ نے کہا میں ان دونوں اور ان کے لشکروں کو امان دے چکا ہوں کیوں کہ میں ہر اس شخص کو امان دے چکا ہوں جو شہر میں ہے اگر یہ لوگ دونوں صلح کی دستاویز لکھنے کے وقت شہر میں نہ تھے تو امان میں داخل نہیں ہیں ۔ اے امیر اگر تم ایسا کرتے تو میں ہرگز تمھاری ذمہ داری کو ناچیز نہ کرتا تم بھی میری ذمہ داری کو ناچیز نہ کرو خدا تم پر رحم کرے۔
خالد۔ خدا کی قسم اگر تم نے امان نہ دی ہوتی اور تمھاری ذمہ داری نہ ہوتی تو میں رومیوں کے قتل سے باز نہ رہتا۔ ان دونوں ملعون۔ توما اور ہربیس کو تو فوراً ہی قتل کر ڈالتا اب یہ ہے کہ یہ دونوں مفسد شہر سے کہیں اور چلے جائیں۔
ابو عبیدہ۔ ان دونوں کے متعلق میں نے بھی دستاویز میں یہی لکھا ہے یہ دونوں شہر میں نہ رہنے پائیں گے یہاں سے نکال دیے جائیں گے۔
توما اور ہربیس بھی وہاں آ گئے تھے ان کے پاس ایک مترجم موجود تھا جو ابو عبیدہ اور خالد کی گفتگو سے انھیں آگاہ کرتا جاتا تھا۔ یہ دونوں اپنی زندگیوں کے لیے سخت متذبذب تھے جب انھوں نے سنا کہ ان کی جان بخشی پر دونوں سردار متفق ہو گئے ہیں تو ان کی جان میں جان آئی۔

توما کی درخواست

توما اور ہربیس نے مترجم سے کہا تو ابو عبیدہ سے کہہ کہ اگر تمہارے ساتھی خالد بن الولید بد عہدی اور بے وفائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ بات جائز نہیں ہے کیونکہ ہم شہر میں موجود تھے اور تم نے شہر والوں کو امان دی ہے۔
جب مترجم نے ابو عبیدہ سے کہا تو انھوں نے جواب دیا۔ کہدے اپنے سردار سے کہ متحق ہو تجھ پر امان دی خالد نے بھی تجھے۔
اب توما نے مترجم کے ذریعہ گفتگو شروع کی اس نے کہا تم نے امان دینے کے بعد

ہمارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے ہم تم سے ان کے خون کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ تم ہمیں اجازت دو کہ ہم مع اپنے اہل وعیال ساتھیوں اور مال واسباب کے جہاں چاہیں چلے جائیں۔

خالد۔ تم ہماری ذمہ داری میں آگئے ہو جہاں چاہو چلے جاؤ لیکن جب تم دارالحرب میں پہنچ جاؤ گے ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

توما۔ یہ نہیں بلکہ تم ہمیں تین دن کی مہلت دو ہم جس راستہ سے اور جہاں چاہیں چلے جائیں۔ تم میں سے کوئی ہمارا پیچھا نہ کرے گا۔ تین دن کے بعد اگر تم ہم تک پہنچ جاؤ گے تو تمہیں حق ہوگا کہ خواہ ہمیں مار ڈالو یا قید کر لو۔

خالد۔ یہ بات مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ تم اپنے سوائے کھانے پینے کی چیزوں کے اور کچھ نہ لے جاؤ۔

ابوعبیدہ۔ سبحان اللہ۔ یہ بات تو بدعہدی میں داخل ہے میرے اور ان کے درمیان تو یہ قرار داد پائی ہے کہ یہ لوگ مع مال واسباب کے نکل جائیں۔

خالد۔ میں نے یہ بھی منظور کیا۔ مال واسباب لے جانے کی بھی انہیں اجازت ہے لیکن ہتھیار نہ لے جاسکیں گے۔

ہربیس۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم بغیر ہتھیاروں کے مال واسباب لے کر سلامتی کے ساتھ سفر کریں ہم درندوں اور ڈاکوؤں سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے کہ ہتھیار اپنے ساتھ لے جائیں تو ہم تمہارے قابو میں ہیں اب جو چاہو کرو۔

خالد۔ اچھا تم میں سے ہر شخص ایک ہتھیار جو وہ پسند کرے لیجا سکتا ہے یعنی جو تیر لے وہ اور کوئی ہتھیار نہ لے جو تلوار لے وہ دوسری چیز نہ لے۔

توما۔ یہ بات ہمیں قبول ہے ہم میں سے ہر شخص جس ایک ہتھیار کو چاہے اپنے ساتھ لے لے تم اس قرار داد پر ایک عہدنامہ لکھ کر گواہی کرا دو۔

ابوعبیدہ۔ خاموش ہو۔ او کافر! تجھے تیری ماں گم کرے ہم اہل عرب میں نہ بیوفا ہیں نہ جھوٹے خالد کے قول پر قائم رہیں گے توما اور ہربیس نے اپنی قوم کو مال اسباب جمع کرنے کا حکم دیا کہ نہایت وسیع خیمہ ریشمی کھڑا کر دیا گیا لوگ قیمتی مال و

اسباب لالا کر جمع کرنے لگے ۲ سو گانٹھیں ریشمی کپڑے کی تھیں ان کپڑوں کے تھانوں میں زیادہ تر ایسے تھے جن میں زردوزی کا کام ہو رہا تھا بے شمار نقد و جنس تھا۔ سونے چاندی کے ڈھیر تھے جواہرات کی صندوقچیاں تھیں۔ اور قسم قسم کا سامان قیمتی تھا جب یہ کل سامان ایک جگہ جمع ہوا تو مسلمان اس قدر دولت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لیکن انہوں نے بد عہدی کر کے اس مال پر قبضہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

رومیوں نے تمام سامان باربرداریوں پر لادا۔ اور اس کثرت سے رومی قلعہ سے نکلے کہ مسلمانوں کو ان کی کثیر جماعت دیکھ کر حیرانی ہوئی یہ سب لوگ توما اور ہربلس کے لشکری تھے۔ ان میں کچھ وہ اہل شہر بھی تھے جو جزیہ دینے پر آمادہ نہ ہوئے تھے۔ چند راہب اور حبشی بھی تھے۔ لیکن یہ لوگ ایسی جلدی میں تھے کہ کوئی ایک دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا ان کے ساتھ ان کے اہل و عیال بھی تھے۔

حضرت خالد نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اے اللہ تو اس سامان کو ہمارے لیے کرے ہمیں اس کا مالک بنا دے۔ اس سازوسامان کو مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا دے تو دعا کا سننے والا ہے۔

توما نے حضرت ابو عبیدہ کو اسی قدر مال دیا جس پر صلح کی تھی۔ ابو عبیدہ نے ان سے کہا اب تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ لیکن تین روز کے بعد تم ہماری ذمہ داری سے نکل جاؤ گے۔

جب رومی روانہ ہوئے تو غبار نے انہیں ڈھک لیا۔ جب وہ کچھ دور چلے گئے تو حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اگر تم سے کچھ کہوں تو مانو گے۔

لوگوں نے کہا۔ کیوں نہ مانیں گے۔

خالد۔ تم اپنے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں تین روز کے بعد ان گبروں کے تعاقب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کا مال ہمیں دلا دے میرا خیال ہے کہ رومی اس شہر کی تمام دولت اور اچھی چیزیں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔"

جس وقت رومی روانہ ہوئے۔ ضرار بن الازور انھیں گوشہ چشم سے غصہ اور حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے عطیہ بن عامر سلکی بھی وہاں تھے وہ رومیوں کی روانگی دیکھ رہے تو ان کی بیوی یعنی ہرقل اعظم کی بیٹی بڑے جاہ و جلال اور شان و شوکت سے جا رہی تھی۔ اسکی سواری کے گرد کنیزوں کی سواریوں کا ہجوم تھا۔ وہ سب خوشنما لباس پہنے ہوئے تھیں خوبصورت تھیں خصوصاً ہرقل اعظم کی بیٹی کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ عطیہ نے ضرار سے کہا اے ابن الازور تم حسرت زدوں کی طرح کیا دیکھ رہے ہو۔

ضرار نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ میں اس چیز پر افسوس کر رہا ہوں جو ہاتھوں سے جاتی رہی۔

عطیہ۔ مال پر افسوس نہ کرو۔ خدا اس سے بہتر مال دے گا۔

ضرار میں مال پر افسوس نہیں کرتا بلکہ رومیوں کے بچ جانے پر افسوس کر رہا ہوں۔ ابو عبیدہ نے اچھا نہ کیا کہ انھیں امان دے دی۔

عطیہ۔ امین الامتہ نے برا نہیں کیا انہوں نے مسلمانوں کو مشقت اور ان کے خون بہنے سے بچا لیا ایک مسلمان کا خون ان تمام چیزوں پر افضل ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں مہربانی رکھدی ہے اور کفار کو اس سے محروم کر دیا ہے خدا رحم کرنے والا ہے اور رحم کرنے والے کو پسند کرتا ہے چنانچہ اس نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔ انا الرب الرحیم لا ارحم من لا یرحم یعنی میں پروردگار مہربانی نہیں کرتا نہ ان لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے۔

خدا نے یہ بھی فرمایا ہے والصلح خیر یعنی صلح بہتر ہے

ضرار تم سچ کہہ رہے ہو خدا کی قسم ابو عبیدہ نے اچھا کیا۔ لیکن اس بات کی گواہ رہو کہ میں ان لوگوں پر ہرگز رحم نہ کروں گا جنھوں نے خدا کی بیوی اور بیٹا قرار دیا ہے۔

رومیوں کی روانگی کے بعد دمشق میں ایک اور شاخسانہ اٹھا شہر کے اندر جواہر گیہوں کے ذخیرے بکثرت تھے۔ حضرت خالد کہتے تھے یہ ذخائر ہمیں ملنا چاہئیں دمشق والے کہتے تھے شہر میں جو کچھ بھی تھا وہ ہمارا ہے حضرت ابو عبیدہ سے دریافت کیا گیا

انہوں نے بھی یہی کہا کہ دمشق میں جو کچھ بھی تھا وہ سب رومیوں کا ہے بہت کچھ ردوکد کے بعد یہ طے ہوا کہ خلیفہ اول کو تمام واقعات کی مفصل اطلاع دے کر ان سے رائے لی جائے اس جھگڑے نے اتنا طول کھینچا کہ رومیوں کی روانگی کو تین روز سے زیادہ ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے ان کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک عجیب واقعہ شہر دمشق سے پہلے جبکہ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور حضرت ضرار قلعہ کے چاروں طرف گشت لگاتے تھے ایک شب کو باب کیسان پر مسلمانوں نے پھاٹک کھلنے کی آواز سنی اندھیرا ہو رہا تھا ضرار اور ان کے ہمراہی چپ کھڑے ہو گئے دروازے میں روشنی تھی انہوں نے پھاٹک سے تین سواروں کو نکلتے دیکھا وہ دروازے سے کچھ آگے بڑھ کر کھڑے ہو گئے ایک احتیاط سے آگے آیا غالباً وہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمان تو قریب نہیں ہیں جوں ہی وہ مسلمانوں کے قریب آیا ضرار نے ایک دم سے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے کہا اپنے ساتھیوں کو بھی آواز دے کر بلاؤ اس نے رومی زبان میں کہا۔ چڑیا جال میں پھنس گئی۔

یہ سنتے ہی دونوں سوار بدحواس ہو کر بلٹے اور دروازے میں داخل ہو کر پھاٹک بند کر لیا۔ مسلمانوں نے چاہا کہ اس رومی کو قتل کر ڈالیں۔ لیکن بعض نے مشورہ دیا کہ اسے سردار کے پاس لے چلو شاید یہ قلعہ کے اندر کی کوئی مفید بات بتا سکے چنانچہ اسے حضرت خالد کے سامنے پیش کیا حضرت خالد نے دریافت کیا۔

تمہارا کیا نام ہے؟

اس نے جواب دیا۔ میرا نام یونس ہے۔

خالد تم کون ہو؟

یونس۔ میں بطارقہ اور ملوک میں سے ہوں۔ تمام رومی میری بڑی عزت کرتے ہیں۔

خالد تمہارے ساتھ دو سوار کون تھے؟

یونس ان میں سے ایک وہ رومی لڑکی تھی جس سے میں روح کی گہرائیوں سے ساتھ محبت کرتا ہوں۔

خالد۔ تم نے ان سے واپس چلا جانے کو کہا۔

یونس ۔ میں نے ان سے صرف یہ کہا کہ چڑیا جال میں پھنس گئی اس لیے کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمان اسے بھی گرفتار نہ کرلیں وہ نہایت حسین و مہ جبین لڑکی ہے ۔ میں سارا ہی حال عرض کرتا ہوں آپ کے دمشق میں آنے سے پہلے سے مجھے اس لڑکی سے بڑی محبت تھی ۔ وہ بھی مجھے چاہتی تھی میں نے اس کے والدین سے کوشش کی ۔ انھوں نے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ۔ رخصتی کی تیاری ہو رہی تھی کہ تم نے آکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا رخصتی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا ۔

ہم دونوں میں برابر ایک جگہ ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں ـــــ ایک روز جب وہ رشک ماہ آئی تو اس نے مجھ سے کہا ۔ اس شہر سے ہمیں دور امن کی جگہ چلو ۔ میں خود بھی چاہتا تھا دل کی مراد بر آئی فوراً تیار ہو گیا چنانچہ آج میں وہ اس کی دایہ جو ہماری رازدار تھی ۔ تینوں پھاٹک سے نکلے ۔ میں یہ دیکھنے کے لیے کہ میدان صاف ہے یا نہیں آگے بڑھ آیا ۔ تمھارے ساتھیوں نے مجھے گرفتار کر لیا ۔ حضرت خالد نے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم قلعہ فتح کرنے کے بعد اسے تمہارے حوالہ کر دیں گے وہ مسلمان ہو گیا ۔ اور شہر کی تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کا شریک رہا جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو یونس بھی داخل ہوا اس نے اپنی منگیتر کی تلاش شروع کی اسے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس کی محبوبہ تیری گرفتاری کے غم میں نن (یعنی راہبہ) بن گئی ہے ۔ یونس اس کنیسہ میں آیا جس میں اس کی معشوقہ راہبہ بن کر داخل ہوئی تھی وہ اس کنیسہ کے سامنے آئی ۔ اس نے اسے دیکھ کر کہا ـــــ اوہ ـــــ تم زندہ ہو ؟ افسوس میں نے سمجھا تھا مسلمانوں نے تمھیں مار ڈالا ـــــ اسی غم میں میں راہبہ بن گئی ۔

یونس نے کہا ۔ مسلمانوں نے مجھے قتل نہیں کیا میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے تیرے اور تیرے خاندان والوں کے لیے امان حاصل کرلی ہے وہ لڑکی بڑی خوبصورت تھی اس نے اپنی موٹی نیلی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہاتے ہوئے کہا ۔ تم نے اپنا مذہب چھوڑ دیا ۔ مسیح کی قسم اب میں تمہارے ساتھ ایک دم نہ رہوں گی ۔

ہر چند یونس نے اسے سمجھایا ۔ لیکن وہ اس کے ساتھ نہ آئی بلکہ توما اور ہربیس

کے ساتھ چلی گئی یونس کو بڑا رنج وغم ہوا مگر جب اس نے سنا کہ خالد توما کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے دل میں امید کی شعاع چمکی جب وہ پری زخسار توما کے ساتھ جا رہی تھی تو یونس نے حضرت خالد سے شکایت کی خالد نے کہا چونکہ ابو عبیدہ نے شہر از روئے صلح فتح کر لیا ہے اس لئے ہم تیری منگیتر کو نہیں روک سکتے جب توما کی روانگی کو چار راتیں گزر گئیں اور خالد بن الولید نے اس کے تعاقب کا قصد نہیں کیا تو یونس نے ان کے پاس آ کر کہا۔ کیا آپ توما کا تعاقب نہ کریں گے؟

خالد۔ اب تعاقب سے کیا فائدہ ہے قوم کو روانہ ہوئے چار دن اور چار راتیں گزر گئیں وہ ڈرے اور سہمے ہوئے تیزی سے گئے ہیں ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے "

یونس ۔ میں اس ملک کے چپے چپے سے واقف ہوں - یہ بھی جانتا ہوں کہ رومی کس راستے سے گئے ہیں چونکہ ان کی جمعیت زیادہ ہے اس لئے وہ تنگ راستے سے نہیں جا سکتے سڑک اعظم سے گئے ہوں گے میں ایسے راستوں سے تمھیں لے جاؤں گا کہ تم انھیں پا لو گے۔

خالد - اگر ایسا ہو تو تم اپنی بیوی کو حاصل کر سکو گے۔

یونس اسی کو حاصل کرنے کے لئے میں زحمت برداشت کرنا چاہتا ہوں چونکہ جس خطۂ ملک میں تم جاؤ گے وہ رومیوں سے بھرا پڑا ہے اس لئے اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت کر دو کہ وہ عرب منتصرہ یعنی قوم لخم اور جذام کے سے کپڑے پہن لیں۔

حضرت خالد لشکر زحف کو لے کر یونس کے ساتھ روانہ ہوئے انھوں نے راستے میں اکثر جانوروں کی کونچیں کٹے پڑے دیکھا۔ یونس نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توما کے ساتھ کے جانوروں میں سے جو جانور تھک کر تیز روی سے رہ جاتا تھا رومی اس کو کونچیں کاٹ کر ڈالتے جاتے تھے۔

ضحاک بن صفیان نے بیان کیا ہے کہ میں اس لشکر زحف کے ہمراہ تھا جو خالد بن الولید کے ساتھ یونس کی راہبری میں توما کے تعاقب میں گیا تھا ہمارے لشکر کے سپاہی چار ہزار تھے اور ہم سب نے عرب منتصرہ کا لباس پہن لیا تھا کچھ دور سڑک اعظم پر چل کر یونس ہمیں لے کر پہاڑی راستہ پر چڑھ گیا پتھروں کی وجہ سے وہ راستہ بہت دشوار گزار تھا ہمیں اس راستے پر چلنا بڑا دشوار اور ناگوار معلوم ہوا ہمارے جری

موزے پھٹ گئے اور پنڈلیوں میں سے خون جاری ہو گیا گھوڑوں کی نالوں کی کیلیں گھس کر گر گئیں۔ حالت یہ ہوئی کہ گھوڑوں کے سموں سے بھی خون جاری ہو گیا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ عرب ایک دوسرے سے شکایت کرنے لگے۔ کہتے تھے کاش یونس ہمیں کھلے راستے سے لیجائے۔ لیکن یونس سے جب کہا گیا کہ وہ پہاڑ کا راستہ چھوڑ دے تو اس نے جواب دیا۔ رومی تمہارے خوف کیوجہ سے قریبی راستے سے گئے ہیں انہوں نے کھلا راستہ چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا ہے۔"

چنانچہ یونس سے جب کہا گیا وہ اور بھی تنگ دروں میں گھس گیا وہ نہایت تیزی سے چلتا تھا مسلمان بھی اسی تیزی سے گھوڑے دوڑائے چلے جارہے تھے۔

رات دن چلتے تھے یا تو نماز کے اوقات میں ٹھہرتے تھے یا پچھلی رات کو قیام کرکے کچھ دیر سو لیتے تھے اور صبح کی نماز پڑھ کر پھر روانہ ہو جاتے یہاں تک کہ ایک رات چلنے میں انھیں سخت اذیت پہونچی۔ صبح کو انہوں نے ایسے آثار دیکھے جن سے معلوم ہوا کہ قوم اس طرف سے گزری ہے لیکن انھیں گئے ہوئے ایک دن سے زیادہ ہو گیا ہے حضرت خالد نے کہا بچ گئی قوم اور نجات پائی انہوں نے ہمارے ہاتھوں سے۔ یونس نے راہبر نے کہا۔ اللہ سے توقع پائی نیک رکھو اے سردار۔ خدا کی ذات سے مجھے یہ امید ہے کہ ہم ضرور ان تک پہونچ جائیں گے ذرا اور تیزی سے چلو۔ خالد بن الولید نے مسلمانوں سے کہا ذرا تیزی کرو۔ اللہ تم پر رحمت کرے۔

مسلمانوں نے کہا اے امیر ہمارے گھوڑے تھک گئے ہیں اتنی دیر ٹھہر جاؤ کہ ہم انھیں دانا اور چارہ کھلا سکیں۔

خالد اللہ کا نام لے کر چلتے ہوئے وہی ہمیں اور ہمارے گھوڑوں کو آسودہ و سیر کرے گا۔ یونس راہبر۔ شہروں میں جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ رومی ہمیں عرب نصرانی سمجھتے ہیں۔ یونس رومیوں کی طلب و تلاش میں بڑھا چلا جارہا تھا اس نے جبلہ اور لاذقیہ کو طے کر لیا تھا اور دریا کے کنارے تک پہونچ گیا تھا۔ وہ قوم کے نشان قدم ڈھونڈھتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رومیوں نے انطاکیہ کا ... راستہ چھوڑ دیا تھا۔ یونس ہر گاؤں اور ہر بستی میں جا کر وہاں کے رہنے والوں سے توما کا حال پوچھا

تھا ایک گاؤں میں جاکر اسے معلوم ہوا کہ جب ہرقل اعظم کو یہ خبر پہنچی کہ توما اور ہربیس دمشق مسلمانوں کے حوالے کرکے آرہے ہیں تو وہ نہایت غضبناک ہوا اسے یہ بھی خوف ہوا کہ توما کے سپاہیوں سے جب اس کے یعنی ہرقل اعظم کے لشکری مسلمانوں کی بہادری کے حالات سنیں گے تو وہ خوفزدہ ہوجائیں گے ۔ یونس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہرقل اعظم نے ایک زبردست لشکر تیار کیا ہے ۔ وہ اسے یرموک کے مقام پر مسلمانوں کے مقابلے میں بھیجنے والا ہے چنانچہ اس نے توما اور ہربیس کو حکم دیا کہ وہ قسطنطنیہ چلے جائیں ۔ اسی وجہ سے ان دونوں نے انطاکیہ کا راستہ چھوڑ دیا ہے اور تکام کی طرف گئے ہیں ۔

یونس کو یہ بات سہ شنبہ کے روز یعنی پہلی ماہ رجب ۱۲ھ کو صبح کے وقت معلوم ہوئی جب حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور سوار ہونے کا قصد کیا تو انہوں نے یونس کو پریشان اور مغموم دیکھا حضرت خالد نے اس سے دریافت کیا کیا حال ہے اے یونس تمہارا ۔ تم میں آج کل جوش و جذبہ نہیں ہے ۔

یونس نے جواب دیا ۔ خدا کی قسم میں نے خود کو بھی فریب دیا اور آپ کو بھی دھوکا دیا ۔ میں دشمنوں کی طلب میں انتہا تک پہنچ گیا محض اس لیے کہ کسی طرح اپنی منگیتر تک پہنچ جاؤں ۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا قوم آپ کے ہاتھوں سے بچ گئی ۔

خالد ۔ تم نے اس بات کو کیسے جانا ۔

یونس میں ان کی طلب تلاش میں مقام سوریہ تک آگیا یہاں ایک بستی والوں سے معلوم ہوا کہ توما اور ہربیس سے ہرقل اعظم ناراض ہوگیا اس نے انھیں انطاکیہ میں آنے کی اجازت نہیں دی وہ قسطنطنیہ کی طرف گئے ہیں اور ہرقل اعظم نے تمہارے مقابلے کے لیے ایک زبردست لشکر تیار کیا ہے ۔ جسے وہ یرموک کی طرف بھیجنے والا ہے اس لشکر کے اور تمہارے درمیان یہ پہاڑ حائل ہے ۔

یہ سن کر حضرت خالد کے چہرے پر خضاب کی سی سیاہی دوڑ گئی ضرار کو ان کی یہ کیفیت دیکھکر تعجب ہوا انہوں نے کہا : اے سردار تم نے خوف اور بے صبری کا اظہار کیسے کیا ۔ حضرت خالد نے کہا ۔ میں دشمنوں کے خوف سے خائف نہیں ہوا بلکہ اس لیے ڈرا

کہ اگر آج میرے نشان کے نیچے مسلمان مارے جائیں گے تو کل قیامت کے روز خدا مجھ سے ان کے متعلق دریافت کرے گا۔ میں فتح دمشق سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا ـــــ اس خواب نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ میں اس کی تعبیر کا منتظر ہوں۔

حضرت خالد کا خواب

مسلمانوں نے کہا۔ انشاء اللہ خواب کی تعبیر بہتر ہو گی تم نے کیا خواب دیکھا۔

حضرت خالد نے کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور مسلمان ایک جنگل بیابان میں ہیں۔ وہ جنگل ایسا تھا کہ اس میں پانی کا نشان نہ تھا ہم اس میں چلے جاتے تھے ناگہاں ہم پر گدھوں اور اونٹوں کا ایک زبردست گروہ حملہ آور ہوا وہ سب وحشی اور جنگلی تھے بڑے تن توش کے لیکن ان کی جلدیں اور بال بڑے خوشنما تھے وہ ہم پر کبھی منہ سے حملہ کرتے تھے کبھی ٹاپیں مارتے ہم نیزوں اور تلواروں سے ان پر حملے کر رہے تھے۔ مگر وہ ہمارے حملوں کی پرواہ ہی نہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے ان کے دفعیہ کی بہت کوشش کی اور اس کوشش سے ہم رنج واذیت میں پڑے دفعتہً میں نے قضبان کر ان پر حملہ کیا اور انھیں اپنی قوم سے دور کر کے جنگل میں بکھیر دیا میرے ساتھیوں نے بھی پر زور حملے کیے وہ ہمارے سامنے سے بھاگ نکلے اور تنگ گھاٹیوں اور ٹیلوں میں جا چھپے ہم نے ان میں سے چند پکڑ لیے تھے اور انھیں ذبح کر کے پکایا اور بھون رہے تھے کہ وہ کمبخت پھر اپنی پناہ گاہوں سے نکل آئے میں نے پکار کر مسلمانوں سے کہا ہوشیار ہو جاؤ۔ سوار ہو تم پر اللہ رحمت و برکت کرے۔

چنانچہ تمام مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوا ہم نے ان کا پیچھا کیا اور ان میں سے بہت سوں کا شکار کیا۔ میں نے ان میں سے ایک بڑے اونٹ کو جو سب سے بڑا تھا مار ڈالا۔ مسلمان بھی انھیں مار رہے تھے وہ پھر بھاگے میں ان کے شکار کرنے سے خوش تھا اور ان کی پناہ گاہوں میں گھسنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ دفعتہً مجھے میرے گھوڑے نے گرا دیا میرے سر سے عمامہ گر گیا میں نے ہر چند اسے اٹھا لینے کی کوشش کی لیکن قادر نہ ہو سکا اسی لیے میری آنکھ کھل گئی میں اس وقت گھبرایا ہوا تھا گیا کوئی شخص میرے

اس خواب کی تعبیر بیان کر سکتا ہے۔

خواب کی تعبیر حضرت ابوبکر صدیق خواب کی تعبیر بہت اچھی بیان کرتے تھے تمام میں وہ یکتا بیان کرنے والے تھے ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمن کو بھی تعبیر بیان کرنے میں ملکہ ہو گیا تھا اس وقت وہ بھی حضرت خالد کے ساتھ تھے اور ان کا خواب سن رہے تھے انہوں نے کہا۔ میں اپنی سمجھ کے موافق تعبیر بیان کرتا ہوں اتوانا۔ فربہ اور خوش اندام تو یہی رومی ہیں جن کا ہم تعاقب کر رہے ہیں ہم ان کی طلب و تلاش کی وجہ سے محنت و رنج میں پڑے ہیں تمہارا گھوڑے سے گرنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ تمہارا گھوڑا تمہیں لے کر بلندی سے نشیب کیطرف جائے گا اب رہا عمامہ کا سر سے گرنا عمامہ اہل عرب کا تاج ہے ممکن ہے تم سے امارت لے لی جائے یا حقیقت میں تمہارا عمامہ لڑائی کے ہنگامہ میں سر سے اتر کر گر جائے۔

خالد امارت لے لیے جانے کا مجھے رتی برابر بھی ملال نہ ہو گا میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس خواب کی تعبیر دنیاوی امور ظاہر اور آخرت کے امور میں ظاہر نہ کرے۔

پھر انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا اے شہ سواران مسلمین! یہ تحقیق میں اپنی جان کا مالک ہوں اور میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں قید کیا ہے میں گبر دن کی تلاش میں روانہ ہونے کو تیار ہوں — میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو —"

اگرچہ مسلمان شکستہ و خستہ ہو رہے تھے لیکن وہ تیار ہو گئے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہیں —"

خالد۔ تب سنو یا تو اس مہم میں تمہیں دولت اور فتح حاصل ہو گی یا ہماری ملاقات کا وعدہ ہو گا۔ وہ بہشت ہے —"

اب حضرت خالد یونس کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے اس کا اسلامی نام نجیب رکھا تھا اس سے کہا۔ اے نجیب! کیا یہ ممکن ہے کہ ہم ان مغرور رومیوں جا پکڑیں یونس نے عرض کیا۔ ممکن تو ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس نواح کے رومی تمہیں گزند نہ پہنچائیں —"

خالد۔ اندیشہ نہ کرو ہم اللہ غالب اور بزرگ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی ذات سے اعانت اور بھلائی کی امید رکھتے ہیں جب ہم اسے یاد کرتے ہیں ہمارا ہر کام اسی کی رضامندی کے لیے ہوتا ہے تو وہ کیوں ہماری مدد نہ کرے گا۔

چنانچہ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے یونس راہبر آگے چلا وہ جبل تکام پر چڑھ گئے اور اسے طے کیا یہاں تک رات آگئی اور مسلمانوں نے قیام کیا۔

پُرزور بارش اس روز دن چھپے ہوا تیز ہو گئی ــــ بادل امنڈ آئے اور گھٹا چھاگئی بوندیں پڑنے لگیں مسلمانوں کے پاس نہ خیمے تھے نہ بارش سے بچنے کا کوئی سامان تھا وہ بھیگنے لگے تھوڑی ہی دیر میں دھواں دھار بارش ہونے لگی اس زور سے پانی پڑتا تھا جیسے مشکوں کے منہ کھل گئے ہوں اور ان سے پانی گر رہا ہو گھوڑے رات گئے تک زور وشور سے پانی پڑتا رہا۔ مسلمان سر جوڑے بیٹھے تھے اور بھیگ رہے تھے۔ گھوڑے بھی چرنا بھول گئے۔ گردنیں لٹکائے خاموش کھڑے تھے۔

آدھی رات کے بعد بارش رکی مسلمانوں نے کپڑے نچوڑے بھیگے کپڑوں میں نیند تو کیا آتی پتھروں کا سہارا لے کر پڑ گئے اور تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں بند کرلیں صبح ہوتے ہی حضرت خالد نے اذان کہی مسلمانوں نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس وقت بادل پھٹ گیا تھا ابر دوش ہوا پر سوار اڑا چلا جا رہا تھا تھوڑی دیر میں مطلع صاف ہو گیا سورج نکل آیا یونس راہبر نے کہا "یا امیر آپ یہیں ٹھہریں میں حتم کی خبر لیئے جاتا ہوں۔ میرا خیال ہے وہ ہم سے نزدیک ہیں۔ میں نے رات ان کے شور وغل کی آواز سنی ہے۔

حضرت خالد کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یونس ان کے ساتھ فریب کرنا چاہتا ہو انہوں نے مفرد بن جبدہ کو اس کے ساتھ کر دیا۔ دونوں روانہ ہوئے وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جس کا نام ابرش تھا۔ رومی اسے جبل بارق کہتے تھے۔

مفرد بن جبدہ نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے پہاڑ کے دوسری طرف اس کے دامن میں ایک وسیع چراگاہ تھی جو نہایت سبز اور بڑی ہری بھری تھی اس چراگاہ کے بیچ میں رومی ٹھہرے ہوئے تھے اور ان کا سامان بھی رات کو بارش میں بھیگ گیا تھا انہوں قیمتی چیزیں تلف ہو جانے کے

اندیشے سے دھوپ میں پھیلا دی تھیں کچھ لوگ جاگ رہے تھے اور باقی سب اب تک سو رہے تھے وہ رات کی بارش کی وجہ سے سو نہ سکے تھے میں انھیں دیکھ کر خوش ہوا اور دوڑ کر تنہا حضرت خالد کے پاس انھیں خوشخبری پہونچانے کے لیے آیا وہ مجھے تنہا دیکھ کر متردد ہوئے اور لپک کر میرے پاس آئے آتے ہی مجھ سے پوچھا تمہارے پیچھے کیا حال ہے اے بیٹے جعدہ کے آیا فریب دیا تمہیں یونس نے۔

میں نے کہا نہیں میں خوشخبری پہونچانے کے لیے تنہا آیا ہوں قوم اس سامنے والے پہاڑ کے دامن کے چراگاہ میں موجود ہے وہ بارش میں بھیگ گئے ہیں سامان سکھا رہے ہیں۔

حضرت خالد نے خوش ہو کر کہا "بشارت اور نیکی دے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اسی وقت یونس دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا "بشارت —— یہ رومی انطاکیہ سے اس طرف اس خیال سے آئے تھے کہ تم ان تک نہ پہونچ سکو گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان تک پہونچا دیا۔ اب تم مسلمانوں کو نصیحت و ہدایت کر دو کہ اگر وہ میری بیوی تک پہونچ جائیں تو اسے میرے لیے نگاہ رکھیں کیونکہ میں مال غنیمت میں سے سوائے اپنی بیوی کے اور کچھ نہیں چاہتا ہوں۔"

خالد۔ انشاء اللہ تیری بیوی تیری ہی ہوگی۔

پھر خالد نے مسلمانوں سے کہا۔ تیار اور سوار ہو جاؤ۔ اے حاملان قرآن اللہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔

حضرت خالد نے چار ہزار سواروں کے چار گروہ ایک ایک ہزار کے بنائے اور ہر گروہ پر الگ الگ سردار مقرر کیا

ایک گروہ پر ضرار بن ازور کو ایک گروہ پر رافع بن عمیرۃ الطائی کو۔ ایک گروہ پر عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کو۔ اور ایک گروہ اپنے تحت میں رکھا۔ انھوں نے سب مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہر سردار تھوڑے تھوڑے وقفہ سے حملہ کرے سب سے آخر میں میں حملہ کروں گا۔

چنانچہ سب سے پہلے ضرار اپنے ہمراہیوں کو لیکر چلے۔ ان کے پیچھے رافع بن عمیرۃ الطائی روانہ ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق بڑھے۔ سب کے

لی۔ حضرت خالد چلے لیکن بعد میں حضرت خالد کی رائے بدل گئی وہ سب سے آگے ہو گئے۔ اور سب سے اول وہ چراگاہ میں پہونچے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا پرزور نعرہ بلند کیا۔

جنگ مرج دیباج

مسلمانوں نے چراگاہ کی تازگی اور شگفتگی دیکھی وہ نہایت خوش ہوئے۔ اسی وقت انکی نگاہیں ریشمی تھانوں پر پڑیں ان میں سنہرا کام ہو رہا تھا۔ سرخ۔ زرد۔ گلابی۔ سبز فیروزی اور طرح طرح کے رنگ کے تھان تھے۔ مسلمان ان خوشنما تھانوں کو دیکھ کر آزمائش میں پڑ گئے۔ قریب تھا کہ وہ جہاد سے باز رہ کر مال غنیمت پر ٹوٹ پڑیں کہ ایک شخص نے بنی تیمی سے کہا۔ "برا کرے اللہ تعالیٰ دنیا کا۔ کس قدر دلفریب ہے۔ وہ لیکن بڑی فریب دینے والی اور بڑی مکارہ ہے۔"

حضرت خالد اس کا کلام سن کر رونے لگے۔ انھوں نے پکار کر کہا "مسلمانو! خدا کی قسم تیمی اپنے بیان میں سچا ہے۔ تم دشمنوں کو طلب کرو۔ ان سے لڑو۔ ان کے ہلاک کرنے میں کوشش کرو۔ غنایم کی طرف توجہ نہ کرو اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ ہماری ہی ہیں۔

یہ کہتے ہی وہ رومیوں کی طرف بڑھے۔ مسلمان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے وہ اس طرح دوڑے جیسے کوئی شکاری اپنے شکار کی طرف دوڑتا ہے۔ جب رومیوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو ان پر ہیبت چھا گئی۔ انہوں نے کہا: "افسوس مسلمان یہاں بھی آ گئے۔ ہم خراب ہلاک اور برباد ہوئے۔"

توما اور ہرمیس نے اپنے ہمراہیوں کو پکار کر کہا۔" جلدی گھوڑوں اور ہتھیاروں کی طرف بڑھو۔ اور اپنی جان۔ اپنی دولت اپنے ناموس کے لیے لڑو۔

جب رومیوں نے مسلمانوں کی تھوڑی تعداد دیکھی تو ان کا خوف جاتا رہا انہوں نے کہا۔ مسلمانوں کا یہ گروہ بہت تھوڑا ہے۔ مسیح نے انھیں تمہاری طرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم انھیں شکار کر لو۔ صلیب پر اعتماد کرو۔ اس سے مدد چاہو۔ اور ان سب کو مار ڈالو۔"

کچھ رومی توماں کی حفاظت کے لیے متعین ہو گئے۔ کچھ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے تھے کچھ عورتوں اور بچوں کی نگرانی کرنے لگے۔

حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ توما پانچ ہزار سواروں سے مقابلہ میں آگیا۔ اسکے تمام سوار زرہ پہنے غرق آہن تھے خونریز جنگ شروع ہو گئی تھوڑی ہی دیر کے بعد ضرار بن الازور معہ اپنے ایک ہزار ہمراہیوں کے نمودار ہوئے ان کے بعد رافع بن عمیرۃ الطائی آئے اور سب کے پیچھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق پہنچ گئے۔

اب رومیوں پر پھر ہراس طاری ہوا۔ لیکن سوائے لڑنے کے اور چارہ ہی باقی نہ رہا تھا۔ ہربیس نے پکار کر کہا کہ میسحیو اپنی عزتوں اور اپنی ناموس کے لیے مرنے کی لڑائی لڑو۔

اس روز مسلمانوں کا شعار لاالہٰ الا اللہ محمد الرسول اللہ تھا مسلمان کلمہ طیبہ پڑھکر پر زور حملے کر رہے تھے۔

توما کا قتل

توما نے اپنی دونوں آنکھوں کے سامنے سونے کی صلیب بلند کر رکھی تھی اس صلیب میں جواہر جڑے ہوئے تھے۔ وہ جگمگا رہی تھی حضرت خالد نے اسے پہچان لیا۔ وہ اس کی طرف جھپٹے۔ ان کے ہمراہی بھی رومیوں کو مارتے کاٹتے ہٹاتے بڑھے۔ حضرت خالد نے پکار کر کہا۔ او دشمن خدا توما! تم لوگ جانتے تھے کہ تم ناپید ہونے والے ہو۔ ہمارے ہاتھوں سے مارے جاؤ گے تم ہم سے بچ کر بھاگے تھے لیکن نہ بھاگ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے زمین کی طنابیں کھینچ دیں۔ شہروں کو لپیٹ دیا اور ہمیں تمہارے پاس پہونچایا۔ اب بچ کر کہاں جاؤ گے۔

یہ کہتے ہی انہوں نے حملہ کیا توما الگ پہچانا جاتا تھا کیونکہ بیچارے کو عرب کی نازنین ام ابان نے آنکھ پھوڑ کر کانا کر دیا تھا۔ حضرت خالد نے اس کی دوسری طرف آنکھ پر نیزہ مارا اس کی وہ آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ وہ چلاتا اور فریاد کرتا ہوا گھوڑے سے گرا۔ رومی اسے بچانے کے لیے جھپٹے۔ خالد کے ہمراہیوں نے حملہ کر کے انھیں پیچھے ڈھکیل دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کی یہ نیکو کاری تھی کہ وہ جلدی سے اپنے گھوڑے سے کود دے۔ توما کے سینہ پر سوار ہوئے اور تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا۔ انھوں نے اس سر کو نیزہ پر چڑھایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بلند آواز سے پکار کر کہا۔ مسلمانو! مارا گیا دشمن خدا توما ملعون یہ نیزہ پر اسی کا سر ہے۔ اب تم ہربیس کو طلب کرو۔

مسلمان نیزہ پر توما کا سر دیکھ کر خوش ہو گئے۔ انھوں نے اور بھی سختی سے حملے شروع کیے۔

یونس اور اسکی بیوی کی جنگ

رافع بن عمیرۃ الطائی نے اس گروہ پر حملہ کر دیا جو عورتوں کی حفاظت پر مامور تھا۔ رومی اپنے ننگ و ناموس کے لیے جی توڑ کر لڑے مگر مسلمانوں نے انھیں کاٹ کر ڈال دیا۔ ان کے خون سے سبزہ کو رنگ ڈالا۔

رافع بن عمیرہ الطائی نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے رومیوں کو مار ڈالا اور باقی ماندہ پیچھے ہٹ گئے اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک رومی ایک خوبصورت عورت سے کشتی رہا ہے۔ کبھی عورت اس پر غالب آ جاتی ہے اور کبھی وہ عورت پر غالب آ جاتا تھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ کون رومی ہے اور کیوں ایک رومی نازنین سے لڑ رہا ہے میں نے ان کے قریب جا کر دیکھا تو وہ یونس راہبر تھا اپنی بیوی سے کشتی لڑ رہا تھا میں نے چاہا کہ اس کی مدد کروں کہ اچانک دس رومی عورتوں نے مجھ پر حملہ کر دیا وہ میرے گھوڑے پر اور مجھ پر پتھر مارنے لگیں۔

ہرقل کی بیٹی کی گرفتاری

میں اپنی ڈھال پر عورتوں کے پتھر روک رہا تھا کہ ایک خوبصورت عورت نے جس کا چہرہ چمک رہا تھا ایک بڑا پتھر میرے گھوڑے کی پیشانی پر مارا۔ وہ گھوڑا مضبوط اور اکثر لڑائیوں میں شریک ہوا تھا۔ حضرت خالد بن الولید کے ساتھ جنگ یمامہ میں بھی موجود تھا۔ اس نے اپنا سر زانو پر مارا گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ میں جلدی سے اس کے اوپر سے کود کر الگ ہو گیا۔ مجھے اس عورت پر بڑا غصہ آیا جس نے پتھر مار کر میرا گھوڑا مار دیا تھا میں جلدی سے اس عورت کو پکڑنے کے لیے دوڑا اس کی ساتھی عورتیں بھاگیں

وہ اس تیزی سے بھاگ رہی تھیں جس طرح شکاری کے خوف سے ہرنیاں بھاگتی ہیں مگر میں ان کے نزدیک پہونچ گیا میں نے چاہا کہ تلوار سے ان سب کو قتل کر ڈالوں لیکن فوراً ہی خیال آ گیا کہ خلیفہ نے عورتوں کے مارنے سے منع کیا ہے پھر بھی میں اس حسینہ کے پیچھے تلوار لے کر جھپٹا جس نے میرا گھوڑا مار ڈالا تھا۔ جب میں اس کے نزدیک پہنچا تو اس نے اپنے گورے گورے ہاتھوں کو سر کے اوپر رکھ لیا اور نہایت مترنم آواز میں "لغون لغون" یعنی۔ امان امان کہا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ دیباج کے قیمتی کپڑے اور سونے کے مرصع جواہرات پہنے تھی اس کے سر پر موتیوں کی لڑیاں تھیں میں نے اس کے بعد اس کی تمام ساتھی عورتوں کو بھی گرفتار کر لیا اب میں واپس ہوا میں نے کہا دیکھوں یونس اور اس کی بیوی کا کیا ہوا۔ جب میں وہاں آیا جہاں ان دونوں کو کشتی لڑتے چھوڑ گیا تھا تو انھیں وہاں نہ پایا۔ اب انھیں تلاش کرنے لگا۔ ایک رومی گھوڑا میرے ہاتھ آ گیا۔ میں اس پر سوار ہو گیا کچھ دور جا کر میں نے دیکھا کہ یونس سر پکڑے زار و قطار رو رہا ہے اور اس کی بیوی بھی خون آلودہ اس کے سامنے مردہ پڑی ہے —— میں نے اس سے دریافت کیا یونس کیا ہوا؟ اس نے کہا۔ میں لٹ گیا برباد ہو گیا۔ میری خوشی جاتی رہی دنیا تاریک ہو گئی یہ میری بیوی ہے جو سامنے مردہ پڑی ہے میں اسی کی طلب و تلاش میں یہاں تک آیا تھا اسے پا بھی گیا اس سے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ لیکن اس نے انکار کیا اور صاف کہہ دیا تو مسلمان ہو گیا ہے میں تیرے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گی بلکہ قسطنطنیہ میں جا کر راہبہ بن جاؤں گی میں نے اسے جبراً لے جانا چاہا تو وہ مجھ سے لڑنے لگی میں اس پر غالب آ گیا تھا مگر اس نے خنجر نکال کر اپنے سینے میں مار لیا اور مر گئی کاش اس نے وہ خنجر میرے سینے میں اتار دیا ہوتا۔ مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی۔ اب مجھے اپنی زندگی بے کیف نظر آنے لگی ہے یہ کہہ کر وہ رونے لگا رافع کے بھی آنسو نکل آئے رافع نے یونس سے کہا۔ غم نہ کر اللہ بزرگ و برتر نے اس سے بھی بہتر عورت تجھے عطا کی ہے جو نہایت خوب رو اور صاحب جمال ہے —— ریشمی کپڑے اور مرصع بہ جواہر ہار پہنے ہے —— سر پر موتیوں کی لڑیاں ہیں اور اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہے تو اسے اپنی بیوی کے بدلے میں لے لے۔

یولس نے دریافت کیا: "وہ کہاں ہے؟"

رافع: "یہ میرے ساتھ ہے۔"

یولس نے اسے دیکھا۔ وہ اس کا حسن و جمال دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے رومی زبان میں اس سے باتیں کر کے رافع سے کہا: "تم نے جانا یہ کون ہے؟"

رافع نے جواب دیا: "نہیں"

یولس: "یہ ہرقل اعظم کی بیٹی اور توما کی بیوی ہے۔ میں اسے اپنی بیوی بنانے کا اہل نہیں ہوں۔ یہ بھی یقینی ہے کہ ہرقل اعظم اسے واپس لینے کی خواستگاری کرے گا۔ اور جس قدر مال اس کے عوض تم طلب کرو گے وہ دے گا۔"

رافع: "مگر اب تو یہ تیرے لیے ہے تو اسے لے۔"

یولس نے اسے لے لیا۔ اس وقت نہایت گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی مسلمان بے دریغ رومیوں کو قتل کر رہے تھے۔ رومی بھی اپنی پوری طاقت سے لڑ رہے تھے لیکن ان کی تعداد کم ہو گئی تھی اور اب وہ بھاگنے لگے تھے۔ کچھ مسلمانوں نے مال و اسباب جمع کرنا شروع کر دیا۔ کچھ لڑائی میں مصروف رہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب مسلمانوں کو قدرے اطمینان ہوا اور انھوں نے دیکھا تو خالد بن الولید کو وہاں نہ پایا۔ وہ بہت گھبرائے انھیں ڈھونڈھنے لگے مگر ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مسلمانوں نے افسوس بھرے لہجے میں کہا: "ہیہات ہم نے اپنے امیر کو کھو دیا۔"

ہربیس کا تعاقب

خالد بن الولید کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ توما کے قتل ہونے کے بعد انھوں نے بہت سے رومیوں کو مار ڈالا۔ اب وہ ہربیس کی تلاش میں روانہ ہوئے رومیوں کو قتل کرتے ہوئے اسے ڈھونڈھتے پھر رہے تھے انھوں نے ایک قوی الجثہ گرانڈیل رومی کو دیکھا اس کی ڈاڑھی سرخ تھی۔ وہ دیباج کے کپڑے پہنے تھا۔

حضرت خالد نے اسے ہربیس سمجھا۔ انھوں نے اس پر نہایت سختی سے حملہ کیا وہ ان کے سامنے سے بھاگ نکلا۔ خالد نے اس کا پیچھا کیا۔ گبر نے اپنے گھوڑے کو گرداوے دینے شروع کیا۔ خالد نے موقع پا کر اس کے پہلو میں نیزہ چبھو دیا وہ سر کے بل

زمین پر گر پڑا خالد غضبناک شیر کی طرح اپنے گھوڑے سے کود سے اور یہ کہتے ہوئے اس کے سینہ پر جا چڑھے "او ہربیس! تو سمجھا تھا کہ مجھ سے بچ جائے گا"

وہ گبر عربی زبان سے واقف تھا۔ اس نے چلا کر کہا: "میں ہربیس نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے امان دو گے تو جس قدر زر فدیہ طلب کرو گے میں ادا کر دوں گا۔

خالد نے اس کی صورت دیکھتے ہوئے کہا: "تو ہربیس نہیں ہے نہ ہو۔ تجھے اس وقت تک رہائی نہ ملے گی جب تک تو ہربیس کا پتہ نہ بتائے۔ میں نے توما کو مار ڈالا ہے ہربیس کو مارنے کی اور تمنا ہے۔ اگر تو اس کا پتہ بتا دے گا تو میں تجھے بغیر فدیہ لیے چھوڑ دوں گا۔

گبر۔ اگر یہ بات ہے تو تم عہد کرو کہ جب میں ہربیس کا پتہ بتا دوں تو تم مجھے چھوڑ دو گے۔

خالد۔ ہاں میں چھوڑ دوں گا۔ بشرطیکہ ہربیس میرے قابو میں آ جائے۔

گبر۔ تم عربوں کے عہد کا کوئی اعتبار نہیں ہے تم نے دمشق میں ہمیں امان دی اور پھر ہمارا پیچھا کیا ہمیں آ پکڑا اور ہمارے مال و اسباب چھین لئے اب تم نے کہا تھا کہ اگر میں ہربیس کا پتہ بتا دوں تو تم مجھے بغیر کوئی عوض لیے چھوڑ دو گے مگر فوراً ہی تم کہنے لگے کہ اگر ہربیس تمہارے قابو میں آ جائے گا تو تم مجھے رہا کر دو گے۔ یہ بات عہد و اقرار کے خلاف ہے۔ ہربیس معمولی آدمی نہیں ہے۔ بڑا شہسوار اور جنگجو ہے اسے گرفتار کرنا آسان نہیں۔

خالد۔ او باطل پرست گبر تو ہمیں بدعہد بتاتا ہے۔ ہم پر عہد شکنی کا الزام لگاتا ہے۔ حالانکہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو نبی الرحمۃ اور شفیع الامۃ تھے ہم جو اقرار کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔۔۔ جو امانت رکھتے ہیں اسے ادا کرتے ہیں خدا کی قسم ہم دمشق سے تمہارے تعاقب میں چوتھے روز چلے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے راستوں کو لپیٹ دیا۔ ہربیس کتنا ہی بہادر اور جنگجو ہو۔ ان شاء اللہ میں اسے دیکھتے ہی یا تو گرفتار کر لوں گا یا مار ڈالوں گا۔ میں حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو مجھے ہربیس کا پتہ بتا دے گا یا اسے دکھا دے گا تو میں تجھے بغیر زر فدیہ لیے چھوڑ دونگا۔

گبر۔ اچھا تو تم میرے سینہ سے اترو۔

حضرت خالد اس کے سینہ سے اترے اس نے کھڑے ہو کر کہا۔ تم اس گروہ کو دیکھتے ہو جو پہاڑ کی بلندی پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔ ہربیس اس گروہ کا سردار ہے اور اس کے

ساتھ ہے۔ اسکے سر پر ایک جواہر نگار صلیب ہے۔

حضرت خالد نے ادھر ادھر دیکھا اسد بن جابر قریب تھے۔ انھوں نے انھیں اپنے پاس بلا کر کہا۔ اس گبر کو اپنی حراست میں رکھو۔ اس نے بتایا ہے کہ جو گروہ بلندی کی طرف جا رہا ہے اس میں ہربیس ہے۔ اگر اس گروہ میں واقعی ہربیس ہوا تو تم اسے رہا کر دینا اور اگر نہ ہو تو تم اسے مار ڈالنا۔

اب حضرت خالد نے اس گروہ کا پیچھا کیا جو بلندی پر چڑھ رہا تھا۔ انھوں نے نیزہ سیدھا کر لیا۔ گھوڑے کو تیز چلایا۔ اور قریب پہونچ کر بلند آواز سے کہا: اے پرستاران صلیب! سختی ہو تم پر۔ تمہارے لیے مجھ سے کہاں نجات اور رہائی ہے تم کہاں بھاگے جاتے ہو؟

ہربیس نے ان کی آواز سن کر ان کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا وہ ٹھہر گئے۔ اسکے گروہ میں سرہنگان مبارز تھے۔ بہادر اور دلیر تھے۔ لوہے میں غرق تھے سوائے آنکھوں کی پتلیوں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ تلواریں اور عمود ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔

حضرت خالد نے ان کے قریب پہونچ کر سختی سے حملہ کرتے ہوئے کہا۔ ہوشیار ہو جاؤ اے گبرو! آ گیا تمہاری موت کا فرشتہ۔ میں شہسوار ہوں۔ لڑائی میں شدت کرنے والا ہوں میں مشہور شمشیر زن خالد بن ولید ہوں۔

یہ کہتے ہی انہوں نے ایک رومی سوار کے نیزہ مارا۔ اسے گھوڑے سے الٹ دیا پھر دوسرے پر حملہ کیا اسے بھی گرا دیا۔ ہربیس نے اپنی قوم سے کہا: سختی ہو تم پر دلیری سے مقابلہ کرو۔ اس شخص کا۔ یہی وہ ہے جس نے ملک شام کو الٹ دیا ہے شہروں کو فتح کر لیا ہے اجنادین میں رومیوں کو بھیڑوں کی طرح ذبح کیا ہے۔ اسی کی بھیجے اور توما کو تلاش بھی کیا تو مارا گیا۔ میں زندہ ہوں تم اسے مار ڈالو یا گرفتار کر لو۔ مسیح کی قسم پھر تمہاری عزت لوٹ آئے گی دولت آ جائے گی۔ شہر واپس مل جاویں گے اور تم اپنے مقتول بھائیوں کا انتقام لے لوگے۔

یہ سنتے ہی رومی حضرت خالد کے گرد ہو گئے۔ ہربیس کے ساتھ کلا لبت سے لبارے تھے انہوں نے بھی حملہ کیا۔ خالد بن ولید نہایت جوش و قوت سے لڑ رہے

تھے مگر وہ تنہا تھے۔ رومی کثرت سے تھے جب وہ کسی گبر کو مار ڈالتے تھے تو رومی اور بھی کثرت سے حملہ کرتے تھے۔ خالد سمجھ گئے کہ فریب نفس میں آکر انھوں نے رومیوں کی کثرت کا خیال نہیں کیا۔ ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے دفع کرنے کی قوت ان میں نہیں ہے ان کا گھوڑا بھی مضمحل ہو گیا وہ اسے آرام دینے کے لیے گھوڑے سے اتر پڑے اور بڑے صبر و استقلال سے لڑنے لگے۔

لڑائی کے دوران ہی میں انھیں یہ خیال ہوا کہ ان کے خواب کے ایک حصہ کی تعبیر پوری ہو گئی۔ وہ بلندی سے نیچے اتر آئے۔ انھوں نے اپنے دل میں کہا میں نے زبردست غلطی کی مجھے تو اقدام نہیں کرنا چاہیے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام مسلمان بہادروں کا ہے وہ میرے علم کے نیچے لڑیں۔

اسی وقت گبروں نے ان پر تلواروں کا مینھ برسایا۔ وہ ان کے وار روک رہے تھے کہ ہربیس نے پشت کی طرف سے آکر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ خود پھاڑ ڈالا اور عمامے کے بھی ٹکڑے کر دیے۔ لیکن ہربیس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ خالد کو خوف ہوا کہ کہیں ہربیس دوسرا حملہ کر کے ان کا کام نہ تمام کر دے انھیں یہ بھی اندیشہ ہوا کہ اگر وہ ہربیس کی طرف متوجہ ہوں تو کہیں بطارقہ انھیں زخمی نہ کر ڈالیں

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت خالد ستیس بڑی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور ہر لڑائی میں انھوں نے شہادت کی تمنا کی مگر نصیب نہ ہوئی۔

حضرت خالد نے اپنے سامنے والوں پر جھپٹ کر حملہ کر دیا اور اس طرح خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جیسے انھیں مدد پہونچ گئی ہو۔ حالانکہ یہ ایک جنگی حیلہ تھا لیکن اسی وقت اللہ اکبر کی صداؤں سے پہاڑ کا وہ حصہ گونج اٹھا جہاں جنگ ہو رہی تھی کوئی شخص پکار کر کہہ رہا تھا۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا اَبَا سُلَيْمَانَ اَتَاكَ الْغَوْثُ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ یعنی سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے ابا سلیمان پروردگار عالم کی طرف سے تمہارے پاس فریادرس آگیا۔ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہوں کفر کو مٹانے والا ہوں۔ کافروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

حضرت عبدالرحمن کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے۔ انھوں نے اور عبدالرحمن نے آتے ہی تیزی سے حملہ کیا اور گبروں کو متفرق و منتشر کر دیا۔ ان پر تلواروں کو خرچ کیا اور انھیں قتل کرنے لگے۔

ہربیس کا قتل

جب ہربیس نے مسلمانوں کی تہلیل و تکبیر کی آواز سنی اور انھیں حملہ کرتے دیکھا تو فرط خوف سے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ اس نے گھوڑا اپنی پشت کی طرف لوٹایا اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ حضرت خالد نے دیکھا۔ انھوں نے اس کی طرف جھپٹ کر کہا۔ کہاں بھاگا جاتا ہے۔ موت تیری راہ میں ہے۔ انھوں نے زبردست حملہ کر کے اسکے دو ٹکڑے کر ڈالے۔

یوں تو ہر مسلمان رومیوں کو بڑی تیزی اور پھرتی سے قتل کر رہا تھا لیکن سب سے زیادہ کوشش ضرار بن الازور کر رہے تھے۔ انہوں نے سب سے زیادہ رومیوں کو قتل کیا تھا۔ آخر رومی بھاگ نکلے۔ حضرت خالد نے ضرار سے کہا۔ "اے ابن ازور! تم ہمیشہ اچھے کاموں میں مبارک ہو تم نے خوب جہاد کیا اور خوب فیروزمندی حاصل کی۔

پھر حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کو سلام کیا ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے دریافت کیا "تم نے کس طرح جانا کہ میں یہاں ہوں۔

حضرت عبدالرحمن نے کہا "ہم لوگ لڑائی میں مصروف تھے کہ دفعتہ رومی بھاگ نکلے۔ مسلمان مال غنیمت اور اپنی عورتوں کو ایک جگہ جمع کرنے لگے اس وقت ہم لوگوں نے دیکھا تو تمھیں نہ پایا۔ تمام مسلمانوں کو بڑا رنج فکر اور سخت قلق ہوا۔ ہم سب فکر و اندیشہ میں تھے کہ ہم نے آواز سنی۔ "مسلمانو! تمھارے سردار کو تمھارے دشمنوں نے گھیر لیا ہے۔

میں سخت پریشان ہو کر دوڑا۔ لیکن حیران تھا کہ کہاں جاؤں کہاں ڈھونڈھوں کہ ایک گبر سے جو اسد بن جابر کی حراست میں تھا مجھے راہ بتائی اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے تمہارے سردار سے ہربیس کو بتایا تھا وہ اس کے تعاقب میں پہاڑ پر گئے ہیں۔" میں اور میرے ساتھی تیزی سے دوڑے خدا نے ہمیں یہاں پہونچا دیا۔

خالد۔ خدا کا احسان ہے کہ اس نے تمھیں عین وقت پر پہونچایا۔ حضرت خالد وہاں سے لوٹے۔ ان کی گمشدگی سے مسلمانوں کو بڑی پریشانی تھی۔ جب انھوں نے حضرت خالد

کو آتے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ سب نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

خالد نے گبر کو اپنے سامنے بلا کر کہا۔ "اے حامی صلیب! تو نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ میری تمنا یہ ہے کہ تو مسلمان ہو کر میرا بھائی بن جا۔ تین خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا کا اقرار کر لے خدا کی قسم بہشت میں داخل ہو گا۔"

گبر نے کہا۔ "اپنا مذہب چھوڑنا مجھے کسی طرح بھی منظور نہیں ہے۔"

خالد۔ "اچھا میں نے تمھیں آزاد کیا۔ تم جس قدر چاہو زاد راہ اور جس سامان کی ضرورت ہو لے لو۔"

گبر نے کچھ نہیں لیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رومی شہروں کی طرف چلا گیا اس عرصہ میں مسلمان مال غنیمت اور قیدیوں کو ایک جگہ جمع کر چکے تھے۔ جب حضرت خالد نے دولت دنیا کو اور قیدیوں کو دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ انھوں نے یونس راہبر کو بلا کر دریافت کیا یونس تیری بیوی ملی۔ یونس نے اپنا تمام حال بیان کیا۔ رافع بھی وہاں آگئے۔ انھوں نے خالد سے کہا میں نے ہرقل اعظم کی بیٹی کو گرفتار کر کے یونس کے حوالے کر دیا ہے۔

خالد۔ "تم نے خوب کیا۔ ہرقل کی بیٹی کہاں ہے؟"

یونس نے ہرقل کی بیٹی کو ان کے سامنے پیش کیا وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ جس طرف جاتی تھی اس نواح کو منور کر دیتی تھی۔ وہ اس کے حسن و جمال اس کے دلربایانہ انداز اور اس کے خرام ناز دیکھ کر حیران رہ گئے اس کے چہرہ میں ایسی جاذبیت تھی کہ جو ایک دفعہ دیکھ لیتا تھا مقناطیسی اثر سے دیکھتا رہ جاتا تھا۔ حضرت خالد نے اس کی طرف سے فوراً منھ پھیر لیا اور کہا۔ "سبحانک اللھم بحمدک تخلق ما تشاء وتختار" پھر پڑھا۔ "وربک تخلق ما تشاء۔" یعنی اے معبود! تو پاک ہے اور لائق حمد ہے جسے جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔" انہوں نے یونس سے کہا۔ "کیا تم اسے اپنی بیوی کے عوض میں لینا پسند کرو گے؟"

یونس۔ "بڑی خوشی سے۔ لیکن میں جانتا ہوں ہرقل اعظم اسے میرے یا تمھارے پاس ہرگز نہ چھوڑے گا۔ اسے اپنی اس بیٹی سے بڑی محبت ہے۔ وہ اسکے عوض میں جس قدر تم مال طلب کرو گے دیگا۔ وہ تم سے آخری دم تک لڑے گا۔"

خالد۔ "جب تک وہ طلب کرے تم اسے اس وقت تک اپنے پاس رکھو اگر اس نے طلب نہ کیا تو یہ تمہاری ہے اور اگر اس نے طلب کیا تو خدا تمھیں اس سے اچھا عوض عطا کرے گا۔"

یونس نے حضرت خالد کا شکریہ ادا کیا اور ان سے کہا: "اے سردار! یہ رومیوں کا ملک ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے یہاں سے جلدی روانہ ہو جاؤ۔"

خالد۔ خوف نہیں کرنا چاہیئے خدا ہمارا مددگار ہے۔

مسلمانوں نے اطمینان سے سب سامان بار کیا۔ قیدیوں کو ساتھ لیا اور وہاں سے چلے۔

مرج دیباج کی وجہ تسمیہ

مرج کے معنی چراگاہ کے ہیں اور دیباج ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔ اس لیے مرج الدیباج کے معنی ریشمی کپڑے کی چراگاہ کے ہوئے۔ چونکہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں اس قدر ریشمی کپڑے ملے کہ ہر مسلمان کے حصے میں کافی آئے اس لیے مدتوں جنگ کے بعد جب کسی مسلمان پر کوئی دیباج کا کپڑا دیکھا اور پوچھتا تھا کہ وہ کہاں سے آیا تو وہ کہہ دیتا تھا کہ وہ "مرج الدیباج" سے ملا تھا۔ اس معرکہ کا نام مرج الدیباج مشہور ہو گیا۔

مسلمان آرام و اطمینان سے سفر کر رہے تھے۔ وہ رومیوں کے ملکوں کے شہروں سے ہو کر گذر رہے تھے لیکن کسی مقام کے رومی ان سے معترض نہیں ہوئے جس راستہ کو انھوں نے چند روز میں تعاقب کی حالت میں طے کیا تھا اب اسے طے کرنے میں ہفتوں لگ گئے چنانچہ جب وہ مرج الصفر کے قریب پل دم حکیم پر پہونچے تو انھوں نے اپنی پشت کی طرف غبار اڑتے ہوئے دیکھا۔ یونس نے کہا مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ رومی آ پہونچے۔

حضرت خالد نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ کون خبر لائے گا کہ اس غبار کے پیچھے کیا ہے۔"؛

قبیلہ غفار کے ایک شخص صعصعہ نے کہا۔ میں خبر لاؤں گا۔ وہ اپنے مضبوط گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور تھوڑی دیر میں تیز دوڑتے ہوئے آئے۔ انھوں نے پکار کر کہا — یا امیر! ہمیں گھیر لیا ہے صلیبان نے اس غبار کے پیچھے رومی گبر ہیں جو سر سے پیر تک لوہے میں غرق ہیں ایسے کہ ان کے جسم سے سوائے آنکھ کی پتلی کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

حضرت خالد نے یونس سے کہا: "تم جا کر دریافت کرو۔ یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں"؛

یونس گیا اور جلد ہی پلٹ کر آیا۔ اس نے کہا: "اے امیر! کیا میں نے نہ کہا تھا کہ ہرقل اعظم اپنی بیٹی کی طرف سے غفلت نہ کرے گا۔ ضرور وہ اس کا خواستگار ہو گا۔ یہ گروہ رومیوں کا

اس لیے آیا ہے۔ بادشاہ نے اسے اپنی بیٹی کے لیے بھیجا ہے خواہ تم اسے فروخت کر دو جس قدر مال چاہو بطور ہدیہ کے دیدو۔"

ابھی یونس یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک بوڑھا معزز رومی ان کے پاس آیا۔ وہ اونچا لباس پہنے تھا۔ اس نے بلند آواز سے کہا۔ میں ہرقل اعظم کا قاصد ہوں۔ تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔ مسلمان اسے خالد کے سامنے لے آئے۔

ہرقل اعظم کی بیٹی کی رہائی

حضرت خالد نے بوڑھے رومی سے کہا تم بادشاہ کا کیا پیغام لائے ہو۔ بوڑھے نے کہا" بادشاہ نے کہا ہے کہ میں نے سن لیا جو تم نے میری قوم کے ساتھ کیا ہے۔ میرے دیروں کو مار ڈالا میری بیٹی کے شوہر کو قتل کر دیا میری بیٹی اور دوسری عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ تم فتح مند ہوئے۔ مگر ان فتوحات پر بیباک نہ ہو جاؤ۔ یاد رکھو ظلم و زیادتی کرنے والی چیز نہیں ہے جو دوسروں پر رحم کرنا چاہیئے اب تم یا تو میری بیٹی کو زرِ فدیہ کے عوض میں واپس کر دو۔ یا بطور ہدیہ کے میرے پاس بھیجدو میں جانتا ہوں کہ بخشش و کرم تمہارے خصائل میں سے ہے۔

خالد نے کہا۔ تو اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ بڑا ظلم ہے جو خدا کو احد نہیں سمجھتے اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہے اگر وہ کفر سے باز نہ آیا اور ایک خدا کا قائل نہ ہوا تو خدا کی قسم ہرگز واپس نہ لوٹوں گا یہاں تک کہ خدا اپنا وعدہ پورا کریگا۔ ہمیں اسکے تخت گاہ تک قابض کر دے گا اور ہمیں پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ ہم انطاکیہ تک مالک و قابض ہو جائیں گے۔ ہم دولت کے بھوکے نہیں ہیں۔ اسکی بیٹی کو فروخت کر کے مال لینا نہیں چاہتے۔ اسکی بیٹی کو رہا کرتے ہیں اور یہ ہماری طرف سے تمہارے بادشاہ کو ہدیہ ہے۔

چنانچہ خالد بن الولید نے ہرقل اعظم کی بیٹی کو رہا کر دیا اور بغیر کوئی معاوضہ لیے اسے عزت کے ساتھ شاہی ایلچی کے حوالے کر دیا۔ یہ سفیر بادشاہ کے پاس اسکی بیٹی کو لے کر پہونچا۔ اس نے حضرت خالد کی تمام گفتگو اسے سنائی۔ ہرقل اعظم نے تمام ملوک بطارقہ اور درباریوں کو جمع کر کے کہا۔ تم نے مسلمانوں کا اخلاق اور مسلمانوں کی شجاعت دیکھی جو باتیں ہم میں تھیں وہ آج ان میں ہیں وہ خدا سے ڈرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں خدا ان پر مہربان ہے۔ ہم عیش و عشرت میں ڈوب کر خدا کی نافرمانی کرتے ہیں خدا ہم سے ناخوش ہو گیا ہے جو نعمتیں اس نے ہمیں دے رکھی تھیں اب ہم سے چھین کر فرومایہ عربوں کو دے رہا ہے۔ میں

نے تم سے کہا تھا کہ عربوں سے جس طرح بھی ہو صلح کر لینا ہی بہتر ہے لیکن تم نے نہ مانا بلکہ اور میرے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اب تم نے دیکھا مسلمان شہروں پر شہر فتح کر رہے ہیں تمہاری عورتوں کو انہوں نے اپنی کنیزیں بنا لیا ہے۔ حضرت مسیح کی قسم مسلمانوں کے سردار نے سچ کہا عجب نہیں کہ وہ میری تخت گاہ تک مالک قابض ہو جائیں۔ مگر تم مجبور رہو۔ یہ بات تمہاری طرف سے نہیں بلکہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے

ہرقل اعظم کی یہ تقریر سن کر رومی رونے لگے۔

مسلمانوں کی واپسی

حضرت خالد بن ولید مع اپنے ہمراہیوں کے چل کر دمشق میں واپس آئے حضرت ابو عبیدہ اور ان کے تمام ساتھی حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کی وجہ سے سخت اندیشہ ناک تھے وہ ان کی واپسی سے ناامید ہو گئے تھے۔ جوں ہی انھوں نے حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کو دیکھا خوش ہو گئے۔ انھوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا ان کی ملاقات اور استقبال کے لیے دوڑے۔ حضرت خالد کو ان کی سلامتی پر مبارکباد دی۔ ان سے واقعات جنگ دریافت کیے۔

حضرت خالد نے حضرت ابو عبیدہ اور دوسرے مسلمانوں کے سامنے لڑائی کے حالات بیان کیے اس سرگذشت کو سنکر ابو عبیدہ کو ان کی شجاعت اور دلیری پر بڑا تعجب ہوا جب مسلمانوں نے مال غنیمت اور قیدیوں کو دیکھا تو خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضرت خالد نے مال غنیمت کے پانچ حصے کیے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے اور ایک حصہ دربار خلافت میں روانہ کرنے کے لیے علیحدہ کر دیا۔

یونس کا حال

حضرت خالد نے یونس کو ان کے حصہ سے زیادہ اپنے حصے میں سے مال و دولت دے کر کہا۔ تم اس مال کو خرچ کر کے اپنا نکاح کر لو۔ جو رومی عورت تمھیں پسند آئے اسے خرید لو اور اپنا گھر بسا لو۔ یونس نے کہا: "خدا کی قسم اب میں اپنا نکاح نہ کروں گا۔ وہ مر گئی جس سے میں محبت کرتا تھا۔ اب کسی دوسری عورت کو میں اپنی بیوی نہ بناؤں گا۔ میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ عالم آخرت میں مجھے حور العین عطا فرمائے گا۔"

رافع بن عمیرۃ الطائی نے بیان کیا ہے کہ یونس ہمارے ساتھ رہے۔ وہ لڑائیوں میں شریک ہوتے اور جہاد عظیم کرتے۔ یہاں تک کہ یرموک کی مشہور لڑائی میں شریک

ہوئے خوب لڑے اور آخر کار شہید ہو گئے۔ مجھے ان کی وفات کا بڑا رنج ہوا میں نے رو رو کر ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ ایک روز میں نے انھیں خواب میں دیکھا۔ وہ خوشنما لباس پہنے ہوئے تھے ان کے پیروں میں نہایت اچھے جوتے تھے جو سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ وہ ایک پر بہار باغیچے میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ انھوں نے کہا۔ خدا نے لطف وکرم کی بخشش کی مجھے ایسی حوریں بخشیں جن کا حسن وجمال انسانی آنکھ دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ اور مجھے وہ جنت عطا فرمائی جس کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ اگر ان میں کا کوئی حور دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اسکے چہرے کی چمک کے سامنے چاند اور سورج کی روشنی پھیکی پڑ جائے ان کے چہرے موتیوں سے زیادہ سفید اور شب چراغ سے زیادہ روشن ہیں ان میں بڑی جاذبیت ہے"

جب رافع نے اپنے خواب کا ذکر کیا تو حضرت خالد نے کہا۔ خدا کی قسم انھیں یہ رتبہ شہادت کی بدولت نصیب ہوا ہے"

روانگی خط

جب حضرت خالد مرج الدیباج کی مہم میں مصروف تھے تو حضرت عمر فاروق کا ایک خط حضرت ابو عبیدہ کے پاس آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ ابو بکر صدیق نے وفات پائی ان کی وفات اسی روز ہوئی جب دمشق فتح ہوا تھا اور ابو عبیدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا حضرت عمر نے خالد کو معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ کو امیر مقرر کیا تھا لیکن حضرت ابو عبیدہ نے یہ خط پڑھ کر مسلمانوں کو نہ سنایا انھیں شرم آئی کہ وہ خالد کی معزولی اور اپنی تقرری کا اعلان کریں۔

حضرت خالد کو چونکہ حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کا حال معلوم نہ تھا اس لیے انھوں نے ان کے نام ایک خط اس مضمون کا لکھا۔

"یہ خط ہے عبداللہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خالد بن ولید المخزومی حاکم شام کی طرف سے میں خدا کی حمد کرتا ہوں اور اس کے رسول پر درود بھیجتا ہوں۔

"حال یہ ہے کہ دمشق کے محاصرے میں مسلمان مشقت وسختی میں مبتلا تھے کہ خدا نے مدد کی میں دروازۂ شرقی سے دمشق میں از روئے قہر اور غلبہ کے داخل ہوا۔ لیکن رومیوں نے باب جابیہ پر ابو عبیدہ کو فریب دے کر صلح کر لی۔ وہ صلح کے ذریعہ سے شہر میں داخل ہوئے ہم دونوں کنیسہ مریم پر تھے۔ اور ابو عبیدہ کے آگے قس اور راہب تھے۔ ان کے پاس صلح کی دستاویز تھی۔ ابو عبیدہ

نے مجھے رومیوں کے قتل سے باز رکھا۔ ہرقل اعظم کا داماد توما اور ہربیس دونوں شہر کا بے شمار مال اور ٹڈی دل رومیوں کو لے کر نکلے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا اور مرج الدیباج میں جاکر ان پر حملہ کیا۔ توما اور ہربیس کو مار ڈالا۔ رومی بھاگ گئے ان کے تمام مال و اسباب پر میں نے قبضہ کر لیا۔ ہرقل اعظم کی بیٹی کو بھی گرفتار کر لیا تھا لیکن بادشاہ کے طلب کرنے پر اسے بطور ہدیہ کے واپس کر دیا میں سلامتی کے ساتھ واپس آیا۔ اب میں تمہارے حکم کا منتظر ہوں۔ تم پر سلامتی ہو۔"

حضرت خالد نے یہ خط عبد اللہ کو دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اس نے مدینہ میں پہونچ کر حضرت عمر فاروق کو خط دیا۔ انہوں نے پڑھ کر دریافت کیا۔ کیا۔ شام کے مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیق کی وفات معلوم نہیں ہوئی۔ عبد اللہ نے عرض کیا "نہیں"۔

حضرت عمر فاروق خاموش ہو گئے۔

حضرت عمر کے فضائل

حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے وہ بڑے بہادر اور زمانہ جاہلیت میں درشت مزاج اور سخت طبع تھے۔ مسلمان ہونے پر مزاج کی درشتی تو جاتی رہی لیکن مزاج کی سختی باقی رہی مگر جب وہ خلیفہ ہوئے تو مزاج کی سختی بھی جاتی رہی اور نرم دل ہو گئے لوگ ان سے ڈرتے اور ان کا بڑا لحاظ کرتے تھے۔

جب وہ خلیفہ ہوئے تو ان کی عمر باون سال کی تھی۔ مسجد نبوی میں ان کے ہاتھ پر تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔ ان کے زمانہ خلافت میں عداوت و نفاق کی جڑ کٹ گئی باطل مٹ گیا حق کو فروغ ہو گیا۔ دین کا غلبہ ہوا کفر و شرک جاتے رہے شیطان کی حکومت ختم ہو گئی۔

خلیفہ ہوتے ہی وہ غریبوں پر مہربانی یتیموں پر شفقت اور بزرگوں کی عزت کرنے لگے۔ وہ ظالم سے مظلوم کی داد دلاتے تھے۔ عدل و انصاف کرتے تھے احکام شرع کے اجراء میں کسی کی مروت نہیں کرتے تھے۔ بیواؤں کا کام خود کرتے تھے۔ رات کو حفاظت و نگرانی کے لیے گشت کرتے تھے۔ انھوں نے بیت المال قائم کر کے مسلمانوں کی تنخواہیں مقرر کر دی تھیں۔ جو بچہ جس روز پیدا ہوتا تھا اس کی تنخواہ اسی روز سے مقرر ہو جاتی تھی۔ ان کا لباس سوتی اونی جبہ ہوتا تھا اس میں اکثر پیوند لگے ہوتے تھے۔ کپڑا ہوتے ہوئے بھی چمڑے کے پیوند لگا لیتے تھے ان کے ہاتھ میں ہمیشہ درہ ہوتا تھا اس درہ کا خوف تلواروں سے

زیادہ تھا۔ وہ جو کی روٹی نمک کے ساتھ کھاتے تھے۔ کبھی بلا نمک ہی کے کھا لیتے تھے ذائقہ کی چیزوں کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر خلیفہ ہو کر اپنے دونوں ساتھیوں یعنی رسول اللہ صلی علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کے قدم بہ قدم چلے انہوں نے نفسی تقاضہ ترک کر دیا تھا۔ غرور کبھی نہ کرتے تھے امور خلافت کی انجام دہی نے انھیں ضعیف و نحیف کر دیا تھا۔ ان کی خوراک کبھی کھجوریں ہوتی تھیں کبھی جو کی روٹی۔

وہ کہا کرتے تھے کہ جو کی روٹی نمک کے ساتھ کھانا آسان ہے بمقابلہ اس کے کہ لذیذ غذاؤں سے دنیا میں تن پروری کی جائے اور آخرت میں دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونکدیا جائے وہ آگ دنیا کی آگ سے بہت تیز اور تکلیف دہ ہوگی۔ اس میں کبھی راحت نہ ملے گی۔ اس کا پانی پیپ ہوگا۔

حضرت عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں بہت زیادہ فوجیں بھیجیں کئی شہر آباد کیے۔ کئی ملکوں کو فتح کیا۔ ان کا عہد خلافت نہایت شاندار تھا وہ دوزخ سے بہت ڈرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی حالات جلد دوم فتوح الشام میں پڑھیں۔

(تمام شد)

(پہلی جلد ختم ہوئی)

(محمد صادق حسین صدیقی سردھنوی)

تاریخ اسلام حصہ دوم

فتوح الشام

دوم

مجاہدین اسلام کے شاندار جنگی کارنامے
جس میں ملک شام کی فتوحات کا
حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

ہرقل اعظم کی تقریر

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہرقل اعظم کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی اور حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو وہ بڑا متفکر و متردد ہوا۔ اس نے بطارقہ قیاصرہ ارباب دولت و ملوک گیبہ قان میں جمع کیا اور چاندی کی منبر پر بیٹھ کر کہا کہ اے بنی الاصفر اب عنان خلافت اس شخص کے ہاتھ میں آئی جو نہایت سخت ہے۔ وہ ہرگز اس پر رحم نہیں کرتا جو اس کے دین میں شامل نہ ہو جاتا جس کی سیاست و سطوت سے سلطان بھی کانپتے ہیں۔ جو مسلمانوں سے دین اسلام کے احکام کی پابندی پورے طریقہ پر کراتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر وقت درہ رہتا ہے جس کے درے کا خوف تلوار سے زیادہ ہے جس کی مسلمان بڑی عزت و تکریم کرتے ہیں یہ وہی شخص ہے جس کی بابت ملاحم لکھتا ہے۔ کہ دراز قد گندمی رنگ سیاہ چشم ہوگا اسکے ہیبت و دبدبہ سے شاہان عالم کانپ اٹھیں گے وہ فاتح اعظم ہوگا جس طرف لشکر بھیجے گا فتوحات ہوتی چلی جائیں گی۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں وہ یقیناً میرے اس تخت گاہ تک مالک و قابض ہو جائے گا۔ وہ محلوں کو ویران کر دے گا۔ کنیسیوں کو غیر آباد بنا دے گا نہ ان میں قس رہیں گے نہ راہب نہ ناقوس بجیں گے نہ گھنٹے اور لطف یہ کہ یہ سب کچھ وہ اپنے دار السلطنت میں بیٹھا ہوا کرے گا وہ لڑائیوں میں شریک نہ ہوگا اسکے حکم پر فوجیں نقل و حرکت کریں گی۔ اس کے سپاہی و سردار اس کے اشاروں پر دوڑیں گے۔ اس کے ماتحت لڑائیوں میں سر دھڑ کی بازی لگا دینگے وہ اہل روم اور اہل فارس کو مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کر دینگے ایسا کیوں ہوگا محض اس لیے کہ مسلمان اپنے دین کے سختی سے پابند اور عابد و زاہد ہیں۔ خدا کے ہر حکم کی تعمیل بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ بے حیائیوں اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ اس دنیا کو وہ قید خانہ سمجھتے ہیں آخرت کے طلبگار ہیں اسی لیے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔

ایک تم ہو جو حرامکاری کرتے ہو۔ بیہودگیوں میں پھنسے رہتے ہو خدا اور اس کے بیٹے کی نافرمانی کرتے ہو۔ اگر تم اس طرح فسق وفجور۔ عیاشی۔ ظلم وستم اور گنہگاری و معصیت میں مبتلا رہے تو حضرت مسیح کی قسم وہ ضرور تم پر غالب آجائیں گے۔ تمھیں اپنا غلام اور تمہاری عورتوں کو اپنی کنیزیں بنالیں گے۔ تمہاری دولت تمہارے شہروں اور تمہارے ملکوں پر قابض ہو جائیں گے۔ تم ان کے محکوم ہو کر ذلت کی زندگی بسر کروگے۔"

اب بھی وقت ہے گناہوں سے توبہ کرو۔ حضرت مسیح کی شریعت پر قائم ہو جاؤ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے پابند ہو جاؤ۔ ظلم وستم چھوڑ دو۔ پرہیز گاری اور پاکبازی اختیار کرو۔ شاید تم پر مسیح رحم کریں اور تم مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دو۔"

اگر تم عیش وعشرت کو نہیں چھوڑ سکتے تو تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم مسلمانوں سے مصالحت کرلو۔ انھیں جزیہ دیکر اپنا پیچھا چھڑالو۔"

جب قیصر کی قوم نے اسکی تقریر کا پچھلا حصہ سنا تو وہ سمجھے کہ بادشاہ ڈر گیا ہے۔ جزیہ دیکر مسلمانوں سے صلح کرنا چاہتا ہے۔ لوگ بگڑ گئے۔ وہ غصہ میں اکڑ اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ہرقل اعظم کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔

ہرقل اعظم نے حکمت عملی سے کام لیا۔ اس نے کہا۔ ـــــ ۔ اے بنی الاصفر میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم میں حمیت وغیرت باقی رہی ہے یا نہیں۔ تمھیں اپنے مذہب کا کچھ خیال ہے یا نہیں۔ اہل عرب کے دبدبہ اور خوف نے تمھارے دلوں میں جگہ تو نہیں کرلی ہے۔"

معلوم ہوا تم میں حمیت قومی ہے۔ تم عربوں سے خائف نہیں ہوئے اب میں پوری دلجمعی کے ساتھ عربوں کے دفعیہ کی کوشش کرونگا۔ لوگوں کو اطمینان ہوگیا۔"

حضرت عمر کے قتل کی سازش ہرقل اعظم نے نصرانی کو بلایا اس کا نام طلیحہ بن مازن تھا۔ اس نے کہا اگر تو یثرب (مدینہ کا نام) میں جاکر کسی طرح مسلمانوں کے خلیفہ یعنی عمر کو قتل کر ڈالے تو میں تجھے امرا کے زمرہ میں شامل کرکے ایک نہایت زرخیز جاگیر عطا کروں گا۔ مال واسباب دونگا اور تجھے دولتمند امیر بنادوں گا۔

طلیقہ کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اس نے منظور کر لیا۔ اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوا۔ وہ یثرب میں پہنچ کر حوالی مدینہ میں چھپ رہا۔ ایک روز اس نے حضرت عمر فاروق کو جنگل میں آتے دیکھا۔ وہ تیموں اور بیواؤں کے باغوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنے آرہے تھے۔ چونکہ طلیقہ ڈرتا تھا کہ اس کی موجودگی ظاہر نہ ہو جائے اس لیے وہ ایک ایسے درخت پر چڑھ گیا جس میں ایسی پیچیدہ شاخیں اور شاخوں میں اس کثرت سے پتے تھے کہ دو آدمی کو آسانی سے چھپا سکتے تھے۔

اتفاق سے دوپہر کا وقت ہو گیا تھا حضرت عمر دھوپ اور گرمی سے پریشان ہو کر اسی درخت کے نیچے سایہ میں آگئے۔ اطمینان سے ایک پتھر سے تکیہ لگا لیا اور لیٹ رہے فوراً نیند آگئی۔ جب طلیقہ نے سمجھا کہ وہ غفلت کی نیند سو گئے تو اسے یہ موقع اپنی کار برار کے لیے مناسب معلوم ہوا اس نے درخت سے اتر کر ان کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اسی وقت ایک درندہ جانور کے غرانے کی آواز آئی۔ طلیقہ ڈر کر پھر شاخوں میں چھپ گیا۔ اور اس بات سے خوش ہوا کہ درندہ حضرت عمر کو چیر پھاڑ ڈالے گا اسے کچھ کرنا ہی نہ پڑے گا۔

مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ درندہ آیا حضرت عمر کی آنکھ کھل گئی وہ اٹھ کر بیٹھ گئے درندہ درخت کی طرف دیکھ کر غراتا ہوا چلا گیا۔ اس وقت ندائے غیبی آئی۔ عدلت یا عمر فامنت۔ یعنی اے عمر تم نے عدل و انصاف کیا۔ تم بے ڈر ہو گئے۔

طلیقہ پر اس واقعہ کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت درخت سے نیچے اترا حضرت عمر کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہا۔ "میرے ماں باپ اس شخص پر قربان ہوں جس کی حفاظت خود خدا کرتا ہے۔ جس کی نگہبانی کل مخلوقات حتیٰ کہ درندے تک کرتے ہیں اور جس کی تعریف فرشتے اور جن تک کرتے ہیں۔"

حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا۔ تم کون ہو؟

طلیقہ نے اپنا نام۔ نسب اور اپنے وہاں آنے اور انھیں دیکھ کر چھپ جانے کی غرض و غایت بیان کی۔ حضرت عمر نے ہنس کر فرمایا۔ مجھے زندگی خدا نے عطا کی ہے وہ جب چاہے لے لے۔ اس کی امانت ہے جو اس کو کام مجھ سے لینا ہے۔ جب وہ پورا ہو جائے گا وہ مجھے اٹھا لے گا۔

فتح دمشق کی خوشخبری

جس رات کہ حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی اسی رات کو حضرت عبدالرحمن بن عوف الزہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب دیکھا۔ حسن اتفاق سے بالکل ایسا ہی خواب اسی شب کو حضرت عمر فاروق نے بھی دیکھا دونوں کے خواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انھوں نے دمشق کو دیکھا مسلمانوں کو اس کا محاصرہ کرتے پایا۔ ان کی تکبیر و تہلیل کی آوازیں سنیں۔ دفعۃً ایک سمت کی فصیل زمین میں دھنس گئی۔ حضرت خالد مسلمانوں کو لیکر شہر میں داخل ہوئے۔ ان کے آگے آگے آگ روشن ہو کر پھیلتی جاتی تھی۔ دفعتہً پانی کا چھینٹا پڑا اور آگ بجھ گئی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے یہ خواب حضرت عمر فاروق سے اس وقت بیان کیا جب ان کے پاس صحابہ کبار بیٹھے تھے حضرت علی نے کہا "بشارت ہو یا خلیفہ رسول اللہ صلعم کہ اسی رات کو دمشق فتح ہو گیا ہو گا۔

چند ہی روز کے بعد عقبہ بن عامر ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد کا خط دمشق کی فتح کی خوشخبری کے متعلق لے کر مدینے پہنچے۔ (یہ خط خالد بن ولید نے دمشق فتح کرتے ہی توما اور ہربیس کے تعاقب کرنے سے پہلے بھیجا تھا) حضرت عمر نے ان سے دریافت کیا۔ "اے ابن عامر! تم کہاں سے آ رہے ہو۔؟"

انھوں نے جواب دیا "دمشق سے۔"

عمر۔ ملک شام چھوڑے تمھیں کتنے دن ہوئے۔

عقبہ۔ میں نے جمعہ کے روز نماز جمعہ پڑھ کر چھوڑا تھا۔ اور آج جمعہ ہی ہے میں روانہ ہونے سے اب تک برابر چلا آ رہا ہوں۔"

عمر۔ تم نے سنت ادا کی۔ کیا خبر لائے ہو۔"

عقبہ۔ بشارت اور نیکوکاری ہے میں عنقریب حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے بیان کروں گا۔"

حضرت ابوبکر صدیق کی وفات ہو گئی تھی۔ اور حضرت عمر خلیفہ ہو گئے تھے۔ لیکن عقبہ اور شام کے مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ حضرت عمر نے کہا "ہیہات! انتقال کیا اس بہترین شخص نے دارِ فنا سے عالم بقا کی۔ خدا کی قسم وہ ستودہ صفات تھے۔ نیک اور پرہیزگار تھے دانشمند اور دانا تھے۔ مستقل مزاج اور صابر تھے انھوں نے دین کی شمع

کوروشن کیا۔ پروردگار نے انھیں اپنے پاس بلالیا۔ اور اس عمر نے جو کمزور اور ناتوان ہے خلافت کی گرانباری اپنے ذمہ لے لی۔ اگر میں حق کی پیروی کروں گا عدل و انصاف کروں گا۔ پرہیز گاری کروں گا۔ دین الٰہی کی مدد کروں گا تو نجات پاؤں گا اس میں قصور کروں تو ہلاک ہو جاؤں۔"

عقبہ بن عامر حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا حال سنکر رو پڑے۔ انھوں نے ہاتھ اٹھا کر ان کے حق میں دعائے رحمت کی اور خط نکال کر حضرت عمر کو دیا۔ انھوں نے پڑھ کر رکھ لیا اور جب جمعہ کے خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پہ گئے اور مسلمانوں کو خط پڑھ کر سنایا مسلمان دمشق کی فتح کی خوشخبری سنکر نہایت خوش ہوئے۔ انھوں نے نعرہ تکبیر بلند کرکے اپنی مسرت کا اظہار کیا۔

حضرت عمر نے منبر سے اتر کر ابو عبیدہ بن الجراح کے نام خط لکھا جس میں حضرت خالد کی معزولی اور ان کی تقرری کے متعلق لکھا تھا۔ یہ عقبہ بن عامر کو دیا وہ اسی وقت پلٹ کر دمشق میں پہنچے۔ جب حضرت خالد، توما اور ہربیس کے تعاقب میں گئے تھے انھوں نے یہ خط ابو عبیدہ کو دیا۔ انھوں نے اس خط کو چھپا لیا۔ مسلمانوں کو پڑھ کر اس خیال سے نہیں سنایا کہ حضرت خالد کو شاید اپنی معزولی کا حال سنکر ملال ہو۔ چنانچہ ملک شام کے کسی مسلمان کو بھی حضرت ابو بکر صدیق کی وفات حضرت خالد کی معزولی اور حضرت ابو عبیدہ کی تقرری کا حال معلوم نہ ہوا۔"

حضرت خالد توما اور ہربیس کے تعاقب سے واپس آئے تو انھوں نے دوسرا خط عبداللہ بن قرط کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس خط میں دمشق کی فتح مرج الدیباج کی جنگ اور ہرقل اعظم کی بیٹی کی گرفتاری اور اسے بطور ہدیہ رہا کرنے کے حالات لکھے تھے۔

جب یہ خط حضرت عمر کے پاس پہونچا اور انھوں نے حضرت خالد کی طرف سے لکھا پایا تو انھیں اس قدر ناگوار ہوا کہ ان کا گندمی رنگ سفید ہو گیا۔ انھوں نے عبداللہ بن قرط سے دریافت کیا۔ اے ابن قرط کیا مسلمانوں کو معلوم نہیں ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے وفات پائی۔ مسلمانوں نے خلافت کی گرانباری میرے ذمہ ڈال دی۔ اور میں نے خالد کو معزول کرکے ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر کیا ہے۔

ابن قرط نے عرض کیا۔ مسلمانوں کو ان باتوں کی اطلاع نہیں۔ یہ بات سن کر

حضرت عمر خشمناک ہوئے۔"

حضرت عمر نے مسلمانوں کو مسجد نبوی میں جمع کیا۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر حضرت خالد کا خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان فتح دمشق اور مرج الدیباج میں فتحیابی کا حال سن کر بہت خوش ہوئے انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اپنے بھائی مجاہدین اسلام کو دعائیں دیں۔"

حضرت عمر نے کہا۔ اے لوگو! آگاہ ہو کر میں نے خالد بن ولید کو سرداری سے معزول کر دیا اور عبیدہ بن الجراح کو سپہ سالار مقرر کیا وہ ہر دامین اس کام کے لائق ہے۔

اور سب لوگ تو خاموش رہے مگر قوم بنی مخزوم سے یعنی جس قوم سے حضرت خالد تھے۔ ایک نوجوان نے کہا: "تعجب ہے تم ایسے شخص کو معزول کرتے ہو۔ جس نے عراق و شام میں فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے سیف ناطق کے لقب سے مشہور کیا ہے جس نے مشرکوں کا قافیہ تنگ کر دیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق سے بھی لوگوں نے ان کی معزولی کے لیے کہا تھا۔ مگر انھوں نے نہ مانا تھا اور کہہ دیا تھا کہ میں اس تلوار کو معزول نہیں کر سکتا جسے اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے۔ جس سے دین الٰہی کی مدد ہے۔ تم حق بجانب نہ ہو گے۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے سردار مقرر کیا ہے۔ افسوس تم نے قربت کی پاسداری کو کاٹ ڈالا تم نے اپنے ابن عم کی برائی چاہی۔

حضرت عمر نے اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ اسے کمسن دیکھ کر صرف اتنا کہا۔ کمسن جوان ہے۔ اپنے چچازاد بھائی کی معزولی ناگوار ہوئی ہے۔ یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر آئے۔ رات کو انھوں نے خط اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔

خالد کی معزولی پر غور و فکر کرتے رہے۔ صبح کو لوگوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی اور منبر پر جا کر مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ دنیا پیدا کی ہے وہ سب کو رزق دیتا ہے وہ اکیلا ہے اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے وہی پرستش کے لائق ہے اور درود بھیجتا ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے نبی امی اور حضرت ابوبکر صدیق کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ مسلمانو! تم نے میرے کندھوں پر خلافت کا بارگراں رکھ دیا ہے۔ میری ذمہ داریاں بڑھ گئیں میں شل پروانہ کے ہو گیا ہوں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمہاری بابت مجھ سے پوچھے گا اگر میں تمہاری حفاظت و نگرانی میں کوتاہی کروں۔ عدل و انصاف نہ کروں۔ تمہاری خیرخواہی نہ کروں تو خدا کے سامنے

جوابدہ ہوں گا۔ میرا فرض یہ ہے کہ تمھیں صراط مستقیم پر چلاؤں۔ بیشک ہ وہ ل یہ حقیقت ہے کہ مدینہ کی زندگی تکلفات سے مبرا ہے یہاں لذیذ چیزیں پیدا نہیں ہوتیں اور تو اور معمولی کھانے پینے کی چیزیں بھی باہر سے آتی ہیں۔ اس سے اہل مدینہ تنگی میں رہتے ہیں لیکن اس تنگی میں رہنے پر بھی ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضور صلعم نے فرمایا۔ من صبر علی بلاءھا ولیثھا کنت لہ شھیداً وشفیعاً یوم القیامۃ ؛ یعنی جو شخص مدینہ طیبہ کی بلاؤں اور سختیوں پر صبر کریگا۔ اس کے بیے میں قیامت کے روز گواہ اور سفارش کرنے والا ہوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہم سے مال غنیمت کا وعدہ فرمایا ہے میں مسلمانوں کی بھی خواہی مدنظر رکھتا ہوں۔ ہر امانت والے کو اس کی امانت دیتا ہوں۔ مستحق کو اس کا حق پہنچاتا ہوں۔ غیر مستحق مجھ سے کسی بات کی امید نہ رکھے۔ میں خالد بن الولید کی سرداری ناپسند کرتا ہوں اس لیے کہ وہ لا پرواہ ہیں ٹھیک طور پر حساب کتاب نہیں رکھتے اسراف بیجا کرتے ہیں۔ جو شاعر ان کی تعریف کرتا ہے وہ اسے بہت کچھ مال دیدیتے ہیں۔ جو شخص ان کے سامنے بہادری سے لڑتا ہے اسے حق سے زیادہ دے دیتے ہیں۔ حالانکہ تمام مجاہدین کا حق برابر ہے وہ ضعیف اور غریب مسلمانوں کا خیال نہیں رکھتے۔ میں نے انھیں معزول کر دیا اور ان کی جگہ ابو عبیدہ بن الجراح کو سردار مقرر کیا۔ تم میں سے کسی شخص کو یہ اعتراض کرنے کا حق نہیں کہ سخت اور جنگجو آدمی معزول کر دیا گیا اور نرم طبیعت آدمی کو مقرر کیا گیا۔ کیونکہ میں اس معاملہ میں بہت کچھ غور خوض کر چکا ہوں۔ اور اس عزل ونصب کو مناسب سمجھتا ہوں۔

اس وقت کسی نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حضرت عمر منبر سے اتر آئے انھوں نے ایک صاف چمڑا لیا اور اس پر ابو عبیدہ بن الجراح کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔ ۸۶۔

یہ خط عبداللہ سردار مسلمانوں اور جملہ مومنین کی طرف سے ابو عبیدہ عامر بن الجراح کے نام ہے تم پر سلامتی ہو۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ میں نے تمھیں مسلمانوں پر سردار مقرر کیا۔ تم اس امر کے ظاہر کرنے میں شرماؤ۔ اللہ تعالیٰ امر حق ظاہر کرنے میں نہیں

فرماتا ہے۔ میں تمھیں پرہیزگاری کی نصیحت و ہدایت کرتا ہوں۔ اس خدا سے ڈرتے رہو۔ جسکے سوائے سب نیست و نابود ہونے والے ہیں اسی خدا نے تمھیں کفر سے نکالا ہے۔ ایمان عطا کیا۔ گمراہی سے ہدایت کی طرف راستہ دکھایا۔ تم خالد سے لشکر کا چارج لے لو۔ اور انھیں حکومت سے علیحدہ کردو۔ تم مسلمانوں کو ہلاکی میں نہ ڈالو مال غنیمت کی امید میں لشکر کسی مہم پر نہ بھیجو۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری مدد اور غلبہ کی امید رکھتا ہوں۔ غلبہ تدبیر سے بھی ہوتا ہے لیکن بھروسہ اللہ ہی پر کرنا چاہیے تم دنیا کی طرف سے دونوں آنکھیں بند کرلو۔ اس کی دلفریبی کی طرف نگاہ نہ کرو۔"

دنیا کو طلب کرنے والے ہمیشہ ہلاکت میں پڑتے ہیں۔ تمھیں ایسے بہت سے واقعات معلوم ہوں گے۔ زندگی اور قیامت کے درمیان عورتوں کی شرم و حیا کے مانند پردہ ہے۔ تم سے پہلے عالم آخرت کی طرف بزرگ لوگ جا چکے ہیں۔ تم بھی ان کے پیچھے جانے والے ہو۔ تم مسلمانوں کو نیکی کی طرف چلاؤ تاکہ ان کی آخرت کے سفر کے لیے اچھا زادِ راہ ہو جائے تم مسلمانوں کی حفاظت و نگہبانی کرتے رہو۔ جو کچھ مال غنیمت ہو اس میں سے پانچواں حصہ یہاں روانہ کردو اور چار حصے مسلمانوں میں تقسیم کردو۔ دمشق کی فتح کے متعلق تم میں اور خالد میں مناقشہ ہوا اسکے متعلق یہ بات ہے کہ چونکہ میں نے تمھیں سردار مقرر کردیا تھا اس لیے دمشق کی فتح از روئے صلح کی جائے غلبہ کی رو سے نہیں۔ شہر میں جو گیہوں موجود ہے اسکے متعلق یہ ہے کہ اگر تم نے رومیوں سے یہ اقرار کرلیا ہے کہ وہ ان کے ہیں تو انھیں ہی دیدو خالد نے رومیوں کا تعاقب جو مرج الدیباج تک محض حصول غنیمت کے لیے کیا یہ مناسب نہ تھا وہ فریب نفس کا شکار ہوئے۔ مسلمانوں کا خون بچانا ہر حالت میں ضروری ہے۔ ہرقل اعظم کی بیٹی گرفتار کرکے بغیر کوئی معاوضہ لیے رہا کردینا بڑی غلطی ہوئی۔ اگر اسکے عوض میں مال کثیر لیا جاتا تو ضعیف و غریب

کے کام آتا رہے گا اور سب مسلمانوں پر سلامتی ہو۔"
حضرت عمر نے خط لپیٹ کر مہر کی اور سعد بن وقاص کے بھائی عامر بن وقاص کو دے کر حکم دیا کہ تم دمشق روانہ ہو جاؤ اور یہ خط خالد کو دیکر ہدایت کرو کہ وہ اسے تمام مسلمانوں کو سنا دیں بلکہ تم خود خط پڑھ کر سناؤ اور خط سنانے سے پہلے انھیں حضرت ابوبکر صدیق کی وفات سے آگاہ کرو۔ پھر شداد بن اوس کو بلا کر ان سے مصافحہ کیا اور کہا تم بھی عامر کے ساتھ دمشق جاؤ اور ان سے میری بیعت لو۔"
اسکے بعد شداد بن اوس اور عامر بن وقاص دونوں دمشق کی طرف روانہ ہو گئے جب وہاں پہونچے اور مسلمانوں نے انھیں دیکھا تو وہ گردنیں ابھار ابھار کر انھیں دیکھنے لگے ایک جماعت انھیں پہچان کر ان کی طرف دوڑی۔ انھیں استقبال کر کے لائے ان کے آنے سے خوش ہوئے ان دونوں سے حضرت خالد نے دریافت کیا۔" تم نے خلیفہ ابوبکر صدیق کو کس حال میں چھوڑا۔ انھوں نے کہا۔ خلیفہ (عمر) بخیر ہیں۔ ان کا خط ہمارے پاس ہے آپ لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیں۔ ہم خود پڑھ کر سنا دیں گے۔"
حضرت خالد کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ وہ کچھ کھٹک گئے۔ مگر انھوں نے مجاہدوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو عامر بن وقاص نے حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا حال بیان کیا۔ لوگ رو پڑے۔ پھر انھوں نے خط پڑھ کر سنایا حضرت خالد نے کہا۔" خدا کی قسم مجھے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت و حکومت سے زیادہ اچھی اور حضرت عمر کی خلافت و حکومت سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں تھی مگر حضرت صدیق نے وفات پائی اور حضرت فاروق خلیفہ ہو گئے ان کی اطاعت مجھے منظور ہے حالانکہ انھوں نے میری حق تلفی کی ہے۔ اور مجھے بلا وجہ معزول کیا ہے۔"
ایک شخص نے کہا۔۔۔" یا امیر! تم کیسی باتیں کرنے لگے ہو اس سے فتنہ کی بو آئی ہے۔
حضرت خالد نے کہا۔" اب وہ شخص مسند خلافت ہوئے ہیں جن کے عہد میں کسی فتنہ کے اٹھنے کے امکان نہیں ہے ان کے ہیبت و دبدبہ سے کوئی شخص فساد کی آگ کو پھونکیں مار کر نہیں بھڑکا سکتا ہے۔ کوئی بدراہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کسی کو تمرد اور سرکشی کی جرات نہیں ہو سکتی ہے۔

سب سے پہلے خالد بن ولید نے شداد بن اوس کے ہاتھ پر بیعت کی یہ بیعت تیرہ ماہ شعبان ۱۳ھ کو واقع ہوئی۔

حصن ابی القدس پر یورش

جب حضرت خالد معزول ہو گئے اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح امیر لشکر اسلامیہ اور بادشاہ کے حاکم ہوئے تو وہ اس فکر میں ہوئے کہ اب کس طرف یورش کی جائے انھوں نے ایک عرب نصرانی کو امان دے رکھی تھی۔ وہ ان کا بہت مشکور ہوا تھا۔ جب ابو عبیدہ امیر ہوئے تو اس نے ان سے تقرب حاصل کرنا چاہا۔ وہ حضرت ابو عبیدہ کے پاس اس وقت پہونچا جب وہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش قدمی کے متعلق مشورہ لے رہے تھے۔ کوئی بیت المقدس پر حملہ کرنے کی رائے دیتا تھا۔ کوئی انطاکیہ پر اس وقت معاہدی نے آکر کہا۔ یا امیر! تم نے مجھے اور میرے اہل و عیال پر امان دے کر احسان کیا ہے میں اس احسان کا بدلہ دینا چاہتا ہوں"

ابو عبیدہ۔ "تمہارے پاس کیا خبر ہے"

معاہدی۔ مال غنیمت کی خوشخبری ہے اگر اللہ تعالیٰ نے تمھیں فتح عطا کی تو مسلمان اس قدر دولتمند ہو جائیں گے کہ پھر انھیں دولت کی حاجت نہ رہے گی۔

ابو عبیدہ۔ میں تجھے مسلمانوں کا بہی خواہ سمجھتا ہوں۔ مال غنیمت کیا چیز ہے اور کہاں ہے۔

معاہدی۔ اے سردار! ساحل سمندر کے کنارے ایک مضبوط قلعہ ہے اس کا نام حصن ابی القدس ہے۔ اس قلعہ کے سامنے ایک گرجا ہے۔ اس دیر میں ایک راہب رہتا ہے۔ وہ زبردست عالم اور بڑا متقی ہے۔ تمام ملک شام میں اس کی شہرت ہے۔ ہر طبقہ کے لوگ اس کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ اس کے پاس گناہوں کی معافی اور طلب برکت کے لیے آتے ہیں۔ اسکے دیر کے قریب سالانہ ایک میلہ لگتا ہے یہ میلہ نہایت شاندار اور بارونق ہوتا ہے۔ بڑے بڑے سوداگر طرح طرح کا مال تجارت لے کر آتے ہیں ریشمی کپڑے سونے چاندی کے زیورات جواہرات اور دوسری قیمتی

لے معاہدی اسکو کہتے تھے جسے امان دیکر اس سے معاہدہ کر لیا جاتا اور اسے اپنی (بقیہ ص ۲۱۶)

چیزیں فروخت کے لیے آتی ہیں۔ میلہ کے اختتام کے روز پادری دیر سے باہر نکلتا ہے ایک خلقت اس کے گرد جمع ہو جاتی ہے۔ وہ نصیحت و ہدایت کرتا ہے۔ یہ میلہ شروع ہو گیا ہے تم اس کی طرف جانباز، عربوں کو بھیجو۔ جو اچانک بازار پر جا کر میلہ کو لوٹ لیں مردوں کو قتل کر ڈالیں اور عورتوں کو گرفتار کر لیں۔ اس تاخت سے تمام ملک کے رومیوں پر مسلمانوں کا رعب و خوف چھا جائے گا۔ ابوعبیدہ اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوئے انھوں نے دریافت کیا۔ وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے۔

معاہدی۔ دس فرسخ ہے تیز چلنے والا ایک دن میں پہنچ سکتا ہے۔

ابوعبیدہ۔ کیا میلہ کی نگرانی کوئی بادشاہ کرتا ہے۔

معاہدی۔ نہیں۔ اول تو اس لیے کہ ہرقل اعظم کی ہیبت تمام رومیوں پر چھائی ہے۔ دوسرے نصرانی دیر کے راہب سے بہت ڈرتے ہیں۔"

ابوعبیدہ۔ کیا اس دیر کے قریب ملک شام کا کوئی شہر ہے۔

معاہدی ہے اس کا نام طرابلس ہے وہ شہر قصبہ ہے۔ ملک شام کا بندرگاہ ہے ہر طرف سے کشتیاں آتی ہیں۔ اس شہر میں ایک بطریق رہتا ہے۔ جو بڑا مغرور اور متکبر ہے ہرقل اعظم نے اسے وہ شہر اور نواحی علاقہ جاگیر میں دے دیا ہے۔ وہ تکبر کی وجہ سے بازار میں نہیں آتا ہے۔ بازار کا کوئی حامی اور نگراں نہیں ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تمہارے خوف سے اب اس کی حمایت کو آجائے۔

ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: مسلمانو! کون شخص تم میں سے اپنی جان کو راہ خدا میں ہبہ کرے گا اور اس لشکر کے ساتھ روانہ ہو گا۔ جسے میں بازار کی طرف روانہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے۔ لوگ خاموش رہے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دراصل ابوعبیدہ اس مہم پر خالد کو بھیجنا چاہتے تھے۔ لیکن خالد چند ہی روز پہلے معزول ہوئے تھے حضرت ابوعبیدہ خاص طور پر انھیں مخاطب کرتے شرماتے تھے۔ اسی وقت ایک نوجوان سبزہ آغاز اٹھ کھڑے ہوئے وہ عبداللہ بن طیار تھے۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ اور ان کے باپ جعفر طیار تھے جو غزوہ تبوک میں

(بقیہ صفحہ ۲۱۵ کا) ذمہ داری میں لے لیا جاتا ہے معاہدی کو ذمی بھی کہتے ہیں (صادق سردھنوی)

شہید ہوئے تھے۔ اسی وقت عبداللہ کمسن بچہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس کے ساتھ عقد کر لیا تھا ان کی کفالت و تربیت حضرت صدیق نے کی تھی جب حضرت عبداللہ نے ہوش سنبھالا۔ تو وہ اپنی والدہ سے دریافت کیا کرتے تھے کہ امی میرے باپ کیا کام کیا تھا۔ وہ کیسے شہید ہوئے تھے؛ ان کی والدہ کہہ دیا کرتیں۔ اے بیٹے انھوں نے جہاد کیا تھا رومیوں نے انھیں شہید کر دیا عبداللہ کہتے۔ اگر میں زندہ رہا تو جوان ہو کر انشاء اللہ اپنے باپ کا انتقام رومیوں سے ضرور لوں گا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی اور حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے عبداللہ بن انیس الجھنی کی معیت میں کچھ لشکر ملک شام میں بھیجا اس لشکر کے ساتھ عبداللہ بن جعفر طیار بھی آئے تھے۔ عبداللہ بن انیس سے ان کی دوستی تھی۔ اب وہ جوان ہو گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار صورت و سیرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑے مشابہ تھے۔ جوان مرد اور دلیر تھے۔ انھوں نے کہا اے امین الامت! میں اس لشکر میں پہلا شخص ہوں گا جسے آپ بھیجنا چاہتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے خیال نہیں کیا کہ وہ کمسن نوجوان ہیں وہ ان کے اقرار سے خوش ہو گئے۔ انھوں نے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے میں اس لشکر پر تمھیں ہی سردار مقرر کرتا ہوں۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے پانچ سو سوار اس مہم کیلئے منتخب کیے ان میں کچھ اہل بدر سے تھے کچھ رؤساء عرب سے تھے۔ ان میں مشہور لوگ تھے ان کے نام یہ ہیں۔" ابوذر غفاری۔ عبداللہ بن اوفی۔ عامر بن ربیعہ۔ عبدالرحمٰن بن انیس الجھنی۔ عبداللہ بن سراقہ۔ عمرو بن نعمان المعتمر۔ یہ تو رؤساء تھے اور جو بدوی تھے وہ یہ تھے۔ سالم بن قانع۔ جابر بن مسروق الربیعی۔ قانع بن خزعل۔ ناجی بن معاذ الاسلمی اور بھی کئی بدوی شامل تھے۔

حضرت ابوعبیدہ نے ایک علم سیاہ تیار کر کے عبداللہ ابن جعفر طیار کو دیا اور پانچسو لیسے لیا اور جو اکثر معرکوں میں شریک ہوئے تھے ان کے ساتھ کر کے ان سے کہا تم اچانک بازار پر حملہ کر کے رومیوں کے دلوں کو رعب و خوف سے بھر دینا۔

حضرت عبداللہ یہ مختصر لشکر لے کر چودہ شعبان کی رات کو روانہ ہوئے چاند آب و تاب

سے نکلا ہوا تھا۔ چاندنی چٹک رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان سے نور چھن چھن کر برس رہا ہو۔ ہر چیز نور میں نہا رہی تھی۔ عبداللہ نے دائلہ سے کہا کیسی پرکیف رات ہے۔ دائلہ نے کہا:"اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے۔ یہ رات نصف شعبان کی ہے بڑی برکت والی ہے۔

عبداللہ تم نے سچ کہا۔" یہ وہ رات ہے جس میں موت لکھی جاتی ہے۔ رزق عطا کیا جاتا ہے۔ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ میرا ارادہ اس رات کو بیدار رہ کر عبادت کرنے کا تھا۔

دائلہ۔ مگر ہم جہاد کے لیے جا رہے ہیں ہمیں ثواب نہ ملے گا؟"

عبداللہ ضرور ملے گا۔ ہمارا چلنا ہمارے قیام سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت دینے والا بخشش کرنے والا ہے۔"

معاہدی ان کے ساتھ بطور رہبر کے تھا۔ تمام رات یہ لوگ چلتے رہے صبح کو ایک بڑے پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں سب نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر آگے روانہ ہوئے کچھ دور چل کر ایک صومعہ راستہ کے داہنی طرف تھا۔ عبداللہ بن جعفر مع اپنے ہمراہیوں کے صومعہ کی طرف چلے۔ جب اسکے نزدیک پہنچے تو اس کے اندر سے ایک راہب نکلا۔ وہ ایک جبہ پہنے اور لمبی ٹوپی بالوں کی اوڑھے تھا۔ سرخ رنگ کی ڈوری سے کمر باندھے تھا اس نے غور سے مسلمانوں کو دیکھ کر دریافت کیا۔" تم کون لوگ ہو؟"

چند مسلمانوں نے کہا" ہم عرب ہیں۔"

راہب کیا تم محمدی ہو۔!

مسلمان! ۔ ہاں۔"

وہ ہر مسلمان کو غور سے دیکھنے لگا۔ عبدالرحمن بن جعفر طیار کو دیکھ کر پوچھا؛ کیا یہ کمسن نوجوان تمہارے نبی کے بیٹے ہیں۔

مسلمان۔ نہیں۔ یہ نبی کے چچا کے بیٹے ہیں۔

راہب ۔ یہ پتے ہیں اور پتے درخت سے ہوتے ہیں جو الگ پہچانے جاتے ہیں

عبداللہ بن جعفر طیار نے کہا۔ کیا تم قائل ہو کہ حضرت محمد خدا کے رسول تھے۔"

راہب - میں جانتا ہوں ان کا نام توریت - انجیل اور زبور میں موجود ہے ان کی یہ صفت لکھی ہے کہ وہ سرخ ہونٹ کے مالک ہوں گے - شمشیر برہنہ ہوں گے "
عبداللہ - تم کیوں ان پر ایمان نہیں لاتے اور ان کی نبوت کی تصدیق نہیں کرتے راہب نے آسمان کی طرف دیکھ کر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ اس وقت ہو گا جب سبز آسمان کا مالک چاہے گا -
مسلمان وہاں سے چلے اور سرسبز وشاداب جنگل میں پہونچے - وہاں چشمہ میں پانی افراط سے بہہ رہا تھا - معاہدی راہبر نے کہا "تم لوگ یہاں ٹھہرو - میں قوم کی خبر لینے جاتا ہوں -
راہبر چلا گیا - مسلمان فروکش ہو گئے انھوں نے رات کو کھانا کھایا - صبح کو اٹھ کر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی - مسلمان راہب کا انتظار کر رہے تھے اسے آنے میں دیر ہوئی - اسکے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے گزرنے لگے اس کی طرف سے بدگمانی ہونے لگی - مسلمان طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے "
حضرت ابوذر غفاری نے کہا "مسلمانو! راہبر کی طرف سے نیک گمان رکھو اسکی طرف سے مکر وفریب کا اندیشہ نہ کرو - انشاءاللہ بہتر ہوگا - مسلمانوں کو ان کے کہنے سے کچھ تسلی ہو گئی - اسی وقت راہبر بھی آپہونچا - مسلمان اسے دیکھ کر خوش ہوئے انھوں نے خیال کیا کہ راہبر آتے ہی ان سے چلنے کے لیے کہے گا - لیکن اس نے ان کے پاس آکر نہایت خوفناک خبر بیان کی - اس نے کہا " اے صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت مسیح کی قسم میں نے تمہارے سردار سے جو بات کہی تھی وہ غلط نہ تھی نہ اس میں مکروفریب کی کوئی بات تھی - لیکن تمہارے اور غنیم کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی ہے "
عبداللہ - کیسی دیوار حائل ہو گئی ہے -
معاہدی - ایک پرشور دریا حائل ہے - میں بازار میں گیا تھا - میلہ شروع ہو گیا تھا خرید فروخت ہونے لگی ہے - میں نے وہاں رومیوں کا سیلاب دیکھا ہے معلوم ہوتا جیسے سمندر میں موجیں اٹھ رہی ہیں راہبوں کی جمعیت بہت زیادہ ہے - بہت سے بطارقہ کو بھی شامل دیکھا مجھے تعجب ہوا کہ امسال یہ کثیر مجمع کیوں جمع ہوا ہے - میں لوگوں میں مل جل گیا - ان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ طرابلس کے حاکم کی بیٹی کا نکاح کسی

بطریق کے ساتھ ہونے والا ہے وہ لڑکی چالیس معزز رومی دوشیزاؤں کے ساتھ آئی ہے۔ قربانی والے لوگ بھی اسکے ساتھ آئے ہیں رومی سواروں۔ سرداروں اور عرب متنصرہ کی جمعیت تمہارے یعنی مسلمانوں کے خوف کی وجہ سے لڑکیوں اور مال کی حفاظت کے لیے بلائی گئی ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم واپس چلو تمہارے ساتھ جمعیت بہت کم ہے۔"

عبداللہ۔ ان میں لڑنے والے کس قدر لوگ ہیں اور بغیر لڑنے والے کس قدر ہیں۔

معاہدی۔ میں نے اندازہ کیا تھا۔ بیس ہزار تو عام آدمی ہیں ان میں رومی۔ ارمنی بعض قبطی۔ یہودی۔ سوداگر تماشائی اور شہری ہیں۔ اور پانچ ہزار جنگجو ہیں ان میں۔ عرب متنصرہ۔ بطارقہ اور رومی ہیں۔ تم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اسکے علاوہ ان کے شہر قریب ہیں۔ مدد جلد آسکتی ہے۔ تمہارا لشکر دور ہے تمھیں کمک نہیں آسکتی۔"

یہ امر مسلمانوں پر دشوار گزرا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے مسلمانوں سے دریافت کیا۔ تم نے سب واقعات سن لیے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ مسلمانوں نے کہا۔

پروردگار عالم نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ ہمیں اپنے سردار ابوعبیدہ کے پاس واپس لوٹ جانا چاہیے۔ یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری محنت کو رائگاں نہ جانے دے گا۔

عبداللہ۔ لیکن میں اگر واپس لوٹوں گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے پیٹھ پھیر کر بھاگنے والوں میں لکھے گا۔ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں دے دیا ہے۔ میں جہاد کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے امید اجر کی رکھتا ہوں جو مجھے تقویت دیگا خدا اسے ثواب دیگا اور جو واپس چلا جائے گا اس پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔"

مسلمانوں کو ان کی گفتگو میں یہ ہمت و جرات دیکھ کر بڑی شرم و غیرت آئی انھوں نے کہا اگر آپ کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے تو ہم بھی تیار ہیں۔ ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ تدبیر تقدیر کے اوپر مقدم ہے۔ موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ان کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے زرہ پہنی خود سر پر

رکھا۔ پٹکا کمر میں باندھا۔ ڈھال اور ترکش پشت پر لٹکائے۔ تلوار حمائل کی نیزہ رکاب میں رکھا اور علم ہاتھ میں لیا۔ ان کے ساتھی مسلمان بھی مسلح ہو گئے۔ انھوں نے معاہدی سے کہا۔ اے راہبر! تو ہمارے آگے قوم کی طرف چل۔ انشاء اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے عجیب تر معاملہ دیکھے گا۔ یہ سنکر معاہدی کو تعجب ہوا۔ پھر اس کا چہرہ زرد ہو گیا اس نے کہا۔ تم رومیوں سے لڑنے نہ جاتے تو اچھا تھا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں تم سب کے سب ہلاک نہ ہو جاؤ۔"

عبداللہ۔ شہادت تو عین ہماری تمنا ہے۔

معاہدی۔ میں نے تمھیں نشیب و فراز سمجھا کر اپنا حق ادا کیا۔ اب مجھ پر کوئی ملامت اور کوئی الزام باقی نہیں رہا

وہ مسلمانوں کو لے کر چلا۔ ایک ساعت سفر کرنے کے بعد وہ ٹھہر گیا۔ اس نے کہا تم احتیاط سے یہاں چھپ جاؤ۔ کیونکہ تم رومیوں کے بالکل قریب پہونچ گئے ہو اب دن چھپنے والا ہے۔ تم رات یہیں بسر کر۔ صبح کو حملہ کرنا۔"

مسلمان وہیں مقیم ہو گئے انھوں نے رات اس طرح بسر کی کہ بعض نماز پڑھتے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے۔ بعض فتیابی اور کشود کار کی دعائیں مانگتے رہے۔ صبح کو سب نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ عبداللہ نے مسلمانوں سے دریافت کیا اب تمہاری کیا رائے ہے۔

عامر بن ربیعہ نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اس وقت کا انتظار کرو جب قوم خرید و فروخت شروع کر دے۔ جب وہ مشغول ہو جائے تب غفلت کے عالم میں ان پر جا پڑنا۔

اس رائے کو تمام مسلمانوں نے پسند کیا۔ وہ انتظار کرنے لگے۔ جب آفتاب گرم ہو گیا بازار لگ گیا۔ رومی خرید و فروخت میں لگ گئے تب مسلمانوں نے تلواریں میانوں سے نکال لیں کمانیں سیدھی کر لیں نیزے تان لئے عبداللہ بن طیار نے پانچ سو مسلمانوں کے پانچ گروہ سو سو سواروں کے بنا لیے ہر گروہ پر ایک ایک شجاع شخص کو سردار مقرر کر دیا اور ان سے کہا۔ ہر گروہ بازار کے ایک حصہ پر حملہ کرے۔ کوئی مسلمان لوٹ میں مشغول نہ ہو بلکہ رومیوں کے سروں پر تلواریں مارے۔ اور اپنی طاقت کو

جہاد میں خرچ کرے۔"

مسلمان چلے۔ حضرت عبداللہ سب سے آگے تھے۔ ان کے ہاتھ میں علم تھا۔ جب وہ میلہ کے سامنے پہنچے تو انھوں نے رومیوں کو اس کثرت سے دیکھا کہ وہ حیران رہ گئے۔ وہ چیونٹیوں کی طرح زمین پر پھیلے ہوئے تھے۔ عام بازار اور بازوں کا نواحی علاقہ رومیوں سے پٹا پڑا تھا سامنے دیر تھا دیر کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا ایک بوڑھا راہب دیر کے دروازے میں اپنا سر نکالے وعظ ونصیحت کر رہا تھا لوگ اس کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے تھے۔ بادشاہ کی لڑکی بھی ریشمی لباس اور سونے اور جواہرات کے زیورات پہنے اس کے پاس کھڑی تھی۔ وہ خوبصورت تھی۔ اس کا چہرہ چمک رہا تھا اس لڑکی کے پاس چالیس اور لڑکیاں خوشنما لباس پہنے کھڑی تھیں۔ امرا اور لبار رفقا اور ان کی اولاد زرہیں موزے اور خود پہنے کھڑے تھے۔ لیکن سب ایسے چوکنے تھے گویا وہ کسی ہیبت ناک شور اور خوفناک بلا کے سننے اور دیکھنے کے منتظر ہیں۔"

عبداللہ بن جعفر طیار کی نگاہ جب رومیوں کی کثرت پر گئی تو وہ کسی حد تک اندیشہ ناک ہوئے لیکن انھوں نے پکار کر کہا۔ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم حملہ کرو اللہ تعالیٰ برکت و مدد عطا کرے گا۔ اگر فتح اور مال غنیمت حاصل ہوتی تو خوشی اور سلامتی ہے ورنہ ہماری تمہاری حوض کوثر پہ ملاقات ہوگی۔ ایک بات اور سن لو۔ ہمیں اب کو دیر کے پاس جمع ہونا چاہیئے۔

یہ کہہ کر انھوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تمام مسلمانوں نے مل کر تکبیر کہی۔ پتھروں اور پہاڑوں نے تکبیروں کا جواب دیا۔ رومی چونک پڑے مسلمان متفرق ہو کر حملہ آور ہوئے حضرت عبداللہ کے ساتھ سابق الایمان لوگ تھے۔ انھوں نے حملہ کیا۔ عبداللہ نے مجمع عظیم پہ یورش کی۔ وہ رومیوں میں گھس گئے۔ تلواریں اور نیزے چلنے لگے۔

رومی گویا ان کے آنے کے منتظر ہی تھے۔ وہ اپنے گھوڑوں اور ہتھیاروں کی طرف جھپٹے۔ مسلح ہو کر سوار ہوئے۔ اور تلواریں اور خود لے کر مسلمانوں پر اسطرح آ ٹوٹے جس طرح شیر اپنے شکار پر آ ٹوٹتا ہے۔ انھوں نے اسلامی علم کو دیکھا اور علمبردار کی طلب و تجسس میں ہوئے۔ اس روز مسلمانوں کا صرف ایک ہی علم تھا اور وہ حضرت عبداللہ کے ہاتھ میں تھا۔ رومیوں نے انھیں پہ زغنہ کیا۔ انھیں اور ان کے ہمراہیوں

کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمان ٹڈی دل رومیوں میں ایسے تھے جیسے سفید اونٹ پر تل ہو۔ لڑائی جم گئی تھی غبار بلند ہو گیا تھا۔ مسلمان ایسے لڑائی میں مشغول ہو گئے تھے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی کبھی کبھی نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور لڑ رہے ہیں۔ ہر طرف تلواریں چمک رہی تھیں اور نہایت شدت سے جنگ ہو رہی تھی۔

ابو ہریرہ بن ابراہیم۔ بن عبدالعزیز بن ابی قیس نے جو سابق الایمان اور صاحب ہجرت تھے بیان کیا ہے کہ میں بدر۔ احد اور حنین کی لڑائیوں میں شریک ہوا تھا میرا خیال تھا کہ شاید ایسے معرکے پھر کبھی دیکھنے میں نہ آئیں۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں اس قدر غمگین ہوا کہ مجھ سے مدینہ میں نہ ٹھہرا گیا۔ میں نے مکہ معظمہ میں جا کر اقامت اختیار کی۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ میرے اوپر خفا ہو رہے تھے۔ میں فوراً اپنی بیوی ام کلثوم بنت سہل بن عمرو بن العاص کے ملک شام میں آیا۔ اجنادین اور مرج الدیباج کی لڑائیوں میں شریک رہا۔ سریۂ عبداللہ بن جعفر طیار یعنی دیر ابی القدس کی لڑائی میں موجود تھا۔ یہ لڑائی ایسی سخت تھی کہ میں تمام پچھلی لڑائیوں کو بھول گیا۔ اور مجھے اپنی اور تمام مسلمانوں کی ہلاکی کا یقین ہو گیا۔ کیفیت یہ گذری کہ جب ہم نے رومیوں کی عظیم الشان جمعیت پر حملہ کیا تو یہ خیال کر لیا تھا کہ ان کے سوائے اور کوئی جماعت نہیں ہے۔ نہ ظاہر نہ چھپی ہوئی لیکن تھوڑی ہی دیر میں دفعتاً ایک کثیر التعداد کمین گاہ سے نکل پڑا۔ سوار بڑے قد آور تھے۔ لوہے میں اس طرح غرق تھے کہ سوائے آنکھوں کے جسم کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ وہ مسلمانوں کے سرگروہ کے گرد چھا گئے۔ انھوں نے مسلمانوں کو اپنے بیچ میں چھپا لیا۔ میں مسلمانوں کی طرف سے بڑا خوفناک ہوا کبھی کبھی تکبیر کی آواز آجاتی تھی اور جب وہ بند ہو جاتی تھی تو وہ متردد ہو کر کہنے لگتا تھا کہ مسلمان شہید ہو گئے۔

اسی اثناء میں میں نے اسلامی علم کو دیکھا۔ فوراً ہی عبداللہ بن جعفر طیار نظر آئے وہ نہایت سختی سے مشرکوں پر حملے کر رہے تھے۔ ان کے ہمسیوں میں کوئی ان کی طرح نہیں لڑ رہا تھا۔ ہر مقام پر نہایت سخت لڑائی ہو رہی تھی۔ جوں جوں جنگ طول کھینچتی جاتی تھی۔ اس کی گرمی بھی بڑھتی جاتی تھی۔ میں حضرت عبداللہ کے ساتھ ہو گیا جس طرف وہ حملہ کرتے تھے میں بھی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے ہمارے بازو سست ہو گئے۔ شانے سن ہو گئے

خون سرد پڑ گیا۔ ہم تھک کر چور ہو گئے۔ صبر و استقلال رخصت ہونے لگا دن ڈھل گیا۔ اس وقت عبداللہ ابن جعفر کی تلوار رخنہ دار ہو گئی ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گرنے کے قریب ہو گیا۔ وہ ایک جگہ ٹھہر گئے۔ مسلمان علم کو دیکھ لڑتے بھڑتے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن سب مشرکوں کو کثرت سے قتل کرنے کی وجہ سے باز و شل ہو گئے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو اپنے بیے کوئی غم نہیں تھا۔ لیکن مسلمانوں کی طرف سے انھیں بڑا رنج و قلق تھا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی۔ اے خلاق عالم! تو نے ہمیں مبتلائے آزمائش کر دیا ہے۔ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول کا واسطہ دے کر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو ہمیں فراخی اور نجات عطا فرما۔

مسلمان اب بڑی جی داری اور استقلال سے لڑ رہے تھے۔ اگرچہ حضرت ابوذر غفاری بوڑھے تھے۔ مگر جوانمردوں کی طرح لڑ رہے تھے۔ وہ جھپٹ کر حملہ کرتے تھے اور بلند آواز سے کہتے تھے۔ مشرکو میں ابوذر ہوں قبیلہ غفار سے میری تلوار بے پناہ ہے تم مجھ سے کہاں جا کر چھپو گے۔ دو چار رومیوں کو قتل کر کے وہ پھر مسلمانوں میں آ شامل ہوتے۔

اور مسلمان بھی انھیں کی طرح صبر و بہادری سے لڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے کلیجے اور دل منھ میں آ گئے۔ مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ ان کے قبروں کی کی وہی جگہ ہے۔

عبداللہ کا خواب

عبداللہ ابن انیس نے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن جعفر طیار کی والدہ حضرت اسمار نے حضرت ابوبکر صدیق سے نکاح کر لیا تھا۔ حضرت صدیق عبداللہ کو اس طرح چاہتے اور پیار کرتے تھے جس طرح جعفر کیا کرتے تھے۔ میں بھی عبداللہ کو بہت دوست رکھتا تھا۔ جب عبداللہ اپنے چچا حضرت علی اور خلیفہ حضرت عمر سے اجازت لے کر شام کی طرف جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

جب ہم تبوک میں پہونچے تو عبداللہ ابن جعفر طیار نے مجھ سے دریافت کیا

کیا تم میرے باپ کی قبر جانتے ہو کہاں ہے؟"

میں نے جواب دیا جانتا ہوں موتہ میں ہے۔ انھوں نے کہا میری تمنا ہے کہ میں قبر پر جا کر فاتحہ پڑھوں۔"

چنانچہ ہم چل کر موتہ میں پہنچے اور حضرت جعفر کی قبر پر گئے ان کی قبر پر قوم عرب نے قبر کا پتھر رکھ دیا تھا۔ عبداللہ گھوڑے سے اتر کر اپنے باپ کی قبر پر گئے۔ روئے اور دعائے مغفرت مانگی۔ رات کو ہم سب قبر کے قریب ہی فروکش ہو گئے۔ صبح کو جب نماز پڑھ کر ہم نے کوچ کیا تو عبداللہ بن جعفر کو آزردہ اور روتے ہوئے پایا میں نے ان سے دریافت کیا۔ تم رو رہے ہو کس لیے۔

عبداللہ نے جواب دیا۔ رات میں نے خواب میں اپنے باپ جعفر کو دیکھا ہے۔ وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے دو پر تھے۔ ان کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ تھی۔ اس میں سے خون ٹپک رہا تھا۔ انھوں نے وہ تلوار مجھے دے کر فرمایا۔

بیٹا یہ تلوار لو۔ اور دشمنوں سے جہاد کرو۔ میں اس مرتبہ پر تو جہاد ہی کی بدولت پہونچا ہوں۔

میں وہ تلوار لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور اتنا لڑا کہ اس تلوار میں رخنے پڑ گئے۔"

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ میں نے انھیں تسلی دی۔ اور ہم وہاں سے چل کر دمشق پہونچے۔ حضرت ابو عبیدہ نے عبداللہ بن جعفر کو سردار مقرر کر کے حصین ابی القدس کی طرف لشکر بھیجا۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ جب رومیوں سے جنگ شروع ہو گئی اور جنگ کی آواز بھڑک اٹھی تو میں نے دل میں کہا۔ مسلمان سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے میں ابو عبیدہ کو خبر دینے کے لیے مثل برق کے چلا۔ جونہی اسلامی لشکر میں پہونچا ابو عبیدہ سے ..... انھوں نے تمام مختصر واقعہ سنایا۔

عبداللہ بن انیس نے کہا۔ یا امیر مسلمانوں کی جلد مدد کرو۔ رومیوں نے انھیں گھیر لیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے تمام واقعہ مختصر سنایا۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی جو کچھ ہے ہے اللہ ہی کا ہے اور اسی کی طرف لوٹنے والا۔ اے ابو عبیدہ اگر عبداللہ اور ان کے ہمراہی تیرے علم کے تحت میں شہید ہو گئے۔ تو سخت رنج دافسوس

کی بات ہو گی۔

پھر انھوں نے حضرت خالد سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابا سلیمان! میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ عبداللہ اور ان کے ہمراہیوں سے جا ملو۔

حضرت خالد نے کہا۔ "انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا میں تمھارے حکم کا منتظر تھا۔

ابوعبیدہ۔ پہلے مجھے تم سے کہتے ہوئے شرم آتی تھی۔

خالد۔ یا ابن الامنۃ۔ خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت عمر مجھ پر کسی لڑکے کو بھی سردار مقرر کرتے تو میں اس کی ہی اطاعت کرتا۔ میری یہ کیسے جرأت ہو سکتی ہے کہ تم سے انحراف کر سکوں۔ تم مجھ سے پہلے ایمان لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری عزت کرتے تھے انھوں نے تمھیں ابن الامنۃ کا خطاب دیا۔ میں تمھارے مرتبہ پر کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ میں نے خدا کی راہ میں عرصہ تک شمشیر زنی کی ہے۔ مجھے شہرت اور ناموری کی تمنا نہیں ہے میں اس بات پر گواہی کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ذات کو خدا کی راہ میں قید کیا ہے۔ میں قریب تر حضرت عمرؓ پر اپنی شجاعت و جانبازی ظاہر کر دوں گا۔ خلیفہ نے میری نسبت کہا ہے کہ میں نام حاصل کرنے کے لئے جہاد کرتا ہوں خدا کی قسم میں نے کبھی سرداری اور امارت کی تمنا نہیں کی ہے"۔

حضرت ابوعبیدہ ان کی گفتگو سن کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے کہا۔ اب دیر نہ کرو ابا سلیمان! جلد روانہ ہو جاؤ"۔

خالد بن الولید اپنے خیمے پر گئے انھوں نے مسیلمہ کذاب کی وہ زرہ پہنی جو انھیں جنگ یمامہ میں ملی تھی۔ خود سر پر پہنا۔ تلوار گردن میں لٹکائی اور کود کر گھوڑے پر اس طرح جا بیٹھے جیسے وہ زین میں پیوست ہوں"۔

انھوں نے لشکر زحف کو پکار کر کہا۔" اسلامی بہادرو! شمشیر زنی کی طرف چلو۔ فوراً تمام لشکر مسلح ہو کر ان کے ساتھ ہو لیا وہ تیز چنگل والی چڑیوں کی مانند تیزی سے چلے۔ عبداللہ بن انیس دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر بطور رہبر کے دوڑے حضرت خالد نے علم رکاب میں رکھ لیا تھا اس کا پھریرا لہراتا جا رہا تھا اللہ غالب و بزرگ نے زمین کو لپیٹ دیا تھا وہ عصر کے بعد دیر ابی القدس کے سامنے پہنچے۔

حضرت خالد نے ابن انیس سے دریافت کیا — عبداللہ بن جعفر طیار کو کہاں ڈھونڈیں۔

اس وقت رومی ہر طرف اس کثرت سے پھیلے ہوئے تھے کہ مسلمان نظر نہ آتے تھے۔ عبداللہ بن انیس نے جواب دیا عبداللہ بن جعفر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ دیر کے قریب جمع ہو جائیں یاان کی ملاقات کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے۔"

حضرت خالد نے دیر کی جانب نگاہ کی انھوں نے اسلامی علم کو دیکھا۔ مسلمان اس وقت بھی موت کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ ان میں سے کوئی مسلمان بھی ایسا باقی نہ رہا تھا جو زخمی اور غضبناک نہ ہو گیا ہو۔ وہ زندگی سے ناامید ہو گئے تھے رومی ان پر شدت سے حملے کر رہے تھے تلواریں اور نیزے ان پر پڑ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار کہہ رہے تھے — "مسلمانوں تم مشرکوں کو لو ان کی لڑائی میں صبر کرو اس بات کو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمکو دیکھ رہا ہے اس نے تمہاری طرف تجلی کی ہے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔"

یہ کہہ کر انھوں نے اپنے علم رائت العقاب کو جنبش دی۔ مسلمان حملہ کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کو حضرت خالد کے آنے کی خبر نہیں ہوئی وہ بڑی جانبازی سے لڑ رہے تھے۔ دفعتہً خالد بن ولید اور ان کے ہمراہیوں نے اللہ اکبر کے پرزور نعرے لگائے ان کے گھوڑے ہنہنانے لگے وہ نہایت تیزی سے رومیوں کی طرف جھپٹے عبداللہ اور ان کے ہمراہیوں نے نعروں کی آوازیں جب سنیں تو انھوں نے مسلمانوں کو پہچانا۔ وہ سمجھے رومیوں کو اور مدد پہنچ گئی۔ ان پر یہ امر سخت دشوار گزرا تھا اسی وقت انھوں نے یہ آواز سنی ختل الاعن ولعن الخالف یاحملۃ القرآن جاءکم الفرج من الرحمٰن وظفر تم اعمل عبدۃ الصلیبان۔ یعنی ذلیل وخوار ہو۔ بے ڈر کو مدد دیا گیا....... اے حاملان قرآن خدائے رحیم کی طرف سے تم پر اور نصرت کشائش آئی۔ ...... تم صلیب پرستوں پر غلبہ دیئے گئے ار

مسلمانوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا انھیں مجاہدین گھوڑے دوڑاتے نظر آئے ایک سوار سب سے آگے آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اسلامی علم تھا۔ علم منور چاند

کی طرح چمک رہا تھا اس سوار نے پکار کر کہا۔ اے مسلمانو! بشارت ہو تمھیں تمہارے لئے خدا نے مدد بھیجی۔ کافروں کو سرنگوں کیا۔ میں خالد بن الولید مخزومی ہوں بطارقہ اور قیاصرہ کا ہلاک کرنے والا ہوں۔

حضرت عبد اللہ اور ان کے ہمراہی خوش ہو گئے انھوں نے مل کر اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جیسے بادل گرج اٹھا ہو رومیوں نے گھبرا کر اپنی پشت کی طرف دیکھا وہ حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔

شاندار فتح حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے نہایت سختی سے حملہ کیا انھوں نے شمشیر زنی اور نیزہ بازی کر کے رومیوں کی صفیں الٹ دیں لاشوں کے انبار لگا دیئے خون سے زمین کو لالہ زار بنا دیا وہ ببّر کی طرح حملے کر کے رومیوں کو بکریوں کی طرح منتشر اور پراگندہ کر رہے تھے اس وقت عبد اللہ ابن جعفر نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ مسلمانو! اب کیا سستی ہے کس چیز نے تمھیں لڑائی سے باز رکھا ہے۔ آگئی تمھارے پاس نصرت اللہ۔ غالب بزرگ کی جانب سے تمھارے پاس مدد کو پہنچ گئے حملہ کرو تم ان ناکسی کافروں پر۔

مسلمانوں نے سنبھل کر نہایت شدت سے حملہ کیا۔ رومی دو پاٹوں کے بیچ میں آگئے لڑائی کی چکی نے انھیں پیسنا شروع کیا۔ مسلمان انھیں قتل و گرفتار کرنے لگے رومی بدحواس ہو گئے۔

ابوذر غفاری۔ ضرار بن الازور اور مسیب بن نجبۃ الفزاری نے گھوڑوں کی باگیں ڈالیں اور پر زور حملے کر کے رومیوں کی لاشوں سے میدان ڈھاک دیا۔ چونکہ آفتاب غروب ہونے لگا تھا۔ اس لئے مسلمان اور بھی کوشش کر رہے تھے کہ رومیوں کا دن چھپنے سے پہلے صفایا کر ڈالیں۔

یہ لوگ حضرت عبد اللہ بن جعفر کی طرف بڑھ رہے تھے انھوں نے مزاحمت کرنے والے رومیوں کو قتل کر کے راستہ صاف کیا اور عبد اللہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ضرار نے دیکھا کہ عبد اللہ بن جعفر کی زرہ اور آستینوں پر مقتول رومیوں کا خون پڑ پڑ کر جم گیا تھا جو بالکل اونٹ کی کلیجی کی طرح معلوم ہو رہا تھا حضرت ضرار نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تم نے اپنے

باپ کا بدلہ خوب لیا۔ سوزش دل کو رومیوں کے خون سے سرد کیا۔
حضرت عبداللہ نے دریافت کیا۔ "یہ کون ہیں؟"
اس وقت دن چھپ چکا تھا۔ جھٹ پٹا سا ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ ضرار ڈھاٹا باندھے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "میں ضرار بن الازور ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔

حضرت عبداللہ نے کہا۔ اللہ تمھارے ہر کام میں مدد کرے۔ تم نے ہماری عین وقت پر مدد کی۔ پھر انھوں نے ضرار سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابن الازور دیر کے اندر شاہ طرابلس کی بیٹی اور اس کی سہیلیاں ہیں اور دیر کو رومی بطارقہ اور بہادر سپاہیوں نے گھیر رکھا ہے کیا تم میرے ساتھ دیر پر حملہ کر دو گے؟
حضرت ضرار نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ انھیں دیر کے گرد بے شمار رومی سوار ننگی تلواریں لیے کھڑے نظر آئے دیر کے اندر روشنی ہو رہی تھی اس روشنی میں لڑکیوں کے خوشنما لباس زیورات اور چہرے چمک رہے تھے ضرار بن الازور نے رومی دلیروں کو دیکھ کر خوش ہو کر کہا۔ "اے ابن جعفر اللہ تعالیٰ تمھیں بہتر راہ دکھائے تم نے مجھے کیا خوب راہ بتائی ہے۔"
چنانچہ ایک طرف سے ضرار نے دوسری طرف سے عبداللہ بن جعفر نے اور تیسری طرف سے خالد بن الولید نے حملہ کیا وہ رومیوں کو مارتے کاٹتے دیر کی طرف بڑھنے لگے رومی شور وغل کر کے سخت لڑائی لڑنے لگے سب سے سخت لڑنے والا ان کا بطریق تھا وہ شیر کی طرح جھپٹ جھپٹ کر حملے کر رہا تھا۔ ضرار بن الازور اس کے مقابلے میں پہنچے وہ اسے گرانڈیل اور بھاری ڈیل ڈول کا دیکھ کر حیران رہ گئے اس کی طرز جنگ سے یہ سمجھ گئے کہ وہ بڑا جنگجو اور ماہر فن ہے وہ ہوشیار ہو کر اس سے جنگ کرنے لگے۔ اور لڑتے ہوئے اسے ایک ایسی کشادہ جگہ پر کھینچ لے گئے جہاں گھوڑا دوڑا سکیں دونوں فن حرب سے خوب واقف تھے دیر تک لڑتے رہے۔ اب اندھیرا پھیل گیا تھا رات ہو گئی تھی اندھیرے میں ضرار کے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ ضرار گھوڑے کے نیچے گر پڑے انھیں بڑا غصہ آیا وہ جلدی سے اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہونے لگے لیکن بطریق نے انھیں گھوڑے پر چڑھنے کی

مہلت ہی نہ دی۔ ایسے حملے شروع کر دیئے کہ ضرار انھیں روکنے میں مشغول ہو گئے۔ اتفاق سے بطریق کا گھوڑا اندی کر کے الف ہو گیا اسی وقت ضرار نے حملہ کر دیا۔ گھوڑا گھبرا کر گرا بطریق اس کے نیچے دب گیا۔ ضرار نے جھپٹ کر اس کے رگ گلو پر تلوار ماری مگر تلوار نے کچھ بھی اثر نہ کیا۔ ضرار کو خوف ہوا کہ کہیں بطریق کے غلام اس کی مدد کو نہ دوڑ پڑیں وہ اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے ان کے پاس یمن کی چھری ہر وقت رہتی تھی انھوں نے چھری نکال کر اس کے سینے میں اتار دی وہ تڑپ کر مر گیا۔ ضرار نے اس کا گھوڑا پکڑ لیا گھوڑے پر سونے کے مرصع سکے، جواہر زیورات تھے۔ رکابیں اور لگام چاندی کے تھے وہ اس پر سوار ہوئے اور انھوں نے بطریق کے ہمراہیوں پر حملہ کر کے انھیں روک دیا اور وہ ان کے سامنے سے بھاگ نکلے۔

ایک عرصہ بعد عبد اللہ ابن جعفر رومیوں کو پسپا کر کے دیر پر قابض ہو گئے تھے انھوں نے اس طرح دیر کا محاصرہ کر لیا تھا کہ بغیر ان کی اجازت کے نہ کوئی اندر جا سکتا تھا نہ باہر آ سکتا تھا وہ حضرت خالد کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

حضرت خالد نے اپنے سامنے والے رومیوں کو شکست دے کر بھگا دیا تھا اور ان کے تعاقب میں دوڑے چلے جا رہے تھے۔ ایک نہر پر جا کر رکے جو طرابلس اور حصین ابی القدس کے درمیان تھی۔ رومی راستے سے واقف تھے۔ نہر کے پار ہو گئے حضرت خالد لوٹ کر دیر... پہونچے۔ انھوں نے مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا۔ نہایت قیمتی چیزیں ریشمی تھان۔ چاندی کے سونے کے زیورات۔ برتن، جواہرات اور دوسری چیزیں ملیں میلہ میں ضروریات زندگی کی تمام چیزیں تھیں۔ وہ بھی ہاتھ آئیں۔ کھانے کا سامان افراط سے ملا۔ مسلمانوں نے اطمینان سے بیٹھ کر کھایا یہ سب سامان رومیوں کے گھوڑوں، خچروں اور دوسرے جانوروں پر بار کیا۔ دیر کے اندر سے شاہ طرابلس کی لڑکی اور اس کی چالیس سہیلیوں کو نکالا انھیں گھوڑوں پر سوار کرایا اور مسلمان مع مال غنیمت اور قیدیوں کے واپس لوٹے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ میں نے اس شخص سے جس نے فتح ابی القدس کی روایت بیان کی۔ دریافت کیا تھا کہ حصین ابی القدس کس مقام پر واقع تھا اس نے کہا کہ وہ طرابلس کے قریب عرقہ اور مرج السلسلہ کے درمیان تھا۔

یہ لڑائی تین شخصوں کے نام سے منسوب کی گئی۔ ایک عبداللہ بن جعفر سردار دوسرے عبداللہ بن انیس جو خبر کر گئے تھے تیسرے خالد بن الولید جنھوں نے مدد کی۔"

جب حضرت خالد۔ دیرابی القدس سے چلے تو انھوں نے راہب کو آواز دے کر بلایا وہ نہ آیا نہ اس نے کوئی جواب دیا پھر انھوں نے دوبارہ آواز دی اور دھمکایا تو وہ آیا اس نے کہا اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو تم نے تباہ و تاراج کر دیا۔ اس مقام کو تم سے اس سبز آسمان کا مالک رومیوں کے خون کا مطالبہ کرے گا۔

حضرت خالد نے کہا۔ او دشمن! وہ کافروں اور مشرکوں کے مارے جانے کا کیوں مطالبہ کرے گا۔ جب تم اس کے بیوی اور بیٹا بناتے ہو تو اس کی توحید کو داغدار بنا دیتے ہو۔ اس سے خدا تم سے بیزار ہو جاتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے مامور کیا ہے کہ کافروں اور مشرکوں سے لڑیں اس صلے میں یہ درگاہ والے ہم سے بہشت کا وعدہ کیا ہے خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے خلیفہ ہمیں منع نہ کر دیتے کہ ہم تم لوگوں سے کوئی تعرض نہ کریں تو میں تجھے صومعہ سے نیچے اتار کر مار ڈالتا تم ہی لوگ تو عوام کو شرک و کفر کی تعلیم دیتے ہو۔

راہب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت خالد بھی وہاں سے چلے آئے سب مسلمان دمشق میں پہنچے۔

حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہی ان کے منتظر تھے وہ ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے انھوں نے ان مسلمانوں کا استقبال کیا ایک مسلمان نے دوسرے کو سلام کیا۔ جب دمشق کے مسلمانوں نے مال غنیمت اور قیدیوں کو دیکھا تو اور بھی خوش ہوئے حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد کا شکریہ ادا کیا۔

مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی چار حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے ضرار بن الازور کو بطریق کا گھوڑا بھی مع تمام زیور کے دیا۔ ضرار نے وہ سب زیور اپنی بہن خولہ کو دے دیئے ان کی بہن نے جواہرات الگ کر کے مسلمان عورتوں کو بطور تحفہ کے دے دیئے ایک ایک جواہر بڑی قیمت کا تھا۔

رومی نازنین ابو عبیدہ کے سامنے قیدی پیش کئے گئے ان میں طرابلس کے بادشاہ کی بیٹی نازنین بھی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر نے

حضرت ابوعبیدہ سے اسے لینے کی درخواست کی۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا: میں بغیر اجازت حضرت عمر کے تمھیں نہیں دے سکتا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت عمر کو جنگ کے واقعات لکھ کر رومی نازنین کے مقدمے میں ان سے اجازت لی۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ اس لڑکی کو عبداللہ بن جعفر کو دیدو۔ چنانچہ ابوعبیدہ نے وہ لڑکی عبداللہ کو دے دی اور انھوں نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔

وہ رومی لڑکی نہایت خوبصورت اور سلیقہ مند تھی۔ رومی کھانے اچھے پکاتی تھی۔ عبداللہ بن جعفر نے اسے عربی کھانے پکانے سکھائے۔ وہ ان کے پاس یزید کے زمانہ تک رہی۔

مال غنیمت میں سے عامر بن ربیعہ کے حصہ میں دیباج حریر کے ایسے کپڑے آئے تھے جن پر انسانوں کی تصویریں بنی تھیں۔ ایک کپڑے پر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی بھی تصویر تھی۔ چونکہ تصویریں بنانا یا رکھنا مسلمان بڑے گناہ کی بات سمجھتے تھے اس لیے عامر نے ان کپڑوں کو یمن میں لے جا کر اسباب مول لے لیا۔ حضرت عمر فاروق کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے عامر بن ربیعہ کو لکھا کہ "اے میرے بھائی کے بیٹے ایسے کپڑے تم میرے پاس بھیجدیا کرو تاکہ میں غریب مسلمانوں کو دے دیا کروں۔

شرابخوری کی حد

کچھ مسلمان یمن سے آئے تھے۔ انھوں نے انگوری شراب کو انگور کا عرق سمجھ کر پی لیا۔ حضرت ابوعبیدہ کو معلوم ہوا تو انھیں بڑا ناگوار ہوا۔ انھوں نے حصین ابی القدس کی فتح کے متعلق حضرت عمر فاروق کو خط لکھا تو اس میں حضرت خالد کی وہ تمام گفتگو لکھدی جو انھوں نے دیر ابی القدس کی روانگی کے وقت کی تھی۔ ابوعبیدہ نے حضرت عمر سے درخواست کی کہ وہ خالد کو کلمات بشارت مہربانی کر کے لکھیں۔ یمن کے ان مسلمانوں کا بھی ذکر کیا۔ جنھوں نے شراب پی تھی ان کے متعلق فتویٰ طلب کیا تھا کہ انھیں کیا سزا دی جائے۔ حضرت عمر کے پاس جب یہ خط پہونچا تو انھوں نے پڑھ کر فرمایا: "خدا کی قسم برا کیا مسلمانوں نے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب خریدنے والے اور پینے والے سب پر لعنت کی ہے اور شرابی کے درے لگوائے ہیں۔" میں بھی حد جاری کروں گا۔

انھوں نے حضرت علی سے مشورہ کیا کہ کتنے درے لگنے چاہئیں۔ حضرت علی نے فرمایا

ان السکران اذا سکر ھذی اذا ھذی افتری فعلیہ ثمانون جلدۃ فاجلدہ ثمانین جلدۃ۔ یعنی جب مست بے عقل ہوا تو بیہودہ بکنے لگا اور جب بیہودہ گوئی کی تو جھوٹ بولا۔ جھوٹ بولنے والے کے اسّی درّے لگائے جاتے ہیں اس لئے مدہوش کے بھی اسّی درّے لگائے جائیں۔"

حضرت عمر کو حضرت علی کی یہ رائے پسند آئی چنانچہ انھوں نے حضرت ابو عبیدہ کو لکھا۔ اما بعد فقد ورد کتابک فھممتہ ومن شرب الخمر فاجلدہ ثمانین جلدۃ ویعری ما یصلح لھم الا الشدۃ والفقر ولقد کان حق ھم ان یحسوننا بھم وذیرا تبحار ربھم عزوجل ویعبدوہ ویومنوا بہ ویشکروہ فمن عاد فاقم فیہ الحد۔ اس کے بعد حال یہ ہے کہ خط تمہارا پہنچا میں اس کے مضمون سے خبردار ہوا جس نے شراب پی ہے تم اس کے اسّی درّے لگواؤ بخدا میں ان کے لئے سختی اور محتاجی کو پسند کرتا ہوں ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ اپنی نیتوں کو درست کریں اللہ کی عبادت کریں اس پر ایمان لائیں۔ دل سے تصدیق کریں اور اس کا شکر بجا لائیں جو شخص شراب پیئے اس پر شرع کی حد جاری کرو۔"

حضرت عمر کا یہ خط حضرت ابو عبیدہ کے پاس پہنچا تو انھوں نے تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور پکار کر کہا "مسلمانو! جس نے شراب پی ہے اس پر حد واجب ہو گئی۔ اس کو قبول کرو اور توبہ کرو شاید اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔"

جن لوگوں نے شراب پی تھی وہ خود ہی آ گئے ان کے اسّی اسّی درّے لگائے گئے جب انھیں تکلیف پہنچی تو انھوں نے کہا کیسی بری چیز ہے یہ اس کمبخت کی وجہ سے دنیا ہی میں عذاب ہوا۔ آخرت کا معلوم نہیں کیا ہو گا۔

بعلبک کی جانب کوچ

حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے کہا میں انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے تابع ہیں جہاں چاہیے جاؤ حضرت ابو عبیدہ نے کہا: اچھا تم تیار ہو جاؤ۔ یہاں سے اول حلب چلیں گے اور جب اللہ تعالیٰ حلب فتح کر دے گا تو پھر انطاکیہ پر حملہ کریں گے۔" مسلمان جنگی سامان درست کر کے تیار ہو گئے حضرت ابو عبیدہ صفوان بن عامر الاسلمی کو پانچ سو سواروں کے دمشق میں

متعین کیا اور وہاں سے بعلبک کی طرف کوچ کیا انھوں نے حضرت خالد کو مقدمۃ الجیش بنا کر مع لشکر زحف کے آگے روانہ کیا۔ حضرت خالد کو وہی علم دیا جو سیاہ تھا اور جس کا نام رایت العقاب تھا ان کے ساتھ ضرار بن الازور رافع بن عمیرۃ الطائی اور مسیب بن نجبۃ الفزاری کو بھی کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ یمن۔ حجاز اور مصر کے لوگ رہے:۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح بقاع اور لبوہ کے راستہ سے روانہ ہوئے جب لبوہ میں پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد سے کہا۔ تم یہاں سے حمص کی طرف کوچ کرو اور آرجن عواصم اور قنسرین پر تاخت کرو میں بعلبک کی طرف جاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ہمیں فتح و ظفر عطا کریگا حضرت خالد حمص کی طرف چلے حضرت ابو عبیدہ نے بعلبک کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں ان کے پاس جوسیہ کا بطریق مصالحت کرنے کی غرض سے آیا اس نے عرض کیا۔ اگر تم نے حمص اور بعلبک فتح کر لیا تو ہماری صلح دائمی ہوگی اور ہم میں تمہاری مخالفت نہ کریں گے اور اگر تم ان شہروں کو فتح نہ کر سکے تو صلح فسخ ہو جائے گی۔

حضرت ابو عبیدہ نے منظور کر لیا چار ہزار درم اور پچاس تھان دیباج پر صلح ہو گئی

جبلہ بن الایہم

حضرت ابو عبیدہ آگے بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ انھوں نے غبار خفیف سا اڑتا دیکھا جب غبار چھٹا تو ایک ناقہ سوار نظر آیا۔ حضرت ابو عبیدہ ٹھہر کر اس کا انتظار کرنے لگے جب وہ قریب آیا تو مسلمانوں نے پہچانا۔ اسامہ بن زید طائی تھے انھوں نے ناقہ بٹھایا اس کے اوپر سے اترے حضرت ابو عبیدہ کے پاس آکر انھیں سلام کیا اور ایک خط دیا حضرت ابو عبیدہ نے مہر توڑ کر کھولا اور پڑھا۔ پھر سب مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا۔

یہ خط ہے عبد اللہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کی طرف سے امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح کے نام۔ تم پر سلامتی ہو۔ حمد و صلواۃ کے بعد میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور رسول اللہ صلعم پر درود بھیجتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ لوح محفوظ میں جس شخص کو کافر لکھا ہے وہ ایمان نہیں

لا سکتا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جبلہ بن الایہم الغسانی مع اپنے ہی عمال اور اہل قبیلہ کے میرے پاس آیا۔ میں نے اس کی عزت و تکریم کی۔ مدارات کی وہ میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا میں اس کے مسلمان ہونے سے اس لئے خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بازو کو اور قوی کر دیا لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہونے والا ہے میں حج کے لئے مکہ معظمہ میں گیا۔ جبلہ بھی اپنی جماعت کے ساتھ چلا اس نے خانہ کعبہ کا طواف سات مرتبہ کیا اتفاق سے اس کی چادر کا پلہ ایک شخص فزاری کے پیر کے نیچے آ گیا جس سے اس کی چادر اسکے شانوں سے نیچے سرک گئی اس نے طیش میں آ کر اس شخص کے منھ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے اور ناک بھی مجروح ہو گئی۔ قبیلہ فزاری کے اس مضروب شخص نے فریادی بن کر میرے پاس نالش کی میں نے جبلہ کو طلب کر کے اس سے دریافت کیا کہ کس بات نے تجھ کو برانگیختہ کیا جو تو نے طمانچہ مار کر اپنے مسلمان بھائی کے چار دانت توڑ دیئے اور اس کی ناک کو صدمہ پہنچایا۔ جبلہ نے کہا کہ اس نے میری چادر اپنے پیر کے نیچے دبا کر مجھے حرم میں برہنہ کر دیا۔ خدائے بزرگ کی قسم اگر مجھے حرمت بیت اللہ کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے مار ڈالتا۔ میں نے کہا۔ سختی ہو تجھ پر تو نے اقرار جرم کر لیا۔ یا تو یہ فریادی تجھے معاف کر دے ورنہ میں تجھ سے قصاص لوں گا۔ اس نے کہا ـــ میں بادشاہ ہوں اور وہ بازاری یعنی عام آدمی ہے کیا تم مجھ سے اس کا قصاص لو گے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اسلام نے تجھے اور اسے برابر کر دیا ہے۔ اس نے مجھ سے ایک شب کی مہلت طلب کی میں نے فزاری سے پوچھا "کیا تو اسے مہلت دینا چاہتا ہے۔ اس نے کہا مہلت دیدیجئے۔ میں نے مہلت دیدی۔ جبلہ رات کو اپنے آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا معلوم ہوا کہ وہ ملک شام میں گیا ہے اگر مسلمان اس پر قابو پائیں تو مار ڈالیں کیونکہ مرتد کی یہی سزا ہے تم اول حمص کی طرف جاؤ اگر وہاں کے لوگ مصالحت کر لیں تو انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو ـــ اور اگر وہ لڑیں تو ان کے ساتھ لڑو اور اپنے جاسوس انطاکیہ کی طرف گبردں کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجو غرض نہایت ہوشیار رہو اور تمھارے ساتھی مسلمانوں پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

اہل حمص سے صلح خط پڑھ کر ابوعبیدہ بن الجراح بھی حمص ہی کی طرف روانہ

ہوئے۔ حضرت خالد تہائی لشکر لے کر پہلے ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔ وہ ماہ شوال ۱۴ھ میں جمعہ کے روز پہنچے اتفاق سے اسی روز حمص کے حاکم کا انتقال ہوا وہ بڑا بطریق تھا اس کا نام نقیطان بن گرگس تھا۔ اہل حمص دیکھتے رہے کہ مسلمان کیا تدبیر کرتے ہیں چند ہی روز کے بعد ابو عبیدہ بن الجراح پہنچ گئے۔ مسلمانوں کی جمعیت کثیر دیکھ کر رومی خائف ہو گئے چنانچہ معزز شہری ایک بڑے کنیسہ میں جمع ہوئے نقیطان کا جانشین ایک بطریق ہو گیا تھا اس نے لوگوں سے کہا۔ مسلمانوں نے خلاف توقع ہم پر حملہ کر دیا ہے ۔ جب ہمارا حاکم، یعنی بادشاہ کا ساتھی مر گیا ہے ہمارا یہ خیال تھا کہ اول یہ لوگ بعلبک اور جوسیہ پر حملہ کریں گے لیکن وہ ان دونوں مقامات کو چھوڑ کر یہاں چلے آئے اگر تم ان سے لڑو گے تو ہرگز فتح نہ پاؤ گے اور مسلمان تمھیں مدد نہ پہنچنے دیں گے۔ تمھارے پاس اس قدر رسد و غلہ بھی نہیں ہے کہ کچھ عرصہ تک محصور رہ کر کھا سکو اسلیے دانشمندی یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں سے صلح کر لو جو وہ مانگیں انھیں دے دو اور جس طرح وہ ٹل سکیں انھیں ٹال دو جب وہ یہاں سے چلے جائیں تب ہرقل اعظم سے مدد طلب کرو۔ غلہ اور سامان خوب جمع کر و کمک آنے پر صلح توڑ دو لوگوں نے اس کی رائے کو بہت پسند کیا۔ اس سے کہا۔ یہ رائے خوب ہے تم ہی صلح کے لئے کوشش کرو۔

بطریق نے ایک معزز رومی جاثلیقا کو حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں صلح کے لئے روانہ کیا۔ اس نے ابو عبیدہ سے یہ درخواست کی کہ اگر وہ جزیہ لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں تو اہل حمص صلح کرنے کو تیار ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے منظور کر لیا۔ چنانچہ بارہ ہزار دینار اور دیبا کے دو سو تھانوں پر صلح ہو گئی۔

حمص کے بازاری لوگوں نے قلعہ سے باہر نکل کر بازار لگا لیا۔ مسلمانوں نے خرید و فروخت شروع کر دی۔ رومی مسلمانوں کی ایمانداری اور معاملہ کی صفائی دیکھ کر بہت خوش ہوئے انھوں نے تجارت کے ذریعہ سے مسلمانوں سے کافی نفع حاصل کر لیا۔

عواصم اور معرات کے شہروں پر یورش

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے چار ہزار سوار حضرت خالد کو دے کر عواصم اور معرات کے شہروں پر تاخت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انھیں ہدایت کی وہ جاسوس بھیج کر کیروں کے حالات معلوم کریں اور چونکہ حلب وہاں سے قریب ہے اس لئے

ہوشیار رہیں۔

حضرت خالد بن الولید علم ہاتھ میں لے کر مع لشکر کے روانہ ہوئے وہ سبتبرز کے مقام پر پہنچے اور نہر مقلوب پر دو دن ٹھہرے۔ پھر انھوں نے مصعب بن حارث الشکری کے ساتھ پانچسو سواروں کے بلاد عواصم کو تاراج کرنے کے لئے روانہ کیا اور خود کفرعات کی طرف چلے۔ انھوں نے اپنے لشکر کے کئی گروہ کئے اور انھیں چاروں طرف پھیلا دیا۔ مسلمانوں نے بستیوں اور شہروں پر حملے کر کے وہاں کے لوگوں کو لوٹنا اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ حضرت خالد کفرطات سے معرات کی طرف بڑھے — اور آبادیوں کو تاراج کرتے ہوئے دیر سہمان تک جا پہنچے جب وہ غنائم اور قیدیوں کی وجہ سے بوجھل ہو گئے تو واپس لوٹ کر حضرت ابوعبیدہ کے پاس آ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ غنائم اور قیدیوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ وہ ان سے کچھ حالات دریافت کر رہے تھے کہ انھوں نے تکبیروں کی صدائیں اور شور کی آوازیں سنیں وہ متعجب ہوئے۔ انھوں نے دریافت کیا "یہ کیسا شور ہے"

اسی وقت مسلمان مجاہدین آتے نظر آئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد سے دریافت کیا۔ "یہ کون لوگ آ رہے ہیں؟"

حضرت خالد نے جواب دیا۔ "یہ مصعب بن محارث الشکری اور ان کے ساتھی ہیں۔ میں نے اہل یمن سے پانچسو سوار انھیں دے کر بلاد عواصم کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ وہ قیدی اور مال غنیمت لے کر واپس آئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کی انھوں نے ان کے ساتھ ایک بڑا گلہ گائے بکریوں اور تاتاری گھوڑوں کا دیکھا ان گھوڑوں کو عرب براذین کہتے تھے۔

ان گھوڑوں پر رومی مرد۔ عورتیں اور بچے سوار تھے وہ زار و قطار رو رہے تھے شدت گریہ سے ان کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ مرد رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ کے ساتھ ایک مترجم ہر وقت رہتا تھا۔ انھوں نے اس سے کہا۔ "تو ان گبروں سے دریافت کر یہ کیوں رو رہے ہیں"

ان لوگوں نے کہا۔ "کیسے نہ روئیں۔ ہم لٹ گئے۔ برباد ہو گئے۔ ہماری دولت لوٹ لی گئی۔ جانور لے لئے گئے اور ہمیں گرفتار کر کے رسیوں میں جکڑ لیا گیا۔

ابوعبیدہ ۔ تم کیوں ہماری ذمہ داری قبول کرکے بے ڈر نہیں ہو جاتے ہو ہم تم پر اب بھی احسان کرنے کو تیار ہیں۔

گبر ۔ تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟

ابوعبیدہ ۔ اگر تم ہمیں جزیہ دو تو ہم تمھیں اب بھی رہا کر دیں۔

گبر ۔ ہم بخوشی جزیہ دینا منظور کرتے ہیں اگر تم ہماری عورتوں بچوں کو بھی دے دو۔

ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ میں ان لوگوں کو امان دے دوں قتل نہ کروں ان سے جزیہ لے کر ان کی بیوی بچوں کو ان کے ساتھ کر دوں یہ لوگ پھر اپنی بستیوں میں جاکر آباد ہو جائیں تمہارا اس سلسلے میں کیا مشورہ ہے ۔ ؟

مسلمانوں نے کہا ۔ یا امیر! آپ کی رائے مناسب ہے انھیں قتل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے یہ عام شہری لوگ ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے گبروں سے فی کس چار دینار جزیہ طلب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں بھی حکم دیا تھا۔ رومیوں نے بڑی خوشی سے اس قدر جزیہ دینا منظور کر لیا چنانچہ ابوعبیدہ نے انھیں رہا کر دیا ان کے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور انھیں کی بستیوں میں آباد کر دیا۔ گبروں نے مسلمانوں کو دعائیں دیں۔ انھیں جزیہ کی رقم ادا کر دی ذمیوں کے نام اور ان کی سکونت ایک رجسٹر میں درج کر لی گئی۔

قنسرین کے سفیر کی آمد

جب بلاد عواصم و ثغرات کے رومی قیدیوں کو رہا کر کے ان کی بستیوں میں مسلمانوں نے آباد کر دیا تو انھوں نے قرب و جوار کے عیسائیوں سے مسلمانوں کی نیک خصلت نرم طبیعت اور رحم و شفقت کے حالات بیان کیے ان بستیوں کے گبر بھی حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے اور انھوں نے بھی جزیہ ادا کر کے اطاعت قبول کر لی مسلمان ان لوگوں کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے انھوں نے مسلمانوں کے حسن سلوک کا بھی ذکر کیا۔

آخر شدہ شدہ یہ خبر قنسرین میں بھی پہنچی انھوں نے بھی بہتر جانا کہ مسلمانوں سے صلح کرلیں۔ لیکن وہ اپنے شہر کے حاکم کو جانتے تھے وہ نہایت مغرور و سرکش ہے

وہ کبھی جزیہ دینا قبول نہ کرے گا اس لئے انھوں نے یہ طے کیا کہ حاکم کو اطلاع کئے بغیر

مسلمانوں سے اپنے اہل وعیال کیلئے بجزیہ دیکر امان حاصل کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے ایلچی بھیجنے کا قصد کیا۔ مگر بات چھپی نہ رہ سکی ان کے حاکم کو بھی معلوم ہوگئی۔

قنسرین کا حاکم نہایت بہادر مغرور۔ متکبر۔ مغلوب الغضب شقی اور ستمگار تھا اس کا نام لوقا تھا۔ لوگ اس کے ظلم وجبر سے ڈرتے تھے۔ ہرقل اعظم اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ لوقا میں اور حلب کے حاکم میں دیرینہ عداوت تھی۔ حلب کا حاکم بھی لوقا ہی جیسا تھا۔ جب مسلمان ملک شام میں آئے اور فتوحات کرنے لگے تو ہرقل اعظم نے قنسرین اور حلب دونوں ہی کے حاکموں کو بلاکر دریافت کیا کہ ان کا کیا ارادہ ہے۔ دونوں نے کہا ”ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو اپنے شہروں اور مقبوضات کو بغیر لڑے بھڑے مسلمانوں کے حوالے کردیں۔

ہرقل اعظم ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوا تھا۔ ان دونوں کے پاس دس ہزار سوار تھے اور ضرورت کے وقت اتنے ہی سوار اور جمع کرسکتے تھے۔

جب لوقا نے سنا کہ اہل شہر اسکی مرضی کے خلاف بالا ہی بالا صلح کرنا چاہتے ہیں تو اسے بڑا غصہ آیا۔ لیکن اس بات سے ڈرا کہ کہیں وہ لوگ خفا ہوکر مسلمانوں کو نہ چڑھا لائیں۔ اسلئے اس نے حکمت عملی سے کام لینا چاہا اس نے سربرآوردہ لوگوں کو جمع کرکے کہا ”اے بنی الاصفر! اور اے بندگان مسیح!! تم اہل عرب کے متعلق کیا کہتے ہو۔ وہ حمص تک آپہونچے ہیں۔ گویا تمہارے سامنے آگئے ہیں۔ اب تمہارے شہر میں آنے کا قصد کررہے ہیں عجب نہیں کہ وہ اس شہر کو بھی اسی طرح فتح کرلیں جس طرح انھوں نے اور شہروں کو فتح کرلیا ہے۔

اہل شہر نے کہا ”اے سردار! ہم نے سنا ہے کہ مسلمان نیک طبیعت اور رحمدل ہیں وہ اقرار وعہد کو پورا کرتے ہیں۔ اپنی ذمہ داری کو نباہتے ہیں۔ انھوں نے جن شہر والوں سے صلح کی ان پر احسان کیا اور جوان سے لڑے انھیں قتل کیا۔ ان کے بیوی اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا۔ ہماری رائے ہے کہ عربوں سے صلح کرکے انکی ذمہ داری میں داخل ہوجائیں۔ اس طرح ہم بے خوف ہوجائیں گے۔“

لوقا نے کہا۔ مسیح کی قسم تم نے مشورہ نیک دیا میں بھی اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ جو ان عربوں سے لڑا، وہ تباہ وبرباد ہوا۔ اور جس نے انکی اطاعت کرلی وہ بے ڈر ہوگیا۔

اپنے شہروں میں قائم رہا باقی رہا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان سے ایک سال کے لیے مصالحت کر لوں اس عرصہ میں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ طلب والوں کے ساتھ ان کا کیا معاملہ ہوتا ہے اور بادشاہ ان کے ساتھ کیا کرتا ہے اس کے علاوہ ہم لشکر جمع کر لیں گے۔ رسد اور سامان حرب جمع کر لیں گے۔ ہرقل اعظم کو لکھ کر لشکر عظیم طلب کریں گے۔ جب ہمارے پاس جمعیت زیادہ ہو جائے گی تب ہم مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے۔ اور چونکہ وہ ہماری طرف سے مطمئن اور بے خوف ہوں گے اس لیے ہم انھیں ہلاک کر ڈالیں گے۔

اہل قنسرین کو اس کی رائے پسند آئی۔ ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ نکلا جو یہ سمجھاتا کہ بد عہدی بڑا گناہ ہے۔ خدا اسے ناپسند کرتا ہے۔ مکر و فریب دینا اچھے انسانوں کا کام نہیں ہے۔

لوقا نے ایک شخص کو بلا کر اس کا نام اصطخر تھا وہ شخص بڑا راہب اور دین نصرانیہ کا بڑا عالم تھا۔ یہودیوں کے مذہب کے متعلق بھی سب کچھ جانتا تھا۔ عربی سے خوب واقف تھا بڑا انسان اور نہایت فصیح تھا۔ لوقا نے اس سے کہا: "تو اہل عرب کے پاس جا۔ ان سے ایک سال کے لیے مصالحت کر لے تاکہ اس عرصے میں ہم لشکر و رسد سامان حرب فراہم کر لیں۔ پھر ان پر حملہ کر کے انھیں ہلاک کر ڈالیں گے۔"

لوقا نے حضرت ابوعبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا: "ہمارا یہ قلعہ نہایت مضبوط ہے۔ اس میں لشکر بھی کافی ہے۔ غلہ رسد اور سامان حرب بہت ہے۔ تم چالیس برس تک ہمارا کچھ نہ بنا سکو گے یہ ناممکن ہے کہ تم اس قلعہ کو فتح کر سکو۔ ہم نے بادشاہ سے کمک طلب کی ہے اور بادشاہ نے حد خلیج سے دومۃ الجندل تک رومیوں کو لڑنے کے لیے طلب کر لیا ہے ان کی فوجیں ہماری مدد کے لیے آنے والی ہیں لیکن ہم خونریزی کو پسند نہیں کرتے۔ تم سے ایک سال کے لیے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اس عرصہ میں معلوم ہو جائے گا کہ قلعہ اور شہر کس کے قبضے و تصرف میں رہتے ہیں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ حدود قنسرین میں کوئی ایسی نشانی قائم کر دی جائے جسے دیکھ کر مسلمان وہاں سے لوٹ جایا کریں۔ اس علاقہ میں تاخت و تاراج نہ کریں۔ ہم یہ مصالحت بادشاہ سے خفیہ طور پر کر رہے ہیں۔ اگر اسے یہ معلوم ہو جائے گا تو وہ ہمیں مار ڈالے گا۔"

اس نے یہ خط اصطخر کے حوالے کیا اور حضرت ابوعبیدہ کے لیے ایک عمدہ خلعت

دیا اور دس غلام بظاہر تو اصطخر کی حفاظت کے لیے در اصل اظہار شان کے لیے اس کے ساتھ کر دیئے۔ وہ قنسرین سے چل کر حمص میں اس وقت پہونچا جب حضرت ابو عبیدہ جماعت کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اصطخر اور اسکے ساتھیوں کے لیے یہ پہلا موقع تھا کہ انھوں نے مسلمانوں کو عبادت کرتے دیکھا۔ وہ حیران ہوئے۔"

جب مسلمان نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اصطخر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا عبداللہ بن ربیعہ نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا۔ "تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔؟"

اصطخر نے جواب دیا۔ "میں سفیر ہوں۔ قنسرین سے آیا ہوں۔ تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔"

عبداللہ بن ربیعہ اسکو اپنے ساتھ ابو عبیدہ کے دربار لائے۔ اس وقت ابو عبیدہ کے ساتھ دہنی جانب خالد ابن الولید بائیں طرف عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور سامنے کئی اور جلیل القدر صحابہ بیٹھے تھے۔ یہ سب لوگ کمبلوں کے فرش پر بڑے اطمینان سے تھے۔ اصطخر کو انھیں اس طرح بیٹھے دیکھ کر بڑا تعجب ہوا وہ سمجھا تھا۔ مسلمانوں نے آرائش و زیبائش کا بہت کچھ سامان رومیوں سے لوٹنے میں حاصل کیا ہے وہ بھی عیسائی سرداروں کی طرح شان و شوکت سے رہتے ہونگے۔ لیکن وہاں شان و شوکت کا کوئی نشان نہ تھا پھر سب مسلمان ایک ہی قسم کا لباس پہنے بیٹھے تھے۔ یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ان کا سردار کون ہے؟"

اصطخر نس تھا۔ اس نے سردار کو سجدہ کرنا چاہا۔ عیسائیوں میں ہر بڑے آدمی کو ہر چھوٹا آدمی سجدہ کر کے سلام کیا کرتا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ نے اسے سجدہ کرنے سے منع کیا۔ اور کہا بختی ہو تجھ پر۔! تو ہمیں سجدہ کرتا ہے حالانکہ ہم لوگ خدائے بزرگ کے بندے ہیں۔ ہم خود اپنے پیدا کرنے والے کو سجدہ کرتے ہیں۔ انسان کو ماسوائے خدا کے اور کسی چیز کو سجدہ کرنا بڑے گناہ کی بات ہے۔"

حضرت خالد نے اس سے دریافت کیا۔" اے شخص تیرا کیا حال ہے تو کون ہے کہاں سے آیا ہے۔ کس نے بھیجا ہے؟"

اصطخر نے پوچھا۔ "کیا تم دہی مسلمانوں کے سردار ہو۔؟"

حضرت خالد نے جواب دیا نہیں - یہ ہیں حضرت ابوعبیدہ کی طرف اشارہ کیا۔
اصطخر نے ابوعبیدہ سے مخاطب ہو کر کہا: میں قنسرین سے آیا ہوں - ایلچی ہوں" اس نے لوقا کا خط انھیں دیا - انھوں نے اسے کھولکر بلند آواز سے پڑھا تاکہ سب مسلمان سن لیں خط سنکر حضرت خالد نے کہا یا امیر! اس خط سے مکر و فریب کی بو آتی ہے آپ یقین کر لیں اس خط کے لکھنے والے کا ارادہ صلح کرنے کا نہیں ہے بلکہ وہ اس وقت کو ٹالنا اور آئندہ جنگ کی تیاری کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمیں دھوکا دینے کی فکر میں ہے - میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں لے کر قنسرین چلو۔ شہر کے سامنے اترو - قسم ہے حق رسول اللہ صلعم کی اور قسم ہے بیعت ابوبکر صدیق کی پھر قسم ہے امارت حضرت عمر فاروق کی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم فتحیاب ہوں گے - شہر والوں کا سامان اور دولت ہمارے لیے مال غنیمت ہو گا

ابوعبیدہ - توقف کرو - اے ابا سلیمان! غیب کا حال سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا - وہ ہم سے صلح کرنا چاہتے ہیں اور صلح جنگ سے بہتر ہے۔
خالد - صلح جنگ سے ضرور بہتر ہے مگر جس صلح کی تہہ میں مکر و فریب کا ہاتھ ہو - وہ اچھی نہیں ہے - اگر لوقا واقعی صلح کرنا چاہتے تو اس کو لکھئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے صلح کرے ورنہ ہرگز اس سے صلح نہ کیجئے۔ اصطخر حضرت خالد کی دلیرانہ اور بیباکانہ گفتگو سن رہا تھا - اس نے ان سے دریافت کیا "اے سردار قوم! تمہارا کیا نام ہے اور تم کس پتہ نشان سے مشہور ہو "
خالد - میرا نام خالد بن ولید مخزومی ہے - میں دلیر اور جنگجو ہوں ۔ میری تلوار کافروں کو ہلاک کرنے اور مٹانے والی ہے۔
اصطخر - تم وہی ہو - جن کی بہادری - شجاعت اور استقلال کی شہرت ہے - تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح پسند نہیں ہو۔
خالد - تم نے جو کچھ سنا وہ صحیح ہے - ہم صلح جو ہیں - خونریزی پسند نہیں کرتے جو شخص ہم سے صفائی دل سے مصالحت کرتا ہے - ہم فوراً منظور کر لیتے ہیں لیکن جو فریب دینا چاہتا ہے ہم اس کے دھوکے میں کم آتے ہیں - تمہارے بطریق کے خط سے مکر کی بو آتی ہے - اس کا منشا اس صلح سے یہ ہے کہ اگر فتحیاب ہوتے رہے تو وہ ہمارا محکوم رہے گا اور اگر ہمارے دشمنوں کا غلبہ ہوا تو وہ ہماری اطاعت سے منحرف ہو جائے گا ۔ بہت ممکن ہے کہ ہرقل اعظم

کے امدادی لشکر کے آنے پر وہ صلح توڑ دے ہم اس سے اقرار پر صلح کریں گے کہ اگر ہرقل نے کوئی امدادی لشکر بھیجا تو ہم اس سے لڑیں گے۔ اور جو شہر والے اس لشکر کی مدد کریں گے یا اس لشکر کے ساتھ ہو کر ہم سے لڑیں گے۔ وہ ہماری صلح سے باہر ہو جائیں گے۔ ہم ان سے بھی لڑیں گے البتہ جو لوگ اپنے شہر میں ٹھہرے رہیں ان سے ہماری صلح بدستور رہے گی۔
اصطخر نے ان باتوں کو منظور کر لیا۔ اسی قرار داد پر صلح کی دستاویز لکھی گئی ایک سال کے لیے صلحنامہ لکھا گیا اس صلحنامہ کی ابتدا ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲ھ سے ہوئی۔
اصطخر نے کہا اب حدبندی ہمارے علاقے کی ہونی چاہیے۔ قنسرین سے آگے حلب کا علاقہ ہے۔ اس علاقہ کی حدبندی ہو رہی ہے اور نشانی حد کی موجود ہے آپ بھی کوئی نشانی مقرر کر دیں تاکہ اس نشانی کو دیکھ کر لشکر سے ساتھی اس علاقہ میں تاخت وتاراج نہ کریں۔
ابو عبیدہ۔ یہ بات مناسب ہے۔ میں اپنے ہمراہیوں میں سے کسی شخص کو اس بات پر مامور کر دوں گا۔
اصطخر۔ آپ تکلیف نہ کریں۔ ہماری حد معلوم اور مشہور ہے۔ ہم خود اپنے علاقہ کی سرحد پر ایک ستون تعمیر کرا کر اس پر اپنے بادشاہ کی تصویر قائم کر دیں گے جب مسلمان اس ستون کو دیکھیں تو اس سے آگے نہ بڑھیں۔
ابو عبیدہ۔ یہ تدبیر ٹھیک ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کو مطلع کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے تمام مسلمانوں کو ہدایت کر دی کہ اہل قنسرین سے صلح ہو گئی ہے۔ قنسرین والے اپنی حد پر ایک ستون تعمیر کر کے اس پر اپنے بادشاہ کی تصویر قائم کر دیں گے۔ کوئی مسلمان اس ستون سے آگے تاخت وتاراج نہ کرے۔ اور ہر وہ شخص جو یہاں موجود ہے اس بات کی ان لوگوں کو اطلاع کر دے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔"
اصطخر دستاویز صلح کی لے کر واپس گیا۔ اس نے لوقا کے پاس جا کر اول سے خالد بن الولید کی گفتگو بیان کی۔ پھر صلح کی دستاویز دی وہ بہت خوش ہوا اس نے اپنے علاقہ کی سرحد پر ایک مستحکم ستون تعمیر کرا کر اس پر ہرقل اعظم بادشاہ کی تصویر اس طرح رکھ دی جیسے وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہو۔
یہ صلح چار ہزار دینار ایک اوقیہ چاندی۔ ایک ہزار کپڑے حلب کے اور

ایک ہزار وسق غلہ پر ہوئی"۔

معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ غلہ ایک ہزار وسق نہیں ۔ چار سو وسق تھا۔ لیکن عمرہ عبدالعزیز نے بیان کیا کہ ایک ہزار وسق غلہ تھا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان

ہرقل اعظم کی تصویر کی آنکھ کا ضائع ہونا

کیا ہے کہ طمس بن عامر نے ان سے روایت کی کہ طمس ان مسلمانوں کے ساتھ تھے جو قنسرین کے قریب کے علاقہ میں تاخت کے لئے گئے تھے۔ انھوں نے ایک ستون اور اس پر ہرقل اعظم کی تصویر دیکھی وہ اسے دیکھکر متعجب ہوکر۔ ان میں سے بعض ستون کے گرد گھوڑے دوڑانے اور کاوے دینے لگے ابوالحسن بن سہل نے نیزہ لے کر مصنوعی نیزے بازی شروع کی اتفاق سے ایک مرتبہ جب وہ نیزہ تان کر تصویر کے پاس پہنچے تو نیزے کی انی تصویر کی آنکھ میں گھس گئی جس سے آنکھ پھوٹ گئی۔ اس ستون اور تصویر کی حفاظت پر کچھ رومی سوار مقرر تھے انھوں نے یہ دیکھ کر شور وغل کیا۔ ابوالجندلہ نے معذرت کی کہ ان سے قصداً یہ فعل نہیں ہوا بلکہ اتفاقیہ نیزہ تصویر کی آنکھ میں لگ گیا۔

اس وقت چند رومی سوار قنسرین کی طرف دوڑے اور انھوں نے لوقا کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالنے کی اطلاع دی۔ لوقا بہت برہم ہوا اس نے اصطخر کو بلاکر اسے ایک سونے کی صلیب دی اور کہا — تم مسلمانوں کے سردار کے پاس جاکر کہو کہ تم نے بدعہدی کی۔ اپنی ذمہ داری کو قائم نہ رکھا۔ بدعہد کبھی فلاح نہیں پاتے۔

اصطخر۔ سو سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا جب وہ اسلامی لشکر کے قریب پہنچا تو اس نے صلیب کو بلند کرلیا — مسلمان صلیب دیکھتے ہی دوڑے۔ انھوں نے صلیب کو اوندھا کردیا۔ ابوعبیدہ ان لوگوں کے پاس آئے ان سے دریافت کیا۔ تم کون لوگ ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟

اصطخر نے کہا۔ میں حاکم قنسرین کا ایلچی ہوں۔ آپ کے پاس یہ شکایت لے کر آیا ہوں کہ آپ کی قوم نے بدعہدی اور بےوفائی کی۔ انھوں نے سرحدی ستون کی تصویر کی آنکھ کو پھوڑ ڈالا ہے۔

ابوعبیدہ نے کہا۔ مجھے اس کا حال معلوم نہیں ہے۔ میں ابھی تمھارے سامنے اسکی

تحقیقات کرتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے پکار کر کہا۔ "ہرقل اعظم کی تصویر کی آنکھ کس نے پھوڑی ہے وہ سامنے آئے۔"

ابوجندلہ بن سہل نے آکر کہا۔ یہ قصور مجھ سے ہوا ہے مگر قصداً نہیں ہوا۔ پھر انھوں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ مگر تم نے تصویر کے گرد گھوڑے کو کاوا کیوں دیا اور تصویر کو نیزہ کا تختۂ مشق کیوں بنایا۔

ابوجندلہ۔ یہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔"

اصطخر کو تعجب ہوا کہ مسلمان کس قدر راست باز اور اپنے سردار کے فرمانبردار ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ "اے رومی سفیر! تم نے تمام گفتگو سن لی اب بتاؤ تم بھی کیا چاہتے ہو؟

اصطخر۔ ہمارے حاکم یوقنا نے کہا ہے۔ شرط وفا یہ ہے کہ ہم تمھارے بادشاہ کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔

ابوعبیدہ۔ عہد کو پورا کرنے کے لئے میں اس پر تیار ہوں۔ تم میری آنکھ کو پھوڑ ڈالو

اصطخر۔ تمھاری نہیں بلکہ تمھارے بڑے بادشاہ کی جو سارے عرب کا مالک و مختار ہے۔

ابوعبیدہ۔ تم نہیں جانتے ہمارے بڑے بادشاہ کی آنکھ بڑی باوزر کھنے والی ہے مسلمانوں نے جب سمجھا کہ سفیر حضرت عمر کی آنکھ پھوڑنے کے متعلق کہہ رہا ہے تو وہ سخت برہم اور غضبناک ہوئے۔ انھوں نے سفیر اور اس کے ہمراہیوں کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ ابوعبیدہ نے انھیں سرزنش کرتے ہوئے کہا۔ سختی ہوائے مسلمانو یہ کیا غلط روی ہے تمھاری۔ اول تو تم نے یہ غلطی کی کہ ہرقل اعظم کی تصویر کی آنکھ پھوڑ دی اب اس کے سفیروں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ یہ باتیں آئین وفا کے خلاف ہیں۔

مسلمانوں نے پکار کر کہا۔ ہم اپنے امام و خلیفہ کے عوض اپنی جانیں اور اپنی آنکھیں دینے کو تیار ہیں۔ سفیر سے دریافت کرو کتنی آنکھوں پر وہ راضی ہوتا ہے۔

اصطخر نے کہا۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمھاری یا تمھارے بڑے بادشاہ کی تصویر بنا کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔

ابو عبیدہ۔ خدا کی قسم مجھے اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مسلمان اس پر آمادہ نہ ہوں گے کہ تم ہمارے خلیفہ کی تصویر بنا کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالو۔ البتہ میں اس پر رضامند ہوں کہ تم میری تصویر بنا کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالو حالانکہ میرے ساتھی نے یہ کام عمداً نہیں کیا ہے اور تم قصداً کرو گے۔ پھر بھی میں اسے منظور کرتا ہوں۔"

مسلمانوں نے کہا۔ ہم اس بات کو کبھی گوارا نہ کریں گے کیونکہ رومی اس امر کو قصداً کر کے ہمارا دل دکھانا چاہتے ہیں۔

ابو عبیدہ نے کہا۔ اس میں توہین اور دل آزاری کی کوئی بات نہیں ہے وہ میری تصویر بنا کر میری آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ یہ قوم احمق اور بے عقل ہے نہیں جانتی کہ اس سے فائدہ تھا کہ وہ ہم سے تاوان کا مطالبہ کرتے خدا کی قسم جو وہ مانگتے میں دیتا میں ہرگز بدعہدی اور بیوفائی نہ کروں گا۔

مسلمان خاموش ہو گئے۔ اصطخر اور اس کے ساتھیوں نے اس بات کو منظور کر لیا کہ وہ ابو عبیدہ کی تصویر بنا کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ چنانچہ رومیوں نے ابو عبیدہ کی بجنسہ تصویر ایک ستون پر بنائی تصویر کے دو آنکھیں شیشوں کی لگائیں جب تصویر تیار ہو گئی تب ایک گھر گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے بڑبڑاتا ہوا غصے کی حالت میں آیا اور نیزہ مار کر ایک آنکھ پھوڑ ڈالی۔

اس کارروائی کے بعد اصطخر قنسرین واپس گیا اور لوقا سے تمام کیفیت بیان کی اس نے کہا۔ افسوس ہے کہ مسلمان اپنے عہد و اقرار کے بڑے پابند ہیں اسی وجہ سے وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔"

ابو عبیدہ۔ اہل قنسرین کا سال ختم ہونے کے خیال سے اس کے قرب و جوار میں تاخت و تاراج کرتے رہے۔

حضرت عمر رضؓ کی تنبیہ

چونکہ حضرت عمر کے پاس حضرت ابو عبیدہ نے عرصہ سے کوئی اطلاع اپنی پیش قدمی کے متعلق نہ بھیجی تھی اس لئے حضرت عمر کو یہ خیال ہوا کہ ان کے دل میں بزدلی پیدا ہو گئی وہ جہاد سے بچنے لگے چنانچہ انھوں نے انھیں اس مضمون کا خط لکھا۔

حمد و صلواۃ کے بعد واضح ہو کہ تم نے نہ کوئی خط بھیجا نہ اطلاع دی۔ کہ جس سے معلوم ہو کہ تم نے کس شہر پر حملہ کیا۔ کس طرف پیش قدمی کی کیا تم جہاد سے جی چراتے ہو۔ میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ معصیت سے بچو۔ پرہیز گاری اختیار کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ جہاد سے منھ نہ پھیرو کہیں اس آیت کے مصداق نہ ہو جاؤ

قل ان کان اباءکم و ابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ط واللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔

یعنی اے نبی کہدو اگر تمھارے باپ بیٹے۔ بھائی بیویاں اور برادری یا وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو تمھیں اللہ سے اور اس کے رسول سے عزیز ہیں اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے۔ انھیں جانتے ہو تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔ اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

جب یہ خط حضرت ابو عبیدہ کے پاس پہونچا اور انھوں نے پڑھا تو وہ بہت نادم ہوئے انھیں افسوس ہوا کہ انھوں نے قنسرین والوں سے کیوں صلح کی اور جب مسلمانوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا تو مسلمان رونے لگے۔ انھوں نے حضرت ابو عبیدہ سے کہا: "اے سردار! حضرت عمرؓ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم لڑائی سے بچنے لگے ہیں حالانکہ خدا کی قسم یہ بات نہیں ہے ہم میں نامردی پیدا نہیں ہوئی ہے یا امیر! تم قنسرین کو چھوڑ دو اور ہمیں لیکر حلب یا انطاکیہ کی طرف چلو۔

حضرت ابو عبیدہ نے لشکر کو روانگی کا حکم دے دیا۔ حلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے ایک نشان تیار کر کے مصعب بن محارب الشکری کو دیا اور دوسرا نشان سہل بن عمرو کو دے کر عیاض بن غنم الاشعری کو ان کا مقدمۃ الجیش مقرر کیا ان دونوں سرداروں کو روانہ کر کے ان کے پیچھے خالد بن الولید کو بھیجا اور خود روانہ ہوئے۔

اہل رسین وغیرہ کی مصالحت

جب ابو عبیدہ رسین پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے مصالحت کرلی وہاں سے وہ حاضر

کی طرف بڑھے ۔ اہل حمات ان کی خدمت میں اس شان سے آئے کہ راہبوں اور قسیسوں کی کثیر جماعت ساتھ تھی ۔ راہب انجیل اٹھائے ہوئے تھے حضرت ابوعبیدہ نے ان سے دریافت کیا ۔ "تم کس لئے آئے ہو ؟ انھوں نے کہا ۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ صلح کر کے تمہاری ذمہ داری میں داخل ہو جائیں ہم تمھیں اپنی قوم سے زیادہ محبوب سمجھتے ہیں ۔ تم جو اقرار کرتے ہو اس کی پابندی کرتے ہو۔

حضرت ابوعبیدہ نے ان سے مصالحت کر لی انھوں نے درخواست کی کہ کسی آدمی کو ہمارے پاس چھوڑ دو ۔ ابوعبیدہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور وہاں سے شیراز کی طرف چلے وہاں کے لوگوں نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ان سے صلح کر لی ہرقل اعظم کا حال معلوم کیا ۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ حاکم قنسرین نے اس سے مدد طلب کی ہے ۔ بادشاہ نے جبلہ بن ایہم غسانی کو اس کی قوم غسان اور عرب متنصر اور عمودیہ کے دس ہزار سواروں کے ساتھ حاکم قنسرین کی مدد کے لئے بھیجا ہے جبلہ انطاکیہ سے روانہ ہو چکا ہے اور لوہے کے پل پر ٹھہرا ہوا ہے ۔ تم اس سے ہوشیار رہو نہ معلوم کس وقت وہ تمہارے سامنے آجائے ۔

ابوعبیدہ نے کہا ۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی ہمارے لئے اللہ کافی ہے ۔ اور وہ اچھا کارساز ہے ۔ خالد بن الولید نے ان سے کہا " یا امیر ! کیا میں نے آگاہ نہ کر دیا تھا کہ حاکم قنسرین کی تحریر سے مکر و فریب کی بو آتی ہے ۔ ابوعبیدہ نے کہا ۔ اے ابا سلیمان ۔ اسے مکر و حیلہ نفع نہ دے گا کیونکہ اللہ اس کی گھات میں ہے

سعید بن عامر اور جبلہ بن ایہم

حضرت ابوعبیدہ اسی فکر میں تھے کہ جب ہم پر یورش کریں یا انطاکیہ پر یا اہل قنسرین کی مدت صلح ختم ہونے کا انتظار کریں ۔ صلح کی مدت ختم ہونے میں ایک مہینہ یا اس سے بھی کم رہ گیا تھا ۔ انھوں نے کچھ نہ طے کیا تھا کہ انھوں نے عرب کے غلاموں کو زیتون ۔ انار اور دوسرے پھل دار درختوں کی جڑیں لاتے دیکھا خلیفہ نے ایسے درختوں کے کاٹنے کی ممانعت کی تھی ۔ ابوعبیدہ کو بڑا ناگوار گزرا انھوں نے غلاموں کو اپنے روبرو طلب کر کے کہا ۔ برا کرے اللہ تمہارا ۔ یہ تم نے کیا فساد کی بات شروع تم پھلدار درختوں کو کاٹ ڈالتے ہو۔

غلاموں نے عرض کیا ۔ "بغیر پھل کے درخت ہم سے دور ہیں ۔ اور یہ نزدیک ہیں اس لئے ہم انھیں کاٹ لاتے ہیں ۔

ابوعبیدہ ۔ میں حکم دیتا ہوں کہ پھلدار درخت نہ کاٹے جائیں جو ایسا کرے گا خدا کی قسم میں اسے سخت سزا دوں گا ۔

غلام ڈر گئے ۔ وہ دور سے بغیر پھل کے درخت کاٹ کر لکڑیاں لانے لگے سعید بن عامر کے ایک غلام مہیج تھے وہ اپنے آقا سعید کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوتے رہتے تھے ۔ بہادر اور دلیر تھے ۔ ڈھلوا سی خوب لڑتے تھے وہ غلاموں کی جماعت کے ساتھ لکڑیاں لینے گئے واپسی میں دیر ہوئی سعید ان کی تلاش میں چلے انھوں نے فاصلہ پر ایک شخص کو دیکھا وہ دوڑ کر اس کے پاس گئے دیکھا تو وہ مہیج ان کے غلام ہیں وہ زخمی تھے سر میں کئی زخم تھے زخموں سے خون بہ رہا تھا تمام منھ اور کپڑے خون میں تر تھے ۔ سعید نے ان سے دریافت کیا ۔ مہیج تمہارے پیچھے کیا حال ہے ۔ مہیج نے جواب دیا ۔ اے سردار بلا کی بیتی ہے "

وہ زیادہ دیر تک کھڑے نہ رہ سکے منھ کے بل گر پڑے ۔ سعید جلدی سے گھوڑے سے نیچے اترے ان کے منھ پر پانی کے چھینٹے دیے وہ ہوش میں آئے انھوں نے کہا ۔ یا سیدی! تم اپنے آپ کو بچاؤ ۔ قوم تم سے قریب ہے ۔

سعید ۔ کون قوم قریب ہے ۔ مفصل سناؤ ۔

مہیج ۔ میں غلاموں کے ساتھ لکڑیاں لینے گیا تھا ۔ ہم دور نکل گئے ۔ دفعتہً ہم پر ایک ہزار عرب متنصرہ آ پڑے ۔ ان کے گلے میں سونے کی صلیبیں لٹک رہی تھیں رکابوں میں نیزے بندھے تھے ۔ انھوں نے ہمیں گھیر لیا اور ہمارے مار ڈالنے کا ارادہ کیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم ان سے لڑو ورنہ یہ تمھیں مار ڈالیں گے ۔ غلاموں نے کہا ہم کیسے لڑیں ان کے مقابلے کی طاقت ہی ہم میں نہیں ہے ۔ قتل ہونے سے یہ بہتر ہے کہ ہم ان کی قید میں چلے جائیں ۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں ہرگز گرفتار ہونے پر رضامند نہ ہوں گا چاہے میں مار ڈالا جاؤں مجھے آمادہ جنگ دیکھ کر تمام غلام لڑائی پر تیار ہو گئے ہم ان سے لڑے دیر تک لڑتے رہے ——— مگر ہمارے پاس پورے ہتھیار نہ تھے دشمنوں نے میرے دس ساتھیوں کو گرفتار کر لیا میں سخت

زخمی ہو گیا تھا۔ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ وہ مجھے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے جب مجھے ہوش آیا تو میں اٹھ کر چل پڑا اور یہاں تک پہنچ گیا۔

سعید کو بڑا افسوس ہوا۔ انھوں نے انھیں اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اور وہاں سے روانہ ہونے کا قصد کیا۔ دفعتہً ایک رسالہ اہل غسان کا وہاں آ گیا۔ انھوں نے سعید کو گھیر لیا۔ اور شور کر کے کہا۔ ہم اہل غسان ہیں ہم گروہ رہبان اور غضبان ہیں۔ سعید نے پکار کر کہا۔ ہم گروہ محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔" کئی عرب متنصرہ تلواریں لے کر انھیں قتل کرنے کے لئے جھپٹے۔

سعید نے کہا۔ سختی ہو تم پر۔ تم اپنی ہی قوم کے ایک شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ وہ ان کے قتل کرنے سے رک گئے۔ انھوں نے دریافت کیا "تم کس قبیلہ سے ہو۔"

سعید نے جواب دیا۔ میں قبیلۂ خزاج بزرگ سے ہوں۔

انھوں نے کہا۔ جبلہ نے تمھیں طلب کیا ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔"

سعید۔ جبلہ مجھے کیا جانے؟"

عرب متنصرہ۔ اس نے یمن کے ایک شخص کو جو انصار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو طلب کیا تھا۔ یا تو خوشی سے چلو ورنہ ہم زبردستی لے جائیں گے۔ سعید ان کے ساتھ ہو لیے۔ غلام بھی ان کے ہمراہ تھا وہ ایک عظیم الشان لشکر کے درمیان پہنچے لشکریوں کے پاس ہر قسم کی نعمت اور سامان موجود تھا۔ صلیبیں بلند تھیں انھیں جبلہ کے روبرو لے جایا گیا۔ وہ ایک شاندار خیمہ کے سامنے سونے کی کرسی پر بیٹھا تھا دیباج کے ایسے کپڑے پہنے تھا جن میں موتی ٹکے ہوئے تھے اور جواہرات کی لڑیاں پڑی ہوئی تھیں گلے میں یاقوت کی صلیب تھی اس نے سعید کو دیکھ کر دریافت کیا۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔

سعید نے جواب دیا۔ یمن کا۔

جبلہ۔ یمن کے کس گروہ سے ہو۔؟

سعید۔ میں اولاد حاتہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عبداللہ بن الازد بن غوث بن جنت ابن مالک بن زید بن کہلان بن سبا سے ہوں۔

جبلہ - تم ان دونوں میں سے کس لڑکے کی اولاد ہو۔ جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں۔؟

سعید - تو اس قبیلہ سے ہے جو نسب مادری کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔"

جبلہ - ہاں۔ میں جبلہ بن الیہم ہوں۔ میں وہ شخص ہوں جو مسلمان ہو گیا تھا اور اب اسلام سے پھر گیا ہوں۔ کس قدر افسوس ہے کہ تمہارے بادشاہ (خلیفہ) اس بات پر خوش نہ ہوئے کہ مجھ جیسا شخص مسلمان ہو گیا میں قبیلہ غسان کا سردار اور ہمدان کا بادشاہ ہوں تمہارے امیر المومنین نے مجھ سے ایک حقیر اور عام آدمی کا قصاص لینا چاہا۔ میرے مرتبے کا ذرا خیال نہ کیا۔

سعید - اے جبلہ! تو نہیں جانتا تیرے حق سے اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ہے دین اسلام میں عدل و انصاف ہے۔ مساوات ہے بادشاہ نہ آقا۔ رعایا اور غلام سب برابر ہیں۔ عمر انصاف کے معاملے میں بہت سخت ہیں۔ وہ خدا کے حقوق کے اجرا میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تو فریب نفس میں آکر مرتد ہو گیا۔

جبلہ - تمہارا کیا نام ہے؟

سعید - میرا نام سعید بن عامر انصاری ہے۔

جبلہ نے سعید کو بیٹھنے کے لئے کہا وہ بیٹھ گیا جبلہ نے دریافت کیا حسان بن ثابت انصاری سے ملے تمہیں کتنا عرصہ ہوا۔؟

سعید نے جواب دیا۔ حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے۔ بہترین اشعار کہتے تھے رسول اللہ صلعم نے ان کے متعلق فرمایا تھا انتہا صریان و سانک حسام یعنی تمہارا نام حسان ہے اور تمہارے اشعار شمشیر بران ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ ہوا جب حسان نے مجھے مدعو کیا تھا اور بھی کئی مسلمانوں کو دعوت دی عرصہ ہوا ہم گئے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کی تعریف میں اشعار کہہ کر سنائے تھے۔ وہاں سے آنے کے چند ہی روز بعد میں بھی ملک شام میں جہاد کے لئے چلا آیا۔

جبلہ۔ کیا تم مجھے وہ اشعار یاد کرا دو گے۔

سعید - ہاں۔

جبلہ نے ایک تھان رومی کتان کا منگا کر سعید کو دیتے ہوئے کہا۔ اے ابن عامر! اسے تیار کرا کر پہننا۔ اسے حرام نہ جاننا۔ تم کہاں سے آئے ہو؟"
سعید۔ جبلہ مسلمان ہمیشہ سچ بولا کرتے ہیں۔ وہ سچ بولنے میں کسی سے خوف کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں ابو عبیدہ بن الجراح کے لشکر میں ہوں ہمارا ارادہ حلب اور انطاکیہ پر حملہ کرنے کا ہے۔

جبلہ۔ مجھے اور ایک بطریق کو ہرقل اعظم نے حاکم قنسرین کی مدد کے لئے بھیجا ہے اس نے فریب دے کر تم سے صلح کی تھی۔ تم ابو عبیدہ اپنے سردار کے پاس جاؤ انھیں اور مسلمانوں کو ہماری کثیر جمعیت، ہمارے دبدبہ اور ہیبت سے ڈراؤ ان سے کہو کہ وہ واپس لوٹ جائیں۔ بادشاہ کے شہروں پر حملے نہ کریں بادشاہ کی ہمدردی میں کمی نہ کریں گے تو اس بات کو خوب سمجھ لو کہ ہم تم سے وہ تمام مقامات چھین لیں گے جو تم نے اب تک فتح کئے ہیں اور وہ تمام دولت لوٹ لیں گے جو تم نے جمع کی ہے۔

سعید اپنے غلام کو ساتھ لے کر سوار ہوئے اور اسلامی لشکر میں آئے ان کی عدم حاضری کی وجہ سے مسلمان متردد تھے۔ انھیں دیکھتے ہی دوڑے ان سے پوچھنے لگے۔ تم کہاں چلے گئے تھے تمہاری گمشدگی سے ہم لوگ رنج میں مبتلا ہو گئے تھے۔

سعید مسلمانوں کے ساتھ ابو عبیدہ کی خدمت میں آئے اور ان سے اپنی اور جبلہ کی تمام گفتگو بیان کی۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ خدا کی قسم تمھیں اللہ تعالیٰ نے حسان بن ثابت کا ذکر کرنے کی برکت سے رہائی عطا کی پھر انھوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ انھوں نے کہا۔ مسلمانو! قنسرین کے حاکم کا فریب کھل گیا اس نے ہمیں دھوکا دے کر ہم سے صلح کی تھی۔ ادھر صلح کی ادھر ہرقل اعظم کو مدد کے لیے لکھا بادشاہ نے اس کی اعانت کے لئے عرب متنصرہ کو بھیجا ہے۔

حضرت خالد نے کہا۔ انشاء اللہ اس کا فریب اس کے لئے کفایت نہ کرے گا ظلم و بغاوت کرنے والا اوندھے منہ گرا کرتا ہے میں اس کے ساتھ اس کے

فریب سے بڑا فریب کروں گا ایسا فریب جو اس کی زندگی کی بنیادوں کو ہلا دے گا۔ میں اصحاب رسول صلعم میں سے ایسے دس آدمیوں کو منتخب کر کے حاکم قنسرین کی ملاقات کو جاؤں گا جو آدمیوں کے دس ہزار سواروں کے مانند ہوں گے۔

ابو عبیدہ۔ بخدا یہ کام تم ہی سے ہوگا اے ابا سلیمان! ویکلکربہتہ یعنی ہر شخص کے لئے لڑائی کی سختی ہے۔ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن لوگوں کو مناسب سمجھو ساتھ لے لو۔

حضرت خالد نے لوگوں کو آوازیں دینی شروع کیں۔ کہاں ہیں عیاض بن قاسم اشری عمرو بن سعید البشکری کہاں ہیں۔ سہل بن عامر، رافع بن عمیرۃ الطائی، کہاں ہیں۔ سعید بن عامر انصاری۔ عمرو بن سعدی کرب کہاں ہیں۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ضرار بن الازور اور مسب بن نجبۃ الفزاری اور قیس بن ہبرۃ امرادی کہاں ہیں۔

حضرت خالد جن لوگوں کے نام لیتے رہے وہ آ آ کر جمع ہوتے رہے۔ خالد نے ان سے کہا۔ تم مسلح اور تیار ہو کر آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اور برکت نازل فرمائے سب لوگ چلے گئے خالد بن الولید نے اپنے خیمہ پر جا کر زرہ پہنی خود اوڑھا ہتھیار لگائے۔ اس وقت ان کے منتخب شدہ دس آدمی بھی تیار ہو کر آگئے حضرت خالد نے اپنے غلام ہمام سے کہا۔ تو بھی میرے ساتھ چل انشاء اللہ تو آج عجیب معاملہ دیکھے گا۔ وہ بھی ساتھ ہو لیا۔ یہ سب حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے انھوں نے فتحیابی کی دعا مانگی۔ حضرت خالد مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے انھوں نے راستہ میں سعید بن عامر سے دریافت کیا۔ کیا جبلہ نے تم سے کہا تھا کہ حاکم قنسرین اس سے ملنے آوے گا۔؟

سعید نے جواب دیا۔ "ہاں اس نے یہی کہا تھا"

خالد۔ انشاء اللہ وہ اپنی موت سے ملاقات کرنے آئے گا۔ تم ہمیں جبلہ کے لشکر کی طرف لے چلو ہم وہاں کمین گاہ میں چھپ جائیں گے۔ جب لوقا حاکم قنسرین جبلہ کے پاس آئے گا ہم انشاء اللہ اچانک اس پر حملہ کر کے اسے اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالیں گے۔

سعید الخفیں لے کر روانہ ہوئے ان کی روانگی رات کے وقت ہوئی۔ اندھیری رات تھی۔ ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا آسمان میں ستارے تیر رہے تھے ان ستاروں کی روشنی میں یہ لوگ سفر کر رہے تھے۔ آخر وہ جبلہ کے لشکر کے قریب پہنچ گئے انھوں نے رومی کیمپ میں آگ روشن دیکھی۔ قوم کی باتیں کرنے کی آواز سنی۔

سعید بن عامر مسلمانوں کو ساتھ لے کر پھرے اور قنسرین کی طرف اس راستہ پر چھپ گئے۔ جس سے لوقا آنے والا تھا۔ صبح تک چھپے رہے اس عرصہ میں کوئی بھی وہاں نہ آیا۔ صبح ہونے پر انھوں نے جماعت سے نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر وہ آہستہ آہستہ قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے تھوڑی ہی دیر میں انھوں نے جبلہ کے لشکر کو آتے دیکھا حاکم عمودیہ کی فوج بھی ان کے ساتھ تھی جبلہ مضبوط برج کی مانند گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ وہ ادھر عواصم کی طرف جا رہے تھے۔ مسلمانوں نے اس لشکر کو دیکھ کر حضرت خالد سے کہا۔ "تم اس لشکر کو دیکھ رہے ہو جو ہماری طرف ریت کے ذروں، مٹی کے ڈھیلوں اور صحرا کے کانٹوں کی طرح بڑھا چلا آرہا ہے کیا ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

خالد نے کہا۔ جب خدا کی مدد نازل ہوگی تو ان کی کثرت کچھ کام نہ آئے گی — تم کمین گاہ سے نکل کر ان کے لشکر میں شامل ہو جاؤ۔ ان کے ساتھ چپ چاپ چلتے رہو۔ یہاں تک کہ حاکم قنسرین آجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔"

جب جبلہ کا لشکر ان کے پاس سے ہو کر گذرنے لگا تو وہ بھی اس میں شامل ہو گئے' وہ سب چپ ہو گئے' اور اس طرح ڈھاٹے باندھے تھے جیسے غبار سے بچنے کے لئے انھوں نے ناک اور منہ ڈھک لئے ہوں۔ وہ چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ عواصم اور قنسرین کے شہر نظر آنے لگے۔

لوقا کی گرفتاری

عین اسی وقت حاکم قنسرین مع اپنے لشکر کے بڑی شان و شوکت سے آتا ہوا نظر آیا اس کے سامنے جواہر نگار صلیب بلند تھی راہب اور قس آگے آگے انجیل پڑھتے آرہے تھے کفر کے کلمات کہہ کر نعرے لگا رہے تھے لوقا بہت خوش تھا وہ جبلہ حاکم عمودیہ سے ملاقات کرنے کے شوق میں آگے آرہا تھا۔ حضرت خالد بڑھ کر اس کے سامنے آگئے' ان کے گرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے لوقا نے سمجھا وہ جبلہ کے ساتھی ہیں اس نے ان سے

کہا۔ "مسیح اور صلیب تمھیں باقی اور سلامت رکھیں۔

حضرت خالد نے کہا۔ سختی ہو تجھ پر۔ او فریبی دغا باز۔ ہم لوگ بندگان صلیب سے نہیں ہیں بلکہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ انھوں نے اپنا ڈھاٹا کھول ڈالا اور نہایت بلند آواز سے نعرہ لگایا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ یعنی سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

لوقا یہ سن کر کانپ اٹھا۔ حضرت خالد نے جلدی سے اس پر ہاتھ مارا اور اسے گھوڑے کی زین سے کھینچ لیا۔ حضرت خالد کے ساتھی تلواریں سونت کر لوقا کے ساتھیوں کی طرف دوڑے۔ رومی یہ حالت دیکھ کر شور و فریاد کرنے لگے۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے جبلہ اور حاکم عمودیہ اور ان دونوں کے ہمراہیوں نے تہلیل و تکبیر کی آواز سنیں وہ جنبش میں آئے۔ انھوں نے گردنیں ابھار ابھار کر دیکھا انھیں ننگی تلواریں اور سیدھے کئے ہوئے نیزے نظر آئے۔

جبلہ اور حاکم عمودیہ اپنے ہمراہ کئی ہزار جانبازوں کو ساتھ لے کر دوڑے اور مسلمانوں کے پاس آکے انھوں نے آتے ہی مسلمانوں کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ حضرت خالد کے ہاتھوں میں لوقا حاکم قنسرین تھا۔ انھوں نے عرب منتصرہ کو اپنی اور اپنے ہمراہیوں کی طرف بلائے بے درماں کی طرح آتے ہوئے دیکھا وہ ڈرے کہ کہیں حاکم قنسرین ان کے ہاتھ سے نہ نکل جائے یا جبلہ اور اس کے ساتھی اسے چھڑا نہ لیں چنانچہ انھوں نے مار ڈالنے کا قصد کیا جوں ہی انھوں نے اس بطریق کے سر پر تلوار بلند کی وہ ہنسا۔ حضرت خالد کو سخت تعجب ہوا کہ وہ موت کو قریب دیکھ کر ہنس رہا ہے انھوں نے اس سے کہا۔ سختی ہو تجھ پر اس خوفناک وقت میں تیرے ہنسنے کا سبب کیا ہے

لوقا نے کہا۔ مجھے اس بات نے ہنسایا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی موت کے پنجے میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ تم مجھے مار ڈالتے ہو میرے مارے جاتے ہی تم سب بھی مارے جاؤ گے۔ اگر تم مجھے باقی رکھو گے تو تمہاری سلامتی بھی ممکن ہے"

حضرت خالد کی سمجھ میں یہ بات آ گئی وہ اسے مار ڈالنے سے باز رہے انھوں نے پکار کر کہا۔ اے حاملان قرآن! تم میرے گرد ہو جاؤ تاکہ میں تمہاری حمایت کر دوں۔

اور تم میری حمایت کرو۔ تم جنگ وپیکار کی سختی پر صبر کرو۔ بے دینوں کی کثرت ہے کہ جب تم موت سے نہیں ڈرتے تو کافروں سے کیا ڈرنا خدا کی راہ میں مرنا تو میری تمہاری اور تمام مسلمانوں کی عین تمنا ہے۔ خدا کی قسم میں نے اپنی جان کو اللہ کی راہ میں ہبہ کر دیا ہے میں انھیں قتل کرنے میں بڑا حریص ہوں۔ میں نے اپنی جان کو اس لیے عرض ہلاکت میں ڈالا ہے کہ شاید میں شہید ہو کر وہ عظیم مرتبہ حاصل کر لوں جو صرف شہیدوں ہی کے لئے ہے۔ اللہ تم پر رحمت کرے تم اس بات کو سمجھ لو کہ ہمارا اللہ کی طرف جانے کا راستہ کھل گیا ہے۔ میں اور تم ایسے گھر کی طرف جا رہے ہو جس میں سوائے راحت و آرام کے کوئی تکلیف ہی نہیں ہے وہاں کے رہنے والے کو موت نہیں آتی ہے۔ نہ وہاں کے جوان بوڑھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں خود فرمایا ہے۔ لا یمسھم فیھا نصب وما ھم منھا بمخرجین یعنی نہ وہاں انھیں کوئی تکلیف پہنچے گی نہ وہاں سے انھیں کوئی نکالے گا۔

مسلمان حضرت خالد کے گرد ہو گئے ان کے دائیں جانب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ بائیں جانب رافع بن عمیرۃ الطائی ہو گئے پیچھے ان کا غلام ہمام ہوا باقی لوگ ان کے گرد چھا گئے خالد نے حاکم قنسرین کو ہمام کے سپرد کر کے ہدایت کی کہ اسے جکڑ کر مضبوط رکھو اور اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹو۔

اس عرصہ میں جبلہ بن الایہم مع عرب متنصرہ قوم غسان کے وہاں آیا۔ وہ شاہانہ لباس اور ساز و سامان پہنے تھا۔ دیباج روم کے اعلیٰ درجہ کے کپڑے تھے لوہے کی زرہ پر چاندی کی زرہ تھی۔ لوہے کے خود پر سونے کا خود تھا گلے میں سونے کا طوق تھا جس میں جواہر کی صلیب تھی اس کا گھوڑا سونے کے مرصع بہ جواہر زیورات پہنے تھا۔ گھوڑے کی کلغی جواہرات کی تھی وہ دنیا کی آرائش میں غرق تھا اس کے اور سونے کے خود میں بھی صلیب جواہر لگی ہوئی تھی جس سے خود تاج نما ہو گیا تھا اس کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ تھا جس کا پھل ستارے کی طرح چمک رہا تھا اس کے ساتھ حاکم عموریہ تھا وہ بھی ریشمی کپڑے پہنے اور عمدہ ساز و سامان سے آراستہ تھا وہ بڑا تنومند اور گرانڈیل تھا گھوڑے پر مضبوط برج کی طرح بیٹھا تھا اس کے گرد قوم ہو بجہ تھی جو کافر تھی اور ان دونوں کے گرد ان کا لشکر تھا۔

حاکم عمویہ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے حاکم تنسریا کو گرفتار کر لیا تو اسے خوف ہوا کہ کہیں وہ اسے مار نہ ڈالیں۔ اس نے جبلہ سے کہا: حضرت مسیح کی قسم یہ عرب ہنیں ہیں مگر شیطان ہیں۔ تم نے دیکھا یہ کل بارہ آدمی ہیں۔ اور ہمارے ٹڈی دل لشکر نے انھیں گھیر لیا ہے۔ مگر وہ ذرا بھی خوف زدہ نہیں ہیں۔ گویا ان کے سامنے ہماری وقعت ہی نہیں ہے انھوں نے ہمارے ساتھی دلوتا کو گرفتار کر لیا ہے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اسے مار نہ ڈالیں۔ تم ان کے سردار کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ ہمارے ساتھی کو چھوڑ دیں تو ہم ان کے ساتھ رحم اور نیکی کریں گے انھیں رہا کر دیں گے۔ لیکن جب وہ ہمارے ساتھی کو نہ چھوڑیں گے تب ہم ان سب کو مار ڈالیں گے۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے بیان کیا ہے کہ ہم ان کے درمیان میں ایسے تھے جیسے صحرائے عظیم میں کوئی کانٹا پڑا ہو۔ چونکہ ہمارا خدا پر اعتماد تھا۔ اس لیے ہمیں ان کی کثرت پر کوئی فکر و اندیشہ نہ تھا۔

حاکم عمویہ کی باتیں سنکر جبلہ نے مسلمانوں کے قریب آ کر بلند آواز سے پکار کر پوچھا مسلمانوں تم کون ہو آیا تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ہو یا عرب تابعین سے ہو۔ قبل اس کے کہ تم پر بلا آئے اور تم سب مارے جاؤ میں یہ بات اس لیے معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ کون لوگ ہلاک ہوئے۔

حضرت خالد نے کہا: اے جبلہ! ہم مشہور صحابی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جیسے اہل قبلہ ہیں۔ اہل اسلام ہیں بڑی بزرگی اور بخشش کے لوگ ہیں۔ ہم کئی قبیلوں سے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی برکت سے ہمارے دلوں کو ایک کر دیا ہے ہم سب اس کلمہ طیبہ پر متفق ہیں لاالٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ۔

خالد اور جبلہ کی گفتگو

جبلہ حضرت خالد کا کلام سنکر بہت خشمناک ہوا اس نے کہا۔ اے عربی جوان! کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟

خالد: نہیں۔ بلکہ میں ان کا دینی بھائی ہوں۔

جبلہ: تم کون ہو؟

خالد۔ میں اپنی قوم بنی مخزوم کا مشہور سردار ہوں میں خالد بن الولید ہوں اور یہ جو میرے دائیں طرف ہیں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کے بیٹے عبدالرحمن ہیں اور یہ جو میرے بائیں طرف ہیں ملک یمن کے مشہور قبیلہ طے سے ہیں ان کا نام رافع بن عمیرہ الطائی ہے۔ اسی طرح میرے تمام ساتھی نہایت معزز و مشہور قبیلوں کے بڑے جنگجو اور دلیر لوگ ہیں تو ہمیں ہماری قلت کی وجہ سے حقیر اور ناچیز نہ جان اور اپنی کثرت پر گھمنڈ کرکے خوش نہ ہو۔ ہمارے نزدیک تم مثل بے ضرر چڑیوں کے ہو ہم مانند شکاریوں کے ہیں۔ جب ہم جال پھینکتے ہیں تو تم بے بس ہو کر پھنس جاتے ہو۔"

جبلہ کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا اے بیٹے مخزوم کے عنقریب تمہارا یہ کلام تم پر فال بد ثابت ہوگا۔ جس وقت تمہیں ہماری تلواریں اور ہمارے نیزے گھیر لیں گے اور جب تم مارڈالے جاؤ گے اور وحشی جانوروں کی غذا بن جاؤ گے۔ تمہاری لاشیں درندے صبح سے شام تک پھاڑ ڈالیں گے تب لوگ سمجھیں گے کہ تمہاری یاوہ گوئی۔ کچھ کام نہ آئی۔

خالد۔ مگر یہ بات ہم پر گراں نہ گزرے گی کیونکہ موت ہماری تمنا ہے تو اپنا حال بیان کر کہ جن عربوں نے ناسمجھی سے صلیب پرستی اختیار کی ہے تو ان میں سے کون ہے۔

جبلہ۔ میں قوم غسان کا سردار ہوں ۔ وان کا بادشاہ ہوں جبلہ بن ایہم ہوں۔

خالد۔ اور تو ہی وہ شخص ہے جس نے اسلام قبول کرکے اس سے بغاوت کی ہدایت پاکر گمراہی اختیار کی۔ عزت پاکر ذلت قبول کی۔

جبلہ۔ نہیں نہیں۔ میں نے بزرگی اختیار کی۔

خالد۔ ہلاکی ہو۔ تجھ کو۔ تو نے اپنے نفس کی اطاعت کی تو نے اپنے آپ کو ذلیل وخوار و دشمن سرکردیا تو نے آخرت کے بجائے دنیا کو پسند کیا۔ اس بات کو نہ سمجھا کہ دنیا فانی ہے۔ دنیا کی دولت، سلطنت سب فانی ہے آخرت کی بزرگی ہمیشہ قائم رہنے والی ہے تو ایک خدا کو چھوڑ کر تین خداؤں کا پرستار بنا تو مرتد و مشرک ہوگیا خدا کی قسم تو نے بری سوداگری کی۔

جبلہ۔ اے بھائی بنی مخزوم کے زیادہ یاوہ گوئی نہ کرو۔

میں نے جو اب تک تم پر رحم نہیں کیا اور تمھیں باقی رہنے دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ تم نے حاکم قنسرین کو گرفتار کر لیا ۔ وہ رومیوں میں بڑا ذی عزت اور ہرقل اعظم سے قریب بڑا مرتبے والا ہے ۔ وہ عظیم روم (ہرقل اعظم) کا ہم نسب بھی ہے میں ڈرتا ہوں کہیں تم میرے حملہ کرتے ہی اسکے قتل نہ کر ڈالو ۔ اگر تم اسے رہا کر دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمھیں اور تمہارے ساتھیوں کو چھوڑ دونگا"

خالد رومیوں میں آکر تم بھی مکر و فریب کے عادی ہو گئے ہو ۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم حاکم قنسرین کو چھوڑ دیں اور تم ہم پر حملہ کر دو ۔ حالانکہ میں حاکم قنسرین کو کبھی نہ چھوڑونگا اس نے دغابازی کی ہے اسکی سزا اسے ملنی ضروری ہے ۔ ہم تمہاری کثرت سے بالکل بھی نہیں گھبراتے ۔ تمہارے گھوڑوں کے سروں نے تمہاری تلواروں نے اور تمہارے نیزوں نے ہمیں گھیر لیا ہے لیکن جب ہم حملہ کریں گے تو تم کائی کی طرح پھٹ جاؤ گے ۔ البتہ اگر تم عدل و انصاف پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اسکی ایک صورت ہے کہ ایک آدمی تم میں سے نکلے ایک ہم میں سے اگر تم نے ہمارے ساتھی کو مار ڈالا تو ہم تمہارے ساتھی کو رہا کر دیں گے ۔ تم ہم سے تعرض نہ کرنا ۔ ہم یہاں سے چلے جائیں گے اور اگر ہم نے تمہارے ساتھی کو مار ڈالا تو پھر ہم تمہارے ساتھی کو لے کر یہاں سے چلے جائیں گے ۔"

جبلہ سر جھکا کر سوچنے لگا ۔ پھر وہ حاکم عموریہ کے پاس آیا اور اس نے اس سے خالد بن الولید کی گفتگو بیان کی ۔ وہ بڑا طیش میں آیا ۔ اس نے تلوار میان سے کھینچ لی ۔ حضرت خالد نے دیکھا ۔ وہ سمجھ گئے کہ اس کا ارادہ حملہ کرنے کا ہے وہ ہوشیار ہو گئے ۔ جبلہ نے اسے روکا اور خالد بن الولید سے کہا ! بیشک تم نے سچ کہا ۔ خلق عدالت کو چاہتی ہے لیکن یہ گبر ھبیر بکری کی طرح ہیں ۔ یہ ان باتوں کو نہیں جانتے ہیں ۔ میں تمہاری تجویز پر راضی ہوں ۔ تم اپنے ساتھیوں میں سے کسی لڑنے والے کو بھیجو"

عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کی آمد

حضرت خالد بن ولید نے میدان میں نکلنے کا ارادہ کیا ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے انھیں روک دیا ۔ بڑھ کے کہا ! اے ابا سلیمان ! میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ سوائے میرے کوئی میدان میں نہ نکلنے آج میں ہی جہاد کروں گا! شاید میں اپنے باپ سے بہشت میں جا ملوں۔

حضرت خالد نے انھیں اجازت دیدی: وہ اس گھوڑے پر سوار تھے۔ جو حضرت عمر فاروق نے انھیں دیا تھا وہ گھوڑا بڑے ڈیل ڈول کا مثل پہاڑ کے تھا وہ زرہ پہنے تھے اور لمبا نیزہ ہاتھ میں لیے تھے۔ وہ میدان میں نکلے۔ رومیوں نے پیچھے ہٹ کر میدان چھوڑ دیا۔ حضرت عبدالرحمن گھوڑا دوڑا کر میدان میں نکلے۔ جب ان کے گھوڑے کی تیزی کم ہوئی۔ تو وہ نصرانیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پکار کر کہا: اے بنی الاصفر! میں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل کا بیٹا ہوں۔ پھر انھوں نے یہ اشعار رجز کے پڑھے:

انا ابن عبد الله ذو المعالی	والشرف الخنما فضل والکمال
میں عبداللہ صاحب مرتبے والے کا بیٹا ہوں	اور وہ بڑے بزرگ اور کمال والے ہیں
ابی عتیق صادق المقال	اذان هذ الدین بالفعال
میرے باپ عتیق اور صدیق ہیں	انھوں نے دین کو اپنے کاموں سے آراستہ کیا تھا

عبدالرحمن بن ابی صدیق کے مقابلے میں ایک رومی نکلا۔ عبدالرحمن نے ایک گرداوہ دے کر اس کے نیزہ مارا۔ وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ اسکے بعد دوسرا پھر تیسرا۔ یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے پانچ سوار نکلے اور حضرت عبداللہؓ نے ان پانچوں کو مار ڈالا۔ رومی اپنے وعدہ پر قائم رہے:

عبدالرحمن نے لشکر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی وقت جبلہ
جبلہ کی ترغیب نکل کر ان کے سامنے آیا۔ اس نے عبدالرحمن سے کہا: "تم نے بیوفائی اور بدعہدی کی"۔

حضرت عبدالرحمن کو بڑا تعجب ہوا۔ انھوں نے کہا: "بدعہدی ہم نے کی یا تم نے۔ تم نے کہا تھا کہ اگر تمہارا آدمی مارا جائے تو تم ہم سے کوئی تعرض نہ کروگے مگر تم اپنے اقرار پر قائم نہ رہے۔ تم نے یکے بعد دیگرے پانچ آدمی مجھ سے لڑنے کے لیے بھیجے میں نے پانچوں کو مار ڈالا۔ اب کیا کہتے ہو؟"

جبلہ۔ یہ سچ ہے کہ تم نے دلیری سے جنگ کی اور ہمارے آدمیوں کی لاشوں سے

میدان کو بھر دیا۔ میں اس واسطے نہیں آیا ہوں کہ تمہیں مار ڈالوں کیونکہ تم نوجوان ہو میرے مقابلے کے نہیں ہو۔ بلکہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تم سے تمہاری اس بیوفائی کی شکایت کروں کہ جب ہمارا کوئی ساتھی تمہارے مقابلہ میں نکلا تو تمہارا ایک ساتھی اس طرح مستعد ہو کر کھڑا ہو گیا کہ وقت کے اوپر تمہاری مدد کر سکے۔ دیکھو وہ اب بھی وہ موجود ہے۔

عبدالرحمٰن اسکی باتیں سنکر ہنسے۔ انھوں نے کہا: ہلاکی ہو تجھ کو! تو مجھے فریب دینے آیا ہے۔ تو اس بات کو نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے حضرت علیؓ کا تربیت یافتہ ہوں۔ میں اکثر معرکوں میں شریک ہو چکا ہوں۔ تیرا مکر و فریب میرے سامنے نہیں چل سکتا۔"

جب کہ میں نے تم سے ازراہ فریب یہ بات نہیں کی بلکہ حقیقت کا اظہار کیا ہے۔

عبدالرحمٰن میرے ساتھی خوب سمجھتے ہیں کہ تم میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جو مجھ سے تنہا لڑ سکے۔ اس لیے انھیں مدد دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تجھے اپنی بہادری پر ناز ہے اور مجھے اپنے سے کمتر سمجھتا ہے تو۔ تو میرے مقابلہ میں نکل اور اپنی حمایت کے لیے ایک اور آدمی کو بھی بلالے۔ تم دونوں مجھ سے لڑو اور پھر تماشہ دیکھو۔

جبلہ ان کی کمسنی۔ ان کی خوبروئی۔ ان کی شجاعت اور ان کے استقلال کو دیکھ کر سخت متعجب ہوا۔ اسے اس لیے اور بھی تعجب ہوا کہ وہ اس کے فریب میں نہیں آئے۔ اس نے ان سے کہا: "اے کمسن نوجوان! اگر تم میرے پاس آجاؤ تو میں تمھیں معمودیہ کے پانی میں غوطہ دوں۔ تم اس میں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر نکلو جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ تم صلیب کے سایہ میں آجاؤ گے بادشاہ رحیم تمھیں انعام و اکرام دے کر دولت سے مالا مال کر دے گا۔ تمہاری عزت بڑھ جائے گی۔ شاہزادوں کی شان سے رہنا۔ میں تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دوں گا۔ میری بیٹی ایسی خوبصورت ہے کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکی بھی ایسی نہ ہوگی۔ شاہزادے اس کے خواستگار ہیں

میں تمھیں۔ اپنا بیٹا بناؤں گا۔ تم پر اپنی نعمتوں اور بخششوں کے دروازے کھول دوں گا۔۔۔
میرے مرتبہ کو تم جانتے ہی ہو۔ میں وہ ہوں جس کی تعریف تمہارے نبی صلعم کے شاعر حسان
نے کی ہے

عبدالرحمن کو اس کی اس ترغیب دہی پر بڑا غصہ آیا۔ انھوں نے پکار کر کہا: لاالٰہ الا اللہ
وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔ یعنی سوائے اللہ کے
کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور محمد
اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سختی ہو تجھ پر اے جبلہ! تو مجھے ہدایت
سے گمراہی۔ روشنی سے تاریکی اور ایمان سے کفر کی جانب بلاتا ہے حالانکہ میں نے دنیا
پر لات مار دی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ پر۔ اسکے فرشتوں پر۔ اسکی۔ کتابوں پر اور ان کے
رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔ میرے دل میں اسلام جاگزیں ہو گیا ہے۔ میں گمراہی سے
ہدایت کی طرف آیا ہوں۔ میں نے اللہ کی واحدانیت اور اسکے رسول کی رسالت
کی تصدیق کی ہے۔ میں مشرکوں اور کافروں کا دشمن ہوں اے کفر و شرک کے
شیدائی! نکال تلوار اور میرے مقابلے میں آ تا کہ میں تجھ پر ایسی ضرب لگاؤں جو تجھے
جلدی سے موت کی گود میں ڈال دے۔ اور میں تیری لمبی ناک کو خاک میں ملا دوں
اہل عرب اس سے ہو جائیں کہ ان کی قوم کا ایک فرد عبدالرحمن بند گان
کا قاتل ہو گیا تھا"

عبدالرحمن اور جبلہ کی جنگ

جبلہ عبدالرحمن کی باتیں سنکر نہایت
غضبناک ہوا۔ اس نے نیزہ نکال کر
عبدالرحمن پر حملہ کیا۔ دونوں نیزہ بازی کرنے لگے۔ کچھ عرصے بعد عبدالرحمن کو اپنا نیزہ
کچھ گراں گزرا انھوں نے نیزہ ڈالدیا۔ اور تلوار نکال لی اور جبلہ کے پاس جاکر اس
کے نیزہ پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اسکے نیزے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جبلہ نے
جلدی سے کٹے ہوئے نیزہ کو پھینک دیا اور تلوار نکالی۔ اسکی یہ تلوار قوم کندہ
کی بنائی ہوئی تھی۔ قوم کندہ قوم عاد کی یادگار تھی تلوار مثل بجلی کے چمکتی تھی۔ اور
جس چیز پر پڑتی تھی اسے کاٹ کر ڈال دیتی تھی۔

جبلہ نے اس تلوار سے عبدالرحمن پر حملہ کیا۔ مسلمان حیرت سے عبدالرحمن کو

جنگ کرتے ہوئے زخمی رہے تھے۔ انھوں نے پانچ دشمنوں کو مار ڈالا تھا۔ وہ ان کے مقابلہ میں کافی مشقت اٹھانے کی وجہ سے تھک گئے تھے۔ لیکن ان کے صبر و استقلال کا یہ عالم تھا کہ جبلہ جیسے بہادر اور جنگجو کا اب بھی مقابلہ کر رہے تھے۔ دونوں بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ عبدالرحمن نے جبلہ پر پوری قوت سے تلوار کا ہاتھ مارا۔ جبلہ نے ڈھال پر روکا۔ تلوار ڈھال کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو بچکا کر جبلہ کی پیشانی کو زخمی کر گئی۔ مگر وہ دوسری ہو گئی کیونکہ اس کا روزہ اس پر بار ڈھر رکھی گئی تھی جبلہ بچ گیا۔

لیکن جبلہ نے بھی پوری طاقت سے عبدالرحمن پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کی تلوار عبدالرحمن کی زرہ کاٹ کر ان کے شانہ کو زخمی کر گئی۔ عبدالرحمن نے اپنے زخم کو چھپایا وہ دیکھنے لگے کہ جبلہ پر ان کی تلوار کا کیا اثر ہوا چونکہ زخم لگنے سے ان کا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا اس لیے وہ گھوڑا دوڑا کر اپنے ساتھیوں میں آ ملے۔

لوقا کا قتل جب خالد اور ان کے ہمراہیوں کو عبدالرحمن کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا تو انھیں بڑا رنج و الم ہوا۔ لوگوں نے انھیں گھوڑے سے اتارا۔ بمشکل تمام زرہ اتاری زخم پر پٹی باندھی۔ حضرت خالد نے کہا کہ اے ابن صدیق تمھیں جبلہ نے درد آگیں کیا ہے۔ قسم ہے خدا کی میں تمام رومیوں کو غمگین و رنجیدہ کر دوں گا۔"

انھوں نے ہمام کو آواز دیکر کہا:" حاکم قنسرین کو میرے پاس لاؤ۔ ہمام نے اسے لا کر پیش کیا۔ حضرت خالد نے اس کا سر کاٹ کر رومیوں کی طرف پھینک دیا رومیوں کو بڑا رنج و قلق ہوا جبلہ سخت غضبناک ہوا۔ اس نے کہا۔ مسلمانو! تم نے بدعہدی اور بے وفائی کی۔ تم نے بادشاہ کے معزز ساتھی کو مار ڈالا۔ اب تم قتل کے مستوجب ہو گئے۔"

حضرت خالد نے کہا:" تم لوگ مکار اور دغا باز ہو۔ تم میں شرم و حیا بھی باقی نہیں ہے۔ حاکم قنسرین نے ہم سے صلح کی۔ اس نے ہرقل اعظم سے مدد طلب کر کے صلح کو توڑ دیا تم نے اقرار کیا تھا کہ اگر تمہارا آدمی مارا جائے گا تو تم ہم سے کوئی تعرض نہ کرو گے۔ ہمیں جانے دو گے۔ لیکن تم اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔ ایک ہمارے

آدمی کے مقابلے میں تمہارے پانچ آدمی نکلے۔ پانچوں مارے گئے۔ تم ہی بدعہدی کرکے میدان میں نکلے۔ میں نے تمہارے ساتھی کو مار ڈالا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو تمہیں بھی مار ڈالوں گا۔"

جبلہ نے اپنے ہمراہیوں سے پکار کر کہا: "اے متنصرہ! اور اے گروہ روم و یمن ان چند مسلمانوں پر حملہ کرکے انھیں مار ڈالو۔ اگر تم نے ان لوگوں کو مار ڈالا تو پھر کوئی تمہارے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرے گا۔"

رومی سواروں کا سیلاب مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ حضرت خالد نے ہمام سے کہا: "اے مولا (غلام) تم عبدالرحمن کی حفاظت و نگرانی کرنا۔ رومیوں کو ان کے پاس آنے سے باز رکھنا۔" پھر انھوں نے مخاطب ہو کر کہا: "جلدی کرو۔ تم گھیرا ڈال کر قتل کرو کسی کے دل میں ارمان ان کے قتل کا باقی نہ رہ جائے۔ تم میرے پاس ایک گول دائرہ اس طرح بنالو کہ سب کی پشتیں مل جائیں۔"

مسلمان اسی طرح مل گئے۔ انھوں نے ڈھالیں اور تلواریں سنبھال لیں۔

خونریز جنگ

رومیوں اور عرب متنصرہ نے نہایت جوش سے حملہ کیا۔ ربیعہ بن عامر نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے آگے بڑھ کر تنہا ان کے حملہ کو روک دیا۔ اور ان پر شدید حملے کرکے انھیں پیچھے ہٹا دیا۔ لیکن فوراً عرب متنصرہ نے پرزور حملہ کیا۔ وہ مسلمانوں کے گرد چھا گئے۔

مسلمان ہزاروں رومیوں کے درمیان آ گئے وہ اپنی جانوں سے ناامید ہو گئے انھوں نے بڑی قوت اور پھرتی سے رومیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان کے سامنے مسیحی بہادروں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ یہ چند مسلمان صبح سے دوپہر تک نہایت جانبازی سے لڑتے رہے لیکن اب ان کی طاقت جواب دینے لگی۔ گرمی اور پیاس نے پریشان کر دیا۔ مسلمان اور ان کے گھوڑے پسینہ میں تر ہو گئے۔ رافع بن عمیرہ نے حضرت خالد سے کہا: "اے ابا سلیمان! شاید ہماری قضا آ گئی ہے۔"

حضرت خالد نے کہا: "خدا کی قسم تم نے سچ کہا۔ اس لیے کہ میں وہ اپنی مقدس ٹوپی بھول آیا ہوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک لگے ہوئے

تھے۔ اس ٹوپی سے لڑائیوں میں بڑی برکت ہوتی تھی۔ میں اس ٹوپی کو اسی لیے بھول آیا ہوں کہ ہماری قضا آگئی تھی۔

مسلمانوں کو یہ معاملہ اور بھی دشوار گزرا۔ مگر انھوں نے نہایت صبر و استقلال جرأت ہمت اور دلیری و شجاعت سے جنگ کو جاری رکھا۔ وہ زبردست حملے کرکے کافروں کو قتل کر رہے تھے۔ کافر ان پر حملہ کرکے آگے بڑھتے تھے مگر مسلمان انھیں قتل کر ڈالتے تھے خون کے فوارے اچھل رہے تھے مسلمان موت کے منتظر تھے کہ دفعتاً ہاتف غیبی نے ندا دی خذل الامن وانصر الخائف یا حملۃ القرآن جاءکم الفتح من الرحمن والنصر کم علی عبدۃ الصلبان۔ یعنی ذلیل و خوار ہوا بے ڈر۔ اور مدد دیا گیا ڈرنے والا۔ اے حاملان قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے فتح دکھادی تمہیں بندگان صلیب پر فتح دی گئی۔

اس وقت مسلمان موت کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ ہر شخص اپنی زندگی سے لڑنے میں مصروف تھا۔ مسلمانوں کے کلیجے منہ کو آگئے تھے۔ پیاس سے لب خشک ہو گئے تھے۔ حلق سوکھ گیا تھا۔ بازو شل ہو گئے تھے۔ تلواریں اور ڈھالیں مشکل سے اٹھتی تھیں۔

حضرت ابو عبیدہ کی روانگی

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد کو روانہ کرنے کے بعد رات کو حضرت ابو عبیدہ سو گئے۔ وہ شیزر کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ بعض مسلمان سو گئے تھے بعض جاگ رہے تھے۔ دفعتہً مسلمانوں نے سنا ابو عبیدہ پکار کر کہہ رہے تھے۔ النفیر۔ النفیر فقد احیط بالفوارس الموحدین۔

یعنی چلو چلو تم کہ مسلمان موحدین میں گھر گئے ہیں۔

مسلمان ان کی آواز سنتے ہی دوڑ کر ان کے پاس آگئے۔ انھوں نے دریافت کیا یا امیر تمہارا کیا حال ہے؟

ابو عبیدہ نے کہا: میں سو رہا تھا کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انھوں نے درشتی سے جھڑکا اور فرمایا۔ یا ابن الجراح اتنام عن نصرۃ القوم الکرام قم الحق بخالد فقد احاط بہ اللئام فانہ لاحق بہم ان شاء اللہ تعالی

بمشیتہٖ رب العالمین۔ یعنی اے ابن جراح! تم سوتے ہو اور غافل ہو۔ قوم بزرگ کی مدد ہی سے اٹھو اور خالد ابن الولید سے جاملو انھیں کافروں نے گھیر لیا ہے۔ انشاء اللہ تم ان کے پاس رب مشیت کے حکم سے پہونچ جاؤ گے۔

یہ سنتے ہی مسلمان اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی طرف دوڑے۔ وہ جلد تیار ہو کر آ گئے۔ اس وقت صبح ہو گئی۔ اوّل ابو عبیدہ نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور مسلمان گھوڑے کر روانہ ہو گئے۔

ام تمیم کی بہادری

حضرت ابو عبیدہ تمام مسلمانوں سے آگے گھوڑا دوڑائے چلے جارہے تھے۔ جیش اسلام ان کے پیچھے تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک سوار ان سے بھی آگے تیز دوڑتا جارہا تھا۔ ابو عبیدہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا: تیز دوڑ کر اس سوار سے جاملو۔ مسلمانوں نے ہر چند چلنے میں کوشش کی گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ دیا۔ لیکن اس سوار کی گرد کو بھی نہ پہونچ سکے۔

حضرت ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے یہ گمان کیا کہ سوار کوئی فرشتہ ہے جو ہماری رہبری کے لیے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جب مسلمانوں کے گھوڑے اس سوار تک نہ پہونچ سکے تو حضرت ابو عبیدہ نے پکار کر کہا: "اے سوار ٹھہر تو اپنے طریقہ اور روش نرم پر اے تیز روی سے چلنے والے تو اپنی ذات پر نرمی کر ٹھہر جا۔ اللہ تجھ پر رحمت کرے۔"

سوار رک گیا۔ جب ابو عبیدہ اس کے پاس پہونچے تو انھوں نے پہچانا وہ سوار حضرت ام تمیم حضرت خالد کی بیوی تھیں۔ انھیں بڑا تعجب ہوا۔ انھوں نے ان سے دریافت کیا: "تم اس تیزی سے کہاں جارہی ہو؟"

ام تمیم نے کہا: "اے سردار! جب میں نے یہ سنا کہ حضرت خالد کو رومیوں نے گھیر لیا ہے تو میں نے اپنے دل میں کہا: "انشاء اللہ خالد کبھی پست و مغلوب نہ ہوں گے کیونکہ ان کے پاس وہ ٹوپی ہے۔ جس میں موئے مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ مگر جونہی میری نظر خیمہ کی چوب پر گئی ٹوپی کو وہاں لٹکتے ہوئے دیکھا میں دھک سے ہو گئی۔ میں وہ ٹوپی حضرت خالد کے پاس پہونچانے کے لیے جارہی ہوں۔"

ابو عبیدہ۔ اے ام تمیم! تمہارا یہ کام خالصۃً اللہ ہے۔ تم جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔

ام تمیم۔ نہایت شہسوار اور بڑی بہادر تھیں۔ ان کا گھوڑا بڑا تیز رو تھا وہ وہاں سے روانہ ہو کر اس جگہ پہونچیں جہاں جنگ ہو رہی تھی۔ غبار اٹھ رہا تھا اور اس میں تلواریں چمک رہی تھیں۔ لیکن مسلمانوں کی آواز نہ تھی۔ ام تمیم نے سمجھا مسلمانوں کو نقصان پہونچا۔ انھوں نے نیزہ سے گبروں پر حملہ کر دیا۔ فوراً ہی ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہی پہونچ گئے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگا کر نہایت سختی سے حملہ کیا۔

حضرت خالد اور ان کے ساتھی اب بھی بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ تہلیل تکبیر کی آوازیں سنکر ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ انھوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ عیسائیوں پر شدت سے حملہ کر دیا۔ اور بہت سے کافروں کو مار کر پیچھے ہٹا دیا۔

حضرت خالد کو تعجب ہوا کہ نعرہ کی آوازیں کہاں سے آئیں۔ ان کی مدد کو کون لوگ آ گئے۔ وہ دریافت کر رہے تھے کہ آوازیں کہاں سے آئیں کہ انھوں نے ایک سوار کو دیکھا کہ وہ نیزہ سے حملہ کر رہا تھا اور رومیوں کی صفوں کو پھاڑتا۔ رومی سواروں کو نیزہ سے مار کر گراتا ہماری طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ جب وہ حضرت خالد کے پاس آیا تو خالد نے اس سے دریافت کیا: اے سوار آگاہ کر تو کون ہے:

سوار نے جواب دیا: میں تمہاری بیوی ام تمیم ہوں۔ تم ٹوپی بھول آئے تھے وہ دینے کو آئی ہوں۔

حضرت خالد نے ام تمیم کا شکریہ ادا کیا۔ ان سے ٹوپی لے کر اوڑھی۔ ٹوپی میں سے گیسوئے مبارک چمکے۔ حضرت خالد کے گھوڑے کی باگ سے ام تمیم نے اپنے گھوڑے کی باگ ملائی۔ دونوں نے زبردست حملہ کر کے رومیوں کو الٹنا شروع کر دیا۔ حضرت خالد کے ہمراہیوں نے بھی پر زور حملے کیے۔ انھوں نے رومیوں کی لاشوں پر لاشیں گرا دیں۔ ادھر ابو عبیدہ اور ان کے سواروں نے تلواروں سے ضرب منتشرہ کو کاٹ ڈالا۔ تھوڑی ہی دیر میں عیسائی شکست کھا کر بھاگے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل و گرفتار کیا۔ جبلہ صباح

آگے بھاگا جا رہا تھا۔

کچھ دور تک عیسائیوں کا پیچھا کرنے کے بعد مسلمان واپس لوٹے انھوں نے مسیحوں کے تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے حضرت ابو عبیدہ کے پاس آکر انھیں سلام کیا۔ ابو عبیدہ نے انھیں ان کی سلامتی پر مبارکباد دی ابو عبیدہ نے دیکھا کہ خالد اور خوان کے سرخ پھول کی طرح خون میں تر ہیں۔ انھوں نے ان سے مصافحہ کیا۔ اور کہا۔ اے ابا سلیمان! تم نے جہاد کر کے اپنے دل کو تسکین دی۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا۔ دشمنوں کے دلوں میں رعب و خوف بھر دیا۔ اب میری رائے یہ ہے کہ ہم اسی وقت قنسرین پر تاخت کر دیں۔ ممکن ہے خدا اسے فتح کرا دے۔"

مسلمانوں نے کہا:" آپ کی رائے نہایت مناسب ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے کچھ لشکر علیحدہ کر کے اس پر عیاض بن غانم الاشعری کو سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ قنسرین اور اس کے ملحقات پر حملہ کر کے مقابلے پر آنے والوں کو قتل و گرفتار کر دو جو ان کی حمایت کریں۔ انھیں مار ڈالو اور ان کے بیوی بچوں کو قید کر لو۔"

حضرت عیاض لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ باقی لشکر لے کر ان کے پیچھے چلے۔

قنسرین کی فتح

جب حضرت عیاض بن غانم قنسرین کے سامنے پہونچے۔ تو اہل قنسرین نے جلدی سے قلعہ کے دروازے بند کر لیے انھیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مسلمانوں نے ان کے حاکم کو مار ڈالا اور جبلہ جو ان کی مدد کیلئے لشکر لا رہا تھا۔ اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ وہ سخت خوفزدہ ہو گئے۔ انھوں نے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ادائے جزیہ پر صلح کر لی جائے۔"

چنانچہ جب حضرت ابو عبیدہ وہاں پہونچے تو انھوں نے اپنا سفیر بھیج کر صلح کی درخواست کی ابو عبیدہؓ نے منظور کر لی۔ ان پر فی کس چار دینار اڑتالیس درہم ملتوں پر قائم کئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں یہی حکم دیا تھا اور ان کی دستاویز لکھ دی۔

جزیہ جزیہ ان غیر مسلموں سے لیا جاتا تھا جو مسلمانوں کی ذمہ داری میں آجاتے تھے۔ یہ حفاظت کا ٹیکس ہوتا تھا۔ ایک سال کے لیے لیا جاتا تھا پھر سال بہ سال وصول کیا جاتا تھا۔ اگر مسلمان کسی وجہ سے ان کی حفاظت نہ کرسکتے تو ان سے جزیہ نہ لیتے بلکہ اگر جزیہ وصول بھی کر لیا ہوتا تو واپس کر دیتے۔

مدینہ منورہ کا مدرسہ عرب منتصرہ میں سلمان بن علی بھی قید ہو گیا تھا۔ یہ شخص لکھا پڑھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو شخص لکھنے پڑھنے والا گرفتار ہو اسے مدینہ میں بھیجدیا جایا کرے۔ چنانچہ مال غنیمت کے پانچوں حصہ کے ساتھ کچھ قیدی بھی مدینہ منورہ بھیجے گئے۔ ان قیدیوں میں سلیمان بن علی بھی تھا۔ جب سلیمان حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ تعلیمیافتہ ہے تو اسے حارث انصاری کے گھر بچوں اور بڑوں کو تعلیم دینے کے لیے بھیجدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث انصاری کے مکان میں مدرسہ قائم کیا تھا وہ مدرسہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں برابر قائم رہا۔

وہاں عرب بچوں۔ جوانوں اور بوڑھوں سب کو تعلیم دی جاتی تھی۔

مشورہ قنسرین فتح کرنے کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے فوجی افسروں کو جمع کر کے کہا اے سرداران جیش اسلام! اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ مجھے مشورہ دو کہ میں حلب کی طرف کوچ کروں یا انطاکیہ کی طرف چلوں یا پیچھے ہٹوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔۔۔" وشاورھم فی الامر " یعنی ہر کام میں مشورہ کر لیا کرو۔"

مسلمانوں نے کہا "ابھی حلب اور انطاکیہ کی طرف بڑھنا اس لیے مناسب نہیں ہے کہ شیرز حمص اور جوسیہ کی صلح کی مدت پوری ہو گئی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سامان حرب اور غلہ جمع کر لیا ہے۔ ان کا ارادہ لڑنے کا ہے۔ ایسی حالت میں ہمیں آگے بڑھنا نہیں چاہیے بلکہ اول ان شہروں پر چڑھائی کرنی چاہیے۔

ابو عبیدہ کو ان کی رائے پسند آئی۔ وہ واپس لوٹے انھوں نے دیکھا کہ انھیں

صحیح اطلاعیں پہونچی تھیں۔ ان شہروں کو مضبوط مستحکم کر لیا گیا تھا۔ زیادہ فوجیں جمع کر لی گئی تھیں۔ غلّہ اور سامان حرب کے انبار لگا دیئے گئے تھے۔ خصوصاً حمص کو بہت زیادہ مضبوط کیا گیا تھا۔ ہرقل اعظم نے ایک نہایت بہادر اور جنگجو بطریق کو لشکر کثیر دیکر حمص والوں کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔ اس بطریق کا نام مربیس تھا
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت خالد کو حمص کے محاصرہ پر چھوڑا! اور خود کچھ لشکر لے کر بعلبک کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک رُومی قافلہ پر تاخت

جب مسلمان بعلبک کے قریب پہونچے تو انھوں نے ایک زبردست قافلے کو دیکھا۔ اور ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے کہا: کون شخص معلوم کرے گا کہ یہ قافلہ کیا ہے اور کہاں جا رہا ہے۔

چند مسلمان دوڑ گئے اور خبر لائے کہ یہ قافلہ اہل بعلبک کے سامان رسد لے جا رہا ہے۔ اس میں شکر زیادہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا" یہ علاقہ دارالحرب میں داخل ہے۔ بعلبک والوں نے ہم سے صلح نہیں کی ہے۔ اس لیے اس قافلہ پر تاخت کر کے سامان لوٹ لو۔ یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے مال غنیمت کر دے گا۔

مسلمانوں نے فوراً جا کر قافلہ کو گھیر لیا۔ قافلے کے محافظوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی ہتھیار ڈال دیئے۔ انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور سب سامان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ اس میں سونا۔ چاندی۔ گیہوں۔ جو۔ انجیر۔ اور قند تھی۔ صرف قند یعنی شکر کے چھ سو بوجھ تھے۔ مسلمانوں نے قیدیوں کو مار ڈالنا چاہا۔ لیکن ابوعبیدہ نے منع کر دیا اور ان سے زرِ فدیہ طلب کیا۔ انھوں نے فدیہ دے دیا۔ انھیں رہا کر دیا گیا۔ وہ حلب کی طرف دوڑ گئے۔

مسلمانوں نے گھی۔ زیتون اور شکر سے عصیدہ اور فالودہ تیار کیا اور عرصے کے بعد یہ ذائقہ دار کھانا کھایا۔ اور رات کو اسی جگہ قیام کیا۔ اور صبح کو بعلبک کی طرف روانہ ہوئے۔

ہربیس کی مسلمانوں کی طرف روانگی

بعلبک میں ایک بڑا البطریق فرمانروا تھا۔ اس کا نام ہربیس تھا۔ وہ بڑا جنگجو۔ دلیر۔ اور جنگی فنون سے واقف تھا جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے اس کی رسد لوٹ لی تو اسے بڑا غصہ آیا۔ اس نے جنگ کی ترغیب دی۔ اور سات ہزار سواروں کو ساتھ لے کر مسلمان کے مقابلہ کے لیے چلا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ خود مسلمان اسی کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں۔

دوپہر کے قریب ہربیس مسلمانوں کے ہراول سے ملا۔ وہ مسلمانوں کی تھوڑی تعداد دیکھ کر خوش ہوا اور ان پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ فوراً ہی ابوعبیدہ بھی معہ اپنے لشکر کے وہاں پہنچ گئے۔ ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے کہا۔

"اے شیران اسلام! خدا نے دشمن کو تمہاری طرف ڈھکیل دیا ہے بس تم انھیں رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر"

مسلمان ننگی تلواریں لے کر اور نیزوں کو ہلاتے ہوئے بڑھے۔ ہربیس نے جلدی جلدی اپنے لشکر کو مرتب کرنا شروع کیا۔ جب اس نے صف بندی کر لی تو اس کے بعض لطارقہ نے اس سے دریافت کیا "تیرا کیا ارادہ ہے؟

اس نے جواب دیا" میں مسلمانوں سے لڑوں گا۔ ان سے وہ سب سامان چھین لوں گا۔ جو انھوں نے قافلہ کا لوٹا ہے اور انھیں شکست دے کر ایسا کردوں گا کہ وہ ہمارے اور شہروں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کریں"

اس سے بعض لوگوں نے کہا" اپنی دلیری پر غرور نہ کر تو عربوں کو نہیں جانتا ان سے لڑنا انسانوں کا کام نہیں ہے۔ انھوں نے فلسطین اور اجنادین میں خون کے دریا بہا دیئے۔ دمشق فتح کر لیا۔ اور چند ہی روز ہوئے کہ حاکم قنسرین کو مار ڈالا اور جبلہ اور حاکم عمودیہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ ہم میں اور تجھ میں ان کے مقابلہ کی قدرت نہیں ہے۔ اپنے شہر کو واپس چل"

لہ عصیدہ عربوں کا من پسند کھانا ہے۔ گھی اور شکر سے تیار ہوتا ہے مہمانوں کے لیے یہ کھانا خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ (صادق سردھنوی)

ہربیس۔ واپس چلنے کی بھی خوب کہی۔ کیا میں ان غریب اور بھوکے عربوں سے ڈر کر بھاگ جاؤں۔ ہرگز نہ بھاگوں گا۔ تم عنقریب دیکھو گے کہ میں انھیں ہزیمت دیکر بھگا دوں گا۔ تمھیں شاید معلوم نہیں ہے کہ مسلمانوں کا بڑا لشکر تو مسلمانوں کے سابق سردار خالد کی ماتحتی میں حمص کا محاصرہ کیے پڑا ہے۔ یہ تھوڑا لشکر ہمارے سامنے آیا ہے جسے حضرت مسیح نے پامال و پراگندہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔"

بعض بطارقہ نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ کچھ لشکر لے کر بعلبک کی طرف لوٹ گئے۔ مگر ہربیس ڈٹا رہا۔ اور وہ اپنا لشکر لے کر مسلمانوں کی طرف بڑھا۔

ہربیس کی شکست

جب رومیوں کو جنگ پر مستعد دیکھا تو ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ مسلمانو! اس بات کو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت کرتا رہا ہے۔ تم اسکی مدد سے فتحیاب ہوتے رہے ہو یہ شہر بعلبک ان شہروں کے بیچ میں ہے جنھیں تم نے فتح کر لیا ہے اس شہر میں ہر قسم کا ساز و سامان کثرت سے ہے۔ دشمن تمھیں تھوڑا سمجھ کر تم میں طمع کر کے آیا ہے۔ تم صبر و استقلال سے اس سے لڑو اور خدا سے مدد چاہو وہ تمھاری کمک پر ہے۔

ادھر ہربیس نے مع اپنے لشکر کے حملے کیا۔ ادھر ابوعبیدہ مع مسلمانوں کے اس پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے اس سختی سے جنگ کی کہ چشم زدن میں لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ رومی گھبرا کر بھاگ نکلے۔ ہربیس کو چھوٹے بڑے ساٹھ زخم آئے جب وہ بعلبک کے قریب پہونچا تو اسے وہ بطریق ملے جو اس سے الگ ہو کر چلے آئے تھے انھوں نے اس سے کہا۔" عربوں سے تم نے جو مال غنیمت لیا ہے وہ کہاں ہے۔

ہربیس نے کہا۔" حضرت مسیح تمھارا برا کریں تم میرا تمسخر اڑاتے ہو۔ حالانکہ عربوں نے میرے بہادروں کو مار ڈالا ہے۔ مجھے زخمی کیا ہے۔ اور زخموں سے مجھے اذیت پہونچ رہی ہے۔"

بطریقوں نے کہا۔" ہم نے تو تجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہم میں عربوں سے جنگ کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ تم اپنی قوم کو ہلاک کر دوگے۔"

بعلبک کا محاصرہ

ہربیس اور اس کے بطریق ابھی بعلبک میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ پیچھے سے مسلمان آپہونچے۔ انھوں نے رومیوں کا قلعہ کے دروازے تک تعاقب کیا۔ رومی جلدی سے قلعہ میں گھس گئے اور قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا۔ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ رومی فصیلوں پر جا چڑھے انھیں خوف ہوا کہیں مسلمان اس وقت حملہ کر کے قلعہ فتح نہ کر لیں۔ وہ شور و غل کرنے لگے۔

بعلبک کا قلعہ نہایت وسیع اور دیکھنے میں بڑا ہولناک تھا۔ اسکی فصیل نہایت بلند اور مضبوط تھی۔ دروازے عالیشان اور اس قدر مستحکم تھے کہ انھیں توڑ ڈالنا آسان نہ تھا۔

بعلبک ملک شام میں ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں ہر موسم میں یعنی جاڑے ہوں یا گرمی سردی ہی رہتی ہے۔ گرمی کے زمانہ میں سردی میں کچھ کمی ہو جاتی تھی اور موسم سرما میں اس شدت سے سردی ہوتی تھی کہ اکثر جانداروں کا خون جم جاتا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ نے اہل الرائے لوگوں سے مشورہ لیا کہ آیا محاصرہ کو جاری رکھا جائے یا اور کسی طرف کا قصد کیا جائے۔ سب نے یہی رائے دی کہ محاصرہ جاری رکھا جائے۔ معاذ بن جبل نے کہا۔ یا امیر میں جانتا ہوں کہ اس شہر میں رومیوں کی اس قدر کثرت ہے کہ ان کے رہنے کی گنجائش قلعہ میں نہیں ہے۔ وہ بھیڑوں بکریوں کی طرح گھسے ہوئے ہیں۔ کثرت میں شہد کی مکھیوں کی طرح ہیں۔ اگر ہم ان کا محاصرہ کیے رہیں گے تو وہ بہت جلد تنگ اور پریشان ہو جائیں گے۔"

ابوعبیدہ۔ اے ابن جبل تم نے کس طرح جانا کہ قلعہ کے اندر رومیوں کی کثرت ہے۔"

معاذ۔ یا امیر! جس روز ہم یہاں آئے ہیں اور ہم نے رومیوں کا تعاقب قلعہ کے دروازہ تک کیا ہے تو میں کافروں کو مارتا کاٹتا حصار سفیدیہ تک پہونچ گیا۔ میں

نے رومیوں کے اگلے گروہ پر حملے کی کوشش کی پھاٹک تک پہونچ بھی گیا۔ مگر میرے ساتھ کوئی اور مسلمان نہیں گیا۔ اس وقت میں نے پھاٹک سے جھک کر دیکھا تھا مجھے رومیوں اور ان کے جانوروں سے قلعہ کا تمام صحن بھرا ہوا نظر آیا۔

ابوعبیدہ۔ تم نے ٹھیک کیا۔ میں اللہ سے مدد کی درخواست کرتا ہوں مسلمانوں نے رات اس طرح گذاری کہ ایک گروہ لشکر کی تمام رات نگہبانی کرتا رہا صبح کو مسلمانوں نے جماعت سے نماز پڑھی۔ اور پھر اہل بعلبک کے نام اس مضمون کا خط لکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ خط ہے۔ اسلامی لشکر کے سردار ابوعبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی طرف سے اہل بعلبک کے نام۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے ہم پر احسان کیا۔ ہمیں عزت دی۔ اور قدرت طاقت عطا کی کہ ہم نے کافروں کو زیر وزبر کر ڈالا۔ ان کے شہروں کو فتح کر لیا۔ میں یہ خط اتمام حجت کے لئے لکھ رہا ہوں۔ ہم عہد کو پورا کرتے ہیں۔ ظلم اور بیوفائی نہیں کرتے۔ ہمیں تمہاری کثرت اور تمہارے سازوسامان کا حال معلوم ہے۔ ہم تمھیں دعوت امن دیتے ہیں۔ یا تو تم مسلمان ہو کر ہمارے بھائی بن جاؤ یا ہمیشہ کے لیے بیڑ رہ ہو جاؤ گے۔ یا جزیہ دے کر ہماری ذمہ داری میں آجاؤ۔ ہم تمہارے دشمنوں سے تمہاری حفاظت کریں گے۔ اور اگر تم ان دونوں باتوں سے انکار کروگے تو پھر لڑائی لازمی ہے۔ اور تم حق سے گریز کرنے والے سمجھے جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و تولی

یعنی ہم پر وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس شخص پر ہے جس نے سچ کو جھٹلایا اور پیٹھ پھیری۔"

قاصد کی روانگی

حضرت ابوعبیدہ نے خط کو لپیٹ کر اس پر مہر لگائی۔ اور ایک دہقانی رومی کو بلا کر اسے خط دیا۔ اور ہدایت کی کہ تو

اس کا جواب لے کر آتا۔ اس نامہ بری کے صلہ میں اسے بیت المال میں سے بیس درہم دیئے۔ یہ دہقانی معاہدی تھا۔ یعنی اس نے جزیہ ادا کر کے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے امان حاصل کر لی تھی۔

یہ اسلامی نامہ بر دیوار شہر پناہ پہ جا کر رکا۔ اور رومی زبان میں فصیل کے اوپر کھڑے ہوئے رومیوں سے کہا۔ "میں مسلمانوں کا قاصد ہوں خط لیکر آیا ہوں۔"

رومیوں کو یہ تو ہمت نہیں ہوئی کہ وہ قلعہ کا پھاٹک کھول کر قاصد کو اندر بلاتے انھوں نے ایک مضبوط رسی لٹکائی۔ نامہ بر نے اسی رسی کو اپنی کمر سے باندھ لیا۔ رومیوں نے اسے اوپر کھینچ لیا۔ اور ہربیس کے سامنے لے جا کر پیش کیا ہربیس نے اپنے بطارقہ کو جمع کر کے وہ خط پڑھ کر سنایا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ سفیان بن خزاجہ نے اپنے باپ (خزاجہ بن عوف) جو ملک شام کی فتوحات میں برابر شامل رہے دریافت کیا تھا کہ ہربیس رومی زبان جانتا تھا۔ عربی زبان سے بالکل ناواقف تھا پھر اس نے ابو عبیدہ کا خط جو عربی میں تھا کیسے پڑھا۔

خزاجہ نے جواب دیا تھا کہ ابو عبیدہ نے ایک ایسے نصرانی کو جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا۔ اپنا کاتب (پیشکار) مقرر کیا تھا۔ اس کا نام مرسس بن کورک یا جرجس تھا۔ ابو عبیدہ عربی لکھتا تھا اور وہ اس کا ترجمہ رومی زبان میں کر دیتا تھا۔

ہربیس نے خط پڑھ کر بطارقہ سے مشورہ کیا۔ ایک بطریق صاحب نے مشورہ میں کہا: "میری رائے یہ ہے کہ ہم عربوں سے جنگ نہ کریں بلکہ صلح کر لیں۔ اس سے ہم بیڈرہ اور امن میں ہو جائیں گے۔ جس طرح سے کہ اسکہ۔ تدبیر جوان بصرہ اور دمشق والے فراخی اور فارغ البالی سے ساتھ رہتے ہیں اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی۔ تو وہ ہمارے جنگجو لوگوں کو مار ڈالیں گے۔ ہماری عورتوں کو کنیزیں اور ہمارے بچوں کو غلام بنالیں گے۔

ہربیس نے غضبناک ہو کر کہا: "حضرت مسیح تجھ پہ اور تیرے جد پہ رحم نہ کریں

تو نے کیسا بزدلانہ مشورہ دیا ہے۔ ملک روم میں تجھ سے زیادہ بزدل۔ اور ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ تو مشورہ دیتا ہے کہ ہم اپنا مضبوط اور خوبصورت شہر بازاری اور بھوکے عربوں کے حوالے کر دیں۔ اور ان کی اطاعت قبول کر کے ان کے غلام بن جائیں۔ حالانکہ میں نے انھیں لڑائی میں آزما لیا ہے۔ وہ اس قدر دلیر نہیں ہیں جیسی کہ ان کی شہرت ہے۔ میں نے ان کے میمنہ پر حملہ کیا تھا۔ اگر میسرہ پر بھی حملہ کر دیتا تو انھیں شکست دیکر بھگا دیتا۔

بطریق نے استہزا کے طور پر کہا "شاید میمنہ اور قلب والے تجھے ڈرانے لگے تھے۔

بعلبک والوں کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک جنگ کا حامی ہو گیا دوسرا جنگ کے خلاف۔ صلح کرنے پر آمادہ تھا۔ ہربیس نے معاہدی کے سامنے خط پھاڑ کر ڈال دیا اور کہا "یہی ہمارا جواب ہے۔ پھر اس نے اپنے غلاموں سے کہا۔ اسے شہر کے باہر کر دو۔ غلاموں نے رسی میں باندھ کر اسے لٹکایا اور وہ قلعہ سے نیچے اتر کر حضرت ابوعبیدہ کی طرف آیا اور سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اسی وقت حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان تیار ہو کر شہر کی طرف بڑھے۔

خوفناک جنگ

جب ہربیس نے مسلمانوں کو حملہ کرتے دیکھا تو اس نے رومیوں کو جنگ کی ترغیب دی۔ اسکے لیے نخلہ کی جانب بڑے برج میں ایک تخت بچھایا گیا وہ اس پر بیٹھ گیا۔ اسکے زخم باندھ دیئے گئے تھے اس کے سر پر ایک جواہر کی صلیب لٹکا دی گئی تھی۔ اس کے گرد قوم زادہ نواحیہ اور روحانیہ کے دلیر جمع ہو گئے تھے۔ جن کے جسموں پر سونے کی زرہیں تھیں۔ اور سروں پر موتیوں کی لڑیاں تھیں۔ گردنوں میں مرصع سونے کی بہ جواہر صلیبیں تھیں۔ ہاتھوں میں تیر اور کمانیں تھیں۔

لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمان تیر چلاتے تھے۔ رومی تیر اور پتھر برسا رہے تھے۔ رومیوں نے اتنی کثرت سے فصیل کو بھر لیا تھا وہ شور غل کر رہے تھے ان کے شور سے فصیل اور میدان گونج رہے تھے۔

مسلمانوں نے یہ عجیب بات دیکھی کہ بعض رومی بعض رومیوں کو شہر پناہ کے

اوپر سے گرا رہے تھے۔ گبر حِڑیوں کی طرح خندق میں گر رہے تھے۔ ایک رومی شہر پناہ کے اوپر سے عامر بن قیس کے قریب آ گرا۔ انھوں نے تلوار اٹھا کر اسے قتل کرنا چاہا۔ اس نے چلا کر کہا: لفون۔ لفون ۔ امان امان۔

عامر نے تلوار روک کر کہا۔ افسوس ہے تجھ پر۔ تیرے لیے امان ہے۔ تجھے شہر پناہ سے ہماری طرف کیوں پھینکا گیا ہے۔ وہ رومی عربی زبان نہ جانتا تھا۔ وہ سمجھا ہی نہیں کہ اس سے کیا پوچھا۔ وہ رومی زبان میں کچھ کہنے لگا۔ عامر اس کی بات نہ سمجھے۔ وہ اسے کھینچ کر ابو عبیدہ کے پاس لے گئے اور ان سے کہا کہ اے سردار! خدا تمہیں خوش رکھے۔ شہر پناہ کے اوپر سے رومی گر رہے ہیں یہ رومی میرے قریب آ گرا۔ میں اسے آپ کے پاس لایا ہوں۔ یہ رومی زبان جانتا ہے۔ عربی سے واقف نہیں ہے۔

ابو عبیدہ نے مترجم کو طلب کیا۔ اس کے ذریعہ سے گفتگو شروع کی۔ اس سے پوچھا تو سچ بتا رومیوں نے تجھے شہر پناہ کے نیچے کیوں گرایا۔ اس نے جواب دیا۔ میں دیہاتی ہوں۔ جب اس نواح کے دیہات والوں نے تمہارے آنے والوں کی خبر سنی تو تم سے ڈر کر قلعہ میں جا گھسے۔ شہر میں دیہاتیوں سے آنے والوں کی بڑی کثرت ہو گئی ہمارے لیے سوائے اس قلعہ کے اور کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ آج جب تم لڑنے کیلئے نکلے اور تم نے تیر بازی کر کے قلعہ والوں کو تنگی میں ڈال دیا تو انھوں نے ہم دیہاتیوں کو فصیل سے گرا دیا۔ اور اصل قلعہ میں اس کثرت سے لوگ آ گئے ہیں کہ قلعہ کو ڈھانپ لیا ہے۔ قلعہ والے تنگ ہو گئے ہیں۔ اس میں اتنے لوگوں کی گنجائش نہیں ہے جو آ گئے ہیں۔

اس بات کو سن کر حضرت ابو عبیدہ بہت خوش ہوئے۔ مگر انھیں یہ افسوس ہوا کہ رومیوں میں ہمدردی نہیں ہے وہ اپنی ہی قوم کو برباد اور ضائع کر رہے ہیں انھیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ رومیوں سے ناخوش ہو گیا ہے اور قلعہ فتح ہو جانے کی قوی امید ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے اور بھی شدت سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے سختی سے یورش کی مگر رومیوں نے فصیل کے اوپر سے شور کر کے تیر پتھر اور ڈھیلو

کی اس کثرت سے بارش کی کہ مسلمان شہر پناہ تک نہ پہونچ سکے۔ شام کو مسلمان واپس لوٹے اس معرکے میں بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ اور رومی سینکڑوں مارے گئے۔

جب مسلمان اپنی فرودگاہ پر پہونچے تو وہ سردی سے کانپ رہے تھے کھانا تیار کرنے کے بجائے انھوں نے آگ جلاکر تاپنا شروع کیا۔ جب ذرا جسموں میں گرمی آئی تب کھانا تیار کیا۔ کھانا کھاکر سو رہے کچھ لوگ لشکر کی حفاظت پر مامور ہوکر گرداوری کرنے لگے۔

پہلا معرکہ

صبح کو چند لوگوں نے مل کر اذان دی۔ مسلمان اٹھے ضروریات سے فراغت کرکے وضو کیا۔ جماعت سے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ابو عبیدہ نے پکار کر کہا۔ میری طرف سے ہر مرد مسلمان کو قسم ہے کہ وہ بغیر کھانا کھائے میدان جنگ میں نہ نکلے۔ اس لیے کہ تھوڑا کھانے سے تمام دن جسم میں قوت باقی رہتی ہے مسلمان نے کھانا تیار کرنا شروع کر دیا۔

چونکہ اس روز مسلمان میدان میں نہ نکلے اس لیے رومیوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان ڈر گئے ہیں۔ ہربیس بغلیں بجانے لگا۔ اس نے قوم کو پکارا اور کہا۔ مسلمان تم سے ڈر گئے ہیں۔ چلو تم اور مار ڈالو انھیں انکی قیام گاہوں میں! مسلح رومی بھی تھے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر دوڑے۔ قلعہ کے پھاٹک کھلے اور وہ ٹڈی کیطرح نکل پڑے اس وقت بعض مسلمان کھانا تیار کر رہے تھے۔ بعض کھا رہے تھے۔ بعض کھاکر فارغ ہو گئے تھے جن مسلمانوں نے رومیوں کو قلعہ سے نکلتے دیکھا انھوں نے پکار کر کہا مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ۔ رومی حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان کی طرف دوڑے ورنہ وہ ہجوم کرکے تم پر آپڑیں گے۔

مسلمان ہتھیاروں اور گھوڑوں کی طرف دوڑے۔ حمران بن اسد حضرمی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے لیے کلچے پکا رہا تھا۔ میں نے روغن زیتون میں آٹا گوندھ کر نمک ملایا اور میلا ہی کلچہ توے پر ڈالا تھا کہ شور ہوا میں نے سر اٹھاکر دیکھا۔ مسلمانوں کو کہتے سنا۔ چلو چلو گبر آگئے ہیں۔ میں نے جلدی سے کلچہ آگ میں سے نکالا اور اسے ٹھنڈا کرنے کے لیے روغن زیتون میں ڈال دیا۔ پھر اس میں سے ایک ٹکڑا اپنے منھ میں رکھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر تلوار نکالی اور دوڑ کر

رومیوں میں پہونچ کر جوش میں آکر اسطرح حملہ کرتا بڑھا چلا گیا کہ رومیوں کے عین بیچ میں پہونچ کر ہوش آیا کہ تو رومیوں کے قلب میں گھس آیا ہے۔

رومی اس کثرت سے نکلے تھے کہ وہ اندھیری رات کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ مسلمانوں کو پسپا کر دیں گے۔ مگر مسلمانوں نے نہایت صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کیا۔ پھر بھی رومی مسلمانوں کے لشکر گاہ تک آ پہونچے۔ مسلمان کچھ ایسی عجلت میں حملہ آور ہوئے کہ وہ نہ لشکر کو ترتیب دے سکے نہ مل کر حملہ کر سکے بلکہ گروہ گروہ منتشر ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہ علم ہاتھ میں لیے پکار رہے تھے۔ اے جوانان عرب! کوشش اور سختی کرو۔ جنگ میں دشمن تم میں طمع کر کے آیا ہے۔ تم اسے اسکی پشت کی طرف الٹ دو۔ پست ہمتی نہ کرو۔ ورنہ دشمن کو اور امید ہو گی اور وہ اور طمع کرے گا۔ اگر تم مغلوب ہو گئے تو تمام عرب میں بدنام ہو جاؤ گے۔ تمہارے اہل و عیال کو رومی پکڑ کر لے جائیں گے۔ صبر و استقلال سے کام لو۔ لڑو اور دشمنوں کو ہزیمت دے کر بھگا دو۔

مسلمان اسلامی علم کو دیکھ کر رومیوں کو قتل و زخمی کرتے ہوئے علم کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اکثر قبیلے کے لوگ متفرق ہو گئے تھے اور کثرت سے مسلمان پیدل تھے گھوڑوں پر سوار ہونے کی مہلت ہی نہ ملی تھی۔

دفعتہً تمیم کے لوگوں میں سے کسی نے پکارا۔ اے آل تمیم! تم کہاں ہو۔ جھپٹ کر رومیوں پر حملہ کرو۔

قبیلہ تمیم کے لوگ اس روز پیدل تھے۔ وہ اس آواز کو سنتے ہی دوڑے اور پھر انہوں نے مل کر رومیوں پر شدت سے حملہ کیا کہ ان کے سیلاب کو روک دیا۔ اسی طرح ہر قبیلہ والے اپنے قبیلے کو پکارنے لگے اور ہر قبیلہ نئے جوش سے حملہ کرنے لگا مسلمانوں کا ہر گروہ اپنے اپنے قبیلہ میں جا ملا۔ اور ہر قبیلہ نے جوش و خروش سے جنگ شروع کر دی۔

عمرو بن عامر کرب الزبیدی۔ عبدالرحمٰن بن ربیعہ العامری۔ مالک اشتر نخعی۔ ضرار بن الازور اور ذوالکلاع الحمیری۔ نہایت بہادری سے لڑ رہے تھے۔ انھوں نے رومیوں کے بڑے بڑے دلیروں اور سرداروں کو مار ڈالا تھا۔ رومیوں کو اس طرح پیس کر رکھ دیا

جس طرح چکی دانوں کو پیس ڈالتی ہے
رومیوں مسلمان کے لشکر گاہ میں گھس گئے تھے۔ لیکن وہ مسلمان کی حرم اور اولاد میں سے کسی کو نہ پکڑ سکتے تھے۔ البتہ کچھ اسباب کپڑے اور غلہ اٹھا کرلے گئے۔ مسلمان ان کے تعاقب میں دوڑے۔ قلعہ کی فصیل تک انھیں مارتے کاٹتے چلے گئے۔ رومیوں نے شہر میں گھس کر پھاٹک بند کر لیے۔ مسلمان واپس لوٹے۔ انھوں نے مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور شہیدوں کو دفن کیا۔ اس روز پندرہ مسلمان شہید ہو گئے ان میں سات غلام تھے۔ رومی سیکڑوں مارے گئے۔

بعلبک کا دوسرا معرکہ

رات کے وقت مسلمانوں کے رئیس اور سرداروں مل کر ابوعبیدہ کے پاس آئے۔ اور ان سے کہا "یا امیر تم نے دیکھا کس طرح کافروں نے آج کیا کیا۔ اور ہمیں کس قدر نقصان پہونچایا۔ اب تم نے کیا ارادہ کیا ہے۔

ابوعبیدہ نے کہا "یہ ایک فتنہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر کر دیا گیا تھا ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ میں نے یہ طے کیا ہے کہ ہم اور پیچھے ہٹ کر اپنا کیمپ قائم کردیں تاکہ ہمیں گھوڑے دوڑانے کا موقع مل سکے نیز یہ کہ ہر دروازے پر لشکر تعینات کردو اور ہر دروازے پر مسلمان لڑیں اگر تمہاری کچھ اور رائے ہو تو بیان کرو۔"

مسلمانوں نے کہا۔ رائے تمہاری ہی مناسب ہے۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے سعید بن زید عمرو بن نفیل عدوی کو علم دیا۔ اور ان کے ساتھ پانچسو سوار اور تین سو پیدل دے کر حکم دیا کہ وہ دروازہ جبل پر ٹھہریں دوسرا علم ضرار بن الازور کو دے کر تین سو سوار دو سو پیدل ان کے ساتھ کرکے ہدایت کردی وہ دروازہ شام پر جاکر قیام کریں یہ دونوں سردار رات کو ہی کوچ کر اپنے اپنے مقام پر پہونچ کر مقیم ہو گئے۔ ابوعبیدہ خود بقیہ لشکر کے ساتھ بڑے دروازے کے سامنے رہے۔ انھوں نے کچھ پیچھے ہٹ کر اپنا کیمپ قائم کرلیا۔

صبح کو انھوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور مسلح ہو کر میدان میں نکلے۔ ابھی وہ صفیں مرتب کرنے نہیں پائے تھے کہ قلعہ کا دروازہ کھلا اور رومی باہر نکلے۔ وہ تمام میدان میں ٹڈیوں کی طرح پھیل گئے۔ اور

ابوعبیدہ ان کی کثرت دیکھ کر حیران رہ گئے۔
ہربیس نے اپنے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
اے گروہ نصرانیہ! جن لوگوں نے مسلمانوں سے ہزیمت اٹھائی یا ان سے صلح کی وہ پست ہمت اور بزدل تھے۔ تم بہادری اور حوصلہ مند ہو۔ تم نے ایک دو لڑائیوں میں مسلمانوں کو آزمایا ہے۔ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں وہ تم سے زیادہ بہادر دلیر اور مستقل مزاج نہیں ہیں۔ ان کے پاس نہ پورے ہتھیار ہیں۔ سب کے پاس زرہیں ہیں۔ وہ محتاج۔ اور مفلس ہیں۔ عربوں سے زیادہ ذلیل اور پسماندہ قوم اور کون ہے تمہارے پاس دوہری دوہری زرہیں ہیں۔ دوہرے دوہرے ہتھیار ہیں۔ دولت ہے۔ عزت ہے۔ ثروت ہے۔ حشمت ہے۔ جرأت ہے شجاعت ہے۔ بڑھو۔ اور انھیں شکست دے کر اپنا نام دنیا میں سربلند کر دو۔ بادشاہ اور تمہاری ساری قوم تمہاری بڑی عزت کریں گے۔"
ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: اے توحید کے علمبردار! آج رومی اپنی پوری قوت سے ساتھ تمہارے مقابلے کو نکلے ہیں۔ تم مطلق نہ گھبراؤ۔ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اسی سے مدد چاہو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ لڑائی میں صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے۔
اس عرصے میں رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ جنگ کی آگ روشن ہو گئی مسلمان رومیوں میں اور رومی مسلمانوں میں گھس گئے۔ تلواریں چمکنے لگیں۔ نیزے درست ہو گئے قتل خونریزی ہونے لگی۔ مسلمان مبتلائے آزمائش ہوئے۔ رومیوں نے ان پر زغہ کیا۔ پرجوش حملے کر کے انھیں منہدم کرنا چاہا۔ مسلمانوں نے بڑے استقلال سے ان کے حملوں کو روکا۔ ہر مسلمان الصبر الصبر پکار رہا تھا۔ رومی اپنے قومی نعرے لگا رہے تھے زور شور سے جنگ ہو رہی تھی سروں پر سر اور دھڑوں پر دھڑ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔
سہل بن صباح نے بیان کیا ہے کہ میں پچھلے معرکوں میں زخمی ہو گیا تھا۔ میرے داہنے بازو میں زخم تھا۔ نہ میں لڑ سکتا تھا نہ میں تلوار اٹھا سکتا تھا۔ میں اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں گھوڑے سے اتر کر ایک پہاڑی چٹان پر چڑھ گیا جب میں نے دیکھا کہ رومیوں نے مسلمانوں کو نرغہ میں لے لیا ہے تو میں نے کہا دھواں کر دیں۔ تاکہ سعید

بن زید اور ضرار بن الازور دھواں دیکھ کر سردار کی مدد کو آ جائیں۔ ہم مسلمانوں میں یہ طے تھا کہ جب کسی فریق کو دیکھ مدد کی ضرورت ہو وہ رات کو آگ روشن کر دے اور دن میں دھواں کر دے۔ چنانچہ میں نے درختوں کی جڑیں کاٹ کر سنگ چقماق سے آگ روشن کی۔ جب جڑیں جلنے لگیں تو ان پر ہری شاخیں رکھ دیں۔ دھواں بلند ہونا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے مرغولے آسمان کی طرف بلند ہونے لگے۔ اور تمام پہاڑی دھوئیں سے بھر گئی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ سعید بن زید اور ان کے ساتھیوں اور ضرار بن الازور ان کے ہمراہیوں نے دھوئیں کو دیکھا۔ انھوں نے پکار کر کہا مسلمانو۔ سردار کو کوئی امر عظیم پیش آیا ہے۔ اسی لیے یہ دھواں کرایا گیا ہے۔ تم سردار کی طرف دوڑو۔"

چنانچہ سعید اور ضرار اپنی اپنی قیامگاہوں سے مع اپنے ہمراہیوں کے دوڑ پڑے اس وقت حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی موت کی لڑائی لڑ رہے تھے نہایت شدت سے جنگ ہو رہی تھی جس قدر رومیوں کو مسلمان قتل کرتے تھے اس سے زیادہ آ موجود ہوتے تھے گبروں کو قتل کرتے کرتے مسلمانوں کے بازو شل ہو گئے تھے اگرچہ سردی کا زمانہ تھا لیکن جاڑا ان پر گرمی ہو گیا تھا وہ اور ان کے گھوڑے پسینہ میں تر ہو گئے تھے۔ آتش جنگ کے شعلے بھڑکتے جاتے تھے۔ نہایت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ تلواریں بجلی کی طرح چل رہی تھیں۔ نیزوں سے کھچا کھچ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ زخمی چلا رہے تھے۔ مسلمانوں کو اپنی شہادت کا یقین ہو چلا تھا کہ دفعتہً کسی نے پکار کر کہا۔ خُذِلَ الکافرِ ولفی الخائف۔ یعنی خوار ہوئے کافر اور مدد دیئے گئے ڈرنے والے:

اسی وقت اللہ اکبر کے پرشور نعروں کی آوازیں آئیں۔ مسلمانوں نے دیکھا انھیں ضرار بن الازور اور سعید بن زید مع اپنے ہمراہیوں کے گھوڑے دوڑاکر آتے نظر آئے رومیوں نے بھی دیکھا۔ یا وہ غالب نظر آ رہے تھے یا سخت پریشان ہو گئے۔ وہ وجہ یہ ہوئی کہ سعید بن زید اور ضرار بن الازور قسلہ کے بائیں جانب سے آ کر رومیوں کی پشت پر اس طرح چھا گئے کہ گبروں اور قلعوں کے درمیان دیوار

بن گئے۔ ان کا اب قلعہ میں پہونچنا دشوار ہو گیا وہ چلا کر فریاد کرنے لگے اور کہنے لگے اب ہمارے بیوی بچوں کا کیا حشر ہو۔ کون ان کی حمایت کرے گا۔ کون انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں میں پڑنے سے بچائے گا؟"

ہربیس نے انھیں تسلی دیتے ہوئے کہا "سچی بہادر دل۔ تم ہرگز نہ گھبراؤ۔ صبر اور ہمت سے کام لو۔ مسلمان نے بھی جنگی فریب کیا۔ افسوس میں نے بھی فریب کیا تھا۔ اور میرا فریب نہ چل سکا اور ان کا فریب چل گیا۔ وہ تمہارے اور شہر کے درمیان حائل ہو گئے۔۔۔۔ اب تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم پہاڑ پر چڑھ کر غاروں اور چٹانوں میں پناہ لو۔"

اس وقت رومی دو طرف سے زد میں آ گئے تھے۔ سامنے سے حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی انھیں قتل کر رہے تھے۔ اور پیچھے سے ضرار اور سعید نے انھیں پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ ہربیس انھیں لے کر داہنی طرف بڑھا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ رومی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ حضرت سعید بن زید بھی مع اپنے پانچسو سواروں کے ان کے پیچھے پہاڑ پر جا پہونچے۔ رومی گھبرا کر ایک پہاڑی حصار میں داخل ہو گئے یہ حصار کافی وسیع تھا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے ان رومیوں کو ہزیمت اٹھا کر پہاڑ پر چڑھتے دیکھا تو انھوں نے مسلمانوں کو جنگ کی مشقت سے بچانے کے لیے ازراہ شفقت و محبت سے پکار کر کہا "کوئی مسلمان رومیوں کا تعاقب کر کے پہاڑوں پر نہ چڑھے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم منتشر ہو جاؤ۔ بہت ممکن ہے کہ یہ رومیوں کا فریب ہو اور وہ تم پر پلٹ پڑیں۔"

جن لوگوں تک ابو عبیدہ کی آواز پہونچی وہ سب لوٹ آئے۔ لیکن سعید بن زید اور اور ان کے ہمراہیوں میں سے کسی نے بھی نہ سنا وہ رومیوں کے پیچھے دوڑتے چلے گئے۔۔۔ اور یہ سمجھتے رہے کہ ان کے پیچھے تمام مسلمان رومیوں کے تعاقب میں دوڑے چلے آ رہے ہیں۔

جب رومی حصار میں جا کر چھپ گئے۔ اور سعید نے پلٹ کر دیکھا تو سوائے ان کے ساتھیوں کے اور کسی مسلمان کو وہاں نہ پایا۔ انھوں نے اپنے ہمراہیوں کو حکم

دیا کہ تم حصار کا سختی سے محاصرہ کیے رہو۔ میں سردار کے پاس جا کر ان رومیوں کے متعلق معلوم کرتا ہوں کہ اب کیا حکم ہے۔

چنانچہ انھوں نے ایک بہادر اور ذی رتبہ شخص کو اپنا قائم مقام کیا۔ اور بیس سوار ساتھ لے کر وہاں سے چلے۔

حضرت ابوعبیدہ کی فہمائش

جب سعید بیس سواروں کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ کے پاس پہونچے تو انھیں اس خیال سے بڑا صدمہ ہوا کہ شاید سعید کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آ گئے۔ انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ کی ہی طرف لوٹنے والا ہے۔ پڑھا اور سعید بن زید سے دریافت کیا۔ تمہارے ہمراہی کہاں گئے ہیں۔

حضرت سعید نے کہا۔ بشارت ہو اے سردار! وہ سلامتی اور عافیت سے ہیں۔ دشمنان خدا نے پہاڑ پر ایک حصار میں پناہ لی ہے۔ میرے ساتھیوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہے۔

ابوعبیدہ۔ خدا کا شکر و احسان ہے کہ اس نے رومیوں کو ان کے گھروں سے بے گھر کر دیا۔ انھیں ہزیمت میں ڈالا۔ ہزیمت دے کر بھگا دیا۔ مگر تعجب اور افسوس ہے کہ میں نے تمھیں علیحدہ علیحدہ دروازوں پر مامور کر کے وہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اور تم نافرمانی کر کے یہاں چلے آئے تھے۔ کیوں ایسا کیا۔ تمہاری اس حرکت نے مجھے بہت زیادہ مضطرب اور پریشان کر دیا۔ میں سمجھا کہ اہل شہر نے تم پر حملہ کر کے تمہیں بھگا دیا اسی وجہ سے میں نے رومیوں کے تعاقب سے لوگوں کو منع کر دیا۔

سعید۔ یا امیر! ہماری یہ مجال نہیں ہے کہ ہم تمہارے حکم کی مخالفت یا نافرمانی کریں ہم بموجب تمہارے حکم کے اپنے دروازہ پر آ رہے تھے۔ دفعۃً ہم نے دھوئیں کے غبار بلند ہوتے دیکھے۔ ہم نے کہا سردار کو کوئی امر عظیم پیش آیا ہے انھیں ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ ہم فوراً وہاں سے چلے اور یہاں آ کر دشمنوں سے لڑے۔

ابوعبیدہ۔ یہ حقیقت ہے کہ رومیوں نے ہم پر اچانک حملہ کیا تھا۔ مسلمان سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تھا۔ کاش کوئی اس وقت

سعید اور ضرار کو ہماری مدد کے لیے پکار کر بلا لیتا۔ یا کوئی شخص پہاڑ پر چڑھ کر دھواں کر دیتا۔ اور وہ دوڑ کر یہاں آ جاتے۔ لیکن قسم ہے خدا کی میں نے کسی شخص کو دھواں کرنے کے لیے نہیں کیا۔

سعید۔ مگر ہم نے پہاڑ پر دھواں دیکھا تھا۔

ابوعبیدہ۔ تعجب ہے۔"

پھر ابوعبیدہ نے پکار کر کہا۔ "مسلمانو! تم میں سے جس شخص نے آگ روشن کر کے دھواں کیا وہ میرے سامنے آئے۔"

پکارنے والوں نے تمام لشکر میں پکارا۔ سہل بن صباح اس وقت اپنے خیمے میں بیٹھے تھے۔ انھوں نے جب یہ صدا سنی تو وہ ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا۔ یا امیر! دھواں میں نے کیا تھا

ابوعبیدہ۔ کس وجہ سے تم نے ایسا کیا۔

سہل۔ میں زخمی تھا۔ لڑ نہیں سکتا تھا۔ دشمنوں سے بچنے کے لیے پہاڑ پر چڑھ گیا جب میں نے دیکھا کہ رومی غالب اور مسلمان مغلوب ہو رہے ہیں تو میں نے سعید اور ضرار کو بلانے کے لیے دھواں کیا۔

ابوعبیدہ۔ تم نے یہ بہت اچھا کیا۔ اس وقت مسلمانوں کو مدد کی سخت ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں جنت کی توفیق عطا کی۔ لیکن آیندہ کے لیے احتیاط رکھو کبھی اپنے سردار کے بغیر ایسا کام نہ کرو۔

قلعہ کوہ پر جنگ

حضرت ابوعبیدہ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ ایک مسلمان دوڑتا ہوا آیا۔ پہاڑ سے اترا اور پکار کر کہا چلو اے مسلمانوں تمہارے بھائیوں کو رومیوں نے گھیر لیا ہے وہ بڑی سختی میں مبتلا ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ سعید بن زید جب پہاڑ سے نیچے اتر آئے تھے تو ہر میں نے جھانک کر دیکھا۔ اسے بہت کم مسلمان نظر آتے۔ اس نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے گروہ نصرانیہ البتہ تھوڑے مسلمانوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے چلو تم ان کی طرف اور انھیں مار ڈالو۔ اگر تم نے انھیں مار ڈالا تو دوسرے عربوں پر تمہارا رعب طاری ہو جائے گا۔ وہ ڈیرہ اٹھا کر چلے جائیں گے۔"

ہر بیس رومیوں کو بے کر نکلا مسلمانوں نے دیکھا۔ انھوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دے کر ایک جگہ جمع ہونے کی ترغیب دی۔ سب مسلمان جمع ہو گئے رومیوں نے حصار میں سے نکل کر انھیں گھیر لیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ چونکہ رومی مسلمانوں کو جلد ختم کر دینا چاہتے تھے۔ اس لیے تیزی سے حملے کر رہے تھے۔ مسلمان بڑے استقلال سے ان کے حملوں کو روک کر خود بھی حملے کر رہے تھے۔ خونریز جنگ ہو رہی تھی مسلمان نعرے لگا رہے تھے۔ الصبر وسیلۃ الظفر۔ یعنی صبر کے بعد فتح مندی ہے۔ رومیوں نے زغہ کرکے مسلمانوں کو ایک تنگ جگہ میں محصور کر لیا تھا۔ مسلمان بڑی جرأت و ہمت سے لڑ رہے تھے۔ مگر ان کے حملوں کی شان کہہ رہی تھی کہ وہ تھک گئے ہیں اور اب محض مدافعت کر رہے ہیں۔ اس وقت کسی نے چلا کر کہا۔

انا من رجل لیھبیانفسہ للّٰہ تعالیٰ ولرسولہ ویستغیث المومنین فانھم بالقسدوب منا ولا یعلمون ماانزل بنا۔ یعنی کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو جان کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ہبہ کرے۔ اور مسلمان سے جو قریب ہیں۔ ہم پر جو بلا آئی ہے اس کا حال بیان کرے؟

اس آواز سے تمام پہاڑ گونج اٹھا۔ مصعب بن عدی نے بیان کیا ہے کہ جب میں نے اس آواز کو سنا تو لڑائی سے کنارہ کش ہو کر مسلمانوں کی طرف دوڑا چونکہ رومیوں نے ہمیں گھیر رکھا تھا۔ میں ان کی صفوں کو چیر کر باہر نکلا۔ رومیوں نے میرا تعاقب کیا۔ میں نے اپنے پیچھے کرنے والوں سے دو رومیوں کو مار ڈالا۔ باروی ڈر کر پیچھے ہٹ گئے۔ میں گھوڑا دوڑا کر پہاڑی کے نیچے اترا اور مسلمانوں کے پاس جا کر چلایا۔ چلو چلو جلدی کرو۔ تمہارے بھائیوں کو رومیوں نے گھیر لیا ہے۔ وہ بڑی سختی میں مبتلا ہیں۔"

حضرت ابو عبیدہ نے تیر اندازوں کو آواز دی اور وہ ان کے پاس آئے تو ان میں سے سو تیر اندازوں کو سعید بن زید کے ساتھ کرکے کہا۔ انھیں ساتھ لے کر دوڑو۔ اور اپنے ہمراہیوں میں جا ملو۔ وہ چلے تو پھر انھوں نے ضرار بن الازور کو بلا کر کہا: "تم مع اپنے ساتھیوں کے پہاڑ پر جا کر سعید بن زید کی مدد کرو۔ حضرت ضرار بھی مسلمانوں سے جا ملے۔

ہربیس اور اس کے ساتھی بڑی شدت سے لڑ رہے تھے۔ مسلمانوں نہایت بہادری سے ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ انھوں نے بے پناہ حملہ کرکے رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ مگر ستر مسلمان شہید ہو چکے تھے شیران اسلام نے رومیوں پر بے جگری سے حملہ کیا۔ رومیوں نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انھیں اپنی فتح کا یقین تھا۔ دفعتاً صدائے تکبیر و تہلیل بلند ہوئی۔ ان پرشور آواز وں سے پہاڑ گونج اٹھا۔ رومیوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو انھیں مسلمان اس شان سے گھوڑے دوڑائے نظر آئے کہ ان کے گھوڑے بڑے بڑے پتھروں اور معمولی غاروں کو پھلانگتے چلے آ رہے تھے۔ یہ تیرانداز تھے۔ انھوں نے رومیوں کے قریب آتے ہی کمانیں سنبھالیں ان میں تیر رکھ کر چلائے۔ رومیوں کی ایک جماعت مجروح ہو کر چلا اٹھی۔ اس وقت ضرار بن الازور بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر پہنچ گئے۔ انھوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں کی پہلی صف کو الٹ دیا۔ ان کے سینکڑوں ہی جانبازوں کو مار ڈالا۔

رومی گھبرا گئے۔ وہ بھاگ کر پھر حصار کی طرف چلے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کرکے ان کی بڑی تعداد کو مار ڈالا۔ باقی رومی حصار میں جا چھپے۔ مسلمانوں نے اتنی سختی سے ان کا محاصرہ کیا کہ اگر کوئی رومی حصار سے سر اونچا کرتا تو فوراً اس کے تیر مار کر اسے ہلاک کر دیتا۔

حضرت ابوعبیدہ کو جب یہ خبر پہونچی کہ ستر مسلمان شہید ہو گئے ہیں تو انھیں بڑا رنج ہوا مگر جب معلوم ہوا کہ ہزاروں رومی بھی مار ڈالے گئے اور باقی رومی پھر حصار میں محصور ہو گئے ہیں تو وہ خوش ہوئے انھوں نے کہا۔ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے انھیں ذلیل و خوار کیا۔ متفرق کر دیا اور ایسی جگہ لے ڈالا جہاں ان کے واسطے کھانا اور پانی نہیں ہے۔"

اب حضرت ابوعبیدہ نے قلعہ کے اور قریب جا کر اس جگہ خیمے نصب کرنے کا حکم دیا جس جگہ پہلے نصب کیے گئے تھے۔ انھوں نے کہا۔ مسلمانو! خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ رومیوں کو تنگی میں ڈالا۔ خدا نے فرمایا ہے۔"

ذالک ان اللہ مولی الذین اٰمنوا ان الکافرین لامولی لھم۔ یعنی یہ اس

سبب سے ہے کہ اللہ ایمان والوں کا معاون و مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مالک و مختار نہیں ہے۔"

جب خیمے نصب ہو گئے۔ خرگاہ قائم ہو گئی تو مسلمانوں نے اپنے غلاموں کو لکڑیاں لانے کے لیے بھیجا۔ اور اونٹوں اور گھوڑوں کو چراگاہ میں چرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ ایک رسالہ لشکر کے طلایہ پر مقرر کر دیا۔ جو حفاظت و نگرانی کے لیے گرداوری کرنے لگا جب غلام لکڑیاں لے آئے تو مسلمانوں نے آگ روشن کر کے اپنے جسموں کو گرم کیا اس سے انھیں سردی سے نجات ملی۔ راحت حاصل ہوئی۔

حضرت ابو عبیدہ نے سنا کہ قلعوں کی فصیل کے اوپر سے رومی شور و غل کر رہے تھے انھوں نے مترجم کو بلا کر دریافت کیا۔ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں کہ انھیں بلا کی اور تباہی نے گھیر لیا ہے۔ ان کا ملک برباد ہو گیا ہے جمعیت ٹوٹ گئی ہے گھر گھر مصیبت نازل ہو گئی ہے۔ یہ سب ان بدبخت عربوں کے آنے سے ہوا ہے۔

صلح کی گفت و شنید

جب شام ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ نے سعید بن زید کے پاس پیغام بھیجا کہ تم سب ہوشیار اور مستعد رہو۔ اس بات کی کوشش کرو کہ کوئی رومی حصار سے نکل کر بھاگنے نہ پائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رومی چپکے سے نکل کر جائیں اور تم اس شخص کی مانند ہو جاؤ کہ اس نے ایک چیز پائی اور غلطی سے ضائع کر دی کہ تم متفق و متحد ہو کر ان کا محاصرہ کیے رہو۔

جب سردار کا یہ پیغام سعید بن زید کے پاس پہونچا تو انھوں نے تمام اپنے ہمراہیوں کو سردار کا حکم سنایا۔ مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ سو آدمی لکڑیاں لینے کے لیے گئے اور وہ اتنی لکڑیاں لے آئے کہ تمام مسلمانوں نے رات بھر جلائیں۔

سعید بن زید نے مسلمانوں کی حفاظت کے لیے چند گروہ مقرر کر کے ہدایت کی کہ وہ نمبر وار گرداوری کرتے رہیں۔ اس طرح ساری رات مسلمان تکبیریں کہتے اور مسلمانوں کی حفاظت اور رومیوں کی نگرانی کرتے رہے۔ صبح کو ہربیس نے اپنے ساتھی۔ لطارقہ سے کہا۔ ہم نے سخت غلطی اور بد تدبیری کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس حصار میں آکر قید ہو گئے۔ نہ یہاں پانی ہے نہ کھانا۔ چاروں طرف پتھر ہی پتھر ہیں۔ جگہ تنگ ہے۔ اگر ہم یہاں چند روز بھی محصور رہے تو ہماری قوتیں گھٹ جائیں گی

ہمارے ضعیف مرجائیں گے اور ہمارے گھوڑے ہلاک ہو جائیں گے۔

بطارقہ نے پوچھا اگر تم نے کوئی تجویز سوچی ہے تو بتاؤ تاکہ ہم اس پر عمل کریں۔

ہربیس۔ میرا ارادہ ہے کہ میں عربوں کو فریب دوں ان سے اپنے اور شہر والوں کے لئے مصالحت کی درخواست کروں۔ ان سے اقرار کروں کہ ان کے لئے شہر کے دروازے کھول دوں گا اور جب ہم شہر میں پہنچ جائیں تو صلح کو توڑ دیں۔ شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر ان سے لڑیں اور پھر حاکم عین الجر اور حاکم جوسیہ سے مدد طلب کریں۔ اگر وہ کمک لے کر آجائے تو وہ باہر سے لڑے اور ہم شہر پناہ کے اوپر سے۔"

ایک بطریق نے کہا۔" حاکم جوسیہ نے مسلمانوں سے صلح کر رکھی ہے۔ وہ ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ رہا حاکم عین الجر وہ دین دار اور زاہد ہے نہ لڑائی کو اچھا سمجھتا ہے نہ اس میں لڑائی کی قوت ہے۔ اس کے شہر والے تاجر اور سوداگر ہیں وہ ملک شام کی انتہائی حدود تک پھیلے ہوئے ہیں ہم انھیں بھی اہل عرب کی صلح میں سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں ہماری مدد نہیں کر سکتے۔"

ہربیس ـــــ " نہ کریں۔ اب بھی ہماری جمعیت بہت کافی ہے ہم مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں ـــــ بطریق! تم ہمارے اور قوم کے لئے جو مناسب سمجھو کرو۔"

ہربیس ایک چٹان پر کھڑا ہوا اس نے رومی زبان میں کہا۔" مسلمانو! میں ہربیس بطریق ہوں۔ تمھارے سردار سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

سعید بن زید کے ساتھ کئی مترجم تھے ایک مترجم نے ان سے ہربیس کی گفتگو بیان کی۔ انھوں نے اس سے کہا۔" تم جا کر پوچھو کیا کہتا ہے۔"

مترجم نے ہربیس کے پاس جا کر کہا۔ سردار دریافت کرتے ہیں کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

ہربیس نے کہا ـــ اگر سردار مجھ کو پناہ دیں تو میں ان سے کچھ گفتگو کروں۔"

مترجم نے سعید بن زید سے آکر کہا۔ سعید نے کہا اس سے کہہ دو کہ اگر وہ مجھ سے باتیں کرنی چاہتا ہے تو میرے پاس آئے۔

مترجم نے ہربیس کو اطلاع دی ـــ اس نے کہا میں کیسے ان کے پاس چلوں میرے اور ان کے درمیان لڑائی ہے ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے گرفتار نہ کرلیں۔

مترجم ـــ میں سردار سے تمہارے لئے امان لے لوں گا۔ مسلمان بدعہدی اور بے وفائی

نہیں کرتے۔
ہربیس۔ تم سچ کہتے ہو۔ ہم نے بھی عربوں کی یہی تعریف سنی ہے تم ان سے میرے لیے امان حاصل کر لو۔ میں اپنے اور شہر والوں کے لئے ان سے صلح کی بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ مسلمانوں نے میرے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا ہے۔ ہم ان سے امان چاہتے ہیں۔"

مترجم۔ تم ٹھہرو۔ میں تمہارے لئے امان لے کر آتا ہوں:"
مترجم نے سعید بن زید کے پاس جا کر ہربیس کی گفتگو سے انھیں آگاہ کیا اور اس کے لئے امان کی درخواست کی۔
سعید نے کہا۔ اس کے لئے اس وقت تک امان ہے جب تک وہ اپنی قیام گاہ تک واپس نہ لوٹ جائے۔
مترجم نے واپس جا کر ہربیس سے کہا۔ "سردار نے تمھیں اس وقت تک کے لئے امان دے دی ہے جب تک تم اپنی جگہ پر لوٹ کر نہ آجاؤ۔
ہربیس کے ساتھیوں میں ایک شخص نہایت زیرک، عاقل ذی رتبہ اور ذی علم تھا۔ ہربیس نے اس سے کہا۔ تم نے دیکھا کہ عربوں نے ہمیں گھر سے بے گھر کر دیا ہے ہم مبتلائے مصیبت ہو کر یہاں محصور کر دیئے گئے ہیں اگر ہم یہیں رہے تو بھوکے اور پیاسے مر جائیں گے اور اہل عرب ہمارے شہر ہماری املاک ہماری دولت اور ہمارے بیوی بچوں کے مالک ہو جائیں گے اس وقت کوئی ہماری مدد کرنے والا نہیں ہے ہر شہر کے حاکم اور بطریق اپنی اپنی فکر میں مبتلا ہیں۔ اہل حمص خود محصور ہیں ہرقل اعظم پریشان اور متفکر ہے تم مسلمانوں کے سردار کے پاس جا کر ان سے صلح کی گفتگو کرو میرا ارادہ یہ ہے کہ میں کچھ مال دینے کا اقرار کر کے مسلمانوں کو مصالحت پر آمادہ کر لوں۔ اور جب شہر میں پہنچ جاؤں تو ان سے لڑوں:"
وہ عاقل رومی حصار سے نکل کر مترجم کے پاس آیا اور اس کے ساتھ چل کر وہ سعید بن زید کی خدمت میں پہنچا جب مترجم نے بتایا کہ وہی اس لشکر کے سردار ہیں جس نے رومیوں کا محاصرہ کر رکھا ہے تو اس نے ان کی تعظیم و سلام کے لئے زمین بوسی اور سجدہ کا ارادہ کیا۔ وہ جھکا۔

حضرت سعید نے اسے اشارے سے ایسا کرنے سے منع کیا۔ مسلمان دوڑے کہ کہیں وہ سجدے میں نہ گرنے پائے۔ اسے روکا وہ ڈر گیا۔

اس نے ترجم کے ذریعے سے مسلمانوں سے کہا۔ تم مجھے اپنے سردار کی تعظیم اور سلام سے کیوں روکتے ہو۔

سعید بن زید نے کہا۔ ہم خدا کے بندے ہیں اور تم بھی خدا کے بندہ ہو سجدہ خدا کو کیا جاتا ہے انسانوں کو نہیں جب کوئی انسان دوسرے انسان کو سجدہ کرتا ہے تو خدا سخت غضبناک ہو جاتا ہے۔ ہم مسلمان سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔

بطریق۔ اس وجہ سے تم ہم پر اور دوسروں پر غلبہ دیئے گئے ہو۔

سعید۔ تم اپنا مطلب بیان کرو کس لئے آئے ہو۔

بطریق۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ اپنے سردار کے لئے تم سے امان حاصل کروں تاکہ وہ خود آکر تم سے گفتگو کریں۔

سعید۔ تمہارے سردار اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے ساتھ آئیں اس شرط پر امان ہے کہ وہ بغیر کسی ہتھیار کو لئے ہمارے سامنے آئیں اور یہ امان اس وقت تک کے لئے ہے جب تک وہ حصار میں واپس نہ لوٹ جائیں۔

بطریق وہاں سے واپس لوٹ کر ہربیس کے پاس آیا اور اسے تمام گفتگو سنائی ہربیس نے شاہانہ لباس جو وہ پہنے تھا اتار ڈالا۔ صوف[۵۱] کے کپڑے پہنے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے اور اسی مجمع میں اپنے چند معتمدوں کو ساتھ لے کر سعید بن زید کی خدمت میں آیا۔ سعید اسے صوف کے لباس میں دیکھ کر بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور کہا۔ الحمد للہ الذی اذل لنا بنا هم ... یعنی لائق تعریف وہی خدا ہے جس نے مشرکوں کو ذلیل و خوار کیا اور ان کے سرداروں پر قدرت دی۔

پھر انھوں نے سجدہ سے سر اٹھایا اور کہا۔ تم نے اپنا لباس کیسے بدل دیا۔ ہربیس نے جواب دیا۔ حضرت مسیح کی قسم میں آج تک حریر و دیبائے رومی پہنتا رہا مگر اس وقت

---

۵۱ صوف کے کپڑے بکریوں اور بھیڑیوں کے اون سے تیار ہوتے تھے۔ رومی اسے کم درجہ کا لباس سمجھتے تھے۔ (صادق حسین سردھنوی)

اس لیئے بدل دیا ہے کہ میں نے تم سے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا ہے بس اس لیے آیا ہوں کہ اپنے اور اہل شہر کے لئے تم سے مصالحت کی درخواست کروں۔

سعید۔ صلح دو شرطوں پر ممکن ہے یا تو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔ تاکہ تمھارا حال یکساں ہو جائے یا جزیہ دو۔ اور یہ اقرار کرو کہ نہ میری مخالفت کرو گے اور نہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ دو گے نہ ہمارے خلاف ہتھیار اٹھاؤ گے چونکہ ہمارے سردار تمھارے شہر کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور بغیر ان کے حکم کے صلح نہیں ہو سکتی اس لئے ان کے پاس جانا ضروری ہے۔ اگر تم چلنا دشوار سمجھتے ہو تو میں اپنی ذمہ داری میں تمہارے چلوں گا اور اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے صلح نہ کی تو اپنی حفاظت میں تمھیں حصار تک پہنچا دوں گا۔

ہربیس ابو عبیدہ کے پاس جانے کو تیار ہو گیا۔ سعید بن زید نے وقاص بن عوف العدی کو بلا کر کہا ۔۔۔ تم دوڑ جاؤ۔ اور اس بطریق کے آنے کی خوش خبری سردار کو سناؤ۔

وقاص بن عوف نہایت تیزی سے چل کر ابو عبیدہ کے پاس آئے ابو عبیدہ نے انھیں تنہا دیکھا تو متفکر ہوئے اور جلدی سے ان کے پاس جا کر دریافت کیا ”کیا حال ہے تمھارے پیچھے اے بیٹے عوف کے؟

وقاص بن عدی نے جواب دیا۔

”خوشخبری ہے پیچھے ہربیس آپ کی اطاعت کرنے کے خیال سے آ رہا ہے۔“

ابو عبیدہ خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو گئے جب انھوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو وقاص بن عدی نے ہربیس اور سعید بن زید کی تمام گفتگو سنائی۔ ابو عبیدہ نے سعید کے پاس پیغام بھیجا کہ تم ہربیس بطریق کو اپنے ساتھ لے کر آؤ ہماری طرف سے بھی اس کی واپسی تک امان ہے۔

اس قاصد کو روانہ کرتے ہی حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے کہا۔ ”شیران اسلام شہر پر سختی سے حملہ کر کے انھیں تنگی میں ڈال دو۔“

مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگا کر اس شدت سے حملہ کیا کہ شہر والے گھبرا گئے مرقال بن ثعلبہ نے شہر پناہ کے قریب جا کر زور سے پکار کر کہا۔ ”سختی ہو تم پر۔

ہلاک ہوئے، تمہاری حمایت کرنے والے تمہارا سردار ہمارے سردار کے پاس طالب امن ہو کر آیا ہے۔ ہم نے چاہا تھا کہ تم صلح کر کے ہماری ذمہ داری میں آجاؤ لیکن تم نے نہ مانا اب ہم انشاء اللہ تمہارا شہر فتح کر لیں گے اور پھر تمہیں امان نہ دیں گے۔ تمہاری دولت اور تمہارے بیوی بچوں پر قبضہ کر لیں گے۔ ہمیں فتح کا یقین اس لئے ہے کہ ہم سے خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملک شام کی فتح کا وعدہ کیا ہے۔

اس بات کو سن کر شہر والے سہم گئے ان کے منہ فق پڑ گئے، دل سینوں میں دھڑکنے لگے انھوں نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ ہلاک کیا ہمیں بسطریق نے اگر ہم اس سے پہلے ہی مسلمانوں سے مصالحت کر لیتے تو اطمینان اور امن سے رہتے۔

ہربیس کی حیرت

سعید بن زید کے پاس ۔۔۔ ابو عبیدہ کا جس وقت پیغام پہنچا تو وہ ہربیس کو ساتھ لے کر چلے اور حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں آئے ہربیس نے حیرت سے مسلمانوں کو دیکھا اور افسوس و رنج کے عالم میں سر کو جنبش دے کر اپنے دانتوں سے انگلیوں کو کاٹنے لگے ابو عبیدہ نے مترجم سے کہا۔

اس سے دریافت کرو یہ غم و افسوس کا اظہار کیوں کر رہا ہے۔

مترجم نے دریافت کیا۔ ہربیس نے کہا۔ جس وقت تم نے شہر پر حملہ کیا تھا تو مجھے تمہاری تعداد بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی بے شمار گھوڑوں پر سبز پوش سوار تھے۔ لیکن اب ان میں سے ایک سوار بھی نظر نہیں آتا ہے کیا تم نے انھیں عین الجر کی طرف روانہ کیا ہے یا کہیں اور بھیج دیا ہے۔

ابو عبیدہ نے کہا۔ تم واقف نہیں ہو۔ ہم مسلمان ہیں خدا کو واحد جانتے اور شب و روز اس کی عبادت کرتے ہیں سوائے خدا کے کسی کو بھی اپنی حمایت کرنے والا نہیں سمجھتے۔ خدا ہم سے خوش ہے وہ ہماری تھوڑی تعداد کو دشمنوں کی نگاہوں میں زیادہ دکھاتا ہے اور اپنے فرشتوں سے ہماری مدد کرتا ہے سب سے پہلے بدر میں اس نے ہماری مدد کی تھی۔ اس کی مدد کی بدولت ہم نے تمہارے شہر دل کو فتح کیا ہے اور انشاء اللہ تمہارا تمام ملک فتح کر لیں گے۔

ہربیس۔ یہی بات ہے۔ خدا ہی کی مدد سے تم نے اس ملک شام کو میرے سپرد کردیا جس نے اہل فارس، جراسقہ اور ترکوں کو عاجز و بے بس کرکے ہزیمت دی تھی —— ہمیں خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ تم جیسے کمزور ناتوان بھوکے ننگے اور میں ماندہ قوم ہمارے ملک پر حملہ کریگی —— ہم تمھاری کوئی اصل وحقیقت ہی نہیں سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ شہر بعلبک نہایت ... مضبوط اور بڑا مشہور ہے اس کو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے تعمیر و آباد کیا تھا وہ اسی شہر میں رہتے تھے۔ ان کا خزانہ ان کا ساز وسامان سب اسی شہر میں رہتا تھا۔ اگر ہم خدا کی نافرمانی نہ کرتے تو یہ شہر تم سو برس تک بھی فتح نہ کر سکتے لیکن خدا ہی کو یہ منظور تھا کہ تم اس شہر کو فتح کرلو میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم ہم سے مصالحت کرلو۔ اگر ہم نے اس شہر کے دروازے تمھارے لئے کھول دیئے تو کوئی شہر ایسا باقی نہ رہیگا جسے تم فتح نہ کرلوگے۔

ہربیس اور ابوعبیدہ میں گفتگو مترجم کے ذریعے ہورہی تھی —— ابوعبیدہ نے کہا۔ "ہم خدا کے فضل سے کسی شہر کو بھی مضبوط اور ناقابل تسخیر نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے اس ملک کے فتح کا وعدہ کیا ہے وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے مغرور وسرکش بادشاہوں کو ہمارا اور ہمارا فرمانبردار بنا دیا ہے تم نے بھی سرکشی کی۔ تم بھی ذلیل وخوار ہوئے۔ ہم شہر والوں سے ہرگز صلح نہ کریں گے جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ ان کے دلیروں کو مار ڈالیں گے ان کے لوگوں کو قید کرلیں گے۔

ہربیس۔ تم نے سچ کہا۔ میں نے متعدد بار تمھارے دفعیہ کی کوشش کی۔ مکروفریب بھی کیئے —— لیکن ساری تدبیریں بیکار ہوگئیں۔ حقیقت یہی ہے کہ میں عاجز و شرمسار ہوں۔ تمھارے پاس مصالحت کی غرض سے آیا ہوں مجھے یقین ہے تم میری صلح کی درخواست رد نہ کروگے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا نہ فساد کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ابوعبیدہ۔ صلح کے عوض میں تم کیا دوگے۔

ہربیس۔ جو تم تجویز کرو۔"

ابو عبیدہ۔ اے رومی بطریق! خدا کی قسم میں ہرگز صلح نہ کرتا اگر میرے دل میں رحم و شفقت نہ ہوتی — میں دنیا بھر کے سونے اور چاندی سے قیمتی مسلمان کے ایک خون کا قطرہ سمجھتا ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے لئے اجر عظیم رکھا ہے شہید مرتے نہیں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنی جو لوگ جہاد میں شہید ہوئے انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے روزی پاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو انھیں دیا ہے وہ اس پر خوش ہوتے ہیں اور ان سے بھی خوش بخت ہیں جو ان کے پیچھے ان کے پاس نہیں پہنچے — انھیں وہاں نہ خوف ہے نہ غم۔

ہربیس۔ میں آپ کو ایک ہزار اوقیہ سونا۔ دو ہزار اوقیہ چاندی اور ہزار ریشمی تھان دوں گا۔

حضرت ابو عبیدہ نے یہ سنکر مسلمانوں سے دریافت کیا۔ تمھاری کیا رائے ہے؟" مسلمانوں نے جواب دیا۔" جو رائے تمھاری وہی ہماری ہے۔ ہم تمھاری رائے سے باہر نہ ہوں گے۔

حضرت ابو عبیدہ نے ہربیس سے کہا"ہم تم سے دو ہزار اوقیہ سونا چار ہزار اوقیہ چاندی دو ہزار ریشمی تھان اور پانچ ہزار تلواریں لیں گے اس کے علاوہ تمھارے ساتھی جو حصار میں محصور ہیں ان سب کے ہتھیار ہم لیں گے۔ زمین کا محصول اور جزیہ دونوں تم سے آئندہ وصول کئے جائیں گے۔ صلح کر لینے کے بعد تم کسی بادشاہ یا حاکم شہر سے کسی قسم کی خط و کتابت نہ رکھ سکو گے نہ ہمارے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد دوگے نہ ہمارے دشمنوں کو پناہ دوگے۔ نہ کوئی نئی بات کروگے اور بغیر اجازت کے کوئی گرجا نہ بناؤگے۔

ہربیس۔ مجھے یہ شرائط منظور ہیں۔ لیکن میری بھی شرطیں ہیں کہ صلح ہونے کے بعد تم شہر میں جا کر نہ ٹھہرو۔ جن لوگوں کو تم ہماری حفاظت و نگرانی پر چھوڑ جاؤ وہ بھی شہر کے باہر ہی رہیں ہم تمھارے لشکر میں بازار لگوادیں گے۔ اس بازار سے ضروریات زندگی کی تمام چیزیں ملتی رہیں گی یہ جب اس لئے

کہتا ہوں کہ مختلف طبیعتوں کے لوگ ہوتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی رومی مسلمانوں سے یا کوئی مسلمان کسی رومی سے سخت کلامی کر بیٹھے اور نوبت فساد کی ہو جائے، ہم آپ کو بے وفا کہیں یا آپ ہمیں بدعہد ٹھہرائیں۔

ابو عبیدہ نے کچھ توقف کے بعد کہا۔

ابو عبیدہ - ہم خود رومیوں کے پاس ٹھہرنا پسند نہیں کرتے تم عیش و عشرت کے خوگر ہو ہم جفاکش ہیں ہم نہیں چاہتے کہ تمھارے ساتھ خلا ملا رکھ کر ہم بھی عیش پسند ہو جائیں ـــ نہ کوئی فاتح قوم مفتوح قوم سے ربط و ضبط رکھا کرتی ہے ہمیں تمھاری شرطیں منظور ہیں۔

اس قرارداد کے بعد ہربیس شہر پناہ کے پاس گیا۔ ابو عبیدہ نے اپنا ترجمان اس کے ساتھ کر دیا۔ ہربیس نے بلند آواز سے مصالحت کی تمام باتیں اہل شہر کو سنائیں قوم صلح کی بات سن کر بگڑ گئی سربرآوردہ لوگوں نے کہا۔ ہم ہرگز عربوں سے صلح نہ کریں گے ہمارا شہر تمام ملک شام میں مضبوط و مستحکم ہے۔

جب ہربیس شہر پناہ کی طرف گیا تھا تو ابو عبیدہ نے جنگ بند کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ مسلمان میدان جنگ سے پلٹ گئے تھے مترجم نے ابو عبیدہ سے شہر والوں کی گفتگو بیان کی۔ انھوں نے ہربیس سے دریافت کیا۔ "اب تم کیا کہتے ہو۔"

ہربیس۔ تم اطمینان رکھو قوم میری مرضی کے خلاف نہیں کر سکتی۔ حضرت مسیح کی قسم اگر وہ اپنی ضد پر قائم رہی تو میں خفیہ راستوں سے شہر میں تمہیں داخل کردونگا تم ان کے بہادروں کو مار ڈالو گے ان کی دولت لوٹ لو گے ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لو گے۔

ابو عبیدہ۔ ہم ہر حالت میں اللہ کے شکر گزار ہیں جو تم مناسب سمجھو کرو۔ ہربیس نے پھر اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے قوم! تم دیکھ رہے ہو کہ میں عربوں کے ہاتھوں میں قید ہوں تمھارے وہ بھائی بند جو میرے ساتھ ہیں پہاڑ پر محصور ہیں ان کی جانیں بھی خطرے میں ہیں۔ اگر تم نے عربوں سے صلح نہ کی تو عرب ہمیں مار ڈالیں گے اور جب ہم دیکھیں گے کہ ہماری جانیں جانے والی ہیں تو میں عربوں کو شہر میں داخل ہونے کے خفیہ راستے بتا دوں گا وہ شہر میں داخل ہو کر تمھیں مار ڈالیں گے۔

تمھاری دولت لوٹ لیں گے۔ تمھاری عورتوں اور بچوں کو پکڑ لیں گے۔ ہربیس کی یہ باتیں سن کر شہر والوں کے چہرے فرطِ خوف سے سیاہ ہو گئے انھوں نے کہا۔ ہم مصالحت کے لئے تیار ہیں لیکن تم نے جس قدر مال مسلمانوں کو دینے کا وعدہ کیا ہے ہم اتنا مال دینے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔

ہربیس۔ میں تمام بار تم پر نہ ڈالوں گا۔ بلکہ اس کا چوتھائی حصہ اپنے پاس سے ادا کر دوں گا۔ یعنی پانچ سو اوقیہ سونا۔ ایک ہزار اوقیہ چاندی۔ ڈھائی سو تھان ریشمی کپڑے کے۔ اسی قدر تلواریں دوں گا۔

شہر کے رومی یہ سن کر خوش ہوئے۔ انھوں نے کہا۔ تب ہمیں مصالحت منظور ہے۔ لیکن ہم صرف تمھارے لئے شہر کا دروازہ کھولیں گے۔ کسی عرب کو اس وقت شہر میں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک ہم اپنے شہر کا انتظام نہ کرلیں۔ اپنا سامان اور اسباب ٹھکانے سے نہ لگالیں۔ اپنی عورتوں کو نہ چھپالیں۔ اپنی دولت کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائیں جب تک کہ ہم عربوں کو نہ آزمالیں اور جب ہمارے اور ان کے دل مل جائیں گے پھر وہ شوق سے شہر میں آئیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ہربیس۔ میں نے عربوں سے یہ شرط پہلے کرلی ہے کہ ان کا کوئی آدمی بغیر ہماری اجازت کے شہر میں داخل نہ ہوگا — جو مسلمان ہماری حفاظت و نگرانی پر چھوڑے جائیں گے وہ بھی شہر سے باہر رہیں گے۔

تم ان کی فرودگاہ میں ایک بازار لگا دو تاکہ عرب اپنی ضروریات کی چیزیں لے آئیں۔

اس بات کو سن کر شہر والے بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے دروازہ کھول دیا ہربیس شہر میں داخل ہو گیا۔

بعلبک کی فتح

حضرت ابو عبیدہ نے سعید بن زید کو حکم دیا کہ وہ حصار کے رومیوں کو اپنے ساتھ لے آئیں چنانچہ حضرت سعید گئے اور حصار کے تمام رومیوں کو اپنے ساتھ لے آئے۔ حضرت ابو عبیدہ نے ان کے ہتھیار اس وقت تک اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا۔ جب تک ہربیس مال لاکر جمع کرائے، بارہ دن کے بعد ہربیس مال جمع کر کے لایا۔ اس نے دو ہزار اوقیہ سونا چار ہزار اوقیہ چاندی

کے ہزار ریشمی کپڑے اور پانچ ہزار تلواریں دے دیں۔ ابو عبیدہ نے ان رومیوں کو رہا کر دیا جو ان کے پاس نظر بند تھے۔ ہربیس نے کہا۔ اب تم اس شخص کو میرے سامنے بلاؤ جسے یہاں چھوڑو گے۔ تاکہ میں اس سے تمہارے سامنے یہ طے کر لوں کہ وہ ہم پر جور ظلم نہ کرے۔ ایسے مطالبے نہ کرے جسے ہم پورا نہ کر سکیں ہمارے شہر میں داخل نہ ہو۔ ہمارے ساتھ عدل و انصاف کرے۔"

ابو عبیدہ نے رافع بن عبد اللہ السہمی قریشی کو بلا کر نو سو سواروں کو ان پر افسر مقرر کیا ان میں سے پانچسو سوار خود ان کے قبیلے کے تھے چار سو سوار الگ حصے تھے۔

حضرت ابو عبیدہ نے رافع سے کہا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ پرہیز گاری کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ عدل و انصاف کرو ظلم و سختی ہرگز نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں کو پسند نہیں کیا۔ وہ ہر ناحق کا تم سے مطالبہ کرے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ اوحیٰ الی داؤد یاداؤد عدت من ذکرنی ذکرتہ والظالم اذکرنی لعنتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے داؤد پر وحی کی کہ اے داؤد میں نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص مجھے یاد کرے گا میں اسے یاد کروں گا اور جب ظالم مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت کرتا ہوں تم ہرگز فخر و غرور نہ کرنا ہوشیار رہنا کیوں کہ تم دشمنوں کے بیچ میں ہو۔ تم سو سو دو دو سو آدمیوں کے گروہ تاخت تاراج کے لئے ساحل سمندر کی طرف بھیجو۔ کسی رومی کو تاخت میں شریک نہ کرو ممکن ہے وہ تمہیں کسی عذاب میں گرفتار کرا دے۔ اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کرو کہ کسی پر زیادتی اور سختی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور تم پر اس کی سلامتی ہو۔

عین البحر کی سختی حضرت ابو عبیدہ نے وہاں سے کوچ کیا جب وہ عین البحر کے قریب پہنچے تو حاکم عین البحر کا حاضر آیا۔ اس نے بعلبک والوں کی نصف مقدار ادا کر کے مصالحت کر لی اور سالم بن ذویب السلمی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ وہ عباس بن مرداس کے ماموں تھے۔

---

[1] اوقیہ نام ہے ایک وزن کا۔

جوسیۃ الاول کی تجدید صلح

اب حضرت ابوعبیدہ حمص کی طرف چلے جب وہ راس اور فسکہ کے درمیان پہنچے تو حاکم جوسیہ تحائف لے کر آیا۔ اور اس نے صلح کی تجدید کی۔ حضرت ابوعبیدہ ایک دن وہاں ٹھہر کر اگلے روز حمص کی طرف روانہ ہوئے۔

ہربیس کا قتل

رافع بن عبد اللہ بعلبک کے باہر مقیم تھے انھوں نے عربی خیمے نصب کرا لیے تھے رومیوں نے ان کی فرودگاہ کے قریب بازار لگا دیا تھا۔ رافع ایک سو سواروں کو تاخت و تاراج کے لیے روانہ کرتے تھے ان کے واپس آنے پر دوسروں کو بھیجتے تھے۔ ان حملوں میں انھیں بہت کچھ مال غنیمت ملتا تھا۔ رومی ان سے خرید و فروخت کرتے تھے اور کافی نفع کما رہے تھے وہ مسلمانوں کی خوش معاملگی. عدل و انصاف مروت و احسان صدق و راستی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

ہربیس نے جب دیکھا کہ اس کی قوم نے عربوں سے تجارت میں کافی دولت حاصل کر لی ہے۔ اس نے تمام سوداگروں کو کنیسہ میں جمع کر کے ان سے کہا —— میں نے تمھیں عربوں سے صلح کر لینے کی ترغیب دی تھی اور اس صلح میں اپنے پاس سے چوتھائی مطالبہ ادا کیا تھا اس وقت میں تم پر حاکم تھا اب میں مثل تمھارے ایک آدمی ہوں میری حکومت ختم ہو گئی ہے۔ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی۔ تم اپنی آمدنی میں شریک کر لو۔ تاکہ جو کچھ میں نے صلح میں خرچ کیا ہے مجھے بھی واپس مل جائے۔

سوداگروں نے دریافت کیا،، تم کس طرح اپنا مطالبہ پورا کرو گے؟

ہربیس۔ میں چاہتا ہوں کہ تم آمدنی کا دسواں حصہ مجھے دے دو۔

سوداگروں کو یہ بات بڑی شاق گزری۔ لیکن انھوں نے باہم مشورہ کیا اور کہا۔ ہربیس سچ کہتا ہے اس نے صلح کی کوشش کی۔ اپنے پاس سے چوتھائی مال ادا کیا اب اسے کوئی آمدنی نہیں رہی ہے کچھ مضائقہ نہیں کہ ہم اسے آمدنی کا دسواں حصہ دیتے رہیں۔

اس بات پر سب متفق ہو گئے۔ انھوں نے ہربیس سے کہہ دیا۔ ہربیس نے اپنا ایک آدمی عشر، یعنی آمدنی کا دسواں حصہ وصول کرنے پر مقرر کر دیا۔ چالیس

روز تک وہ دسواں حصہ وصول کرتا رہا اسے لالچ ہوئی اور اس نے پھر سب سوداگروں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ دسواں حصہ بہت کم ہے تم مجھے چوتھائی حصہ دیا کرو۔ یہ بات سوداگروں کو سخت ناگوار گزری انھوں نے سختی سے انکار کیا۔ ہربیس نے انھیں دھمکایا رومی شور و غل کرنے لگے۔

رافع اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں کے شور کی آواز سنی بعض مسلمانوں نے رافع سے کہا۔ شہر میں کوئی ہنگامہ ہو رہا ہے۔

رافع نے کہا۔ میں بھی شور سن رہا ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم نے رومیوں سے عہد کر لیا ہے کہ بغیر ان کی مرضی کے ہم شہر میں داخل نہ ہوں گے —— ہم بد عہدی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن اوفیٰ بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا۔ یعنی جو عہد کرو اسے پورا کرو اللہ اس کا بڑا اجر دیگا۔ اگر رومی ہمارے پاس کوئی معاملہ لے کر آئیں گے تو ہم انصاف کریں گے۔

رافع ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ بہت سے معزز رومی دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے' اور کہا —— "فریاد ہے ہم داد خواہی کے لئے' تمھارے پاس آئے ہیں"۔

رافع نے کہا۔ "ہم انصاف کریں گے تم اپنا حال سناؤ"۔

رومیوں نے تمام واقعہ بیان کیا مسلمانوں کو بھی یہ بات معلوم تھی کہ ہربیس ان سے ان کا منافع لینا چاہتا ہے —— مسلمانوں کو بھی یہ معاملہ بڑا دشوار معلوم ہوا انھوں نے رومیوں سے پوچھا۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔؟"

رومیوں نے کہا۔ اب تم شہر میں چل کر انتظام کرو"۔

رافع۔ ہم بغیر حضرت ابو عبیدہ اپنے سردار کے حکم کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں اسی وقت حضرت رافع نے حضرت ابو عبیدہ کو تمام حال لکھا۔ حضرت ابو عبیدہ نے انھیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ رافع مع اپنے ہمراہیوں کے شہر میں داخل ہوئے۔

ابو عبیدہ کا حمص میں پہنچنا

حضرت ابو عبیدہ جوسیہ سے چل کر مقام زراعہ میں پہنچے تو انھوں نے میسرہ بن مسروق العبسی کو پانچ ہزار سوار دے کر حمص روانہ کیا۔ ان کی روانگی کے دوسرے دن ضرار بن الازور

کو پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ بھیجا اور تیسرے روز خود مع باقی لشکر کے روانہ ہوئے۔

سب سے پہلے حمص میں میسرہ پہنچے۔ انھوں نے زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ حضرت خالد نے ان کا استقبال کیا۔ مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا دوسرے روز حضرت ضرار پہنچے انھوں نے بھی اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ حضرت خالد نے ان کا بھی استقبال کیا۔ تیسرے روز ابوعبیدہ پہنچے اس روز مسلمانوں نے بہت زور شور سے نعرے لگائے۔ حضرت خالد ان کی پیشوائی کو گئے ۔۔۔ رومی روزانہ اسلامی لشکروں کو آتے ہوئے دیکھتے تھے حضرت ابوعبیدہ نے حمص کو دیکھ کر یہ دعا مانگی۔

اللھم عجل علینا و اخذل من فیھا من المشرکین۔ یعنی اے اللہ تو جلد ہمیں فتح دے اور مشرکوں کو ذلیل و خوار کرے۔"

حضرت ابوعبیدہ مع اپنے لشکر کے نہر کے کنارے پر مقیم ہو گئے۔ انھوں نے اہل حمص کو اس مضمون کا خط لکھا۔

"یہ خط ابوعبیدہ بن الجراح کی طرف سے جو امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کی طرف سے ملک شام کے عامل اور لشکر کے سپہ سالار ہیں حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ خدائے پاک نے تمھارے اکثر شہروں کو ہمارے ہاتھوں پر فتح کرایا۔ تم اس فریب میں نہ آؤ کہ تمھارا شہر وسیع اور مضبوط ہے تمھارے پاس رسد کافی ہے۔ تم تو بہ الجتر اور تو مسند ہو تمھارے شہر کو ہم ایسی دیگ سمجھتے ہیں جسے پتھروں پر پکنے کے لئے رکھ دیا ہے۔ اس میں گوشت و مسالہ اور دوسری چیزیں ڈال دی ہیں اور سب مسلمان اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہوں وہ یقینی جلد پک جائے گی اور مسلمان اسے کھائیں گے۔"

ہم تمھیں اس مذہب کی طرف بلاتے ہیں جو پروردگار عالم کا پسندیدہ مذہب ہے۔ خدا نے نور اور روشنی کھیدی ہے ۔۔۔ اس مذہب کو ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اگر تم یہ مذہب قبول کر لوگے تو ہمارا تمھارا حال یکساں ہو جائے گا ہم مہذب احکام دینی

سکھانے کے لئے تمہارے پاس چند مسلمانوں کو چھوڑ دیں گے اور اگر تم دین اسلام قبول کرنے سے انکار کرو تو پھر لڑو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نازل کر دے اور وہ بہتر حکم کرنے والا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے ایک معاہدی کو خط لپیٹ کر اور مہر کر کے دیا جب وہ شہر پناہ کے قریب پہنچا تو رومیوں نے اسے تیروں کا نشانہ بنانے کا ارادہ کیا اس نے چلّا کر کہا۔ "ٹھہرو میں تمہارا بھائی ہوں۔ مسلمانوں کا ایلچی ہوں جیش اسلام کا خط لے کر آیا ہوں۔

رومیوں نے مریس حاکم حمص کو اطلاع کی۔ اس کے حکم سے رسیوں میں ایک ٹوکرا باندھ کر لٹکایا گیا اور معاہدی اس میں بیٹھ گیا رومیوں نے اسے اوپر کھینچ لیا اور اسے مریس کے حضور میں لے گئے ــــ مسلمانوں کا یہ سفیر رومی تھا وہ اپنی قوم کے قاعدے کے بموجب سلام و تعظیم کے لئے مریس کے سامنے سجدہ میں گر گیا پھر سجدے سے سر اٹھا کر اس نے حضرت ابو عبیدہ کا خط انھیں دیا۔ مریس نے اس سے پوچھا۔ "کیا تو عرب کے دین میں داخل ہو گیا ہے؟"

سفیر نے جواب دیا۔ "نہیں بلکہ میں نے اپنے اور اہل و عیال کے لئے ان سے امان حاصل کر لی ہے۔"

اے سردار۔ میں نے مسلمانوں کو سچا، وعدہ پورا کرنے والا۔ بامروت نیک، منصف مزاج اور رحم دل دیکھا۔ وہ ظلم و زیادتی سے دور بھاگتے ہیں۔ لڑائی میں ان کا یہ حال ہے کہ اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ موت سے بالکل نہیں ڈرتے۔ تلواروں اور نیزوں سے اس طرح لڑتے ہیں کہ خون کے دریا بہا دیتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں ان کے دشمنوں کا ٹھہرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ پتھر کی چٹان کی طرح جم جاتے ہیں۔ میں تمہارا ہم قوم ہوں مجھے اپنی قوم سے محبت ہے میں نہیں چاہتا کہ تم ان سے لڑو۔ ان پر فتح پانا ناممکن ہے۔

سفیر کی باتیں سن کر مریس کو سخت غصہ آیا اس نے بگڑ کر کہا۔ "اگر تو سفیر نہ ہوتا تو میں ابھی تیری زبان کاٹ دیتا۔ تجھے میرے سامنے ایسی باتیں کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔

پھر اس نے عربی داں کو طلب کیا۔ اور اس سے خط پڑھوایا اور خط سن کر یہ جواب لکھایا۔

"اے گروہ عرب! تمھارا خط پہنچا۔ تم نے ہمیں دھمکی دی ہے۔ ہم تمھاری دھمکی کی پروا نہیں کرتے ہیں۔ تم سے لڑیں گے۔ تم پر سلام ہو۔"

ہرقیس نے خط معاہدی کو دے کر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ

حمص کا محاصرہ

اسے قلعہ سے نیچے اتار دو۔ اس نے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آکر خط پیش کیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے اسے پڑھا (یہ خط عربی میں تھا) انھوں نے اسی وقت حمص کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ حمص کے چار دروازے تھے۔ چاروں دروازوں پر لشکروں کو بھیجا۔ شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر کے ساتھ دوسرے دروازے پر روانہ کیا۔ مرقال بن ہاشم بن عتبہ کو کچھ لشکر دے کر تیسرے دروازے پر مامور کیا اور ابوعبیدہ خود مع حضرت خالد کے باب رستن پر ٹھہرے

مسلمانوں نے چاروں دروازوں پر یورش کی تمام دن نہایت جوش وخروش کی لڑائی ہوتی رہی۔ دن چھپے مسلمان اپنی قیام گاہوں پر واپس آ گئے۔

دوسرے روز حضرت خالد نے مسلمانوں کے تمام غلاموں کو ایک جگہ جمع کیا۔ یہ سب چار ہزار غلام تھے اور انھیں حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ابوعبیدہ نے کہا "یہ تم کیا کرتے ہو"

حضرت خالد نے جواب دیا۔ "میں غلاموں کو اس لئے بھیج رہا ہوں کہ رومی یہ سمجھیں کہ ہم ان کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ شاید وہ جوش وغصہ میں آ کر قلعہ سے باہر نکل آئیں اور ہم انھیں شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں۔

ابوعبیدہ۔ "بہتر ہے۔ جو تم چاہتے ہو کرو۔"

غلاموں نے قلعہ پر حملہ کیا۔ رومیوں نے انھیں دیکھا وہ ذرا سیاہ فام سے تھے ان میں سے اکثروں نے کہا۔ "عرب تو ایسے نہیں ہوتے یہ کون لوگ ہیں؟"

حمص میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو معرکۂ اجنادین میں شریک ہو چکے تھے انھوں نے مسلمانوں کے غلاموں کو دیکھا تھا وہ سب پکار رہے تھے یہ عرب نہیں ہیں بلکہ عربوں کے غلام ہیں عربوں نے انھیں اس لئے تمھارے مقابلے پر بھیجا ہے کہ وہ اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تمھاری کوئی وقعت نہیں سمجھتے۔

غلام اس روز تمام دن لڑتے رہے۔ رات کو واپس آئے مربس نے ایک ایلچی کو خط دے کر مسلمانوں کے پاس بھیجا اس میں لکھا۔

عربو! ــــ ہمیں معلوم ہوگیا کہ تم میں ہمارے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تم نے اپنی خفت مٹانے کے لئے غلاموں کو ہمارے مقابلے کے لئے بھیجا ہے اب ہم کل تم سے لڑنے کے لئے میدان میں نکلیں گے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا مدد دے گا۔"

حضرت ابو عبیدہ نے یہ خط پڑھ کر مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ بعض مسلمانوں نے کہا۔ اگر رومی ہمیں غلہ دے دیں تو فی الحال ہمیں محاصرہ اٹھا کر دوسرے شہروں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اگر تم مناسب سمجھو تو انھیں لکھ دو۔"

ابو عبیدہ نے اس بات کو بہت پسند کیا انھوں نے مربس کو اس مضمون کا خط لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ ہم نے تمھارا خط پڑھا تھا اگر تم یہ چاہو کہ ہم تمہارے شہر سے کوچ کر جائیں تو تم ہمارے پاس پانچ دن کی رسد بھیجدو۔ ہم یہاں سے چلے جائیں گے اور جس وقت اللہ تعالیٰ ہمیں فتح دے گا ہم پھر تمھارے شہر میں آ جائیں گے۔ اگر تم اس بات کو مان لوگے تو یہ تمہارے ہی واسطے بہتر ہوگا۔

مربس کے پاس جب یہ خط پہنچا تو وہ بہت خوش ہوا اس نے اپنے مشیروں کو بلا کر کہا۔ "عربوں نے لکھا ہے کہ اگر ہم انھیں غلہ دے دیں تو وہ یہاں سے کوچ کر جائیں گے ــــ میرے خیال میں مناسب ہے غلہ دے کر اس بلا کو ٹالو۔

مسلمانوں کی حمص سے روانگی

مربس نے شہر کا دروازہ کھلوا دیا اور چند قسوں کو ابو عبیدہ کی خدمت میں عہد و اقرار لینے کے لئے روانہ کیا۔ یہ قس ابو عبیدہ کی خدمت میں آئے اور ابو عبیدہ سے غلے کر کوچ کر جانے کا اقرار لیا۔

قس واپس گئے اور غلے لے آئے۔ مسلمانوں کے سامنے وہ غلہ رکھدیا گیا۔ ابو عبیدہ نے ان سے کہا۔

"اے اہل حمص! اگر تم غلہ اور چارہ ہمارے ہاتھ فروخت

کرد تو ہم خرید لیں

اہل حمص نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ عربوں نے وہ چیزیں جن کی انھیں ضرورت تھی خریدیں۔ اور وہاں سے رستن کی طرف کوچ کر دیا۔ حمص والوں کو ان کے چلے جانے سے بڑی خوشی ہوئی۔

رستن کی فتح ابوعبیدہ جب رستن کے سامنے پہونچے تو انھوں نے دیکھا کہ اس کا قلعہ نہایت وسیع اور بڑا مضبوط ہے۔ اس میں پانی کی کثرت ہے غلہ کی افراط ہے۔ رومیوں کی یہ کثرت ہے کہ تمام فصیل ان سے بھری ہوئی ہے۔ وہ سمجھ گئے کہ اس کا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ انھوں نے رستن کے بطریق کے پاس اپنا ایک ایلچی روانہ کیا۔ اور انھیں صلح کر لینے کی ترغیب دی۔ رستن میں نقیطا بطریق حاکم تھا۔ اس نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔

ابوعبیدہ نے اسکے پاس یکر پیغام بھیجا کہ ہم بادشاہ کے شہروں کی طرف جاتے ہیں لیکن ہمارے پاس کچھ سامان قیمتی ہے اگر تم حلف اٹھاؤ کہ اس سامان کی حفاظت کروگے۔ اور جب ہم واپس آئیں گے تو ہمیں دیدوگے تو ہم سامان تمہارے پاس امانت رکھ جائیں گے۔

نقیطا کے پاس جب یہ پیغام پہونچا تو وہ دل میں یہ سمجھ کر بہت خوش ہوا کہ مسلمانوں کا قیمتی سامان اس کے قبضہ میں آجائے گا۔ بظاہر اس نے کہا۔ عہد قدیم سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ بعض بادشاہ جس بادشاہ کو امین اور قابل اعتبار سمجھتے ہیں ان کے سپرد اپنی امانت کر دیتے ہیں۔ میں حلف اٹھاتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مال کی حفاظت کروں گا۔ اور جب مسلمان اسے طلب کریں گے تو ان کے حوالے کر دوں گا"

جب ابوعبیدہ کے پاس نقیطا کا یہ پیغام پہونچا تو انھوں نے اہل الرائے مسلمانوں کو بلا کر ان سے کہا" تم نے دیکھ لیا ہوگا کہ رستن کا قلعہ نہایت مضبوط اور لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ رومی ہمیں بہت سے فریب دے چکے ہیں میں بھی ان کے ساتھ ایک فریب کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ فریب نہایت خطرناک ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ بیس صندوقوں میں بیس مسلمانوں کو چھپا کر رستن میں بھیجوں یہ لوگ رات کے

وقت صندوقوں سے نکل کر جس طرح بھی ممکن ہو شہر کا پھاٹک کھول دیں شاید اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ دمشق کو فتح کرا دے:

لوگوں نے ان کی رائے کو بہت پسند کیا۔ ابوعبیدہ نے کہا: "مگر اس بات کو بھی سوچ لو کہ یہ بھی ممکن ہے کہ دشمن کو کچھ شبہ ہو جائے اور وہ صندوق کھلوا کر دیکھے۔ اس صورت میں جو مسلمان صندوقوں میں بند ہو کر جائیں گے ان کی موت یقینی ہے:"

مسلمانوں نے کہا: "موت تو ہماری عین آرزو ہے۔"

حضرت ابوعبیدہ اس جواب سے بہت خوش ہوئے انھوں نے بیس بڑے صندوق جن میں کھانے کا بڑا سامان رکھا جاتا تھا لیے۔ ان میں اندر کی طرف ہینی تالے لگائے۔ تاکہ وہ اندر کی طرف سے کھولے جا سکیں۔ جب صندوق حضرت ابوعبیدہ کی مرضی کے مطابق تیار ہو گئے۔ تو انھوں نے بیس مسلمانوں کو منتخب کیا۔ ان کے نام یہ ہیں:

ضرارؓ بن الازور۔ مسیب بن نجبۃ الفزاری۔ ذوالکلاع الحمیری۔ عمرو بن معدی کرب۔ مرقال بن عتبہ۔ ہاشم بن عتبہ۔ قیس بن ہبیر المرادی۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق۔ عبدالرحمن بن مالک الشتر۔ عون بن سالم۔ عامر بن کاکل الفزاری۔ مازن بن عامر۔ ربیعہ بن عامر۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ عتبہ بن العاص۔ عبداللہ بن جعفر طیار اصید بن سلمہ۔ دارم بن نیاحن العبسی۔ سلمیٰ بن حبیب۔ اور قانع بن مرحلہؓ۔

ان لوگوں پر عبداللہؓ بن جعفر طیار کو سردار مقرر کیا اور انھوں نے سب کو ہدایت کی سب ایک ہی ساتھ صندوق سے نکلنا اور ساتھ ہی تکبیریں کہہ کر رومیوں پر ٹوٹ پڑنا۔ حضرت خالد تم سے قریب ہی رہیں گے۔ تمہاری تکبیر و تہلیل کی آوازیں سن کر تمہاری مدد کو دوڑ پڑیں گے۔

مسلمان صندوقوں میں بند ہو گئے۔ ابوعبیدہ نے انھیں کنجیاں دیدیں انھوں نے اندر کی طرف سے خود ہی تالے لگائے۔ جب یہ صندوق نقیطا کے پاس پہنچے تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس نے یہ تمام صندوق اپنی بیوی ماریہ کے محل میں بھجوا دیئے۔

حضرت ابوعبیدہ اسی وقت رستن سے کوچ کر کے ایک گاؤں میں جس کا نام سوید تھا جا پہونچے۔ انھوں نے رات کو حضرت خالد کو پانچ ہزار سوار دے کر رستن کی طرف روانہ کیا اور انھیں ہدایت کی کہ جب تم مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں سنو تو ان کی مدد کو پہونچ جانا۔

ادھر جب مسلمان رستن سے کوچ کر گئے تو تمام رومی بہت خوش ہوئے شام کے وقت نقیطا اپنے معتقدوں شہر کے رئیسوں اور فوجی سرداروں کو ساتھ لے کر ایک بڑے کنیسہ میں اس بات پر حضرت مسیح کا شکریہ ادا کرنے لگا کہ مسلمان اس کے شہر سے چلے گئے۔

جب آفتاب غروب ہو گیا اور صندوقوں میں بند مسلمانوں نے جان لیا کہ رات ہو گئی ہے تو وہ سب قفل کھول کھول کر ایک دم باہر نکل آئے اور سیدھے ماریہ کے گھر کی طرف پہونچے۔ انھوں نے اس سے شہر کی کنجیاں طلب کیں ماریہ کے پاس کنجیاں تھیں۔ وہ عربوں کی صورتیں دیکھتے ہی خوف و دہشت سے نیم مردہ ہو گئی۔ اف بھی نہ کر سکی۔ اس نے فوراً کنجیاں مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔

مسلمانوں نے ماریہ کے محل سے نکلتے ہی اللہ اکبر کے پرشور نعرے لگائے نقیطا اور اسکے ساتھیوں نے حیرت سے ان آوازوں کو سنا۔ ابھی وہ متعجب ہی تھے کہ حضرت عبداللہ اپنے ساتھیوں سمیت وہیں پہونچ گئے۔ رومی انھیں دیکھ کر ششدر رہ گئے چونکہ ان کے پاس ہتھیار نہیں تھے اس لیے وہ مسلمانوں کے مقابلہ کی تو کیا اپنی جگہ سے جنبش کرنے کی بھی جرأت نہ کر سکے۔ حضرت عبداللہ نے انھیں ڈپٹتے ہوئے کہا۔ خبردار جو کسی نے حرکت کی۔ خاموش بیٹھے رہو۔ ورنہ ہماری تلواریں تمہارا قیمہ کر ڈالیں گی۔

اسکے بعد عبداللہ بن جعفر طیار نے ربیعہ بن عامر۔ احید بن سلمہ۔ عکرمہ بن ابی جہل اور عتبہ بن العاص کو کنجیاں دے کر حکم دیا کہ شہر پناہ کا دروازہ کھول دو اور دروازہ پر کھڑے ہو کر تکبیروں کے نعرے لگاؤ۔

یہ لوگ دروازے کی طرف دوڑے انھوں نے قفل کھول کر پھاٹک کھول ڈالا اور نعرے

لگائے۔ ان کے نعروں کا جواب حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے دیا۔

حضرت خالد معہ اپنے ہمراہیوں کے قلعے میں داخل ہوگئے۔ انھوں نے اس زور زور سے نعرے لگائے کہ قلعہ کی بنیادیں ہل گئیں۔ رومی کانپ گئے۔ وہ سب اپنے اپنے گھروں سے امان امان پکارتے نکل آئے۔ انھوں نے حضرت خالد کے پاس آکر کہا: "ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہمیں تم اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہو۔ ہم تمہارے سامنے ہیں۔"

حضرت خالد نے کہا: "جو لوگ تم میں سے مسلمان ہو جائیں گے وہ ہمارے بھائی بن جائیں گے اور جو مسلمان نہ ہونا چاہیں وہ جزیہ دیں۔ کچھ تھوڑے آدمی مسلمان ہوئے باقیوں نے جزیہ ادا کر دیا اور مسلمانوں کی حکومت قبول کر لی۔ نقیطا حضرت خالد کے کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے مسلمان ہونے اور جزیہ دینے دونوں سے انکار کر کے درخواست کی کہ اسے اور اسکے اہل و عیال کو شہر سے چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ حضرت خالد نے منظور کر لیا۔ چنانچہ نقیطا اپنی بیوی اور بچوں کو کو لیکر چلا گیا اور حمص میں پہونچا۔ جب حمص والوں کو رستن کی فتح کا حال معلوم ہوا تو ان کو بڑی فکر ہوئی۔ انھیں خیال ہوا کہ مسلمان صبح ہوتے ہی یہاں آئیں گے۔"

حضرت ابو عبیدہ کو جب فتح رستن کی خبر پہونچی تو انھوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور سویدیہ سے چل کر رستن میں آ گئے۔ وہاں ہلال بن عامر الیشکری کو حاکم مقرر کر کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ رستن میں مقیم ہونے کی ہدایت کی۔

شیزر کی مکمل فتح

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح لشکر اسلامی کو لے کر حماۃ کی طرف چلے۔ حماۃ والوں سے صلح تھی۔ صلح شیزر والوں سے بھی ہوگئی تھی۔ لیکن شیزر کا حاکم مر گیا تھا۔ ہرقل اعظم نے ایک مشہور بطریق کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا اس کا نام نکس تھا۔ اس نے آتے ہی صلح توڑ دی تھی اور جن لوگوں نے صلح میں شرکت کی تھی۔ انھیں سخت سزائیں دیں۔

جب مسلمان شیزر کے سامنے پہونچے تو رومیوں نے شور کیا۔ نکس کو اطلاع ہوئی۔ وہ اپنی جاگیر میں تھا۔ وہاں سے آیا۔ رومیوں کو تسلی دی۔ انھیں ہتھیار

تقسیم کیئے۔ اور لڑنے کی ترغیب دی۔

شیرز میں مسلمانوں کی آمد اس طرح پر ہوئی کہ اول چند ہزار سوار آئے ان کے بعد حضرت خالد اپنا لشکر لے آئے۔ انھوں نے رومیوں کو ڈرایا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ آئے۔ اہل شیرز مسلمانوں کو دیکھ کر مضطرب ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ نے شہر والوں کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

حمد و صلواۃ کے بعد واضح ہو کہ اے اہل شیرز تمہارا قلعہ بعلبک اور رستن کے قلعوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہے۔ نہ تمہارے شہر میں اس قدر لڑنے والے ہیں جس قدر ان قلعوں میں تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں ہمارے ہاتھوں پر فتح کرا دیا۔ تم سرکشی نہ کرو بلکہ میرا خط پہونچتے ہی اطاعت کی طرف جھک جاؤ۔ اگر تم نے مخالفت کی تو تم پر سختی ہو گی — اور عذاب نازل ہو گا۔"

جب یہ خط اہل شیرز کے پاس پہونچا تو وہ اسے لے کر اپنے حاکم نکس کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ عربوں نے سچ لکھا ہے۔ ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ ان سے صلح کر لینا ہی مناسب ہے۔

نکس کو ان پر بڑا غصہ آیا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔" ان بزدلوں کو مارو" غلاموں نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ اہل شیرز بھی ان کے مقابلے کے لیے آگئے جنگ شروع ہو گئی۔ شور و غل ہونے لگا۔ مسلمانوں کے سفیر نے آکر حضرت ابو عبیدہ کو ان حالات کی اطلاع دی۔ وہ مسلمانوں کو لے کر قلعہ پر چڑھ دوڑے۔ رومی خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مسلمان قلعہ کے اندر گھس گئے رومیوں نے اطاعت کر لی۔ نکس بھاگ گیا۔ مسلمانوں کا شیرز پر قبضہ ہو گیا۔"

ایک فرشتہ کا قبول اسلام

حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں کو حمص کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمان تیار ہی ہو رہے تھے کہ انطاکیہ کی طرف سے ایک غبار اٹھا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ اس غبار کی

طرف دوڑا۔ قریب جاکر انھوں نے دیکھا کہ ایک سوار اعلیٰ گھوڑوں کو ایک سو گبر لا رہے ہیں۔ ان کا سردار ایک ذی رتبہ قس ہے۔ حضرت خالد نے ان گبروں کو ڈپٹا اور انھیں قید کرکے برازین کی طرف ہانک لیا۔ حضرت ابوعبیدہ اس وقت نہر معلون پر مقیم تھے حضرت ابوعبیدہ نے قس سے ہرقل اعظم کے متعلق دریافت کیا اس نے بتایا کہ بادشاہ نے یہ گھوڑے نکس کے لیے بھیجے تھے وہ انطاکیہ ہی سے آرہے تھے بادشاہ کی مدد تمام روم روسیہ، صقالیہ۔ افرنج اور ارمن نے کی ہے۔ بے شمار فوجیں جمع ہو گئی ہیں۔ وہ فوجیں تمہاری طرف آرہی ہیں۔

ابوعبیدہ نے کہا: خدا ہماری مدد کرے گا۔ انھوں نے قس کے سامنے اسلام پیش کیا قس نے کہا۔ رات خواب میں میں نے ایک خوش رو عرب کو دیکھا تھا انھوں نے بتایا کہ وہ نبی عربی حضرت محمد صلی اللہ وسلم ہیں۔ انھوں نے مجھے اسلام کی تلقین کی میں مسلمان ہو گیا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ انشاءاللہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھوں پہ فتح ہو جائے گا۔

اس بات کو سن کر مسلمانوں کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے ان کے ایمان تازہ ہو گئے۔ انھوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے قس نے تجدید اسلام کیا۔ ابوعبیدہ نے گبروں سے بھی مسلمان ہونے کے لیے کہا۔ انھوں نے انکار کیا ان کی گردنیں ماری گئیں۔

مسلمانوں کی حمص میں آمد

حضرت ابوعبیدہ معہ مسلمانوں کے روانہ ہو کر حمص میں پہنچے۔ رومی کاروبار میں مبتلا تھے۔ مسلمان ان پر اچانک جا پڑے۔ وہ شور کرتے ہوئے بھاگے اور قلعہ میں جا گھسے حاکم قلعہ کے حکم سے پھاٹک بند کر لیے گئے۔ مسلمانوں نے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ حمص کے لبطریق نے حضرت ابوعبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا" اے گروہ عرب! ہم نہ جانتے تھے کہ تم بدعہدی اور بے وفائی کروگے تم نے ہم سے اس قرارداد پر صلح کی تھی کہ اگر ہم رسد دیدیں تو چلے جاؤ گے۔ تم چلے گئے مگر پھر چلے آئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے جواب دیا" ہم بے وفائی اور بدعہدی نہیں کرتے ہیں میں نے تمہیں لکھا تھا کہ اگر تم ہمیں رسد دوگے تو ہم چلے جائیں گے اور فتح کے بعد آئیں گے

تم نے رسد دیدی۔ ہم چلے گئے۔ ہم نے رستن اور شیرز فتح کر لیے۔ اب حسب وعدہ تمہارے شہر پر آئے ہیں۔"

رومیوں نے کہا: "عرب اپنے قول میں سچے ہیں۔" انھوں نے بدعہدی کی نہیں غلطی ہماری ہی ہے کہ ہم نے اس وقت یہ اعتراض نہیں کیا کہ تم ہمارے شہر پر کبھی حملہ نہ کروگے۔

مسلمانوں کی شکست

رات کو اہل حمص اپنے بطریق ہربیس کے پاس گئے اس سے کہا: "اب عربوں کے معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

ہربیس نے کہا: "میں ان سے جنگ کروں گا۔ اگر ہم نے ذرا بھی سستی کی اور کمزوری دکھائی تو اہل عرب شیر ہو جائیں گے۔

رومیوں نے کہا: "مگر ہمارے پاس غلہ نہیں ہے۔ ہم کب تک ان سے لڑسکیں گے

ہربیس۔ میرے پاس غلہ بہت کافی موجود ہے۔ میرے دادا کے وقت سے کھتیاں بھری پڑی ہیں۔

چنانچہ اس نے اپنے دادا جرجس کے زمانہ کی کھتیاں کھولدیں۔ ضرورتمندوں نے غلہ لے لیا۔ لوگوں میں ہتھیار تقسیم کر دیئے۔ رات بھر رومی کنیسہ میں نمازیں پڑھتے اور دعائیں مانگتے رہے۔ صبح ہوتے ہی وہ مسلح ہوئے۔ قلعہ کے پھاٹک کھولے اور رومی پھیلی ہوئی ٹڈیوں کی طرح نکلے۔ سب سے آگے ایسے پانچ ہزار گبر تھے جو لوہے کے لباس میں ایسے غرق تھے کہ ان کی آنکھوں کی پتلیوں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ وہ آہنی دیوار کی طرح کھڑے ہوگئے۔

مسلمان بھی مسلح ہو کر میدان میں نکلے۔ ہربیس نے رومیوں کو پرجوش تقریر کرکے گرمادیا۔ رومی شور کرکے مسلمانوں پر آپڑے۔ ایک طرف سے سواروں نے حملہ کر دیا اور دوسری طرف سے پیدلوں نے زہر دار تیروں کی بارش شروع کی مسلمان دلیری سے ان کا مقابلہ کرنے لگے۔ لیکن رومیوں نے شدت سے حملے کرکے مسلمانوں کی بڑی تعداد کو قتل وغارت کر دیا۔ مسلمان پیچھے کی طرف پھرے۔

حضرت ابوعبیدہ کو مسلمانوں کی واپسی شاق معلوم ہوئی۔ انھوں نے بلند آواز سے

کہا اے آل زنان عربیہ دالو! پھرو پھرو۔ دشمنوں کی طرف پھرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ تمھیں برکت دے گا۔

ان کی آواز سنتے ہی مسلمان لوٹے۔ انھوں نے سختی سے رومیوں پر حملہ کیا حضرت خالد جوش میں آکر آگے بڑھے۔ ان کے ساتھ بنی مخزوم کے مجاہدین تھے انھوں نے بھی سختی سے حملہ کیا۔ جنگ کی آگ شعلہ زن ہو گئی۔ تلواریں جلد جلد چلنے لگیں۔ سر و تن کے فیصلے ہونے لگے۔ اس وقت میسرہ بن مسروق نے جماعت بنی عبس کے ساتھ نعرۂ تکبیر لگا کر حملہ کر دیا ان پیہم حملوں سے رومیوں میں قتل عظیم واقع ہوا وہ بڑبڑانے لگے۔ لیکن پیچھے نہیں ہٹے بلکہ بڑے استقلال سے لڑنے لگے سواروں نے ڈھالوں کا حصار بنا لیا۔ اس روز ابو عبیدہ کے حکم سے خالد ابن الولید صاحب علم یعنی اسلامی جیش کے سردار تھے۔ وہ بلند آواز سے مسلمانوں کو صبر کی تلقین اور شدت سے حملے کرنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ عین اسی وقت ایک گرانڈیل رومی بطریق حضرت خالد کے سامنے آیا۔ آتے ہی تلوار کا وار کیا۔

خالد نے اس کا وار خالی دے کر اس پر تلوار سے حملہ کیا۔ ان کی تلوار گبر کے خود پر پڑی اور پڑتے ہی دو ٹکڑے ہو گئی۔ ان کے ہاتھ میں قبضہ رہ گیا۔ انھوں نے قبضہ پھینک دیا۔ رومی انھیں ہنتہ دیکھ کر شیر ہو گیا۔ اس نے ان پر حملہ کیا۔ خالد نے اپنا گھوڑا اس کے گھوڑے کی طرف بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پھر اس سے چمٹ گئے۔ گبر بھی ان سے لپٹ گیا۔ دونوں ہاتھوں سے بھینچ کر اسکی پسلیاں توڑ ڈالیں۔ اسکے ہاتھ سے تلوار لے لی اور اسے زمین پر پٹک دیا۔ اس کا سر کاٹ کر کوہٹہ زین پر لٹکا لیا۔ اور اپنے ساتھیوں بنی مخزوم کو لڑائی پر برانگیختہ کیا۔ وہ اور ان کے ساتھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس قدر جدال و قتال کی کہ حضرت خالد کی زرہ سے خون ٹپکنے لگا ان کا چہرہ اور دوسرے مسلمانوں کے چہرے خون کے چھینٹے پڑنے سے گل لالہ بن گئے اس وقت حضرت خالد یہ اشعار رجز کے پڑھ رہے تھے۔

ویل لجمیع الروم من یوم مغضب اذا رأیت الحرب فیها منشعب
آج یوم فتنہ ہے رومیوں پر سختی ہو گی جب تو دیکھے گا — اس لڑائی کو
بکل لدن وصیقل منتخب تراه فی الحرب کناد ملتهب
ہر نیزہ اور تلوار صیقل شدہ ہے دیکھے گا تو لڑائی میں مثل آگ شعلہ زن کے

حتی الوالدوم بالعطب   من شیرہ الفصحاب بالسیف شا التعب

یہاں تک کہ رومی ہلاک ہو کر پیٹھ پھیریں گے   شمشیر زنی اور نیزہ بازی کی سختی سے

حضرت خالد بن الولید اس جوش اور دلیری سے لڑے کہ رومیوں کی لاشوں پہ لاشیں گرادیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے کہا: "اے ابا سلیمان! تم نے راہ حق میں خوب جہاد کیا۔"

عتبہ کے بہادر قاتل اور ہاشم نے اپنی قوم بنی زہرہ کو پکارا اور جب وہ آگئے تو انھیں ساتھ لے کر رومیوں کے میمنہ پہ حملہ کر دیا۔ اسی وقت قیس بن ہبیرہ نے میسرہ پہ یورش کر دی۔ ان پیہم حملوں سے بے شمار رومی مارے گئے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے رومیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ ان کے فوراً ہی بعد عکرمہ بن ابی جہل نے قبیلہ بنی مخزوم کو ساتھ لے کر نہایت سخت حملہ کر دیا۔ رومیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی۔ مسلمان بہت کم تھے۔ لیکن پھر بھی مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ خصوصاً بنی مخزوم بڑی بے جگری سے جنگ کر رہے تھے۔ اور ان میں بھی عکرمہ بن ابی جہل بہت ہی سخت لڑائی لڑ رہے تھے۔ ان سے بعض مسلمانوں نے کہا: "اے عکرمہ تم احتیاط کرو۔ دشمنوں کے وار حملوں کو ہوشیاری سے روکو۔"

عکرمہ بن ابی جہل نے کہا: "مسلمانو! ایک زمانہ میں جب میں جہل کی تاریکی میں پڑا تھا میری آنکھوں پہ کفر کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اس وقت میں بتوں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ بڑی دلیری سے لڑتا تھا۔ آج جبکہ پروردگار عالم نے مہربانی کی اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لایا۔ کافر سے مسلمان بنایا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد نہ کروں۔ کافروں سے دل کھول کر نہ لڑوں۔ قسم خدا کی میں ان حوروں کو دیکھ رہا ہوں جو میری نظروں کے سامنے ہیں اگر وہ اپنی کلائی دنیا والوں کے سامنے برہنہ کردیں تو اہل عالم دیوانے ہو جائیں۔ ایک ان میں سے خاص طور پر زینت و آرائش کیے ہوئے ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریشمی دستار ہے اور دوسرے ہاتھ میں جواہرات کا پیالہ وہ اشارہ کر رہی ہے کہ جلدی آؤ۔ خدا کی قسم ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچا وعدہ کیا تھا۔"

عکرمہ بن ابی جہل کی شہادت

عکرمہ بن ابی جہل نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر یہ اشعار پڑھے۔ ؎

حور ادا ھا سبحت او ما لھا ۔ ولنورا قد یسطع من دراعھا
میں نے حوروں کو دیکھا ہے وہ ناز سے کھنچتی ہیں ۔ ان کے لباس سے نور ظاہر ہو رہا ہے
یذکر ما بلقاۃ من ذراعھا ۔ یا رب لا تحرمنی لقاھا
جو ان کے لباس کو دیکھے گا یاد کرے گا ۔ یا اللہ مجھے ان کے دیدار اور ملاقات سے محروم نہ کرنا

عکرمہ بن ابی جہل نے تلوار سے کر رومیوں پر حملہ کیا انھوں نے بے دریغ انھیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ رومیوں نے ان پر زغہ کر لیا۔ لیکن وہ مطلق نہیں گھبرائے اور بڑی بہادری سے لڑتے رہے۔ رومی ان کا صبر ان کی جرات اور ان کی ہمت دیکھ کر دنگ ہو رہے تھے۔ مرلیس نے انھیں دیکھا۔ اسکے پاس ایک حربہ تھا بالکل اسی قسم کا جیسا وحشی کے پاس رہا کرتا تھا جس نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا مرلیس نے اس حربہ کو حرکت دے کر اپنی پوری طاقت سے عکرمہ کے دل پر کھینچ مارا وہ شہید ہو کر گرے۔"

حضرت خالد بن الولید نے دیکھا۔ انھوں نے جوش میں آکر حملہ کیا اور دسیوں رومیوں کو قتل کر کے انھیں پیچھے کی طرف لیٹ دیا۔ وہ اپنے ابن عم عکرمہ ابن ابی جہل کی لاش پر آکر کھڑے ہو گئے۔ باوجود ضبط کرنے کے بے اختیار ان کے آنسو نکل آئے۔ انھوں نے کہا۔" کاش امیر المومنین حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم دیکھتے کہ میرے چچا کے بیٹے شہید ہو گئے۔ اے کاش وہ جانتے کہ جب ہم دشمنوں سے بھڑتے ہیں تو اپنے سینوں کو نیزوں کی نوکوں پر اور اپنے گلوں کو تلواروں پر رکھ دیتے ہیں زندگی کی پرواہ نہیں کرتے۔

بقیہ تمام دن مسلمان بڑے استقلال سے لڑتے رہے۔ رات ہونے پر رومی قلعہ میں پلٹ گئے اور مسلمان اپنے فرودگاہ پر چلے گئے۔

ہیبتناک جنگ

مسلمانوں کا ایک گروہ لشکر کی حفاظت کرتا رہا۔ رات بخیریت گزر گئی۔ صبح کو تمام مسلمانوں نے جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو نماز کے بعد حضرت ابوعبیدہ نے تمام مسلمانوں

سے مخاطب ہو کر کہا: "اے مسلمانو! تم نے کل جنگ میں کوتاہی اور کمی کیوں کی۔ تمہاری خواہش یہ رہتی ہے کہ رومی قلعہ سے باہر آ کر لڑیں۔ حمص کے رومی قلعہ سے باہر نکل کر لڑنے لگے تم انھیں شکست نہ دے سکے۔ آخر بات کیا ہوئی۔

حضرت خالد نے کہا: "یا سردار! اہل حمص عام لوگ نہیں ہیں۔ بڑے بہادر اور شہسوار ہیں۔

ابو عبیدہ۔ اے ابا سلیمان! تمہارا کیا مشورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو مضبوط اور تمہاری رائے کو درست کرے۔"

خالد۔ میری رائے یہ ہے کہ جب آج رومی میدان میں نکلیں اور جنگ کی آگ روشن ہو جائے تو ہم سب ان کے سامنے اس طرح بھاگیں جیسے ہم میدان چھوڑ رہے ہیں یقین ہے رومی ہمارا تعاقب کریں گے۔ جب وہ قلعہ سے دور چلے آئیں تب ہم یکایک ان پر ٹوٹ کر حملہ کر دیں۔"

"ابو عبیدہ۔ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا۔

یہ طے ہو گیا کہ جب رومی حملہ کریں تو مسلمان پیچھے ہٹ جائیں اور جب سردار لوٹنے کا حکم دیں تو فوراً سب لوٹ کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں۔ تھوڑی سی دیر کے بعد مسلمان مسلح ہو کر میدان میں پہنچے۔ رومی بھی قلعے کے دروازے کھول کر نکلے اول صف بندی ہوئی۔ اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ کچھ دیر تو مسلمان جم کر مقابلہ کرتے رہے لیکن پھر پیچھے ہٹنے لگے۔ رومیوں نے بڑھ کر حملے شروع کئے۔ عرب اس طرح بھاگ نکلے جیسے انھیں ہزیمت ہو گئی ہو۔ رومی مسلمان کے تعاقب میں دوڑے مرئیس اپنے خاص رسالے کے ایک ہزار سواروں کو ساتھ لے کر تیزی سے جھپٹا۔ مسلمان جو سبیہ کی طرف بھاگے اور بھی کئی لیطریق رومیوں کے رسالے لے کر دوڑے کچھ رومی مسلمانوں کے فرودگاہ میں پہنچکر ان کا مال و اسباب لوٹنے لگے کچھ خواتین عرب کی طرف متوجہ ہوئے۔

حمص میں ایک نہایت ذی رتبہ بوڑھا۔ زبردست عالم تھا۔ سیار رہتا تھا۔ اسے توریت اور انجیل پر بڑا عبور تھا۔ اور وہ حضرت شیث اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ السلام کے صحیفے بھی پڑھے ہوئے تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ کے

حواری کے متبعین کی صحبت میں بھی رہ چکا تھا۔ وہ شہر پناہ پر چڑھا ہوا تھا اس نے جب مسلمانوں کو بھاگتے اور رومیوں کو مسلمانوں کا سامان لوٹتے دیکھا تو پکار کر کہا: "سختی ہو تم پر اے اہل حمص! عربوں نے تمہارے ساتھ فریب کیا ہے۔ قسم ہے حضرت عیسیٰ اور مقدس انجیل کی وہ اپنے اہل و عیال کو ہرگز تمہارے سپرد نہ کریں گے۔ وہ بڑے غیور ہیں۔ مر جانا پسند کریں گے۔ لیکن اپنی زندگی میں اپنی عورتوں کو تمہارے حوالہ نہ کریں گے۔

لیکن اہل حمص نے مس کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کی ان میں سے کچھ تو مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹتے رہے مگر زیادہ تر مسلمان کے تعاقب میں دوڑتے رہے جب وہ قلعے سے بہت دور نکل گئے تو ابو عبیدہ نے پکار کر کہا: "پھرو! پھرو۔ اے مسلمانو! پھرو۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور تمہاری مدد کرے۔

اس آواز کو سنتے ہی مسلمان اس طرح پلٹے جس طرح آسمان سے تارا ٹوٹتا ہے یا کمانوں سے تیز تیر نکلتے ہیں۔ انھوں نے رومیوں کو گھیر لیا اور ان میں شمشیر زنی شروع کی۔ رومیوں نے کمانیں سنبھالیں اور زہر دار تیر کمانوں پہ رکھ کر مسلمانوں کی طرف چلایا۔ لیکن فاصلہ کم ہونے کی وجہ سے وہ کارگر نہیں ہوئے مسلمانوں نے رومیوں کے گرد شیروں کی طرح منڈل باندھ لیے اور گدھوں کی طرح ان پہ جھپٹے۔ انھوں نے رومیوں کو تلواروں کی باڑھ پہ رکھ لیا۔

حضرت خالد بن ولید نے اس روز حاکم جلبک کی طلائی زرہ پہن رکھی تھی اور اور سرخ عمامہ سر سے باندھ رکھا تھا وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھے جس کی دم سرخ تھی۔ وہ مست شیر کی طرح حملہ آور ہوئے۔ انھوں نے بڑی سختی سے حملہ کیا ان کے ساتھ ہی تمام عربوں نے حملہ کیا۔ رومیوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا نہایت خونریز جنگ ہونے لگی۔

ابو عبیدہ بن الجراح نے پھر پکار کر کہا: "مسلمانو! اللہ کے لیے جہاد کرو اپنے حریم کے لیے لڑو اپنی اولاد کے لیے جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں دیکھ رہا ہے وہ تمھیں تمہارے دشمنوں کا بدلہ دے گا۔

مسلمانوں نے رومیوں کو گھاس کی طرح کاٹ ڈالا۔ معاذ بن جبل کے ساتھ

پانچ سوار تھے۔ وہ نیزے لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ رومی اس وقت ان کے حملے سے خبردار ہوئے جب لڑائی کی آگ روشن ہو گئی۔ معاذ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا: "جوانمردو! دروازہ شہر پر چلو اور اس پر قائم ہو جاؤ۔ کسی رومی کو قلعہ کے اندر نہ جانے دو۔"

کچھ رومی مسلمانوں کا اسباب لوٹنے میں مشغول تھے کہ معاذ بن جبل کے ہمراہیوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ وہ سب سامان چھوڑ چھاڑ لڑائی میں مشغول ہو گئے مسلمانوں نے انھیں نیزوں کی نوکوں پر اٹھالیا۔ ہر جگہ رومی کثیر تعداد میں مارے گئے۔ مہند بن سیف فزاری نے بیان کیا ہے مرقس کے ایک ہزار ہمراہیوں میں سے صرف سو آدمی بچ سکے۔ چونکہ رومی نسبت زیادہ مارے گئے اس لیئے وہ شہر کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کی لاشوں سے میدان بھر دیا۔ شہر کے دروازے پر نسبت زیادہ رومی مارے گئے۔

سعید بن زید نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا۔ میں نے ان رومیوں کو شمار کیا ہے جو میرے سامنے مارے گئے۔ ان کی تعداد سو ہے۔ ان کے علاوہ سیکڑوں رومی زخمی اور قید ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے ان سے دریافت کیا "تم نے ان کے بطریق کو تو قتل ہوتے نہیں دیکھا"

سعید: "اگر ان کا بطریق مارا گیا ہے تو سوائے میرے اور کسی نے بھی نہیں مارا ہے۔

ابوعبیدہ۔ یہ تم کیسے کہتے ہو کہ اسے تم نے ہی قتل کیا ہے۔

سعید۔ میں اس لیے کہتا ہوں کہ میں نے ایک تنومند نہایت قوی الجثہ اور بھاری ڈیل ڈول کے رومی کو مارا ہے۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔ وہ قیمتی لباس اور چاندی کی زرہ پہنے تھا۔ اس کے لباس میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں گرز تھا۔ وہ رومیوں کے قلب میں تھا۔ میں نے اس پر حملہ کیا۔ ادھر یہ دعا پڑھی۔ اللھم انی اقدم قدرتک قبل قدرتی اللھم اجعل قتلہا بیدی وارزقنی اجرہ۔ یعنی اے اللہ میں تیری قدرت کو اپنی قدرت پر ترجیح دیتا ہوں

اے میرے پروردگار تو اسے میرے ہاتھ سے ہلاک کر اور مجھے اس کے اجر میں رزق دے۔"

ابوعبیدہ۔ کیا تم نے اسکے کپڑے اور سامان لے لیا تھا۔

سعید۔ نہیں۔ مجھے اسکی فرصت نہیں مل سکتی۔ لیکن میں نے اس کے دل میں اپنا ایک تیر پیوست کردیا ہے اور ازار بند کے قریب دھڑ میں تلوار کی لگائی ہیں۔

ابوعبیدہ نے پکار کر کہا۔ مسلمانو۔ ہرلیس کا سازوسامان لے کر سعید کو دے دو۔"

مسلمان دوڑ گئے۔ اور ہرلیس کا سامان لاکر سعید کے حوالہ کردیا۔ بہت کم رومی بھاگ کر شہر میں جاسکے۔ ان کی زیادہ تعداد ماری گئی۔ جب لڑائی بند ہوگئی تو رومیوں کا سامان ان کے کپڑے زرہیں اور ہتھیار (تاتاری گھوڑے) جمع کر کے حضرت ابو عبیدہ کے پاس لائے۔"

فتح حمص جب ہزیمت یافتہ رومی قلعہ کے اندر پہونچے اور قلعہ والوں کو اپنی قوم کو مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ شور و فریاد کرنے لگے۔ عورتیں رونے لگیں۔ بچے چلانے لگے۔ ان کے سربرآوردہ لوگ کنیسہ میں جمع ہوئے انھوں نے کہا ہم نے مسلمان سے لڑنے میں سخت غلطی کی۔ اپنے لوگوں کی کثرت اور بہادری پہ مغرور کیا ہمارے دلیر لوگ مارے گئے۔ اب کوئی ہماری حمایت کرنے والا باقی نہیں رہا۔"

سب نے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کے پاس چل کر ان سے مصالحت کرلو۔ کئی قس اور راہب قلعہ سے نکل کر حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں آئے۔ اور ان سے صلح کی درخواست کی۔ ابوعبیدہ نے منظور کرلی۔ راہبوں نے خواہش کی کہ مسلمان حمص میں چل کر فرو کش ہوں۔ لیکن ابوعبیدہ نے نہ مانا اور کہا: "ہم تمہارے یہاں سے کوچ کرجائیں گے اور جب تک یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے اور بادشاہ روم کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے اس وقت تک ہم تمہارے شہر میں داخل نہ ہوں گے۔"

صلح ہوجانے کے بعد رومیوں نے اپنے مردوں کو دفن کیا اور مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کی لاشیں جمع کر کے جنازہ کی نماز پڑھی اور انھیں احترام کے ساتھ سپرد خاک کردیا۔ اس معرکہ میں ایک سو بنتیس آدمی شہید ہوئے تھے وہ سب قوم حمیر

اور ہمدان سے تھے ان میں سے تیس آدمی اہل کہ سے بھی تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت اور برکت نازل کرے۔

ہرقل اعظم کی بے پناہ تیاری

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم کو اس کے جاسوس مسلمانوں کی فتوحات کی اطلاع پہونچاتے رہتے تھے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے بعلبک شیرز رستن اور حمص فتح کر لیے تو اسے بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے اطراف ملک میں فوج کی فراہمی کے احکام جاری کر دیئے۔ بھرتی کے دفتر کھول دیئے سامان جنگ ورسد جمع کرنے لگا۔ جب وہ تمام فوجیں جمع ہو گئیں جو اس نے طلب کی تھیں تو اکیس فرسخ تک انسانوں کا سمندر پھیل گیا۔ جب رومی رسالے اور پلٹنیں نقل و حرکت کرتی تھیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر میں لہریں اٹھنے لگی ہوں۔

ہرقل اعظم نے کچھ لشکر قیساریہ کی طرف روانہ کیا جو ملک شام کے کنارہ پر واقع تھا۔ اسے حکم دیا کہ وہ صور۔ عکہ۔ طرابلس۔ بیروت اور طبریہ کی حفاظت کرے ایک اور لشکر بیت المقدس کی حفاظت کے لیے بھیجا۔

ہرقل اعظم نے برہان ارمنی کو بھی طلب کیا تھا! باہان نہایت دلیر۔ بہادر۔ شجاع اور بڑا دانشمند اور باہمت و باحوصلہ شخص تھا۔ رومی اس کی بڑی عزت و عظمت کرتے تھے۔ ہرقل اعظم بھی اس کی بڑی قدر و منزلت کرتا تھا۔ وہ قوم ارمن کے ساتھ آنے والا تھا۔ اس نے بادشاہ کے حکم سے ارمن سے اس قدر لشکر جمع کیا تھا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا بڑا لشکر جمع نہیں کیا گیا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد باہان بڑے تزک و احتشام اور شان شوکت کے ساتھ آیا۔ ہرقل اعظم مع اراکین سلطنت کے اسکے استقبال کے لیے شہر سے نکلا جب باہان کے قریب پہونچا تو باہان گھوڑے سے اتر کر بادشاہ کی تعظیم کے لیے پیادہ پا ہو گیا اس کا تمام لشکر بھی پیادہ ہو گیا ہرقل اعظم نے باہان کی بڑی عزت کی اسے شہر میں لاکر فروکش کیا۔

رومیوں کا افسوس

ہرقل اعظم ایک روز راہبوں کے بڑے کنیسہ میں گیا ہمراہ معززین شہر اکابر ملت۔ اراکین سلطنت اور فوجی سردار وہاں جمع ہو گئے۔ قربان گاہ پر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی تصویریں نصب کر دی گئیں۔ راہبوں اور پادریوں کی جماعت آ کھڑی ہوئی۔ اس کنیسہ میں ننیں[1] بھی رہتی تھیں وہ بھی آ گئیں۔

تمام مجمع پر رنج و حسرت چھائی ہوئی تھی۔ سب لوگ خاموش اور غمگین تھے جب بادشاہ آیا اور لوگوں نے اسے بھی آزردہ اور غمزدہ دیکھا تو اکثر لوگ رونے لگے۔ ان کی آہ و فغاں کی آوازیں کنیسہ میں گونجنے لگیں۔ ہرقل اعظم چاندی کے ممبر پر گیا۔ اس نے ہاتھ سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا سب لوگ چپ ہو گئے۔ ہرقل اعظم نے کہا: "اے قوم! گریہ و زاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ رونا عورتوں کا کام ہے مرد رویا نہیں کرتے۔ بلکہ جو مصیبت ان پر نازل ہوتی ہے اسے   کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے تمہیں پہلے ہی آگاہ کیا اور ڈرا دیا تھا کہ عرب میرے تخت گاہ تک قبضہ کرنے چلے آئیں گے ان سے مصالحت کر لو مگر تم نے نہ مانا۔ حقیقت یہ ہے کہ لڑائی کی ابتدا تمہاری طرف سے ہوئی۔ تمہارے ایک حکم نے عربوں کے سفیر کو مار ڈالا عرب بگڑ گئے۔ جنگ کی بنیادیں پڑ گئیں۔ اگر اس وقت معذرت کر لی جاتی اور سفیر کا خون بہا ادا کر دیا جاتا تو قوم پر یہ مصیبت نہ آتی۔ میں نے عربوں کی بلا دور کرنے کے لیے بہت کچھ دولت خرچ کی۔ فوج بھرتی کی۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں لشکر بھیجے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اگر تم گناہوں سے توبہ کرو۔ رعیت پر ظلم و زیادتی کرنی چھوڑ دو۔ تکبر اور غرور نہ کرو تو فتحیاب ہو سکتے ہو۔ مجھے۔ اس بات کی سخت حیرت ہے کہ تم مسلمانوں سے تنومند ہو۔ وہ دبلے اور نحیف و ناتواں تم موٹے تازے اور طاقتور ہو۔ وہ تعداد میں کم ہیں

---

[1] ننیں ان عورتوں کو کہتے تھے جو کسی گرجہ یا کنیسہ میں داخل ہو جاتی تھیں اور ساری عمر کنواری رہنے اور عبادت کرنے کا عہد کر لیتی تھیں۔ نن بننے کے بعد کسی عورت کو شادی کرنے کا حق نہیں ہوتا تھا۔ انھیں راہبہ بھی کہتے تھے۔ (صادق صدیقی)

تم زیادہ ہو۔ وہ مفلس ہیں تم دولتمند ہو ان کا کوئی مددگار نہیں ہے تمہارے بیشمار حامی ہیں پھر تم کیوں ان کے مقابلے میں عاجز آ جاتے ہو۔ عربوں کی کوئی اصل و حقیقت نہ تھی وہ ایک پسماندہ قوم تھی۔ تم نے اہل فارس اور ترکوں کو شکست دے کر دنیا بھر میں اپنا دبدبہ اور اپنی ہیبت قائم کر دی تھی لیکن اب ایک ضعیف قوم نے تمہاری ہیبت توڑ دی انھوں نے تمھیں حوران، بصریٰ، اجنادین، دمشق، بعلبک، شیرز۔ رستن اور حمص میں شکستیں دیں ــــ دلیروں کو مار ڈالا۔ تم پر ان کا رعب چھا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سب لوگ شرم و ندامت سے سر جھکائے بیٹھے رہے ایک بوڑھا قس کھڑا ہوا۔ اس نے کہا ــ اے بادشاہ اس کی وجہ مجھ سے سن۔ ہماری قوم نے اپنے مذہب میں تغیر و تبدل کر لیا ہے۔ حضرت مسیح جس مذہب کو لے کر آئے تھے انھوں نے اسے بدل ڈالا۔ نماز چھوڑ دی۔ کنیسے بے حیائی اور زنا کاری کے لئے استعمال ہونے لگے۔ شراب پانی کی طرح پینے لگے۔ عدل و انصاف سے ہٹ گئے۔ بے انصافی اور ظلم کرنے لگے۔ باہمی ہمدردی جاتی رہی۔ اس کے برعکس مسلمان اپنے مذہب پر سختی سے پابند و قائم ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں۔ نماز وقت پر پڑھتے ہیں۔ نماز میں کبھی سستی نہیں کرتے۔ دن کو روزے رکھتے ہیں۔ رات کو قرآن شریف پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اپنے نبی صلعم پر درود بھیجتے ہیں۔ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ آپس میں محبت و ہمدردی رکھتے ہیں۔ عدل و انصاف کرتے ہیں۔ صادق القول اور راست گو ہیں۔ عہد کو پورا کرتے ہیں خدا کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ حملہ کرتے ہیں تو پیٹھ نہیں پھیرتے۔ اور اگر ان پر حملہ کیا جاتا ہے تو وہ واپس نہیں پھرتے ہیں ــــ انھوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا نیست و نابود ہونے والی ہے ــــ اور عالم آخرت ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اسی لئے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔

ہرقل اعظم۔ تم نے سچ کہا۔ ہماری ہزیمت اور عربوں کے غلبہ کی وجہ یہی ہے اور جب یہ بات ہے تو میں کیوں تمھاری مدد کروں۔ کیوں اپنی دولت بے کار خرچ کروں میں تمھیں تمھارے حال پر چھوڑ کر اپنے اہل و عیال کو لے کر قسطنطنیہ چلا جاؤں گا۔ عرب

وہاں تک نہ پہنچ سکیں گے ہم ان کے شر سے امن میں رہیں گا۔

سربرآوردہ لوگوں نے کہا۔ اے عظیم روم! ایسا نہ کرو۔ اس سے رومی ذلیل و خوار ہو جائیں گے اور مسیحی مذہب کو بڑا ضعف اور نقصان پہنچے گا۔ دنیا کے بادشاہ تمھیں بری نظروں سے دیکھیں گے۔ اور قیامت کے دن خدا تم سے باز پرس کرے گا۔ ہم تمھاری اطاعت کریں گے اس وقت اس قدر لشکر فراہم ہوا ہے کہ اس سے پہلے کوئی بادشاہ نہ جمع کر سکا تھا۔ اس سے ہم عربوں کا مقابلہ کریں گے ان کی لڑائی میں صبر و جرأت سے کام لیں گے۔ یقین ہے ہم مسلمانوں کو ہزیمت دے کر ان کے ملک میں ڈھکیل دیں گے۔

ہرقل اعظم ان کی باتیں سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے لشکر کی روانگی کا اہتمام شروع کر دیا۔

ہرقل اعظم نے پانچ بادشاہوں کو منتخب

رومیوں کے بے پناہ لشکر کا کوچ

کیا۔ یہ پانچوں بادشاہ نہایت جری اور دلیر تھے۔ ان کی بہادری کی شہرت تھی۔ ان بادشاہوں کی سرکردگی میں لشکر بھیجنے کا انتظام کیا۔

ہرقل اعظم نے ایک نشان سنہرے دیباج کا بنایا اس کے سرے پر جواہر کی صلیب لگائی اور اسے ملک رومیہ کے بادشاہ تناطیر کو دیا اس کے ساتھ ایک لاکھ سوار قوم روسیہ اور صقالبہ سے کر دیے اسے خلعت دیا اور پٹکا اس کی کمر سے باندھا اسے حکم دیا کہ وہ طرطوس کی گھاٹی کی طرف سے چل کر جبلہ اور لاذقیہ کے پہاڑوں میں سے گزر کر مسلمانوں کے سامنے پہنچے۔ دوسرا نشان دیباج سفید کا بنا دیا۔ جس میں دو تسمے سونے کے تھے اور اس کے سرے پر زبرجد کی صلیب تھی۔ وہ نشان عموریہ اور انگوریہ کے بادشاہ جرجیر کو دیا۔ اسے بھی خلعت دیا اور ایک لاکھ سواروں پر اسے بھی مقرر کیا اسے حکم دیا کہ وہ سرات اور سیرمین کے راستہ سے روانہ ہو

تیسرا نشان بنا کر دیرجان کو دیا اس کے ساتھ ایک لاکھ سوار قوم منلبید اور افرنج سے کیے اسے حکم دیا کہ وہ ارض عواصم اور قنسرین کی طرف سے روانہ ہو

چوتھا نشان دیباج سیاہ کا بنایا اور اسے اپنے بھانجے قوریر کے سپرد کیا۔

اسے بھی قوم درفش ارمن اور تغلب سے ایک لاکھ سوار دیے۔ بیش بہا خلعت دیا اور حکم دیا کہ حماۃ اور حلب کے راستے سے جائے پانچواں نشان جڑاؤ موتی اور یاقوت کا ایک سنہری چھریرے پر بنایا۔ اس کے سر پر یاقوت سرخ کی صلیب تھی! یہ باہان ارمنی کے سپرد کیا۔ اسے حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں پہنچ کر انہیں دعوت جنگ دے۔

ہرقل اعظم نے باہان اور دوسرے بادشاہوں سے مخاطب ہو کر کہا، تم ایک راستے سے نہ جانا اس سے لشکروں کی روانگی میں دقت اور دشواری ہوگی رعایا کو بھی تکلیف پہنچے گی۔ پھر اس نے جبلہ بن الایہم غسانی کو خلعت دیکر اسے باہان کا مقدمۃ الجیش مقرر کیا اور اس کے ساتھ عرب متنصرہ کو کر دیا جن کی تعداد ساٹھ ہزار سے زیادہ تھی اس نے جبلہ سے کہا۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے تم بھی عرب ہو۔ مسلمان بھی عرب ہیں۔ تمھارے ساتھ جمعیت کافی ہے تم تنہا ہی مسلمانوں کو ہزیمت دے سکتے ہو۔

لشکروں کی روانگی سے پہلے یوم الدعا مقرر کیا گیا۔ ہرقل اعظم کی تمام قلمرو میں اس روز کامیابی کی دعا مانگی گئی۔ انطاکیہ میں ایک بڑے کنیسہ کے سامنے انطاکیہ کے تمام عیسائی باشندے جمع ہوئے۔ راہب اور قس بھی آ گئے اور پانچوں بادشاہوں کو یعنی قناطیر۔ جرجیر۔ دریجان، قورین اور باہان کو معمودیہ کے پانی میں نہلایا گیا پھر چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبو جلائی گئی۔ راہبوں نے انجیل پڑھی اور سب نے فتح کی دعا مانگی۔

یہ عظیم الشان لشکر نہایت شان کے ساتھ روانہ ہوا رخصت کے وقت ہرقل اعظم نے کہا، اس جنگ کی فتح کا انحصار تمھاری جرأت وہمت پر ہے اگر تم نے پست ہمتی اور بزدلی کی۔ اور عربوں کو فتح نصیب ہو گئی تو پھر کوئی لشکر بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ رومیوں پر رعب و خوف چھا جائے گا وہ تمھارے شہروں پر قبضہ کر لیں گے تمھاری عورتوں کو لونڈیاں اور تمھارے بچوں کو غلام بنا لیں گے۔

یہ لشکر چار راستوں سے علیحدہ علیحدہ روانہ ہوا۔ راستے میں جس قدر بستیاں بھی آئیں۔ فوجیوں نے ان پر بڑے مظالم کئے مرغیاں، بکرے، گھوڑے، غلہ اور

دوسری چیزیں جبراً بلاقیمت لے لیں۔ عورتوں کی بے حرمتی کی۔ کسی کو دم مارنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ جانتے تھے کہ اگر کچھ بھی بولے تو قتل کر دیئے جائیں گے۔ ہر گاؤں میں سے لوگوں کو بیگار میں پکڑ لیا جاتا تھا اور ان سے سفر مینا کی خدمات لے کر راستے صاف کرائے جاتے تھے۔ جہاں دریاؤں پر پل نہ تھے وہاں پل بندھوائے جاتے تھے لوگ ہاتھ اٹھا اٹھا کر بددعا دیتے تھے کہ خدا انھیں پھر واپس نہ لائے اور انھیں اس ظلم کا بدلہ دے۔

اسلامی جاسوس

مسلمانوں کے جاسوس وہ رومی تھے جنھوں نے امان حاصل کرلی تھی جاسوسی کی خدمات میں انھیں کافی معاوضہ ملتا تھا جب ہرقل اعظم کا لشکر روانہ ہوا ہے تو جاسوس انطاکیہ میں موجود تھے وہ باہان کے لشکر کے ساتھ ہولیئے اور جب یہ لشکر شیرز میں آیا تو جاسوس لشکر سے الگ ہو کر مسلمانوں کے اس لشکر کے آنے کی اطلاع دینے کے لیے حمص میں آئے۔ انھیں خیال تھا کہ مسلمانوں کا لشکر حمص میں مقیم ہوگا مگر حمص میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ مسلمان جابیہ میں مقیم ہیں جاسوسوں نے وہیں پہنچ کر ابوعبیدہ کو تمام حالات سے اطلاع دی۔ ابوعبیدہ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ تمام رات مسلمان نہایت غم و فکر کی حالت میں رہے۔

مشورہ

صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ابوعبیدہ بن الجراح نے کسی قدر اندھیرے کے وقت پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر ابوعبیدہ نے کہا قسم ہے ہر مسلمان کو کوئی اس وقت تک نہ جائے جب تک میری بات تمام و کمال نہ سن لے۔

مسلمان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہ گئے۔ ابوعبیدہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ میں تعریف کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے بڑی قدرت والا ہے وہی پیدا کرتا ہے رزق دیتا ہے اور مارتا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور درود بھیجتا ہوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ خدا کے محبوب بندے اور اس کے سچے رسول تھے ان پر درود و سلام ہو۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمھاری آزمائش لینا چاہتا ہے جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ ہرقل اعظم نے بے شمار لشکر مثل پھیلی ہوئی ٹڈیوں اور ریت کے ذروں

کے تمھاری طرف روانہ کیا ہے ان کے پاس کثرت سے سامان حرب ہے غذا ہے۔ آرائش و راحت کا سامان ہے وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کی ضرور حفاظت کرے گا۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تم اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ پرہیزگار رہو اللہ تمھارے ساتھ ہے رومی تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ صلیب سے اعانت چاہتے ہیں خدا ان سے بیزار ہے اللہ اپنے یاد کرنے والوں کو کبھی ذلیل و رسوا نہ رکھے گا انشاء اللہ تمھارے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔

پھر انھوں نے ایک جاسوس سے کہا۔ تو کھڑا ہو کر جو کچھ تو نے دیکھا ہے بیان کر جاسوس نے رومیوں کی اس قدر تعداد بیان کی جسے سن کر مسلمانوں کو بڑی حیرت اور بڑا تردد ہوا۔

بعض لوگوں کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا۔ اور وہ ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے۔

"تم نے حالات سن لئے اب مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہیئے"۔ بعض مسلمانوں نے کہا۔

حضرت ابوعبیدہ سے مسلمانوں نے کہا۔ اے امیر! تم ذی عزت اور بلند مرتبہ ہو۔ تمھاری شان میں قرآن شریف کی آیتیں نازل ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں امین الامتہ کا خطاب دیا اور ارشاد فرمایا۔

بکل امۃ امین ھذہ الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح

ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔ ابوعبیدہ۔ مگر میں مثل تمھارے ایک آدمی ہوں۔ تم بھی کلام کرتے ہو جب بھی کلام کرتا ہوں تم بھی مشورہ دیتے ہو۔ میں بھی دیتا ہوں مشورہ کرنا سنت ہے تم اپنی تجویز بیان کرو۔

یمن کے دس مسلمان کھڑے ہوئے انھوں نے کہا: "اے سردار تم وہ ہو کہ تمھارے واسطے بزرگی ہے اور مرتبہ ہے۔ سب سے بہتر رائے بھی تمہاری ہی ہو سکتی ہے لیکن اوروں کی رائے بھی معلوم کرنا چاہتے ہو۔ لہذا ہم عرض کرتے ہیں کہ ہماری

رائے یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کرکے کشادہ جگہ میں جا اتریں وہ جگہ وادی القریٰ کے قریب ہو وہاں چراگاہ بھی ہو تاکہ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم مدینہ سے آسانی کے ساتھ مدد پہنچا سکیں خدا کی ذات سے امید ہے کہ ہم غالب ہوں گے رومیوں کو شکست دینے کے بعد ہم پھر یہاں چلے آئیں گے۔

ابو عبیدہ - بیٹھو تم - رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر - تم نے ایسا مشورہ دیا کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو مفتوحہ شہروں کو دشمنوں کے حوالے کر دوں اور ہماری یہ واپسی شکست قرار پائے کیا تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں جانتے ہو کیا وہ ہماری واپسی پر ہم سب کو سرزنش نہیں کریں گے خصوصاً مجھ پر خفا ہوں گے کیا وہ اسے میری بزدلی سمجھ کر مجھے ملامت نہ کریں گے۔ ان کے غصے سے کون پناہ دے گا۔ قیس بن ہبیرۃ المرادی نے کہا۔ اے امین الامۃ ہم اس ریگزار کے رہنے والے ہیں جہاں نہ چراگاہیں ہیں نہ سبزہ ہے نہ باغات ہیں نہ انگور ہیں۔ وہاں کے پہاڑ خشک اور جھلسے ہوئے ہیں۔ وہاں سونے چاندی کی افراط نہیں ہے جواہرات نہیں ہیں۔ ریشمی کپڑے نہیں ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں کثرت سے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام کیا ہمیں ملک شام میں پہنچایا یہاں کی جملہ نعمتیں عطا کیں۔ سونا دیا۔ چاندی دی۔ ریشمی کپڑے دیے طرح طرح کے پھل مرحمت فرمائے ہم خدا کا یہ انعام چھوڑ کر چلے جائیں کیا یہ خدا کی ناشکری نہ ہوگی رہا مرنا اور جینا ۔۔۔ ہم جہاد کر رہے ہیں۔ شہادت ہم سب کی تمنا ہے۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ ہمیں ان نعمتوں سے کہیں بڑھ کر نعمتیں عطا فرمائے گا پھر ہم یہاں سے کیوں ہٹیں۔ ہم خدا کے دین کو تمام ملک شام میں پھیلا دیں گے۔

ابو عبیدہ۔ خدا تم پر رحمت کرے، تم نے بہت خوب بیان کیا ہے۔

قیس۔ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اسی سے مدد چاہتے ہیں وہ ہماری مدد کرتا ہے انشاءاللہ آئندہ بھی کرے گا۔ اور اگر ہم لڑائی میں مارے بھی گئے، تب بھی ثواب کے مستحق ہوں گے۔ میری رائے تو یہی ہے کہ اسی جگہ ٹھہر کر رومیوں کا مقابلہ کیا جائے، اور بھی بہت سے مسلمانوں نے قیس بن ہبیرہ کی رائے کی تائید کی لیکن حضرت خالد خاموش رہے انھوں نے کچھ نہیں کہا۔

حضرت ابو عبیدہ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا ۔ "اے ابا سلیمان! تم مرد بزرگ، صائب الرائے اور بلند حوصلہ ہو۔ تم نے کوئی مشورہ نہیں دیا۔ تمھاری کیا رائے ہے"
حضرت خالد نے کہا۔ "مسلمان قیس ہبیرہ کی رائے پر متفق ہو چکے ہیں چونکہ میری رائے ان کی رائے سے جداگانہ ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کی مخالفت کر دوں۔ ممکن ہے میں غلطی پر رہوں اور اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے۔"
ابو عبیدہ۔ "ابھی کوئی رائے طے نہیں ہوئی ہے لوگ مشورے دے رہے ہیں تم بھی کوئی رائے دو ـــــ اگر تمھاری رائے مناسب ہو گی تو خدا کی قسم میں اسے ہی اختیار کر دوں گا۔"
خالد۔ "اے امیر! اگر تم یہاں ٹھہرو گے تو اپنے دشمنوں کو تقویت دو گے۔ اس لئے کہ اس مقام جابیہ سے قیساریہ بہت قریب ہے اور قیساریہ میں ہرقل اعظم کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار کا لشکر لیے موجود ہے۔ تمھارے خوف کی وجہ سے اہل اردن وہاں جمع ہو گئے ہیں۔ ضرورت کے وقت وہ لوگ رومیوں کی مدد کے لئے دوڑ پڑیں گے اور تم حجاز سے دور ہو اس لئے تمھیں مدد نہ پہنچ سکے گی یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شہروں کو تم نے فتح کیا ہے وہ بھی بغاوت پر آمادہ ہو جائیں تم یہاں سے اس طرح کوچ کرو جیسے دشمنوں کا استقبال کر رہے ہو اور ذرا آگے بڑھ کر یرموک میں جا اترو۔ وہ جگہ بڑی وسیع اور کشادہ ہے۔ وہاں ہمیں گھوڑوں کو گرداو سے دینے کے موقعے مل سکتے ہیں اور جس قدر وہاں دشمنوں کی مدد پہنچنے کے ذرائع ہو سکتے ہیں۔ اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہمیں مدد پہنچنے میں بھی آسانی ہو گی۔"
حضرت خالد کی رائے کو تمام مسلمانوں نے پسند کیا۔ ابو سفیان بن حرب نے کہا۔ "اے سردار! خدا کی قسم رائے خالد بن الولید کی نہایت مستحسن اور مناسب ہے اسی پر عمل کرو اور چونکہ مقام اردن میں رومیوں کا لشکر موجود ہے اور وہ جگہ یہاں سے قریب ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں کا لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ مختلف آوازیں بلند ہوں گی۔ کہیں وہ ہم پر حملہ نہ کر دیں۔ اس لئے آپ خالد بن الولید کو کچھ لشکر دے کر مقام رقاد کی طرف بھیجدیں تاکہ جیش اسلام اور

رومیوں کو ہم پر تاخت کرنے کی جرات نہ ہو۔
خالد۔ اے بیٹے حرب کے تم نے یہ میرے دل کی بات کہی۔ خود میری یہی رائے تھی
ابو عبیدہ۔ یہ رائے بھی بہت مناسب ہے۔

جیش اسلام کا کوچ

اسی وقت ابو عبیدہ بن الجراح نے کوچ کا اعلان کر دیا انھوں نے خالد بن الولید کو حکم دیا۔ وہ اس لشکر کو اپنے ساتھ لے لیں جسے عراق سے لائے تھے۔ اور اردن کی طرف رہ کر مسلمانوں کی حفاظت اور نگہبانی کریں تاکہ رومی ان پر حملہ نہ کر سکیں۔

حضرت خالد اپنا لشکر لے کر اردن کی طرف جا ٹھہرے۔ مسلمانوں نے تیار ہو کر کوچ کیا۔ پیدل پلٹنیں اور رسالے روانہ ہونے لگے۔ کوچ کے وقت اس قدر غل ہوا کہ ایک فرسخ سے بھی زیادہ فاصلے پر اس کی آواز پہنچی۔

اردن میں آدمی جو جمع ہو رہے تھے انھوں نے یہ شور سنا وہ سمجھ گئے کہ مسلمان باہان کے لشکر کے آنے کی خبر سن کر بھاگے جاتے ہیں۔ ان کے دلوں میں طمع پیدا ہوئی وہ مسلمانوں پر حملے کرنے کے لیے چلے۔"

اہل اردن کی یورش

اردن والوں نے جب مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھا تو انھوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت خالدؓ انھیں یورش کرتے ہوئے دیکھ کر ہنسے۔ انھوں نے کہا۔ خدا کی قسم احتیاط کیا اچھی زرہ ہے۔"

ان کے ساتھ لشکر زحف تھا۔ وہ رومیوں کے سامنے آگئے اردن والوں نے ان کی تھوڑی تعداد دیکھ کر ان پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا جنگ شروع ہو گئی مجاہدین اسلام نے تلواروں اور نیزوں سے حملہ کیا۔ انھوں نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ خالد بن الولید مرقال ضرار بن الازور طلحہ بن نوفل عامری۔ عامر بن الطفیل۔ زبیر ابن اکال الدم، ہلال بن مرہ اور صخرہ بن سالم اور بعض ان ہی جیسے بہادروں نے پر زور حملے کر کے رومیوں کی صفیں الٹ دیں رومی گھبرا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور انھیں قتل و گرفتار کرنے لگے تھوڑی ہی دیر میں اردن والوں سے وہ زمین صاف ہو گئی۔ حضرت خالد اور ان کے ہمراہی مال غنیمت اور قیدی لے کر یرموک کی طرف چلے۔

مسلمانوں کی یرموک میں آمد

حضرت ابو عبیدہ یرموک کے مقام پر پہنچ گئے۔ انھوں نے اپنے لشکر کے قیام کے لئے مناسب جگہ تجویز کی نہایت فراخ جگہ میں لشکر کو فروکش کیا اسلامی فرودگاہ کے قریب ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا جو میمنہ سے میسرہ تک پہاڑ کی طرح پھیلتا چلا گیا تھا۔ یہ ٹیلہ مسلمانوں کی فرودگاہ کی پشت پر تھا ہر طرح محفوظ تھا۔ ابو عبیدہ نے اس پر عربی عورتوں اور بچوں کو ٹھہرایا اس لئے ٹیلے پر دور تک خیمے نصب کرا دیئے۔ ان میں سے بعض خیمے زخمیوں کے لئے مخصوص کر دیئے کچھ لشکر عورتوں کی حفاظت و نگرانی پر مقرر کر دیا۔

جبکہ مسلمان فرودگاہ میں خیمے نصب کر رہے تھے اس وقت حضرت خالد بھی آئے۔ انھوں نے مال غنیمت اور رومی قیدی ابو عبیدہ کے سامنے پیش کئے۔ حضرت ابو عبیدہ نے انھیں دعائے خیر دی اور کہا - خدا کی قسم یہ نشانی غلبہ کی ہے حضرت خالد اور ان کا لشکر بھی مقیم ہو گیا۔

رومیوں کی یرموک میں آمد

رومی لشکر چونکہ بہت زیادہ تھا اس لئے وہ آہستہ آہستہ کوچ کر رہا تھا ہرقل اعظم کے بیٹے قسطنطین کو باہان کی آہستہ روی ناگوار ہوئی اس نے باہان کو آہستہ چلنے پر ملامت کی اور اسے تیزی سے چلنے کی ترغیب دی۔ جب اس کے پاس قسطنطین کا خط پہنچا تو اس نے بطارقہ اور ملوک کو پڑھ کر سنایا انھیں تیزی سے چلنے کی ہدایت کی اور حکم دیا کہ راستے میں جو آبادیاں آئیں ان کے جوانوں کو خوشی سے یا جبر سے فوج میں بھرتی کر کے ساتھ لے لو چنانچہ ہر بستی میں سے جوانوں کو ساتھ لے لیا گیا۔ جب وہ ان مقامات میں آئے جہاں کہ رومیوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر کے ان کی اطاعت کر لی تھی تو وہ انھیں ملامت کرنے لگے۔ کہتے تھے سختی ہوتم پر تم نے اپنے دین کو چھوڑ دیا اور اہل عرب کی طرف میل کیا۔ رومی انھیں جواب دیتے تھے کہ تم ہم سے زیادہ ملامت کے مستحق ہو تم نے ہم کو بے رحم پر چھوڑ دیا ان کے سامنے سے بھاگ نکلے ہمیں بلا کے سامنے ڈال دیا ہم نے اپنی جانیں بچانے کے لئے عربوں کی اطاعت کر لی۔

اس جواب سے لشکر والے رومی نادم ہوتے تھے باہان کو معلوم ہو گیا تھا کہ مسلمان یرموک کے مقام پر پہنچ کر مقیم ہو گئے ہیں رومی لشکر بھی وہیں پہنچا اور دیر الجبل کے مقام پر اترا ـــــ یہ مقام یرموک ہی میں واقع تھا لیکن سرزمین رقاد اور جولان کے قریب تھا۔ باہان نے اسلامی لشکر سے تین فرسخ کا فاصلہ درمیان میں چھوڑ کر اپنا لشکر اس ترتیب سے فروکش کیا کہ سب سے آگے جبلہ کا لشکر اس ترتیب سے رکھا اس کے پیچھے اور بادشاہوں کے لشکر اور سب کے بعد اپنا رومی لشکر چھ مربع فرسخ سے بھی زیادہ دوری میں فروکش ہوا۔

مسلمانوں نے جب اس بے شمار رومی لشکر کو دیکھا تو ان پر کچھ ہیبت سی طاری ہو گئی اکثر مسلمانوں کی چہرے کی رنگتیں بدل گئیں انھیں اضطراب لاحق ہو گیا وہ رومیوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے لئے بے چین نظر آنے لگے۔

راشد بن سعید الحمیری سے عمرو نے بیان کیا ہے کہ مجھے اس کی بڑی خواہش رہتی تھی کہ میں رومیوں کے ہر اس لشکر کی تعداد معلوم کروں جو ہمارے مقابلے میں آئے۔ چنانچہ جب باہان کا لشکر یرموک کے مقام پر آیا تو میں نے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر دیکھا مجھے بیس علم نظر آئے بعض رومی معاہدین سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہر علم کے تحت میں پچاس ہزار لشکر ہے میں سمجھ گیا کہ دس لاکھ رومی ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے رَوماس حاکم بصرہ کو جو رومی تھے اور مسلمان ہو گئے تھے رومیوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ رومی لباس پہن کر گئے اور ایک دن اور ایک رات غائب رہے جب وہ آئے تو بہت سے مسلمان حضرت ابوعبیدہ کے خیمے پر جمع ہو گئے رَوماس نے بتایا کہ رومی اپنی تعداد دس لاکھ بیان کرتے ہیں میں نے ہر چند کوشش کی کہ میں شمار کر دوں لیکن نہ شمار کر سکا۔ قوم ٹڈی کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ بے شمار ہے۔

ابوعبیدہ نے دریافت کیا۔ رومیوں کی فوج میں ایک نشان کے نیچے کس قدر لوگ ہوتے ہیں۔

روماس نے جواب دیا۔ عام طور پر پچاس ہزار آدمی ہوتے ہیں۔ میں نے بیس علم گنے ہیں۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد دس لاکھ ہے۔"

ابوعبیدہ۔ ہمیں خوف نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔ یعنی اکثر اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب ہو جاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے:

عطیہ بن عامر نے بیان کیا ہے کہ رومی لشکر اس قدر تھا کہ اسے کسی چیز سے مناسبت ہی نہیں دی جاسکتی تھی حقیقت میں وہ ایسا ہی ٹڈی دل تھا کہ اس نے یرموک کی سرزمین کو ڈھک لیا تھا مسلمانوں میں اضطراب و گھبراہٹ کے آثار ظاہر ہو گئے تھے۔ ہر شخص کی زبان پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم تھا۔

حضرت ابو عبیدہ رومیوں کی طرف دیکھ کر کہتے تھے۔ ربنا افرغ علینا صبراً وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین (یہ قرآن شریف کی آیت ہے) یعنی اے پروردگار ہمیں صبر عطا کر اور ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح دے۔

حضرت ابو عبیدہ نے رومیوں کی خبریں لانے کے لئے جاسوس بھیجے تھے — یہ جاسوس بھی خوفناک خبریں لے کر آئے۔ رومیوں کی بھاری تعداد بیشمار گھوڑوں ہتھیار اور شاہانہ ساز و سامان کا ذکر کیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔ "اگر خدا نے چاہا تو یہ سب ہمارے لئے مال غنیمت ہوگا۔

رومی سفیر کی آمد

باہان کا لشکر نہر یرموک کے کنارے پر خیمہ زن ہوا — وہ بلد قادر ارض جولان اور بلد سواد تک پھیل گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب باہان یرموک میں آکر ٹھہرا تو اس کے پاس ہرقل اعظم کا ایک سفیر یہ پیغام لے کر آیا کہ تم جنگ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کو صلح کی ترغیب دو ان سے کہو کہ بادشاہ روم یہ وعدہ کرتا ہے کہ ہر سال تمہارے خلیفہ حضرت عمرؓ کو ان کی فوج کے ہر سردار کو سالانہ رقم بھیجا کرے گا اور حجاز سے جابیہ تک کا ملک شام کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں رہے گا۔ ہمارے اور ان کے درمیان یہ عہد و اقرار ہو جائے کہ ایک فریق دوسرے کے ملک پر حملہ نہ کرے۔

باہان کو ہرقل اعظم کا یہ پیغام پسند نہ آیا یہ پیغام ایک مشہور رومی جرجیر لے کر آیا

تھا۔ باہان نے اس سے کہا ـــــ ۔ افسوس ہے کہ عربوں کو صلح کی ترغیب دی حالانکہ تم نے دیکھا ہوگا کہ عرب ہمارے مقابلے میں بہت ہی کم ہیں اگر ہم ان پر گھوڑے دوڑائیں تو وہ پامال ہو جائیں گے۔

جرجیر نے کہا ـــــ ۔ تم عربوں سے واقف نہیں ہو ان کی تھوڑی تعداد بڑی بڑی جمعیتوں سے بھڑ جاتی ہے ـــــ وہ بھاگنا جانتے ہی نہیں اس کے علاوہ جو بادشاہ نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو۔"

باہان ۔ اچھا تم ہی مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان سے گفتگو کرو۔ جرجیر نے ریشمی لباس پہنا۔ گلے میں حمیل پہنی ایک بڑے شہری (تاتاری گھوڑے کی قسم ہے) پر سوار ہوا جس پر سنہرا زین تھا اس نے ترم ندیجہ ایک ہزار آدمی ساتھ لیے اور بڑے شان و تجمل سے چل کر اسلامی لشکر کے سامنے آ کھڑا

اس نے پکار کر کہا ـــ مسلمانو! میں تمھارے سردار سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں شاید ہم مصالحت کرنے پر رضامند ہو جائیں اور خون ریزی رک جائے۔ مسلمانوں نے حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع دی وہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور چل کر جرجیر کے سامنے پہنچ کر اس طرح رکے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں جرجیر نے کہا۔" اے عرب اپنے گھوڑے کو پیچھے ہٹا لو"

ابوعبیدہ ۔ ہمارا یہ وطیرہ نہیں ہے ۔ تم اپنے گھوڑے کو قدرے پیچھے ہٹا سکتے ہو مجبوراً جرجیر نے اپنا گھوڑا کچھ پیچھے ہٹایا۔

ابوعبیدہ نے کہا ۔ اے بھائی کہو تمھیں کیا کہنا ہے ؟

جرجیر ۔ اے عربی برادر، یا تم لوگ بدالحال تھے محتاج تھے ۔ عسرت سے بسر کرتے تھے بھوکے اور ننگے رہتے تھے ۔ آپس میں جنگ و جدل کرتے تھے ۔ ہم نے کبھی تمھیں قابل التفات نہیں سمجھا تھا ۔ تمھیں کمزور و ناتوان جانتے تھے مگر اب تم ہمارے ملک میں گھس آئے ۔ ہمارے شہروں پر قبضہ کر لیا ۔ پیادہ پا آئے تھے اب سوار ہو گئے مفلس آئے تھے اب غنی ہو گئے ۔

ابوعبیدہ ۔ یہ تو خدا کا انعام ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم خدا کو بھولے ہوئے تھے مشرک تھے ۔ بتوں کو پوجتے تھے دنیا بھر کے عیوب ہم

میں موجود تھے۔ لیکن خدا نے ہم پر فضل کیا۔ ہم میں نبی آخر الزماں بھیجا۔ انھوں نے ہمیں خدا کے سامنے جھکا دیا۔ خدا نے ہمیں نوازہ۔ ہماری تمام کمزوریاں دور ہو گئیں اب فتحیابی ہمرکاب ہے۔ اور کامیابی ہمارے جلو میں ہے۔

جرجیر۔ تم اس بات پر فخرو غرور نہ کرنا کہ تم نے رومیوں کو اکثر معرکوں میں شکست دی ہے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا ہے اب جو لشکر تمھارے سامنے آیا ہے تم میں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے —— اس لشکر میں مختلف زبانیں ہیں مگر سب عیسائی ہیں۔ دین عیسوی کی مدد کے لئے آئے ہیں انھوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ تمھارے مقابلے سے نہ بھاگیں گے۔ ان میں ارمنی بھی ہیں۔ افرنجی بھی۔ رومی بھی ہیں اور ہمدانی بھی ہیں یہ لوگ گھوڑے دوڑا دیں تو تمھیں پامال کر ڈالیں۔ مگر ہم جبر و سختی کو روا نہیں رکھتے تم سے کہتے ہیں کہ تم اپنے ملک کی طرف پھر جاؤ۔ ہم تمھارا تعاقب نہیں کریں گے بلکہ عظیم روم نے ازراہ شفقت و مہربانی یہ بھی طے کرایا ہے کہ جن شہروں پر تمھارا قبضہ ہو گیا ہے وہ تمھیں ہی دے دیئے جائیں گے اور اگر تم یہاں سے چلے نہ گئے تو پھر تمھارے ہلاک ہو جانے میں کوئی شک نہیں ہے۔

ابو عبیدہ۔ تم نے خطا کی کہ ہم کو اپنے عظیم الشان لشکر سے ڈرا کر بھاگنے کی ترغیب دی۔ تم اس بات کو نہیں جانتے کہ ہم زندگی سے موت کو بہتر جانتے ہیں۔ ہم تلوار کے سائے میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔ تلواروں سے نہیں ڈرتے۔ نیزہ بازی ہمارا دن رات کا مشغلہ ہے۔ ہم اپنے ملک سے نیزہ بازی اور شمشیر زنی ہی کے لئے نکلے ہیں ہمیں یہ یقین ہے کہ ہم ملک شام کو فتح کریں گے کیونکہ پروردگار عالم نے نبی اکرم حضرت محمد صلعم کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ یقیناً پورا ہوگا —— تمھاری بھاری جمعیتیں ہمارے سامنے سے بھاگ جائیں گی جب ہمارے نیزوں کی نوکیں تمھارے لشکروں کو لے لیں گی۔ تو وہ یا تو مارے جائیں گے یا بھاگ جائیں گے۔ ہم تمھارے بادشاہ کے تخت گاہ تک قابض ہو جائیں گے اور تمھارے بادشاہ کے خزانہ پر قبضہ کر لیں گے۔ تم زندگی کو دوست رکھتے ہو ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے جب تمھارا لشکر ہمارے سامنے آئے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں جنگ کا کون زیادہ خواہشمند ہے۔ جرجیر نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک ارمنی شخص سنبیل نامی سے مخاطب

ہو کر کہا۔ ستین تو نے سنا۔ بادشاہ اس قوم کو خوب پہچانتا ہے۔ یہ لوگ ڈرنا نہیں جانتے۔"

وہ واپس لوٹ کر باہان کے پاس پہنچا اور اس سے تمام گفتگو بیان کی باہان نے دریافت کیا۔ "کیا تو نے صلح کی دعوت دی تھی۔

جرجیر نے جواب دیا۔ "نہیں میں نے انھیں ڈرایا تھا۔ اگر اس قوم سے صلح ہو جائے تو اچھا ہے تم جبلہ کو بھیجو۔ وہ ان کا ہم قوم ہے۔ شاید ڈرا دھمکا کر انھیں صلح پر آمادہ کرے۔

باہان نے جبلہ کو بلا کر حکم دیا کہ تو مسلمانوں کے پاس جا کر ہماری کثرت سے ڈرا ان کے دلوں پر ہماری ہیبت بٹھا دے اور انھیں صلح پر آمادہ کر۔

عبادہ بن صامت اور جبلہ کی گفتگو

جبلہ بڑی شان سے روانہ ہو کر اسلامی لشکر کے پاس جا کر رکا اور پکار کر کہا۔

اے گروہ عرب! اپنے لاد عمرو بن عامر سے کسی شخص کو میرے پاس بھیجو۔"

جب ابو عبیدہ بن الجراح کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا۔ "رومیوں نے تمھارے ابنائے جنس کو مکر و فریب دینے کے لئے تمھارے پاس بھیجا ہے کوئی انصار میں سے اس کے پاس جائے۔

وہاں عبادہ بن صامت موجود تھے وہ نہایت قوی الجثہ اور گراں ڈیل تھے انھوں نے کہا۔ "یا امیر! مجھے اجازت دیجیے، میں اس سے گفتگو کروں گا۔"

ابو عبیدہ نے اجازت دے دی وہ ایک بڑے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور جبلہ بن الایہم غسانی کے سامنے جا کر رکے جبلہ نے دیکھا کہ ایک ذی قامت شخص سیاہ رنگ جیسے قوم شنوءہ[1] کے ہوتے ہیں ان کے سامنے آئے ہیں وہ ان کا ڈیل ڈول دیکھ کر ڈر گیا۔ اس سے دریافت کیا۔ اے جوان تم کن لوگوں میں سے ہو۔

---

[1] شنوءہ۔ یمن کا ایک قبیلہ ہے اس قبیلے کے آدمی سیاہ رنگ اور بڑے موٹے تازے اور طویل القامت ہوتے ہیں۔

(صادق صدیقی۔ سردھنوی)

عبادہ بن صامت نے جواب دیا۔ "میں اس قوم سے ہوں جس قوم کے آدمی کو تو نے طلب کیا ہے میں اولاد عمر بن عامر سے ہوں۔

جبلہ۔ مبارک ہو۔ تم کس قبیلے سے ہو؟

عبادہ۔ میں قبیلہ خزرج سے ہوں۔ عبادہ بن صامت صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوں کہہ تو جو تجھے کہنا ہے۔

جبلہ۔ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا ہم جنس ہوں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ مجھے تم سے لگاؤ ہے میں تمہیں یہ بات سمجھانے آیا ہوں کہ بادشاہ نے اس مرتبہ اتنا بڑا لشکر تمہارے مقابلے کے لئے بھیجا ہے کہ تم تو تم اس کا مقابلہ حجاز کو ملا کر بھی نہیں کر سکتے۔ تم اس بات پر گھمنڈ نہ کرو کہ تم نے اس سے پہلے لشکروں کو شکست دے دی ہے لڑائی مثل ڈول کے گھومتی ہے اب تک تم فتحیاب ہوتے رہے اب رومیوں کی باری ہے اس کے علاوہ اگر رومیوں کو شکست ہوئی تو وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں گے اور اگر تمہیں شکست ہوئی تو تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے ___ اس لئے یہ مناسب ہے کہ مصالحت کر لو اور اب تک جو کچھ تم نے رومیوں سے لے لیا ہے اس پر قابض رہو۔

عبادہ۔ تم ہمیں ڈرانے آئے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم زندگی کی بالکل بھی پرواہ نہیں کرتے۔ موت کو عزیز سمجھتے ہیں۔ ہم رومیوں کی کثرت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے انہیں اجنادین کے مقام پر آزما چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر فتح دی اب بھی خدا ہماری مدد کرے گا۔ اور ہمیں قطعی یہ امید ہے کہ ہم اس لشکر کو مغلوب کر لیں گے رومی ہم سے زیادہ خوں ریزی کے خواہش مند نہیں ہیں ہمیں ان کے خون سے زیادہ مرغوب اور میٹھی چیز کوئی بھی نظر نہیں آتی۔ اے جبلہ تو رئیس قوم ہے عقلمند ہے میں تجھے دعوت اسلام دیتا ہوں تا کہ تجھے دین و دنیا کی بزرگی حاصل ہو جائے۔ تو نے روشنی پا کر پھر اندھیرے کو اختیار کر لیا اب حق کی طرف رجوع کر سچے دین کو اختیار کر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھو۔

جبلہ بڑا خشمناک ہوا۔ اس نے کہا۔ "اس قسم کی بات مت کرو میں اپنے دین سے پھرنے والا نہیں ہوں۔"

عبادہ۔ خدا نے تیری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اچھا اگر تو کافر ہی رہنا چاہتا ہے تو رہ لیکن رومیوں سے الگ ہو جا تاکہ تیرا بھی وہی انجام نہ ہو جو رومیوں کا ہوگا
جبلہ۔ یاوہ گوئی نہ کرو اے عربی برادر! ہم رومیوں کا کچھ نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔
عبادہ۔ وہ کافر ہیں۔ ان کے دلوں میں نور ایمان نہیں ہے ہم خدا کی توحید کے حامل ہیں وہ ہماری طرح انسان کیسے ہو سکتے ہیں ہم پروردگار کی حمد کرتے اور اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ ہمارے پیچھے ایسا لشکر ہے جو کشادہ ہائے عالم کو بھرے گا۔
جبلہ نے حیرت سے ان کی پشت کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں سوائے اس لشکر کے جو تمہارے ساتھ ہے اور کوئی لشکر نہیں دیکھتا ہوں۔
عبادہ۔ خدا کی قسم تو جھوٹا ہے۔ ہمارے پیچھے بزرگ شریف اور دلیر لوگ ہیں کیا تو حضرت عمر فاروق کو بھول گیا جن کی ہیبت سے خوف زدہ ہو کر تو یہاں بھاگ کر آیا ہے وہ نہایت سخت بڑے دلیر اور مضبوط ہیں کیا تو حضرت عثمان غنی اور ان کی دانشمندی اور جوانمردی کو بھول گیا۔ کیا تو نے حضرت علی اور ان کے دبدبہ کو نظر انداز کر دیا۔ کیا عباس۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبد الرحمٰن بن عوف اور فلاں فلاں کو تو نہیں جانتا جو حجاز طائف اور یمن سے مدینہ منورہ میں جمع ہوئے ہیں اور جس طرف کا رخ کریں گے زمین کو لاشوں سے بھر دیں گے۔
جبلہ۔ اے ابن عم! میں تمہیں ڈرانے نہیں آیا بلکہ صلح کی درخواست کرنے آیا ہوں
عبادہ۔ اب تو نے درستی اختیار کی۔ ہماری صلح دو باتوں پر منحصر ہے یا تو مسلمان ہو جائے یا جزیہ دو یا لڑو۔
جبلہ۔ ہم اپنی قوم سے مشورہ کر دو۔
عبادہ۔ خدا کی قسم بجز ان باتوں کے ہرگز صلح نہ ہو سکے گی۔ ہمارے پاس حضرت عمر کا حکم پہنچا ہے کہ جب ہم تجھ پر موقع پائیں تو تجھے مار ڈالیں۔ کیونکہ تو مرتد ہو گیا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ پروردگار کی قسم اگر تو سفیر نہ ہوتا اور سفیر کا مارنا برا نہ سمجھا جاتا تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اتار لیتا۔

یہ کہتے ہی عبادہ نے میان سے تلوار کھینچ کر چمکائی ۔ جبلہ خوف و دہشت سے تھرا اُٹھا۔ وہ فوراً واپس لوٹ گیا۔ اور ڈرتا ہوا باہان کی طرف چلا جب وہ باہان کے پاس پہونچا تو اس کے چہرے سے خوف کے آثار ظاہر تھے۔ باہان نے اس سے پوچھا: "کیا حال ہے۔ اے جبلہ تیرے پیچھے؟"

جبلہ نے جواب دیا اے بادشاہ! یہ ایسی قوم ہے جس پر کسی کے پند و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ میں نے انھیں ڈرایا تھا۔ لیکن وہ بالکل نہیں ڈرے۔ انھوں نے ڈرنا نہیں سیکھا ہے۔ انھوں نے صاف طور پر کہہ دیا کہ ہم صلح سے زیادہ لڑائی کے خواہش مند ہیں۔"

باہان:۔ "لیکن تمہارے چہرے سے خوف و ہراس کیسا ظاہر ہے۔"

جبلہ۔ خوف ہراس کیسا حیرت ہے۔"

باہان۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ سنو اے عربی بادشاہ تمہارے ساتھ ساٹھ ہزار سوار ہیں اور میں نے سنا ہے کہ مسلمان کل تیس ہزار ہیں وہ بھی عرب ہیں۔ تم بھی عرب ہو۔ تمہارے دو آدمیوں کے مقابلہ میں ان کا ایک آدمی ہے۔ تم ان سے لڑو ہم تمہاری مدد پر ہیں۔ جس قدر علاقہ مسلمانوں نے فتح کر لیا ہے۔ وہ سب تمھیں دیا جائے گا۔ اب عظیم روم کے دل میں جس قدر تمہاری عزت اور قدر و منزلت ہے اگر تم نے مسلمانوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ تو اس وقت اس سے کہیں زیادہ ہو جائے گی۔ بادشاہ کو تم پر اعتماد ہو جائے گا۔ وہ تمھیں اس قدر دولت دے گا جس سے تمہاری شان بجمل اور بڑھ جائے گی۔ اسکے علاوہ تمام ملک میں تمہاری شہرت بڑھ جائے گی ۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ باہان نے جبلہ کو ایسی ترغیب دی کہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر تیار ہو گیا۔

جبلہ کی میدان جنگ میں آمد

جبلہ اپنی قوم میں آیا اس نے اپنے ہمراہیوں کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ساٹھ ہزار عرب متنصرہ تھے۔ ان تمام عربوں نے زرہیں پہنیں مسلح ہوئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔ جبلہ نے سنہری زرہ پہنی۔ اور فولاد کی بنائی ہوئی

تلوار حمائل کی۔ وہ علم ہاتھ میں لیا جو ہرقل اعظم نے اس کے لیے تیار کیا تھا اور اپنا لشکر لے کر مسلمانوں کے سامنے آیا۔ اس کی سپاہ ایسی معلوم ہوتی تھی جیسی دیوار آہنی ہو۔

ابھی ابوعبیدہ عبادہ بن صامت سے وہ باتیں دریافت کر رہے تھے جو ان میں اور جبلہ میں ہوئی تھیں کہ بنو غسان ان کے سامنے آئے جوں ہی مسلمانوں نے انھیں دیکھا بعض کو آواز دی۔ اور کہا ''اے مسلمان! عرب متنصرہ تم سے لڑنے کے لیے آئے ہیں تمہارا کیا ارادہ ہے۔؟

پرجوش مسلمانوں نے پکار کر کہا: ''ہم ان سے لڑیں گے۔ ہمیں خدا کی ذات سے امید فتح اور غلبہ کی امید ہے:

کئی قبیلے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہتھیار لے کر گھوڑوں کی طرف دوڑے تاکہ سوار ہو کر جبلہ کے لشکر سے ٹکرائیں۔ حضرت خالد نے دیکھا۔ انھوں نے پکار کر کہا۔ مسلمانو! صبر کرو۔ رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر جلدی نہ کرو۔ رومیوں نے یہ مکر کیا ہے۔ کہ انھوں نے عرب متنصرہ کو تمہارے مقابلہ میں بھیجا ہے۔ میں ایسی تدبیر کروں گا جس سے ہمارا رعب ان پر چھا جائے گا۔''

حضرت ابوعبیدہ نے دریافت کیا ''کیا تدبیر ہے۔ اے ابا سلیمان!''

خالد۔ یا امیر! رومیوں نے ہم پر ہمارے ہم جنس عربوں سے اعانت پائی ہے وہ شمار میں ہم سے دو گنے ہیں۔ اگر ہم سب مل کر ان سے لڑنے تو یہ بات ہمارے لیے فخر کی نہ ہوگی۔ میں ایسے چند لوگوں کو ان کی طرف بھیجوں گا جو انشاء اللہ انھیں ہزیمت دے کر بھگا دیں گے لیکن اس سے پہلے میں یہ کوشش کروں گا کہ وہ لغیر لڑنے بھڑے ہی واپس ہو جائیں۔''

ابوعبیدہ۔ جو تم نے تجویز کیا ہے کرو۔''

حضرت خالد نے اسی وقت قیس بن سعید بن عبادہ خزرجی۔ کعب بن مالک انصاری معاذ بن جبل۔ جابر بن عبداللہ اور ابی ایوب۔ خالد بن زید کو بلا کر کہا اے حامیان دین اسلام۔ عم اور جذام تمہارے چچیرے بھائی ہیں باہان نے ترغیب دے کر انھیں تم سے لڑنے کے لیے بھیجا ہے۔ تم ان کے پاس جا کر انھیں

سمجھاؤ اور واپس کرنے کی کوشش کرو۔ اگر وہ لوٹ جائیں تو ان کے لیے بہتر ہے نہ لوٹیں تو پھر ہماری تلواریں انھیں لے لیں گی۔ یہ پانچوں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور انصار تھے وہ چلے اور جبلہ کے قریب آکر ٹھہرے۔ انھوں نے پکار کر کہا: "اے آل غسان۔ لخم اور جذام! ہمارے چچیرے بھائی ہو۔ ہم جبلہ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

جبلہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ اس نے انھیں طلب کر لیا اس وقت وہ ایک سرخ رنگ کے خیمے کے اندر زرد رنگ کے فرش پر بیٹھا تھا۔ ایک بڑے تکیہ سے سہارا لگا رکھا تھا اسکے سامنے لوک آل جفنہ بیٹھے تھے۔ مسلمانوں نے اسکے سامنے جا کر آئین عرب کے موافق دعا دی۔"

جبلہ نے ان کی بڑی تکریم کی۔ انھیں عزت کے ساتھ بٹھایا اور کہا۔ "اے آل عم! تم میرے عزیز و یگانے ہو۔ میں تمہارے پاس از راہ شفقت آیا کہ تمہیں آگاہ کردوں کہ جس لشکر نے تمھیں ڈھانک لیا ہے اس سے پناہ ملنی مشکل ہے۔ میں نے صلح کی ترغیب دی لیکن تم نے جس شخص کو بھیجا تھا اس نے سخت گفتگو کی۔ اب تم کس لیے آئے ہو؟"

جابر بن عبد اللہ نے گفتگو میں سبقت کی۔ انھوں نے کہا: "اے ابن عم! تو ہم سے اس کی گفتگو کا مواخذہ نہ کر مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نصیحت کرکے اتمام حجت کریں۔ تو ہمارا عزیز قریبی ہے۔ ایک عزیز اپنے والے کے لیے سلوک ہونا چاہتا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں دین اسلام سچا مذہب ہے توحید اسلام ہی میں ہے عیسائیت تین خدا بتاتی ہے اس میں توحید نہیں ہے۔ ہم بھی مسلمان ہیں تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے۔ ہمارا مذہب بزرگ ہے۔ ہمارے نبی بزرگ تھے۔"

جبلہ۔ "میں اس امر کو درست نہیں رکھتا ہوں۔ تم نے اسلام قبول کر لیا اور میں عیسائی ہو گیا۔ نہ تم اپنا مذہب بدل سکتے ہو نہ میں اپنا بدل سکتا ہوں۔"

جابر۔ اچھا اگر تمھیں پاس قرابت ہے تم رومیوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ۔

جبلہ۔ یہ بھی ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اگر انھوں نے تمھیں ہزیمت دی تو وہ پھر مجھ پر حملہ کرکے میرا ملک چھین لیں گے۔"

ہر چند صحابہ نے سمجھایا مگر وہ نہ مسلمان ہونے پر تیار ہوا ۔ نہ رومیوں کی رفاقت چھوڑنے پر آمادہ ہوا ۔ آخر میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو رومیوں کے ساتھ رہا اور ہمیں غلبہ ہوا تو ہم تجھے زندہ نہ چھوڑیں گے مار ڈالیں گے:

جبلہ نے کہا ۔ اسکی پرواہ نہیں ہے ۔ لیکن حضرت مسیح کی قسم میں ضرور تم سے لڑوں گا خواہ مجھے اپنے تمام یگانوں سے لڑنا پڑے :

قیس بن سعید نے کہا :" حقیقت یہ ہے کہ تیرے دل میں کفر کی مہر ہو گئی ہے اور تجھے شیطان نے گھیر لیا ہے ۔ یقیناً تو دوزخی ہے اور عنقریب ہلاک ہونے والا ہے "

پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر کہا :" چلو اے حامیان دین اسلام ہم اتمام حجت کر چکے ۔

جبلہ ۔ اب تم کل لڑنے کے لیے مستعد ہو جاؤ ۔

سعید ۔ ہم لڑائی پر ہر وقت آمادہ ہیں خوب سمجھ لے تو ایسی سخت لڑائی دیکھے گا کہ جس کی ہیبت سے لڑکا بوڑھا ہو جائے اس وقت تو پچھتائے گا ۔

صحابۂ کرام چلے آئے ۔ اور انھوں نے حضرت خالد کے مورچہ میں حضرت ابوعبیدہ سے تمام گفتگو سنادی ۔ خالد بن الولید نے کہا ۔ جبلہ کو اس کے حال پر چھوڑ دو ۔ قسم ہے پروردگار عالم کی جبلہ کل ایسے لوگوں کو دیکھے گا جو سوائے رضامندی اللہ تعالیٰ کے اور کچھ نہیں جانتے جو میدان جنگ کو بازیچۂ طفلاں سمجھتے ہیں ۔ یہ ظاہر ہے کہ عرب متنصرہ ساٹھ ہزار ہیں اور ہم بیس ہزار سے کچھ زیادہ ہیں ۔ میں تھوڑے سے آدمیوں کو ان کی لڑائی کے لیے منتخب کروں گا ۔ جبلہ مارا گیا تو رومیوں پر ہماری ہیبت چھا جائے گی ۔

ابوسفیان ! اے ابا سلیمان ! تمہاری رائے مناسب ہے ۔ اس لشکر میں سے جن لوگوں کو تم مناسب سمجھو منتخب کرلو "

خالد ۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں تیس آدمی منتخب کرلوں ۔ ہم میں سے ہر آدمی دو ہزار عرب متنصرہ سے لڑے "

خالد بن الولید کی یہ بات سن کر تمام مسلمانوں کو بڑی حیرت ہوئی ۔ اکثر لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ انھوں نے یہ مذاق کے طور پر کہی ہے ۔ پھر بھی کسی کو ان سے کچھ دریافت کرنے

اور کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ کچھ دفعہ کے بعد حضرت ابوسفیان نے کہا: اے ابن ولید! یہ بات تم نے مذاق سے کہی یا حقیقت میں تمہارا یہی ارادہ ہے۔؟"

خالد۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ میں نے مزاح سے یہ بات نہیں کہی بلکہ میرا مقصد یہی ہے۔"

ابوسفیان۔ اس صورت میں تم پروردگار عالم کے حکم کی خلاف ورزی کرنیوالے ہوگئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور اس طرح تم اور تمہارے ساتھی اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال دیںگے اگر تم یہ کہتے ہو کہ ایک آدمی دو سے۔ سو آدمی دو سو سے اور ایک ہزار آدمی دو ہزار سے مقابلہ کریں تو یہ بات مناسب بھی تھی۔

خالد۔ اے ابوسفیان! آج یہ کیسی بزدلی دکھلا رہے ہیں۔ تم ایام جاہلیت میں بڑے بہادر اور شجاع تھے میں ایسے بہادر اور شہسواروں کو منتخب کرونگا جنھیں دیکھ کر تم کہو گے کہ واقعی یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے اور جہاد میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے کچھ نہیں چاہتے۔ جن کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر وہ آگ پر بھی چلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔"

ابوسفیان۔ میں جانتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر ان سے کہا جائے تو وہ تنہا ساٹھ ہزار عرب متنصرہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائیں۔ مگر میں نے جو بات کہی تھی وہ بزدلی کی رو سے نہ کہی بلکہ مسلمانوں پر شفقت کے خیال سے کہا تھا۔ اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو اس میں میرے کہنے سے ذرا سی ترمیم کرلو۔ تیس آدمی کے بجائے ساٹھ آدمی ساٹھ ہزار کے لیے منتخب کرو۔"

ابو عبیدہ نے جلدی سے کہا۔ "ابوسفیان نے ٹھیک کہا۔ ساٹھ آدمی منتخب کرلو۔"

خالد۔" اس تدبیر سے میں نے یہ خیال کیا ہے کہ اگر خدا کی اعانت سے ہم نے عرب متنصرہ کو ہزیمت دیدی تو باہان کے تمام لشکر پر ہمارا رعب طاری ہو جائے گا رہا یہ کہ جو شخص چاہے جہاد میں میرا شریک ہو جائے ورنہ مجھے تو صرف اپنی جان کا اختیار ہے۔

ابوعبیدہ۔ تم ساٹھ آدمی لے لو۔ ان میں سے بعض۔ بعض کی اعانت

کریں گے انتخاب تم خود کر لو"
خالد نے کہا۔ بہتر ہے۔"
اب خالد بن الولید نے شہسوار اور دلیر شجاع مسلمانوں کو منتخب کرنا شروع کیا۔ انھوں نے نام بنام سب کو پکارا۔ کہاں ہیں زبیر بن فضل بن عباس۔ ہاشم بن سعید الطائی۔ نقطاع بن عمر۔ التیمی شرجیل بن حسنہ۔ خالد بن سعید۔ عمر بن عبداللہ صفوان بن نضل المسطل اسلمی صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمرو۔ ربیعہ بن عامر۔ ضرار بن الازور رافع بن عمیرہ۔ عدی بن حاتم طائی۔ یزید الخیل الاسعف الرکبان حذیفہ بن الیمان۔ قیس بن سعید الخزاجی۔ کعب بن مالک انصاری۔ سوید بن عمرو۔ مرثد الغنوی۔ عبادہ بن صامت۔ جابر بن عبداللہ۔ ابو ایوب انصاری۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق الاموی عبداللہ بن عمر بن الخطاب العدوی۔ یزید بن الخطاب۔ رافع بن سہیل۔ یزید بن عامر۔ عبیدہ بن رویش۔ مالک بن نصر۔ حارث بن عبدالغفاری لبابہ۔ عبدالخزر بن عوف قابس بن قیس۔ عبادہ بن عبداللہ۔ رافع عنمیرہ (ان کی والدہ ایسی بہادر تھیں کہ تنہا سو سواروں سے لڑتی تھیں) عبیدہ بن ابی عبید۔ معیشہ بن قیس۔ بلالی بن عبادہ بن ابی عبید کلالی بن حارث، حمزہ بن عمر۔ عبیداللہ بن یزید۔
واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ میں نے یہ فہرست آدمیوں کی مختصر تحریر کی ہے۔ باقی نام خوف طوالت سے چھوڑ دیے ہیں۔ اس معرکہ کے لیے حضرت خالد نے زیادہ تر انصاری لوگوں کو منتخب کیا۔ بعض انصار کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ خالد نے مہاجرین سے زیادہ انصار کو منتخب کیا ہے۔
حضرت خالد نے کہا: "اے اولاد عمر بن عامر کے میں نے جو چیز اپنے لیے پسند کی ہے وہی تمہارے لیے پسند کی ہے جن لوگوں پر مجھے اعتماد تھا انھیں میں نے بلایا ہے سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ میری طرح شہادت کے تمنائی ہیں۔"
انصار نے پکار کر کہا: "تم نے سچ کہا! اے ابا سلیمان پھر انھوں نے حضرت خالد سے مصافحہ کیا۔"
واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ساٹھ آدمیوں میں سب سے آخر میں خالد بن الولید نے حاطب بن عمرو کو بلالیا۔ اور حاطب کے بھائی سہیل کو بلائے

آواز دی۔ حالانکہ حاطب پہلے ایمان لائے تھے اور وہ ایسے راسخ العقیدہ مسلمان ہو گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے بھائی سہیل پر (اس وقت تک سہیل مسلمان نہیں ہوئے تھے) قدرت پاؤں گا تو مار ڈالوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھائی ایمان سے متعجب ہوا کرتے تھے۔

حاطب کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ حضرت خالد نے ان سے پہلے ان کے بھائی سہیل کو آواز دی۔ انھوں نے خالد سے کہا: "اے ابن ولید! تم خاندان عامر کے ہمیشہ دشمن رہے تم نے اسے آگے کیا۔ جسے پیچھے ہونا چاہیئے تھا۔ اور اسے پیچھے کیا جسے آگے ہونا چاہیئے تھا۔ خدا کی قسم امیر المومنین عمر فاروق کی یہ رائے بہت ہی ٹھیک تھی کہ تم اپنی دلیری پر ناز کرتے ہو۔ تمہیں فتوحات پر زعم ہے۔ اگر میں اللہ تعالی سے خوف نہ کرتا اور امیر المومنین خلیفہ عمر سے نہیں ڈرتا تو تمہاری باگ سے اپنی باگ اور تمہارے گھوڑے سے اپنا گھوڑا ملاتا اور مسلمان دیکھتے کہ ہم دونوں میں مشرکوں کی لڑائی میں کون زیادہ صبر کرتا ہے۔"

حضرت خالد ان کی گفتگو سنکر خشمناک ہوئے۔ انھوں نے کہا: "میری بعز دلی پر تم طعنہ زنی کرنے لگے۔ تم نے یہ ظاہر کیا کہ عمر بن الخطاب نے مجھے ملامت کی۔ خدا انھیں صحت کرے میں کہتا ہوں کہ ان کی ان باتوں سے اللہ تعالی کو میری آزمائش منظور رہے۔ میں پروردگار سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دل سے شیطانی ننگ و عار دور ہو جائے خدا کی قسم اے حاطب! اگر تم خالد کے رخسار پر اپنا پیر بھی رکھ دو تو خالد کو غمگین یا جوش و غصہ میں نہ پاؤ گے۔ یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے زمانۂ جاہلیت کا غرور غصہ میرے دل سے دور کر دیا ہے۔

حضرت خالد کا یہ کلام سنکر تمام مسلمانوں نے ان کی تعریف کی ــــ حضرت ابوعبیدہ تو رونے لگے۔ انھوں نے کہا: "اے ابا سلیمان! تم اللہ تعالی کی شکر گزاری میں یکتا ہو۔"

پھر ابوعبیدہ نے کھڑے ہو کر حاطب کا ہاتھ خالد کے ہاتھ میں دے دیا حاطب بھی رونے لگے۔ انھوں نے کہا: "اے ابن ولید! غلطی مجھ سے ہی ہوئی میں نے ہی زبان درازی کی۔ مجھے معاف کر دو۔"

خالد۔ تم میرے بھائی ہو۔ قوت بازو ہو۔ میں نے معاف کیا
ابوعبیدہ۔ تم اس آیت کے مصداق ہو جاؤ۔ ونزعنا مافی صدورھم من غل۔ یعنی اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا وہ نکال دیا۔"

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ خالد بن الولید نے ایسے بہادر دل اور شہ سواروں کو منتخب کیا جن میں سے ہر شخص ایک لشکر کے مقابلہ کی طاقت رکھتا تھا۔ حضرت خالد نے ان سے کہا۔" مجاہدین اسلام! عرب متنصرہ تمہارے جانے پہچانے ہوئے ہیں اگر تم ان کی جنگ میں صبر و کرو گے تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری مدد کرے گا اور پروردگار عالم کی تائید سے تم انشاء اللہ مشرک عربوں کو ہزیمت دے کر بھگا دو گے۔ اس سے عام مسلمانوں کا رعب دخوف تمام دشمنوں پر چھا جائے گا۔ ہم اس معاملہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اپنی جان خدا کے ہاتھ ہبہ کر دی ہے۔ موت ہماری عین خواہش ہے۔ تم انشاءاللہ ہمیں پیچھے پھرتے نہ دیکھو گے۔"

حضرت خالد ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے انھوں نے انھیں دعائے خیر دی ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا۔" مسلمانو! رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر۔ اب تم اپنے ہتھیار اور ساز و سامان لے لو۔" مسلمان اپنے اپنے خیموں پر پہنچے۔ وہ اپنے اہل و عیال کو سلام کرتے اور اس طرح رخصت ہوتے تھے جیسے کسی لمبے سفر پر جا رہے ہوں۔ ضرار بن الازور نے اپنے خیمے پر لباس پہنا اور اپنی بہن خولہ کو سلام کیا۔ اول تو حضرت ضرار ہی بہت کم سن تھے۔ حضرت خولہ ان سے بھی چھوٹی اور کم عمر تھیں۔ انھوں نے کہا۔ اے بھائی! آج کیا ہے۔ تم مجھ سے اس طرح رخصت ہو رہے ہو جیسے ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والے ہو۔" ضرار بن الازور نے انھیں تمام حال سنا کر کہا۔" کہ وہ خالد بن الولید کے ساتھ ساٹھ آدمیوں کی ہمراہی میں ساٹھ ہزار عرب متنصرہ سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

حضرت خولہ کے آنسو نکل آئے۔ انھوں نے کہا۔" اے بھائی ---- ! خوب جہاد کرو دشمنان خدا سے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ دشمن میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ موت کے وقت کو ٹال دے یا قبل از وقت مار دے زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ البتہ اگر تم کسی حادثہ کا شکار ہو گئے تو تمہاری بہن سست ہو جائے گی یا تو میں

تمہارا بدلہ لوں گی یا بہت جلد تم سے آملوں گی۔"

حضرت خولہ کے رونے کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ضرار بھی رو پڑے۔ دونوں نے رات بھر عبادت کرتے اور دعا مانگتے گزاری۔ صبح کو حضرت ابو عبیدہ نے جماعت کے ساتھ سب کو نماز پڑھائی۔

ساٹھ مسلمانوں کی روانگی نماز پڑھتے ہی منتخب شدہ مسلمان آئے حضرت خالد نے روک کر کہا "تم اپنے ساتھ صرف تلواریں لینا۔ نیزے اور تیر نہ لینا۔ اس لیے کہ تلواریں کارگر ہوتی ہیں۔ وہ دشمنوں کو موت کی گود میں ڈال دیتی ہیں اور نیزے کبھی کارگر ہوتے ہیں کبھی خطا کر جاتے ہیں تیروں کی جنگ دور سے اچھی ہوتی ہے پاس سے وہ کام نہیں دیتے۔"

مسلمان دوڑے۔ جلدی جلدی مسلح ہوئے۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے سب سے پہلے حضرت خالد اپنی بیوی ام تمیم سے رخصت ہو کر آئے۔ ام تمیم نے انہیں دعائے خیر دی۔ ہر مسلمان اپنے اہل و عیال اور عزیزوں سے رخصت ہو کر آیا سب کے بعد حضرت ابو عبیدہ آئے ان کے ساتھ زبیر بن العوام اور ان کی بیوی اسمار بنت ابی بکر صدیق خلیفہ اول تھیں۔ اسمار کے داہنے بازو پر ابو بکر صدیق کے بیٹے عبدالرحمن تھے۔ وہ عبدالرحمن سے کہہ رہی تھیں کہ "اے ابن اخی! (بھائی کے بیٹے) تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے (زبیر بن العوام) سے الگ نہ ہونا ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنا اپنے کام سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا۔"

حضرت خالد ساٹھ آدمیوں کو لے کر چلے۔ مسلمانوں نے ان کی روانگی کے وقت نہایت پرشور اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ مسلمانوں کی یہ جماعت اس طرح چلی جیسے وہ شیر ہوں اور بے جھجک چلے جا رہے ہوں۔ ان کے چہروں پر اقبال اور فتحمندی کی چمک نمایاں تھی۔ وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ چل رہے تھے۔

حضرت خالد ان میں شیروں کے سردار کی طرح تھے۔ وہ رجز کے اشعار پڑھ رہے تھے ؎

هبوا جميعاً اخوتي رواحاً   نحو العدى تكتسبوا الكفاحا
بھائیو! جلد اور تیز چلو!   دشمن کی طرف تاکہ ہم دوڑ کر دین و دنیا کی بھلائی لیں

زجوا منہ الفوز والنجاح عسیٰ   واہل لنا من دوہذا الامر داعیاً

ہم انکے سبب سے نیکی اور حاجت برآری کی امید رکھتی ہیں   اور ہم ان کی جانوں کو دیں گے۔

مسلمان جبلہ کے لشکر کے قریب جا کر رکے۔ ہمراہیان جبلہ نے خیال کیا کہ یہ گھوڑے سے مسلمان مصالحت کی درخواست لے کر آئے ہیں۔ رومیوں نے بھی یہی سمجھا۔ انھیں خیال ہوا کہ مسلمان ڈر گئے ہیں۔ جبلہ نے پکار کر اپنی قوم سے کہا: تم جلدی چلو صلیب کی حمایت و مدد کے لیے۔ چنانچہ عرب متنصرہ مسلح ہو کر اس شان سے چلے کہ صلیبیں چمک رہی تھیں صفیں مرتب تھیں آفتاب کی روشنی میں تلواریں چمک رہی تھیں۔ خود دل سے شعاعیں نکل رہی تھیں وہ مسلمانوں کے قریب آ کر ٹھہر گئے۔ حضرت خالد نے اپنے ہمراہیوں سے آگے بڑھ کر کچھ کہا: "اے صلیب کے پرستارو! اور اے قربانی کے کھانے والو! جنگ کے لیے نکلو!"

اس آواز کو سنکر جبلہ سمجھ گیا کہ مسلمان لڑائی کے قصد سے آئے ہیں۔ اس نے پہلی صف میں آ کر کہا: "کون ہمیں لڑائی کیلئے پکارتا ہے؟"

خالد۔ "میں بلاتا ہوں تمھیں دعوت جنگ دیتا ہوں۔"

جبلہ۔ "ہم لڑائی کے لیے تیار ہیں۔ تم اپنی قوم کی طرف پلٹ جاؤ۔ اور اپنے لوگوں سے کہہ دو کہ اب سوائے لڑائی کے کوئی چارہ نہیں ہے۔"

خالد۔ قوم نے ہمیں تم سے لڑنے کے لیے بھیجا ہے۔

جبلہ کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے کہا۔ اے جوان! تم نے بڑا غرور کیا اپنے نفس کو فریب دیا۔ تم ساٹھ آدمی ہمارے ساٹھ ہزار سواروں سے جنگ کرنے آئے ایک آدمی ایک ہزار سے مقابلہ کرنے۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے؟

خالد۔ یہ ایک نظیر قائم ہو جائے گی۔ دنیا بھر میں یہ معرکہ مشہور ہو جائے گا کہ تم ان لوگوں سے واقف نہیں ہو جو تم سے لڑنے آئے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص ایک لشکر کو کافی ہے۔ اور ہمارے پیچھے ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو جنگ کے ہم سے بھی زیادہ خواہش مند ہیں۔

جبلہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم عقلمند ہو۔ مگر آج ظاہر ہو گیا کہ تم میں دانشمندی بالکل بھی نہیں ہے۔ ہم رئیس قوم غسان۔ لخم اور جذام کے ہیں۔ شہ سوار اور

دلیر ہیں۔ ہمارے گھوڑے ہمیں کچل ڈالیں گے۔
خالد۔ اس بات کو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون مارا جائے گا اور کون کچلا جائیگا۔
جبلہ نے اپنی قوم کو پکارا۔ اور کہا۔ "یا آل غسان! یہ ساٹھ مسلمان ساٹھ ہزار عربوں سے لڑنے آئے ہیں تم حملہ کر کے انھیں مار ڈالو۔"
عرب متنصرہ کا سیلاب مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ ساٹھ مسلمان۔ ساٹھ ہزار عربوں سے لڑنے آئے ہیں۔ عرب متنصرہ نہایت شدت سے حملہ کیا۔ خالد بن الولید اور ان کے ہمراہیوں نے نہایت صبر و استقلال سے اس حملہ کو روکا۔ نہایت خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ تلواریں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ خون کی چھینٹیں اڑ رہی تھیں۔ سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ عیسائی عربوں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔
عرب عیسائی سپاہیوں کے شور و غل کی آواز بلند تھی۔ مسلمانوں کی آواز بالکل نہ آتی تھی حضرت ابو عبیدہ اور تمام مسلمان حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کی وجہ سے سخت مضطرب اور پریشان تھے۔ انھیں یہ یقین ہو رہا تھا کہ وہ لوگ ہرگز نجات نہ پائیں گے سب کے سب شہید ہو جائیں گے۔ ان تمام مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔
عرب عیسائی سپاہیوں کے شور و غل کی آواز بلند تھی۔ مسلمان کی آواز بالکل نہ آتی تھی حضرت ابو عبیدہ اور تمام مسلمان حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ مگر تمام مسلمان نہایت خلوص اور عاجزی کے ساتھ مسلمانوں کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ رومی کہہ رہے تھے کہ اگر جبلہ کے ہمراہیوں نے ان ساٹھ مسلمانوں کو مار ڈالا تو پھر مسلمانوں کو شکست دے کر بھگا دینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔
مسلمان نہایت جوش و خروش سے لڑ رہے تھے۔ ان کی تلواریں غضب کا کاٹ کر رہی تھیں۔ خالدؓ بن الولید۔ زبیرؓ بن العوام۔ عبدؓ الرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ فضلؓ بن عباس۔ ضرارؓ بن الازور اور عبداللہ بن عمر۔ ان چھ آدمیوں نے شانے سے شانے ملا رکھے تھے اور بڑی دلیری اور جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ جس صف پر حملہ کرتے تھے اسے الٹ دیتے تھے جس گروہ پر ٹوٹتے اسے منتشر کر دیتے تھے

ان کی تلواریں خون پینے میں بڑی حریص تھیں گلے کاٹ رہی تھیں اور لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں۔

بعض مسلمان متفرق ہو گئے تھے۔ لیکن بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ جنگ کے شعلے بھڑکتے جاتے تھے۔ خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ زینوں پر قرار پکڑنے والے زمین پر گرتے جاتے تھے۔ بڑی تیزی سے مار دھاڑ ہو رہی تھی۔ مشرک عرب چلا رہے تھے حضرت خالد نے پکار کر کہا۔ لوگو! قیامت اس جگہ سے ہو گی۔ خالد کو خدا نے وہ چیز عطا کی جس کی تمنا تھی۔ شہادت کیسی ذی رتبہ چیز ہے ہم خاک نشینوں کے مرتبے بلند ہو جائیں گے"۔

لڑتے لڑتے مسلمان تھکنے لگے۔ گھوڑے تھک کر چور ہو گئے۔ حضرت خالد اور مرقال بن ہاشم گھوڑوں سے اتر پڑے۔ عیسائی عربوں نے ان پر ہجوم کیا۔ ان پر منڈل باندھا۔ زبیر بن العوام اور فضل بن عباس عربوں کو ان سے دور رکھتے۔ فضل بن عباس پکارتے تھے۔ دور ہو جاؤ اے کتو! اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے میں فضل بن عباس مشہور جنگجو ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا ہوں میری تیغ زنی کی شہرت ہے۔ آج میں اپنے حوصلے نکال لوں گا"۔

عبادہ بن صامت نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد کو بچانے کے لیے فضل بن عباس نے میں حملے کیے۔ اور ہر حملے میں ایک عرب متنصرہ کو مار ڈالا۔ خالد اور عرفانی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انھوں نے اس شان سے حملہ کیا جیسے تازہ دم ہوں اور ابتک لڑائی میں شریک نہ ہوئے ہوں"۔

اس وقت تمام مسلمانوں نے نئے جوش اور پوری قوت سے حملہ کیا۔

جنگ اور تیزی سے ہونے لگی یہاں تک کہ مغرب کا وقت آگیا آفتاب حجلۂ مغرب میں پہونچ گیا۔

عرب متنصرہ کی شکست

مسلمان اب بھی شیروں کی طرح حملے کر رہے تھے انھیں تمام دن لڑتے ہوئے گزر گیا تھا۔ لیکن ان میں سستی اور شکستگی لاحق نہیں ہوئی تھی۔ ان کی تلواریں اب بھی اسی طرح چمک رہی تھیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کے ساتھی سخت غم و رنج میں مبتلا تھے اس وقت

ابو عبیدہ سے ضبط نہ ہو سکا۔ انھوں نے پکار کر کہا: "مسلمانو! حملہ کرو۔ دیکھو تمہارے بھائی کس حال میں ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ ان کو نقصان نہ پہونچ جائے۔"

مسلمان حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ابو سفیان نے کہا۔ "اے امیر! صبر کرو اللہ بہتر کرے گا۔

لیکن ابو عبیدہ کو بڑا صدمہ ہوا۔ وہ رونے لگے۔ انھوں نے کہا۔ اے ابن ضرار اب صبر نہیں ہوتا۔ میرے دل کو غم و قلق نے بھر لیا ہے۔

اس وقت ایک شور ہوا۔ عرب متنصرہ دفعتہً بھاگ نکلے۔ جنگجو مسلمانوں نے پکار کر کہا: "لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد و ھو علیٰ کل شئی قدیر" یعنی سوائے خدا کے معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے ہر چیز پر قادر ہے۔"

عرب سپاہی اس طرح بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے جیسے ان پر کسی بڑے لشکر نے حملہ کر دیا ہو۔ مسلمان جمع ہونے لگے۔ اس وقت انھیں سخت پیاس معلوم ہو رہی تھی۔ انھوں نے تمام دن جہاد میں مشقت کی تھی۔ نہ کھانا کھایا تھا نہ پانی پیا تھا۔ بھوکے اور پیاسے صبح سے لڑ رہے تھے۔

جب مسلمان حضرت خالد کے پاس جمع ہوئے تو وہ کل بیس تھے انھوں نے یعنی خالد نے اپنے منھ پر طمانچے مارے اور کہا: "غرور کیا تو نے اے بیٹے ولید کے کھو دیا چالیس مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں سے کیا جواب دے گا۔ کل کے دن پروردگار عالم کو!"

اسی وقت حضرت ابو عبیدہ وہاں پہونچ گئے ان کے ساتھ اور بھی لبت سے مسلمان تھے۔ انھوں نے پکار کر دریافت کیا: "کیا حال ہے تمہارا اے ابا سلیمان؟"

حضرت خالد نے جواب دیا۔" اے امین الامۃ افسوس اور غم ہے۔ کہ میں نے چالیس آدمیوں کو کھو دیا ان میں زبیر بن العوام۔ فضل بن عباس۔ جابر۔ ابو ایوب اور فلاں فلاں ہیں۔"

حضرت ابو عبیدہ کو بڑا رنج ہوا انھوں نے کہا۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اے بیٹے ولید کے میں جانتا ہوں کہ تمہارا غرور

حمزہ ہمارے ساتھ کچھ نہ کچھ کرے گا۔ خدا کی قسم تم نے بہترین لوگوں کو کھو دیا پھر انھوں نے کہا:

"إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔"

سلامہ بن حوص اسلمی نے کہا "اے سردار میدان جنگ میں مسلمان قوم کے تعاقب میں گئے ہیں یا قید ہو گئے ہیں"

اسی وقت شعلیں لائی گئیں۔ مسلمان میدان جنگ میں پھیل گئے۔ انھوں نے شمار کیا۔ صرف دس مسلمان شہید ہوئے تھے اور عرب عیسائی سپاہی پانچ ہزار مارے گئے۔

ابو عبیدہؓ نے کہا۔ یقیناً بقیہ صحابی یا تو تعاقب میں گئے ہیں یا قید ہو گئے ہیں" انھوں نے دعا مانگی۔

اللھم امنن علینا بالفرج ولا تفجعنا بابن عمتہ نبیک ولا بابن عمتہ بفضلک: یعنی یا اللہ تو ہم پر احسان کر سالار کشور دکار کے روانہ اندر ہ گئیں کر اپنے نبی کے بیٹے اور چچیرے بیٹے کی وجہ سے پھر انھوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا اے مسلمانو! تم میں سے کون شخص عرب متنصرہ کے تعاقب میں جا کر گم شدہ مسلمانوں کی خبر لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کا اجر دے گا"

حضرت خالد نے جلدی سے کہا: میں جاؤں گا"

ابو عبیدہ۔ تم نے دن بھر جہاد میں مشقت کی ہے۔ تھک گئے ہو۔ بھوکے اور پیاسے ہو۔ اپنے نفس کو اور محنت میں نہ ڈالو

یا امیر! مجھے اجازت دیجئے۔ مسلمانوں کی تلاش میں میں ہی جاؤں گا"

ابو عبیدہ بخاطر سے اجازت ہے

خالد بن الولید نے اپنا گھوڑا حازم بن جبر کے گھوڑے سے جس کا نام سرطال تھا لیا۔ یہ گھوڑا نہایت تیز رو تھا۔ حازم نے خالد سے کہا۔ بشارت ہو اے ابا سلیمان یہ گھوڑا نہایت تیز رو تھا۔ جس پر حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول بروز ردہ سوار ہوئے اور حضرت علی ابن ابی طالب نے بروز غزوہ حنین سواری کی تھی۔ اور میں احد و خیبر تبوک۔ جہاد۔ اور ذات السلاسل میں سوار ہو چکا ہوں۔

حضرت خالد بن الولید خوش ہوئے۔ انھوں نے رومی لشکر کی طرف گھوڑے کی باگ اٹھا دی۔ گھوڑا تیزی سے روانہ ہوا ایک جگہ جماعت مسلمانوں کی بھی انھیں کے ساتھ ہولی :

پانچ مسلمانوں کی گرفتاری

ابھی حضرت خالد اور ان کے ساتھی مسلمان کچھ زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ انھوں نے سامنے سے تسبیح و تکبیر کی آواز سنی۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بھی نعرہٗ تکبیر بلند کیا۔ سامنے سے مسلمانوں کی ایک جماعت آتی ملی۔ ان کے آگے زبیر بن العوام اور فضل بن عباس تھے۔

حضرت خالد نے سلام میں سبقت کی۔ انھیں مرحبا کہی۔ ان کی تعظیم کی اور دریافت کیا۔ "اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تم کہاں چلے گئے تھے۔

فضل بن عباس نے جواب دیا: اے ابا سلیمان! جب خدا نے مسلمانوں پر مہربانی کی۔ مشرکوں کو ہزیمت ہوئی۔ تو ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ تعاقب اس وجہ سے کرنا پڑا کہ ہم میں سے کچھ آدمی قید ہو گئے ہیں۔ ہم نے ان کی رہائی کی بھی کوشش کی۔ لیکن ابتک نہ پہونچ سکے۔

خالد: "تو ہم کے کچھ آدمی یقیناً قید میں ہیں :

فضل۔ تمھیں کیسے معلوم ہوا؟"

خالد۔ ہم نے میدان جنگ میں شہیدوں کو تلاش کیا تھا دس آدمی شہید ہوئے ہیں۔ بیس ہم موجود تھے پچیس تم آئے۔ پانچ آدمی قید ہو گئے ہیں"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جو پانچ مسلمان قید ہو گئے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ رافع بن عمیرۃ الطائی۔ ضرار بن الازور۔ ربیعہ بن عامر۔ عاصم بن عمر۔ اور یزید بن ابوسفیان۔

یہ سب واپس لوٹ کر ابوعبیدہ کے پاس آئے جب ابوعبیدہ کو معلوم ہوا کہ پانچ مسلمان قید ہو گئے ہیں تو انھیں بڑا ملال ہوا۔ حضرت خالد نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مسلمانوں! خدا کی قسم میں نے جہاد کیا۔ اس تمنا میں کہ مجھے شہادت نصیب ہو گی

لیکن میں محروم رہا جو شہید ہوا ان کی موت آگئی تھی۔ پانچ مسلمان قید ہو گئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کی رہائی میرے ہاتھ سے ہو گی۔

اگرچہ دس مسلمان شہید ہوئے اور پانچ قید ہو گئے تھے لیکن پھر بھی مسلمان خوش تھے ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار مشرک عربوں کو شکست دی تھی یہ مسلمانوں کا بے نظیر کارنامہ تھا۔ اس کارنامہ نے رومیوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

باہان کا عزم

باہان نے جب یہ سنا کہ ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ کو ہزیمت دی۔ اس نے جبلہ کو بلا کر کہا "تمہارے ساٹھ ہزار لشکر کو صرف ساٹھ عربوں نے شکست دی۔

"جبلہ۔ یہ حقیقت ہے۔ لیکن ہم نے جنگ میں کوتاہی نہیں کی۔ تمام دن لڑتے رہے ہم ان پر غالب تھے۔ ہمیں بالکل یقین تھا کہ ان سب کو یا تو مار ڈالیں گے یا قید کر لیں گے یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ دفعۃً ہمیں کسی نے پکارا۔ شور کر کے کہا زندگی چاہتے ہو تو بھاگو۔ اس آواز سے ہم پر ہیبت چھا گئی اور میری قوم بھاگ کھڑی ہوئی سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو آسمان کا معبود مدد دیتا ہے۔ اگر خدا مسلمانوں کی مدد نہ کرتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ ساٹھ ہزار کے مقابلے میں صرف ساٹھ مسلمان نکلتے اور فتحیاب ہوتے۔"

باہان۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اگر میں سفیر بھیجتا ہوں تو مسلمان قبول نہیں کرتے۔ اور اگر لشکروں کو بھیجتا ہوں تو ہزیمت اٹھاتے ہیں۔ قسم ہے مقدس صلیب کی میں نے عزم کر لیا ہے کہ کل میں ان پر عام حملہ کر کے انھیں مٹی میں ملا دوں گا۔" اس نے لشکر میں تیاری کا حکم بھیج دیا اور رومی تیاری کرنے لگے۔"

حضرت عمرؓ کی دعا

دوسرے دن حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے امیرالمومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ خط ابو عبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی طرف سے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا ہے۔"

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اے امیر المومنین ہرقل اعظم نے ملک کے ہر نوجوان صلیب بردار کو ہم سے لڑنے کے لئے بھیجا ہے۔ رومی لشکر پھیلی ہوئی ٹڈی کی طرح آیا ہے۔ اس نے اپنی کثرت سے سرزمین یرموک کے کناروں کو بھی ڈھک لیا ہے ان میں آٹھ لاکھ تو آہن پوش ہیں۔ ساٹھ ہزار عرب متنصرہ ہیں جو قبیلہ غسان سے ہیں ـــ باقی تابعین ہیں۔ کل گیارہ لاکھ رومی ہیں وہ بمقام یرموک، کے اترے ہیں جو جولان کے قریب ہے۔

سب سے پہلے ہمارے مقابلے میں جبلہ ساٹھ ہزار کی جمعیت سے آیا ہم میں سے ساٹھ آدمی ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی مشرکوں کو شکست ہوئی ہمارے دس آدمی شہید ہوئے اور پانچ گرفتار ہو گئے۔ تم ہماری مدد سے غافل نہ ہو ہماری اعانت کرو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد اور غلبہ کی درخواست کرتے ہیں۔ تم پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔ برکت ہو اور رحمت ہو۔

یہ خط عبد اللہ بن قرط کو دیا گیا وہ ۱۲ ذی الحجہ کو جمعہ کے روز عصر کے وقت روانہ ہوئے اور پورے ایک ہفتے میں جمعہ ہی کے دن پانچویں گھڑی کے وقت مسجد نبوی میں پہنچے۔ اس وقت مسجد نبوی لوگوں سے بھری تھی۔ عبد اللہ بن قرط نے باب جبرئیل پر اونٹنی کو بٹھایا سب سے پہلے وہ روضۂ مبارک میں گئے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کو سلام کیا وہاں سے لوٹ کر حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے انھیں سلام کیا ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور ان کے سامنے خط پیش کیا۔

حضرت عمر نے خط پڑھا ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا انھوں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔

حضرت عثمان۔ حضرت علی، عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ وغیرہ نے عرض کیا

دے امیر المومنین! ہمیں بھی خط کے مضمون سے آگاہ کیجئے۔
حضرت عمر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور انھوں نے بلند آواز سے خط سنایا۔ مسلمان اس خط کو سن کر اپنے بھائیوں پر شقاوت کی وجہ سے رو پڑے خصوصاً عبدالرحمن بن عوف الزہری بہت روئے اور کہا —— اے امیر المومنین ہمارے بھائیوں پر رومیوں نے یورش کی ہے۔ ہم سب کو ملک شام جانے کی اجازت دو۔ ہمارے وہاں پہنچنے سے مسلمانوں کی ہمت بڑھ جائے گی۔
حضرت عمر نے کہا۔ بے صبری نہ کرو خدا مجاہدین اسلام کی مدد کرے گا۔ ہم نام و نمود۔ عزت جاہ، دولت و ثروت اور ملک و حکومت کے لیے نہیں لڑ رہے ہیں ہمارا جہاد خالصتہً للہ ہے۔ خدا مسلمانوں کی مدد کرے گا خدا کی قسم ضرور کرے گا یہ اس کی طرف سے آزمائش ہے۔
پھر انھوں نے عبداللہ بن قرط سے دریافت کیا" اے ابن قرط رومیوں کا سردار کون ہے۔؟
عبداللہ بن قرط نے جواب دیا۔ رومی لشکر چار بادشاہوں کی ماتحتی میں ہے قوریہ اور ریجان، قناطر اور جرجیر ان۔ قوریہ ہرقل اعظم کا بھانجا ہے اور ان سب کا افسر باہان ارمنی ہے۔
عمر۔ مشرک اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں خدا کی قسم ہرگز نہ بجھا سکیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اپنے نور کو پورا کرے گا خواہ مشرک برا مانیں۔
حضرت عمر نے مسلمانوں سے دریافت کیا اس معاملہ میں تمھارا کیا مشورہ ہے؟
حضرت علی نے کہا۔ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے جو صبر کرے گا اسے ثواب ہوگا اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ملک شام میں جو معرکے ہوں گے ان کا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا اور یہ فتنہ بڑا ہلاک کرنے والا ہوگا۔
حضرت عباس نے دریافت کیا۔ یہ ہلاکی کس پر ہوگی۔؟"

حضرت علی۔ یا عمر! یہ ہلاکی کافروں پر ہوگی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بیٹا بتاتے ہیں یہ بڑا کفر ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کرے گا تم ابو عبیدہ کو خط لکھو انھیں صبر کی تلقین کرو۔

امیر المومنین حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو اس مضمون کا پھر خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے عبد اللہ عمر بن الخطاب کی جانب سے ابو عبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کے نام:—

سلامتی ہو تم پر اور تمھارے ساتھیوں پر میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ تمھارا خط پہنچا۔ تم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ فتح و شکست اللہ کی طرف سے ہے۔ جہاد میں شہید ہونے والے جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور ان لوگوں کی مانند لڑو جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دشمنوں کو زمین پر ڈال دیا تھا۔ وہ اپنے دشمن سے کبھی کسی لڑائی میں عاجز نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اور موت سے نہیں ڈرے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی قرآن شریف میں تعریف کی ہے —— تم بھی جہاد کرو اور جنت کے حق دار ہو جاؤ۔ تم میرا یہ خط تمام مسلمانوں کو سنادو اور ہدایت کردو کہ خوب جہاد کریں اچھی طرح صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ تم پر اور تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

حضرت عمر فاروق نے خط پر مہر لگائی۔ لپیٹا اور عبد اللہ بن قرط کو دے کر کہا: "تم خدا کا نام لے کر روانہ ہو اور جب یرموک کے مقام پر پہنچو تو ابو عبیدہ سے کہنا کہ وہ میرا یہ خط تمام مسلمانوں کو سنادیں۔

وہ خط سنا چکیں تو ان سے کہنا کہ تمھارے بھائی عمر نے تمھیں سلام کہا ہے اور درخواست کی ہے کہ تم صبر و استقلال سے لڑو۔ حوصلوں کو بلند رکھو اور شیروں کی مانند

حملے کرو ۔۔ ان کے شانوں اور گردنوں پر تلواریں مارو۔ انشاء اللہ تم ہی فتحیاب ہو گے ۔۔ انھیں یہ آیت پڑھ کر سنا دینا۔ ان حزب اللہ ھم الغالبون یعنی اللہ تعالیٰ کے گروہ غالب ہوتے ہیں۔

عبد اللہ بن قرط نے عرض کیا ۔۔۔ یا امیر المومنین! مسلمانوں کے لئے فتحیابی اور میرے لئے سلامتی سے جلد پہنچنے کی دعا کیجیے۔

حضرت عمر نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ۔۔ اے اللہ مسلمانوں کو فتح عطا فرما۔ اور ابن قرط کو سلامتی کے ساتھ جلد یرموک میں پہنچا دے۔ ان کے لئے زمین کو لپیٹ دے۔

حضرت عمر کے دعا مانگنے سے عبد اللہ بن قرط بہت خوش ہوئے انھوں نے حضرت عمر اور جو مسلمان وہاں موجود تھے انھیں سلام کیا اور مسجد سے باہر نکلے دروازے سے نکلتے ہی انھیں خیال ہوا کہ تو نے بڑی غلطی کی مزار مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام نہیں کیا۔ کسے معلوم ہے کہ میں پھر قبر شریف کی زیارت کر سکوں گا یا نہیں۔

چنانچہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں داخل ہوئے وہیں مزار اطہر تھا حضرت عائشہ صدیقہ قبر شریف کے سرہانے کی طرف بیٹھی تھیں ان سے قدرے فاصلے پر حضرت عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت علی مرتضیٰ بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت امام حسن حضرت عباس کی گود میں اور حضرت امام حسین حضرت علی کی گود میں بیٹھے تھے۔ حضرت عباس سورۂ انعام اور حضرت علی سورۂ ھود کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرتؓ کے فضائل عبد اللہ بن قرط نے اول قبر شریف کو سلام کیا اور پھر امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہ کو اور بعد میں حضرت عباس اور حضرت علی کو سلام کیا حضرت علی نے دریافت کیا۔ "تم کیا جا رہے ہو ابن قرط ۔۔؟"

عبد اللہ بن قرط نے جواب دیا۔ "جی ہاں میں جا رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس وقت مسلمانوں کے لشکر میں پہنچوں گا جب جنگ ہو رہی ہوگی۔ سر کٹ کٹ کر گر رہے

ہوں گے اور خون کا دریا بہہ رہا ہو گا۔ اس وقت وہ مجھے تنہا دیکھ کر شاید بے جری کریں میں چاہتا ہوں کہ ایسے وقت میں وہاں پہنچوں جب جنگ نہ ہو رہی ہو تاکہ میں انھیں امیر المومنین کا خط پڑھ کر سناؤں اور وہ نصیحت کروں جو انھوں نے فرمائی ہے۔

علی۔ کیا تم نے امیر المومنین عمر بن الخطاب سے دعا کرنے کی درخواست نہیں کی۔

عبداللہ۔ انھوں نے فتح کی دعا فرمائی ہے۔

علی۔ اے ابن قرط۔ تب تم سمجھ لو کہ انشاء اللہ مسلمان ضرور فتحیاب ہوں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو کبھی رد نہیں کرتا ہے وہ اس پایہ کے بزرگ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے لو کان بعدی لکان عمر یعنی اگر میرے پیچھے کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے ان کے اکثر اقوال کی تائید قرآن مجید کے احکام نے کی ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا ہے لو نزل من السماء عذاب ما نجا منہ الا ابن الخطاب یعنی اگر آسمان سے عذاب نازل ہوتا تو اے خطاب کے بیٹے (عمر) کے کوئی نجات نہ پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں آیتیں نازل فرمائیں۔ بڑے عالم۔ زاہد اور پرہیز گار ہیں۔ بڑے محتاط اور نفس کو قابو میں رکھنے والے ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کر کے درجہ قبولیت پائی ہے کہ ایک مرتبہ ان کی بیٹی حفصہ نے بگڑ کر ان سے کہا تھا کہ۔ اے باپ اپنی جان کے ساتھ نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کشائش اور فراخی عطا فرمائی ہے۔ اچھی غذا کھاؤ۔ گیہوں اور گھی استعمال کرو۔ حضرت عمر نے کہا تھا۔ قرۃ العین حفصہ! اگر میں یہ بات سوائے تمہارے کسی اور کے منھ سے سنتا تو اسے سخت ملامت کر کے اس پر غضبناک ہوتا۔ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی اور تنگی بھول گئی ہو۔ کیا انھوں نے اچھے کپڑے پہنے اور اچھا کھانا کھایا۔ کیا ابوبکر صدیق نے لذیذ چیزیں کھائیں۔ کیا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کی۔ میں بھی ان دونوں کا جانشین ہوں۔ ان کے ہی راستے پر چلنا چاہتا ہوں۔ اے ابن قرط! ایسے بزرگ کی دعا کہیں خالی جا سکتی ہے بس یہ سمجھو کہ تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے

عبداللہ۔ آپ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے جو فضائل بیان کئے ہیں

ان سے خوب واقف ہوں ۔ جانتا ہوں کہ ان کی دعا مقبول ہوتی ہے ۔ لیکن تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (عباس) اس وقت قبر شریف کے پاس بیٹھے ہو ۔ تم دونوں بھی اور امہات المومنین حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور حضرت ام سلمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سب دعا کریں ۔

سب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ۔ حضرت علی نے فرمایا اللھم انی تقرب الیك بھذا الرسول المجتبی والنبی المصطفیٰ الذی التوسل به آدم فاجبت دعوته وغفرت خطیئتہ الاسہلت علی عبد اللہ طریقة وطویت له بعد ولیدھنہ اصحاب نبیك بنصرك یاذوالجلال والاکرام یعنی اے اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تجھے عرض گزار ہوں اس رسول صلعم کے وسیلے جن کے توسل سے حضرت آدم نے معافی کی دعا کی اور تو نے ان کی خطا بخش دی ۔ اے اللہ تو عبد اللہ کے لئے دور کی راہ کو لپیٹ کر قریب کر دے اور اپنے نبی کے صحابیوں کی مدد کر اے صاحب بزرگ اور بخشش کے ۔

اس دعا پر سب نے آمین کہی ۔ عبد اللہ حجرہ شریف سے نکل کر باہر آئے ۔ اونٹنی پر سوار ہو کر چلے ۔ تمام رات چلتے رہے ۔ اونٹنی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی جا رہی تھی جس راستے کو انھوں نے آتے ہوئے ایک ہفتہ میں طے کیا تھا اسے جاتے ہوئے صرف تین دن میں طے کر لیا ۔

وہ عصر کے وقت یرموک کے مقام پر پہنچے حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ انھوں نے ابو عبیدہ اور مسلمانوں کو سلام کیا ۔ حضرت ابو عبیدہ کو ان کے اس قدر جلد واپس آ جانے پر بڑا تعجب ہوا انھوں نے کہا ۔۔ "حیرت ہے تم دس دن میں کیسے واپس آ گئے ۔ حالانکہ راستہ دور دراز ہے ۔"

عبد اللہ ۔ حضرت عمر ، حضرت علی ۔ حضرت عباس ، حضرت حفصہ ، حضرت ام سلمہ حضرت حسن اور حضرت حسین نے دعا فرمائی تھی ۔

ابو عبیدہ ۔ حضرت عمر کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا ۔

عبد اللہ بن قرط نے خط دیا ۔ ابو عبیدہ نے پہلے خود پڑھا پھر سب کو پڑھ کر سنایا عبد اللہ بن قرط نے وہ نصیحت بھی جو امیر المومنین حضرت عمر نے کی تھی اور یہ بھی

ذکر گیا کہ حضرت عمر نے فتحیابی کی دعا فرمائی ہے۔

مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ فتح یقینی ہے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دے کر کہنے لگا کہ امیر المومنین حضرت عمر نے فتح کی دعا فرمائی ہے اب فتح میں کیا شک ہے:

عام طور پر مسلمان خوش ہوئے۔ انھوں نے یہ مطلق خیال نہیں کیا کہ ان کے لیے امدادی لشکر نہیں بھیجا گیا ہے۔ انھیں حضرت عمر کی دعا پر اس قدر اعتماد تھا کہ فتح میں شک نہیں رہا۔ بعض مسلمانوں نے کہا۔ "ایسا کون مسلمان ہے جسے شہادت کی تمنا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت کے بالا مرتبہ پر پہنچا دے۔

امدادی لشکر کی آمد

ابھی لوگ عبداللہ ابن قرط سے باتیں ہی کر رہے تھے کہ دفعتاً اللہ اکبر کی پرشور آواز آئی۔ مسلمان اس آواز کی طرف دوڑے۔ رومی بھی گردنیں ابھار ابھار کر دیکھنے لگے۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ مجاہدین اسلام چلے آ رہے ہیں۔ قوم صعدار۔ زبید بجیلہ، بلاد یمن، علتب دی جبلہ۔ غاجر، بجواہ اور حضرموت سے جہاد کے لیے آئے تھے ان کی تعداد چھ ہزار تھی ان کے پیشرو جابر پر خولہ الزبیعی تھے۔ انھوں نے سلام کیا۔ مسلمانوں نے انھیں سلام کا جواب دیا۔ اسی وقت مکہ اور طائف کے مجاہدین آئے اور ان کے سردار سعید بن عامر تھے۔ یہ اسلامی لشکر عبداللہ بن قرط کے مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے ملک شام کی طرف روانہ ہوا تھا۔ لیکن اتفاق سے راستہ بھول گیا تھا۔ اس روز یرموک کے مقام پر پہنچا۔ جس روز عبداللہ بن قرط مدینہ منورہ سے واپس آئے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر نے سعید بن عامر کے لئے ایک علم تیار کیا اور وہ علم سعید کو دے کر کہا۔ "اے ابن عامر! میں نے تمھیں اس لشکر پر سردار مقرر کیا۔ تم ان سے بہتر نہیں ہو مگر تم ان سے زیادہ پرہیزگار ہو جاؤ تم معاملات میں ان کے ساتھ نرمی کرو۔ انھیں حقیر نہ جانو۔ چھوٹوں کو ناچیز نہ سمجھو۔ بڑوں کو برگزیدہ نہ کرو۔ ادنیٰ و اعلیٰ کو یکساں سمجھو۔ نفس امارہ کی پیروی نہ کرو۔ جنگل کا راستہ اختیار نہ کرو۔ آسان راہ پر چلو۔ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہو۔ اسی سے مدد چاہو۔

سعید بن عامر نے کہا۔ خدا کی قسم یا امیر المومنین آپ نے ایسی وصیت فرمائی

ہے کہ اگر میں اس پر عمل کرتا رہا تو یقیناً نجات پا جاؤں گا۔

حضرت علی نے سعید بن عامر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے سعید اپنے امام کی وصیت پر عمل کرنا۔ جب تم ابو عبیدہ کے پاس پہونچو اور رومیوں کے اس لشکر سے ملاقی ہو جس کے قتل شاید کبھی میدان جنگ میں تم آئے اور تم پر معاملہ دشوار ہو جائے تو تم مدد کے لئے امیر المومنین عمر بن الخطاب کو لکھنا تاکہ وہ تمھیں اور مہاجرین اور انصار کو تمھارے پاس بھیجیں۔ پھر میں اور تم اور میرے اور تمھارے ساتھی رومیوں کے لشکر کو الٹ دیں گے اور خدا نے چاہا تو تمام ملک شام پر قبضہ کر لیں گے۔

سعید رخصت ہوئے۔ اس وقت وہ رجز کے یہ اشعار پڑھتے تھے ؎

نسیر بجیش من رجال اعزۃ علی کل عنیم من الخیل لحیمی

ہم بزرگ لوگوں کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں اچھے گھوڑے پر جو بڑا صبر کرنے والا ہے

اما م بن الجراح و صحب نبینا لنصرھم واللہ للدین ینصر

ابن جراح اور صحابہ نبی صلعم کے سامنے ان کی مدد کے لئے۔ اللہ دین کی مدد کرے

سعید بن عامر مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر تبوک میں جا کر ٹھہرے ان کا ارادہ تھا بصرہ جانے کا۔ اور وہاں سے یرموک پہنچے گا۔ تبوک مسلمانوں کے قبضے میں تھا اس سے پیچھے کچھ فاصلے پر جندل تھا اسے عیاض بن غنم نے فتح کیا تھا وہ وہاں سے جابیہ کے قصد سے روانہ ہوئے تھے راستہ بھول گئے اور ایسی راہ میں پہنچے جیسے انھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا وہ حیران ہو کر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ دسویں دن انھیں ایک پہاڑ نظر آیا اسکے سامنے ایک خونخوار جنگل تھا اس میں کثرت سے درخت تھے سر راہ ایک گاؤں تھا سعید نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ اے مسلمانو! بشارت ہو کہ یہ درخت ملک شام کے ہیں۔

مسلمان جنگل میں گھس کر چلنے لگے ان میں کثرت سے پیدل تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت برداشت کرنی پڑی۔ ان مسلمانوں نے جو سوار تھے پیدل کو بھی اپنی سواریوں پر سوار کیا مسلمان تھک گئے انھوں نے سعید سے کہا۔ اے سعید! تم غلط راستے پر چلے ہم تھک گئے ہیں اب ٹھہر جاؤ تاکہ ہم کچھ راحت حاصل کریں۔

سعید بن عامر نے منظور کر لیا۔ مسلمان ایک چشمے کے کنارے پر اترے وہ اور انکے

جانور پیاسے تھے۔ انھوں نے اور ان کے گھوڑوں اور اونٹوں نے پانی پیا مسلمانوں نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور گھوڑوں اور اونٹوں کو چرنے کے لیئے چھوڑ دیا۔ رات کو کچھ مسلمان نماز پڑھتے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے کچھ سو گئے۔ حضرت سعید بھی سو گئے۔ انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک پر فضا باغیچہ میں ہیں جس میں سبزہ ہے پھولوں کے پودے ہیں۔ پھلوں کے درخت ہیں۔ ٹھنڈے پانی کی نہر بہہ رہی ہے۔ وہ پھل کھا رہے ہیں۔ پانی پی رہے تھے اپنے ساتھیوں کو پھل دے رہے تھے۔ بہت خوش تھے۔ دفعتاً ایک بڑا شیر درختوں کے جھنڈ میں سے نکل کر سعید کی طرف جھپٹا۔ سعید اس شیر کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ اسی وقت دو اور شیر گرجتے ہوئے نکلے۔ انھوں نے پہلے بڑے شیر کو زمین پر گرا دیا۔ ایک خوفناک آواز پیدا ہوئی۔ سعید کی آنکھ کھل گئی انھوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ مسلمانوں کو مال غنیمت ملے گا ــــ وہ اٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد انھوں نے ہاتف کی آواز سنی کوئی ذیل کے اشعار پڑھ رہا تھا۔

یا عصبۃ الھادی الی الرشاد	لا تفزعو من ھول ھذا الوادی
اے گروہ نیکی کی طرف ہدایت کرنے والے	تم اس جنگل سے خوف زدہ نہ ہو۔
کا فیہ من جن ولا معاد	ستنعلمن یا معاشر العباد
نہ اس میں کوئی جن ہے نہ دشمن ہے	اے گروہ بندوں کے تم عنقریب جانوگے
لطف الذی یرزق بالاولاد	ولطیح الجنتہ فی الابلاد
ایسا لطف جیسا اولاد کے ساتھ ہوتا ہے	اور جو دلوں میں دوستی پیدا کرتا ہے
سانیصنہ اللہ بکم رشاد	وتغنمنی المال مع الاولاد
قریب ہے اللہ تمھاری رہنمائی کرے گا	تم مال غنیمت اور اولاد حاصل کروگے

اس آواز کو سن کر بیدار ہو گئے۔ حضرت سعید بن عامر نے بیان کیا ہے کہ ایک شعر مجھے یاد ہو گیا اور تین اشعار شماخ بن حص کلبی کو یاد ہو گئے اور مسلمان ان اشعار کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ صبح کی نماز پڑھ کر انھوں نے کوچ کیا وہ جنگل دو فرسخ تھا۔ انھوں نے اسے طے کیا اور پہاڑ پر آئے۔ سعید نے اسے [illegible]

انھوں نے تکبیر کہی - تمام مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ مسلمانوں نے دریافت کیا۔ تم نے کیا چیز دیکھ کر تکبیر کہی۔

سعید نے جواب دیا۔ مسلمانو! تم ملک شام کے قریب پہنچ گئے۔ یہ جبل رقیم ہے۔ یہ جبل رقیم وہ ہے جہاں اصحاب کہف[1] تین سو نو سال تک سوتے رہے۔ ان کا ذکر قرآن شریف کی سورہ کہف اور احادیث میں موجود ہے۔

سعید بن عامر نے غار کے قریب جا کر معہ مسلمانوں کے نماز پڑھی۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر شہر عماریں پہنچے۔ اس شہر سے ایک گاؤں کی طرف چلے جس کا نام انجاب تھا۔ اس گاؤں کے لوگ نکلے جارہے تھے ــــ مسلمانوں نے بغیر سعید بن عامر کے حکم کے ان پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا باقی دوڑ کر گاؤں میں چلے گئے۔ گاؤں کے گرد مضبوط شہر پناہ تھی۔ سعید نے شہر پناہ کے پاس جا کر پکار کر کہا انجاب کے باشندو! سختی ہو تم پر۔ تم کیوں گاؤں چھوڑ کر نکلے جارہے تھے۔؟

ایک گاؤں والے نے ان کے پاس آ کر کہا۔ اے گروہ عرب! ہم تمہارے خوف سے نکلے جارہے تھے حاکم عمان نے ہمارے پاس پیام بھیجا تھا کہ ہم اس کے پاس اس کی حمایت میں چلے جائیں۔ ہم جارہے تھے کہ تم آ گئے۔ کیا تم جسزیہ کی قرارداد پر

---

[1] کہف۔ غار کو کہتے ہیں۔ اصحاب کہف کا ذکر قرآن شریف میں سورۂ کہف میں موجود ہے یہ لوگ طرسوس کے باشندے تھے جو ایشیائے کوچک میں ایک شہر تھا اب ایک قصبہ کی شکل میں موجود ہے ایک رومی بادشاہ بڑا ظالم تھا وہ خدا کی عبادت سے منع کرتا تھا چند رومی جوان اس کے خوف سے جبل رقیم کے غار میں جا چھپے خدا نے ان پر نیند مسلط کر دی وہ تین سو نو برس تک سوتے رہے پھر بیدار ہوئے اس وقت دنیا بدل چکی تھی اسکے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من قراء سورۃ الکھف فی یوم الجمعۃ اضاء اللہ النور ما بین الجمعتین (مشکوٰۃ) یعنی جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھا اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان نور روشن رہے گا۔ یہ بھی روایت ہے کہ جو جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھتا رہے گا۔ اس کا قلب روشن رہے گا۔ قبر منور رہے گی اور حشر میں نور کے سایہ میں ہو گا۔ (صادق۔ صدیقی)

ہمیں امان دے سکتے ہو؟"

سعید بن عامر نے منظور کر لیا چنانچہ دس ہزار درہم پر صلح ہو گئی۔ دستاویز صلح کی لکھ دی گئی ـــــ جب مسلمانوں نے وہاں سے کوچ کرنے کا قصد کیا تو چند دہقانوں نے ان کے پاس آ کر کہا۔ مسلمانو! تم نے ہمیں امان دے کر اپنی طرف سے بے ڈر کر دیا۔ لیکن ہم اپنی قوم سے ڈرتے ہیں۔ عمان کا حاکم نقیطا ہے وہ بڑا مغرور ہے اور سرکش۔ وہ یقیناً ہم پر سختی کرے گا ـــــ لیکن تم اس پر فتح پا سکتے ہو۔

سعید۔ کس طرح فتح پا سکتے ہیں۔

دہقان۔ باہان ارمنی نے نقیطا حاکم عمان کو حکم دیا ہے کہ وہ قیسار یہ میں ہرقل اعظم کے بیٹے قسطنطین کے پاس چلا جائے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا ہے۔

سعید۔ اس کے ساتھ کس قدر لشکر ہے؟

دہقان۔ پانچ ہزار

سعید نے مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ مسلمانوں نے کہا۔ ہماری رائے یہ ہے کہ حاکم عمان پر حملہ کرو ـــــ اگر ہم نے اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا تو ہمارا رعب رومیوں پر چھا جائے گا۔

سعید بن عامر نے دہقان سے دریافت کیا کہ نقیطا کس راہ سے آئے گا۔

انھوں نے جواب دیا۔ اسی راستے سے آنے والا ہے۔

سعید مسلمانوں کو لے کر چلے اور دوران کے راستے پر ایک جنگل میں چھپ گئے ایک دن اور ایک رات انتظار کرتے گزرے لیکن رومی نہ آئے۔ سعید نے کہا انتظار فضول ہے ممکن ہے وہ لوگ کسی اور راستے سے چلے گئے ہوں۔ یہاں بیٹھے رہنے سے کہیں زیادہ ضروری ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کرنا ہے۔"

مسلمانوں نے کہا۔ اے ابن عامر! ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ انشاء اللہ ہمیں ضرور غنیمت حاصل ہوگی تم ہمیں اس سے محروم نہ کرو اور کچھ دیر انتظار کرو۔

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ رومیوں کی ایک جماعت نمودار ہوئی جو راہبوں کے بنائے ہوئے کپڑے پہنے تھی۔ بیچ میں سے سروں کو منڈائے ہوئے تھے۔ مسلمانوں

نے دوڑ کر انھیں گرفتار کر لیا۔ اور سعید بن عامر کے سامنے لا کر پیش کیا۔ سعید نے ان سے دریافت کیا۔ "تم کون لوگ ہو"؟

ان میں سے ایک بوڑھے شخص نے جواب دیا "ہم دیروں کے راہب ہیں۔ ہرقل اعظم کے بیٹے قسطنطین کے پاس جا رہے ہیں تاکہ اس کے غلبہ کی دعائیں مانگیں۔

سعید نے کہا۔ "وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ یعنی منکروں کی دعا بھٹکتی رہتی ہے۔ تم راہب ہی جا رہے ہو یا اور لوگ بھی آ رہے ہیں"۔

راہب۔ ہمارے پیچھے حاکم عمان پانچ ہزار کی جمعیت سے آ رہا ہے۔ اس کے لشکری نہایت بہادر اور بڑے جری ہیں تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔

سعید۔ اگر تم ہمیں ڈرانے دھمکانے کی کوشش نہ کرتے تو خدا کی قسم میں تمھیں ابھی چھوڑ دیتا۔ مگر اب میں تمھیں اپنی حراست میں لوں گا تاکہ تم دیکھو کہ حاکم عمان اور اس کے ہمراہیوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔

سعید نے مسلمانوں کو اشارہ کیا۔ انھوں نے راہبوں کو قید کر لیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد حاکم عمان مع لشکر کے آ گیا۔ انھوں نے سلمانوں کے قریب آتے ہی حملہ کر دیا مسلمان مسلح نہ ہوئے مگر پھر بھی وہ تلواریں اور ڈھالیں لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ تکبیروں کی آوازیں بلند کیں اور خون ریزی شروع کر دی نقیطا نے اپنے ہمراہیوں کو جوش دلایا۔ رومی نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے لیکن مسلمانوں نے انھیں تلواروں کی دھار پہ رکھ لیا وہ بکریوں کی طرح انھیں ذبح کرنے لگے۔ تھوڑی دیر ہی میں بہت کافی رومی مارے گئے نقیطا یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا گیا۔ وہ بھاگا اس کے پیچھے اس کا لشکر بھاگا کچھ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ مسلمان رومیوں کو گرفتار اور مال غنیمت کو جمع کرنے لگے۔

نقیطا کچھ دور بھاگ کر اس لئے ٹھہر گیا کہ اس کے پیچھے جو رومی بھاگے آ رہے تھے وہ آ کر جمع ہو جائیں دفعتہً ایک بنا گرد مسلمانوں کا گھوڑے دوڑاتا ہوا آیا انھوں نے نیزے تان رکھے تھے۔ وہ ایک ہزار سوار تھے وہ شیروں کی طرح آگے تھے سعید نے انھیں غور سے دیکھا ان میں ایک فضل بن عباس اور دوسرے زبیر بن العوام تھے انھیں دیکھتے ہی رومی پشت پھیر کر بھاگے زبیر بن العوام نے دوڑ کر نقیطا کے نیزہ

مارا۔ اس کی پشت میں گھس گیا وہ مردہ ہو کر گرا۔ فضل بن عباس اور دوسرے مسلمانوں نے رومیوں کو نیزے مار مار کر الٹ دیا۔ بہت سے رومیوں کو مار ڈالا زبیر بن العوام نے پکار کر کہا۔ "مسلمانو! اب رومیوں کو گرفتار کرو"

مسلمانوں نے رومیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ سعید بن عامر نے ایک جگہ غبار اڑتے ہوئے دیکھا وہ کچھ مسلمانوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے دیکھا تو رومی آپس میں لڑ رہے ہیں مسلمانوں نے حملہ کر کے رومیوں کو مار ڈالا اور بقیہ کو گرفتار کر لیا اسی غبار میں فضل بن عباس اور ان کے ساتھ کچھ مسلمان بھی مصروف جنگ تھے وہ پکار کر کہہ رہے تھے میں رسول اللہ صلعم کے چچا کا بیٹا ہوں۔ بہادر اور جری ہوں۔

سعید بن عامر نے ان کے پاس پہنچ کر کہا۔ اللہ تمھیں جزائے نیک دے تم نے خوب جہاد کیا۔ دوسرے تمھارے ساتھ کون تھے۔

فضل نے جواب دیا۔ وہ زبیر بن العوام ہیں۔ مسلمان جمع ہوئے۔ انھوں نے مال غنیمت اور قیدیوں کو جمع کیا۔ سعید بن عامر نے بیان کیا ہے کہ نقیطا کے ہمراہیوں میں سے یا تو مارے گئے یا گرفتار کر لئے گئے ایک شخص بھی بھاگ کر نہ جا پایا۔

زبیر بن العوام نے سعید بن عامر سے دریافت کیا۔ اے سعید! تم نے ابو عبیدہ کے پاس پہنچنے میں کیوں دیر کی؟

سعید نے جواب دیا۔ میں راستہ بھول گیا تھا۔

زبیر۔ تمھارے آنے کی اطلاع سالم بن نوفل العدوی نے دی تھی ابو عبیدہ تمھارا انتظار کر رہے تھے۔ جب تم نہ آئے تو مسلمانوں کو بڑی تشویش ہوئی چنانچہ ابو عبیدہ نے ہمیں تمھاری خبر لانے کے لئے بھیجا۔ خدا کا شکر و احسان ہے کہ تم بخیریت یہاں تک پہنچ گئے۔

زبیر بن العوام نے مردہ رومیوں کے سروں کو کاٹ کر نیزوں کی نوکوں پر چڑھانے کا حکم دیا مسلمانوں نے ان کے حکم کی تعمیل کی چار ہزار رومی مارے گئے تھے ان کے سر نیزوں پر اٹھائے ایک ہزار رومی قید ہو گئے تھے۔ سعید نے راہبوں کو چھوڑ دیا۔ وہ دعائیں دیتے چلے گئے مسلمان یرموک کی طرف روانہ ہوئے یہی وہ مسلمان تھے جو عبداللہ بن قرط کے آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد پہنچے تھے۔

مسلمان تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے آرہے تھے۔ بے شمار رومی اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر جھانکنے لگے۔ انھوں نے آٹھ ہزار مسلمانوں کو آتے اور اگلے مسلمانوں کے نیزوں پر رومیوں کے سروں کو دیکھا وہ متعجب بھی ہوئے، انھیں غصہ بھی آیا رنج بھی ہوا اور مرعوب بھی ہوئے۔

سعید اور ان کے ہمراہیوں نے ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس آکر سلام کیا سب حال بیان کیا۔ تمام مسلمان بہت خوش ہوئے ابو عبیدہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور ایک ہزار رومی جو قید ہوئے تھے انھیں قتل کرا دیا ان رومیوں کو نہ چھوڑا جا سکتا تھا نہ حراست میں رکھا جا سکتا تھا کیونکہ باہان کے بیشمار لشکر سے جنگ ہو رہی تھی اگر انھیں چھوڑ دیا جاتا تو وہ باہان کے لشکر میں شامل ہو جاتے قید رکھا جاتا تو ان کی حفاظت بھی مشکل تھی اس لیے انھیں قتل کر دیا گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جبلہ نے اپنی شجاعت

باہان کا فریب

بہادری کی داد لینے کے لئے ان پانچوں مسلمانوں کو جنھیں اس کے لشکر نے گرفتار کیا تھا باہان کے سامنے پیش کیا۔ باہان نے انھیں دیکھ کر نہایت ہی حقیر و ناچیز جانا۔ اس نے جبلہ سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟

جبلہ نے جواب دیا۔ یہ حشمت اسلام کے ستون ہیں یہ ان ساٹھ آدمیوں میں سے پانچ آدمی ہیں جنھوں نے میرے لشکر پر حملہ کیا تھا۔ بڑے بہادر اور شیر دل ہیں میں نے ان لوگوں کو مار ڈالا ہے جس پہ وہ ناز کرتے تھے یہ پانچ گرفتار کر لئے ہیں اب مسلمانوں میں بجز ایک شخص کے کوئی ایسا باقی نہیں رہا ہے جس سے ہم خوف کریں۔

باہان۔ وہ کون شخص باقی رہا ہے؟

جبلہ۔ وہ ایسا دلیر ہے جو مسلمانوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ گھمسان کے معرکوں میں گھس جاتا ہے۔ تنہا پورے لشکر پر حملہ کر دیتا ہے اس نے ارکہ۔ تدمر، سوران۔ بصریٰ اور دمشق کو فتح کیا ہے۔ اسی نے اجنادین میں رومیوں کی جمعیت کو پراگندہ کیا تھا توما اور ہربیس کا تعاقب کر کے انھیں مرج الدیباج میں مار ڈالا تھا ہرقل اعظم کی بیٹی کو گرفتار کر لیا تھا اس کا نام خالد بن الولید ہے اگر وہ اور ہاتھ آجائے تو مسلمان شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔

باہان - میں ایک حیلہ کرتا ہوں شاید وہ ہمارے ہاتھ آجائے۔
جبلہ - مگر مسلمانوں کے سامنے کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا۔
باہان - لیکن میرا فریب خالی نہیں جاسکتا۔ ہم دیکھو کسی ہوشیار شخص کو بلاؤ جسے سفیر بنا کر مسلمانوں کے ہاں بھیجا جائے۔
باہان نے ایک رومی کو بلایا۔ جسکا نام جرجہ تھا وہ حکیم و دانا تھا عربی زبان نہایت فصاحت کے ساتھ بولتا تھا باہان نے اس سے کہا۔ جرجہ! تو نہایت عقیل و فہیم ہے تو اسلامی لشکر میں جا اور مسلمانوں کے سردار سے کہہ کہ وہ اپنا کوئی سفیر روانہ کریں۔
کوشش یہ کرنا کہ یہ سفیر خالد بن الولید ہوں۔ مسلمانوں میں ایک یہی شخص باقی رہ گیا ہے جو بہادر اور دلیر ہے۔ اگر وہ قابو میں آجائے تو پھر فتح ہماری ہے۔
جرجہ اسلامی لشکر کے پاس آکر ٹھہرا اس نے پکار کر کہا۔ مسلمانو! میرے بادشاہ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کوئی ایسا شخص بھیجو جو ملک کے تمام اختیارات رکھتا ہو۔ سمجھدار اور ہوشیار ہو۔
خالد نے جرجہ کو بلا کر اپنے خیمے پر ٹھہرایا اور خود ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ رومی سفیر آیا ہے۔ باہان نے ایک قاصد کو طلب کیا ہے میں اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں پانچوں مسلمانوں کو رہا کرا دے۔
عبیدہ - شوق سے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت و نگرانی کرے ممکن ہے باہان ادائے جزیہ میں صلح کر لے۔ اس طرح مسلمانوں کے خون بچ جائیں۔ خدا کی قسم اللہ کے نزدیک مسلمانوں کا خون تمام کافروں سے عزیز ہے۔
حضرت خالد اپنے خیمہ پر گئے۔ انھوں نے حجازی موزے پہنے سیاہ عمامہ سر سے باندھا چرمی پٹکا کمر سے لپیٹا۔ اس میں چاندی کی کڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ سلیمہ کذاب کی تلوار حمائل کی۔ ڈھال پشت پر لٹکائی نیزہ ہاتھ میں لیا اور اپنے غلام ہمام کو حکم دیا کہ سرخ قبا ساتھ رکھ لو۔ چمڑے کا بنا ہوا ہے جس میں دو سورج سونے کے حلقوں میں جڑے ہوئے لگے تھے اور جسے انھوں نے میسرہ بن مسروق عیسیٰ کی بیوی سے تین سو دینار میں خریدا تھا۔ ساتھ لے لے۔

سے خالدؓ اور ہمام نیزے ہاتھوں میں لئے مسلمانوں کو سلام کیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے رومیوں کے بے پناہ لشکر کی طرف چلے۔

جب حضرت خالد روانہ ہوئے تو ابو عبیدہ بن الجراح قرآن شریف کی آیتیں پڑھنے اور رونے لگے۔ ایک مرد مسلمان نصیر بن سالم نے ان سے پوچھا۔ اے امیر! تم کیوں رو رہے ہو؟

ابو عبیدہ نے جواب دیا۔ اے نصیر! یہ لوگ دین اسلام کے مددگار ہیں۔ اگر یہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں تو ابو عبیدہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے روز کیا جواب دے گا۔

جب خالد اور ان کے ہمراہی رومی لشکر کے قریب پہنچے اور انھوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا میلوں تک رومیوں کا لشکر نظر آیا۔ ان کی زرہیں اور ہتھیار چمک رہے تھے خالد بن الولید اور ان کے ساتھیوں نے شور کر کے کہا۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔

عین اس وقت روم کی فوج کا طلیعہ ادھر سے گزرا جبلہ ابن الایہم الغسانی ان کا سردار تھا اس نے دریافت کیا۔ تم کون ہو۔ کس لئے آئے ہو؟

چند مسلمانوں نے جواب دیا۔ ہم مسلم شہ سوار ہیں یہ ہمارے سردار خالد بن الولید ہیں۔ ہامان کے طلب کئے ہوئے آئے ہیں۔

جبلہ۔ تم ٹھہرو۔ میں ہامان سے اجازت لے لوں۔

وہ ہامان کے پاس پہنچا اور اس سے کہا۔۔۔۔ خالد بن الولید آئے ہیں۔ ان کے ہمراہ سو مسلمان ہیں۔

ہامان۔ مگر میں نے تو تنہا خالد کو بلایا تھا۔

جبلہ نے خالد بن الولید کے پاس آ کر کہا، بادشاہ کہتا ہے کہ اس نے تنہا خالد کو اس لئے بلایا تھا کہ دونوں گفتگو کر کے صلح کی شرائط طے کر سکیں۔

خالد۔ تم اپنے سردار سے جا کر کہہ دو کہ میں تنہا نہیں آ سکتا میرے ساتھ جو لوگ آئے ہیں میں اثنائے گفتگو میں ان سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔

جبلہ نے ہامان سے جا کر کہا۔ اس نے کہا۔ اچھا انھیں سب کو آنے دو۔۔۔ مگر

جب وہ میرے خیمے کے پاس آ جائیں تو ان سے کہو کہ گھوڑے سے اتر لیں۔ اور ہتھیار دے دیں۔"

جبلہ نے آکر انھیں چلنے کی اجازت دی۔ وہ رومی لشکر میں داخل ہوئے۔ رومی بطارقہ ان کے گرد آ گئے۔ خالد اطمینان سے سر جھکائے بغیر ادھر ادھر دیکھتے چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ باہان کے خیمے پر پہونچے۔ جبلہ نے ان سے کہا۔ "اے گروہ عرب! تم بادشاہ کے خیمہ پر آ گئے۔ اپنے گھوڑوں سے اتر لو اور اپنی تلواریں ہمارے حوالہ کر دو۔"

خالد نے کہا۔ گھوڑوں سے تو اتریں گے۔ لیکن تلواریں عزت کی نشانی ہیں انھیں الگ نہ کریں گے۔"

جبلہ نے باہان کو آواز دی۔ باہان نے کہا۔ جس طرح تمہاری آرزو ہے آؤ۔ شاہی حاجیوں نے پکار کر کہا۔ "اے گروہ عرب! بادشاہ نے اجازت دے دی ہے جس طرح چاہو آؤ۔"

خالد بن الولید اور ان کے ہمراہی گھوڑوں سے اتر لیے۔ وہ بطارقہ کے درمیان سے بڑے شان سے ساتھ گزرے اور خیمہ میں داخل ہوئے باہان نے دربار آراستہ کیا تھا۔ اعلیٰ قسم کا فرش تھا۔ زرتار مسندیں تھیں۔ تکیے تھے۔ خوشنما کرسیاں تھیں۔ باہان تخت پر بیٹھا تھا فوجی افسر کرسیوں پر تھے۔ مسلمانوں نے وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور بزرگی بیان کی۔ تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ اور باہان کے قریب پہونچے۔ باہان نے ان کے لیے کرسیاں بچھوائی تھیں۔ انھوں نے ان کرسیوں کو الگ کر دیا فرش اٹھا دیا اور زمین پر بیٹھ گئے۔

خالد اور باہان کی گفتگو

باہان مسلمانوں کا یہ کام دیکھ کر ہنسا۔ اس نے کہا اے گروہ عرب! ہم نے تمہارا احترام کیا۔ تمہارے لیے کرسیاں ڈلوائیں۔ تم نے کرسیوں کو اٹھوا دیا۔ دیباج کے فرش کو پلٹ دیا زمین پر بیٹھے۔ تم نے ہماری بزرگی اور بخشش کی قدر نہ کی۔ دربار کی توہین کی اور ہمارے ساتھ ترک ادب کیا۔"

خالد۔ تمہارے فرش اور کرسیوں سے پروردگار کا خاکی فرش اچھا زیادہ پاک ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: منہا خلقناکم وفیہ نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃً اخری
یعنی ہم نے تمھیں اسی مٹی سے پہلے پیدا کیا اسی میں پھیریں گے اور اسی سے باہر
نکالیں گے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ باہان عربی زبان خوب جانتا تھا ان کے
اور خالد کے درمیان کوئی مترجم نہ تھا۔ وہ خود گفتگو کر رہا تھا۔ باہان نے کہا "یہ مناسب
نہیں کہ تم آغاز کلام کرو۔"

خالد۔ تم سوال کرو میں جواب دوں گا تم چاہو تو تم کلام کا آغاز کرو۔ مجھے کہو
میں شروع کروں۔

"باہان:" میں ہی شروع کرتا ہوں۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے ہمارے
سید مسیح کو بزرگ ترین بادشاہ اور ہماری امت کو بہترین امت بنایا۔

خالد بن ابو لید نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ لائق حمد وہ خدا ہے جس نے ہمیں ایسا ایمان
عطا کیا کہ ہم اپنے نبی پر تمہارے نبی اور سارے نبیوں پر ایمان لائے۔ انبیاء کے سردار ہے
نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگرچہ ہم اپنے خلیفہ کے اطاعت گزار اور فرمانبردار
ہیں۔ لیکن اگر انھیں یہ زعم ہو جائے کہ وہ ہمارے بادشاہ ہیں تو ہم انھیں فوراً معزول
کردیں۔ ہمارے۔ بادشاہ کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ انھیں ہم نے اس لیے
اپنا بادشاہ منتخب کیا ہے کہ وہ ہم سے پرہیز گار اور خدا سے زیادہ ڈرنے والے ہیں
ہم اپنے نبی کی شریعت کے پابند ہیں۔ جن باتوں سے خدا نے منع کیا ہے ان سے باز
رہتے ہیں۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ انھیں کرتے ہیں بزرگ ترین امت بے ہم
ہی تم نہیں۔ تم نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حضرت موسیٰ کی لائی ہوئی شریعت
کو پھاڑ دیا۔ تم ہم سے افضل نہیں ہو۔"

یہ سنکر باہان کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ کچھ دیر تو وہ خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا: "ہم اس
خدا کی تعریف کرتے ہیں جس نے ہمیں عزت دی۔ ثروت دی۔ دولت دی۔ حشمت
دی۔ ملک دیا۔ اولاد دی۔ حکومت دی۔ تم اس بات کو خوب جانتے ہو کہ جب تمہارے
بھائی ہمارے ملک میں آتے تھے ہم ان کی مہمانداری کرتے تھے۔ انھیں انعام اور
بخشش دیتے تھے۔ وہ ہمارے شکر گزار ہوتے تھے۔ جب تم آئے تو ہم نے خیال

کیا تم بھی افلاس اور محتاجی سے پریشان ہو کر اپنے پیشرو بھائیوں کی طرح انعام و بخشش لینے کے لیے نہ آئے۔ لیکن تم ان کے خلاف جنگ و جدل کرتے پائے گئے۔ تم ہمارے مردوں کو قتل اور ہماری عورتوں کو گرفتار کرتے ہو۔ ہماری دولت کو لوٹتے ہو ہمارے شہروں پر قبضہ کرتے ہو۔ چاہتے ہو کہ ہمیں اس زرخیز اور سرسبز شاداب ملک سے نکال دو شاید تم اس بات کو نہیں چاہتے کہ تم سے پہلے بھی ہم پر اکثر ان قوموں نے یورش کی جو تعداد میں تمول میں۔ اتفاق سے تم سے کہیں زیادہ تھے۔ لیکن ہم نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا ایرانیوں ترکوں۔ اور جرامقہ کو ہم نے ذلت آفریں ہزیمتیں دیں تم سے زیادہ شکستہ حال، محتاج کمزور اور پسماندہ کوئی قوم نہ تھی۔ تم نے کبھی کسی ملک پر خروج نہ کیا تھا۔ تم میں یہ جرات ہی نہ رہی۔ یہ ہمت ہی نہ تھی کہ تم ہماری قوم سے لڑتے۔ تم آپس ہی میں لڑتے تھے بالوں کے ادنیٰ قسم کے کپڑے پہنتے تھے۔ لال گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے۔ روکھی سوکھی جو کی روٹی کھاتے تھے۔ گھر اور سعید دل سے واقف نہ تھے لیکن جب سے تم اس ملک میں آئے ہو اچھے کپڑے پہنتے۔ اچھی غذائیں کھانے اور اچھے گھوڑوں پر سوار ہونے لگے۔ سپید رنگ کی حسین رومی لڑکیوں کو اپنی خدمت گزاری کے لیے رکھ لیا۔ سونے اور چاندی سے اپنے ہاتھوں کو بھر لیا۔ ہم نے کوئی تعرض نہ کیا۔ ہم اب بھی درگزر کرنے کے لیے موجود ہیں۔ جو کچھ تم نے ہم سے لوٹا ہے ہم تم سے اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ اگر تم ہم سے صلح کر لو گے تو تمہارے لیے ہی بہتر ہو گا۔ نہ صلح کرو گے تو اس لشکر کو دیکھ لو جو تمہارے سامنے ہے۔ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور اگر اس پر فتح بھی پا لو تو ایسے ایسے نہ معلوم کتنے لشکر تمہارے سامنے آئیں گے جو یقیناً تمھیں مٹا دیں گے۔ صلح کرنے کی صورت میں تمہارے ہر سپاہی کو ہر دینار اور ایک تھان کپڑے کا اور تمہارے سردار ابوعبیدہ کو ایک ہزار دینار اور تمہارے خلیفہ کو دس ہزار دینار اس شرط پر دیئے جائیں گے کہ تم قسم کھاؤ کہ ہمارے ملک پر کبھی لشکر کشی نہ کرو گے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ باہان کبھی دھمکی دیتا تھا کبھی ڈراتا تھا کبھی تحریص و ترغیب دلاتا تھا۔ خالد بن الولید اور مسلمان خاموش بیٹھے سن رہے تھے جب وہ خاموش ہوا تو حضرت خالد نے کہا: بادشاہ نے کلام کیا اور اچھا کلام کیا۔ ہم نے سنا۔ اب تم سنو۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو واحد ہے۔ اکیلا ہے کوئی اس کی

خدائی میں شریک نہیں ہے۔ عبادت کے لائق وہی ہے۔
باہان۔ تم نے سچ کہا۔ خدا ایک ہے۔ اور وہی بندگی کے لائق ہے۔
خالد۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
باہان۔ میں انھیں رسول نہیں سمجھتا۔
خالد۔ انسان کی زندگی کی بہترین ساعت وہ ہے جس میں وہ خدا کی عبادت کرتا ہے۔
باہان نے اپنے حاجبوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ یہ شخص عاقل اور دانا اور حکیم و فرزانہ ہے۔"
چونکہ باہان نے یہ بات رومی زبان میں کہی تھی اس لیے حضرت خالد نہیں سمجھے باہان نے انھیں عربی میں سمجھایا۔ حضرت خالدؓ نے کہا۔ خدا نے عقل و فہم کی تعریف کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
ما خلق اللہ تعالیٰ شیئا احب الیہ من العقل لان تعالیٰ لما خلق العقل صورہ وقد قال لہ اقبل فاقبل ثم قال لہ ادبر فادبر فقال وعزتی وجلالی ما خلقت شیئاً احب الی منک بک تنال طاعتی وتدخل جنتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ عقل کو محبوب سمجھتے ہیں۔
جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اسکی صورت اور انداز قائم کیے۔ اس نے کہا آگے آ۔ آگے آگئی۔ پھر کہا پیچھے جا وہ پیچھے گئی۔ پھر کہا۔ مجھے اپنی ذات۔ عزت اور جلالت کی قسم۔ میں نے تجھے دوست ترین پیدا کیا۔ تیرے سبب میری اطاعت کی جاتی ہے اور جنت میں داخل ہوتی ہے؛
باہان جب تم اتنے ذی عقل ہو تو اتنے آدمیوں کو اپنے ساتھ کیوں لائے؟"
خالد۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ انھوں نے فرمایا" یہ کہہ کر حضرت خالد نے ایک آیت پڑھی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ۔
"یعنی وہ ہلاک ہوا جس نے اپنی بھائی سے مشورہ نہ کیا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کے لوگوں سے زیادہ عاقل و فرزانہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی ارشاد فرمایا۔ وشاورھم فی الامر۔ یعنی تم کام میں مشورہ کر لیا کرو۔"

بعض اوقات عقلمندوں کو بھی ایسی الجھن آپڑتی ہے کہ انھیں مشورہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور میں تو اپنے بھائی مسلمانوں سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔
باہان۔ تمہارے لشکر میں ایسے کتنے لوگ ہیں جو تمہاری طرح ہوشیار اور ذی عقل ہیں۔
خالد۔ ہوشیار اور عقلمند تو سب ہی ہیں مگر ایسے ایک ہزار آدمی ہیں جن کی رائے اور مشورہ سے میں بے نیاز نہیں ہوں۔"
باہان۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم لوگ ایسے زیرک و فرزانہ عقیل و حکیم ہو میں نے تو یہ سنا تھا کہ تم لوگ فرومایہ جاہل اور بے عقل ہو۔"
خالد۔ حقیقت یہی ہے کہ ایام جاہلیت میں ہم ایسے ہی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی۔ ہم پر اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا۔ انھوں نے ہدایت کی ہماری کایا پلٹ ہو گئی۔ ہم بد سے نیک ہو گئے۔ مورکھ سے عقلمند بن گئے۔ جاہل سے عالم ہو گئے۔ اندھیرے سے روشنی میں آگئے۔
باہان۔ یا خالد! مجھے تمہاری دانائی اور عقلمندی نے حیرت میں ڈالدیا کیا یہ ممکن ہے کہ میں تمہارا بھائی بن جاؤں اور تم میرے بھائی بن جاؤ۔"
خالد۔" یہ تو بہت آسان ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے کلام کو پورا کر دے تم نیک بخت ہو جاؤ اور ہمارے ایسے بھائی بن جاؤ جو کبھی جدا نہ ہوں۔"
باہان۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔؟"
خالد۔ تم زبان سے گواہی دو اور دل سے تصدیق کرو لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسول اللہ الذی بشر بہ المسیح عیسیٰ۔ یہ کلمہ کہتے ہی تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی۔ تم میرے دوست اور میں تمہارا دوست ہو جاؤنگا۔"
باہان۔ تم چاہتے ہو کہ میں اپنا مذہب چھوڑ دوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔
خالد۔ تب تم میرے بھائی بھی نہیں بن سکتے۔
باہان۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان کام کی صلاح ہو جائے۔"
خالد۔ جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا۔
باہان۔" میں اپنی خفگی اور غصہ کو دور کیے دیتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے

اس طرح گفتگو کرو جس طرح بھائی سے بھائی باتیں کیا کرتا ہے۔ تم میری ان باتوں کا جواب دو جو میں نے پہلے کہی تھیں۔

خالد۔ ان کا جواب دیا جا چکا۔ مگر میں پھر اب دوہراتا ہوں۔ تم نے اپنے تمول عزت حشمت۔ حکومت اور کثرت کا ذکر کیا ہے۔ ہماری قوم کو بے مایہ محتاج اونٹوں کو چرانے والا بتایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری قوم میں دنیا بھر کے عیوب تھے۔ ہم شرابخور تھے ڈاکو تھے۔ زانی تھے۔ فسادی تھے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ بت پرست تھے۔ خدا نے ہم پر رحم کیا۔ ہم میں محمد عربی کو مبعوث فرمایا وہ ہماری ہدایت کے لیے روشن کتاب لائے۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھایا۔ ہم نے ان کی پیروی کی۔ مسلمان ہو گئے۔ ہماری تمام خرابیاں دور ہو گئیں۔ ہم بہترین امت بن گئے۔ ہمیں جہاد کا حکم ہوا اس شرط کے ساتھ کہ جنھوں نے تمھیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور جو تم سے لڑیں تم ان سے لڑو یہ لڑائی مذہبی لڑائی ہوگی کیونکہ غیر مسلم مسلمانوں کو مٹانا اور دین اسلام کو فنا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی لڑائیوں میں جو مسلمان مارے جائیں گے وہ جنت میں داخل ہوں گے رہا اونٹوں اور بکریوں کے چرانے کا معاملہ۔ خدا کی قسم یہ کام بزرگی کا ہے۔ ہماری قوم کے لیے باعث فخر ہے۔ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی پرستش سے منع کیا ہے۔ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں پہلے ہم اپنے نسب پر فخر کیا کرتے تھے اب نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ تم میں شریف اور بزرگ وہ ہیں۔ جو زیادہ پرہیزگار اور عبادت گزار ہیں۔ اگر تم ہمارے بھائی بننا چاہو تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔ یہ بات منظور نہ ہو تو جزیہ دو یعنی ہماری اطاعت قبول کرو۔ ہماری حکومت تسلیم کر کے ہماری ذمہ داری میں آ جاؤ۔ جزیہ۔ ذمہ داری اور حفاظت کا ٹیکس ہے۔ یہ ٹیکس۔ بچوں عورتوں۔ راہبوں اور اپاہجوں سے نہ لیا جائے گا۔ بالغ مردوں سے فی کس چار دینار وصول کیا جائے گا۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو پھر تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

باہان۔ کلمہ پڑھنے کے بعد مجھ پر اور کوئی بات تو لازم نہ ہوگی۔

خالد۔ تمام شرائط اسلام پر عمل کرنا ہوگا۔ رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے ہوں گے پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہوگی۔ مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا ہوگا۔ اور

خانہ کعبہ کا حج کرنا ہوگا۔ جن باتوں سے خدا نے منع کیا ہے ان سے بچنا اور جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے انھیں کرنا ہوگا۔

باہان۔ میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ نہ جزیہ دینا قبول کر سکتا ہوں کیونکہ جزیہ دینے سے ہم تمہارے محکوم ہو جائیں گے۔"

خالد۔ تب لڑائی ضرور ہوگی۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسکو اس کا وارث کر دیتا ہے۔

باہان۔ تم نے سچ کہا۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے۔ یہ زمین پہلے ہماری نہ تھی۔ دوسروں کی تھی۔ مگر ہمیں خدا نے اس کا وارث بنا دیا ہے۔ ہمارے تمہارے درمیان لڑائی یقینی ہے۔

خالد۔ تب تمہیں بدبختی نے گھیر لیا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ یہ ملک شام ضرور ہمارے ہاتھوں پر فتح ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سے اس کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے مجھے نظر آرہا ہے کہ ہم اس معرکہ میں فتحیاب ہونگے۔ تم یا تو میدان جنگ میں مارے جاؤ گے یا گرفتار ہو کر ہمارے خلیفہ حضرت عمر فاروق کے سامنے اس شان سے پیش کیے جاؤ گے کہ تمہاری گردن میں کھجور کی رسی پڑی ہوگی۔ ابھی وقت ہے سوچ سمجھ لو۔"

باہان سخت غضبناک ہوا اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ تمام بطارقہ ہر قبیلہ اور قیامرہ باہان کو غصہ میں دیکھ کر برہم ہو گئے۔ انھوں نے حضرت خالد کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ وہ باہان کی طرف اس امید میں دیکھنے لگے کہ وہ حکم دے تو وہ انھیں مار ڈالیں مگر باہان نے حکم نہیں دیا۔ بلکہ اس نے حضرت خالد سے کہا۔ میں چاہتا تھا کہ تمہارے ساتھ نیک سلوک کروں۔ لیکن تمہاری باتوں نے مجھے غضبناک کر دیا۔ اب میں ہرگز تم پر اور تمہاری قوم پر رحم نہ کروں گا۔ اور میں حضرت مسیح کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے ان پانچوں ساتھیوں کو تمہارے سامنے مار ڈالوں گا جو قید ہیں۔"

خالد۔ باہان! تم مسلمانوں کو نہیں جانتے۔ شہید ہونا تو ان کی عین تمنا ہے وہ پانچوں آدمی بھی زندگی سے زیادہ موت کو دوست رکھتے ہیں۔ لیکن قسم ہے پروردگار عالم کی حضرت ابوبکر صدیق کی دعوت اور حضرت عمر فاروق کی امارت کی کہ

اگر تو میرے ساتھیوں کو مار ڈالے گا تو میں تجھے اپنی اس تلوار سے ابھی ذبح کر دوں گا اور میرے ساتھی تیرے لطارقہ میں سے کم سے کم ایک کو ضرور مار ڈالیں گے یہ کہتے ہی حضرت خالد نے تلوار میان سے نکالی اور پکار کر کہا۔

لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ وانا محمد الرسول اللہ

تمام مسلمانوں نے اللہ اکبر کا پرشور نعرہ لگایا اور تلواریں سونت لیں انھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ حشر اسی جگہ سے ہوگا۔"

مسلمانوں کی رہائی

باہان نے جب مسلمانوں کی تلواروں کی چمک دیکھی تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ اے خالد! عجلت نہ کرو۔ توقف کرو میں سمجھ گیا ہوں کہ تم لوگوں نے اس لیے تلواریں سونت لی ہیں کہ تم سمجھتے ہو کہ تم قاصد ہو اور ایلچی قتل نہیں کیے جاتے ہیں۔ میں نے جو تم سے سخت گفتگو کی اس سے تمہاری جرات اور ہمت کی آزمائش منظور تھی۔ تم دیکھتے ہو کہ میرے گرد بہادر رومی ہیں۔ اگر میں اشارہ کر دوں تو وہ تمہاری تکہ بوٹی کر ڈالیں مگر میں تم پر مہربانی کرتا ہوں اور تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم واپس لوٹ جاؤ۔ اور جنگ کی تیاری کرو۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا غلبہ دے گا۔

خالد۔ لیکن تو ہمارے ان ساتھیوں کے ساتھ کیا کرے گا۔ جو تیری قید میں ہیں؟"

باہان ڈر گیا تھا۔ اس نے جلدی سے کہا میں تم پر اور ان پر احسان کروں گا انھیں رہا کر دوں گا۔ تاکہ وہ کل لڑائی میں تمہاری مدد کریں۔"

حضرت خالد یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے کہا۔" اچھا تو تم انھیں رہا کر دو۔"

باہان نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ پانچوں قیدی باہان کے سامنے لائے گئے انھوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی۔ باہان نے خالد سے کہا:" اے خالد میں ایک چیز تم سے طلب کرتا ہوں۔"

خالد۔ طلب کرو۔ اگر میرے امکان میں اس کا دینا ہوگا تو میں اس کے دینے میں ہرگز بخل نہ کروں گا۔"

"باہان۔ تمہارے ساتھ جو یہ سرخ چمڑہ کا قبہ ہے یہ مجھے پسند ہے اس کے

صلہ میں تم جو چیز چاہو لے لو۔
خالد۔ میں اس بات سے خوش ہوا کہ تم نے وہ چیز پسند اور طلب کی جو میری ذاتی ملکیت ہے تم نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ میرے ساتھیوں کو رہا کر دیا ہے یہ تیہ تمھیں تحفہ کے طور پر دیتا ہوں۔ اس کے صلہ میں تم سے کوئی چیز نہیں لینا چاہتا۔
باہان۔ تم اللہ والے لوگ ہو۔ تمہیں صلہ کی کیا ضرورت ہے۔
حضرت خالد اور تمام مسلمان خیمے سے باہر نکل کر گھوڑوں پر سوار ہوئے باہان نے چند بطارقہ کو حکم دیا کہ لشکر کی سرحد تک جا کر رخصت کر آؤ۔ وہ لوگ ان کے ساتھ ہی چلے۔
حضرت خالد اور ان کے ساتھی ابو عبیدہ کے پاس آئے جب مسلمانوں نے مزار وغیرہ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے انھوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضرت خالد نے اپنی اور باہان کی تمام گفتگو حضرت ابو عبیدہ سے بیان کر کے کہا: "قسم ہے خدا کی بزرگی کی باہان نے مسلمان قیدیوں کو ہم سے مرعوب ہو کر رہا کیا ہے وہ ہماری تلواروں سے ڈر گیا۔"
ابو عبیدہ۔ باہان کی باتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ مرد حکیم اور دانشمند ہے مگر شیطان اسکی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔"
جب ابو عبیدہ کو معلوم ہوا کہ باہان کل جنگ کے لیے میدان میں نکلے گا تو وہ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے کہا: "مسلمانو! کل دشمن مقابلہ کے لیے نکلے گا۔ تم رات میں ساز و سامان کی درستی کر لو۔ ان کی کثرت کا خیال نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اور اسی سے مدد طلب کرو۔"
لوگ اپنی قیامگاہوں پر جا کر سامان درست کرنے لگے۔ حضرت خالد نے لشکریوں سے کہا: "لوگو! کل لڑائی ہوگی۔ رومی چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح میدان میں نکلیں گے میں آج ان کے لشکر میں گیا تھا۔ میں نے انھیں آزما لیا ان میں نہ بہادری ہے نہ جرات ہے نہ ہمت نہ استقلال ہے۔ نہ ان کے دل ہیں۔ نہ کوئی ان کا مددگار رہے۔ اسی جنگ پر ملک شام کی فتح و شکست کا انحصار ہے انشاء اللہ تم ان پر غلبہ پاؤ گے اس لیے کہ خدا تمہارا مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:
ذالک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولا لھم۔ یعنی

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مالک و مددگار نہیں ہے۔"

خالد کے ہمراہیوں نے کہا جہاد ہمارا دلچسپ مشغلہ اور شہادت ہماری عین تمنا ہے۔ ہم انشاء اللہ کل لڑیں گے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم صادر کرے۔"

خالد ان کا یہ کلام سن کر نہایت خوش ہوئے۔ انھوں نے کہا "تم جنگی آلات درست کر لو۔"

مسلمان رات کو بہت کم سوئے یا تو وہ عبادت کرتے رہے یا ہتھیاروں کی صفائی میں مشغول رہے۔

یرموک میں مسلمانوں کی صف بندی

صبح صادق کے وقت موذن نے اذان دی۔ مسلمانوں نے وضو کیے۔ سنتیں پڑھیں۔ ابوعبیدہ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی نماز ختم کر کے مسلمان مسلح ہو کر میدان میں نکلے۔ ابوعبیدہ نے کل تین اسلامی لشکر کی تین صفیں مرتب کیں۔ انھوں نے میمنہ پر جا کر معاذ بن جبل کو میسرہ پر کنانہ ابن اشیم کو مقرر کیا۔ خالد نے پیدلوں پر ہاشم بن ابی ہاشم بن ابی وقاص کو افسر مقرر کیا۔

ترتیب لشکر کے بعد خالد نے اصحاب الرایات کو طلب کر کہا۔

"مسلمانو! آج وہ دن ہے جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ مشرک تم سے لڑنے کے لیے آئے ہیں خدا کا نام لے کر جہاد کرو۔ موت سے ڈرنا اور بزدلی کرنا مردوں کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی مدد کرتا ہے دشمنوں سے لڑنیوالوں سے خوش ہوتا ہے اپنے پیدا کرنے والے کی خوشنودی کے لیے دین اسلام کی مدد کے لیے اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دو۔ نہایت بہادری سے لڑو۔ خدا سے مدد چاہو۔ وہ ضرور مدد کرے گا۔"

اس کے بعد حضرت خالد نے اس لشکر کے جو ان کے تحت میں رہتا تھا چار حصے کیے ایک حصہ پر قیس بن ہبیرۃ المرادی کو دوسرے پر میسرہ بن مسروق العبسی کو تیسرے پر عامر بن الطفیل الدوسی کو افسر مقرر کیا اور ایک حصہ اپنے تحت میں رکھا۔

رومیوں کی یرموک میں صف بندی جب کہ مسلمانان صف بندی میں مشغول تھے اس وقت رومیوں کا بے شمار لشکر غرق آہن ہو کر میدان میں نکلا۔ باہان نے سارے لشکر کی تین صفیں مرتب کیں۔ سب سے آگے جبلہ کو اور اس کے ساتھ قوم غسان کو جو عرب منتصرہ تھے رکھا، غسان ہی میں لخم۔ جذام اور عاملہ بھی شامل کر دیئے۔ ہر صف میں سنددو صلیبیں اور علم تھے لیکن جو صلیب باہان کے سامنے کھڑی کی گئی وہ خالص چاندی کی تھی جس کا وزن پانچ رطل تھا۔ اس میں سونے کا کام ہو رہا تھا۔ اور اس کے چاروں گوشوں پر جواہرات جڑے ہوئے تھے جو چمک رہے تھے۔

باہان کے سامنے راہبوں کی جماعت تھی جو اونی جبے پہنے اور سینوں پر صلیبیں لٹکائے تھے۔ ان میں سے کچھ انجیل کی آیتیں پڑھ رہے تھے۔ کچھ چاندی کی انگیٹھیاں لیے ہوئے تھے۔ ان میں خوشبودار چیزیں جلا رہے تھے اور ان کی دھونی باہان کو دے رہے تھے۔"

یرموک میں رو ماس کا جنگ کرنا جب رومی صفیں بھی مرتب ہو چکیں تب ایک بطریق وہ نہایت جسیم اور گرانڈیل تھا۔ سنہری زرہ پہنے تھا۔ اسکے گلے میں سونے کی صلیب پڑی ہوئی تھی جو جواہرات سے مزین تھی۔ سبز گھوڑے پر سوار تھا۔ ہرقل اعظم کے دربار میں اس کا بڑا مرتبہ تھا وہ شاہی تخت کے پاس کھڑا تھا۔ بہادر شہ زور تھا اسکی آواز بادل کی گرج جیسی تھی۔ اس نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ کوئی مسلمان اس کے مقابلہ میں نہ نکلا۔ خالد بن الولید نے کہا:" اے حاملان قرآن! یہ گبر تمہیں لڑنے کے لیے طلب کر رہا ہے۔ تم توقف کر رہے ہو۔ اگر کوئی تم میں سے نہ نکلا تو میں خود نکلوں گا۔"

اسی وقت اسلامی لشکر میں سے ایک سوار نکلا جو بھی رنگ کے بڑے بز دوں پر سوار تھا اس سوار کو نہ حضرت خالد نے پہچانا نہ اور مسلمانوں نے شناخت کیا۔"

خالد بن الولید نے اپنے غلام ہمام سے کہا۔ تم جاکر دیکھو یہ کون شخص ہے کس قبیلے سے ہے؟"

ہمام نے اس سے جاکر دریافت کیا اس نے جواب دیا۔ میں رو ماس حاکم

بصرہ کا پھول :
ہام نے آکر خالد کو اطلاع دی۔ انھوں نے اس کے حق میں دعا مانگی اللھم بارک فیہا وزد فی نیتہ۔ یعنی۔ اے اللہ انھیں برکت دے اور ان کی نیت میں ترقی دے۔

روماس نے گبر کے پاس جاکر رومی زبان میں گفتگو کی گبر نے انھیں پہچان لیا اس نے کہا۔ "تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ اور مسلمانوں کے دین میں داخل ہو گئے۔"

روماس۔ میں نے اس مذہب کو سچا پایا۔ دین اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو ایک خدا کی پرستش کا حکم دیتا ہے جو شخص اس مذہب میں داخل ہوا وہ نیک بخت ہو گیا۔ اس کی عاقبت سدھر گئی جس نے اسکی مخالفت کی وہ گمراہ ہوا۔"

گبر نے روماس پر حملہ کیا۔ دونوں جنگ کرنے لگے۔ ایک گھڑی تک اس بہادری سے لڑے کہ فریقین کے جنگجو حیران رہ گئے گبر نے موقع پاکر روماس کے تلوار کا ہاتھ مارا ضرب کاری لگی۔ زخم سے خون بہنے لگا۔ روماس واپس لوٹے۔ گبر نے ان کا پیچھا کیا مسلمانوں نے للکار کر اسے ڈانٹا۔ وہ رک گیا۔ روماس لشکر میں آ گئے۔ مسلمانوں نے انھیں گھوڑے سے اتارا۔ اور ان کے زخم کو باندھا۔ ان کے کام کا شکریہ ادا کیا انھیں سلامت آنے پر مبارکباد دی۔"

گبر کا فخر و غرور

گبر نے بڑا فخر و غرور کیا۔ وہ لڑنے والے کو طلب کرتا اور اپنی بہادری بیان کرتا تھا۔ میسرہ نے اسکے مقابلے میں نکلنا چاہا خالد نے انھیں روک کر کہا۔ تم اپنی جگہ پر ٹھہرو۔ اس لیے گبر جوان اور تنومند ہے۔ تم بوڑھے اور ناتوان ہو۔" میسرہ وہیں پر رک گئے۔ اب عامر بن الطفیل نے نکلنے کا قصد کیا۔ خالد نے کہا۔ تم بھی ٹھہرو اے عامر! تم کمسن ہو اس کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔"

عامر نے کہا۔ اے سردار! تم نے اس گبر رومی کو ایسا سردار ثابت کیا جس کا رعب مسلمانوں پر چھا جائے۔"

خالد۔ میں جان گیا ہوں یہ بڑا تجربہ کار جنگجو ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان

اس کے ہاتھوں سے گزند اٹھائے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا ایک بال تمام مشرکوں سے زیادہ عزیز ہے۔"

عامر بھی اپنی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ اب حشر بن عبداللہ ازدی خالد کے پاس آئے اور ان سے اجازت طلب کی۔ خالد نے کہا۔ "تم بے شک اس کا مقابلہ کر سکتے ہو مگر یہ تو بتاؤ اس سے پہلے بھی تم کسی جنگ میں شریک ہوئے ہو؟"

حشر۔ نہیں۔

خالد۔ تب بھی اس کے مقابلے میں نہ نکلو اس لیے کہ وہ بڑا تجربہ کار ہے اسکے مقابلہ میں ایسا ہی شخص نکلنا چاہیے جیسا وہ ہے"۔

خالد بن الولید نے قیس بن ہبیرۃ المرادی کی طرف دیکھا۔ انھوں نے کہا۔

"اے ابا سلیمان! تم چاہتے ہو کہ میں اس کے مقابلے میں جاؤں۔ مجھے اجازت دو"۔

خالد۔ "بیشک میری نظروں میں تم اس کے مقابل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے"۔

قیس بن ہبیرۃ المرادی گھوڑا دوڑا کر جرجیر کے سامنے پہونچے۔ انھوں نے پکار کر کہا۔ "بسم اللہ وعلیٰ برکۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

جرجیر نے قیس پر حملہ کیا۔ قیس نے اس کا وار روک کر جنگ شروع کر دی۔ دونوں آزمودہ کار جنگجو تھے۔ دیر تک جنگ کرتے رہے۔ قیس نے موقع پا کر نہایت زور سے تلوار کا ہاتھ مارا۔ جرجیر نے جلدی سے ڈھال سامنے کر دی۔ قیس کی تلوار نے اسکی ڈھال پھاڑ ڈالی۔ لیکن خود میں جا کر ایسی پیوست ہوئی کہ پھر نہ نکل سکی۔

جرجیر نے قیس کے شانہ پر تلوار ماری۔ لیکن وہ کارگر نہ ہوئی وہ ان پر آپڑا اور انھیں قید کر لینے کی کوشش کی۔ وہ تنومند تھا اور قیس شب بیدار رہنے عبادت کرنے اور روزے رکھنے کی وجہ سے دبلے پتلے تھے مگر تھے طاقتور وہ اسکی گرفت سے الگ ہوئے اور گوشۂ چشم سے غیظ و غضب بھری نگاہ سے اسے دیکھنے لگے۔

وہ نہتے رہ گئے تھے جرجیر کے پاس تلوار تھی وہ تلوار لینے کے لیئے اسلامی لشکر کی طرف دوڑے۔ جرجیر شور کرکے ان کے پیچھے چلا۔ قیس بن ہبیرہ یہ کہکر اسی طرف پلٹے ۔۔۔ اے

قیس تو موت سے زندگی کی طرف بھاگتا ہے۔ حالانکہ تیرا مقصد شہادت سے ہے۔"

حضرت خالد نے پکار کر کہا: "اے قیس! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم واپس لوٹ آؤ۔ میں خود اس گبر کے مقابلہ میں نکلوں گا۔"

قیس نے وہیں سے بلند آواز سے کہا: "اے خالد! تم نے مجھے بڑی قسم دلائی خدا کی قسم میں ابھی واپس آجاؤں گا۔ مگر یہ بتاؤ کیا تم میری زندگی کا وقت بڑھا دوگے؟"

خالد۔ نہیں۔ یہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

قیس۔ تب میں ہرگز واپس نہ لوٹوں گا۔ میں فرار کے عار کو کبھی گوارا نہ کروں گا۔ کیا میدان جنگ سے بھاگ کر میں دوزخی بن جاؤں۔ میں صبر کروں گا شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کا بلند مرتبہ عطا فرما دے۔

قیس نے خنجر نکال لیا۔ لیکن گبر کی تلوار کا خنجر کیا مقابلہ کر سکتا تھا حضرت خالد نے کہا: "کون مسلمان یہ تلوار قیس کو جا کر دے گا۔ اس کا ثواب خدا دے گا۔"

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے بڑھ کر کہا کہ اے ابا سلیمان۔ میں یہ کام کروں گا۔"

خالد۔ خدا کی قسم تم ہی یہ کام کرو گے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق تلوار لے کر دوڑے رومیوں نے سمجھا وہ اپنے ساتھی کی مدد کو آرہے ہیں۔ فوراً ایک رومی گبر بھی مدد کو نکلا۔"

عبدالرحمٰن کی شجاعت

عبدالرحمٰن قیس کو تلوار دے کر علیحدہ کھڑے ہو گئے۔ وہ اس وجہ سے واپس نہ لوٹے کہ انھوں نے دوسرے گبر کو دیکھ لیا تھا۔ اس گبر نے عبدالرحمٰن کے پاس آکر رومی زبان میں کچھ کہا۔ عبدالرحمٰن نے کچھ نہ سمجھا۔ انھوں نے کہا: "خواری ہو تجھے۔ کیا کہہ رہا ہے تو؟"

ایک تیسرا شخص رومی لشکر سے نکل آیا۔ وہ مترجم تھا اس نے عبدالرحمن سے کہا۔ اے عرب! تم تو کہتے ہو کہ تم منصف مزاج ہو۔ کیا یہی تمہارا انصاف ہے کہ ہمارے ایک آدمی کے مقابلے میں تمہارے دو آدمی نکلتے ہیں۔"

عبدالرحمن۔ ہم ناانصافی نہیں کرتے۔ میں اپنے ساتھی کو تلوار دینے کے لیے آیا تھا میں نے پلٹ کر جانے کا ارادہ کیا۔ مگر تمہارا دوسرا آدمی آگیا۔ اور مجھے ٹھہر جانا پڑا۔ اگر تم سو آدمی ہمارے ایک آدمی کے مقابلے میں بھیجو تو ہمیں اس وقت بھی ہراس نہ ہو تو تم تین ہو اور میں اکیلا۔ اگر تمہیں اپنی بہادری پر غرہ ہے تو مجھ پر حملہ کرو۔"

مترجم نے دونوں گبروں سے ان کی گفتگو بیان کی۔ وہ بڑے متعجب ہوئے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے قیس بن ہبیرالمرادی سے کہا۔ اے قیس! میں تم سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم مجھے ان گبروں سے مقابلہ کرنے دو تم نے جنگ میں مشقت اٹھائی ہے۔ ایک ساعت آرام کرلو اب تم اس کام کو دیکھو جو مجھ سے ہوگا۔"

قیس ایک طرف ہٹ گئے۔ تینوں گبر ان کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے انھوں نے اول اس شخص کے نیزہ مارا جو ان سے باتیں کر رہا تھا۔ نیزہ سینہ میں گھس کر پشت کی طرف پار نکل گیا۔ وہ مردہ ہوکر گرا۔ دونوں گبروں نے دیکھا۔ انھوں نے عبدالرحمن پر حملہ کیا۔ قیس عبدالرحمن کی مدد کے لیے بڑھے عبدالرحمن نے پکار کر کہا۔ اے قیس! میں واسطہ دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حق ابوبکر صدیق کا تنہا مجھے ان کے مقابلے میں رہنے دو۔ اگر میں شہید ہوگیا تو تم میری بہن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے میرا اسلام کہہ دینا۔"

قیس پیچھے ہٹ گئے۔ وہ عبدالرحمن کی شجاعت دیکھ کر تعجب کر رہے تھے عبدالرحمن نے ان دونوں گبروں سے ایک کے نیزے کی نوک گبر کی زرہ میں سینے کے قریب پھنس گئی۔ انھوں نے نیزہ پھینک دیا اور جلدی سے تلوار نکال کر ایسا وار کیا کہ گبر دو ٹکڑے ہو کر گرا۔"

تیسرا گبر ششدر کھڑا رہ گیا۔ عبدالرحمٰن نے قیس سے کہا:" اے قیس تم کیا دیکھ رہے ہو۔؟"

قیس نے جھپٹ کر تلوار سے حملہ کیا۔ گبر کا سر کٹ گیا وہ بیہوش ہو کر گرا:

رومیوں نے جب یہ حال دیکھا تو ان میں سے بعض نے کہا:" حقیقت یہ ہے کہ یہ کمبخت عرب نہیں۔ شیطان ہیں:"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمٰن اور قیس نے مقتول گبروں کا سامان اور گھوڑے لے لیے۔ اور ابو عبیدہ کے پاس لاکر پیش کیے۔

ابو عبیدہ نے کہا:" یہ رقم تم دونوں کا حق ہے۔ تم میں سے جس شخص نے جس گبر کو مارا ہے۔ اس کا ساز و سامان وہی لے۔ کیونکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے یہی حکم دیا ہے۔

چنانچہ دونوں نے اسباب و سامان تقسیم کر لیا۔ قیس اپنی جگہ پر ٹھہرے عبدالرحمٰن اس گبر کے گھوڑے پر سوار ہو کر جسے انھوں نے مارا تھا میدان میں آئے لیکن انھوں نے دیکھا کہ گھوڑا ان کی سواری میں ایسی تیزی نہیں کرتا ہے جیسے سمجھ رہے تھے۔ انھوں نے اپنے گھوڑے سے اس گھوڑے کو بدل لیا۔ اور رومی لشکر پر حملہ کر کے کئی رومیوں کو مار ڈالا اور کئی صفوں کو درہم برہم کر دیا پھر انھوں نے قلب پر حملہ کیا اور دو رومیوں کو مار ڈالا۔ اب وہ میسرہ کی طرف پھرے ادھر بھی حملہ کیا اور دو رومیوں نے تیر برسائے وہ لوٹ آئے اور میدان میں کھڑے ہو کر انھوں نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ ایک رومی ان کے مقابلے میں نکلا انھوں نے گرداوہ دیکر اسے مار ڈالا پھر دوسرا رومی نکلا انھوں نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ ایک رومی ان کے مقابلہ میں نکلا انھوں نے اسے بھی قتل کیا:

رومی ان کی دلیری دیکھ کر متعجب ہو رہے تھے۔ خالد بن الولید نے کہا۔ اللّٰھمّ وَارعَہٗ واحفظہ فان عبد الرحمٰن قد اصطلی الیوم بقتال جیش الروم وحدہ۔" یعنی اے میرے اللہ نگاہ کر اور حفاظت کر تو ان کی اس لیے کہ عبدالرحمٰن نے رومی لشکر کے بیچ میں جنگ کی آگ روشن کر دی ہے۔"

پھر خالد نے پکار کر کہا:" اے عبدالرحمٰن تمہیں واسطہ ہے اپنے باپ

کے بڑھاپے اور دانائی بیعت کا کر تم لوٹ آؤ۔ اور اپنے لڑکوں کو لڑنے کا موقع دو۔"
حضرت عبدالرحمٰن مجبور ہو کر لوٹ آئے۔"

ایک بطریق کا خواب

باہان کو جب عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کے کارناموں کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا: "اس قوم کا حال ہم سے زیادہ بادشاہ جاننے والا ہے۔ حضرت مسیح کی قسم ضرور ہم میں کوئی ایسی بات ہو گی جس کی وجہ سے عربوں جیسی کمزور قوم ہم پر غلبہ پانے لگی۔ اگر تم اس قوم کو پیس نہ ڈالو گے تو وہ تمہیں ضرور تمہارے ملک سے نکال دے گی۔"

ایک بطریق باہان کے پاس آیا۔ اس نے نہایت ہی آہستگی سے سرگوشی کے لہجہ میں کہا۔ اے بادشاہ مجھے خوف ہے کہ ہم پر مسلمان ضرور غالب آ جائیں گے اس لیے کہ رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے بہت سے سوار زمین پر اترے ہیں ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ عمدہ قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ وہ کثرت میں اتنے زیادہ تھے کہ ہمارے اور مسلمانوں دونوں کے گرد چھا گئے۔ اسکے بعد جنگ شروع ہو گئی۔ وہ سوار ہر شخص کو مار ڈالتے تھے جو ہماری طرف سے جنگ میں جاتا تھا یہاں تک کہ انھوں نے بیشمار عیسائیوں کو مار ڈالا۔ ہمارے لشکر میں افراتفری پڑ گئی میری آنکھ کھل گئی۔

اس خواب کو سن کر باہان کا دل ٹوٹ گیا۔ اس نے بطریق کو ہدایت کی اپنے خواب کا ذکر اور کسی سے نہ کرنا۔

باہان کی نصیحت

باہان نے تمام بطارقہ۔ ہرقلیہ۔ قاصرہ۔ فوجی افسروں اور سپہ سالاروں کو طلب کیا۔ اور ان سے نصیحت کے طور پر کہا: اے مسیحیو! اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرنے میں کوتاہی کرو گے تو یقیناً نقصان اٹھاؤ گے خدا اور خدا کا بیٹا دونوں تم سے ناخوش ہو جائینگے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل و کرم کیا تمھیں دولت دی۔ قدرت دی۔ حکومت دی۔ عزت دی۔ عظمت دی۔ غرض سب کچھ دیا۔ یہ اس لیے دیا کہ اس نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا اسے ایک کتاب دی۔ تمھیں ہدایت کی کہ رسول کی پیروی کرو۔ تمہارے رسول نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی۔ تھی۔ تم نے رسول کی پیروی چھوڑ دی۔ دنیا اختیار کی۔ خدا تم سے ناخوش ہو گیا۔ ایک کمزور قوم کو تم پر غلبہ دے دیا۔ اللہ نے یہ انصاف کیا ہے کچھ ناانصافی

نہیں کی۔ جب تم اس کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے تو وہ تمہاری پرواہ کیوں کرے اب بھی کچھ نہیں گیا ــــ مسلمانوں سے لڑو۔ شاید خدا تم سے خوش ہو جائے۔

لبطریق اور افسروں نے آخر دم تک لڑنے کی قسم کھائی۔ ہامان نے حکم دیا کہ اگلی دس صفیں مسلمانوں پر حملہ کریں۔ چنانچہ رومیوں کا سیلاب مسلمانوں کی طرف بڑھا ابوعبیدہ نے دیکھا۔ انھوں نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ۔ انھوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

"پروردگار مشرک تیرے پرستاروں کو مٹانے آئے ہیں مسلمانوں کی مدد کر" پھر انھوں نے آیت پڑھی۔ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعو لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالو حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ۔" یعنی جن لوگوں نے یہ کہا کہ بیشک انھوں نے (مسلمانوں کے دشمنوں نے) تمہارے مقابلے کے لیے اسباب جمع کیا ہے تم ان سے خطرہ کرو پھر ان پر زیادہ ایمان آیا۔ وہ بولے ہمارے لیے بس اللّٰہ ہے اور وہ خوب کارساز ہے۔"

رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جنگ شروع ہو گئی تھی دن چھپنے تک ہوتی رہی۔ رات کو دونوں لشکر جدا ہوئے چونکہ اندھیرا ہو گیا تھا اس لیے ایک دوسرے کو پہچانتے نہ تھے مسلمانوں کا ہر قبیلہ پکار کر اپنا پتہ بتاتا اور مسلمانوں میں آکر شامل ہو جاتا غرض مسلمان۔ اپنی فرودگاہ پر روانہ ہوئے۔ جن لوگوں کے ساتھ ان کی عورتیں تھیں انھوں نے اپنے مردوں کے چہرے گرد غبار سے صاف کیے وہ اپنے شوہروں کے چہرے صاف کرتی جاتی تھیں۔ بشارت ہو تم کو ساتھ بہشت کے اے دوست اللّٰہ نے تمہاری مدد کی ہے۔"

اس روز کچھ تھوڑے سے رومی مارے گئے اور مسلمان دس شہید ہوئے ان میں دو شخص حضر موت کے تھے۔ ایک کا نام مازن تھا۔ دوسرے کا نام تین شخص غسان کے رافع ملی اور حازم تھے۔ ایک کا نام مازن تھا۔ دوسرے ان کا نام عبداللّٰہ بن الاخرم تھا تین شخص قوم قبیلہ سے تھے اور ایک شخص قبیلہ مراد سے تھا۔ یہ مرادی قیس بن ہبیرۃ المرادی کے بھیجے تھے ان کا نام سوید تھا۔

قیس بن ہبیرۃ المرادی کی جوانمردی

قیس بن ہبیرۃ المرادی کو اپنے بھتیجے سوید کے مارے جانے کا نہایت رنج وقلق تھا۔ وہ اپنے ساتھ اپنی قوم کے آدمیوں کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں اپنے بھتیجے کی لاش تلاش کرنے گئے۔ انھوں نے چند مشعلیں بھی ساتھ لے لیں میدان میں جاکر ڈھونڈا ان کی لاش نہ ملی۔ انھوں نے واپس لوٹنے کا قصد کیا دفعتہً انھیں رومیوں کی طرف سے روشنی آتی نظر آئی۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ معلوم ہوتا ہے رومی اپنے کسی بطریق کی تلاش کرنے آرہے ہیں میں ان سے اپنے بھتیجے کا انتقام لوں گا۔ تم روشنی گل کردو۔"

مسلمانوں نے مشعلیں بجھادیں اور لاشوں کے درمیان لیٹ گئے۔ رومی واقعی ایک بطریق کی لاش تلاش کرنے آرہے تھے۔ وہ بطریق بڑا ذی رتبہ تھا اور وہ وہی تھا جو سب سے پہلے سنہری زرہ پہن کر نکلا تھا جس نے رو ماس کو زخمی کیا تھا اور جسے قیس بن ہبیرۃ المرادی نے مار ڈالا تھا۔

جب رومی قیس بن ہبیرہ اور ان کے ساتھیوں کے قریب آئے تو مسلمانوں نے دیکھا کہ وہ سو آدمی ہیں۔ مسلمان کل آٹھ آدمی تھے۔ قیس سے ان کے ساتھیوں نے کہا: "اے قیس! رومی ایک سو مرد ہیں۔ ہم صرف سات ہیں۔ پھر تھکے ماندہ ہیں رومیوں کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔"

قیس نے کہا ــــ "تم واپس لوٹ جاؤ۔ مجھے شہادت کی تمنا ہے۔ میں سوائے موت کے کچھ نہیں چاہتا۔ یا تو میں شہید ہوجاؤں گا یا اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔"

ان کے ساتھیوں نے کہا۔ شہادت کی تمنا تو ہمیں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بھاگتے ہوئے نہ دیکھے گا۔

وہ ٹھہرے رہے۔ رومی مقتولوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے بطریق کی لاش پر جاکر ٹھہرے انھوں نے اسے کندھوں پر اٹھایا اور چلے جب وہ قیس اور ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچے دفعتہً مسلمان نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ رومی یہ سمجھ کر کہ مردے زندہ ہوگئے کانپ گئے۔ انھوں

نے گھبرا کر بطریق کی لاش پھینک دی۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے انھیں قتل کرنا شروع کر دیا قیس جب کسی رومی کو مارتے تھے تو کہتے تھے یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہے یہ ان کے بدلے میں ہے۔ یہاں تک کہ قیس نے سولہ آدمیوں کو قتل کیا۔ ان کے ساتھیوں نے بھی بہت سے رومیوں کو مار ڈالا۔ باقی بھاگ گئے۔

قیس اور ان کے ساتھی واپس لوٹے۔ انھوں نے کراہنے کی آواز سنی اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا تو قیس کے بھتیجے سوید کراہ رہے ہیں۔

عورتوں کی آمد

قیس نے سوید کے چہرہ سے غبار صاف کیا اور انھیں اس حال میں دیکھ کر رونے لگے۔ انھوں نے دریافت کیا " کیا حال ہوا تمہارا اے سوید "

سوید نے جواب دیا۔ یا عم! میں شام تک لڑتا رہا۔ جب رومی پیچھے پھرے میں نے ان کا تعاقب کیا۔ میں ان کے قتل کرنے میں مشغول تھا کہ ایک رومی نے پلٹ کر میرے نیزہ مارا۔ انی سینہ کے پار ہو گئی۔ میں گر پڑا۔ اس وقت سے میں چند خوبصورت عورتوں کو دیکھ رہا ہوں جو میری طرف دیکھ کر اپنے پاس آنے کا اشارہ کر رہی ہیں میں سمجھتا ہوں وہ جنت کی حوریں ہیں۔ میری روح نکلنے کا انتظار کر رہی ہیں۔

قیس رو پڑے۔ انھوں نے کہا " اے بھتیجے! موت کا وقت معین ہے۔ شاید تم ابھی زندہ رہو۔"

سوید۔ میں سمجھتا ہوں۔ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تم مجھے لشکر میں اٹھا کر لے چلو۔ میری خواہش ہے کہ میں وہیں مروں۔

قیس نے انھیں اٹھایا اور اپنی قیام گاہ پر لا کر انھیں بستر پر لٹا دیا۔ ابو عبیدہ کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ قیس بن ہبیرہ کے خیمے پر آئے۔ انھوں نے سوید کو دیکھا۔ انھیں سلام کیا۔ ان کی بالیں پر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ نے دریافت کیا۔ اے میرے بھتیجے! تمہارا کیا حال ہے؟

سوید نے جواب دیا " اچھا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ درجہ عطا کیا ہے جس کی خواہش تھی جزائے نیک دے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محترم نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ خدا کی قسم وہ اپنے قول میں سچے تھے۔

میں وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں جو انھوں نے شہیدوں کے لیے جنت میں بنایا ایک سبز باغ حوریں۔ اور۔۔۔۔۔۔ یہ کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ مسلمانوں نے ان کے کفن دفن کرکے انھیں دفن کر دیا۔ مسلمان رات بھر خدا کی عبادت اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور دعا مانگتے رہے۔

رومیوں کا ظلم

جب باہان واپس لوٹ کر اپنی قیامگاہ پر پہونچا۔ تو اسے اس قدر غم و فکر تھا کہ جب اس کے سامنے دستر خوان بچھایا گیا تو اس نے کھانا نہیں کھایا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بطریق کے خواب نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔ لیکن بطارقہ اور ہرقل اعظم سے ڈرتا تھا۔

باہان کا کھانا نہ کھانے کا حال اکثر لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کئی بطارقہ اور افسر اس کے پاس آئے۔ اسے کھانے کی ترغیب دی۔ اور اسکی تسلی کے لیے کہا۔ لڑائی مثل ڈول کے گھومتی رہتی ہے۔ اگر آج مسلمانوں کا غلبہ رہا ہے تو کل ہم غالب ہوں گے ہم مسلمانوں پر اس حالت میں فتح پا سکتے ہیں کہ سب ایک دم ان پر حملہ کر دیں۔"

باہان۔ میں یہ سمجھ گیا ہوں کہ قوم مذہب سے دور جا پڑی ہے۔ احکام دین کو بدل دیا ہے۔ ہماری قوم کے بڑے لوگ چھوٹوں پر ظلم کرنے لگے ہیں۔ ہم میں عدل باقی نہیں رہا ہے۔ ہم ناحق کی پیروی کرتے ہیں۔"

اسی وقت ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا" اے بادشاہ! تو ہمیشہ زندہ رہے بات دراصل یہ ہے جو تم نے کہی۔ ہماری قوم کے بڑے لوگ جابر و ظالم ہو گئے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے ہیں۔ میرے اوپر بھی ظلم ہوا ہے۔ میرے پاس سو بکریاں تھیں میرا بیٹا چرایا کرتا تھا۔ تمہارے لشکر کا ایک بطریق وہاں جاکر مقیم ہوا۔ دوسرے زور اس نے اپنی ضرورت کے موافق زبردستی بکریاں چھین لیں۔ اس کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے باقی بکریاں چھین لیں۔ میری بیوی بطریق کے پاس فریاد لے کر گئی۔ وہ اسے پھسلا کر اپنے خیمے میں لے گیا اور وہاں اسکی عصمت دری کی میرا بیٹا اچانک خیمے میں جا گھسا وہ اپنی ماں کو بطریق کے پہلو میں دیکھ کر شور کرنے لگا۔ بطریق نے میرے بیٹے کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔ مجھے جب یہ واقعات معلوم ہوئے

تو میں بطریق کے پاس شکایت کرنے گا۔ اس نے تلوار سے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے ہاتھ سامنے کر دیا۔ میرا ہاتھ کٹ گیا۔

چنانچہ اس نے باہان کو اپنا کٹا ہوا ہاتھ دکھایا۔ باہان کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا: "تم اس ظالم بطریق کو پہچانتے ہو؟"

رومی۔ ہاں۔"

یہ کہہ کر اس نے ایک بطریق کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بڑا معزز تھا۔ باہان نے اس کی طرف غضبناک ہو کر دیکھا۔ دوسرے بطارقہ نے غل کیا۔

"یہ شخص جھوٹا ہے اس نے جھوٹا الزام لگایا ہے۔"

یہ کہتے ہی لوگوں نے فریادی رومی کو مار ڈالا۔

باہان کا غصہ

باہان کو اس بات پر سخت غصہ آیا کہ اس کے مرتبہ کا لحاظ نہیں کیا گیا اس کی موجودگی میں اس کے حکم کے بغیر ایک شخص کو بے گناہ قتل کیا گیا اس نے بلند آواز سے کہا: "سختی ہو تم پر! قسم ہے مقدس صلیب کی تم خوار و ذلیل ہو گے۔ تم ظلم کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ خدا تمہاری مدد کرے تمہیں غلبہ دے یہ کیسے ممکن ہے۔ تم کیوں گدھوں اور جانوروں کی مانند ہو۔ تم شکست اٹھاؤ گے ذلیل ہو گے۔ تمہارے ناموس کی دھجیاں بھی اسی طرح اڑیں گی جس طرح تم دوسروں کی اڑاتے ہو۔" وہ غضبناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام بطارقہ شرمندہ ہو کر اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ ایک بطریق بیٹھا رہ گیا۔ اس نے کہا۔ اے بادشاہ رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے کچھ سبز پوش سبز گھوڑوں پر سوار اترے وہ پورے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ انھوں نے عربوں کو گھیر لیا۔ ہم ان کے سامنے صف بستہ ہوئے۔ ان سبز سواروں نے ہم پر حملہ کر کے ہمارے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔

اس بطریق کا خواب بھی بالکل ایسا ہی تھا۔ جیسا پہلے بطریق نے بیان کیا ہے۔ باہان تمام رات مضطرب اور متفکر رہا۔ اگلے روز اس نے لشکر کو میدان میں نکلنے کا حکم نہیں دیا۔ مسلمان صبح کی نماز پڑھ کر صف بستہ ہوئے مگر جب رومیوں کے لشکر کو کوئی جنبش نہیں ہوئی تو ابوعبیدہ نے کہا: رومیوں

کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان پر زیادتی نہ کرو:
چنانچہ مسلمان واپس لوٹ آئے۔ باہان کے پاس چاروں بادشاہ قناطر۔ جرجیر دریجان اور قوار برادر سب لطارقہ مل کر گئے اور اس سے لڑائی کی اجازت طلب کی۔ اس نے کہا۔ مجھ سے کیوں اجازت مانگتے ہو۔ تمہارے دلوں میں میری کوئی وقعت نہیں ہے۔ تم میرے حکم کی پرواہ نہیں کرتے ہو جو تمہارے دل میں آئے کرو۔ میں تمہاری حمایت میں ہرگز نہ لڑوں گا۔ اگر تم اصیل اور شریف ہو تو اپنی دولت اور اپنے اہل و عیال یعنی اپنے ننگ و ناموس کے لیے لڑو۔"
بعض لطارقہ نے کہا "اے بادشاہ! یہ وقت خشم و غضب کرنے کا نہیں ہے جنگ کی گھٹا چھا رہی ہے۔ ملک و قوم کی زندگی کا اور موت کا سوال ہے تم لڑو ہم جانوں کی بازی لگا دیں گے۔ یا تو تم ہمیں سب کو ساتھ لے کر ایک دم حملہ کر دو۔ باری باری سے ایک بادشاہ کو ایک ایک دن لڑنے کے لیے بھیجو اور دیکھو کہ کون ان میں شدت سے لڑتا ہے کون مسلمانوں کو مضطرب اور پریشان کرتا ہے اور اگر احتیاط مدنظر ہو تو اپنی دولت اور اپنے اہل و عیال کو کشتیوں میں سوار کر دو۔ اگر ہمیں غلبہ ہوا تو ہم انھیں اپنے ساتھ لے لیں گے۔ اور اگر عرب غالب ہو گئے تو ہمارے اہل و عیال اپنی قوم میں پہنچ جائیں گے۔ جنگ کا یہ طریقہ مقرر کرو کہ تم پانچ بادشاہ ہو۔ (قناطیر۔ جرجیر۔ دریجان۔ تدریہ اور باہان) پانچوں ہفتہ میں ایک ایک دن لڑو۔ دو دن آرام کرو۔"
باہان نے ان کی بات مان لی۔ وہ لڑنے پر تیار ہو گیا۔

باہان کا ہرقل اعظم کو خط لکھنا

باہان نے ہرقل کو اس مضمون کا خط لکھا:
"اے بادشاہ! تو نے مجھے بے شمار لشکر کے ساتھ عربوں کے مقابلہ میں بھیجا میں نے انھیں صلح کی ترغیب دی۔ لالچ دیا لیکن وہ صلح پر تیار نہیں ہوئے۔ میں نے خالد بن الولید کو گرفتار یا قتل کر ڈالنے کے لئے بلایا۔ وہ آئے مگر ان پر میں قادر نہ ہو سکا۔ قوم کا ارادہ ہے کہ تمام لشکر سے مسلمانوں پر حملہ کیا جائے۔ میں نے ان کا مشورہ قبول کر لیا ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ عیسائیوں

نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے ظلم و زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اس لیے ان کی فتحیابی مشکل ہے رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جنگ کے وقت وہ دلیری نہ کر سکیں گے۔ اور مسلمان غالب ہو جائیں گے مگر میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ برابر ان سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ جنگ ختم ہو۔ اگر دشمن ہم پر غالب آ جائیں تو سمجھنا کہ یہی خدا کو منظور تھا۔ اس پر افسوس نہ کرنا اور سمجھ لینا کہ اس ملک سے تمہاری حکومت ختم ہونے والی ہے۔ تم قسطنطنیہ میں چلے جانا تمہیں وہیں پناہ مل سکے گی۔ مسلمانوں کو اس لیے غلبہ ہو جاتا ہے کہ وہ عدل و انصاف کرتے ہیں۔ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرتے ہیں۔

باہان نے یہ خط لکھ کر ہرقل اعظم کے پاس بھیج دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ باہان پورے سات روز تک مسلمانوں سے نہیں لڑا۔ ابوعبیدہ نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ رومی لڑائی سے کیوں باز رہے۔ جاسوس کو بھیجا۔ یہ جاسوس ایک دن اور ایک رات غائب رہا۔ دوسرے دن آ کر اس نے بیان کیا کہ باہان نے ہرقل اعظم کے پاس خط بھیجا ہے۔ اور اسکے جواب کا انتظار کر رہا ہے۔

حضرت نے ابوعبیدہ سے کہا "یا امین الامۃ! باہان کے دل پر ہمارا خوف طاری ہو گیا ہے اس لیے وہ جنگ سے رک گیا ہے۔ تم ہمیں ساتھ لے کر حملہ کر دو۔"

ابوعبیدہ۔ نرم دل تھے۔ جنگ و جدل کو پسند نہیں کرتے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "جلدی نہ کرو۔ اے ابا سلیمان کہ جلدی کرنا شیطان کا کام ہے۔"

رومی جاسوس

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ باہان آٹھ روز تک لڑنے کے لیے نہیں نکلا۔ جو ملوک اور لبطارقہ اس کے ہمراہ تھے۔ انھیں یہ ملال ہوا کہ باہان ان سے ناخوش ہونے کی وجہ سے جنگ سے گریز کر رہے۔ وہ بھی ان کے ملال کو دیکھ رہا تھا۔ آٹھویں روز اس نے ایک عرب متنصرہ کو جو نجمی تھا طلب کر کے اسے اسلامی لشکر

میں بھیجا اور کہا خبر لاؤ کہ مسلمانوں پر ہماری کچھ ہیبت طاری ہے یا نہیں ۔ وہ کیا کرتے ہیں اور ان کا ارادہ کیا ہے؟"

یحییٰ ایک دن اور ایک رات اسلامی لشکر میں غائب رہا۔ اگلے روز واپس آکر اس نے باہان سے کہا۔ "مسلمان مل کر اذان دیتے اور رات کو بھی عبادت کرتے ہیں۔ غلام اور آقا سب برابر ہیں۔ کوئی مسلمان کبھی گناہ نہیں کرتا۔ آپس میں بڑی محبت رکھتے ہیں۔ قرآن شریف اور تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ ان کے سردار بوڑھے ہیں۔ تمام مسلمان ان کی بڑی اطاعت کرتے ہیں۔ ان میں وہ معزز بزرگ بھی سمجھا جاتا تھا۔ جو زیادہ پرہیزگار اور عابد ہے اے بادشاہ وہ خدا سے ڈرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے غلبہ انھیں ہوگا ان پر رومیوں کی بالکل بھی ہیبت نہیں ہے جب تک تم ان کے مقابلہ میں نہ نکلو وہ تمہارے مقابلہ میں نہ نکلیں گے۔

باہان نے کہا: "میں ان کے ساتھ فریب کروں گا۔

یحییٰ ۔ کیا فریب کروگے۔"؟

باہان ۔ تو کہتا ہے کہ جب تک ہم ان کے مقابلے میں نہ نکلیں اس وقت تک وہ بھی نہ نکلیں گے ۔ میں آج لشکر کو آراستہ کرکے کل صبح ان پر اس وقت اچانک حملہ کروں گا جب وہ غافل ہوں گے ۔ وہ نہ ہتھیار بند ہوں گے نہ صف بستہ ہوں گے مجھے امید ہے کہ میں انھیں شکست دے کر بھگا دوں گا۔

باہان نے لشکر کو آراستہ ہونے کا حکم دیا ۔ اس نے ایک سو ساٹھ صلیبیں بنائیں اور ہر صلیب کے تحت میں کم و بیش دس ہزار سپاہی رکھے۔ اس نے ایک صلیب اور بھاری جماعت قناطر کو دے کر اسے میمنہ پر مقرر کیا اور صلیب اور کافی لشکر دیرجان کو دے کر اسے میسرہ پر مامور کیا۔ اور ایک صلیب جرجہ کو دی اور اس کے ساتھ قوم ارمن ۔ بجہ ۔ نوبہ ۔ روسیہ ۔ اور سقالیہ کو کر دیا ۔ ایک صلیب ہرقل اعظم کے بھانجے قوریہ کو دے کر قوم فرنج ۔ ہر قبیلہ ۔ عامرہ بر مل اور دوستی ہمراہ کر دی۔ ایک صلیب جبلہ بن الایہم غسانی کو دیکر عرب متنصرہ یعنی قوم آلہ ۔ لخم ۔ جذام ۔ غسان اور ضبیہ اسکے ساتھ کیں۔ اسے حکم دیا کہ وہ ہراول کے طور پر آگے رہے باہان نے اپنے کل لشکر کی تیس صفیں مرتب کیں اس نے ایک اونچے ٹیلہ پر اپنا خیمہ

نصب کرایا۔ خیمہ کے گرد دو ہزار سوار اپنی حفاظت کے لیے مقرر کیے۔ یہ لوگ دوہری زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ وہ بڑے ذی عزت تھے۔ باہان نے تمام سرداروں سے کہا کہ صبح ہوتے ہی مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دو۔

خواب

صبح کے وقت اسلامی لشکر میں کئی موذن نے مل کر اذان دی۔ مسلمان بیدار ہو گئے۔ انھوں نے وضو کر کے جماعت سے نماز پڑھنی شروع کی۔ ابو عبیدہ نے پہلی رکعت سورۃ والفجر پڑھی۔ جب انھوں نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ "تیرا پروردگار گزرگاہ میں ہے ۔۔۔" اسی وقت ہاتف غیبی نے کہا۔

ظفرتم یا القوم وما یغنی کیدھم شیئاً وما اجری للہ ھٰذہ الآیۃ علیٰ بسان امیرکم الابشارۃ لکم۔ یعنی قوم پر فتحمند ہوئے۔ ان کا مکر کچھ کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو سردار کی زبان پر تمہاری خوشخبری کے لیے جاری کیا ہے۔

مسلمانوں نے نماز میں ندا سنی۔ ابو عبیدہ نے دوسری رکعت میں سورۃ والشمس شروع کی جب وہ اس آیت پر پہنچے۔ فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوّٰھا ولا یخاف عقبٰھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے گناہ کے سبب سے ہلاک کر دیا اور ہلاکی میں ان کے چھوٹے اور بڑوں کو برابر کر دیا۔ اور اس ان کی ہلاکت کے انجام سے نہیں ڈرتا ہے۔ پھر ہاتف غیبی نے ندا دی۔ تم المقال وفسخ الرجال لھذہ علامۃ النصر یعنی نام لیا ہوا اور جریہ نشانی غلبہ کی ٹھیک ہوئی۔

جب نماز سے فراغت ہوئی تو ابو عبیدہ نے لوگوں سے دریافت کیا "کیا تم نے ندائے غیبی سنی؟"

مسلمانوں نے جواب دیا "ہاں ہم نے سنا"

کئی مسلمانوں نے ہاتف غیبی کے الفاظ دوہرائے۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ لوگو! بشارت ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا۔ عیسائیوں پر ایسا ہی عذاب ہوگا جیسا کہ اگلی امتوں پر ہو چکا ہے۔ میں نے رات خواب دیکھا جو غلبہ کی دلالت کرتا ہے۔"

مسلمانوں نے دعا دے کر دریافت کیا۔ "کیا خواب دیکھا ہے۔
ابوعبیدہ۔ میں نے دیکھا کہ رومی لشکر کے سامنے کھڑا ہوں۔ دفعتہً بے شمار لوگ آئے جو نہایت سفید کپڑے پہنے تھے۔ ان کی صورتیں ایسی نورانی تھیں کہ آنکھیں خیرہ ہوئی تھیں۔ وہ سبز عمامے باندھے تھے۔ سبز گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور زرد رنگ کے علم ہاتھوں میں لیے تھے وہ میرے پاس آکر صف بستہ ہو گئے۔ ہم لوگ بھی ان کے ساتھ صف بستہ ہوئے۔ انھوں نے مجھ سے کہا۔ آگے بڑھو۔ دشمنوں سے مطلق نہ ڈرو ان پر حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تم ہی غالب ہو گے۔ انھوں نے ہم میں سے بعض کو خوب شراب پلائی ہم نے رومیوں پر حملہ کیا۔ رومی ہمارے سامنے سے بھاگ نکلے"۔

اس خواب کو سن کر مسلمان بہت خوش ہوئے انھوں نے کہا "اللہ تعالیٰ انھیں جزائے نیک دے تم نے خوب خواب بیان کیا۔ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ خدا تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈی رکھے گا۔ اسی وقت ایک شخص توم خولان سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے کہا۔

"یا امیر! میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے"۔

ابوعبیدہ! "تم بھی بیان کرو۔ تم نے کیا دیکھا۔

وہی شخص میں نے دیکھا کہ رومیوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم لڑائی میں مشغول ہو گئے۔ دفعتہً آسمان سے سفید چڑیاں اتریں۔ جن کے پر سفید اور چنگل مثل کرگس کے تھے۔ انھوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ جس شخص کے سر پر چنگل مارتی تھیں سر توڑ ڈالتی تھیں۔

مسلمان اس خواب کو بھی سن کر خوش ہوئے۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ "بشارت ہو اے مسلمانو! خدا تمہاری اس طرح مدد کرے گا جس طرح بدر میں کی تھی۔" ایک مسلمان نے کہا "یا امیر! تم ان گبر کتوں کی لڑائی میں توقف کیوں کر رہے ہو۔ میرا خیال ہے رومی فریب دینا چاہتے ہیں۔ وہ اچانک کسی روز دن میں یا رات کو ہم پر حملہ کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں"۔

ابوعبیدہ۔ یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے"۔

رومیوں کی یلغار

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دفعتہً آوازیں بلند ہوئیں مسلمانو! چلو چلو۔ رومی آگئے۔

مسلمانوں نے گردنیں اٹھا کر دیکھا۔ رومیوں کا لشکر اندھیری رات یا کالی آندھی کی طرح بڑھا چلا آرہا تھا۔ اس روز سعید بن زید عمر بن طفیل للعدی لشکر کی نگہبانی کر رہے تھے۔ وہ دوڑ کر حضرت ابوعبیدہ کے پاس آئے۔ ان کے ساتھ چند عرب نتصرہ تھے۔ انھوں نے کہا "اے سردار باہان نے فریب دیا۔ وہ بشیار لشکر لیے بڑھا چلا آرہا ہے۔ چاہتا ہے کہ ہمیں مسلح ہونے اور صفیں قائم کرنے کا موقع نہ دے۔ اس نے عرب متنصرہ کو سب سے آگے رکھا ہے۔ یہ چند عیسائی عرب مسلمان ہونے کے لیے آئے ہیں"۔

ابوعبیدہ۔ اللہ ان کا مکر ان کے منھ پر کھینچ مارے گا۔ انھوں نے خالد بن الولید سے کہا "تم کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر رومیوں کو روکو۔ مسلمانو! سب مسلح ہو کر میدان میں نکلو"۔

ابوعبیدہ نے عیسائی عربوں کو مسلمان کرنا شروع کیا۔ مسلمان اپنی قیامگاہوں پر جا کر مسلح ہونے لگے۔ حضرت خالد نے اپنے ساتھ چلنے کے لیے مسلمانوں کو آوازیں دینی شروع کیں۔ کہاں ہیں ہاشم بن مرقال۔ کہاں ہیں زبیر بن العوام۔ کہاں ہیں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ کہاں ہیں فضل بن عباس۔ کہاں یزید بن ابی سفیان، ربیعہ بن عامر۔ کہاں ہیں میسرہ بن مسروق۔ میسرہ بن حبیش عبداللہ بن انیس الجہنی۔ کہاں ہیں۔ صخر بن الحراب الاموی عمارۃ سدی۔ سلام بن النعم العدوی کہاں ہیں مقداد بن اسفند کندی۔ ابوذر غفاری۔ کہاں ہیں امر بن سعدی۔ کرب الزبیدی۔ عمار بن یاسر کہاں ہیں ضرار بن الازور۔ عامر بن الطفیل اور ابان بن عثمان بن عفان۔

حضرت خالد جلدی جلدی نام لے کر پکارتے جاتے تھے انھوں نے پانچ سو آدمیوں کے نام لیے یہ لوگ جھٹ پٹ مسلح ہو کر حضرت خالد کے پاس آگئے۔ وہ انھیں لیکر چلے ان تمام مسلمانوں نے نیزے سیدھے کر لیے وہ باہان کے سارے لشکر سے ٹکرائے انھوں نے رومی لشکر کی پیش قدمی کو روک دیا اور انھیں اپنے ساتھ جنگ میں الجھایا۔

خواتین اسلام ابوسفیان بن حرب نے ابوعبیدہ کے پاس آکر کہا۔ اے سردار! عورتوں کو حکم دیجئے کہ لشکر کے پشت والے ٹیلے پر چڑھ جائیں۔ ابوعبیدہ نے کہا۔" واللہ خوب تجویز کی تم نے" ابوعبیدہ نے عورتوں کے پاس جاکر کہا۔ اے دختران اسلام! تم اس سامنے والے ٹیلے پر چڑھ جاؤ۔ اپنے پاس سنگریزوں کے ڈھیر لگالو۔ خیموں کی چوبیں لے لو۔ اگر مسلمان شکست کھا کر لوٹیں تو ان کے گھوڑوں کے منہوں پر چوبیں مار کر انھیں میدان جنگ کی طرف لوٹاؤ اگر رومی تمہارے پاس پہونچیں تو ان کے پتھر مارو۔"

عورتوں نے خوش ہوکر کہا۔ اللہ تعالیٰ سردار کو خوش رکھے ہمارے لیے خوب حکم کیا ہے۔

حزام بن حتم نے بیان کیا ہے کہ عورتیں بھی جنگ میں شریک ہوتی تھیں۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق یعنی زوجہ زبیر بن العوام۔ خولہ بنت الازور (حضرت ضرار کی بہن) ام ابان۔ زوجہ عکرمہ بن ابی جہل۔ عفرہ بنت عامر۔ زوجہ سلمہ بن عمرو الصمری ریلہ بنت طلحہ الزبیری دعکہ۔ امامہ۔ زینب۔ نعیم ہند زوجہ ابوسفیان۔ غید۔ یعنی اوران کی مثل اور بہت سی عورتیں تھیں۔ جو بڑی دلیری سے لڑتی تھیں۔

عورتیں ٹیلہ پر جا چڑھیں۔ انھیں نے خیموں کی چوبیں اور بانس کے ٹکڑے اپنے پاس جمع کر لیے۔

یرموک میں مسلمانوں کی صف بندی مسلمان مسلح ہوکر چلے۔ حضرت ابوعبیدہ نے آج کی تین صفیں ترتیب دیں پہلی صف میں تیراندازوں کو رکھا۔ دوسری میں ڈھال تلوار والوں کو تیسری میں نیزہ اور تیر والوں کو سواروں کے تین گروہ کردیئے۔ ایک گروہ پر غیاث بن جریر عامری کو دوسری پر سلمہ بن سیف الیرجوئی کو تیسرے پر قعقاع بن عمرو تیمی کو افسر مقرر کیا۔

ابوعبیدہ اپنے اس علم کے نیچے ٹھہرے جو انھیں حضرت ابوبکر صدیق نے بنا کر دیا تھا۔ وہ زرد رنگ کا تھا۔ یہی وہ علم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں تھا۔

خالد بن الولید کے ساتھ رایت العقاب تھا۔ یہ علم سیاہ رنگ کا تھا پیدلوں کے میمنہ پر یزید بن ابی سفیان کو میسرہ پر قیس بن کابیر المرادی کو اور تمام پیدلوں پر شرجیل بن حسنہ کو افسر مقرر کیا۔

جب صف بندی ہو چکی تو ابو عبیدہ بن الجراح نے مسلمانوں سے کہا اے عرب۔ دشمنوں کی کثرت سے نہ گھبراؤ۔ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔ تمہارا خدا مددگار ہے۔ خدا کو یاد کرو۔ اس سے مدد چاہو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ تم لڑائی میں اپنی طرف سے سبقت نہ کرو۔ جب رومی تم پر حملہ کریں تم ان پر حملہ کر دو ــــ صبر و استقلال سے لڑو۔"

معاذ بن جبل بھی اسلامی لشکر کی صفوں میں گھوم پھر کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے تھے وہ کہہ رہے تھے۔ اے دین اسلام کے مددگارو! اس بات کو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مومنوں پر ہوتی ہے۔ خدا انھیں نوازتا ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یعنی اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان ایمان والوں کو جنھوں نے نیک کام کیے ایسا خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا ان کے لیے اس دین کو باقی رکھے گا جسے اس نے پسند کیا ہے۔"

مسلمانو! اس بات کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں شکست اٹھا کر پشت پھیرتے ہوئے نہ دیکھے۔ ورنہ تم پر اس کا عذاب نازل ہوگا۔ یہ سمجھ لو کہ تم اس کے اختیار میں ہو اور تمہارے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

معاذ بن جبل کے بعد ابوسفیان بن حرب نکلے۔ وہ بھی لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دیتے تھے۔ انھوں نے کہا: "یا ایہا الناس (اے لوگو!) تم بزرگ عرب اور بڑے مرتبے والے سید ہو۔ تم اپنے وطن کو چھوڑ کر مشرکوں اور کبروں کے ملک میں آئے ہو خدا کی قسم آج تمھیں سوائے شمشیر زنی اور نیزہ بازی کے کسی اور طرح نجات نہ ملے گی جہاد کرنا تمہاری عین خواہش اور شہادت تمہاری عین تمنا ہے خدا نے آج موقع دیا ہے۔ جہاد کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لو۔ جو صبر کرتا ہے اللہ اسے غم و فکر سے نجات دیتا ہے۔ اگر تم صبر و استقلال سے لڑوگے تو مشرکوں

کے شہروں اور ملکوں پر حملہ کرو گے۔ اور ان کی عورتوں اور اولاد کو لونڈی اور غلام بنا لو گے اور اگر پیٹھ پھیر دو گے تو خدا کو ناخوش کرو گے۔ اس نے جو انعام تم پر کیا ہے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں وہ سب تم سے چھین لے گا۔ اللہ کے دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تم دشمنوں میں جہاد کرو اور مسلمان کی حالت میں مرو۔"

مردوں میں تقریر کر کے ابوسفیان عورتوں کے پاس آئے ان سے کہا:"

اے دختران عرب! تم دین کی مدد کرنے والی عورتیں بن جاؤ۔ تم اپنے شوہروں اور بھائیوں کو جنگ کی ترغیب دو۔ جو مسلمان بھاگے اس کی اولاد کو دکھاؤ۔ اس کے گھوڑے کے منہ پر چوبیں مار کر اسے میدان جنگ کی طرف ہانک دو اگر کفار تم پر حملہ کریں تو مردانہ وار ان کا مقابلہ کرو۔"

عورتیں اس کلام کو سن کر خوش ہوئیں۔ ان میں سے اکثروں نے اپنے ڈوپٹے سروں سے عمامہ کی طرح باندھ لیے۔ وہ کمسن اور خوبصورت لڑکے معلوم ہونے لگیں۔"

آغاز جنگ

رومیوں کے سیلاب کو حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں نے روک رکھا تھا۔ باہان نے جھلا کر سخت حملہ کرنے کا حکم دیا رومی بڑھے اور مسلمانوں نے تلواروں سے ان کا استقبال کیا۔

اس روز ہزاروں رومیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں باندھ لیا تھا دس دس آدمی ایک ایک زنجیر میں بندھے تھے۔ یہ تجویز اس لیے کی تھی کہ وہ میدان جنگ سے بھاگ نہ سکیں۔ انھوں نے مسیح بن مریم۔ صلیب اعظم ستونوں۔ راہبوں اور چاروں کنیسوں کی قسم کھائی تھی کہ وہ میدان جنگ سے نہ بھاگیں گے آخر دم تک لڑیں گے۔"

حضرت خالد کے پاس ان کا لشکر زحف پہونچ گیا تھا۔ انھوں نے ان سے کہا دلیرو! آج کا دن سخت ہوگا۔ صبر کرنا۔" پھر انھوں نے یہ دعا مانگی۔ اللھم ایدالمسلمین بالنصر وافرغ علیھم الصبر۔ الٰہی اے اللہ مسلمانوں کی مدد کر اور انھیں صبر عطا فرما۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ باہان نے ایک لاکھ ایسے

رومیوں کا لشکر آگے رکھا تھا جو نہایت سخت لڑنے والے تھے۔" ابو عبیدہ سے خالد نے کہا کہ تم اپنی جگہ سعید بن زبیر بن عمرو نفیل کو جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے جن دس آدمیوں کے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ کو مقرر کرو۔ اور تم خود تین سو مسلمانوں کو لے کر لشکر کے پیچھے جاؤ۔ تاکہ مسلمان تمہاری پیروی کریں اور میدان جنگ سے بھاگیں گے۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے ایسا ہی کیا۔ انھوں نے اپنی جگہ سعید بن زید کو مقرر کیا اور خود حضرت تین سو مین کے شہ سواروں کو ساتھ لے کر اسلامی لشکر کے پیچھے جا کھڑے ہوئے۔

ازدی کی شہادت

جب صفیں قائم ہو چکیں تب ایک شخص ازدی جو کمسن تھے ابو عبیدہ سے اجازت لینے کے لیے آئے۔ اور انھوں نے کہا" مجھے اذن جنگ دیجیے۔ شاید میں اپنے دل کو تسکین دوں اور شربت شہادت سے سیراب ہوں۔ اگر آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہنا ہو تو فرمائیے"

حضرت ابو عبیدہ ان کی کمسنی اور ان کا شوق شہادت دیکھ کر رو پڑے اور کہا" اقرا محمدن بنی والسلام، وابوہ انا وجدنا ماوعدنا ربنا حقا۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا السلام عرض کر کے کہنا۔ ہم نے اس چیز کو پایا جس کا وعدہ پروردگار نے (کہ آپ کے ذریعے کیا تھا) کیا تھا۔

ازدی سلام علیک کہہ کر وہاں سے چلے آئے ان کے مقابلہ میں ایک گرانڈیل تجربہ کار گبر نکلا۔ اور جنگ کرنے لگا۔ ازدی نے ایسا نیزہ مارا کہ گبر کے سینے کو کاٹ کر جامت کے پار ہو گیا۔ وہ مردہ ہو کر گرا۔ کمسن ازدی نے اس کی زرہ ہتھیار اور گھوڑا لیا۔ اور اپنے قبیلہ کے سپرد کر کے پھر میدان میں گئے۔ ایک اور گبر ان کے مقابلہ میں آیا۔ انھوں نے اسے بھی مار ڈالا۔ اس کا سامان بھی اپنے قبیلہ پہونچا آئے۔ پھر میدان میں آئے۔ تیسرا رومی آیا۔ انھوں نے اسے بھی مار ڈالا غرض یکے بعد دیگرے چار قوی ہیکل رومیوں کو مارا۔ پانچویں رومی نے انھیں شہید کر دیا۔

قبیلہ ازد کے لوگ اپنے ساتھی کے مارے جانے سے سخت غضبناک ہوئے

وہ رومیوں کی طرف بڑھے۔ رومیوں کا میسرہ مثل پھیلی ہوئی ٹڈی کے انکی طرف چلا
ابو عبیدہ نے دیکھا انھوں نے آسمان کی طرف منھ کرکے دعا مانگی۔

اے پروردگار! ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ تجھے واحد اور تنہا جانتے ہیں تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں — یہ قوم ناسپاس ہے تیرے ساتھ شریک لاتی ہے۔ تیرا بیٹا بتاتی ہے۔ تو ہمیں ان پر فتح دے۔ اے وہ جس ذات نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ تم خدا کا وسیلہ چاہو وہ تمھارا مالک ہے نہایت خوب مالک اور اچھا پروردگار ہے — اے میرے پروردگار! تو ہمارے دشمنوں کے قدموں کو ہلا دے۔ ہمیں صبر دے اور ہمیں ان کے فتنے سے بچالے۔

حضرت ابو عبیدہ دعا مانگ رہے تھے کہ میمنہ سے رومیوں نے میسرہ کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ میسرہ میں قوم ازد۔ مذحج۔ حضر الموت۔ حمیر اور خولان تھے انھوں نے رومیوں کے حملے کے وقت بڑا صبر کیا۔ نہایت ثابت قدمی سے لڑے ان پر رومیوں کے دوسرے لشکر نے حملہ کر دیا تھا۔ ان کے مقابلے میں بھی ان مسلمانوں نے صبر کیا۔ اور بڑی دلیری سے لڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد تیسرے رومی لشکر نے حملہ کیا۔ اس وقت کچھ مسلمان ہٹے۔ ایک گروہ نے اپنی جگہ چھوڑ دی — قوم زبید بھی میمنہ میں تھی — سب سے پہلے وہ پسپا ہوئی۔ عمرو بن معدی کرب زبیدی ان کے سردار تھے۔ قوم زبید ان کی بڑی تعظیم و تکریم کرتی تھی ان کی عمر ایک سو دس برس کی ہو چکی تھی — جب انھوں نے دیکھا کہ ان کی قوم نے جگہ کو چھوڑ دیا ہے تو انھوں نے چلا کر کہا۔

"اے آل زبید! اے آل زبید! تم دشمنوں کے سامنے سے بھاگے جاتے ہو کیا تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ کیا تم شکست کے ننگ کو برداشت کر لو گے — ؟ ایسے ذلت و رسوائی کو گوارا کرو گے۔ تم گبروں کے سامنے سے ہٹے جا رہے ہو کیا نہیں جانتے کہ اللہ تمھیں اور تمام مسلمانوں کو دیکھ رہا ہے اس کا وعدہ ہے کہ وہ صابروں کے ساتھ ہے جو اس کے حکم پر چلتا ہے صبر کرتا ہے وہ اس کی مدد کرتا۔ تم بہشت کے دروازے سے لوٹے جا رہے ہو۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے غضب کو پسند کرتے ہو۔ خدا کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔

اپنے سردار کی آواز سنتے ہی زبیدی ان کی طرف لوٹے وہ پانچسو سوار تھے انھوں نے پلٹ کر رومیوں پر اس شدت سے حملہ کیا کہ انھیں آگے بڑھنے سے روک دیا ان کے ساتھ ہی قوم حمیر حضر موت اور خولان نے بھی سختی سے حملہ کیا رومی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔

قوم دوس نے بھی زبیدی کے ساتھ ہی حملہ کر دیا۔ ابو ہریرہ دوسی اس قبیلے کے سردار تھے۔ ابو ہریرہ نے بلند آواز سے کہا۔

سلمانو! بشارت ہو جہاد کی آگ روشن ہو گئی ہے۔ بہشت میں خدا کی ہمسائیگی اور حوروں کی ملاقات کے لئے جلدی چلو۔ مشرکوں پر حملہ کرو اور ان کی لڑائی میں صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی مدد کرتا ہے۔

قبیلۂ دوسی نے سختی سے حملہ کیا انھوں نے رومیوں کو تلواروں کی دھاروں پر رکھ لیا۔ مگر رومی بھی جمے رہے۔ کچھ اور لشکر رومیوں کی مدد کے لئے آگیا۔ اس نے زور سے حملہ کر کے مسلمانوں کی یلغار کو روک دیا۔ کچھ اور وقفہ کے بعد ایک اور تازہ دم رومی لشکر آ پہنچا اس نے بڑے جوش سے حملہ کیا۔ مسلمان کچھ دیر تو مقابلہ کرتے رہے مگر جب رومیوں کا دباؤ بڑھ گیا تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹے۔ رومیوں نے اور دبایا آخر مسلمانوں کے میمنہ کو ہزیمت ہو گئی۔ وہ بھاگے عورتوں نے دیکھا کہ مسلمان شکست اٹھا کر دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ عفیرہ بنت عفار نے کہا۔ اے عربی عورتوں میمنہ کے مسلمان ہزیمت اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ تم انھیں واپس لوٹانے کی کوشش کرو۔

عورتیں آگے بڑھیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے پیروں اور منہ پر پتھر مارنے شروع کئے اور پکار پکار کر کہنے لگیں —— تم ہمیں چھوڑ کر کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ اپنی اولاد کو گبروں کے رحم پر چھوڑتے ہو۔ دشمنوں کو پیٹھ دکھا کر خدا کا غضب مول نہ لو۔ لوٹو۔ لوٹو۔ لوٹو۔ جنگ میں صبر کرو۔

خولہ بنت ازور نے یہ اشعار پڑھے۔

ھاربنا عن نسوۃ ثقات	عن جمال کھن جمال بنات
اے محترم عورتوں سے بھاگنے والو	وہ صاحب جمال اور بیٹیوں والیاں ہیں
تسلیمہ طرا الی العذرات	تملک نواصیھم مع البنات

اَعْلَاجُ سُوْءٍ فِسْقٌ عِنَادٌ ٭ یُبَانُ مِنَّا اَعْظُمُ الشَّنَانَ

تم ان سب کو دشمنوں کے سپرد کرتے ہو وہ ان کی پیشانیوں اور لڑکیوں کے مالک ہونگی

کافر بڑی بدکاری سے تجاوز کرنے والے ہیں ہم پراگندہ ہو جائیں گی۔

پھر سعیدہ بنت عاصم خولانی۔ خولہ بنت ازدلہ۔ ثعلبہ۔ انصاریہ۔ کعوب بنت مالک۔ سلمیٰ بنت ہاشم۔ نعم بنت قنافل۔ ہند بنت عتبہ۔ لیلیٰ بنت الحرریہ الحمیر عورتوں سے آگے ہوگئیں۔ عمود آج ان کے ساتھ نہ تھے۔ وہ یہ اشعار

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٍ ٭ نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقِ

ہم ستاروں کی لڑکیاں ہیں نرم فرشوں پہ چلتی ہیں۔

نَمْشِیْ الْقَطَارِ لَا دَاخِیْ ٭ اَلْمِسْکُ فِی الْمَفَارِقِ

خرام ناز سے دوستوں کی طرح چلتی ہیں مشک کی خوشبو ہمارے سروں میں ہے

وَالدُّرُّ فِی الْمَخَانِقِ ٭ اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقُ

اور ہماری حسیلوں میں موتی ہیں اگر تم ہماری طرف آؤ ہم معانقہ کریں

وَالنَّفْرِشُ النَّمَارِقَ ٭ اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقُ

اور ہم نرم فرش بچھا دیں یا تو پھر دو تو ہم جدا ہو جائیں

فِرَاقَ غَیْرِ وَامِقٍ ٭ کَمَنْ حَرِیْمٍ عَاشِقٌ

مثل دوستی نہ کرنے والے کے جدا ہو جائیں ایسی تھوڑی پر رگ عاشق ہیں

مَحْیِ عَلَی الْحَوَالِقِ

کہ علاقہ ماوروں پہ مدد کرتی ہیں۔

نَاصِبُوْا اَعْدَوکُمْ ٭ وَجُوْہُ الشُّکْرِ اَرْبَعَۃٌ

تم اپنے دشمنوں کو مارو اور رہنے والوں پہ نیکی اور بخشش کرو۔

خواتین عرب کی جنگ عورتیں مسلمانوں کو ترغیب لڑائی کی دے رہی تھیں مگر مسلمانوں کے اوپر کچھ ایسا دباؤ پڑ رہا تھا کہ ان کے قدم نہ رکتے تھے ہند بنت عتبہ۔ ابوصفیان بن حرب کی بیوی تھیں انھوں نے اپنے شوہر ابوسفیان کو بھاگتے ہوئے دیکھا دیہ وہی ہند (رض) جنھوں نے ایام جاہلیت میں یعنی جب تک وہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں حضرت حمزہ کا جگر چبایا تھا۔

دہ ہند جگر خوار مشہور ہیں) انھوں نے گھوڑے کے منھ پر چوب مار کر کہا۔ "کہاں بھاگے جاتے ہو اے بیٹے صخر کے۔ پھر دتم لڑائی کی طرف۔ تم نے بھاگ کر خدا کی نافرمانی کی ہے اب جہاد کرکے اسے راضی کرو"۔

ابو سفیان بن صخر کو بڑی غیرت آئی وہ لوٹے انھوں نے بلند آواز سے کہا۔ مسلمانو! کہاں بھاگے جاتے ہو دشمنوں کی طرف پلٹو ورنہ تم وہ سب کھو دوگے جو اب تک کمایا ہے اور خدا کے سامنے گنہگار ہو کر جاؤ گے۔

مسلمان ان کے ساتھ پلٹے اور رومیوں سے جنگ کرنے لگے رومی وہیں ڈٹ گئے لڑائی زور وشور سے ہونے لگی خواتین عرب میدان میں کود پڑیں وہ گبروں کے گھوڑوں کے بیچ میں آگئیں ان کے ہاتھوں میں چوبیں تھیں وہ گبروں کے گھوڑوں کے نتھنوں، سروں اور پیروں پر چوبیں مار کر انھیں زخمی کرکے گرا دیتی تھیں اور جب گبر گھوڑے سے گرتے تھے تو ان کے پیچھے چوبیں مار مار کر توڑ ڈالتی تھیں۔

عیاض بن کہیل بن سعید الطائی نے بیان کیا ہے کہ ایک لڑکی کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک گبر سے لڑ رہی تھی جو گھوڑے پر سوار تھا گبر نے اسے اٹھا لیا۔ اس لڑکی نے اس گبر کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور للکار کر کہا۔ اللہ کی مدد کے یہ معنی ہیں مسلمانو۔ تم بھی اسی طرح دین الہٰی کی مدد کرو۔

مسلمانوں نے جوش وخروش میں آکر حملہ کیا۔ انھوں نے رومیوں کو کچھ پیچھے ہٹا دیا اس روز قوم ازد بڑی دلیری سے لڑے اس قبیلے کے آدمیوں اور قبیلوں سے زیادہ شہید ہوئے سعید بن عمرو بن نفیل نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کے میمنہ میں ایسی سخت لڑائی ہو رہی تھی کہ کبھی ہم شکست کھاتے تھے اور کبھی پلٹ کر رومیوں کو پیچھے ہٹا دیتے تھے۔

خالد بن ولید کا پرجوش حملہ

ایک مرتبہ میمنہ کے مسلمان پیچھے ہٹے۔ ہٹتے قلب سے جا ملے۔ خالد بن الولید نے دیکھ لیا۔ انھوں نے چھ ہزار کی جماعت کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا اور اس شان سے حملہ کیا کہ رومیوں کی اگلی صفوں کو پچھلی صفوں پر پلٹ دیا انھوں نے تکبیر کہہ کہ رومیوں میں اس شدت سے شمشیر زنی کی کہ ان کی لاشوں سے میدان

بھر دیا۔ میمنہ کے مسلمان بڑھ کر پھر اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ خالد بن الولید نے پکار کر کہا اے مسلمانوں! اے قرآن شریف کو پڑھنے والو! اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیو! رومیوں کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ ان میں واماندگی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ اب کوئی ان کی حمایت کرنے والا باقی نہیں رہا ہے۔ تم خدا کا نام لے کر حملہ کرو۔ انشاء اللہ وہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔

مسلمانوں نے کہا۔ اے سلیمان! حملہ کرو تم۔ رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر۔ ہم تمھارے ساتھ مل کر حملہ کریں گے۔ خالد بن الولید اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا یہ حملہ ایسا سخت ہوا کہ رومی گھبرا کر اس طرح بھاگے جس طرح بکریاں بھیڑیوں سے ڈر کر بھاگا کرتی ہیں۔

دریجان کی مضحکہ خیز حرکت

جب میسرہ کے آدمی بھاگ نکلے تو خالد بن الولید اپنے چھ ہزار ساتھیوں کو لے کر رومیوں کے میسرہ پر حملہ آور ہوئے انھوں نے رومیوں کے لشکر کے اس بازو کو بھی شکست دی رومی پیچھے ہٹنے اور مسلمان آگے بڑھنے لگے۔

عبد الرحمٰن بن حمید الجمحی نے بیان کیا ہے کہ میں خالد بن الولید کی جماعت کے ساتھ تھا۔ ہم نہایت جوش اور بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے اس روز ہمارا شعار یہ تھا یا محمد یا منصور اجب رجب۔

خالد بن ولید حملہ کرتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک طرف زنجیروں والے رومی تھے۔ یعنی جنھوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں اس لئے باندھ رکھا تھا کہ وہ بھاگ نہ سکیں ــــ اور ایک طرف دریجان مع اپنی سپاہ کے کھڑا تھا۔ اس کی فوج نے اب تک جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ جب مسلمانوں کو بڑھ کر آتے ہوئے دیکھا تو دریجان کے افسروں نے اس سے کہا۔ "اے بادشاہ! مسلمانوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے یا تو تم بھی ہمیں ساتھ لے کر حملہ کرو یا یہاں سے پیچھے ہٹ چلو۔"

دریجان نے کہا۔ میں ایسے معرکوں کو دیکھنے کا عادی نہیں ہوں۔ مسلمانوں کی صورتیں بڑی خوفناک ہیں۔ تم میرے منھ پر کپڑا لپیٹ دو۔ تاکہ میں ان کی صورتیں ان کی تلواریں اور قتل ہونے والوں کو نہ دیکھوں البتہ تم بڑھ کر لڑو۔

فوراً ریشمی کپڑا اس کے منہ اور آنکھوں پر باندھا گیا اور اس کی فوج لڑائی میں مشغول ہو گئی۔

مسلمانوں نے پرجوش حملے کر کے دریجان کی فوج کو بھگا دیا۔

دریجان کا قتل دریجان کی آنکھوں پر کپڑا بندھا ہوا تھا اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ گھوڑے پر سوار کھڑا تھا۔ اتفاق سے ضرار بن الازور اس طرف جا نکلے انھوں نے دریجان کو اس ہیئت میں دیکھا تو بے ساختہ ہنس پڑے ــ اور اس کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ توڑ کر پشت کے پار نکل گیا وہ مردہ ہو کر گرا۔

جرجیر قوم ازن کے ساتھ میمنہ میں تھا قناطر

جرجیر اور قناطر کی مخالفت ربع اپنے لشکر کے میسرہ میں تھا جب خالد بن الولید نے رومیوں کے میمنہ کو الٹ دیا تو جرجیر نے قناطر سے جا کر کہا ــ "تم مسلمانوں پر زبردست حملہ کرو۔ قناطر کو اس کا یہ کہنا ناگوار ہوا۔ اس نے کہا ــ "تم مجھے حکم دینے والے کون؟

جرجیر: میں اس وقت اس لشکر کا سپہ سالار ہوں۔ تمھیں حکم دینے کا اختیار رکھتا ہوں۔

"قناطر۔ تو چھوٹا ہے میرا اور تیرا رتبہ برابر ہے تو خود حملہ کر۔"

جرجیر کو ناگوار ہوا لیکن وہ کچھ کہہ نہ سکا۔ اس نے مسلمانوں کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ اس طرف اسلامی قبائل کنانہ، قیس، خثعم، جذام، قضاعہ اور غسان تھے۔ رومیوں نے ایسا سخت حملہ کر دیا کہ مسلمان پسپا ہو گئے۔ صرف علمبردار ہی اپنی جگہوں پر کھڑے لڑتے رہ گئے۔ کچھ مسلمان اپنے سرداروں کے گرد پہنچ کر داد شجاعت دینے لگے۔ لیکن عام طور پر پسپا ہو کر عورتوں کے ٹیلے کے پاس پہنچ گئے۔ اس طرف بھی عورتیں چوبیں اور پتھروں کے ٹکڑے لئے بیٹھی تھیں وہ فوراً آگے بڑھیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے چہرے پر مارے اور پکار کر کہا۔

مسلمانو! یہ کیسی بے حمیتی ہے تم اپنی ماؤں، بہنوں، بیویوں اور بیٹیوں کو گبروں کے حوالے کر کے بھاگے جاتے ہو۔ اپنی پسپائی سے خدا کو ناراض نہ کرو۔ لوٹو۔ لڑائی کی طرف لوٹو۔ اللہ تعالیٰ سے صبر چاہو وہ صبر دے گا اور مدد کرے گا۔

سہال رومی نے بیان کیا ہے کہ خدا کی قسم عورتیں اس روز شیرنیاں بن گئی تھیں۔ وہ رومیوں سے بھی زیادہ سخت ہوگئی تھیں ہمیں اور پیچھے ہٹنا دشوار ہوگیا۔ انھوں نے ہمیں رومیوں کی طرف پلٹ دیا اور ہم پھر رومیوں کے سامنے پہنچ گئے۔

قثامہ کی بہادری

جب مسلمان رومیوں کی طرف پلٹے تو قثامہ بن اثیم الکنانی مسلمانوں کے آگے ہوئے وہ نہایت دلیری سے لڑ رہے تھے۔ رومیوں پر شدت سے حملے کر کے انھیں مسلمانوں سے ہٹاتے اور باز رکھتے تھے۔ اول وہ نیزے سے لڑے۔ جس کسی کے نیزہ مارتے تھے۔ اس کا سینہ توڑ ڈالتے تھے۔ ان کے ہاتھ سے تین نیزے ٹوٹ گئے۔ پھر وہ تلوار سے لڑے دو تلواریں بھی ٹوٹ گئیں۔ جب ان کا نیزہ یا تلوار ٹوٹ جاتی تو وہ پکار کر کہتے۔ کون شخص مجھے اپنا حربہ مستعار دے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔ کوئی نہ کوئی مسلمان انھیں نیزہ یا تلوار دے دیتا۔ وہ پھر لڑائی میں مشغول ہوجاتے انھوں نے بہت سے رومیوں کو مار ڈالا اور ان کی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔

جب کہ مسلمان کچھ سنبھل گئے تھے اس وقت خاطر نے بھی حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا سخت ہوا کہ مسلمان پھر پسپا ہونے لگے۔ لیکن اسی وقت حضرت خالد دو ہزار کی جمعیت سے وہاں پہنچ گئے انھوں نے اور ان کے ہمراہیوں نے پر زور حملے کر کے رومیوں کو ان کی پشت کی طرف ڈھکیل دیا۔

خالد بن الولید نے مسلمانوں نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ قثامہ بن اثیم الکنانی کو انھوں نے خوب جہاد کیا اور جنگ میں خوب مشقت کی

حضرت خالد نے قثامہ کے سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور ان کے کارنامے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

ایک دختر عرب کا غصہ

ذریعہ بنت الحرث بھی ان عورتوں میں شریک تھیں جنھوں نے مسلمانوں کو رومیوں کی طرف واپس لوٹایا تھا۔ وہ خالد بن الولید کو قریب دیکھ کر ان کے پاس گئیں اور طنزیہ لہجہ میں کہا۔ کہاں ہیں خالد آج انھوں نے کیا کام کیا۔

پھر انھوں نے کہا۔ اے بیٹے ولید کے کیا تم نے مسلمانوں کو بھاگنا ہی سکھایا ہے

فوجی اپنے سرداروں کے تابع ہوتے ہیں۔ افسر سپہ سالار کی اطاعت کرتے ہیں میدان جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں لیکن تم تو اپنی فوج کو چھوڑ کے بھاگ نکلے۔

خالد نے کہا۔ خدا کی قسم میں شکست اٹھانے والوں میں نہیں تھا۔ میں برابر لڑتا رہا ہوں۔

ذرلیہ۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان کا برا کرے جس نے اپنے سردار کو ثابت قدمی سے لڑتے دیکھا اور خود بھاگ نکلا۔ خدا ان کا گناہ معاف کرے۔ مسلمانوں نے پرجوش حملہ کرکے جرجیر اور قناطر کے لشکروں کو پیچھے ہٹا دیا۔

عبدالرحمٰن بن معاذ کی جنگ

جب دونوں لشکر پھر اپنے اپنے مقام پر قائم ہوگئے تو ایک گبر بڑا جسیم وجسیم نکلا وہ پورے ہتھیاروں سے مسلح تھا اور ایک بڑے گھوڑے پر سوار تھا بالکل لوہے کا برج معلوم ہوتا تھا اس نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ قبیلہ ازد کا ایک کمسن جوان اس کے مقابلے کو نکلا۔ گبر نے خفیف گردادا دے کر انھیں شہید کردیا اور پھر لڑنے والے کو طلب کیا۔ معاذ بن جبل نے اس کے مقابلے میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ ابوعبیدہ نے ان سے کہا۔

معاذ تم اس گبر کے مقابلہ میں نہ نکلو بلکہ اپنے علم کے پیچھے کھڑے رہو۔

معاذ بن جبل رک گئے انھوں نے پکار کر کہا۔ مسلمانو! اس گبر سے جو شخص لڑے وہ میرے ہتھیار اور گھوڑا لے لے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کہا۔

بابا اب، میں اس گبر کے مقابلے میں نکلوں گا۔

عبدالرحمٰن بن معاذ نوجوان تھے وہ مسلح تھے انھوں نے اپنے باپ معاذ کا گھوڑا لیا اور میدان میں نکلے۔ گبر نے ان پر حملہ کیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کا وار بچا کر خود بھی تلوار سے حملہ کیا تلوار لپٹ گئی۔ گبر نے جلدی سے اس پر وار کیا اس کی تلوار عمامہ کاٹ کر پیشانی کو زخمی کرگئی۔ زخم سے خون جاری ہوگیا۔ گبر پیچھے ہٹا شاید یہ دیکھنے کے لئے اس کی تلوار کارگر ہوئی یا نہیں عبدالرحمٰن کو موقع مل گیا وہ بھاگ کر مسلمانوں میں آپہنچے۔ معاذ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور کہا۔ بیٹا! کیا حال ہے؟

عبدالرحمٰن نے کہا۔ پیارے باپ مجھے گبر نے مار ڈالا ہے۔ شاید مجھے شہادت نصیب ہوجائے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پیغام دینا ہو تو کہو۔

معاذ! میرے بیٹے۔ اگر تو ان کے حضور میں پہنچے تو میرا اسلام ان سے کہہ دینا۔ معاذ نے اسی وقت ہچکی دی۔ زخم کاری نہیں تھا اچھا ہو جائے گا۔

عامر بن طفیل کی شہادت

گبر نے فخر و غرور سے سر اونچا کیا اور ادھر لڑنے والے کو طلب کیا۔ ابو عبیدہ نے کہا مسلمانو! کون شخص تم میں سے اس گبر کا مقابلہ کرے گا۔

عامر بن طفیل الدوسی اس کے مقابلے کو نکلے۔ وہ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے تھے یہ جنگ مسلیمہ کذاب کے ساتھ ہوئی تھی۔ انھوں نے جنگ سے ایک روز قبل یمامہ میں ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور اس نے اپنی شرمگاہ کھول دی وہ اس میں داخل ہو گئے۔ ان کی آنکھ کھل گئی انھوں نے اپنا یہ خواب مسلمانوں سے بیان کیا لیکن کوئی مسلمان اس خواب کی تعبیر نہیں کر سکا۔ عامر نے خود ہی کہا۔ میں اس خواب کی تعبیر جانتا ہوں۔

لوگوں نے پوچھا۔ کیا تعبیر ہے؟

عامر نے کہا۔ میں شہید کیا جاؤں گا۔ وہ عورت زمین تھی ممکن ہے میرے بعد میرے بیٹے کو بھی زخم پہنچے۔

وہ جنگ یمامہ میں بڑی بہادری سے لڑے لیکن انھیں کوئی زخم نہیں پہنچا یہاں تک کہ یرموک کا دن آیا اور وہ اس گبر کے مقابلے میں نکلے جس نے عبدالرحمٰن بن معاذ کو زخمی کر دیا تھا۔

انھوں نے اول گھوڑا دوڑا کر رومیوں کے لشکر پر حملہ کیا کئی رومیوں کو قتل کر کے ان کی صف کو الٹ دیا۔ پھر گبر کے سامنے آ کر ٹھہرے اور اس پر نیزہ کا وار کیا یہ وہی نیزہ تھا جو یمامہ کی لڑائی میں ان کے پاس تھا نیزہ زرہ میں الجھ کر ٹوٹ گیا انھوں نے جلدی سے تلوار نکالی اور اس کے شانے پر وار کیا گبر اوندھا گرا انھوں نے جھپٹ کر اسے گرفتار کر لیا اور اپنی قوم میں لا کر ایک شخص کے سپرد کر دیا۔ پھر وہ میدان میں نکلے۔ انھوں نے پھر ایک حملہ رومیوں کے میسرہ پر کیا۔ دوسرا میمنہ پر کیا اور تیسرا قلب پر کیا۔ ایک عیسائی عرب ان کے مقابلہ میں نکلا۔ انھوں نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا۔ اور اسے مار ڈالا۔

پھر انہوں نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ جبلہ بن ایشم ان کے مقابلے میں نکلا وہ تبابعہ کی ایک زرہ پہنے ہوئے تھا اس پر ریشم کا زرد دوزی کا کام کیا ہوا تھا اس کے سر پر آہنی خود تھا۔ اس پر سونے کا تاج تھا وہ دھوپ میں آفتاب کی طرح جگمگا رہا تھا اس کی سواری کا گھوڑا قوم عاد کے گھوڑوں کی نسل سے تھا جبلہ نے عامر بن طفیل کے پاس آکر ان سے دریافت کیا۔ تم کس قبیلے سے ہو؟

عامر نے جواب دیا۔ میں قوم دوس سے ہوں۔

جبلہ۔ تم میرے قرابت داروں میں ہو۔ اپنی قوم میں واپس لوٹ جاؤ میں نہیں چاہتا اپنے کسی عزیز کو قتل کر دوں۔

عامر۔ میرے عزیز قریب مسلمان ہیں۔ تم کس قبیلے سے ہو اور تمھارا نام کیا ہے؟

جبلہ۔ میں قبیلہ غسان سے ہوں۔ اس قبیلہ کا سردار ہوں میرا نام جبلہ ہے جب میں نے دیکھا کہ تم نے اس لبطریق کو مار ڈالا جو باہان اور جرجیر کے مثل بہادر تھا کئی اور کو مار ڈالا۔ ایک میرے ہمراہی کو بھی قتل کر دیا تو میں تمھارے مقابلے کو نکلا ہوں تاکہ تمھیں قتل کر کے ہرقل اعظم کے نزدیک رتبہ حاصل کر دوں۔

عامر۔ تم میرے ساتھ لڑکر ایک دنیا کے بادشاہ سے صلہ پانے کے تمنی ہو۔ میں تمھارے ساتھ جہاد کر کے خدا سے اجر پانے کا خواستگار ہوں۔ جبلہ نے عامر پر حملہ کیا دونوں جنگ کرنے لگے۔ ایک مرتبہ دونوں نے ایک ساتھ حملہ کیا عامر کی تلوار کارگر نہ ہوئی جبلہ کی تلوار نے عامر کو کاٹ ڈالا۔ وہ شہید ہو کر گر پڑے۔

جندب بن عامر کی شہادت

جبلہ نے عامر کی لاش کو دیکھا اس نے لڑنے والے کو طلب کیا عامر کے بیٹے جندب ابوعبیدہ کے پاس اذن جنگ طلب کرنے آئے — ابوعبیدہ نے انھیں اجازت دیدی وہ علم اپنی قوم کے ایک شخص کے سپرد کر کے میدان میں آئے وہ کمسن اور نو عمر تھے انھوں نے جبلہ کے پاس جاکر للکار کر کہا۔ اے میرے باپ کے قاتل میں تجھ سے بدلہ لینے آیا ہوں۔

جبلہ نے دریافت کیا۔ تم کون ہو؟

جندب نے جواب دیا میں عامر کا بیٹا ہوں میرا نام جندب ہے۔

جبلہ۔ کس بات نے تمھیں لڑائی پر برانگیختہ کیا ہے۔
جندب۔ تم نے میرے باپ کو مار ڈالا ہے میں انتقام لینے آیا ہوں۔
جبلہ۔ تم کمسن اور جوان ہو۔ میں تمھیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ جاؤ واپس جاؤ اور کسی اور شخص کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجو۔
جندب۔ تم نے میرے باپ کو شہید کیا ہے۔ میں غمزدہ ہوں۔ قسم ہے خدا کی میں واپس نہ جاؤں گا یا تو اپنے باپ کا بدلہ لے لوں گا یا ان سے جا ملوں گا۔

جبلہ نے ان پر حملہ کیا جندب بھی نہایت ہوشیاری اور بڑی سختی سے لڑے ان کی شہ زوری دیکھ کر جبلہ کو حیرت ہوئی جبلہ کے ہمراہیوں نے تعجب کیا مسلمان خوش ہوئے ابو عبیدہ نے رو کر کہا۔ یہ ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان خرچ کرتے ہیں۔

جابر بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا ہے کہ اس روز جندب سے زیادہ دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ کوئی نہیں لڑا۔

جندب جبلہ سے برابر لڑ رہے تھے دونوں نے ایک ساتھ حملہ کیا جندب کی تلوار نے جبلہ کے خفیف زخم لگایا لیکن جبلہ کی تلوار نے انھیں شہید کر دیا۔

عام حملہ

جب جبلہ نے جندب کو مار ڈالا تو اس کی قوم نے اسے آواز دیکر بلوایا وہ واپس چلا گیا اور اپنی صلیب کے نیچے جا کھڑا ہوا ماہان نے اس کا شکریہ ادا کیا اسے مبارکباد کہلا بھیجی۔

مسلمان عام اور ان کے بیٹے جندب کے شہید ہونے سے بہت اندوہگیں ہوئے خصوصاً قوم اوس کو بڑا رنج ہوا۔ انھوں نے پکار کر کہا۔

الجنۃ الجنۃ وانا سعید کمر حمد للہ من علا اللہ یعنی بہشت سامنے ہے تم اپنے سردار اور ان کے بیٹے کا بدلہ دشمنان خدا سے لو۔

یہ کہتے ہی انھوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا ابو عبیدہ نے دیکھا انھوں نے پکار کر کہا مسلمانو! دوڑو پروردگار سے مغفرت اور حوران جنتی سے ملاقات کرنے کے لئے۔

سب سے پہلے قوم ازد اور قبیلہ اوس کے ساتھ آئی وہ بھی رومیوں پر حملہ آور ہوئے ان کے بعد دوسرے قبیلے یکے بعد دیگرے رومیوں پر ٹوٹ پڑے اور نہایت دلیری اور جوش سے لڑنے لگے۔

اس روز ہر قبیلہ نے اپنا شعار (پہچان کے الفاظ) الگ الگ مقرر کئے تھے ازد کا شعار الجنتہ الجنتہ ۔ ابوعبیدہ کا امتہ امتہ اہل یمن کا ، یا انصار اللہ یا انصار اللہ ۔ خالد بن ولید کا یا حزب اللہ یا حزب اللہ ۔ قبیلہ اوس کا یا آل اللہ یا آل ، قوم پیغمبر کا نا نفطہ اسمق قوم ندم اور کال صسم کا الصبر یا ، قبیلۂ بنی مراد کا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ نازل تھا۔

قبیلہ دو دشمن نے عرب متنصرہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ ان کی صفوں کو الٹ دیا۔ ایک شخص نے صلیب بردار کے نیزہ مار کر اسے گرا دیا ۔ صلیب اوندھی ہو کر گری ۔ عیسائی عربوں نے اسے حاصل کرنے کے لئے اس کے گرد جھرمٹ کیا ۔ مسلمان بھی چھا گئے بڑی سخت جنگ ہوئی ۔ عرب متنصرہ کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے ازد اور اوس کے بھی کچھ مسلمان شہید ہوئے۔

رومیوں اور عرب متنصرہ نے مل کر نہایت سختی سے حملہ کیا ۔ مسلمانوں نے ہر چند صبر و استقلال سے مقابلہ کیا ۔ لیکن ان کے قدم اکھڑ گئے وہ تیزی سے پیچھے ہٹے ۔ عیاض بن غنم الاشعری علمبردار تھے ۔ وہ بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے ۔ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص نے دیکھا دونوں عیاض سے علم لینے کے لئے دوڑے عمرو بن العاص نے سبقت کر کے علم ان کے ہاتھ سے لے لیا ۔ انہیں ملامت کی اور علم ہاتھ میں لے کر رومیوں پر حملہ کر دیا ادھر خالد نے مع اپنے ہمراہیوں کے پر زور حملہ کیا اور رومیوں کو ان کی پشت کی طرف پلٹ دیا جو مسلمان ہزیمت اٹھا کر بھاگے تھے وہ بھی سنبھل کر حملہ آور ہوئے سب مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ رومی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے چونکہ رات ہو گئی تھی اس لئے جنگ موقوف ہو گئی ۔ فریقین اپنے اپنے جائے قیام پر چلے گئے۔

مسلمانوں کے لشکر کی تعداد

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ثقہ راویوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ یرموک کے مقام پر مسلمانوں کی تعداد اکتالیس ہزار تھی ۔ یہ روایت اس لئے بھی صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اجنادین کے مقام پر بتیس ہزار مسلمان تھے ـــــ اس کے بعد ان کے پاس اور مدد آ گئی۔

فریقین کی شب گزاری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس معرکہ میں رومیوں کی کثیر جماعت ماری گئی اور مسلمان تھوڑے سے شہید ہوئے لیکن زخمی بہت ہوئے۔ زیادہ تر زخمی تیر دل کے تھے۔

میدان جنگ سے لوٹتے ہی سب سے پہلے حضرت ابو عبیدہ نے دو نمازیں ساتھ پڑھائیں اور مسلمانوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ ابو عبیدہ، خالد بن الولید کا ہاتھ پکڑ کر لشکر میں گھومتے زخمی مسلمانوں کے پٹیاں باندھتے اور انھیں تسلیاں دیتے تھے اور کہتے تھے لوگو! تمھارے دشمن بھی اسی طرح رنجیدہ ہیں جس طرح تم رنج آگیں ہو تمھیں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید ہے انھیں کوئی امید نہیں۔

ابو عبیدہ اور خالد رات کو بہت کم سوئے۔ وہ مسلمانوں کے خیموں پر جا جا کر ان کی تسلی کرتے رہے۔

جب رومی لشکر اپنی قیام پر پہنچا تو باہان نے بادشاہ اور بطریق کو بلا کر جھڑکا اور کہا۔ تمھارے دلوں پر مسلمانوں کا خوف چھا گیا ہے۔ تم ان سے ڈرتے ہو لوگوں نے ان سے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ کل ان سے بڑی بہادری اور شجاعت سے لڑیں گے ہمارے بہادر لوگ جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے کل وہ بھی شریک ہوں گے اور کل ہم مسلمانوں کو ہزیمت دے کر بھگا دیں گے۔

باہان نے انھیں آلات حرب کی درستی کا حکم دیا دونوں فریق رات بھر اپنے اپنے لشکر کی حفاظت و نگرانی کرتے رہے۔ رومی اپنے زیادہ لوگوں کے مارے جانے سے زیادہ غمگین تھے۔

یرموک کے مقام پر صف بندی

صبح کو ابو عبیدہ نے نماز خوف پڑھی نماز کے بعد مسلمان مسلح ہو کر میدان میں نکلے۔ ہر سردار اپنے لوگوں کے ساتھ آیا۔ رومی بھی اپنی پوری جمعیت کے ساتھ میدان میں آئے آج بے شمار صلیبیں اور علم اٹھائے ہوئے تھے جو گنتی میں کانٹے دار درخت کی طرح تھے باہان کے لئے اونچے ٹیلے پر اسی جگہ تخت رکھا گیا جس جگہ گزشتہ دن رکھا گیا تھا۔ باہان تخت پر بیٹھ گیا اس نے اپنے سرداروں کو صف بندی کا حکم دیا اور ہدایت

کی کہ جب تک مسلمان جنگ کی ابتدا نہ کریں وہ بھی نہ لڑیں۔

ابو عبیدہ نے بھی لشکر کو ترتیب دیا۔ انھوں نے عورتوں اور مال و اسباب کی بھی حفاظت و نگرانی پر عمیر بن سعید بن عامر انصاری کو مقرر کیا پیدلوں پر سعید بن نفیل العدوی کو مامور کیا۔

قوم زبید اور انصار سے تیرانداز منتخب کئے ان میں سے پانچ سو میمنہ میں پانچ سو میسرہ میں اور پانچسو قلب میں متعین کئے اور ان کو ہدایت کی کہ جس وقت تمام رومی حملہ آور ہوں اس طرح مل کر تیر چلاؤ جیسے وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہوں صف بندی کرنے کے بعد ابو عبیدہ نے صفوں میں نکل کر مسلمانوں کو صبر و ثابت قدمی کی تلقین کی جہاد کے فضائل بیان کئے اور انھیں جرأت و ہمت سے لڑنے کی ہدایت کی۔

یزید بن ابی سفیان کی یورش

یزید بن ابی سفیان کچھ لوگوں پر افسر تھے سب سے پہلے انھوں نے میدان جنگ میں نکلنے کا قصد کیا۔ ان کے پاس ان کے والد ابی سفیان آئے انھوں نے کہا۔ اے میرے بیٹے تم میدان جنگ میں نکلنے کا قصد رکھتے ہو۔ نہایت مبارک ارادہ ہے۔ سوائے خدا کے خوف کے اپنے دل میں اور کسی کا خوف نہ رکھو اس یرموک کی وادی میں ہر مسلمان صبر کی چادر اوڑھنے والا ہے۔ تم بھی صبر کرنا اللہ تعالیٰ نے موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے اور اس میں کمی و بیشی نہیں ہو سکتی ہے شکست اٹھا کر اپنے خاندان کو رسوا اور خدا کو غضبناک نہ کرنا خدا سے مدد چاہنا وہ ضرور مدد کرے گا۔

یزید نے کہا۔ "یا ابا! خوب نصیحت کی تم نے۔ میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی امید رکھتا ہوں۔

یزید نے اپنے لوگوں کو آواز دے کر کہا۔ مسلمانوں جہاد کی طرف چلو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ انھوں نے اپنے علم کو جنبش دی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر دشمنوں پر حملہ کیا وہ ایسی سخت لڑائی لڑے کہ دشمنوں کی لاشوں سے ڈھیر لگا دیئے

جب کہ یزید بن ابی سفیان ان کے ہمراہی گھمسان کی جنگ میں مصروف تھے اس وقت ایک شہزادہ نسطورس نے دس ہزار رومیوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ اس طرف عمرو بن العاص افسر تھے انھوں نے بڑی جوانمردی سے

رومیوں کے یلغار کو روکا۔ ان کے ہمراہی مسلمان بھی بڑی ثابت قدمی سے لڑے لیکن رومیوں نے مسلمانوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے عورتوں کے ٹیلے کے قریب پہنچ گئے۔

جب مسلمان ٹیلے کے نزدیک پہنچ گئے تو ایک

زبیر بن العوام کی بہادری

انصاری عورت نے پکار کر کہا۔ کہاں ہیں دین کے مددگار اور کہاں ہیں اسلام کی حمایت کرنے والے۔

زبیر بن العوام کی آنکھیں دکھ رہی تھیں وہ اپنی بیوی اسماء بنت ابی بکر صدیق خلیفہ اوّل کے پاس بیٹھے تھے ان کی آنکھوں پر کپڑا رکھا ہوا۔ انھوں نے انصاری عورت کی آواز سن کر اسماء سے دریافت کیا ——— "یہ کون عورت ہے اسے کیا تکلیف پہنچی جو دین کے مددگاروں کو بلا رہی ہے۔

عفیرہ بنت عفار بھی وہاں تھیں۔ انھوں نے کہا ——— اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے! مسلمانوں کے لشکر کا میمنہ شکست کھا کر ٹیلے سے مل گیا ہے اس لئے یہ عورت انصاریہ مدد طلب کر رہی ہے۔

زبیر۔ قسم ہے خدا کی میں بھی تو دین کے مددگاروں میں سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس جگہ بیٹھا ہوا نہ دیکھے گا۔

انھوں نے آنکھ کے اوپر سے کپڑا ہٹا دیا اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ زرہ پہنی ہتھیار لگائے۔ ایک چھوٹا نیزہ ہاتھ میں لیا گھوڑے پر زین کس کر سوار ہوئے اور ٹیلے سے نیچے اترے گبروں کے پاس پہنچ کر کہا ——— میں زبیر بن العوام ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا ہوں۔ شہ سوار ہوں جنگ جو ہوں۔

انھوں نے نیزہ سے حملہ کر کے رومیوں کو ان کی پشت کی طرف پلٹ دیا۔

لیث بن جابر نے روایت کی ہے زبیر بن العوام کے پر زور حملہ نے رومیوں کے گھوڑوں کو ان کی دموں کی طرف پھیر دیا۔ انھوں نے تنہا حملہ کر کے بہت سے رومیوں کو مار ڈالا۔ باقیماندہ گھبراہٹ میں پلٹے ان کے پلٹتے ہی عمرو بن العاص اور ان کے ساتھیوں نے شدت سے حملہ کر دیا زبیر بن العوام پکارتے تھے الرحمنه الرحیمه الجنته الجنته الحزام الحزام یا اھل اسلام البصر الصبر۔ یعنی

لوٹو۔ لوٹو۔ جنت کی راہ اختیار کرو اے اہل الاسلام صبر کرو۔ صبر۔
مسلمانوں نے میمنہ سے رومیوں کو پسپا کر کے بہت دور پیچھے ہٹا دیا۔

شرجیل بن حسنہ کی دلیری

جب کہ زبیر بن العوام اور عمرو بن العاص رومیوں کو بھگانے میں مصروف تھے۔ اس وقت جرجیر نے تین ہزار رومیوں کو لے کر شرجیل کے ساتھیوں پر اس شدت سے حملہ کیا کہ شرجیل کے ساتھی پسپا ہو گئے۔ ان کے ساتھ صرف پانچ سو سوار رہ گئے۔ شرجیل بن حسنہ نے ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر ایسا سخت حملہ کیا کہ رومی سینکڑوں لاشیں اپنی قوم کی چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔

شرجیل رومیوں کو پسپا کر کے لوٹے وہ پکار کر کہہ رہے تھے یا اھل الاسلام الفی الفی من الموت الصبر الصبر۔ یعنی۔ اے اہل اسلام۔ موت سے بھاگتے ہو صبر کرو۔ صبر کرو۔

اس آواز کو سنتے ہی شرجیل کے ہزیمت یافتہ ساتھی لوٹے۔ انھوں نے جوش و طیش میں آ کر رومیوں پر حملہ کر کے ان کی صفوں کو الٹ دیا ان کے ہاتھوں سے رومیوں کو سخت مصیبت اور ہلاکت پہنچی۔

رومیوں کو پسپا کر کے شرجیل کے ساتھی ان کے گرد آ کر کھڑے ہو گئے۔ شرجیل نے غصے کے لہجے میں ان سے کہا۔ افسوس ہے اے مسلمانو! تمھیں ان عجمیوں بے ختنہ بریدہ کافروں سے کیا صدمہ پہنچا۔ جو دب کر پیچھے ہٹ گئے۔ کیا تم حاملان قرآن نہیں۔ کیا تم حامی دین نہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا۔ ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحیرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ یعنی جو کوئی انھیں دشمنوں کو پیٹھ دے سوائے اس کے کہ وہ جنگ کا پرہیز کرتا ہو یا اپنی فوج میں ملنا چاہتا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور کیا تم اس بات کو بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔
ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ
یعنی اللہ تعالیٰ نے بہشت کے عوض مسلمانوں کی جانیں اور مال خرید لیے۔

ان کے ہمراہیوں نے کہا۔ "یا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لغزش

شیطان کی طرف سے تھی۔ اب تمہارے ساتھ ہیں۔
شرجیل نے انھیں جزائے خیر دی اور اپنا لشکر لے کر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کے قریب کھڑے ہو گئے۔

قیس اور خالد کی شجاعت

قیس بن ہبیرۃ المرادی نے مع اپنے ساتھیوں کے رومیوں کے میسرہ پر حملہ کر دیا انھوں نے تلواروں سے بگردن کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت خالد بن الولید نے لشکر زحف کے ساتھ رومیوں پر میمنہ پر یورش کر کے رومیوں کو تلواروں کی دھاروں پر رکھ دیا حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کا شعار یہ تھا۔ نصر اللہ انزل یا منصور امتہ ۔ امتہ یعنی اے اللہ کی مدد نازل ہو۔ اے فتح آ۔ اے لوگو! ثابت قدم رہو۔
یہی شعار مسلمانوں کا جنگ بدر اور جنگ احد کے روز تھا۔ خالد اور ان کے ساتھی رومیوں کو قتل کرتے اور پیچھے ہٹاتے بڑھے چلے گئے۔
زبیر بن العوام۔ ہاشم مرقال اور خالد بن الولید نے مع اپنے ساتھیوں کے ایسا سخت حملہ کیا کہ رومی ہٹتے ہٹتے اس ٹیلہ کے قریب پہونچ گئے جس پر باہان تخت کے اوپر بیٹھا میدان کارزار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب رومیوں کو بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا تو تخت سے اتر کر للکارا اور رومیوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دی۔

خوفناک جنگ

رومی باہان کے خوف سے پلٹے اور مسلمانوں پر آ ٹوٹے۔ خالد قیس۔ زبیر۔ عمرو بن العاص مع اپنے لشکروں کے ان کے سامنے ڈٹ گئے۔ گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ ابو عبیدہ نے سعید بن زید کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ اپنا لشکر لے کر بڑھے۔ جوش سے حملہ آور ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یا منصور امتہ یا نصر اللہ انزل "یعنی سوائے خدائے کے کوئی معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے فتح آ۔ لوگوں ثابت قدم رہو۔ اے اللہ کی مدد نازل ہو"
مسلمانوں نے جلد جلد رومیوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے ابو سفیان اپنے بیٹے یزید کے زیر علم نہایت دلیری سے لڑ رہے تھے۔ اس روز بھی

رومیوں کے زنجیروں میں بندھے ہوئے لوگ موجود تھے۔ وہ نہایت ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے۔ رومیوں کے قلب سے ایک لاکھ تیر انداز اس شدت سے تیر برسا رہے تھے کہ جب تیر کمانوں سے چلتے تھے تو آفتاب ان کے پیچھے چھپ جاتا تھا نہایت خوفناک جنگ ہو رہی تھی۔ اگر خدا کی مدد شامل نہ ہوتی تو مسلمان تیروں سے گھائل ہو جاتے۔ مسلمان تیروں سے بچنے کے لیے واپس لوٹے۔ چونکہ انھوں نے خوب جدال و قتال کیا تھا۔ اس لیے وہ خوش تھے۔

ذوالکلاع الحمیری کا زخمی ہونا

جب مسلمان لوٹ کر اپنی جگہ پر آگئے تو ایک گبر بڑے تن و توش کا لیا ڑجیا جثہ لیے ہوئے ایک قوی ہیکل گھوڑے پر سوار نکلا۔ وہ سنہری زرہ پہنے تھا۔ اور آہنی زرہ گھوڑے کی پشت پر پڑی تھی۔ اس نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ مسلمان حیرت سے اس کا ڈیل ڈول دیکھنے لگے۔ ابوعبیدہ نے پکار کر کہا۔ مسلمانو۔ کیا دیکھ رہے ہو اس کے عظیم الجثہ ہونے سے مت گھبراؤ اکثر جسیم آدمی بہادر اور دل کے مضبوط نہیں ہوتے۔

ایک غلام سیاہ رنگ اس گبر کے مقابلہ کے لیے نکلا۔ وہ پیدل تھا اور بغیر زرہ کے تھا ذوالکلاع حمیری کا غلام تھا۔ ذوالکلاع نے اسے آواز دے کر بلا لیا۔ اور خود اس گبر کے مقابلہ میں نکلے۔ دونوں نے نیزہ نکال لیے اور دیر تک نیزہ بازی کرتے رہے۔ جب تھک گئے تو تلواریں نکال لیں۔ دونوں نے ایک ساتھ تلواروں کے وار کیے۔ ذوالکلاع کی تلوار کارگر نہ ہوئی۔ لیکن گبر کی تلوار نے ذوالکلاع کی زرہ بکتر اور کپڑے کاٹ ڈالے اور ان کے بازو میں گہرا زخم لگایا۔

ذوالکلاع گھوڑا دوڑا کر اپنی قوم میں آگئے۔ ان کے زخم سے خون اس کثرت سے جوش مار رہا تھا جیسے لوٹے کی ٹونٹی میں سے پانی بہہ رہا ہو۔ ان کی قوم نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور پوچھا "اے سردار تمہارا کیا حال ہے؟"

انھوں نے جواب دیا، "میں سخت زخمی ہو گیا ہوں۔ خدا کی قسم ہتھیاروں اور زرہ پر بھروسہ کرنا بیکار ہے۔ اعتماد اللہ غالب و بزرگ پر کرنا چاہیے وہی حفاظت کرتا ہے اور مدد کرتا ہے۔"

ان کی قوم کے لوگوں نے ان کا زخم باندھا۔ وہ اپنے علم کے نیچے آ کھڑے ہوئے اور انھوں نے پکار کر کہا: "اے آل حمیر! اگر تمہارے سردار زخمی ہو گئے ہیں تو کیا تم میں کوئی ایسا دلاور نہیں ہے جو اس گبر سے اپنے سردار کا بدلہ لے؟"

فوراً ایک حمیری نوجوان گھوڑا دوڑا کر میدان میں نکلا۔

حمیری نوجوان کی جوانمردی

گبر نے حمیری نوجوان کو دیکھا۔ اس نے ان پر نیزہ سے حملہ کیا۔ حمیری نوجوان نے بھی نیزے سے حملہ کیا۔ ان کا نیزہ گبر کے سینہ پر اس زور سے پڑا کہ پشت کے پار ہو گیا۔ وہ مردہ ہو کر گرا۔ حمیری نوجوان نے چاہا کہ گھوڑے سے اتر کر گبر کی سنہری زرہ اور ہتھیار وغیرہ لے لیں۔"

لیکن چند رومیوں نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ حمیری جوان نے جوانمردی کر کے کئی رومیوں کو مار ڈالا۔ اور بقیہ کو بھگا دیا۔ اب انھوں نے گھوڑے سے اتر کر بطریق کے اور دوسرے رومیوں کے ہتھیار اور ساز و سامان لیے اور ابو عبیدہ کے سامنے لا کر پیش کیے۔ ابو عبیدہ نے وہ سب سامان انھیں ہی دے ڈالا۔ انھوں نے اپنی قوم کے ایک شہسوار کو دیدیا۔ اور پھر میدان میں نکلے۔ ان کے مقابلے میں دوسرا گبر نکلا۔ انھوں نے اسے بھی مار ڈالا۔ تیسرا گبر نکلا اسے بھی قتل کر دیا۔ چوتھے گبر نے جو بطریق تھا حمیری نوجوان کو شہید کر دیا۔ ایک انصاری مرد نے اس گبر کے تیر مارا وہ بھی نوجوان کے ساتھ ہی مردہ ہو کر گرا۔

شرجیل کی جرأت

یہ گبر جو تیر سے مارا گیا ایک ذی رتبہ بطریق تھا۔ باہان نے تمام بطریقوں اور افسروں کو ہمت دلائی۔ اس گبر کے بعد لان کا بادشاہ مریوس لڑنے کے لیے نکلا۔ وہ شاہانہ زرہ پہنے تھا۔ ریشم کے مطلّا اور مرصع بجواہر کپڑے تھے سر پر سونے کا تاج تھا جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ کمر میں جڑاؤ پٹکا تھا۔ اس نے دونوں لشکروں کے درمیان اپنے گھوڑے کو گرداوہ دیا۔ اور پکار کر کہا: اے گروہ عرب! میں لان کا بادشاہ ہوں۔ میرے مقابلہ کے لیے اپنے کسی سردار کو بھیجو!

شرجیل بن حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب جو اس روز ایک گروہ کے

علمبردار تھے۔ مع علم کے اس کے مقابلہ میں نکلے۔ ابوعبیدہ نے ان کے پاس ایک سوار کھیج کر حکم دیا کہ وہ علم اسکے حوالہ کردیں۔ چنانچہ شرجیل نے علم اس قاصد کو دے کر کہا:" اسے سردار کے پاس لے جاؤ۔ اگر میں زندہ لوٹا تو ان سے لے لوں گا ورنہ میرے بعد جسے وہ چاہیں دے دیں"

وہ شخص علم لے کر شرجیل بن حسنہ مربوس کے سامنے پہونچے وہ رجز کے طور پر کچھ پڑھ رہے تھے۔ مربوس کسی قدر عربی زبان سے واقف تھا۔ اس نے دریافت کیا:" تم کیا کہہ رہے ہو؟"

شرجیل نے جواب میں کہا:" ہم لڑائی کے وقت رجز کے طور پر کچھ کہا کرتے ہیں وہی میں بھی کہہ رہا ہوں۔ اس سے دل گرما جاتے ہیں۔ اور طبیعت شجاعت کی طرف راغب ہو جاتی ہے۔ مسلمان اللہ کے ان وعدوں پر بھروسہ کرتے ہیں جو اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے کیے ہیں۔"

مربوس:" تمہارے نبی نے کیا وعدہ کیے ہیں"؟

شرجیل۔ انھوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم عراق فارس اور ملک شام پر قابض ہو جائیں گے۔

مربوس۔ یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کی مدد نہیں کرتا اور تم ظالم ہو۔ "تم ہم سے اس چیز کا مطالبہ کرتے ہو جس کے تم مستحق نہیں ہو"

شرجیل۔ ہم ظالم نہیں بلکہ ظالم وہ ہیں جو خدا کے جورو اور بیٹیا بناتے ہیں مشرک سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ ہم تمہیں سمجھاتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ اسکی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے نہ اس کے بیوی ہے نہ بیٹیا۔ یہ ذراسی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ تمہارے شرک کرنے سے خدا ناراض ہو گیا ہے۔ ملک و دولت اس کی ملک ہے۔ پہلے اس نے تمہیں عطا کی تھی۔ اب تم سے لے کر ہمیں دے رہا ہے۔ اگر تم صلیب پرستی چھوڑ دو۔ اور مسلمان ہو جاؤ تو بہشت کے مستحق ہو جاؤ"!

مربوس۔ میں عیسائیت سے پھرنے والا نہیں ہوں۔ اس کی گردن میں ایک چھوٹی جواہرات سے مزین صلیب لٹک رہی تھی۔ اس نے گردن سے نکال کر چوما۔ آنکھوں سے لگایا اور کہا۔ اے مقدس صلیب ہمیں فتح دے"

شرجیل کو اس کے اس شرک و بدعت پر غصہ آگیا۔ انھوں نے کہا: "سختی ہو تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر تو صلیب سے اعانت چاہتا ہے حالانکہ وہ بیکار چیز ہے۔" دونوں لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ نیزوں سے لڑنے لگے۔ دونوں فریق گردنیں اٹھائے انھیں دیکھ رہے تھے۔ مسلمان شرجیل کی فتح کے لیے دعائیں مانگ رہے تھے۔

مربوس بڑا شہسوار اور شہ زور تھا۔ شرجیل جنگی ہنر کے طور پر اسکے سامنے سے بھاگے مربوس ان کے پیچھے دوڑا۔ شرجیل نے دفعتہً پلٹ کر اس کے نیزہ مارا وہ بچا گیا۔ کچھ دفعہ کے بعد دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں اب دونوں ایک دوسرے کے لپٹ گئے۔"

مربوس توانا۔ اور مضبوط تھا۔ شرجیل اکثر روزے رکھتے تھے۔ اس لیے نحیف و لاغر تھے۔ مربوس نے انھیں ہاتھوں سے بھینچ کر سست کر دیا۔ اور انھیں ان کے زین سے کھینچنے کا ارادہ کیا۔ ضرار بن الازور نے دیکھ لیا۔ انھیں مربوس پر غصہ آیا۔ وہ اس وقت پیدل تھے شاید ان کا گھوڑا تھک گیا تھا۔ وہ خنجر نکال کر مربوس کی طرف دوڑے اس وقت تک مربوس اور شرجیل ایک دوسرے سے گتھے تھے۔ ضرار نے پاس پہونچ کر اس زور سے خنجر مارا کہ مربوس کے پشت کے پار ہو گیا۔ وہ آہ کر کے مر گیا ضرار بن الازور اور شرجیل نے اس کا سامان لے لیا دونوں واپس لشکر میں آئے مسلمانوں نے شرجیل کو ان کے بچ آنے پر مبارکباد دی

شرجیل نے مربوس کا تمام شاہانہ سامان لے لیا۔ ضرار نے مطالبہ کیا کہ وہ سامان ان کا حق ہے۔ شرجیل نے کہا۔" میرا حق ہے۔" دونوں میں منازعت ہوئی حضرت ابو عبیدہ نے خود کوئی فیصلہ نہیں کیا بلکہ اس واقعہ کے متعلق حضرت عمر کو خط لکھا۔ یا خلیفۃ المسلمین! ایک مرد مسلمان ایک گبر کی طرف نکلا وہ اس رومی سے بڑی جوانمردی کے ساتھ لڑا۔ لیکن اس پر قادر نہ ہو سکا۔ دوسرا مسلمان اپنے بھائی کی مدد کے لیے نکلا اس نے اس گبر رومی کو مار ڈالا۔ ان دونوں میں سے اس کا اسباب لینے کا کون مستحق ہے۔"

حضرت عمر فاروق نے جواب دیا۔" جس شخص نے گبر کو قتل کیا سامان اسے ملنا چاہیے۔"

حضرت عمر کا یہ رعب و خوف تھا کہ کسی شخص کو ان کے حکم میں چون چرا کرنے کی جرائت نہ ہوئی — ابو عبیدہ نے شرجیل سے وہ سامان لے کر ہرمزار بن الازور کو دے دیا۔"

زبیر بن العوام کی ہمت

اگرچہ زبیر بن العوام کی آنکھیں دکھ رہی تھیں لیکن وہ میدان میں موجود تھے۔ جب مربوس مارا گیا تو ایک گبر بڑبڑاتا ہوا نکلا۔ زبیر نے اسے بھی مار ڈالا اور اس کا بھی اسباب لے لیا اسی طرح ایک کے بعد ایک چار رومی نکلے اور زبیر نے انھیں چاروں کو قتل کر کے ان کا اسباب لے لیا۔

خالد بن الولید نے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا "یا امیر! زبیر نے جہاد کا حق ادا کر دیا مجھے خوف ہے اب وہ تھک گئے ہوں گے انھیں واپس بلا لیجئے۔"

ابو عبیدہ نے زبیر کو آواز دے کر واپس بلا لیا۔ اسی وقت پانچواں رومی میدان میں نکلا۔ وہ ملک روسیہ کا بادشاہ تھا اور مربوس شاہ لالن کا جو پہلے مارا جا چکا تھا داماد تھا۔

حضرت خالد اس کے مقابلے کے لیے نکلے اور ایک ہی گردادہ میں اسے مار ڈالا اس کا سامان اتار کر لے آئے۔ اس کے کپڑے۔ پٹکہ۔ صلیب زرہ اور سربند وغیرہ کل اسباب کا تخمینہ پندرہ ہزار کا ہوا۔

یوم التعور

ماہان کو گبروں کے مارے جانے کی اطلاع کی گئی اسے سخت افسوس ہوا اس نے کہا "ہیہات آج ہمارے دو بادشاہ مارے گئے" اس نے تیر اندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ ایک لاکھ تیر انداز تھے انھوں نے دفعۃً تیر چلائے مسلمان غافل تھے اکثر تیر مسلمانوں کی آنکھوں میں جا گھسے اس سے بہت سے مسلمان قتل و مجروح ہو گئے۔ چشم زدن میں سات سو مسلمان یک چشم ہو گئے۔ اسی لئے اس دن کی لڑائی یوم تعور کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس واقعہ کے عرصے بعد بھی جب کوئی مسلمان کسی یک چشم مسلمان سے ملاقات کر کے دریافت کرتا: "تمہاری آنکھ کو کیا صدمہ پہونچا۔" تو وہ جواب دیتا یرموک کے مقام یوم تعور میں اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈال دیا تھا۔" جن لوگوں کو اس روز

آنکھیں ضائع ہوئیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ۔ سعید بن زید بن نفیل۔ بکیر بن عبداللہ الیثی۔ ابوسفیان بن حرب اور راشد بن سعید۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رومیوں کی تیر افگنی سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچا۔ مسلمانوں کے لشکر میں شور برپا تھا:

"واعیناہ۔ وابصرواہ۔ یعنی "ہائے میری آنکھ۔ ہائے میری بصارت" کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ مسلمانوں میں اضطراب وانتشار لاحق ہو گیا"

باہان نے دیکھا اس نے تیر اندازوں کو آگے بڑھنے اور رومیوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ تیر انداز بڑھے۔ وہ کثرت سے تیر چلا رہے تھے۔ جرجیر۔ قناطیر اور قوریہ نے اپنے لشکروں کو لے کر زبردست حملہ کر دیا۔ اُدھر زنجیر والے رومی تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے۔ مسلمان گھبرا کر پسپا ہوئے"

عیاذ بن عامر عورتوں کی حفاظت کے لیے ٹیلہ کے قریب تھے انھوں نے مسلمانوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم انزل علینا نصرک الذی نصرتنا فی المواطن کلھا۔ یعنی نہیں ہے خوف اور قوت مگر اللہ بزرگ و برتر ہے اے میرے اللہ تو میری اس طرح مدد کر جس طرح اکثر معرکوں میں مدد کی ہے"

پھر انھوں نے پکار کر کہا۔ اے آل حمیر! تم بہشت سے دوزخ کی طرف بھاگ رہے ہو۔ اے حاملان قرآن! کیا تم خدائے جبار کے سامنے نہیں ہو کیا وہ تمہیں بھاگتے ہوئے نہیں دیکھ رہا ہے۔ کیا تم کفار سے ڈر گئے ہو۔ فرار کے عار کو گوارا نہ کرو"

وہ پکار رہے تھے۔ مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے تھے۔ لیکن کوئی مسلمان ان کی نہ سنتا تھا۔ مسلمانوں کے گروہ عورتوں کے ٹیلوں کی طرف بھاگے

لے عور یک چشم یعنی کانا ہو جانا کو کہتے ہیں۔ (صادق صدیقی۔ سردھنوی)

چلے آرہے تھے۔"

خواتین عرب کی بہادری

عبداللہ بن قرط ازدی نے بیان کیا ہے کہ یہ تو رومیں مسلمان دفعتہً اپنی جگہوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ صرف اسلامی علمبردار اپنی جگہوں پر باقی رہ گئے۔ وہ نہایت ثابت قدمی اور بہادری سے لڑتے رہے۔ ابوعبیدہ بن الجراح عمرو بن العاص اور یزید بن ابی سفیان موت کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ شرجیل بن حسنہ۔ ضرار بن الازور۔ ہاشم۔ مرقال۔ مسیب بن نجلیہ الفزاری۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور فضل بن عباس بڑی جانفروشی سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے (عبداللہ بن قرط نے) اپنے دل میں کہا۔ یہ چند لوگ کب تک لڑتے رہیں گے۔ اسی وقت مسلمان عورتوں نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا وہ شیرنیوں کی طرح میدان جنگ میں کود پڑیں۔"

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے عورات عربیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لڑائیوں میں شریک ہوتی تھیں مگر اس زمانہ میں وہ لڑتی کم تھیں یا تو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں یا میدان جنگ میں پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں خود حضرت عائشہ صدیقہ نے پانی پلایا تھا۔ جنگ یمامہ میں بھی عورتیں شریک ہوئی تھیں لیکن یرموک کے مقام پر بے نظیر جرات وہمت کا ثبوت دیا۔ جب انہوں نے مسلمانوں کو بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا تو وہ میدان میں کود پڑیں اور نہایت دلیری سے رومیوں سے لڑیں۔ یہ بات امیر المومنین حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم کے عہد ہی میں ہوئی کہ عورتوں نے بڑی دلیری سے شمشیر زنی کی۔"

مہاجرین کی عورتیں انصار کی عورتیں اور لخم وجذام کی خواتین کے ساتھ مل کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں۔ ان میں سے بعض کے پاس خیموں کی چوبیں تھیں بعض تلواریں تھیں۔ لیکن ڈھال ایک کے پاس بھی نہ تھی۔

عورتیں بڑے فخر کے ساتھ اپنا اور اپنی ماؤں کا نام لے رہی تھیں۔ اپنا مادری نسب بیان کر رہی تھیں اور بڑی دلیری سے لڑ رہی تھیں۔

اول ان عورتوں نے مسلمانوں کے گھوڑوں کو چوبیں مار مار کر انھیں واپس لوٹانے کی کوشش کی۔ پھر وہ رومیوں کے مقابلے میں آگئیں اور ان سے لڑنے لگیں۔

اتفاق سے لخم ۔ جذام اور خذلان کی عورتوں کو بھی ہزیمت ہوئی وہ پیچھے ہٹیں ۔ اسی وقت خولہ بنت الازور بن طارق ۔ ام حکیم بنت الحرث بنیٰ بنت سالم سلمٰی بنت لوی بن عاصم ابیر بغی ۔ رومیوں پر ٹوٹ پڑیں ۔ انھوں نے للکار کر مسلمانوں سے کہا ؛ " نامردو ۔ بزدلو! تم ہمارے سامنے سے نکل جاؤ ۔ دور ہو جاؤ ۔ تم نے ہماری جماعت کو سست کر دیا ۔ اپنی خودداری اور حمیت کو کھو دیا ۔ جاؤ ہم گبروں سے لڑیں گے یا تو مارڈالے جائیں گے یا اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجے گا ۔"

لخم اور جذام کی عورتیں بھی پلٹ پڑیں ۔ وہ بھی موت کی لڑائی لڑنے لگیں ام حکیم بنت اغوث تلوار لے کر مشرکوں پر حملہ آور ہوئیں ۔ ہند بنت عتبہ ہندی تلوار سے شمشیر زنی کرنے لگیں ۔ وہ پکار کر کہہ رہی تھیں : " اے عربو! یہ کیا بزدلی ہے ۔ ہمت کرو ۔ اور بے ختنہ بریدہ گبروں کو مار ڈالو ۔ ان کے شوہر ابو سفیان بن صخر بھی چلا کر کہہ رہے تھے مسلمانو! کہاں بھاگے جاتے ہو ۔ یہ آزمائش کا دن ہے صبر کرو ۔ خدا سے اعانت چاہو ۔"

اسماء بنت ابی بکر صدیق تلوار سے لڑ رہی تھیں ۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے شوہر زبیر بن العوام کے پہلو میں پہنچ گئیں اور ان کے ساتھ ہو کر گبروں سے لڑنے لگیں ۔ جب زبیر کسی گبر پر حملہ کرتے تھے تو دوسرے گبر پر اسماء حملہ کرتی تھیں اور دونوں ایک ساتھ گبروں کو مار ڈالتے تھے ۔

جب مسلمانوں نے عورتوں کو اس بے جگری سے لڑتے ہوئے دیکھا تو انھیں بڑی غیرت آئی ۔ ان میں اکثر نے کہا ؛ " قابل غیرت اور ڈوب مرنے کی بات ہے کہ عورتیں ثابت قدمی سے لڑ رہی ہیں ۔ اور ہم بھاگے جاتے ہیں اپنی عورتوں سے زیادہ ہم پردہ نشینی کے مستحق ہیں ۔ وہ لوٹے اور انھوں نے آوازیں دیں ۔ " پھرو ۔ پھرو ۔ اے گروہ مسلمین! ورنہ خدا کی قسم تمہاری بزدلی کے افسانے باقی رہ جائیں گے عورتیں ہمیشہ تم پر طعنہ زنی کیا کریں گی ۔ " مسلمان خود بھی لوٹے اور گبروں سے لڑنے لگے ۔

خولہ بنت الازور نے ایک گبر پر تلوار سے حملہ کیا ۔ گبر نے بھی تلوار ماری ۔ خولہ کی تلوار ان کے ہاتھ سے اڑ کر دور جا گری ۔ وہ ایک گبر کے لگی ۔ اور اسے زخمی کر گئی لیکن اس کی تلوار ان کے سر پر پڑی ۔ ان کا سر زخمی ہو گیا ۔ زخم سے خون بہنے لگا ۔

وہ نازک اور حسین تھیں۔ چکرا کر زمین پر گریں۔ خون سے ان کا سر لالہ کے سرخ پھول کی طرح رنگ گیا۔

عفیرہ بنت عفار نے پکار کر کہا: "خدا کی قسم اندھی ہو گئی ہوئے ضرار اپنی بہن خولہ کی وجہ سے انھوں نے تلوار سے حملہ کر کے اس گبر کو مار ڈالا جس نے خولہ کو زخمی کیا تھا۔ اور پھر جلدی سے خولہ کے پاس آ کر دریافت کیا۔ خولہ تمہارا کیا حال ہے؟"

خولہ نے جواب دیا: "خدا کا شکر ہے۔ ابھی تک بخیر ہوں۔ لیکن میرا گمان ہے میں ضرور مر جاؤں گی کیا تمہیں معلوم ہے میرے بھائی ضرار کہاں ہیں۔؟"

عفیرہ۔ میں نے انھیں نہیں دیکھا۔

خولہ۔ خدا کرے وہ بخیر رہیں۔ میں ان کے عوض میں شہید ہو جاؤں۔ عفیرہ نے انھیں سہارا دے کر کھڑا کرنا چاہا لیکن وہ کھڑی نہ ہو سکیں۔ اس عرصہ میں اور عورتیں بھی آ گئیں۔ وہ انھیں ٹیلہ پر لے گئیں وہاں ان کا زخم باندھا۔

عفیرہ نے بیان کیا کہ دن چھپنے سے پہلے ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئیں ان کے سر میں پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ مشکیزہ لیے لوگوں کو پانی پلاتی پھر رہی تھیں۔"

التوائے جنگ کے بعد رات کو ضرار نے واپس آ کر اپنی بہن کے سر سے پٹی بندھے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا: "تمہیں کیا ہوا۔ یہ پٹی کیوں باندھی ہے۔"؟

خولہ نے جواب دیا: "ایک رومی نے مجھے زخمی کر دیا تھا۔

ضرار۔ افسوس نہ کرو پیاری بہن! میں نے تمہارے ایک زخم کے عوض بے شمار رومیوں کو قتل کر دیا ہے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ "یوم التعور کے موقع پر نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی کبھی مسلمان پیچھے ہٹ جاتے تھے اور کبھی رومی پسپا ہو جاتے تھے جب عورتوں نے مسلمانوں کو رومیوں کی طرف پھیر دیا۔ اور مسلمانوں نے رومیوں کی صفوں کو الٹ دیا۔ لیکن پھر رومی سختی سے حملہ آور ہوئے جنگ زور و شور سے شروع ہو گئی۔ ابو عبیدہ اپنے زیر علم لڑ رہے تھے دوسرے سردار بھی بڑی دلیری سے جنگ کر رہے تھے۔ خالد بن ولید نے اس شدت سے جہاد کیا کہ اس روز ان کے ہاتھ نو تلواریں ٹوٹیں جس جرات سے سو شہسوار لڑتے اس جرات سے وہ تنہا لڑ رہے تھے۔

رومیوں کی ایک تازہ دم جمعیت مسلمانوں پر حملہ آور ہوئی اس جماعت کے سوار ریشمی کپڑے پہنے اور ابلق اور سبز گھوڑوں پر سوار تھے۔ ایسے جسیم تھے کہ مضبوط برج سے معلوم ہوتے تھے ان کے ساتھ ایک بڑی مرصع بہ جواہر صلیب تھی ان کے میمنہ نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور میسرہ نے مسلمانوں کے میمنہ پر زور کا حملہ ایسا غیر متوقع ہوا کہ مسلمان پھر پسپا ہو کر عورتوں کے ٹیلہ سے جالگے پھر عورتوں نے انھیں ڈھکیلا لوٹے کر ثابت قدمی سے لڑنے لگے۔

ایک شخص بنی محارب جو نہایت فصیح البیان اور قادر الکلام تھے ان کا نام عفرج تھا۔ ان کا کلام نہایت مسجع اور مقفیٰ ہوتا تھا۔ یوم التنور کے روز انھوں نے بطور پند و نصیحت کے مسلمانوں سے کہا۔ یا ایھا الناس! یہ لڑائی کا دن ہے اس کے بعد دوسرا دن بھی ہوگا صبر کرنے والوں کے لیے بہشت ہے خدا کی قسم ہرگز وہ شخص بہشت میں نہ داخل ہوگا جس نے جہاد میں پیٹھ پھیری۔ یا جہاد کو برا سمجھا سب سے بڑا درجہ شہادت کا جہاد کرکے اپنے پروردگار کو خوش کرو۔ جنگ کی آگ شعلہ زن ہے خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے یہی تو وہ دن ہے جس کی تم خواہش کیا کرتے تھے۔ ثابت قدم رہو تاکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک خوش ہو۔ خدا مہربان ہو۔ اگر تم آج جنگ سے جی چراؤ گے تو خدا تم پر غضبناک ہوگا۔ اپنی نعمتیں تم سے چھین لے گا خدا کی وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کا اندازہ کر رکھا ہے وہ گھومنے والے آسمان کا مالک ہے اسی نے بہشتیں بنائی ہیں۔ حوران جنت تمہاری منتظر ہیں۔ تم خدا کے دین کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ دشمنوں کی کثرت کا خیال نہ کرو۔ خدا کی مدد کے سامنے ان کی کثرت کام نہ آئے گی۔ تم ان کی پیروی کرو جو تم سے پہلے تھے۔ پرہیزگار تھے۔ عبادت گزار تھے۔ انھوں نے اپنے جہاد سے خدا کو خوش کیا۔ بہشت کے وارث بن گئے۔ تم بھی باغ ارم کے حقدار بن جاؤ۔

ان کی اس تقریر کا مسلمانوں پر اچھا اثر ہوا۔ وہ پھر جنگ پر مستعد ہو گئے۔

خالد اور نسطور کی جنگ

خالد بن الولید نے رومیوں پر حملہ کیا وہ اس وقت حضرت خالد سر بند باندھے تھے۔ اور اپنا نام لے لے کر رومیوں کو للکار رہے تھے۔ ان کے مقابلے کے لیے ایک شہ سوار بطریق نکلا اس کا نام نسطور تھا۔ وہ ریشمی کپڑے پہنے تھا۔

اس نے آتے ہی خالد بن ولید پر حملہ کر دیا۔ دونوں لڑنے لگے۔ چونکہ دونوں بہادر اور جنگجو تھے اس لیے دونوں ہنر آزمائی کرنے لگے۔ اثنائے جنگ میں خالد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر منھ کے بل جھکا۔

خالد بھی جھک گئے۔ مسلمانوں نے دیکھا۔ انھوں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا۔ منظور کو موقع مل گیا۔ اس نے پوری قوت سے خالد کی پشت پر تلوار کا وار کیا ان کی پشت پر ضرب آئی۔ اسی وقت گھوڑا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھنے سے ایسا جھٹکا لگا کہ خالد کی ٹوپی سر سے اتر کر گر پڑی۔ انھوں نے کہا۔ یہ میری ٹوپی میرا تاج ہے بلکہ تاج سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اسے لو۔"

بنی مخزوم کے ایک شخص نے گھوڑے سے کود کر ٹوپی اٹھا کر خالد کو دی۔ انھوں نے سر پر رکھی۔ اس شخص نے خالد سے کہا: "تعجب ہے کہ تم لڑائی کے وقت اس معمولی ٹوپی کا خیال رکھتے ہو۔"

خالد نے کہا: "یہ ٹوپی معمولی نہیں ہے۔ اس میں گیسوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ حجۃ الوداع کے روز میں نے آنحضور صلعم سے یہ موئے مبارک طلب کیے تھے۔ انھوں نے دریافت فرمایا تھا۔ تم ان بالوں کو کیا کرو گے؟" میں نے عرض کیا تھا تبرکاً اپنے پاس رکھوں گا اور ان کے توسل سے جنگ میں خدا سے اعانت طلب کروں گا۔"

حضور نے فرمایا تھا۔ جب تک تمہارے پاس یہ بال رہیں گے انشاءاللہ تم فتحیاب ہوتے رہو گے۔ اس روز میں نے وہ بال ٹوپی میں لگائے۔ اس کو اوڑھ کر میں آج تک جتنے معرکوں میں شریک ہوا فتحیاب رہا۔"

یہ کہہ کر خالد نے منظور پر تلوار کا وار اس قوت سے کیا کہ شانہ پر پڑی ہوئی زنجیروں کو کاٹ کر دوسرے شانہ کی طرف سے تلوار نکل گئی۔ رومی جھپٹ کر اسے کھینچ لے گئے لیکن اس کا سر اڑ چکا تھا۔ رومیوں کو اس کے مرنے کا بڑا قلق ہوا۔"

خالد نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ کوئی ان کے مقابلے میں نہ نکلا۔ انھوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے سواروں کو بے دریغ قتل کرنے لگے۔ اس درجہ شمشیر زنی کی کہ ان کے بازو شل ہو گئے۔"

حرث بن ہشام مخزومی نے ابو عبیدہ کو توجہ دلائی کہ خالد حق جہاد ادا کر چکے وہ تھک گئے ہیں۔ انھیں واپس بلا لو۔ ابو عبیدہ نے انھیں بلایا۔ انھوں نے کہا "یا امیر میں شہادت کا طلب گار ہوں۔ اگر آج کوتاہی کروں تو پھر اس نعمت کے ملنے کی امید نہیں ہے۔"

رومیوں کی ہزیمت

خالد بن الولید نے پھر رومیوں پر حملہ کیا۔ مسلمان ان کی مدد کے لیے دوڑے اس عرصے میں وہ مسلمان بھی جو پسپا ہو گئے تھے۔ عورتوں کے "ترغیب" دینے پر پلٹے۔ عورتیں بھی ان کے ساتھ تھیں انھوں نے پر زور حملہ کر دیا۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی لڑنے لگیں ان پیہم حملوں نے رومیوں کو دل شکستہ کر دیا۔ وہ ہزیمت اٹھا کر پسپا ہو گئے۔

زنجیر بند رومیوں کی خستہ حالی

جو رومی زنجیر میں بندھے ہوئے تھے وہ بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔ جب مسلمانوں نے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا تو ان کی لاشیں زنجیروں میں لٹک گئیں ان کے گھوڑے لاشوں کو دیکھ کر بھڑک اٹھے۔ چونکہ گھوڑے بھی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اس لیے وہ الگ نہ ہو سکتے تھے۔ اکثر گھوڑوں نے بھی اپنے سواروں کو گرا کر روند ڈالا۔ یہ جماعت بھی بدحال ہو کر بھاگی چونکہ وہ تیزی سے بھاگ نہ سکتے تھے اس لیے مسلمانوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔"

رومیوں کے مقتولین کی تعداد

یوم التور کے روز چالیس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ رومی مارے گئے۔ زخمیوں کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

جنگ یوم تعویر کی تاریخ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ یرموک کے مقام پر یہ واقعہ یعنی یوم تعویر کا ماہ رجب ۱۵ھ میں ہوا۔"

لشکروں کی واپسی

آفتاب غروب ہوتے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہوں پر واپس ہوئے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے نماز پڑھی اور پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ رومیوں نے میدان جنگ سے جانے

ہی اپنے مجروح کا معالجہ شروع کر دیا۔"

لشکر کی نگہبانی چونکہ مسلمان تمام دن مصروف جنگ رہے تھے اور لڑائی میں بڑی مشقت اٹھائی تھی۔ اس لیے ابوعبیدہ نے کسی سردار کو لشکر کی نگہبانی پر مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ انھوں نے یہ خدمت خود اپنے ذمہ لی تھی۔ کچھ مہاجرین بھی اپنی خوشی سے ان کے ساتھ ہو گئے تھے۔"

جبکہ وہ لشکر کی گرداوری کرتے پھر رہے تھے۔ انھوں نے دو سواروں کو دیکھا جو ان کی طرح لشکر کے گرد پھر رہے تھے ابوعبیدہ نے ان سواروں کو دیکھ کر کہا۔ لاالٰہ الا اللہ ان سواروں نے جواب دیا۔ محمد الرسول اللہ۔ جب وہ سوار نزدیک آئے تو ابوعبیدہ نے انھیں پہچان لیا۔ ان میں ایک زبیر بن العوام اور دوسری ان کی بیوی اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ ابوعبیدہ نے متعجب ہو کر ان سے دریافت کیا۔" تم کس لیے گشت کر رہے ہو؟"

زبیر بن العوام نے جواب دیا۔" مجھے میری بیوی نے کہا کہ آج مسلمان دن بھر مشقت کرنے کی وجہ سے لشکر کی نگہبانی نہ کر سکیں گے آؤ۔ میں اور تم مل کر گشت کریں۔

میں نے منظور کر لیا۔ ہم دونوں لشکر کی نگہبانی کر رہے ہیں۔"

ابوعبیدہ۔ تم دونوں واپس لوٹ جاؤ۔ میں اور یہ تمہارے بھائی مہاجرین لشکر کی حفاظت کر رہے ہیں۔ تم دونوں نے بھی جنگ میں بڑی مشقت اٹھائی ہے۔

زبیر۔ مگر ہم اس کام سے ثواب کی توقع رکھتے ہیں۔ منع کر کے ہمیں ثواب سے بھی محروم نہ کیجیے۔"

ابوعبیدہ نے اجازت دے دی۔ وہ دونوں رات بھر نگہبانی کرتے رہے۔"

ابوالجعید کا قصہ ابوعبیدہ بن الجراح گرداوری کر رہے تھے کہ ایک رومی ان کے پاس آیا۔ اس نے انھیں سلام کیا۔ ابوعبیدہ نے اس سے دریافت کیا۔" تم کون ہو۔" رومی نے جواب دیا۔" میں حمص کا رہنے والا ہوں مستر لوگوں میں ہوں میرا نام ابوالجعید ہے۔

ابو عبیدہ۔ "تم کس لیے آئے ہو؟"

ابوالحمید۔ "رومیوں سے انتقام لینے۔؟"

ابو عبیدہ۔ "کیوں۔؟"

ابوالحمید "میں اپنا قصہ بیان کرتا ہوں۔ اگرچہ میں حمص کا رہنے والا ہوں مگر میں نے حمص سے کچھ فاصلے پر ایک پرفضا مقام میں سکونت اختیار کر رکھی ہے وہیں میرے کھیت اور باغات ہیں جب ہرقل اعظم کا لشکر یرموک آنے کے لیے انطاکیہ سے چلا اور حمص سے گزر کر میری جائے رہائش پر پہنچا تو میں نے میری بیوی اور بیٹے اور ملازموں نے ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ بد قسمتی سے میری بیوی خوبصورت ہے۔ بعض فوجی افسروں کی نیتیں بگڑ گئیں۔ انھوں نے مجھے تنہا اور بے یار و مددگار دیکھ کر یہ بے حیائی کی کہ مجھ سے میری بیوی کو رات بھر اپنے پاس رکھنے کے لیے طلب کیا میں نے انکار کیا انھوں نے زبردستی سپاہیوں سے اٹھوا منگوایا۔ میں نے ہر چند انھیں سمجھایا۔ خدا کا خوف دلایا۔ عاجزی کی زاری کی، لیکن وہ شراب کے نشے میں مست ہو رہے تھے انھوں نے مجھے دھکے دے کر نکلوا دیا، اور ساری رات میری بیوی کے ساتھ مصروف عشرت رہے میرے بیٹے کو خبر ہوئی اس نے آکر ان بدکاروں کو سخت سست کہا۔ انھوں نے غصے میں آکر میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ میری بیوی صبح کو اپنے بیٹے کا سر لے کر اس لشکر کے بڑے سپہ سالار کے پاس گئی۔ میں بھی گیا۔ ہم دونوں نے رو رو کر اس سے تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے کوئی توجہ نہیں کی بلکہ ہم دونوں کو ڈپٹ کر وہاں سے نکال دیا۔ میری بیوی نے بد دعا دی کہ خدا تمہیں تباہ کرے تمہاری عورتیں عربوں کی لونڈیاں اور بچے غلام بنیں خدا عربوں کو فتح دے اور ان ظالموں کو سرنگوں کرے۔ میرے دل میں انتقام کی آگ دہک رہی ہے میں ان سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔"

ابو عبیدہ "کس طرح بدلہ لو گے۔"

ابوالحمید۔ تمہارے سامنے جو رومیوں کا لشکر ہے وہ اس قدر زیادہ ہے کہ اگر وہ ہاتھ پیر بھی ہلائے نہ اور تم انھیں قتل کرنے لگو تو مدت دراز میں

قتل کر سکو گے میں ان کے ساتھ فریب کروں گا اور ان کی بھاری تعداد کو فنا کر دوں گا۔ مگر تم اس صلہ میں مجھے کیا دو گے۔

ابو عبیدہ۔ تم بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو۔"

ابوالجعید۔ "مجھے ہمیشہ کے لیے امان دی جائے۔ مجھ سے یا میری اولاد سے کبھی جزیہ نہ لیا جائے۔ میری املاک بدستور رہیں۔ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے ان کی دولت اور ان کے ملک مجھے دیئے جائیں۔"

ابو عبیدہ۔ "ہمیں یہ باتیں منظور ہیں۔"

چنانچہ ان شرائط کے متعلق ایک اقرار نامہ لکھا گیا۔

ابوالجعید نے تکمیل دستاویز کے بعد کہا۔ "تم کل رات کو کثرت سے آگ روشن کرنا اپنے ساتھ کل رات کو آ کر کچھ مسلمانوں کو لے جاؤں گا۔ اور پھر جو کچھ میں کروں گا وہ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

ابوالجعید چلا گیا۔ اس نے اگلے روز رومی افسروں کو یہ توجہ دلائی کہ یاقوصہ ندی پر رومی لشکر خیمہ زن نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ مسلمان ندی پر قابض ہو جائیں یا اس طرف سے شبخون ماریں۔ افسروں کی یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ انھوں نے اس طرف بھی لشکر خیمہ زن کر دیا۔

ابوالجعید کا فریب

ابوالجعید کے کہنے کے بموجب دوسری رات کو مسلمانوں نے اپنی لشکر گاہ میں دس ہزار جگہ آگ روشن کی۔ ابوالجعید آیا۔ اس نے کہا۔ "تم میرے ساتھ پانچ سو مسلمان کر دو۔"

ابو عبیدہ نے پانچ سو مسلمانوں کو منتخب کیا۔ ان میں عیاض بن غنم بن طارق الہلالی۔ رافع بن عمیرۃ الطائی۔ ضرار بن الازور۔ عبداللہ بن قرط۔ عبداللہ بن یاسر۔ عبداللہ بن اوس۔ عبداللہ بن عمر بن خطاب۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور غانم بن عبداللہ الیتمی اور انھیں کی مانند اور بھی رئیس لوگ تھے۔

ابوالجعید ان پانچ سو مسلمانوں کو یاقوصہ ندی کے کنارے پر لے کر پہونچا اس ندی میں صرف ایک مقام ایسا تھا جو پایاب تھا اسے ابوالجعید جانتا تھا وہ اس گھاٹ سے مسلمانوں کو پار لے گیا۔ ان سے کہا۔ "حملہ کرو اور خوب شور مچاؤ۔

مسلمانوں نے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگا کر پر زور حملہ کر دیا۔ رومی خواب غفلت میں تھے۔ مسلمانوں نے بہت سے رومیوں کو قتل کر ڈالا۔ ابو الجعید گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا تھا کہہ رہا تھا مسلمان آ گئے مسلمان آ گئے۔ دوڑو۔ ان کا پیچھا کرو۔

رومی ہوشیار ہو گئے۔ ابو الجعید نے مسلمانوں سے کہا "اب تم جس گھاٹ سے آئے ہو اسی سے دریا پار ہو جاؤ" مسلمان دوڑ کر دریا پار چلے گئے۔

ابو الجعید شور مچا کر رومیوں کو مسلمانوں کے تعاقب کی ترغیب دے رہا تھا اس نے رومیوں کو دوسرے راستے پر ڈال دیا۔

رومیوں کی غرقابی

رومی ابو الجعید کے بتائے ہوئے راستہ پر دوڑ رہے تھے بعض پیدل بعض گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر سوار۔ ابو الجعید دوڑ کر ندی کے کنارے پر اس جگہ جا کھڑا ہوا جہاں ہاتھی ڈبو پانی تھا وہ رومیوں سے کہتا جاتا تھا یہی گھاٹ ہے اسی گھاٹ سے مسلمان دریا پار گئے ہیں۔ رومی اندھا دھند پانی میں کودنے لگے۔ جو پانی میں جا پڑتا تھا غرق ہو جاتا تھا — آدمی اور گھوڑے بے شمار غرق ہو گئے۔ صبح تک ان کے ڈوبنے کا سلسلہ جاری رہا۔

جب صبح ہوئی تو رومیوں نے مسلمانوں کو دریا پار اطمینان سے کھڑے ہوئے دیکھا ابو الجعید غائب ہو چکا تھا۔ وہ سمجھ گئے۔ ان کی ہی قوم کے ایک آدمی نے انھیں فریب دیا۔ ابو الجعید کی اس کارروائی سے اس قدر رومی ڈوب کر مر گئے کہ ان کا اندازہ ہی نہ ہو سکا۔

کچھ دن چڑھے باہان کو بھی یہ واقعہ معلوم ہوا اس نے دریافت کیا۔ وہ کون بدبخت تھا جس نے یہ حرکت کی۔ اسے بتایا گیا اس کا نام ابو الجعید تھا حمص کا باشندہ تھا۔ فوجی افسروں نے اس کی بیوی کی عصمت دری کی تھی اور اس کے بیٹے کو مار ڈالا تھا اس نے اس کا انتقام لیا ہے۔

باہان کو سخت افسوس ہوا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ اور اس کا لشکر ضرور ہلاک ہوں گے عرب فتحیاب ہوں گے اس نے تودیر سے کہلا بھیجا کہ ہماری قوم بدکار ہے

فتحیابی کی امید نہیں۔ لوگوں کو اس وقت بھی عیاشی کی سوجھی ہے جب کہ قوم کی فنا اور بقا کا سوال ہے۔ کیا تم اس بات کو مناسب سمجھتے ہو کہ جنگ ملتوی کر کے عربوں سے کسی سمجھوتے کی کوشش کی جائے اگر سمجھوتہ نہ ہو سکے تو انھیں کوئی فریب دیا جائے۔

توریر نے جواب دیا۔ تم جو مناسب سمجھو کرو۔

قاصد کی روانگی

باہان نے اسی وقت عرب متنصرہ میں سے ایک شخص قوم لخم کو طلب کر کے مسلمانوں کے پاس التوائے جنگ کی درخواست کے ساتھ بھیجا لخمی نے ابوعبیدہ سے کہا۔ باہان نے کہا ہے کہ لڑائی مثل ڈول[1] کے ہے

وہ گھومتی ہے۔ کبھی ایک فریق فتحیاب ہوتا ہے کبھی دوسرا۔ تم فتوحات پر غرور نہ کرو۔ لڑائی کو اس وقت تک ملتوی کر دو جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان صلح کی گفتگو ہو۔

ابوعبیدہ نے چاہا کہ وہ باہان کی درخواست کو منظور کر لیں لیکن حضرت خالد نے انھیں منع کیا اور کہا۔ اے سردار ایسا نہ کرو باہان کے پیام سے فریب کی بو آتی ہے اس میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں ہے۔

ابوعبیدہ نے پیامبر سے کہا۔ باہان سے کہدینا ہم لڑائی ملتوی نہیں کر سکتے ہیں اس کام میں جلدی ہے۔

جب لخمی نے باہان کو یہ پیغام پہنچایا تو وہ گھبرا گیا سوائے لڑائی کے کوئی چارہ نہیں رہا اسے اندیشہ ہوا کہ اگر وہ خود لڑائی کے لئے میدان میں نہ نکلا تو ہرقل اعظم اس سے خفا ہو جائے گا۔

---

[1] عربی میں مقولہ ہے الحرب عبعجال یعنی لڑائی مثل ڈول کے ہے عرب میں یہ دستور تھا کہ چند ڈول ایک گول پہیئے میں باندھ کر اونٹ سے پہیہ کو چلاتے تھے کبھی ایک ڈول بھرتا تھا اور دوسرا خالی ہو جاتا تھا کبھی دوسرا بھرتا تھا اور پہلا خالی ہو جاتا تھا (صادق صدیقی۔ سردھنوی)

چنانچہ اس نے اعلان کر دیا کہ اگلے روز صبح کو وہ خود میدان میں نکلے گا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی باہان بڑے کروفر کے ساتھ میدان میں نکلا تمام بطارقہ افسر، سردار اور ملوک اس کے جلو میں تھے۔ راہب، قسیس اور پادری انجیلیں اٹھائے اور انجیلوں کی آیتیں پڑھتے ہوئے اس کے ساتھ تھے اس نے آتے ہی اپنے لشکر کو صف بستہ کیا۔

اس وقت مسلمان صبح کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے وہ جلد جلد مسلح ہو کر میدان میں پہنچے اور صف در صف کھڑے ہو گئے ابو عبیدہ اور خالد دونوں لشکر زحف میں پاس کھڑے تھے۔

ابو عبیدہ کی بے مثل شجاعت

باہان نے جرجیر سے جنگ کی اجازت لی اور میدان میں آیا وہ نہایت قوی ہیکل جسیم، قد آور بہادر اور دلیر تھا۔ ابھی وہ پہنچا تھا جو نہایت قیمتی اور نشان دار تھی وہ شاہان روم میں سے ایک بادشاہ تھا اس نے میدان میں آتے ہی پکارا۔ میرے مقابلے میں بڑا سردار نکلے۔

ابو عبیدہ نے سنا۔ انھوں نے علم خالد بن الولید کو دے کر کہا۔ یہ علم لو۔ اگر میں زندہ واپس آیا تو تم سے علم لے لوں گا۔ شہید ہو گیا تو اس وقت تک تم سردار رہنا جب تک عمر فاروق کوئی انتظام کریں۔

ابو عبیدہ بہت بوڑھے تھے۔ پھر رات کو عبادت کرنے اور دن میں روزہ رکھتے تھے بہت نحیف ہو رہے تھے۔ خالد اور دوسرے مسلمانوں نے انھیں روکا۔ ہر چند سمجھایا۔ بہت کچھ روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانے۔ انھوں نے کہا۔ دشمن مجھے طلب کر رہا ہے۔ خدا دیکھ رہا ہے میں اس کے مقابلے میں نہ جاؤں تو کیا خدا مجھ سے خفا نہ ہو جائے گا؟ آخر تم سب لوگ شہادت کے متمنی ہو میں اس رتبہ کو کیوں نہ چاہوں

ابو عبیدہ گھوڑا بڑھا کر میدان میں پہنچے۔ جرجیر نے حیرت سے انھیں دیکھ کر کہا۔ کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو؟

ابو عبیدہ۔ مسلمان ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ میں ان کا بھائی ہوں۔

جرجیر۔ میں تمھیں اس قدر بوڑھا نہ سمجھتا تھا۔ واپس لوٹ جاؤ اور کسی جوان

آدمی کو میرے مقابلے میں بھیجو۔

ابو عبیدہ۔ میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن میرا دل جوان ہے۔ قوت ایمانی نے مجھے مضبوط بنا رکھا ہے۔ خدا کی ذات سے مجھے یہ امید ہے کہ میں تجھے مار ڈالوں گا اور تیرے بعد باہان کو قتل کروں گا۔

جرجیر۔ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ حاملان صلیب فتحیاب ہوں گے۔

ابو عبیدہ۔ خدا مشرکوں کو کبھی فتح مند نہ کرے گا۔

جرجیر نے ابو عبیدہ پر حملہ کیا انھوں نے اس کا وار روک کر خود بھی اس پر حملہ کر دیا۔ دونوں جنگی ہنر دکھانے لگے۔ فریقین کے سردار گردنیں اٹھا کر دیکھ رہے تھے مسلمان ابو عبیدہ کی فتحیابی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

کچھ وقفہ کے بعد جرجیر اپنے لشکر کے میمنے کی طرف بھاگا۔ ابو عبیدہ نے اس کا تعاقب کیا جرجیر کچھ دور جا کر دفعتہً پلٹا اور ابو عبیدہ پر حملہ آور ہوا ابو عبیدہ پہلے ہی سے چوکنے تھے انھوں نے بھی تلوار کا وار کیا دونوں تلواریں ایک ساتھ اٹھیں لیکن ابو عبیدہ نے حملے میں سبقت کی ان کی تلوار جرجیر کے ایک شانے میں داخل ہو کر دوسرے شانے کی طرف نکل گئی۔ اس کا سر اڑ گیا وہ مردہ ہو کر گرا۔

ابو عبیدہ نے اس کے بھاری ڈیل ڈول کو حیرت سے دیکھا خدا کا شکر ادا کیا اور انھوں نے اس کے ساز و سامان میں سے کوئی چیز نہیں لی ان کا ارادہ ہوا کہ رومیوں کے لشکر پر حملہ کریں لیکن خالد بن الولید اور دوسرے مسلمانوں نے انھیں قسمیں دلوا کر واپس لوٹنے کو کہا۔ وہ واپس لوٹ آئے اور خالد سے علم لے کر اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔

باہان کا تاسف

جب باہان کو جرجیر کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اس کا دل اور بھی ٹوٹ گیا۔ اس نے بھاگ جانے کا قصد کیا۔ مگر پھر سوچا کہ اگر میں بلا لڑے بھڑے چلا گیا تو تمام رومیوں میں سبکی ہو گی اور ہرقل اعظم غضبناک ہو گا۔ اس نے تمام لشکر کو اطلاع کر دی کہ وہ خود میدان میں نکلے گا چنانچہ اس نے جنگی لباس پہنا اور سونے کا تاج اوڑھا۔ وہ بڑا جسیم اور قد آور تھا سونے کا برج سا معلوم ہونے لگا۔ راہبوں اور قسیسوں نے اسے دھونی دی اس پر معمودیہ کا پانی چھڑکا اور انجیل کی آیتیں سا پڑھ پڑھ کر دم کیں۔ اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم لوگ بہت

ہی بدکار گنہ گار اور ظالم ہو۔ تم کبھی فلاح کو نہیں پہنچ سکتے۔ عرب۔ عابد۔ زاہد اور بڑے پرہیز گار ہیں۔ بادشاہ تمہیں بھی جانتا تھا۔ اور عربوں کو بھی سمجھتا تھا اسی لیے اس نے ان سے صلح کا قصد کیا تھا لیکن تم نے مخالفت کی اب میں میدان میں جا رہا ہوں بادشاہ سے کہہ دینا وہ عربوں سے صلح کر لے۔

ابھی باہان باتیں کر رہا تھا کہ ایک بطریق اس کے پاس آیا اس کا نام سرجیس تھا جرجیر کا قریبی عزیز تھا بڑا بہادر اور ایسا قد آور اور جسیم تھا کہ تناور درخت معلوم ہوتا تھا اتنی بھاری زرہ پہنے تھا کہ معمولی آدمی تو اسے اٹھا بھی نہ سکتا تھا اس نے باہان کو سمجھا کر روکا خود میدان میں نکلنے کی اجازت طلب کی باہان نے اجازت دیدی قسوں نے اسے بھی کنیسوں کی دھونی دی۔ راہبوں نے انجیل کی آیتیں پڑھیں اور اس پر دم کیں عمودیہ کے راہب نے اسے ایک صلیب دی اور کہا۔ یہ صلیب بڑی مقدس ہے راہبوں کی وراثت میں چلی آتی ہے راہب اسے چومتے رہے ہیں تم اسے لو اس سے مدد کی درخواست کرو ضرور فتحیاب ہو گے۔

سرجیس نے بڑی خوشی سے اسے لے کر چوما اور اپنے گلے میں ڈال کر میدان میں نکلا للکار کر لڑنے والے کو طلب کیا ضرار اس کے مقابلے میں نکلے۔

سرجیس نہایت اچھی عربی جانتا تھا۔ جب ضرار اس کے

ضرار کا خوفناک حملہ

سامنے پہنچے اور اس کا ڈیل ڈول دیکھا تو اس کے مقابلے پر نکلنے پر نادم ہوئے لیکن فوراً ہی دل میں کہنے لگے۔ اے دل جس وقت کی تجھے تمنا تھی وہ قریب آ گیا ہے۔

یہ کہہ کر وہ لوٹ آئے۔ مسلمانوں کو تعجب ہوا۔ بعض نے کہا۔ ہم نے کبھی ضرار کو ڈرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آج کیا ہوا وہ بطریق کے سامنے سے کیوں لوٹ آئے۔

ضرار خاموشی سے اپنے خیمے پر پہنچے اور اپنے کپڑے اتار ڈالے صرف ازار پہنے رہے پھر تلوار ڈھال اور نیزہ لے کر میدان کی طرف چلے۔

اس عرصہ میں مالک اشتر نخعی سرجیس کے مقابلے پر پہنچ چکے تھے مالک اشتر ایسے دراز قد تھے کہ اونچے سے اونچے گھوڑے پر سوار ہونے پر بھی ان کے پیر زمین پر لٹکا کرتے تھے۔ جب ضرار میدان میں پہنچے تو انھوں نے مالک اشتر کو یہ کہتے سنا تعدم یا عباد

الصلیب الی الرجل النجیب ناصر محمد الحبیب یعنی اے صلیب کے پرستار آگے آگے آ۔ ایک برگزیدہ مرد کے سامنے مدد دینے والے محمد حبیب کے۔ مالک اشتر نے نیزہ مارنا چاہا لیکن کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں نیزہ کارگر ہو سکتا انھوں نے گھوڑے کی ران میں نیزہ مارا گھوڑا گرا نیزہ ٹوٹ گیا بطریق جھکا اس نے گھوڑے سے الگ ہونا چاہا مگر نہ ہو سکا کیونکہ وہ گھوڑے کی زین میں زنجیروں سے بندھا تھا۔

ضرار بن الازور ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے بھاگے اور سرجس کے پاس پہنچ کر اس زور سے اس کے سر پر تلوار ماری کہ خود کو پھاڑ کر سر کے دو ٹکڑے کر گئی۔

ضرار نے اس کا لباس سامان اور ہتھیار لے لئے مالک اشتر نے ان سے کہا تم میرے شکار میں کیسے شریک ہوئے۔

ضرار۔ میں شکار میں شریک نہیں ہوا بلکہ اس کا مالک ہوں۔

مالک اشتر۔ تم کیسے مالک ہو سکتے ہو حالانکہ میں نے اس کے گھوڑے کو مارا تھا ضرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رب ساع لقاعد آکل غیر حامد یعنی بہت دوڑنے والے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور نکما کھا لیتا ہے۔ مالک اشتر کو بے اختیار ہنسی آ گئی انھوں نے کہا۔ لو تم اپنے شکار کو اللہ تعالیٰ برکت دے۔

ضرار۔ میں مذاق کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں اس سامان سے کچھ بھی نہ لوں گا یہ تمھارا حق ہے تم اس کے مستحق ہو۔

مالک اشتر دیکھتے رہ گئے ضرار نے سب سامان اٹھا لیا اور چلے وہ اتنا گرانبار تھا کہ ضرار کو پسینہ آ گیا وہ پیدل چل رہے تھے مالک اشتر گھوڑے پر سوار تھے دونوں لشکر گاہ میں پہنچے ضرار نے وہ سامان مالک اشتر کے خیمے پر جا کر ڈال دیا۔

ابو عبیدہ نے کہا۔ خدا کی قسم یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے دولت دنیا کو ٹھکرا دیا ہے، جو اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے۔ وہ خدا کی خوشنودی چاہتے ہیں مال و دولت نہیں۔

باہان کی میدان میں آمد

باہان نے جب دیکھا کہ سرجس بھی مارا گیا تو اسے اور بھی صدمہ ہوا اس نے بطارقہ اور شاہان روم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اب میرے لئے میدان میں نکلنا ضروری ہو گیا ہے ــــ دین صلیب

کی حمایت کرنا میرا فرض ہے۔ یہ صلیب اور سپہ سالاری کا علم لو۔ اگر میں زندہ لوٹا تو واپس آکر لے لوں گا اگر مارا گیا تو جو تمہاری سمجھ میں آئے کرنا۔ بادشاہ سے کہہ دینا کہ میں نے اس کی مدد میں کوتاہی نہیں کی۔

باہان نے صلیب اپنے بیٹے کے سپرد کر کے اسے اپنا قائم مقام مقرر کیا اور عمود ہاتھ میں لے کر تلوار حائل کر کے نیزہ رکاب میں ڈالا ڈھال پشت پر ڈالی کر میدان میں نکلا۔ وہ لوہے کی زرہ پہ سونے کی زرہ پہنے تھا جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے اس کے ساز وسامان کا تخمینہ ساٹھ ہزار دینار کیا گیا تھا آفتاب کی شعاعوں میں وہ سونے کے پہاڑ کی طرح چمک رہا تھا۔ خالد بن الولید نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ یہ باہان ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جنگ آخری منزل میں داخل ہو گئی ہے۔

باہان نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ ایک دو ہی جوان اس کے مقابلے میں نکلے باہان نے اس زور سے ... کے سر پہ عمود مارا کہ وہ چکرا کر گرے۔ لیکن ان کے لبوں پر تبسم تھا۔ ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ ان جوانوں نے بہشت کو دیکھا تھا اسی لیے نزع کے وقت بھی وہ خوش تھے۔

باہان نے پھر لڑنے والے کو طلب کیا۔ کئی مسلمان اسی کی طرف چلے

باہان کا فرار

ان میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا اللھم اجر قتلہ علی یدی یعنی اے اللہ اسے میرے ہاتھ سے قتل کر لیکن مالک اشتر نخعی نے سبقت کی۔ وہ گھوڑا دوڑا کر باہان کے پاس پہنچے اس سے کہا۔ اے بطریق روم! تو میرے ساتھی کے مارڈالنے پر فخر نہ کر وہ بہشت کا مشتاق تھا۔ بہشت میں داخل ہو گیا۔ ہم میں ہر شخص بہشت کا متمنی ہے۔ بہشت کا راستہ تلوار کے سایہ میں سے ہے اگر تو بھی چاہے کہ بہشت میں داخل ہو تو مسلمان ہو جا۔

باہان۔ کیا تم خالد بن الولید ہو؟

مالک اشتر۔ نہیں۔ میرا نام مالک نخعی ہے۔ میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوں۔

باہان۔ میں مسلمان ہونے کو نہیں۔ بلکہ لڑنے آیا ہوں۔

یہ کہہ کر اس نے گرز سے حملہ کیا گرز مالک نخعی کے خود پر اس زور سے پڑا کہ خود پیشانی

میں گھس گیا اور آنکھ کے اوپر کی ہڈی بکھر گئی۔ زخم سے خون جاری ہو گیا۔ باہان نے سمجھ لیا کہ وار کاری پڑا ہے مالک یعنی گھوڑے سے گرنے والے ہیں۔

لیکن مالک اشتر نے تلوار سے حملہ کیا۔ باہان حیران رہ گیا۔ وہ ایسا بہادر اور ایسا شہ زور تھا کہ جس کے گرز مارتا تھا اسے مار ڈالتا تھا۔ جس وقت مالک اشتر نے حملہ کیا مسلمانوں نے شور کر کے کہا۔ "اے مالک اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو۔"

مالک اشتر نے بیان کیا ہے کہ ان کی آوازوں کو سنتے ہی میرا دل قوی ہو گیا اگرچہ میں بہت زیادہ مجروح ہو گیا تھا زخم کی تکلیف بڑھنے لگی تھی۔ لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور زور سے تلوار کا وار کیا۔ تلوار نے دونوں زرہیں کاٹ ڈالیں اور باہان کو زخمی کر گئی۔ اس کے زخم سے بھی خون جاری ہو گیا۔

باہان شدت زخم سے بے چین ہو کر بھاگا اور اپنے لشکر میں داخل ہو گیا۔

رومیوں کی ہزیمت

باہان کے بھاگتے ہی خالد بن الولید نے للکار کر کہا مسلمانو! یہی وقت حملہ کرنے کا ہے۔ دشمنوں پر تمہارا خوف چھا گیا ہے۔ پوری شدت اور پوری قوت سے حملہ کرو۔

مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کہہ کر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ ہر سوار اپنے لشکر کو لے کر حملہ آور ہوا۔ رومی بھی مقابلہ میں آ گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور ہر طرف تلواریں چمکنے لگیں۔ لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ اس قدر مار دھاڑ ہوئی کہ لاشوں کے انبار لگ گئے کچھ دیر تو رومی جمے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کر بھاگے۔ ان کی جمعیت زیادہ تھی کثرت کی وجہ سے کسی ایک طرف نہیں بھاگ سکے بلکہ مختلف راستوں پر ہو لیے بعض پہاڑوں پر جا چڑھے۔

مسلمانوں نے رومیوں کا تعاقب کر کے انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ایک لاکھ رومی مارے گئے چالیس ہزار گرفتار ہوئے یہ لوگ ہی اس مقام پر اس سے پہلے معرکوں میں جو رومی مارے گئے ان کی تعداد اس سے علیحدہ ہے اور جو ابو الجعید کی وجہ سے ندی میں ڈوب گئے ان کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

جو رومی جنگلوں میں گھس گئے تھے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے۔ ان میں سے

بھی بہت کچھ بھٹک کر بھوک اور پیاس سے مر گئے۔

مسلمانوں نے رومیوں کی فرودگاہ پر چھاپا مارا وہاں سے سونے چاندی کے برتن صلیبیں، قیمتی کپڑے، زرنقد جنس ہتھیار، گھوڑے زلالی فرش، غالیچے (نرم فرش) اور طشت (چاندیاں)، ہاتھ آئیں۔

فریقین کے مقتولین چونکہ رات ہوگئی تھی اس لئے مسلمان اپنی فرودگاہ میں واپس آگئے انھوں نے رات خوشی کے عالم میں خدا کی حمد و تسبیح کرتے گزاری۔ صبح کو نماز کے بعد مقتولوں کا شمار کیا۔ رومیوں کی لاشیں اتنی زیادہ تھیں کہ گنی ہی نہ جا سکیں۔ ابو عبیدہ نے لکڑی کٹوا کر ہر مقتول پر ایک لکڑی رکھ کر شمار کرائیں۔ ایک لاکھ پانچ ہزار رومی قتل ہوئے تھے۔ چالیس ہزار اور گرفتار کر لئے گئے تھے۔ مسلمان چار ہزار شہید ہوئے تھے کچھ ایسے عرب بھی بے سر پائے گئے جن کی بابت یہ معلوم ہی نہ ہو سکا کہ وہ مسلمان ہیں یا عرب منتصرہ انھیں بھی مسلمانوں کی لاشوں کے ساتھ جمع کر کے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔

باہان کا قتل مسلمانوں کی لاشوں کو دفن کر کے مسلمان رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ خالد بن الولید بھی لشکر زحف کو ساتھ لے کر ایک طرف چلے راستہ میں انھیں ایک رومی چرواہا ملا۔ انھوں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا اس طرف سے رومیوں کا کوئی لشکر گیا ہے۔

چرواہے نے جواب دیا۔ ہاں ایک بطریق کے ساتھ چالیس ہزار سواروں کے قریب ایک لشکر گیا ہے۔

حضرت خالد نشان قدم کا سراغ لگاتے ہوئے چلے انھوں نے دمشق کے قریب رومیوں کے لشکر کو جا پکڑا۔ لشکر باہان کا تھا۔ مسلمانوں نے تکبیریں کہتے ہوئے دوڑ کر ان پر حملہ کر دیا ——— رومی سخت خوف زدہ تھے وہ بھاگنا چاہتے تھے۔ مگر باہان کے خوف سے نہ بھاگ سکے۔ مسلمانوں کے مقابلے میں جنگ شروع ہوگئی۔ مسلمانوں نے بیدریغ انھیں قتل کرنا شروع کر دیا اس وقت باہان پا پیادہ ہو گیا تھا وہ حیرت اور خوف سے مسلمانوں کو دیکھ رہا تھا۔ ایک مسلمان نے اس پر حملہ کر دیا - وہ ان سے لڑا لیکن اس مسلمان نے اسے مار ڈالا بعض مورخ کہتے ہیں کہ نعمان بن الازدی نے اسے قتل کیا بعض عاصم بن خول الیربوعی کو اس کا قاتل بتاتے ہیں۔

باہان کے مارے جاتے ہی اس کا لشکر بھاگ گیا۔ دمشق کے معزز لوگ خالد بن ولید کی خدمت میں آئے اور ان سے عرض کیا۔ ہم اس جنگ میں غیر جانبدار رہے ہیں ہم نے رومیوں کی کوئی مدد نہیں کی کیا ہماری صلح قائم رہی ہے۔

خالد نے انھیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔ تم اطمینان رکھو۔ تمھاری صلح بدستور قائم ہے۔

اہل دمشق خوش ہوتے ہوئے چلے گئے۔

رومیوں کا تعاقب خالد بن الولید رومیوں کی تلاش و تجسس میں چلے یہاں تک کہ ثنیۃ العصبات تک پہنچے۔ ایک دن وہاں قیام کر کے حمص کے راستے سے واپس ہوئے۔ ابوعبیدہ ان سے وہیں جا ملے۔ سلمانوں کے کئی اور سردار بھی اپنا اپنا لشکر لے کر رومیوں کے تعاقب میں گئے تھے وہ بھی واپس آنے لگے۔ تمام مسلمان دمشق میں اکٹھے ہو گئے۔

بشارت فتح کا خط ابو عبیدہ بن الجراح نے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ کیا اور ایک خط فتح کی خوشخبری کا امیرالمومنین حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم کو اس مضمون کا لکھا۔

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے ـــــ اور درود بھیجتا ہوں میں اللہ کے نبی پر یہ خط ابو عبیدہ عامل ملک شام کی طرف سے ہے۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ـــــ اس کا شکر کرتا ہوں بڑا شکر اس نعمت پر جو اس نے عطا کی۔

واضح ہو کہ میں یرموک میں پہنچا۔ باہان اپنا بے شمار لشکر لے کر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جماعت کو توڑ ڈالا۔ مسلمانوں کو غلبہ دیا ہم نے ایک لاکھ پانچ ہزار رومیوں کو مار ڈالا۔ چالیس ہزار کو قید کر لیا چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ باہان بھاگا۔ دمشق کے قریب اسے مسلمانوں نے جا لیا عاصم بن خول الیربوعی نے باہان کو مار ڈالا۔ ایک شخص ابو الجعید نے جو حمص کا رہنے والا تھا۔ دوران جنگ میں رومیوں کی بھاری تعداد

کو دریائے توصہ میں ڈبو دیا۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں جو رومی مارے گئے ان کا شمار ستر ہزار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں رومیوں کے جان و مال کا مالک بنا دیا۔۔۔۔ میں دمشق سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ بھیج رہا ہوں ــــ چار حصوں کی تقسیم کے بارے میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں ــــ رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر اور تمام مسلمانوں پر۔

ابوعبیدہ نے حذیفہ بن الیمان کو خط دیا ان کے ساتھ دس آدمی اور کئے۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیا اور انھیں مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا۔

حضرت عمر کا خواب

جس روز یرموک کے مقام پر رومیوں کو ہزیمت ہوئی اس دن کی رات کو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس یعنی حضرت عائشہ کے حجرہ میں رونق افروز ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ان کے ساتھ ہیں۔

حضرت عمر فاروق نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل ملک شام کے مسلمانوں میں لگا ہوا ہے۔ سنا ہے۔ دشمنوں کی تعداد آٹھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ معلوم نہیں جنگ کا کیا حال رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے عمر! بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم فرمائی۔ دشمنوں کو شکست فاش ہوئی۔ ایک لاکھ سے زیادہ رومی مارے گئے آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین۔ یعنی ہم نے اس دوسرے گھر (عاقبت) کو ان لوگوں کے لیے مقرر کیا ہے جو زمین کی بزرگی نہیں چاہتے۔ نہ تم لوگوں پر جفا کو روا رکھتے ہیں بہتر انجام پرہیزگاروں کے واسطے ہے۔

صبح کو حضرت عمرؓ نماز پڑھانے کے بعد مسلمانوں کو اپنا خواب سنایا۔ تمام مسلمان بہت خوش ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد حذیفہ بن الیمان مال غنیمت اور فتح کی خوشخبری کا خط لے کر پہنچے

حضرت عمر نے خط لے کر پڑھا۔ اس کا مضمون ان کے خواب کے موافق تھا۔ انھوں

نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور مسلمان کو جمع کر کے وہ خط سنایا۔ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر اور تعریف میں آوازیں بلند کیں۔ حضرت عمر نے حذیفہ سے دریافت کیا۔ کیا ابو عبیدہ نے مال غنیمت تقسیم کر دیا ؟

حذیفہ نے جواب دیا۔ ابھی تقسیم نہیں کیا۔ وہ آپ کے حکم کے منتظر ہیں "

حضرت عمر فاروق نے ابو عبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا۔

یہ خط ہے عبداللہ ابن عمر بن الخطاب کی طرف سے ان کے عامل مقیمہ ملک شام کے نام۔

" میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں یہ سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے مسلمانوں کو فتح دی۔ مال غنیمت مسلمانوں میں اس طرح تقسیم کرو کہ ہر حق دار کو اس کا حق پہونچ جائے۔ اہل شمشیر کو فضیلت دو۔ مسلمانوں کی نگہبانی کرو۔ اور ان کا شکریہ ادا کرو۔ اور تا حکم ثانی اپنی جگہ پر مقیم رہو "

یہ خط حذیفہ بن الیمان کو دیا۔ وہ مدینہ منورہ سے واپس لوٹے اور دمشق میں پہونچ کر انہوں نے پہلے خود خط پڑھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔

مال غنیمت کی تقسیم

ابو عبیدہ بن الجراح نے مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ ہر سوار کے حصہ میں چودہ ہزار مثقال اور ہر پیدل کے حصہ میں آٹھ ہزار مثقال سونا آیا۔ اس طرح چاندی بھی تقسیم کر دی گئی۔ عتیق (اصیل) گھوڑے کو دو سہام (حصے) اور ہجین (دوغلے) گھوڑے کو ایک سہام دیا۔ براذین کو اصیل گھوڑوں میں شمار کر لیا۔ جن کے پاس دوغلے گھوڑے تھے انھوں نے نے ابو عبیدہ سے درخواست کی کہ ان کے گھوڑوں کو بھی اصیل گھوڑوں کے برابر حصہ دیا جائے۔

ابو عبیدہ نے ان کی یہ درخواست منظور نہیں کی اور اس بات کا حوالہ دیا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا تھا اسی طرح میں نے بھی کیا ہے لیکن دوغلوں گھوڑوں کے مالکوں کا اصرار جاری رہا۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے حضرت

عمر فاروق کو لکھا خلیفہ دوم نے جواب میں تحریر کیا:
بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ تم نے تقسیم درست طور پر کی ہے۔ اصیل گھوڑے کو دو حصے دو غلے کو ایک حصہ دینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔
جب یہ خط ابو عبیدہ کے پاس پہونچا تو انھوں نے اسے پڑھ کر سنا دیا۔ اب کسی کو چون و چرا کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ فاروقی سطوت و دبدبہ نے سب کو خاموش کر دیا بلکہ بعض مسلمانوں نے اعتراف کیا کہ ابو عبیدہ نے سنت نبوی پر عمل کیا ہے۔
حضرت خالد بن الولید نے ابو عبیدہ سے کہا۔ کہ خصوصیت کے طور پر تم میرے دو غلے گھوڑے کو دو حصے دے دو۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا: یہ بالکل ناممکن ہے میں سنت رسول صلعم اور فاروقی حکم کی تعمیل کروں گا۔
زبیر بن العوام کے پاس دو گھوڑے تھے۔ ایک روز وہ ایک گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ اور دوسرے روز دوسرے پر۔ تقسیم غنائم کے وقت ابو عبیدہ نے زبیر بن العوام کو تین حصے دیئے اور دونوں گھوڑوں کے دو حصے دیئے۔ زبیر بن العوام نے اس پر اعتراض کیا اور کہا۔ جنگ حنین میں بھی میرے پاس دو گھوڑے تھے اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانچ حصے اور میرے دونوں گھوڑوں کو دو حصے یعنی دونوں گھوڑوں کے چار حصے دیئے تھے۔ جابر بن عبداللہ انصاری نے اس بات کی شہادت دی ابو عبداللہ نے زبیر بن العوام کو پانچ حصے اور ان کے دونوں گھوڑوں کو چار حصے دیدیئے۔
اس لشکر میں بعض ایسے لوگ تھے جن کے پاس چار چار اور پانچ پانچ گھوڑے تھے۔ انھوں نے ابو عبیدہ سے درخواست کی کہ جب زبیر کو دو گھوڑوں کے چار حصے دیئے گئے ہیں تو اسی مناسبت سے ہمیں بھی دیا جائے۔
ابو عبیدہ نے حضرت عمر فاروق کو یہ باتیں لکھ کر حکم طلب کیا۔ حضرت عمر فاروق نے جواب میں لکھا کہ زبیر بن العوام سچے ہیں۔ انھیں رسول اللہ صلعم نے اسی طرح دیا تھا۔ مگر تم اوروں کو اس مناسبت سے نہ دو۔ زبیر بن العوام کو البتہ دے دو۔
دربار رسالت سے اس حکم کے آنے پر جو لوگ مطالبہ کر رہے تھے وہ بھی

خاموش ہو گئے۔

ہرقل اعظم کا سکوت جب ہرقل اعظم کو یرموک کی شکست اور باہان وغیرہ کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو سخت رنج وملال ہوا۔ اس نے کہا۔ میں جانتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔

وہ خاموش ہو کر انتظار کرنے لگا کہ اب مسلمان کیا کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی بیت المقدس کی طرف روانگی ابو عبیدہ ایک مہینہ تک دمشق میں مقیم رہے جب وہ تمام مسلمان ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے جو یرموک کے شکست یافتہ رومیوں کے تعاقب میں گئے تھے تو انھوں نے قیساریہ یا بیت المقدس کی طرف جانے کا قصد کیا۔ معاذ بن جبل نے ان سے کہا کہ تم امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے رائے لو۔ وہ جس مقام پر جانے کا حکم دیں وہاں چلو۔

ابو عبیدہ کو یہ بات پسند آئی انھوں نے ایک خط عمر فاروق کو اس مضمون کا لکھا کہ میں قیساریہ یا بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔

یہ خط انھوں نے عرفجہ بن ناصح نخعی کے ہاتھ روانہ کیا۔ انھوں نے مدینہ طیبہ میں پہنچ کر حضرت عمر کو دیا۔ حضرت عمر نے مسلمانوں کو جمع کر کے وہ خط پڑھ کر سنایا اور ان سے مشورہ لیا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ ابو عبیدہ کو حکم دیا جائے کہ وہ اول بیت المقدس پر حملہ کریں جب اللہ تعالیٰ اسے فتح کرا دے تب قیساریہ پر یورش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایسی ہی خبر دی تھی۔ حضرت عمر نے کہا سچ فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تم نے ٹھیک کہا اے ابوالحسن (حضرت علی کی کنیت ہے) حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت علی) کا مشورہ یہ ہے کہ تم بیت المقدس پر چڑھائی کرو۔ انشاء اللہ وہ شہر تمھارے ہاتھوں پر فتح ہو جائے گا۔ تم پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ کی سلامتی اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین

مددگار ہے۔

عرفجہ بن ناصح نخعی یہ خط لے کر روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں ابوعبیدہ دمشق سے کوچ کر کے جابیہ جا پہنچے تھے۔ عرفجہ نے وہیں پہنچ کر خط دیا۔ ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو جمع کر کے خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے انھوں نے کہا جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی نے فتح کی بشارت دی ہے تو انشاء اللہ ضرور بیت المقدس فتح ہو جائے گا۔

حضرت ابوعبیدہ نے اسی وقت ایک علم سرخ رنگ کا بنا کر یزید بن ابی سفیان کو دیا ان کے ساتھ پانچ ہزار سوار کر کے کہا۔ اے بیٹے ابوسفیان کے میں تمھیں حامی دین سمجھتا ہوں تم بطور ہراول کے بیت المقدس کی طرف کوچ کرو اور زمین ایلیا میں پہنچ کر نعرہ تکبیر و تہلیل بلند کر دیں خدا سے بواسطہ نبی محترم کے درخواست فتح کی کرتا ہوں۔

یزید بن ابی سفیان بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابوعبیدہ نے دوسرا علم سیاہ رنگ کا تیار کر کے شرجیل بن حسنہ کو دیا ان کے ہمراہ پانچ ہزار سوار اہل یمن حضرموت کہلان۔ طے۔ خولان کے سپرد کئے۔ تیسرا علم سیاہ رنگ کا تیار کر کے مرقال بن عتبہ بن ابی وقاص کے سپرد کیا ان کے ساتھ پانچ ہزار سوار قبیلہ نفر وغیرہ سے کئے چوتھا علم تیار کر کے نسیب بن نجبتہ الفزاری کے سپرد کر کے پانچ ہزار سوار قوم نخع، عبس، غطفان اور فزارہ سے کئے۔ پانچواں علم تیار کر کے قیس بن ہبیر المرادی کو دیا اور پانچ ہزار سوار ان کی قوم کے ان کے ساتھ کر دئیے چھٹا علم عروہ بن مہلیل بن زید الخیل کے حوالے کر کے پانچ ہزار سواروں کے قبیلے ... ان کے ساتھ کر دیے۔

ابوعبیدہ نے ان تمام سرداروں کو ہدایت کی کہ وہ ایک ایک روز کے بعد چلیں یعنی ہر سردار اس ترتیب سے جیسے کہ علم تیار کر کے دیے گئے ہیں ہر سردار ایک دوسرے سے ایک ایک دن کے فاصلے سے چلے اور چھٹے دن عروہ کوچ کریں چنانچہ اسی طرح یہ لشکر روانہ ہوئے لشکر کی اس طرح روانگی سے ابوعبیدہ کا یہ منشا تھا کہ اہل بیت المقدس کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و خوف قائم ہو جائے گا انھوں نے چھ ہزار سواروں کی بالکل میں تیس ہزار لشکر روانہ کیا اور خود مع حضرت خالد الولید کے اور بقیہ لشکر اور عورتوں بچوں گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کے وہیں ٹھہرے رہے۔

بیت المقدس کا محاصرہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب بیت المقدس میں سب سے پہلے یزید بن ابی سفیان بہ پہنچے۔ ان کے ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر کے شور سے سرزمین ایلیا کو گونجا دیا۔ رومیوں نے شہر پناہ کے اوپر سے چڑھ کر دیکھا وہ مسلمانوں کی قلیل تعداد دیکھ کر ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے یزید بن ابی سفیان باب اریحا پر جا اترے۔

دوسرے دن شرجیل بن حسنہ اور تیسرے روز مرقال ہاشم بن عتبہ آئے وہ دونوں باب عربی پر اترے چوتھے روز مسیب بن نجبۃ الفزاری آئے وہ بیت المقدس کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔ پانچویں روز قیس بن ہبیرۃ الفزاری اور چھٹے روز عروہ بن مہلیل بن یزید الجبل آئے۔ وہ دونوں رملہ کے راستے کے قریب داؤد علیہ السلام کی محراب کے سامنے ٹھہرے۔

ہر لشکر تکبیر و تہلیل کہتا ہوا آتا تھا اور سب سے پہلے نماز پڑھ کر فتح و ظفر کی دعا مانگتا تھا۔ مسیب بن نجبۃ الفزاری نے بیان کیا ہے کہ قلعہ نہایت بلند کشادہ مضبوط کر رکھا تھا۔ آلات حرب فصیل پر چاروں طرف پھیلا دیئے تھے۔ پتھروں کے ٹکڑوں کے ڈھیر لگا رہے تھے۔

مسلمان تین روز تک اس بات کے منتظر رہے کہ رومی کوئی قاصد بھیجیں لیکن نہ کوئی قاصد آیا نہ کسی رومی نے مسلمانوں سے بات کی۔ گویا انھوں نے مسلمانوں کے آنے کا کچھ خیال ہی نہیں کیا۔ چوتھے روز ایک بدوی نے شرجیل بن حسنہ سے کہا "اے سردار! کیا بیت المقدس کے لوگ بہرے ہیں جو ہماری آوازیں نہیں سنتے یا اندھے ہیں جو ہمیں نہیں دیکھتے ہیں یا گونگے ہیں جو بات نہیں کر سکتے ہیں۔ تم ہمیں لیکر حملہ کرو"

شرجیل نے کہا۔" ان لوگوں کو اپنی کثرت پر ناز ہے۔ اور قلعہ کی مضبوطی پر اعتماد ہے۔ ابھی تم صبر کرو۔"

ادائے پیام چوتھے روز ہی یزید بن ابی سفیان کچھ ہتھیار بند مسلمانوں اور ایک مترجم کو ساتھ لے کر چلے اور شہر پناہ کے قریب جا کر ٹھہرے، رومی فصیل پر کھڑے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یزید نے مترجم سے کہا۔

"ان لوگوں کو مخاطب کرو۔"

مترجم نے پکار کر کہا: "اے اہل بیت المقدس! اسلامی لشکر کے سردار تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

رومیوں نے دریافت کیا: "کیا کہتے ہیں؟"

یزید بن ابی سفیان مترجم سے کہتے جاتے تھے اور وہ پکار کر کہتا جاتا تھا۔ سردار کہتے ہیں کہ تم کلمۂ حق۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہہ کر ہمارے بھائی بن جاؤ۔ رومیوں نے شور کر کے کلمۂ کفر کی تکرار کی اور کہا۔ ہم ہرگز اپنا مذہب نہ چھوڑیں گے۔ ہم دین چھوڑنے سے مرجانا اچھا سمجھتے ہیں۔

مترجم۔ سردار عرب کہتے ہیں۔ اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ دو۔"

رومی۔ یہ بھی ناممکن ہے۔"

یزید بن ابی سفیان نے سرداروں کے پاس آکر رومیوں کا جواب سنایا اور کہا: "اب تمہارا کیا منشاء ہے؟"

سرداروں نے جواب دیا: "ابو عبیدہ نے ہمیں یہاں اترنے کا حکم دیا ہے لڑنے کا نہیں۔ انھیں سے حکم طلب کرنا چاہیے۔

یزید بن ابی سفیان نے ابو عبیدہ کو تمام کیفیت لکھ کر بھیجی جواب آنے پر حکم دیا ابو عبیدہ نے انھیں لڑائی کی اجازت دے اور لکھا کہ میں بھی تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں یہ خط میسرہ بن ناجح کے ہاتھ بھیجا مسلمان اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔

بیت المقدس میں جنگ کا آغاز

رات مسلمانوں نے ایسی خوشی اور سرور میں گزاری جیسے ہم آجکل کے مسلمان شب عید گزارتے ہیں۔ صبح کو موذن نے اذان دی۔ ہر سردار نے اپنے لشکریوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ یزید بن ابی سفیان ہمراہیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ یاقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین۔ یعنی۔ اے قوم! اس پاک زمین میں داخل ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور تم اپنی پیٹھ پھیر کر الٹے نہ جاؤ۔ (شکست نہ کھاؤ) ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔"

اتفاق ایسا ہوا کہ ہر سردار نے نماز میں یہی آیت پڑھی۔ نماز پڑھ کر لوگ اسلحہ

ہو کر بیت المقدس کی طرف چلے ۔ سب سے پہلے بنو حمیری اور یمن کے لوگ نکلے اور شیروں کی طرح بڑھے ۔ رومیوں نے دیکھا ۔ انھوں نے شور کر کے تیر برسائے اور پتھر پھینکے صبح سے آفتاب غروب ہونے تک لڑائی جاری رہی ۔ دن چھپتے ہی مسلمان لوٹ آئے مغرب کی نماز پڑھی اور رات کے کھانے کا انتظام کرنے لگے ۔ بیت المقدس کے ہر طرف اسلامی لشکروں میں آگ روشن ہو گئی ۔ کھانا تیار کر کے کھایا ۔ کچھ تو دن میں مشقت کرنے کی وجہ سے عشا کی نماز پڑھتے ہی سو گئے ۔ لیکن زیادہ تر شب بیدار رہے ۔ بعض نفلیں پڑھنے لگے بعض قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے ۔ بعض دعائیں مانگنے لگے ۔

دوسرے روز صبح کی نماز پڑھتے ہی مسلمان میدان میں نکلے اور کثرت سے درود پڑھ کر تیر برسانے لگے ۔ اس روز بھی شام تک لڑتے رہے ۔ اس طرح دس روز لڑتے ہوئے گزر گئے ۔ ہر سردار اس مقدس شہر کو فتح کرنے کے لیے انتہائی کوشش کرتا تھا مگر رومی کسی کو بھی قلعہ کی فصیل کے نزدیک نہ آنے دیتے تھے ۔ ان میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا جنبش نہ تھی ۔

ابو عبیدہؓ کی آمد

گیارھویں دن ابو عبیدہ کے آنے کی اطلاع ہوئی ۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کا علم نظر آیا ۔ جسے غالب بن سالم لیے ہوئے تھے علم کے نیچے ابو عبیدہ تھے ۔ ان کے دائیں طرف خالد بن الولید اور بائیں طرف عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق تھے ۔ ان کے پیچھے عورتوں کے محمل تھے اور ان کے پیچھے لشکر تھا ۔

مسلمانوں نے اپنے سردار کو دیکھتے ہی تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کر کے بڑا شور کیا ۔ رومیوں نے حیرت سے دیکھا ۔

بطریق قمامہ کا تاسف

پیہم تکبیروں کی آوازیں سنکر رومیوں پر مسلمانوں کا کچھ رعب طاری ہو گیا ۔ شہر کے معززوں رئیسوں اور بطارقہ نے فصیل پر چڑھ کر دیکھا ۔ انھیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے سردار آ گئے ہیں ۔ اور مسلمان ان کے آنے سے خوشی میں شور کر رہے ہیں ۔ وہ سب کنیسہ قمامہ میں گئے ۔ یہ کنیسہ بڑا معزز اور مقدس سمجھا جاتا تھا ۔ اس میں

ایک بطریق رہتا تھا۔ جس کی سب رومی عزت و عظمت کرتے تھے وہ بہادر بھی تھا۔ اور عالم بھی راہب تھا۔ اور سپاہی۔ مدبر بھی تھا اور دور اندیش بھی۔"

رومیوں نے اس بطریق کے سامنے جا کر اسے تعظیمی سجدہ کیا۔ اس نے ان سے دریافت کیا۔

"آج یہ مسلمان کیسا شور کر رہے ہیں؟"

رومیوں نے جواب دیا۔ معلوم ہوا ہے مسلمانوں کے سردار آئے ہیں۔ ان کے آنے کی خوشی میں مسلمان شور کر رہے ہیں۔"

یہ سنتے ہی بطریق کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس نے افسوس بھرے لہجہ میں کہا۔ ہیہات ہیہات

رومیوں نے حیرت سے بطریق کو دیکھ کر پوچھا۔ تم نے افسوس کیوں کیا؟

بطریق اگر ان کے سردار وہی ہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے تو ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور تم ہی کیا کوئی بھی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تمہاری ہلاکت یقینی ہو گی۔ وہ جس ملک پر یورش کریں گے اس کو فتح کر کے چھوڑیں گے۔ ان کا حلیہ یہ ہے۔ وہ دراز قد سرخ رنگ کے بڑے بارعب ہوں گے اپنے نبی محمد صلعم کے صحابی ہوں گے۔ میں انھیں دیکھوں گا۔ اگر وہ وہی ہیں تو ان سے صلح کر لوں گا وہ نہیں ہیں تو لڑوں گا۔"

اسی وقت بطریق اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور راہب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ صلیبیں اس کے سر کے اوپر بلند کی گئیں۔ راہبوں نے اس کے سامنے انجیلیں کھولدیں۔ بطارقہ اور رئیس لوگ اس کے پیچھے تھے وہ شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر فصیل پر آیا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان ابو عبیدہ بن الجراح کو سلام کر رہے تھے۔ عورتوں کا قافلہ ایک طرف جا رہا تھا۔ لڑنے والے مسلمان ان کے گرد جمع ہوتے جاتے تھے۔ لوگ ان کی تعظیم کر رہے تھے۔

ابو عبیدہ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر شہر پر یورش کر دی۔ بطریق کے اشارہ کرنے پر ایک رومی نے چلا کر مسلمانوں سے کہا۔ "اے گروہ عرب! تم تھوڑی دیر کے لیے لڑائی بند کر دو۔ ہم کچھ دیکھنا اور سوال کرنا چاہتے ہیں۔"

مسلمانوں نے لڑائی بند کر دی۔ بطریق تھامہ نے فصیح عربی زبان میں کہا۔ مسلمانو ہماری کتابوں میں تمہارے ان سرداروں کا ذکر موجود ہے جو اس شہر کو اور تمام دوسرے شہروں کو فتح کریں گے۔ اگر تمہارا سردار وہی ہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے تو ہم بغیر لڑے بھڑے شہر تمہارے حوالے کر دینگے اور اگر وہ نہیں ہیں تو ہم تم سے لڑیں گے۔

اس کی یہ بات سنتے ہی مسلمانوں نے ابوعبیدہ کو اطلاع دی۔ وہ شہر پناہ کے قریب جا کر کھڑے ہوئے۔ بطریق نے انھیں دیکھ کر اپنی قوم سے کہا۔ حضرت مسیح کی قسم یہ وہ نہیں ہیں تم ان سے لڑو۔"

یہ کہتے ہی بطریق وہاں سے اپنے کنیسہ میں چلا گیا۔ اس نے ابوعبیدہ سے کوئی بھی سوال نہیں کیا۔ رومیوں نے جنگ شروع کر دی۔ ابوعبیدہ وہاں سے لوٹ آئے انھیں تعجب ہوا کہ بطریق نے انھیں کیوں بلایا تھا۔ اور کیوں کچھ سوال و جواب کیے بغیر چلا گیا۔ حضرت خالد نے ان سے پوچھا: "کیا حال گزرا اے سردار؟"

ابوعبیدہ نے جواب دیا۔ میں نہیں جانتا۔ میرے لیے تو یہ بات چیستان ہو گئی ہے۔ میں جب شہر پناہ کے قریب گیا تو ان شیطانوں میں سے ایک شیطان نمودار ہوا اس نے میری طرف دیکھا اپنے لوگوں سے کچھ کہا۔ اور مجھ سے کوئی بات نہیں کی۔

خالد۔ اس میں ضرور کوئی بات ہے جو آج ظاہر نہیں ہوئی۔ لیکن انشاء اللہ ضرور ظاہر ہو گی۔

اب خالد بن الولید نے زور شور سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا مسلمان بیت المقدس میں سردی کے موسم میں پہونچے تھے وہاں اس غضب کی سردی ہوتی تھی کہ گرم ملک کے رہنے والے برداشت نہیں کر پاتے تھے۔

رومیوں کا یہ خیال تھا کہ مسلمان سردی سے گھبرا کر وہاں سے چلے جائیں گے۔ تیر اندازی میں اہل یمن کو کمال حاصل تھا۔ چنانچہ یمن کے لوگ تیر کمانیں لے کر نکلے۔ انھوں نے شہر پناہ کے قریب پہونچ کر شدت سے تیر افگنی شروع کر دی۔ رومی فصیل کے اونچا ہونے کی وجہ سے اپنی حفاظت کی طرف سے لاپرواہ تھے۔ لیکن مسلمانوں کے تیروں نے انھیں نقصان پہونچانا شروع کر دیا رومی تیر کھا کھا کر سروں کے بل شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرنے لگے۔

عون بن عبائل نے بیان کیا ہے کہ یمن کے مسلمان تیر چلا رہے تھے اور رومی تیر کھا کھا کر اولوں کی طرح زمین پر گر رہے تھے۔ رومیوں نے یہ حشر خیزی دیکھ کر فصیل کے اوپر ڈھالوں اور نمدوں کی دیوار قائم کر کے اس پہ چہرہ منڈھ دیا۔

شہر پناہ کے بڑے دروازے پر ایک قوی ہیکل اور معزز لبطریق آ کر کھڑا ہوا اس کے سر پر سونے کی صلیب تھی جو چاندی کے عصاؤں لگی ہوئی تھی اور اس کے سر پر غلاموں کی پلٹن پیچھے کرتے پیچھے کھڑی تھی۔ وہ رومیوں کو جنگ کی ترغیب دے رہا تھا۔ ضرار بن الازور نے اسے دیکھا۔ وہ ڈھال کے پیچھے چھپتے ہوئے اس برج کے قریب پہنچے جس میں لبطریق کھڑا تھا۔ انھوں نے تاک کر تیر چلایا۔ عون بن عبائل نے بیان کیا ہے کہ "یہ تیر کیا کام کرے گا کیونکہ فاصلہ زیادہ اور گبر دوار ہے پھر وہ زرہ پہنے ہوئے تھا میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رومیوں میں فریاد و فغاں کا شور ہوا میں سمجھ گیا کہ تیر نے اپنا کام کیا۔ اور لبطریق مارا گیا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مسلمان پورے چار مہینے تک بیت المقدس کا محاصرہ کیے رہے۔ اس عرصہ میں برف بھی پڑتی رہی۔ سرد ہوائیں بھی چلیں۔ بارشیں بھی ہوئیں۔ لیکن مسلمان کسی بات سے کبھی نہیں گھبرائے۔ بلکہ روزانہ لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ رومی روزانہ کی جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گئے۔

جب بیت المقدس

اہل بیت المقدس کی لبطریق کے پاس دوبارہ آمد

کے رومی تنگ و زچ آئے تو وہ لبطریق قمامہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اسے سجدہ کیا اور اس سے کہا:

"اے سردار! ہم نے مسلمانوں کو حقیر و ناچیز جان کر ان سے کوئی بات نہیں کی ہمارا خیال تھا۔ وہ سردی سے گھبرا کر چلے جائیں گے مگر وہ نہیں گئے محاصرہ کئے پڑے رہے۔ روزانہ لڑتے رہے۔ ہم محاصرہ سے تنگ آ گئے ہیں۔ ہمارے آدمی روزانہ مارے جاتے ہیں۔ مرتے ان کے بھی آدمی ہیں مگر وہ پرواہ نہیں کرتے اس لیے کہ وہ لڑائی کے زیادہ خواہشمند ہیں۔ ہمارے آدمی

گھبرانے لگے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ عربوں کے پاس چل کر ان کے مطالبات معلوم کرو۔

بطریق تیار ہو گیا۔ اس نے اپنا لباس تیار کیا۔ راہب اور قس اس کے گرد جمع ہو گئے۔ چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبوئیں جلائی گئیں۔ بطریق اس طرف آیا جس طرف ابی ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا: اے گروہ عرب! دین نصرانیت کا عالم تمہارے سامنے آیا ہے۔ وہ تمہارے سردار سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے۔

ابو عبیدہ بن الجراح کو اطلاع دی گئی۔ وہ چند صحابہ کو ساتھ لے کر بڑھے ان کے ساتھ مترجم بھی تھا۔ انھوں نے اپنے مترجم سے کہا "دریافت کرو کہ یہ کس لیے آئے ہیں۔"

بطریق اور ابو عبیدہؓ کی گفتگو

مترجم نے پکار کر کہا: "اے گروہ نصرانیہ مسلمانوں کے امیر تمہارے سامنے آ گئے ہیں۔ کہو تم کیا کہتے ہو۔؟"

بطریق نے کہا: "تم ان سے دریافت کرو کہ یہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ یہ شہر بڑا مقدس ہے جو اس پر حملہ کا قصد کرے گا خدا اس پر غضبناک ہو گا اور اسے ہلاک کر دے گا۔"

مترجم نے ابو عبیدہ کو آگاہ کیا۔ انھوں نے کہا۔ اس سے کہہ دو کہ ہم اس شہر کی عظمت و بزرگی جانتے ہیں۔ ہمارے محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ سے دو گزشتہ کمانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہو گئے تھے یہ شہر معدن انبیاء ہے۔ یہاں .... نبی ہوئے ہیں۔ ان کی قبریں اور یادگاریں یہاں موجود ہیں ہم ان تمام انبیاء کو مانتے اور جانتے ہیں اس شہر کا تم سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں۔ ہم اس شہر کا اس وقت تک محاصرہ کیے رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ اسے فتح کرے۔

بطریق۔ "تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔؟"

ابو عبیدہ۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ پڑھ کر ہمارے بھائی بن جاؤ۔

ہیں نہیں مانتے۔
بطریق۔ ہم لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں لیکن تمہارے نبی کی رسالت کو نہیں مانتے۔
ابو عبیدہ۔ تم نے غلط کہا۔ اور جھوٹ بولا۔ تم خدا کی وحدانیت کے بھی قائل نہیں ہو
خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ "عیسائی مشرک ہو گئے ہیں۔ وہ خدا کا بیٹا بتاتے
ہیں۔"
بطریق۔ ہم مسلمان نہیں ہو سکتے۔"
ابو عبیدہ۔ اگر مسلمان نہیں ہوتے تو جزیہ دو۔"
بطریق۔ یہ بات پہلی بات سے بھی سخت ہے۔ ہم جزیہ دے کر تمہارے محکوم کیسے
ہو جائیں۔"
ابو عبیدہ۔ تب تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔ یہاں تک کہ ہم
اس شہر پر قبضہ کر لیں گے اور تمہاری قوم کے ان لوگوں کو مار ڈالیں گے جو کفر کریں گے اور
تمہاری عورتوں کو کنیزیں اولاد کو غلام بنا لیں گے۔
بطریق۔ ہم بھی آخر دم تک تمہارا مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ تمہیں مار ڈالیں گے
یا خود ہلاک ہو جائیں گے۔ تم ہمیں ایسے بزدل نہ سمجھو جیسے ان شہروں کے لوگ تھے جنھوں
نے تمہاری اطاعت کر لی۔ یہ شہر اس قدر وسیع اور مضبوط ہے کہ اگر تم برسوں بھی محاصرہ کیے
پڑے رہو گے تو کچھ نہ بنا سکو گے۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ جب حضرت مسیح سے دعا کرتے ہیں
تو وہ قبول کرتے ہیں۔"
ابو عبیدہ۔ او دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ دعا خدا قبول کرتا ہے نہ کہ حضرت عیسٰی
وہ ایک پیغمبر تھے اور ان کی والدہ مریم ولیہ تھیں۔ خدا نے خبر دی ہے۔" ما المسیح
بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسول وامہ صدیقۃ کانا یاکلان
الطعام خلقہ اللہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ یعنی حضرت عیسٰی
مریم کے بیٹے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ انکی ماں ولیہ تھیں
دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اللہ نے انھیں مٹی سے پیدا کیا تھا۔ مٹی سے کہا "ہو جا"
پس وہ ہو گئے۔"
بطریق۔ ہم اپنے عقیدے سے ہرگز نہ پھریں گے۔"
ابو عبیدہ۔ نہ پھرو۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ جب کسی شہر میں اترتے ہیں تو وہاں کے

لوگ ہیبت زدہ ہوجاتے ہیں۔"

بطریق۔ حضرت مسیح کی قسم اگر تم تیس برس بھی محاصرہ کیے رہو گے تو اس شہر کو فتح نہ کرسکو گے۔ لیکن ایک شخص اسے فتح کرے گا۔ اس کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے جو صفات اس آدمی کی لکھی ہیں وہ تم میں موجود نہیں ہے۔

ابوعبیدہ۔ اس شخص کی صفتیں کیا ہیں جو تمہارے شہر کو فتح کرے گا۔"

بطریق۔ ہم اسکی صفتیں تم سے بیان نہ کریں گے البتہ اسے دیکھ کر بتا دیں گے اگر تم اس کا نام پوچھو تو بتا سکتے ہیں۔"

ابوعبیدہ۔ نام ہی بتاؤ۔"

بطریق۔ اس کا نام عمر بن الخطاب ہے فاروق کے لقب سے مشہور ہے۔ نہایت سخت ہوگا۔"

ابوعبیدہ نے مسکرا کر کہا۔ خدا کی قسم عمر بن الخطاب ہی ہمارے سب سے بڑے سردار یعنی بادشاہ ہیں۔ کیا تم انھیں پہچان سکتے ہو۔"

بطریق۔ یقیناً۔ اگر وہ تمہارے بادشاہ ہیں تو تم انھیں بلالو۔ ہم ان کی صفتیں دیکھ کر یہ شہر ان کے حوالے کردیں گے۔ ہمیں یقین ہے اب تم خونریزی کو روا نہ رکھو گے جنگ ملتوی کردو گے۔

ابوعبیدہ۔ ہمیں یہ باتیں منظور ہیں۔

ابوعبیدہ وہاں سے لوٹ آئے۔ انھوں نے مسلمانوں کو بطریق کی گفتگو سے آگاہ کیا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ یہ خوشی اس لیے تھی کہ عیسائیوں کی کتابوں میں حضرت عمر کا ذکر موجود ہے۔ انھوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ مسلمانوں نے ابوعبیدہ سے کہا۔ "تم امیرالمومنین کو یہ واقعات لکھ دو۔"

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے امیرالمومنین عمر بن الخطاب کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ابوعبیدہ ملک شام کے عامل کی طرف سے امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب کے نام ہے۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور خدا کے رسول صلعم پر درود بھیجتا ہوں۔ یا امیر المومنین ہم ٹھہرا لیا (بیت المقدس) میں آنے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ اس کا قلعہ نہایت مضبوط اور وسیع ہے۔ اور مقامات سے زیادہ یہاں سردی ہوتی ہے۔ ہم روزانہ مشرکوں سے لڑتے ہیں۔ مسلمانوں نے لڑائی میں سردی اور بارش سے بڑی مشقت اور اذیت اٹھائی ہے۔ اس شہر کے بطریق نے آج پر درخواست کی ہے کہ تم امیر المومنین کو یہاں بلالو۔ اگر وہ وہی ہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے تو ہم انھیں دیکھ کر شہر ان کے حوالے کر دیں گے۔ انھوں نے التوائے جنگ کی بھی درخواست کی۔ میں نے آپ کے تشریف لانے یا آپ کا حکم آنے تک جنگ ملتوی کر دی آپ پر اور تمام مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے کہا " اس خط کو کون لے جائے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔

میسرہ بن مسروق عبسی نے جواب دیا " میں لے جاؤں گا "

چنانچہ وہ روانہ ہوئے۔ ان کی اونٹنی بڑی تیز رو تھی۔ وہ بہت جلد مدینہ منورہ میں پہونچ گئے۔ آدھی رات کے وقت وہاں پہونچے۔ اول حجرۂ عائشہ صدیقہ میں پہونچکر قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر حضرت ابو بکر صدیق کو سلام کیا فاتحہ پڑھی اور پھر مسجد نبوی صلعم میں آکر لیٹ گئے۔ چونکہ کئی رات سے سوئے نہ تھے۔ اس لیے لیٹتے ہی نیند آگئی۔ اس وقت آنکھ کھلی جب حضرت عمر نے آکر صبح کی اذان دی اور الصلوٰۃ خیر من النوم کہا۔

میسرہ جلدی سے اٹھے وضو کیا۔ اور حضرت عمر کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر انھوں نے اٹھ کر حضرت عمر کو سلام کیا۔ حضرت عمر انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھیں سلام کا جواب دیا۔ اور ان سے مصافحہ کر کے دریافت کیا۔"

" کیا حال ہے تمہارے پیچھے اے بیٹے مسروق کے "

میسرہ نے کہا۔ بہتری اور سلامتی ہے یا امیر المومنین۔ پھر انھوں نے ابو عبیدہ

کا خط دیا۔ حضرت عمر نے خط لے کر اسے بوسہ دیا۔ پھر کھول کر پڑھا۔ اور تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور ان سے مشورہ لیا۔

حضرت عثمان غنی نے کہا: "یا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے ملک شام کے رومیوں کو ذلیل کیا۔ مسلمانوں کی مدد کی اور انھیں غلبہ دیا۔ ایلیا کے رومیوں پر بھی مسلمانوں کی ہیبت طاری ہو گئی ہے۔ تمہارا وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔"

حضرت علی نے کہا: "میری رائے اس کے خلاف ہے۔"

عمر۔ "یا ابوالحسن تم بھی اپنی رائے ظاہر کرو۔"

علی۔ "میری رائے یہ ہے کہ تم ضرور وہاں جاؤ۔ مسلمانوں نے لڑائی اور سردی سے بڑی مشقت اٹھائی ہے عجب نہیں کہ تمہارے جانے سے شہر فتح ہو جائے۔ اگر تم نہ گئے تو رومی مایوس ہو کر نہایت سختی سے جنگ کریں گے اور چونکہ بیت المقدس عیسائیوں کے نزدیک بڑا معزز اور مقدس شہر ہے۔ وہ لوگ اس کا حج کرتے ہیں اس لیے تمام رومی اس شہر والوں کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

حضرت عمر نے انھیں دعائے خیر دے کر کہا: "تمہارا مشورہ انسب ہے۔ چنانچہ انھوں نے سفر شام کی تیاری شروع کی۔

حضرت عمر کا سامان سفر عمر بن الخطاب مسلمانوں کے بادشاہ تھے۔ خلیفہ تھے۔ دنیائے اسلام میں ان کا حکم چلتا تھا جب انھوں نے ملک شام میں جانے کے لیے تیاری کی تو وہ اپنے سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے۔ اس اونٹ میں دو تھیلے بندھے تھے۔ ان میں سے ایک میں ستو ایک لکڑی کا پیالہ تھا۔ جسے انھوں نے اپنی پشت پر لٹکا لیا تھا۔ بادشاہ اسلام کے پاس سے یہ سامان خورد و نوش تھا۔

حضرت عمر کی روانگی جب حضرت عمر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت ساتھ ہوئی ان میں زبیر بن العوام اور عبادہ بن صامت بھی تھے۔ زبیر دونوں بزرگ اور ان کے ساتھ اور بھی چند آدمی فتح یرموک کے بعد مدینہ طیبہ میں آ گئے تھے۔ حضرت عمر حضرت علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اور مسلمانوں کی معیت میں روانہ ہوئے وہ صبح کی

نماز پڑھ کر روانہ ہوتے اور ظہر سے ذرا پہلے قیام کر دیتے۔ صبح کی نماز کے بعد وعظ و نصیحت کرتے اکثر فرماتے:

ساری تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جس نے ہمیں مسلمان کیا۔ عزت دی گمراہی سے نکالا۔ ہمیں متفق کیا۔ ہم میں محبت پیدا کی۔ ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا۔ دشمنوں پر فتح دی۔ ان کی املاک اور دولت کا مالک بنا دیا ان کے شہروں پر قابض کر دیا۔

مسلمانو! خدا کی حمد و تعریف کرو۔ اس کا شکر کرو۔ اس سے زیادہ نعمتوں کی درخواست کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس سے مانگتا ہے۔ وہ اسے اور زیادہ نعمتیں دیتا ہے۔

جب کھانے کا وقت آتا تھا تو حضرت عمر اپنے پیالہ میں ستو گھول کر کھجوروں سے اسے میٹھا کر لیتے اور اپنے ساتھیوں کو بلا کر سب کے ساتھ کھاتے۔ ظاہر ہے کہ ایک پیالہ میں سب کا پیٹ نہ بھر سکتا تھا۔ حضرت عمر بہت کم کھاتے تھے۔

واقعات سفر حضرت عمر کوچ و قیام کرتے۔ ایک مقام پر پہنچے جہاں پانی تھا اس کا نام ذات المنار تھا۔ اور یہاں قوم جذام کی آبادی تھی وہ لوگ حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں نے اس جگہ قیام کیا۔ قوم جذام کے چند لوگ حضرت عمر کے پاس آئے اور عرض کیا: یا امیرالمومنین ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کے دو بیویاں ہیں اور وہ دونوں حقیقی بہنیں ہیں۔

حضرت عمر کو بڑا غصہ آیا۔ انھوں نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ آدمی ان کے پاس مع اس کی دونوں بیویوں کے حاضر کیا گیا۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: یہ دونوں عورتیں تیری کیا ہوتی ہیں۔؟

اعرابی نے جواب دیا: یہ دونوں میری بیویاں ہیں"

حضرت عمر۔ ان دونوں میں کوئی قرابت داری ہے۔

اعرابی۔ یہ دونوں سگی بہنیں ہیں"

حضرت عمر۔ تیرا مذہب کیا ہے"

اعرابی۔ میں مسلمان ہوں"

حضرت ابوبکر صدیق
حضرت عمر
حضرت علی
حضرت عثمان

حضرت عمر۔ سختی ہو تجھ پر۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ شریعت اسلام نے ایک وقت میں دو بہنوں کے ساتھ نکاح کرنا یا دونوں بہنوں کو بیویاں بنا کر رکھنے کی ممانعت کی ہے یہ فعل حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَاَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ " اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں۔ (دونوں سے ایک وقت میں نکاح نہ کرو) مگر جو آگے ہو چکا"

اعرابی۔ میں واقف نہیں تھا۔

حضرت عمر نے غضبناک ہو کر کہا " خدا کی قسم تو جھوٹا ہے۔ یہ دونوں تجھ پر حرام ہیں تو ان میں سے ایک کو طلاق دیکر آزاد کر دے۔ ورنہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔

اعرابی۔ کیا اس مسئلہ کی ابتدا مجھ سے ہی کرتے ہو۔ میں اسلام لانے سے پہلے اچھا تھا۔ مسلمان ہو کر کسی بہتری کو نہیں پہنچا۔

حضرت عمر کو اس قدر طیش آیا کہ وہ ضبط نہ کر سکے۔ انھوں نے کہا۔ اور اپنی جان کے دشمن آ گے آ"

وہ آگے آیا۔ انھوں نے اس کے کمر پر چند دُرّے لگائے "سختی ہو تجھ پر تو دین اسلام کو برا کہتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ مذہب ہے جسے پیغمبروں فرشتوں اور خود خدا نے پسند کیا ہے یا تو ان دونوں میں سے ایک کو آزاد کر دے ورنہ میں تجھ پر شرعی حد جاری کروں گا۔

اعرابی۔ مگر میں کیا کروں مجھے دونوں محبوب ہیں۔ تم دونوں پر قرعہ ڈالو جس کے نام قرعہ نکلے وہ میری بیوی رہے گی دوسری کو میں آزاد کر دوں گا"

حضرت عمر نے دونوں عورتوں کے نام قرعہ ڈالا۔ تین مرتبہ ایک عورت کا نام نکلا۔ اعرابی نے اس عورت کو اپنے پاس رکھا جس کے نام قرعہ نکلا تھا اور دوسری کو طلاق دے دی"

حضرت عمر نے اسے تنبیہ کے طور پر کہا " سن اے اعرابی! اسلام کا قانون یہ ہے کہ جو شخص مسلمان ہو کر کسی اور مذہب میں داخل ہو جائے وہ مرتد ہو جاتا ہے اس کی سزا موت ہے۔ اگر تو مرتد ہوا یا تو نے آزاد کردہ بیوی کے ساتھ ہمبستری

کی تو خدا کی قسم میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔"
اعرابی۔ تمہارے عہد خلافت میں تمہارے حکم سے سرتابی کی کیسے جرأت ہو سکتی ہے
حضرت عمرؓ نے وہاں سے کوچ کیا اور قوم بنی سرہ کے ایک قبیلہ پر پہونچے انھوں نے
دیکھا کہ اس قبیلے کے مردوں کو دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت
کیا۔ "ان لوگوں پر کیوں سختی کی جارہی ہے؟"
ان کے نگراں یعنی قبیلہ بنی مرہ کے مسلمان تھے۔ انھوں نے عرض کیا: "ان لوگوں
پر خراج باقی ہے۔ ادا نہیں کرتے۔

حضرت عمر۔ کیا کہتے ہیں؟
نگراں۔ کہتے ہیں ہمارے پاس خراج ادا کرنے کو نہیں ہے۔"
حضرت عمر۔ انھیں چھوڑ دو۔ اور آئندہ کے لیئے احتیاط رکھو کہ جو لوگ واقعی
نادار ہیں خراج یا جزیہ ادا نہیں کر سکتے ان پر سختی نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے۔ لاتعذبوا الناس فان الذین یعذبون الناس فی الدنیا
یعذبھم اللہ یوم القیامۃ۔ یعنی تم لوگوں پر عذاب یا سختی نہ کرو۔ جو لوگ
دنیا میں آدمیوں پر عذاب اور سختی کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز عذاب
اور سختی کرے گا۔
چنانچہ ان لوگوں کو چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عمرؓ وہاں سے کوچ کرکے وادی القریٰ میں پہونچے
وہاں معلوم ہوا کہ مرد ضعیف کی جوان بیوی ہے اس بڈھے کا ایک دوست ہے۔
اس دوست سے بڈھے نے یہ معاہدہ کیا ہے کہ اگر وہ اس کے اونٹ چرا دے
اور دوسرے کام کرے تو اس کی بیوی ایک دن رات اس کے پاس رہا کرے گی
اور ایک دن رات بڈھے کے پاس۔
حضرت عمرؓ کو بڑا ناگوار ہوا انھوں نے بڈھے اور اسکے جوان دوست کو بلایا
اور ان سے دریافت کیا۔ سختی ہو تم دونوں پر تمہارا کیا دین ہے۔ دونوں نے عرض کیا ہم مسلمان ہیں
عمر۔ او بڈھے یہ کیا ڈیوثی ہے کہ تو نے اس مسلمان کو اپنی بیوی میں حصہ دار
بنا رکھا ہے۔ کیا تم دونوں کو معلوم نہیں کہ اسلام میں ایک بیوی کے ایک سے زیادہ
شوہر نہیں ہو سکتے۔ یہ فعل حرام ہے

بوڑھا۔ میں مسن ہوں۔ اس قدر ضعیف ہو گیا ہوں کہ نہ اونٹوں کو چرا سکتا ہوں نہ پانی پلا سکتا ہوں۔ میں نے اسے اس لیے اپنی بیوی میں شریک کیا ہے کہ یہ سب کام کرتا رہے۔ ہر ج مرض میں کام آئے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ اب معلوم ہو گیا ہے۔ میں اب ایسا نہ کروں گا۔"

عمر۔ "تو اپنی بیوی کے ساتھ رہ اگر تو نے کوئی خلاف شرع کام کیا تو تجھ پہ حد جاری کروں گا۔"

پھر جوان سے مخاطب ہو کر کہا: "بدبخت کیا تو واقف نہیں کہ دوسرے کی بیوی سے ہمبستری کرنا زنا ہے۔ اور چونکہ شوہر دار بیوی سے زنا کی سزا سنگساری ہے۔ اس لیے تجھے یہی سزا ملنی چاہیئے۔"

جوان نے کہا۔ "بخدا میں اس مسئلہ سے واقف نہ تھا۔"

حضرت عمر۔ "اسی لیے میں اس وقت درگزر کرتا ہوں لیکن اگر میں نے سنا کہ پھر تو بوڑھے کی عورت کے ساتھ شب باش ہوا تو خدا کی قسم تجھے میں سنگسار کرا دوں گا۔"

پھر انھوں نے سب سے مخاطب ہو کر کہا: "مسلمانو! جو مسئلہ تمھیں معلوم نہ ہوا کرے اپنے یہاں کے عالم (حاکم) سے دریافت کر لیا کرو آئندہ یہ عذر نہ سنا جائے گا کہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔"

حضرت عمر وہاں سے روانہ ہو کر ملک شام میں داخل ہوئے۔ ایک روز انھوں نے عربوں کا ایک گروہ دیکھا۔ حضرت زبیر کو ان کی خبر لانے کو بھیجا۔ زبیر بن العوام نے اس گروہ کے پاس جا کر دریافت کیا: "تم کون لوگ ہو؟"

انھوں نے جواب دیا: "ہم مسلمان ہیں۔ ابوعبیدہ بن الجراح نے ہمیں امیرالمومنین حضرت عمر کی خبر لانے کو بھیجا ہے۔ تم کون ہو؟" وہ لوگ حضرت زبیر کے ساتھی نہیں تھے۔ حضرت زبیر نے کہا: "میں زبیر بن العوام ہوں۔"

وہ۔ "اے ابن عوام! تم کہاں سے آ رہے ہو؟"

زبیر۔ "مدینہ منورہ سے۔"

وہ۔ "کچھ معلوم ہے۔ امیرالمومنین یہاں تشریف لائیں گے یا نہیں؟"

زبیر۔ امیر المومنین آ گئے ہیں۔
مسلمان بہت خوش ہوئے وہ زبیر بن العوام کے ساتھ چل کر حضرت عمر کے پاس آئے۔ انھیں سلام کیا۔ اور مصافحہ کیا۔ اور عرض کیا۔ یا امیر المومنین! چونکہ آپ کے آنے میں توقف ہوا اس لیے ابو عبیدہ نے ہمیں دریافت حال کے لیے بھیجا ہے۔ کیا ہم واپس جا کر آپ کے آنے کی خوشخبری مسلمانوں کو پہنچا دیں۔

حضرت عمر۔ پہنچا دو۔

وہ لوگ اسی وقت گھوڑے دوڑا کر بیت المقدس میں پہنچے۔ انھوں نے ابو عبیدہ سے کہا۔ یا امین الامۃ! مبارک ہو۔ خلیفہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ خبر تمام مسلمانوں کو معلوم ہو گئی انھوں نے خوش ہو کر تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے سارا لشکر جنبش میں آ گیا۔ سب نے استقبال کا ارادہ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے قسم دے کر انھیں باز رکھا اور وہ خود مع تھوڑی سی جماعت مہاجرین اور انصار کے استقبال کو چلے کچھ دور چل کر انھوں نے سامنے سے حضرت عمر خلیفہ دوم کو اس شان سے آتے ہوئے دیکھا کہ اونٹ کی مہار ان کے ہاتھ میں تھی اور ان کا غلام اونٹ پر سوار تھا۔

حضرت عمر ایک اونٹ لائے تھے ایک وہ خود تھے اور ایک ان کا غلام تھا۔ ایک روز حضرت عمر سوار ہو کر چلتے تھے غلام مہار پکڑ کر چلتا تھا اور دوسرے روز غلام سوار ہوتا تھا اور حضرت عمر مہار پکڑ کر چلتے تھے۔ اسلام نے غلام اور آقا کی تفریق مٹا دی تھی۔ مسلمانوں کے بادشاہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق نے عملی طور پر مساوات کی تعلیم دی تھی۔ حضرت عمر کی اونٹنی پر پالان کلیم قسطورنی کا پڑا تھا۔ اس کی مہار بالوں کی تھی۔ ابو عبیدہ مسلح تھے اور اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے۔ انھوں نے اونٹنی کو بٹھایا اترے اور قریب جا کر سلام کیا۔ تمام مسلمانوں نے حضرت عمر کو سلام کیا اور باتیں کرتے ہوئے چلے۔

جب لشکر میں آئے تو تمام لشکر نے تکبیر و تہلیل کے پر شور نعرے لگائے سب کو حضرت عمر کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ خلیفہ کے لیے ایک خیمہ

غضب کیا گیا وہ اس میں فروکش ہو گئے۔
اگلے روز حضرت عمرؓ نے تمام لشکر کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد یہ وعظ فرمایا۔
"حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عظمت و بزرگی عطا کی ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں گمراہی سے نکالا۔ ہمارے دلوں سے عداوت و کینہ کو دھو دیا۔ اور ہمیں بھائی بھائی بنا دیا۔ ہم میں اخوت و محبت قائم کر دی۔ مسلمانو! تم اللہ کی حمد کیا کرو اور اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا کرو۔ جس قدر تم اس کا شکر ادا کرو گے۔ وہ اسی قدر تمہیں زیادہ نعمتیں دے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ راہ بتائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ نہیں بتا سکتا۔
ایک قسیس بھی وعظ سن رہا تھا۔ وہ عربی زبان جانتا تھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔
حضرت عمرؓ نے بگڑ کر کہا: "تو ان باتوں کو نہیں سمجھتا۔ اگر پھر یہ شخص اس کلام کو کہے تو اس کی گردن مار دو۔" قس کو پھر کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے وعظ کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔
میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری کرو۔ تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ جن باتوں سے خدا کے رسول صلعم نے منع کیا ان سے باز رہو۔ جن کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں کرو۔ زکوٰۃ ضرور دو۔ جس مال کی زکوٰۃ دی جائے وہ ضائع نہیں ہوتا بلکہ خدا اس میں برکت عطا کرتا ہے۔
اس سے ڈرو جو خالق و رزاق ہے۔ واحد ہے عبادت کے لائق ہے اسی کے قبضے میں سب کچھ ہے۔ سوائے خدا کے اور کسی سے مت ڈرو سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ لیکن خدا باقی رہے گا۔ اس کی اطاعت کرنے والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نافرمانی کرنے والے خسارہ پاتے ہیں۔ اپنے نبی کی سنت پر قائم رہو۔ بدعت سے بچو۔ قرآن شریف

ضرور پڑھتے رہو - اس سے دلوں کو تسکین ہوگی اور اس کی برکت سے آرام و فتح ملے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرا اتباع کرو۔ اس کے بعد صحابہ کا اتباع کرو اور ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے زمانے سے قریب ہوں۔ اس وقت سے بچو جب زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ جھوٹ کو برا نہ سمجھیں گے۔ خود بخود لوگ برائی کی طرف جائیں گے اور بغیر قسم دلائے قسم کھائیں۔ جو شخص بہشت میں جانا چاہے وہ جماعت کو نہ چھوڑے۔ جمیعت کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اللہ کے ساتھ تنہا نہ رہو کیونکہ شیطان عورت کے حسن کا جال پھیلاتا ہے۔ نماز کی حفاظت کرو اور وقت پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔"

وعظ سے جب فارغ ہوئے تو ابو عبیدہ نے رومیوں کی تمام لڑائیوں کے حالات بیان کئے حضرت عمر خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ کبھی وہ رو پڑتے تھے کبھی سکون میں آتے تھے کبھی خوش ہوتے تھے۔

جب ظہر کا وقت آیا تو لوگوں نے حضرت عمر سے درخواست کی کہ وہ بلال سے کہیں کہ وہ اذان دیں۔

حضرت بلال حبشی نژاد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے ان کے مدار المہام بھی تھے اور موذن بھی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت بلال ملک شام میں آ گئے تھے انھوں نے اذان کہنی بند کر دی تھی کیونکہ رسول اللہ صلعم کے بعد اذان کہتے وقت انھیں سخت رنج و قلق ہوتا تھا ان کی آواز نہایت بلند تھی وہ بیت المقدس میں مسلمانوں کے لشکر میں جہاد کی غرض سے آئے تھے۔

حضرت عمر نے بلال کو بلا کر کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن! اصحابہ رسول صلعم کی تم سے یہ درخواست ہے کہ تم اذان کہہ کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ یاد دلادو۔

بلال نے عرض کیا۔ اذان دینے سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آجاتا ہے جس سے میرا سینہ پھٹنے لگتا ہے۔ لیکن میرے دل میں تمھاری بڑی عزت و محبت ہے میں اذان کہوں گا۔

چنانچہ انھوں نے اذان شروع کی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو مسلمانوں کے بدن کانپنے لگے۔ جب انھوں نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ تو مسلمان رو پڑے اور اس شدت سے روئے کہ سینے پھٹ جانے کے قریب ہو گئے بلالؓ پر بھی غم کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اندیشہ ہو گیا تھا کہیں وہ اذان بند نہ کر دیں لیکن انھوں نے اذان پوری کر دی۔

مسلمانوں کی نگاہوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی تصویر کھینچ گئی۔ دیر تک وہ روتے رہے خود حضرت عمر اور بلال بھی روتے رہے آخر خدا نے انھیں تسکین دی حضرت عمر نے تمام لشکر کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال نے حضرت عمر سے عرض کیا۔ یا امیر المومنین جیش اسلام کے سردار پرندوں کا گوشت اور گیہوں کی روٹی کھاتے ہیں یہ کھانا مفلس اور عام مسلمانوں کو میسر نہیں ہوتا۔

حضرت عمر نے سرداروں سے دریافت کیا۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا۔ یہ سچ ہے یا امیر المومنین لیکن یہاں چیزیں اس قدر ارزاں ہیں کہ جتنے میں حجاز میں معمولی کھانا میسر ہوتا ہے یہاں اتنے میں اچھا کھانا مل جاتا ہے۔

حضرت عمر۔ تب تم کھاؤ اللہ تعالیٰ تمھیں گوارا کرے لیکن نادار مسلمانوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

حضرت عمر نے ان مسلمانوں کے لئے جو ملک شام میں دیہات اور شہروں میں تھے گیہوں گھی۔ ترکاری وغیرہ کی تعداد مقرر کر دی اور بیت المال سے دیئے جانے کا حکم دے دیا یہ بھی حکم دیا کہ اگر سردار اس میں کوتاہی کریں گے تو معزول کر دیئے جائینگے

حضرت عمر کا لباس

حضرت عمر نے بیت المقدس کے بطریق سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بکری کے اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے اس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے بعض پیوند چمڑہ کے تھے مسلمانوں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اچھے کپڑے پہن کر بجائے اپنے اونٹ کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلیں۔ تاکہ دشمنوں پر ہیبت چھائے۔ انھوں نے یہ بھی عرض کیا کہ رومیوں کے معمولی سردار ریشم کے بہترین کپڑے پہنتے ہیں۔ آپ مسلمانوں کے بادشاہ ہیں پیوند لگے کپڑے

پہن کر دشمنوں کے پاس نہ جائیں "۔
حضرت عمر کی سمجھ میں آگیا۔ انھوں نے اپنے کپڑے اتار کر سفید کپڑے پہن لیے۔
حضرت زبیر بن العوام نے بیان کیا ہے کہ وہ کپڑے مصر کے بنے ہوئے تھے اور ان کی قیمت پندرہ درہم تھی۔ حضرت ابو عبیدہ نے انھیں یہ کپڑے دیئے تھے۔ ایک عمامہ جو نہ پھٹا ہوا تھا اور نہ نیا تھا سر سے باندھا ایک عربی گھوڑے پر سوار ہوئے۔
گھوڑا خوش رفتاری سے چلا۔ ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ حضرت عمر نے کہا۔ روکو روکو۔ خدا میری لغزش کو معاف کرے۔
لوگوں نے گھوڑا روک لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ توبہ توبہ خدا کی قسم تمھارا بھائی ہلاک ہو گیا تھا۔ کیونکہ میرے دل میں فخر و غرور پیدا ہو گیا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لایدخل الجنتہ من کان فی قلبہ ذرۃ مثقال حبہ من خردل من کبر ولایدخل النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان۔ یعنی وہ شخص بہشت میں نہ داخل ہو گا جس کے دل میں ایک دانہ رائی کے برابر ایمان ہو گا۔ تم نے مجھے سفید کپڑے پہنا کر خوش رفتار گھوڑے پر سوار کرا دیا۔ میرے دل میں غرور پیدا ہو گیا۔ انھوں نے اسی وقت وہ لباس اتار ڈالا اور اپنے پیوند لگے کپڑے پہن لیے اور اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے۔
جب وہ چلے تو مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت آئی جو دیباج کے کپڑے پہنے تھی انھوں نے یہ کپڑے یرموک میں پائے تھے۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ ان لوگوں کے لباس اور منہ پر مٹی ڈالو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر ان کے کپڑے پھاڑ ڈالے گئے کوئی ان میں سے چوں بھی نہ کر سکا۔
حضرت عمر وہاں سے چلے اور پہاڑی گھاٹی کو طے کر کے بیت المقدس کے سامنے پہنچے۔ انھوں نے بیت المقدس کو دیکھتے ہی کہا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم فتحا لک فتحا کبیرا واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا۔ یعنی اللہ بڑا ہے اے اللہ فتح کر تو ہمارے لیے بڑی فتح اور ہمیں غلبہ نصرت دہندہ عطا فرما۔
یہاں وہ مسلمان تھے جو بیت المقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے انھوں نے حضرت عمر کی سواری دیکھتے ہی بڑے جوش و خروش سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کر دیئے

شاہ اسلام کی آمد

رومیوں نے جب مسلمانوں کے نعروں کی آوازیں سنیں تو وہ حیران ہوئے۔ انھوں نے ایک عرب منتصرہ کو مسلمانوں کے لشکر میں یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ کیوں شور کر رہے ہیں۔ ادھر رومیوں نے شہر پناہ پر چڑھ کر دیکھا انھیں خیال ہوا کہ شاید مسلمانوں نے قلعہ پر حملہ کر دیا ہے مگر انھوں نے حملہ بھی نہیں کیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں عرب منتصرہ نے آکر بطریق عامہ سے کہا کہ مسلمانوں کے بادشاہ مدینہ طیبہ سے آئے ہیں ان کی آمد کی خوشی میں مسلمان نعرے لگا رہے ہیں بطریق خاموش ہو گیا۔

بطریق کی شناخت

حضرت عمر کے لئے حضرت ابو عبیدہ کے خیمے کے برابر ایک خیمہ نصب کیا گیا وہ اس میں فروکش ہو گئے۔ مسلمان پروانوں کی طرح ان کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ جن مسلمانوں نے اچھے کپڑے پہن رکھے تھے انھوں نے حضرت عمر کے خوف سے وہ کپڑے اتار دیئے تھے۔ معمولی لباس پہن لئے تھے۔

اگلے روز حضرت عمر نے جماعت کے ساتھ سارے لشکر کو نماز پڑھائی۔ مسلمان خوشی اور سرور کی حالت میں تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عمر نے عامر سے کہا۔ "تم رومیوں سے جاکر کہو کہ میں آگیا ہوں۔"

ابو عبیدہ اور عامر چلے اور شہر پناہ کے قریب آکر ابو عبیدہ نے بلند آواز سے کہا۔ "رومیو! ہمارے خلیفہ آگئے ہیں۔"

رومیوں نے بطریق سے کہا۔ وہ اپنے کینسہ سے نکلا۔ اس وقت اس نے نیلا لبادہ کا پہن رکھا تھا۔ راہب، قس اور اساقفہ اس کے گرد تھے۔ اس کے سامنے ایک بڑی صلیب تھی جو عید کے موقعوں پر نکالی جاتی تھی۔

بیت المقدس کا حاکم باطلیق تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا اور بھی بطریق اور معزز رومی اس کے جلو میں تھے۔ باطلیق نے کہا۔ "اے مقدس بطریق! تم دیکھو۔ مسلمانوں کے بادشاہ کو اگر وہ وہی ہیں جن کا ذکر تم ہماری کتابوں میں بتاتے کہو تو ہم ان کے لئے شہر کے پھاٹک کھول دیں گے ان سے ادائے جزیہ پر امان حاصل کر لیں گے۔ اور

اگر وہ نہیں ہیں تو ہم ہرگز شہر ان کے حوالے نہ کریں گے۔ ان سے لڑیں گے یہاں تک کہ یا تو انھیں مار ڈالیں گے یا خود مر جائیں گے۔

بطریق۔ اطمینان رکھو۔ میں اگر ان میں وہ صفتیں دیکھوں گا جو ہماری کتابوں میں ہیں تو تمھیں مصالحت کے لئے کہوں گا۔ ورنہ واپس لوٹ جاؤں گا۔ بطریق بڑی شان و تجمل سے ایک برج میں آکر ٹھہرا۔ ابو عبیدہ نے اس سے کہا۔ اے گروہ نصرانیہ ہمارے امیر المومنین آ گئے ہیں وہ سب پر سردار ہیں۔ ان کے اوپر کوئی سردار نہیں ہے۔ تم ان کے پاس آؤ اور ان سے امان حاصل کر لو۔

بطریق۔ تم انھیں ہمارے سامنے لاؤ اور تنہا آئیں یا ان کے دو ایک مصاحب ان کے ساتھ ہوں گے تاکہ ہم ان کو دیکھ کر شناخت کریں کہ آیا وہ وہی ہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے۔ اگر ہم نے انھیں شناخت کر لیا تو حضرت مسیح کی قسم ہم شہر ان کے حوالے کر دیں گے۔

حضرت ابو عبیدہ نے واپس لوٹ کر حضرت عمر سے بطریق کی گفتگو بیان کی حضرت عمر نے تنہا چلنے کا قصد کیا ان سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔۔۔ آپ تنہا رومیوں کے نزدیک نہ جائیں۔ ممکن ہے وہ بیوفائی کر کے آپ کو نقصان پہنچائیں۔

حضرت عمر نے فرمایا۔ مسلمانوں کو کسی بات سے کبھی نہ ڈرنا چاہیے جو ہمارے مقدروں میں لکھ دیا گیا ہے وہ ضرور پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قل لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا هو مولانا وعلى الله فليتوكل المومنين

یعنی اے نبی کہہ دو ہمیں وہی پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے وہی ہمارا صاحب ہے۔ مسلمانوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

حضرت عمر اپنے اونٹ پر سوار ہوئے وہ اپنا پیوند لگا میلا لباس پہنے تھے سر سے قطوانی کملی لپیٹ لی۔ درہ ہاتھ میں لیا اور ابو عبیدہ کو ساتھ لے کر چلے اور اس برج کے قریب جا کر ٹھہرے جس میں بطریق تھا

شور حق بطریق اور بطلیق دونوں نے دیکھا تبطریق نے دیکھتے ہی شور کر کے۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ لوگو! امیر المومنین آ گئے۔

کہا۔ رومیوں ۔ یہی وہ بزرگ ہستی ہے جن کا ذکر مع ان کے حلیہ اور لباس کے ہماری کتابوں میں لکھا ہے ۔ قسم ہے حضرت مسیح کی یہ تمام ملک شام پر قابض ہو جائیں گے ۔ جو ان سے لڑے گا وہ تباہ ہو جائے گا۔ تم شہر کے پھاٹک ان کے لئے کھول دو ۔ ان سے امان حاصل کرو۔"

باطلیق نے کہا۔ تم نے ان کا لباس دیکھا ۔ کیا انھیں کپڑے نہیں جڑتے انھوں نے ہم سے بہت کچھ لوٹا ہے مگر کپڑے تک نہیں بنوا سکتے۔

بطریق ۔ انھوں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے ان کی شان اسی لباس میں ہے ان کا درّہ تلوار سے بڑھ کر ہے ۔ ان کی اطاعت ہی میں عافیت ہے یہ اپنے نبی کے بعد بھی ہیں اسی عمل میں رہتے ہیں جس میں ان کے نبی رہتے تھے تم جلدی ان کے پاس جاکر امان حاصل کر لو۔"

رومیوں نے مشورہ کیا ۔ انھوں نے پھاٹک کھول دیا اور شہر سے نکل کر حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے امان کی درخواست کی ۔

حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ لشکر میں واپس لوٹ آئے ۔

بیت المقدس پر قبضہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اگلے روز دوشنبہ کے دن حضرت عمر مع سربرآوردہ مسلمانوں کے بیت المقدس میں داخل ہوئے اگرچہ رومیوں نے ان کا استقبال تو نہیں کیا مگر ان کی زیارت کرنے یا دیکھنے کے لئے راستوں پر امنڈ آئے چونکہ حضرت عمر سے کوئی واقف نہیں تھا ۔ اس لئے ایک دوسرے سے دریافت کرتا تھا کہ مسلمانوں کے بادشاہ کون ہیں؟"

جب رومی حضرت عمر سے واقف ہوئے اور انھیں دیکھا تو ان کا پیوند لگا لباس دیکھ کر سخت متعجب ہوئے ۔ وہ شہر کے اندر ہی مقیم ہو گئے ۔ جمعہ تک وہیں ٹھہرے ۔ ایک مسجد کی بنیاد ڈالی ۔ محراب کا نشانہ بنایا اور وہیں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے سب مسلمانوں کو طلب کر لیا ۔

شہر کے بعض معزز لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ جب مسلمان نماز میں مشغول ہوں تو انھیں قتل کر ڈالیں بیت المقدس میں ابو الجعید تھا یہی ابو الجعید ہے جس

نے دریائے یاقوصہ میں رومیوں کو غرق کیا تھا - وہ یرموک سے بیت المقدس میں آکر رہنے لگے تھے - رومیوں نے ان سے مشورہ لیا - اس نے کہا - ہرگز بیوفائی نہ کرو "وہ خدا پرست لوگ ہیں - تم ان پر قابو نہیں پا سکتے -

بعض لوگوں نے کہا مسلمان نماز کے وقت ہتھیار بند نہیں ہوتے بلکہ نہتے ہوتے ہیں جب وہ سجدے میں جائیں تو ہم انھیں قتل کر ڈالیں -

ابوالجعید - تم ایک کام کرو - اول مسلمانوں کا امتحان لو - اگر وہ دنیادار ہیں تو ان پر حملہ کر دو -

رومی - امتحان کیسے لیں -

ابوالجعید - ان کے راستے میں دولت کے انبار لگا دو - نفیس اور بیش قیمت چیزیں رکھ دو - اگر وہ دنیا کو چاہتے ہیں تو دولت کی طرف جھکیں گے اگر وہ تمھاری چیزیں اٹھا لیں تو تم ضرور نماز کی حالت میں ان پر حملہ کر دو تمھارے لئے یہ عذر کافی ہوگا کہ اول مسلمانوں نے بے وفائی کی اور اگر وہ دولت کی طرف متوجہ نہ ہوں تو تم ان سے نہ لڑو - یہ بات رومیوں کی سمجھ میں آگئی انھوں نے بیش بہا چیزیں مسلمانوں کے راستہ میں آراستہ کر دیں مسلمان اس طرف سے گزرے - انھوں نے ان قیمتی اور نفیس چیزوں کو دیکھا کسی نے بھی ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا البتہ یہ کہتے ہوئے گزر گئے الحمد للہ الذی اورثنا دیار قوم لہم مثل هذا من الدنیا ولو سویت الدنیا عند اللہ جناح بعوضة ما سقی کافرا منها شربة ما

یعنی - اس خدا کی تعریف ہے جس نے قوم اس کے شہروں کا ہمیں وارث کیا جن کے پاس ایسی چیزیں ہیں اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک برابر کی جاتی تو کوئی کافر دنیا سے ایک مرتبہ بھی پانی نہ پیتا -

رومی اور ابوالجعید دیکھ رہے تھے - جب سب مسلمان چلے گئے تو ابوالجعید نے کہا - تم نے دیکھا انھوں نے دنیا کی دولت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی یہ وہی قوم ہے جس کی تعریف انجیل میں موجود ہے - وہ حق پر ہیں - حضرت مسیح کی قسم لڑائی میں کوئی ان پر فتح نہیں پا سکتا ہے اور جب تک ان کی یہی حالت رہے گی کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا -

کعب بن احبار کا قبول اسلام

کعب بن احبار نے بیان کیا ہے کہ میں فلسطین کے ایک دیہات میں سے ایک گاؤں میں رہتا تھا۔ میرا باپ بڑا عالم ذی عزت و ذی مقدرت شخص تھا وہ توریت کا جاننے والا تھا جو موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئی تھی۔ مجھ سے بہت محبت کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا۔ "اے میرے بیٹے۔ میں نے تیرے لئے سب کچھ کر دیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں تو جھوٹے لوگوں کے ورغلانے میں نہ آجائے میں یہ ورق تجھے دیتا ہوں انھیں احتیاط سے اپنے پاس رکھنا۔ جب تو سنے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے ہیں تو ان ورقوں کو پڑھنا اور ان پر عمل کرنا کعب کے باپ یہ وصیت کر کے مر گئے۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی مبعوث ہونے کے منتظر رہے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد انھوں نے سنا کہ حضرت محمد صلعم نے عرب میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ انھوں نے ان دونوں ورقوں کو نکال کر پڑھا اس میں لکھا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْل اللہ خاتم النبیین لانبی بعدی مولدہ بمکنہ ودار ہجرۃ اللہ طیبتہ" الجیبتہ الامینتہ لیس بفظ وَلا فلیظ ولاسخاب امتہ الحامدون اللہ علیٰ کل حال انستنھم رطبتہ" بالتکبیر التہلیل وَ ھو منصور علیٰ کل ما داۃ من اعد اللہ اجمعین لیزبون فرجھم ولیتزخون دَوَسالھم اناجیلھم فی صدورھم وجھھم بینھم ترحم لانبیاء تبکت الاھم دھم اول من یدخل الجنتہ یوم القیامۃ من الامم ۂم السابقون المقربون شافعون المشفع ھم۔ یعنی سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان کی ولادت گاہ مکہ معظمہ ہوگا اور دار ہجرت مدینہ طیبہ ہوگا۔ وہ بد خواہ ہوں گے نہ درشت مزاج ہوں گے نہ لغو گو ہوں گے۔ ان کے امتی حمد و ثنا کرنے والے ہوں گے وہ اللہ کی ہر حال میں تعریف کریں گے ان کی زبانوں پر تکبیر و تہلیل ہو گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں پر فتح مند ہوں گے وہ اپنی شرمگاہوں کو دھو ڈالیں گے اور اندام نہانی کو چھپائیں گے۔ انجیلیں ان کے سینوں میں ہوں گی آپس میں مثل انبیاء کے مہربان ہوں گے ان کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں جائے گی اور قیامت کے روز

سبقت کرنے والے ہوں گے۔ ایمان مضرب ہیں شفاعت کرنے والے ہیں ان کی شفاعت قبول کی گئی ہے۔

کعب اس تحریر کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے کہا ــــ "کیسی اچھی تحریر میرے باپ نے میرے لئے چھوڑی ہے ــــ کچھ عرصے کے بعد انھوں نے سنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کر گئے انھوں نے کہا۔ یقیناً یہ وہی نبی ہیں جن کی بشارت ان ورقوں میں دی گئی ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں معلوم ہوا کہ انھوں نے جہاد شروع کر دیا۔ کعب نے سمجھ لیا کہ وہ اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہونگے چنانچہ ان کے غالب ہونے کی خبریں بھی انھوں نے سنیں انھوں نے ان کے پاس جانے کی تیاری شروع کی دفعتہً انھیں معلوم ہوا کہ انھوں نے وفات پائی"

کعب نے خیال کیا کہ شاید یہ نبی وہ نہیں تھے جن کی بشارت ان ورقوں میں دی گئی ہے۔ ایک رات کو انھوں نے خواب دیکھا کہ آسمان کے در کھولے گئے۔ اور فرشتے گروہ کے گروہ اترے ان میں سے کسی نے بلند آواز سے کہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ زمین سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا"

اس خواب کے دیکھنے کے بعد کعب نے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خلیفہ ہوئے ہیں ان کا نام ابو بکر صدیق ہے۔ وہ سوچنے لگے کہ ان کے پاس جاؤں یا نہیں کہ دفعتہً مسلمانوں کا لشکر ملک شام میں آگیا انھوں نے کہا۔ دیکھوں مسلمان غالب ہوتے ہیں یا رومی۔ چند ہی روز میں معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق نے وفات پائی اور حضرت عمر بن الخطاب ان کی جگہ ہوئے ہیں۔ کعب نے اپنے دل میں کہا۔ میں اس دین میں اس وقت تک داخل نہ ہوں گا جب تک اچھی طرح اس کو تصدیق نہ کر لوں" اس عرصے میں مسلمان فتوحات کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر بیت المقدس میں تشریف لائے۔ میں نے عدل و انصاف کی تعریف سنی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بادشاہوں کی طرح شان و شوکت سے نہیں رہتے جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ پرہیز گار اور عبادت گزار ہیں۔ یہی حال عام مسلمانوں کا ہے۔

میں غور کر رہا تھا کہ حضرت عمر کی خدمت میں جا کر مسلمان ہو جاؤں یا ابھی کچھ

اور تحقیق کروں کہ ایک روز میں اپنے کوٹھے پر کھڑا تھا ایک مسلمان یہ آیت پڑھتا جا رہا تھا۔ یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقاً لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا او نلعنھم کما لعنا اصحاب السبت وکان امر اللہ مفعولاً ۔ یعنی اے اہل کتاب۔ اس پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے تمہارے پاس والے کو سچ بتاتا ہے اس سے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم تمہیں مٹا ہی ڈالیں یا تمہیں تمہاری پشتوں کی طرف الٹ دیں یا تم پر ایسی لعنت کریں جیسی ہفتہ والوں پر لعنت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہوا ہے۔

کعب کہتے ہیں کہ میں اس کلام کو سن کر مرعوب ہو گیا۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ صبح ہوتے بیت المقدس روانہ ہو جاؤں گا۔ اور حضرت عمر کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی وہ بیت المقدس کی طرف چلے اور ایک روز علی الصباح وہاں پہنچے۔ حضرت عمر کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دے کر دریافت کیا۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟

کعب نے جواب دیا۔ میں کعب بن احبار ہوں۔ ارض فلسطین سے مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔

عمر۔ کیا وہاں کسی شخص نے تمہیں مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔

کعب۔ نہیں۔ مجھے خدا نے ہدایت کی۔

اس کے بعد انھوں نے اپنے باپ کی وصیت۔ اور وصیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر غرض سب کچھ بیان کیا اور کہا۔ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کا ذکر ان کی صفت اکثر صحیفوں میں دیکھی حضرت موسیٰ پر جو وحی نازل ہوئی تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا یا موسیٰ انی ما خلقت خلقاً اکرم علی من محمد ولولاہ لما خلقت جنۃ ولا ناراً ولا شمساً ولا قمراً ولا ارضاً امتہ خیر الامم ودینہ خیر الادیان الجنۃ فی آخر الزمانی امتہ مرحومۃ وھو نبی المرحمۃ النبی رحمۃ التھامی القرشی الرحیم بالمومنین شدید علی الکافرین سریرہ مثل علانیتہ وقولہ لا تخالف فعلہ القریب والبعید

عنده سواء منوا سلون مثرا حمون ۔ یعنی اے موسیٰ میں نے محمد کو بزرگ
زین خلقت سے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں بہشت کو دوزخ کو، سورج کو اور
چاند کو بھی پیدا نہ کرتا۔ نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔ ان کی امت بہترین امت
اور ان کا دین بہترین دین ہوگا۔ انھیں میں آخر زمانہ میں مبعوث کروں گا ان کی امت
مرحوم ہوگی۔ اور وہ نبی الرحمۃ نبی امی ہاشمی اور قریشی ہوں گے۔ مومنوں پر مہربانی
کریں گے۔ اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا ان کا
قول و عمل ایک ہوگا ان کے نزدیک قریب اور دور والے برابر ہوں گے وہ
ہیں ملنے والے اور مہربانی کرتے والے ہوں گے۔

حضرت عمر۔ کیا یہ سچ ہے جو تم نے کہا۔

کعب۔ عالم الغیب کی قسم یہ سچ ہے۔

حضرت عمر۔ ہم اس خدا کے شکر گزار ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہدایت کی۔

کعب۔ یا امیر المومنین! کیا تمہاری کتاب میں تمہارے دین اور دوسرے انبیاء کا تذکرہ ہے؟

حضرت عمر۔ ہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ووصی بها ابراهیم بنیه و یعقوب یا بنی ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدی قالو نعبد
علی من محمد لولاه ما خلقت جنة ولا نارا ولا شمسا ولا قمرا ولا ارضا
اور وصیت کر گئے ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب اپنے بیٹوں کو کہ اللہ نے چن کر دیا تم کو دین۔ پھر تم مسلمانوں پر مرنا کیا تم اس وقت موجود تھے جب پہنچی یعقوب کو موت۔ انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ تم میرے بعد کسے پوجو گے وہ بولے ہم تمہارے اور تمہارے باپ داداؤں کے معبود کی بندگی کریں گے یعنی ابراہیم اور اسحٰق کے معبود کی وہی ایک رب ہے اور ہم اسی کے حکم پر ہیں پھر انھوں نے یہ آیتیں پڑھیں

ماکان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا یعنی ابراہیم یہودی یا نصرانی نہ تھے۔
ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه یعنی اور جو شخص سوائے دین اسلام

کے پیروی کرے گا اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا۔
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی میں نے آج تمہارا دین مکمل کر دیا۔ تم پر پورا احسان کر دیا اور تمہارے اوپر نعمتیں تمام کر کے احسان کیا جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراہیم ھو سماکم المسلمین من قبل۔ یعنی تم پر دین میں کوئی تنگی مقرر نہیں کی۔ یہ طریق تمہارے باپ ابراہیم کا ہے اور تمہارا نام مسلمان رکھا۔

کعب نے یہ آیتیں سنتے ہی کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً الرسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسولؐ ہیں

حضرت عمر کعب کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے انھوں نے ان سے کہا۔ کیا تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو گے وہاں قبر شریف کی زیارت کرنا۔

کعب نے کہا۔ میں انشاء اللہ چلوں گا۔

ملک شام کی تقسیم

حضرت عمر نے اہل بیت المقدس سے رائے کر انھیں صلح کی دستاویز لکھ دی اور ملک شام کو دو صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ ابو عبیدہ بن الجراح کو خود ان سے حلب تک کا علاقہ دیا اجنادین کا بھی کچھ حصہ انھیں دے دیا۔ حضرت خالد کو ان کے ساتھ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو ارض فلسطین ارض المقدس یعنی بیت المقدس کا علاقہ ساحل سمندر تک دیا لیکن ان پر ابو عبیدہ کو افسر مقرر کیا۔ گویا یزید محض گورنر رہے۔ اور ابو عبیدہ گورنر بھی رہے اور وائسرائے بھی۔

یزید کو قیساریہ پر اور ابو عبیدہ کو حلب پر حملہ کرنے کا حکم دیا عمرو بن العاص کو مصر کی فتح کے لئے روانہ کیا۔

عدالتوں کا تقرر

ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے عدالتیں مقرر کیں۔ قاضی۔ (مجسٹریٹ اور قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر کئے حمیص میں عمرو بن الانصاری کو قاضی القضاۃ مقرر کیا۔

حضرت عمر کی واپسی

ان انتظامات سے فارغ ہو کر حضرت عمر فاروق مدینہ منورہ

کو واپس ہوئے۔ کعب بن احبار ان کے ساتھ چلے۔

مدینہ منورہ کے لوگوں کو خیال ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ شاید ملک شام میں زیادہ عرصہ قیام کر لیں گے کیونکہ ملک شام سرسبز و شاداب ہے وہاں کھانے پینے کی چیزوں کی افراط ہے اچھی غذائیں ہیں اچھے پھل ہیں۔ اس ملک میں کثرت سے انبیاء ہوئے ہیں اس ملک کو بلاد الانبیاء کہتے ہیں۔ وہ ارض مقدس ہے۔ حشر وہیں سے ہو گا۔

مدینہ منورہ کے اکثر لوگ مدینہ سے نکل کر ملک شام کے راستے پر آجاتے اور حضرت عمرؓ یا ان کے قاصد کے آنے کا انتظار کرتے آخر حضرت عمرؓ تشریف لے آئے۔ ان کے آنے سے تمام مدینہ جنبش میں آگیا۔ پھر مسلمان خوش ہو گئے، مرد اور بچے ان کے استقبال کے لئے نکل آئے سب نے انھیں سلام کیا، مرحبا کہی اور بیت المقدس کی فتح پر مبارکباد دی۔

حضرت عمرؓ سب سے پہلے مسجد نبوی میں آئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مقدس قبر دل کو سلام کیا۔ پھر مسجد میں آ کر چار رکعتیں پڑھیں اور کعب سے کہا کہ وہ اپنا تمام واقعہ اور ان دو ورقوں کی تحریر جو ان کے باپ نے انھیں دیئے تھے بیان کریں انھوں نے بیان کیا اس سے مسلمانوں کے ایمان تازہ ہو گئے۔

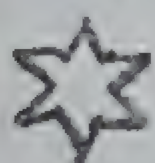
تمام شد
دوسری جلد ختم ہوئی

(صادق صدیقی سردھنوی)

تاریخ اسلام حصہ سوم

فتوح الشام

مجاہدین اسلام کے جنگی کارنامے
جس میں ملک شام کی فتوحات کا حال
تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے



فتوح الشام

۳
حصّہ سوم

کلمۂ حق

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس خدا کی قسم جو واحد ہے اور ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے کہ میں نے ملک شام کی فتوحات کو ان راویوں سے سن کر قلم بند کیا ہے جن کے پدر و جد ملک شام کی لڑائیوں میں موجود تھے اور سچ بولتے تھے۔ جن روایتوں میں مجھے ذرا بھی شبہ ہوا میں نے انھیں چھوڑ دیا۔

فتوح الشام لکھنے سے میری خالص غرض یہ ہے کہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگیاں ثابت کروں تاکہ رافضی اور منکرین سنت ان شاندار کارناموں کو پڑھ کر فخر کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیتوں میں خلوص نہ ہوتا اور خالصتہ للہ جہاد نہ کرتے تو ہرگز ملک شام پر قابض نہ ہوتے۔ وہ حامی دین تھے انھوں نے دین کو مضبوط اور دین کا علم بلند کرنے کے لیے جہاد کیا۔ دشمنوں کے مقابلے میں ثابت قدم رہے احکام الٰہی پر عمل کیا سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں خرچ کیا خدا نے ان کی مدد کی۔ انھوں نے کفر کے جھلملاتے چراغوں کو بجھا دیا اور دین اسلام کی شمع کو روشن کیا۔ قیصر و کسریٰ کو ذلیل کیا انھوں نے اسلام کو سربلند کیا۔ کفر پست ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ فمنہم من قضیٰ نحبہ ومنہم من ینتظر (یعنی ان میں وہ بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی اندر گزار دی اور ان میں وہ بھی ہیں جو منتظر رہے)

یزید بن ابی سفیان کا خط

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کو مصر کی اور یزید بن ابی سفیان کو ساحل سمندر کی طرف قیساریہ کی اور ابو عبیدہ بن الجراح کو حلب انطاکیہ اور ان قلعوں کی طرف بھیجا تھا جو اس نواح میں تھے۔

جب یزید بن ابی سفیان قیساریہ میں پہنچے تو انھوں نے دیکھا وہاں رومی کثرت سے ہیں۔

قیساریہ میں ہرقل اعظم کا بیٹا قسطنطین حاکم تھا۔ رومیوں کی اسی ہزار فوج اس کے ساتھ تھی ان میں عرب متنصرہ اور قوم روسیہ تھی۔ جب قسطنطین نے مسلمانوں کو دیکھا تو اس نے اپنے باپ ہرقل اعظم کو مدد کے لئے لکھا ہرقل اعظم نے مرعش کے حاکم لادن بن منجال کو بیس ہزار کی جمعیت سے قسطنطین کی مدد کے لئے بھیجا اور اس کے لئے جہازوں میں غلہ بار کر کے روانہ کیا

جب یزید بن ابی سفیان کو معلوم ہوا کہ رومیوں کی جمعیت ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے تو انہوں نے حضرت عمر کو مدد طلب کرنے کے لئے اس مضمون کا خط لکھا۔

یہ خط یزید بن ابی سفیان عامل علاقہ شام کی جانب سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کے نام ہے۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو واحد ہے ہمیشہ زندہ ہے اور جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

یا امیر المومنین! میں قیساریہ میں پہنچا یہاں ہرقل اعظم کا بیٹا قسطنطین فرماں روا ہے اسی ہزار سے زیادہ لشکر اس کے پاس موجود تھا اس پر بھی اس نے اپنے باپ سے مدد طلب کی۔ ہرقل اعظم نے مرعش کے حاکم لادن بن منجال کی سرکردگی میں بیس ہزار سوار اس کی مدد کے لئے بھیج دیئے اس کے علاوہ بڑی کشتیوں میں جنھیں جہاز کہتے ہیں اس کے پاس سامان رسد وغیرہ آتا رہتا ہے۔ میں کمک چاہتا ہوں مدد بھیجئے۔ تم پر سلامتی ہو۔"

یہ خط سالم بن حمید النخعی کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ

اسلامی لشکروں کی تعداد ابوعبیدہ کیساتھ بیس ہزار عمرو بن العاص کے پاس دس ہزار اور یزید بن ابی سفیان کے ساتھ چھ ہزار لشکر تھا۔

حضرت عمر کا حکم جب سالم بن حمید النخعی مدینہ طیبہ میں پہونچے اور حضرت عمرؓ کو خط دیا تو خط پڑھ کر بڑے متفکر ہوئے اسی وقت حضرت علی آ گئے حضرت عمر ان کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے ایک نے دوسرے کو سلام کیا پھر دونوں بیٹھ گئے۔ حضرت علیؓ نے دریافت کیا کہ امیر المومنین کو کیا فکر ہے۔

حضرت عمر نے جواب دیا۔

"خدا نے میرے سپرد انصرام خلافت کیا ہے اس میں سے مدد کی درخواست کرتا ہوں خدا کی قسم اگر دریائے فرات کے کنارے سے کوئی بکری بھی ضائع ہوئی تو حشر میں عمر سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ قیساریہ سے یزید بن ابی سفیان کا خط مدد کی طلبی کے لیے آیا ہے۔

حضرت علیؓ تم مسلمانوں کی فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے گا انشاء اللہ مشرکین ہلاک ہوں گے اور مسلمان فتحیاب ہوں گے۔ تم اگر امداد کر سکتے ہو تو ابن ابی سفیان کی مدد کرو۔"

حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ بن الجراح کے نام حکم لکھا کہ وہ یزید بن ابی سفیان کی مدد کریں۔

امدادی لشکر جب ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس یہ فرمان پہونچا تو انہوں نے تین ہزار سپاہی حربان اعدی کے ساتھ روانہ کیے اب ابوعبیدہ کے پاس ۷ ہزار سپاہ رہ گئی۔

قنسرین کی فتح چونکہ اہل قنسرین کی فتح مدت ختم ہو گئی تھی اس لیے حضرت ابوعبیدہ نے دول قنسرین کیطرف کوچ کیا قنسرین والوں نے پانچ ہزار اوقیہ سونے پانچ ہزار اوقیہ چاندی دو ہزار تھان دیباج پانچسو

بار اشتر زیتون اور انگور پر صلح کر لی۔ ابو عبیدہ نے انھیں صلح کی دستاویز لکھ کر دے دی۔ اور ابو عبیدہ حضرت خالد اور چند دوسرے سرداروں کو لے کر قنسرین میں گئے۔ اور ایک مسجد کی بنیاد ڈالی ہے۔

واقعات حلب

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی بعثت سے پہلے ایک بطریق جو بڑا بہادر اور جنگجو اور جنگی تدابیر سے بخوبی واقف تھا انطاکیہ سے عواصم کی سرزمین میں آیا اور شہر حلب پر قابض ہو گیا جب اس کی حکومت حلب میں مضبوط ہو گئی تو اس نے پہاڑوں کی گھاٹی اور فرات کے کنارے تک قبضہ کر لیا کسی بادشاہ کو بھی اس کی مزاحمت میں جرات نہ ہوئی حتیٰ کہ ہرقل اعظم بھی اس سے باز پرس نہ کر سکا۔ بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے حلب اور اس کا علاقہ اسے جاگیر میں دے دیا اس کے ہمسایہ فرمانروا اس کے مکر و فریب اور دلیری و جرأت سے بہت ڈرتے تھے۔ اس کا حکم مانتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے اسی لیے ان کی حکومتیں بچی ہوئی تھیں۔ جب وہ کسی پر لشکر کشی کرتا تھا تو سارے ملک کو جنبش میں لے آتا تھا۔ اس نے حلب میں ایک ایسا فراخ اور مضبوط قلعہ بنوایا تھا کہ اس کا فتح ہونا سخت دشوار تھا۔ اس کے دو بیٹے ہوئے بڑے کا یوقنا اور چھوٹے کا نام یوحنا جب وہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بڑا بیٹا یوقنا اس کا جانشین ہوا وہی حلب کا فرمانروا قرار پایا۔

یوقنا بھی اپنے باپ کی طرح بڑا شجاع دلیر اور بہادر تھا اس کا دبدبہ باپ سے بھی بڑھ گیا تھا لیکن اس کا چھوٹا بھائی یوحنا بڑی نرم طبیعت اور سادہ مزاج تھا اس میں حکومت کی بو باس نہ تھی۔ وہ گرجہ میں داخل ہو کر راہب بن گیا تھا بڑا عالم و فاضل تھا۔ انجیل اور مزامیر داؤدی[1] کو پڑھے ہوئے تھا۔ وہ صومعوں کو تعمیر کراتا اور کنائس کو آباد کرتا تھا ماسہ قسوں اور راہبوں کی کفالت کرتا انھیں کپڑے دیتا ان کے لباس تیار کراتا اور ان کے کھانے پینے کا انتظام کرتا۔

---

[1] مزامیر داؤدی زبور کی دعاؤں کا انتخاب تھا۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

یوقنا اور یوحنا کا مشورہ جب مسلمانوں نے قنسرین اور حاضرین پر قبضہ کر لیا اور معرات عواصم اور بقاع سے لیکر حدنرات تک ان کا تسلط ہو گیا تو ان دونوں کو تشویش ہوئی یوحنا نے یوقنا سے کہا میں چاہتا ہوں کہ رات کو میں اور تم بیٹھ کر مسلمانوں کے معاملے میں مشورہ کریں تم اپنی رائے سے مجھے اطلاع دو میں اپنی رائے سے تمہیں آگاہ کروں۔

یوقنا نے منظور کر لیا رات کو دونوں بھائی قصر شاہی میں جمع ہوئے یوقنا نے کہا۔ تم بہت ذی عقل ہو ان کے معاملے میں سوچ سمجھ کر مشورہ دینا تم خوب جانتے ہو۔ عربوں سے زیادہ مفلس۔ نادار محتاج پسماندہ۔ بے عزت اور فرومایہ کوئی قوم نہیں تھی وہ کبھی ہم پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے اسی لیے ہم بھی کبھی ان پر چڑھ کر نہیں گئے تھے لیکن وہ اب ملک شام پر حملہ آور ہوئے ہیں انھوں نے متعدد شہروں کو فتح کر لیا ہے کئی بادشاہوں کو مار ڈالا ہے وہ جس شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں اسے فتح کر لیتے ہیں قنسرین اور حاضرین پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اب حلب ان کے سامنے ہے وہ یہاں بھی آنے والے ہیں۔

یوحنا۔ تم نے مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے حضرت مسیح کی قسم میں تمہیں صحیح مشورہ دوں گا اگرچہ میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں اور جنگی کاموں سے بھی واقف نہیں ہوں۔ لیکن میرے مشورے پر عمل کرنے سے تمہاری بات بالا رہے گی۔

یوقنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم میرے خیر خواہ ہو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔

یوحنا۔ میری رائے یہ ہے کہ تم ایک ایلچی عربوں کے پاس بھیجو اگر تم کہو گے تو میں خود تمہاری طرف سے ایلچی بن کر ان کے پاس جاؤں گا — تم ادائیگی خراج پر ان سے صلح کی درخواست کرو۔ ہر سال کچھ تھوڑا سا خراج انھیں دے دیا کرنا۔

یوقنا۔ میری یہ بات سن کر بڑا خشمناک ہوا اس نے غضبناک ہو کر کہا مسیح تیرا برا کرے تو نے کیسی بزدلی کی رائے دی ہے تیری ماں نے تجھے اسی لیے پیدا کیا ہے کہ تو راہب اور دحشی ہو۔ میں بادشاہ ہوں بادشاہ زادہ ہوں کبھی خراج ادا نہ

کر دوں گا ہمارا کام لڑنا ہے ہیں ان سے لڑ دوں گا تو راہب ہے راہبوں کی غذا زیت اور ترکاری ہے وہ گوشت اور لذیذ غذائیں نہیں کھاتے اسی لیے ان میں حرارت نہیں ہوتی۔ پست ہمتی اور بزدلی ہوتی ہے سختی ہو تجویز یہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر لڑے بھڑے میں اپنا ملک ان کے حوالے کر دوں یا انھیں خراج دوں حالانکہ اب تک زیادہ تر لوگ ان سے لڑتے رہے ہیں۔ میں یہ کلنک کا ٹیکہ اپنی پیشانی پر ہرگز نہیں لگاؤں گا۔

یوحنا اس کی باتیں سن کر اسطرح ہنسا جیسے اسے سخت تعجب ہوا ہو اس نے کہا تم نے ان لوگوں کا انجام دیکھا اور سنا ہے جو مسلمانوں سے لڑے ہیں ان کی حکومتیں گئیں، دولت گئی۔ اہل وعیال گئے تم بھی ان سے لڑنے کا قصد رکھتے ہو یقیناً اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔ اپنے لشکر اور اہل شہر کی ہلاکی اور تباہی کا باعث ہو تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہرقل اعظم نے ہامان کی سرکردگی میں یرموک کے مقام پر اپنی پوری قوت سے مسلمان پر حملہ کیا تھا لیکن انجام کیا ہوا تمام لشکر تباہ و برباد ہو گیا کئی بادشاہ کام آئے ہامان بھی مارا گیا تم اس لشکر سے زیادہ لشکر فراہم کر سکتے ہو؟

یوقنا کا غصہ برابر بڑھتا جاتا تھا اس نے کہا تو نے عربوں کی تعریف میں انتہا کر دی میں ایسا نہیں ہوں جیسے لوگوں کا تو نے ذکر کیا۔ جب سے مسلمانوں نے ملک شام پر قبضہ کیا میں برابر دولت جمع کرتا رہا اور فوج بڑھاتا رہا ہوں جانتا تھا کہ عرب میری حکومت پر بھی حملہ کریں گے میں ضرور ان کا مقابلہ کروں گا اور اگر صلیب نے مجھے کامیاب کیا تو میں مسلمانوں کے تعاقب میں حجاز تک جاؤں گا۔ اس سے ان شاہان روم کی پیشانیوں پر سیاہی لگ جائے گی جنھوں نے عربوں سے شکست کھا کر ان کی اطاعت قبول کر لی ہے اس وقت ہرقل اعظم کو بھی مجھ سے مقابلے کی جرأت نہ ہوگی میرا دبدبہ بڑھ جائے گا اور اگر عربوں نے مجھے زک دی تو میں اپنے قلعہ میں واپس آجاؤں گا۔ میں نے بہت کافی رسد جمع کر لی ہے میں مدت دراز تک قلعہ بند ہو کر ان کا مقابلہ کر دوں گا۔ خبردار آئندہ مجھے ایسا بزدلانہ مشورہ نہ دینا ورنہ میں تجھ پر بھی سختی کروں گا۔ اور یہ نہ سمجھوں گا کہ تو

میر الجھائی ہے۔

یوحنا کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے کہا تمہاری اجل قریب آگئی ہے۔ تم صحیح مشورہ قبول نہیں کرتے ہو۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو مگر اس وقت تک مجھ سے بات نہ کرنا جب تک میرے مشورہ پہ عمل نہ کرو — یہ کہتے ہی وہ خفا ہو کر اٹھ کر چلا گیا۔

یوقنا کی روانگی

یوقنا نے رومیوں اور عرب منتصرہ کو جنگ کے لیے تیار کیا۔ انھیں ہتھیار تقسیم کیے گھوڑے دیئے اور ان سے کہا۔ مسلمانوں کی جمعیت متفرق ہو گئی ہے قنسرین میں ان کی تھوڑی سی جماعت موجود ہے اس پر فتح پانا کچھ مشکل نہیں ہے میں ان سے قنسرین میں مقابلہ کروں گا۔

یوقنا نے ایک مشہور بطریق کرکس یا اکراگلس کو ایک ہزار جمعیت دے کر قلعہ کی حفاظت کے لیے مامور کیا اور بارہ ہزار سوار لے کر قنسرین کی طرف روانہ ہوا اس نے کچھ جاسوس لشکر سے آگے روانہ کیے۔

اسلامی ہراول کا کوچ

ابوعبیدہ بن الجراح نے حلب کی روانگی کا قصد کیا انھوں نے بنی ضمرہ کے ایک شہسوار بہادر آدمی جن کا نام کعب بن ضمرہ الضمری تھا ایک ہزار سوار دے کر بطور ہراول روانہ ہونے کا حکم دیا۔

کعب ایسے بہادر اور جنگجو تھے کہ جب اور جس جگہ لڑائی میں جٹ جاتے تھے پھر قلت اور کثرت کی پروا نہ کرتے تھے برابر لڑتے تھے ابوعبیدہ نے انھیں روانہ کرتے وقت کہا تم ایسے لشکر سے نہ بھڑ جانا جس کے مقابلے کی تم میں تاب نہ ہو معلوم ہوا ہے کہ یوقنا بڑا بہادر اور فریبی ہے اس سے ہوشیار رہنا اور اس کا حال معلوم کرنے کے لیے جاسوسوں کو بھیجنا تمہارے پیچھے ہی میں آرہا ہوں کعب روانہ ہو گئے۔

یوقنا کے لشکر سے جنگ

یوقنا کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ ایک ہزار مسلمانوں

کا لشکر اسی طرف آرہا ہے یوقنا نے دریافت کیا۔ مسلمان کتنے فاصلے پر ہیں۔؟
جاسوس۔ یہاں سے قریب شہر حلب سے چھ میل کے فاصلے پر ہیں۔

یوقنا نے آدھا لشکر تو کمین گاہ میں چھپا دیا اور آدھا لشکر لے کر مسلمانوں کے سامنے جا پہونچا مسلمانوں نے ایک دوسرے کو آواز دی سب گھوڑوں پر سوار ہوئے کعب نے کہا۔ مسلمانوں! رومیوں کی جمعیت کچھ زیادہ نہیں ہے چھ ہزار معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ہزار تم ہو خدا کا نام لے کر حملہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

مسلمانوں نے نہایت سخت حملہ کیا رومی بھی ٹوٹ پڑے جنگ شروع ہو گئی نہایت گھمسان کی جنگ ہوئی مسلمان غالب ہونے لگے اسی وقت ان کی پشت کی طرف سے یوقنا کی کمینگاہ والی سپاہ اچانک نکل پڑی اسلامی فوج نے یہ دیکھ کر بظاہر پسپا ہونا شروع کیا جب دونوں عیسائی فوجیں ایک دوسرے سے مل گئیں تو پھر مسلمانوں نے مقابلہ کرنا شروع کر دیا مسلمان بڑی ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے خصوصاً قبیلہ کندہ کے لوگ نہایت دلیری سے جنگ کر رہے تھے انہوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا تھا ان کے قبیلہ کے سو آدمی ایک ہی جگہ کے شہید ہو گئے۔

کعب بن ضمرہ سخت متردد اور پریشان تھے انھیں مسلمانوں کا بڑا فکر تھا وہ نہایت دلیری سے لڑ رہے تھے۔ علم ان کے ہاتھ میں تھا جس جگہ جنگ کا زور دیکھتے وہاں جا کر پر زور حملہ کر کے دشمنوں کو مار ڈالتے اور مسلمانوں کے پاس سے ہٹا دیتے وہ پکار کر کہہ رہے تھے۔ یا محمد النصر یا نصر اللہ انزل یا معاشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعۃ وانتم الاعلون۔ یعنی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدد کرو۔ اے مدد اللہ تعالیٰ کی نازل ہو۔ مسلمانو! ثابت قدم رہو ایک گھڑی بھر کی جانفشانی ہے یقیناً غالب آؤ گے۔

مسلمان دوڑ دوڑ کر کعب بن ضمرہ کے پاس جمع ہو رہے تھے اس وقت تک ایک سو ستر آدمی شہید ہو چکے تھے ان میں سربرآوردہ اور رئیس لوگ یہ تھے۔ عبادہ بن عاصم الحبشی ضمرہ بن عامر البیاضی حازم بن شہاب سہیل بن السلیم البجلی

رقاشہ بن محض الطفری عامر بن زرالعفری محکم بن ماجد الشکری قیس بن طالب العفری نجبتہ بن دارم العفری عیان بن سیف العفری لجام بن حمزۃ العفری سالم بن عروہ اور سعید بن مفلح۔

ان میں سعید بن مفلح وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یوم سلاسل اور غزوہ تبوک میں اور جنگ یمامہ میں خالد بن الولید کے ساتھ شریک ہوئے تھے ان کے سینے پر چالیس زخم آئے تھے۔

کوئی مسلمان اس وقت تک شہید نہیں ہوا جب تک اس نے کافی مشرکوں کو قتل نہیں کر ڈالا۔ مسلمان تھوڑے قتل ہوئے اور کفار زیادہ مارے گئے اس سے رومیوں میں بزدلی پیدا ہو گئی وہ بھاگنے پر تیار ہو گئے۔

یوقنا نے بھانپ لیا اس نے کہا سختی ہو تم پر ان تھوڑے مسلمانوں کے سامنے شکست اٹھا کر بھاگے جا رہے ہو۔ یہ عرب مکھیوں کی طرح ہیں اگر اڑاؤ تو اڑ جاتے ہیں نہ اڑاؤ تو قبضہ جماتے چلے جاتے ہیں۔ رومی جم گئے۔

کعب بن حمزہ کو مسلمانوں کے مارے جانے کا سخت رنج و قلق تھا وہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنی زرہ پر ایک اور زرہ پہنی کمر پٹکہ سے باندھی گھوڑے کے منھ اور نتھنے پر ہاتھ پھیرا وہ گھوڑا اکثر لڑائیوں میں شریک ہو چکا تھا اس کا نام ہلال تھا اس پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کے آگے جا کر کھڑے ہو گئے علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ بار بار پیچھے پھر کر دیکھ لیتے تھے۔ ابو عبیدہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن کسی لشکر کے آمنے کے آثار ظاہر نہ تھے۔

اہل حلب کی ابو عبیدہ کے پاس آمد

ابو عبیدہ کے نہ آسنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ نقدر دانگی کا کر چکے تھے اہل حلب ان کے پاس مصالحت کی غرض سے آئے ان کے آنے کی صورت یہ ہوئی کہ یوقنا حلب سے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے نکلا تو شہر کے معزز اور تاجر پیشہ لوگ جمع ہوئے انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی یا ان کے مذہب میں شامل ہو گئے وہ اچھے رہے انھیں کوئی نقصان نہیں پہونچا اور جو ان سے لڑا وہ تباہ و برباد ہوئے مناسب یہ ہے

کردہ مسلمان ہونگے ساتھ اپنے اور اہل شہر کے لئے ادائے جزیہ حاصل کریں اگر مسلمان یوقنا پر فتحیاب ہوئے تو ہم بے خوف رہیں گے اور اگر یوقنا کامیاب ہوکر لوٹا تو ہم اس سے مصالحت کا ذکر نہ کریں گے۔

اس قرار داد پر سب لوگ متفق ہو گئے انہوں نے تیس آدمیوں کو جو ذی عقل اور برآوردہ تھے ابوعبیدہ کے پاس روانہ کیا یہ لوگ اس راستہ سے نہیں گئے جس سے یوقنا گیا تھا بلکہ دوسرے راستے سے چلے اور اس وقت ابوعبیدہ کے پاس پہنچے جب وہ روانگی کا قصد کر رہے تھے انہوں نے مسلمانوں کے پاس پہنچ کر پکار کر کہا۔ لفون۔

حضرت عمر کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ رومی لغت میں لفون کے معنی امان کے ہیں چنانچہ انھوں نے ملک شام کے تمام عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھ دیا تھا کہ جب کوئی لفون کہے تو اسے قتل نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم سے باز پرس کرے گا عاملوں نے اپنے تحت سپاہیوں کے یہ لفظ ذہن نشین کراکر حکم دے دیا تھا کہ جب کوئی لفون لفون کہے تو اسے قتل نہ کرو بلکہ حراست میں لے لو۔"

مسلمان ان رومیوں کی طرف دوڑے اور انھیں ہمراہ لے کر ابوعبیدہ کی خدمت میں پہونچے حضرت خالد نے ان رومیوں کو دیکھتے ہی ابوعبیدہ سے کہا" یہ حلب کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ امان مانگنے آئے ہیں۔

ابوعبیدہ نے کہا۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے یہی امید رکھتا ہوں اگر وہ مصالحت کی درخواست کریں گے تو میں منظور کرلوں گا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اہل حلب رات کے وقت اسلامی لشکر میں آئے تھے اس وقت مسلمانوں کے کیمپ میں جگہ جگہ آگ روشن تھی۔ بعض مسلمان نماز پڑھ رہے تھے بعض قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے اہل حلب میں سے بعض نے کہا۔ مسلمانوں کی فتحمندی اور غلبہ کا راز ان کی خدا پرستی میں مضمر ہے۔

ابوعبیدہ کے مترجم نے انھیں بات سے آگاہ کیا ابوعبیدہ نے مترجم سے کہا۔ ان لوگوں سے کہدو کہ خدا نے ہمیں نعمتیں دی ہیں ہم اس کی شکر گزاری کرتے ہیں اس سے ڈرتے ہیں اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ ہمارا مرنا اسی

کے لیے ہے۔ ہم اسے یاد کرتے ہیں۔ وہ ہمیں یاد رکھتا ہے ہماری مدد کرتا ہے ہمیں فتح دیتا ہے۔

اب مترجم کے ذریعے سے گفتگو شروع ہوئی ابوعبیدہ نے دریافت کیا تم کہاں سے اور کس لیے آئے ہو۔

رومیوں نے جواب دیا۔ ہم حلب کے باشندے ہیں مصالحت کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔

ابوعبیدہ۔ مگر میں نے تو سنا ہے کہ تمہارے بطریق یوقنا نے جنگ کی پوری پوری تیاری کر لی ہے۔ کافی رسد جمع کی ہے فوجیں بھرتی کی ہیں تم کیسے اور کس کی طرف سے صلح کی درخواست لے کر آئے ہو؟

رومی۔ ہم شہر حلب کے رئیس ہیں اور تاجر ہیں یوقنا کی لاعلمی میں مصالحت کرنے آئے ہیں یوقنا کا ارادہ واقعی تم سے لڑنے کا ہے چنانچہ وہ آج صبح لشکر لے کر تم سے جنگ کرنے کے لئے نکلا ہے ہم دوسرے راستے سے آئے ہیں۔

ابوعبیدہ۔ یہ سن کر کعب بن حمزہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے فکرمند ہوئے انہوں نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ھلاک اللہ کعب و من معہ ان اللہ وانا الیہ راجعون ہ یعنی نہیں ہے خوف اور قوت مگر اللہ بزرگ کی طرف کعب اور ان کے ساتھی ہلاک ہوئے جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔

اہل حلب نے۔۔۔ مترجم سے کہا "صلح کے متعلق گفتگو کرو۔

مترجم نے ابوعبیدہ سے کہا۔ ابوعبیدہ نے کہا ان کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی۔

یہ سن کر رومی بڑے متوحش ہوئے۔ انہوں نے کہا حلب میں قرب وجوار کے بہت سے دیہات کے لوگ جمع ہیں وہ سب صلح کے خواہش مند ہیں۔ اگر تم اس بات سے انکار کرو گے تو تمام ملک میں اس بات کی شہرت ہو جائے گی کہ عرب صلح نہیں کرتے پھر ہر رومی مرنے کو تیار ہو جائے گا۔

رومیوں میں سے ایک پستہ قد شخص آگے آیا وہ عربی زبان نہایت وضاحت سے بولتا تھا اس نے کہا۔

اے سردار سنو انبیا کے صحیفوں میں جو لکھا ہے میں عرض کرتا ہوں تمہیں اس بات پر عمل کرنا چاہیے۔

ابوعبیدہ نے کہا اگر وہ حق ہو گا میں اس پہ ضرور عمل کروں گا۔

اس شخص نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے میں نے مسلمانوں کے دلوں میں رحم و مہربانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس پہ رحم نہیں کرتا جو نیکی اور احسان نہیں کرتا جو معاف کرے گا میں اسے معاف کروں گا۔ جو مجھے ڈھونڈے گا وہ پائے گا۔ جو مجھے رنج و خوف کی حالت میں پکارے گا اس کو مطمئن اور بے ڈر کردوں گا۔ جو مجھے یاد کرے گا۔ میں اسے یاد کروں گا اور اس کے رزق میں اس کی عمر میں اور اس کے اہل و عیال میں برکت دوں گا اس کے دشمنوں پر اسے اس طرح فتح دوں گا جو شخص کسی کے احسان پر شکریہ ادا کرتا ہے وہ میرا شکریہ ادا کرتا ہے۔

یہ تو صحیفوں کا ذکر تھا اب سنو ہم تم سے خوفزدہ ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں تم سے رحم و مہربانی کی درخواست کرنے ہیں تم ہماری درخواست قبول کر دو۔

ابوعبیدہ اس کی باتیں سن کر رو پڑے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ لو رسل نبیلنا الی جمیع الحق فالحمد للہ علےٰ ھدایتہ۔

پھر انہوں نے کہا۔ صلے اللہ علےٰ محمد وعلیٰ جمیع الانبیاء قد ھذا واللہ ارسل نبیلنا الی جمیع الخلق فالحمد للہ ھدایتہ۔ یعنی درود بھیجے اللہ تعالیٰ محمد پہ اور سب نبیوں پہ اس لیے کہ خدا کی قسم سب نبی اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ساری مخلوقات کیطرف ساتھ رحمت کے ساری تعریف اس اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہمیں ہدایت دی۔

ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا تم نے سنا یہ لوگ حلب کے تاجر اور رئیس ہیں مصالحت کی درخواست کرنے آئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں

کہ ان سے مصالحت کرنے میں ضرر نہیں بلکہ فائدہ ہے کیونکہ جب یہ بازاری اور عام لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے اور شہر پر ہمارا قبضہ ہو گا یہ لوگ ہماری جاسوسی کریں گے۔

ایک مسلمان نے کہا۔ لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ ہمیں فریب دیں ہم میں ملے جلے رہیں۔ اور ہماری خبریں اپنے سردار کو پہونچاتے رہیں کیا یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ لسطریق ہی نے انھیں بھیجا ہو تاکہ یہ ہمیں باتوں میں لگا کر کعب بن ضمرہ کی مدد کرنے سے روک دیں۔

ابوعبیدہ۔ بدگمانی نہیں کرنا چاہیے۔ خدا سے نیک گمان رکھو اپنے پر بھروسہ رکھو یہ میرا ایمان ہے کہ وہ مسلمانوں کو ذلیل و خوار ہونے نہ دے گا دشمنوں کو ہم پر غلبہ نہ دے گا۔ میں ان سے ایسی شرائط طے کر لوں گا جو مسلمانوں کے لیے مفید ہوں۔

مسلمانوں نے کہا۔ اے سردار تم جو مناسب سمجھو کرو۔

ابوعبیدہ نے اہل حلب سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم اہل قنسرین کے برابر مال صلح میں دو۔

اہل حلب نے کہا۔ قنسرین میں زیادہ لوگ ہیں اور وہ مالدار بھی ہیں ہم سے یوقنا نے قرضہ جنگ کے طور پر بہت کچھ دولت اینٹھ لی ہے اور متمول لوگوں کو مع ان کے اہل و عیال کے قلعہ میں لے گیا ہے ہم لوگ سرکے آورده ضرور ہیں لیکن دولت مند نہیں ہیں ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ قنسرین والوں نے جو دیا ہے اس کا نصف ہم سے قبول کر لو۔

ابوعبیدہ۔ مجھے منظور ہے لیکن تمہیں رسد ہمارے لیے مہیا کرنی ہو گی ہم اس کی قیمت دیں گے تمہارا یہ بھی فرض ہو گا کہ دشمن کی خبریں ہم سے کہتے رہو اور ہماری خبریں دشمنوں کو نہ پہونچاؤ۔ اگر تمہارا لسطریق ہمارے مقابلے میں شکست کھا کر فرار ہو تو تم اسے قلعہ میں نہ گھسنے دو۔

رومی۔ اے امیر عرب یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم یوقنا کو قلعہ میں داخل ہونے سے روک دیں۔ ہم شہر کے رہنے والے ہیں قلعہ پر ہمارا قابو نہیں ہے

ہم ان ہی شرطوں کا اقرار کر سکتے ہیں جنھیں پورا کر سکیں۔ اور شرطیں ہمیں منظور ہیں۔

ابوعبیدہ۔ اگر تم اس شرط کو پورا نہیں کر سکتے تو میں بھی اس کے ماننے پر مجبور نہیں کرتا۔ لیکن اور شرطوں میں سے کسی شرط کی اگر کوئی شخص خلاف ورزی کرے گا تو وہ ہماری صلح اور ذمہ داری سے نکل جائے گا۔ ہمیں اختیار ہوگا کہ اسے قتل کر ڈالیں۔ اس کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیں ساز و سامان کو لوٹ لیں۔"

رومی: "یہ بات ہمیں منظور ہے۔"

ابوعبیدہ۔ "یہ جو کچھ تم سے لیتے ہیں یہ ایک سال کے لیے ہے۔ آئندہ سال سے ہم تم سے جزیہ لیں گے۔"

اہل حلب اس پر راضی ہو گئے۔ صلحنامہ لکھا گیا۔ ابوعبیدہ نے ان سے وفاداری اور ایفائے عہد کی بابت حلف لیے۔ جب اہل حلب نے واپس جانے کی اجازت چاہی تو ابوعبیدہ نے کہا: "تم ہماری ذمہ داری میں آ گئے ہو تمہاری حفاظت ہم پر فرض ہو گئی ہے۔ میں تمہارے ساتھ نگہبان کر دوں تاکہ تمہیں تمہارے شہر تک پہنچا دے۔"

رومیوں نے ابوعبیدہ کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ آپ ہماری طرف سے بے فکر رہیں۔ ہم جس راستے سے آئے ہیں اسی راستے سے چلے جائیں گے ہمارے ساتھ محافظوں کو نہ بھیجیے۔"

ابوعبیدہ نے مان لیا۔ انھوں نے ان لوگوں کے نام لکھ لئے جو اس وفد میں آئے تھے۔ رومی چلے گئے۔ مسلمانوں نے کعب بن حمزہ اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے بڑے اضطراب و انتشار میں رات بسر کی۔

تائید غیبی

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ اہل حلب راتوں رات چل کر صبح کے قریب شہر کے قریب پہنچے۔ وہاں انھیں ایک گبر ملا۔ اس نے ان سے دریافت کیا: "تم لوگ کہاں گئے تھے؟ بڑے خوش خوش آرہے ہو کیا بات ہے؟"

رومی اسے شہر والوں میں سے اور اپنا ہمدرد و ہم خیال سمجھے۔ انھوں نے کہا: "ہم عربوں کے سردار کے پاس مصالحت کے لئے گئے تھے۔ حضرت مسیح نے

ہربان کی مصالحت ہو گئی۔
گر انھیں مبارکباد دے کر چلا گیا۔ وہ یوقنا کا مشیر کار تھا۔ وہاں سے رزمگاہ کی طرف دوڑا۔ یوقنا اب تک مسلمانوں سے لڑ رہا تھا۔ ایک ہزار مسلمانوں کو بارہ ہزار رومیوں سے لڑتے ہوئے ایک دن اور ایک رات کامل گزر چکے تھے۔ اس عرصہ میں ایک لمحہ کے لیے بھی لڑائی بند نہیں ہوئی تھی۔ برابر جاری تھی۔ نہایت شدت سے جنگ ہو رہی تھی۔ مسلمان ابوعبیدہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن ان کے آنے کے کچھ آثار نہ تھے۔

کعب بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ اس روز میں بذات خود لڑ رہا تھا۔ مسلمانوں کی حمایت کر رہا تھا۔ مشرکوں کو ان کے پاس آنے سے روکتا تھا۔ ہم سب تھک کر چور ہو گئے تھے۔ ہر مسلمان اپنی اور دوسروں کی حفاظت میں مصروف تھا ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مدد کا انتظار کر رہے تھے۔ ابوعبیدہ کے آنے سے ناامید ہو چکے تھے لڑائی کو جاری ہوئے ایک دن اور ایک رات ہو چکی تھی۔ دوسرے دن کی صبح نمودار ہو گئی تھی خدا کی قسم اس عرصہ میں ہمیں نماز پڑھنے تک کا موقع نہ مل سکا تھا۔ ہم اپنی جانوں سے ناامید ہو چکے تھے دفعتہً رومی لشکر میں شور و غل ہوا۔ اور سارا لشکر ایک سرے سے ——— دوسرے سرے تک جنبش میں آ گیا۔ میں نے سمجھا رومیوں کو مدد پہونچ گئی۔ حالت رنج دیاس میں بیساختہ میری زبان سے نکلا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی یہ فقرہ پورا نہیں کر چکا تھا کہ رومی لشکر پسپا ہو کر اپنی پشت کی طرف لوٹا میں نے کہا۔ الحمد للہ حمد الشاکرین۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ یا تو آسمان سے کسی خوفناک آواز نے انھیں مخاطب کر کے ڈرا دیا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے مثل جنگ بدر کے فرشتوں سے ہماری مدد کی ہے۔"

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ وہ گبر جو مصالحت کنندوں سے ملا تھا اور جسے شہر حلب کے باشندوں کا مسلمانوں سے صلح کر لینے کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ دوڑا ہوا یوقنا کے پاس اس وقت آیا۔ جب یوقنا کو اپنی فتح کا پورا یقین ہو گیا تھا۔ اس نے آتے ہی یوقنا سے کہا "اے بطریق! شہر حلب کے باشندوں

نے تیرے ساتھ دغا کی۔ انھوں نے بغیر تیری رضا مندی کے مسلمانوں سے بالا ہی بالا صلح کر لی۔ یقیناً مسلمان دوسرے راستے سے آرہے ہیں۔ وہ شہر اور قلعہ پر قبضہ کریں گے۔"

یہ سنتے ہی یوقنا کا منہ فق پڑ گیا۔ وہ اپنا لشکر لے کر جلدی سے اپنے پیچھے کو لوٹا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ کعب بن ضمرہ نے اس کے تعاقب کا ارادہ کیا بعض مسلمانوں نے ان سے پکار کر کہا "کہاں جاتے ہو اے کعب! پھر دشمن ہماری طرف کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ دشمن کو خدا نے بھگا دیا ہے۔ ہم نے بڑی مشقت اٹھائی ہے آدمی اور جانور سب تھک کر چور ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں آرام کرنے دو۔ کعب لوٹ آئے وہ اور تمام مسلمان گھوڑوں سے اترے۔ وہ شل ہو چکے تھے۔ انھوں نے آرام کیا۔

ابو عبیدہؓ کا کوچ

ابو عبیدہ کعب اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے رات بھر پریشان اور مضطرب رہے۔ انھیں نیند نہیں آئی۔ صبح کی اذان ہوتے ہی اٹھے۔ مسلمانوں کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر انھوں نے خالد بن ولید سے کہا "اے ابا سلیمان! تمہارے بھائی ابو عبیدہ رات بھر نہیں سوئے کعب اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے غمگین اور پریشان رہے۔ میرا خیال ہے کہ یوقنا نے ان پر حملہ کر کے ان سب کو شہید کر دیا ہوگا۔"

خالد بن الولید نے کہا "یا امین الامت! خدا کی قسم میں بھی تمام رات نہیں سویا ہوں۔ مسلمانوں کا غم و قلق لاحق رہا۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

ابو عبیدہ۔ میں کوچ کا قصد رکھتا ہوں۔ تم مع اپنے لشکر کے آگے روانہ ہو کر اپنے بھائیوں کی خبر لو۔ میں بھی پیچھے آتا ہوں۔"

خالد بن ولید لشکر زحف کو لے کر چلے۔ ان کے پیچھے ابو عبیدہ بھی روانہ ہوئے خالد بن ولید تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں پہنچے جہاں کعب اور ان کے ساتھی سو رہے تھے۔ ایک دیدبان نگہبان پر مقرر تھا۔ جب اس نے خالد بن ولید کو دیکھا اس نے خوش ہو کر پکارا "النفیر النفیر یا انصار الدین" یعنی اے

دین کے مددگار چلو چلو!"

اس کی آواز سنتے ہی مسلمان اس طرح اٹھے جس طرح سوتے ہوئے شیر اٹھ جاتے ہیں۔ انھوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد بن ولید کا استقبال کیا ان کے تھوڑی ہی دیر بعد ابوعبیدہ بھی مع لشکر کے وہاں پہنچ گئے۔ وہ کعب بن ضمرہ کو صحیح وسالم دیکھ کر خوش ہوئے۔ انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا مگر جب ان کی نظر شہیدوں پر پڑی اور معلوم ہوا کہ دو سو مسلمان اس معرکہ میں شہید ہو گئے تو ان کی خوشی غم سے بدل گئی۔ انھوں نے کہا۔" لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انھوں نے کعب بن ضمرہ سے دریافت کیا یہ تمہارے ساتھی کیسے مارے گئے؟"

کعب نے مختصراً کہا۔" حلب کا بطریق یوقنا ہم پر آ پڑا۔ بارہ ہزار سوار اس کے ساتھ تھے۔ ہم ایک دن اور ایک رات برابر اس کے ساتھ لڑتے رہے۔ دفعتہً وہ دوسرے روز پسپا ہو کر بھاگ گیا۔

ابوعبیدہ۔ اللہ بڑا کارساز ہے۔ کاش ابوعبیدہ مارے جاتے اور ابوعبیدہ کے زیر علم یہ مسلمان شہید نہ ہوتے۔

ابوعبیدہ نے گڑھے کھدوائے اور سب مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے ایک ہی نماز تمام شہیدوں کے لیے پڑھی اور جو کپڑے وہ پہنے ہوئے تھے انھیں میں دفن کر دیا ان کے دفن سے فارغ ہو کر ابوعبیدہ نے کہا:" میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا تھا وہ فرماتے تھے۔ یحشر اللہ تعالیٰ الشہداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یوم القیامۃ ودماءھم علی نحورھم اللون لون الدم والریح المسک والنور علیھم نبلاء فید خلھم الجنۃ اللہ ان شہیدوں کو جو اس کی راہ میں مرے ہیں قیامت کے دن اس طرح اٹھائے گا کہ ان کے سینوں پر خون خوش رنگ اور خوشبودار ہوگا ان چہرہ پر نور روشن اور چمکتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انھیں بغیر حساب کے بہشت میں داخل کرے گا۔

ل دیدبان مخفف ہے دیدہ بان کا۔ دیدبان اسے کہتے ہیں جو کسی اونچے مقام سے دشمنوں کو دیکھے۔ (صادق صدیقی)

یوقنا کا ظلم ابوعبیدہ نے خالد بن الولیدؓ سے کہا اب مجھے ان اہل حلب کا فکر ہے جو مصالحت کر کے گئے ہیں وہ ہماری ذمہ داری میں ہیں۔ کہیں یوقنا ان پر سخت گیری نہ کرے۔ یہاں سے جلد کوچ کرو۔

چنانچہ ابوعبیدہ حلب کی جانب روانہ ہوئے ان کی پریشانی ٹھیک نکلی یوقنا نے حلب میں پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شہر والوں سے کہا بختی ہو تم پر تم بدبختی کو پہنچے، تم نے عربوں سے مصالحت کر لی۔ تم ان کے مددگار بن گئے حضرت مسیح کا غضب تم پر نازل ہوگا۔ یا تو تم وہ عہد جو تم نے مسلمانوں سے کیا ہے توڑ دو اور میرے ساتھ چل کر ان سے لڑو۔ ورنہ میں تم سب کو مار ڈالوں گا۔

اہل شہر نے بدعہدی کرنے سے انکار کیا۔ انھوں نے دریافت کیا: کسی نے تم سے کہا کہ ہم نے عربوں سے مصالحت کر لی۔ یوقنا نے اس مخبر کا نام بتا یا وہ ایک البطریق... یوقنا کا مشیر تھا۔

یوقنا نے سپاہیوں کو شہر میں متعین کر دیا۔ انھیں لوگوں کو قتل کرنے۔ ان کے لوٹ لینے اور ان کی بے حرمتی کرنے پر مامور کیا۔ فوجی لوگوں نے لوٹ مار اور قتل وغارت گری شروع کر دی۔ تمام شہر سے فریاد وفغاں اور نالہ وشیون کی آوازیں آنے لگیں۔ یوحنا قلعہ کے اندر تھا۔ اس نے جب یہ آوازیں سنیں تو شہر میں آیا اور یہ ظلم وستم دیکھ کر کانپ گیا۔ اس نے اپنے بھائی یوقنا سے کہا: تم یہ کیا ظلم کر رہے ہو۔ اس سے مسیح خشمناک ہوں گے۔ حضرت مسیح نے دشمنوں کو مارنے کی ممانعت کی ہے تم اپنے ہی مذہب والوں کو مارتے ہو۔

یوقنا۔ انھوں نے بغیر میری مرضی کے مسلمانوں سے مصالحت کر لی ہے یہ قابل گردن زدنی ہیں۔

یوحنا۔ انھوں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ انھیں اپنی بہتری اس میں نظر آئی کہ مسلمانوں سے صلح کر لیں۔

یوحنا کا قبول اسلام یوقنا کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا: معلوم ہوتا ہے تو نے ہی انھیں صلح کر لینے کی ترغیب دی

ہے پہلے میں تجھ پر سخت گھیری کروں گا تجھے سزا دوں گا۔"
یہ کہتے ہی اس نے یوحنا کو زمین پر گرا دیا اور اسے قتل کرنے کے لئے تلوار نکالی
یوحنا نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ عَلٰی اَنِّیْ مُسْلِمٌ
اِیَّاکَ مُخَالِفٌ الَّذِیْنَ ھُوَ عُمْ لِاَیِّ الْقَوْمِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ مَسِیْحَ نَبِیُّ اللّٰہِ۔ یعنی اے اللہ تو گواہ ہو کہ میں مسلمان
ہوتا ہوں اور اس قوم کے دین کا مخالف ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے
خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد خدا کے رسول ہیں
اور مسیح خدا کے نبی تھے۔ پھر یوحنا نے یوقنا سے کہا۔ میں نے وہ دین اختیار کر لیا
جس کی بشارت مسیح نے دی تھی۔ اب اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل کر ڈال
میں شہید ہونگا اور بہشت میں جاؤں گا۔
یوقنا کو اور بھی غصہ آیا۔ اس نے اپنے حقیقی بھائی یوحنا کا سر کاٹ
ڈالا۔

مسلمانوں کی آمد یوحنا کو قتل کر کے یوقنا کا جنون اور زیادہ بڑھ گیا اس نے
شہر والوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا لوگ عاجزی
کرتے تھے۔ رحم کی درخواست کرتے تھے کوئی ان کی نہ سنتا تھا شور و فریاد بلند
تھی۔ اہل شہر اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے۔ اسی وقت ان پر کشود کا وآئی
اللہ نے ان پر رحم کیا۔ اسلامی لشکر نمودار ہوئے اسلامی علم ہوا میں لہراتے
اور دھوپ میں چمکتے آ رہے تھے۔ مسلمانوں نے دور ہی سے اللہ اکبر کے
نعرے لگائے۔ شہر والوں کی جان میں جان آئی۔ انھوں نے خوش ہو کر
کہا۔"مدد آگئی" اور بھی زور زور سے چلانا شروع کیا۔

زبردست حملہ حضرت ابو عبیدہ اور تمام مسلمانوں نے رومیوں کے شور و
فریاد کی آوازیں سنیں۔ حضرت خالد نے کہا: "اے سردار!
تمہارا اندیشہ صحیح نکلا۔ خدا کی قسم تمہاری ذمہ داری ناچیز ہوئی — یوقنا
نے قوم کو ہلاک کر دیا۔"
یہ کہتے ہی انھوں نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا۔ ان کا لشکر ان کے ساتھ

چلا انھوں نے یوقنا اور اس کے ساتھیوں پر نہایت سخت حملہ کیا۔ حضرت خالد حملہ کرتے تھے ـــ اور کہتے تھے ــ" دور ہو جاؤ، او ناکیو ۔ ہمارے اہلِ صلح کے پاس سے دور ہو جاؤ۔"

یوقنا نے جب اس بلا کو دیکھا۔ جو اس پر نازل ہوئی تھی تو وہ گھبرا گیا۔ اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن مسلمانوں نے صرف ایک ہی گردادا دیا تھا کہ اس کی صفیں الٹ گئیں۔ وہ دوڑ کر قلعہ میں جا گھسا۔ اس کے ساتھیوں کے دو گروہ ہو گئے ایک تو اس کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گیا دوسرا جنگل کی طرف بھاگا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا۔ اور اس میں سے ایک ایک سوار کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا۔

یوقنا نے شہر والوں میں سے جو مسلمانوں کی صلح میں داخل تھے تین سو کو مارا تھا مسلمانوں نے یوقنا کے تین ہزار سپاہیوں کو مار ڈالا۔ مسلمانوں نے اسے عجیب واقعہ سمجھا۔ یوقنا کے اس قدر لشکریوں کے مارے جانے سے وہ خوش ہوئے۔

شہر والوں کو یوقنا سے نجات ملی۔ انھوں نے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا تمام حالات بیان کئے۔ یہ بھی بتایا کہ یوقنا نے اپنے بھائی یوحنا کو مار ڈالا اور مرتے وقت وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

اہلِ شہر کا ایفائے عہد

ابو عبیدہ شہر سے باہر مقیم ہو گئے۔ اہل حلب ان کے پاس چالیس بطارقہ کو گرفتار کر کے لائے انھوں نے دریافت کیا: "یہ کون لوگ ہیں اور تم انھیں ہمارے پاس کیوں لائے ہو؟"

شہر والوں نے جواب دیا: "یہ لوگ یوقنا کے ساتھی ہیں ـــ یوقنا کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں نہ جا سکے۔ شہر میں چھپ گئے۔ یہ صلح میں داخل نہیں ہیں ان کو پناہ دینا یا چھپائے رکھنا ہم نے معاہدے کے خلاف سمجھا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں لائے ہیں۔

ابو عبیدہ۔ تم نے ایفائے عہد کیا۔

ابو عبیدہ نے قیدیوں کے سامنے اسلام پیش کیا۔ سات آدمی ان میں سے

مسلمان ہو گئے۔
باقیوں نے انکار کیا۔ انھیں قتل کر دیا گیا۔ ابوعبیدہ نے رومیوں سے کہا۔
تمہارے بطریق یوقنا نے قلعہ میں پناہ لی ہے۔ کیا تم قلعہ کے ایسے پوشیدہ
راستوں سے واقف ہو جن سے قلعہ میں رسائی ہو سکے؟"
رومیوں نے کہا۔ ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ قلعہ کے پوشیدہ راستے ضرور ہیں
لیکن ان راستوں کو ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا ہے۔"
ایک نو مسلمان نے جن کا نام یونس بن عمر والغانی تھا کہا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تم
خفیہ راستوں سے واقف نہ ہو۔ تم یہاں رہتے ہو اور شہر کے تمام کھیدوں کو
جانتے ہو۔"
ابوعبیدہ۔ سنو اگر تم ہمیں خفیہ راستوں سے خبردار کر دو گے تو مال غنیمت
میں سے تمہیں بھی حصہ دیں گے۔
رومی: حضرت مسیح کی قسم ہم خفیہ راستوں سے واقف نہیں ہیں۔ البتہ یہ ضرور جانتے
ہیں کہ خفیہ راستے ہوں گے بھی یوقنا نے انھیں بند کرا دیا ہو گا۔"
رومی چلے گئے۔ ابوعبیدہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" اب تمہارا
کیا مشورہ ہے؟"
یونس بن عمر الغانی نے کہا:" اے سردار! میں ملک شام کے تمام بڑے شہروں
اور قلعوں سے خوب واقف ہوں۔ اللہ غالب و بزرگ نے اکثر شہروں
کو فتح اور وہاں کے کافروں کو ہلاک کیا ہے۔ تم اس قلعہ کا محاصرہ کر لو اور
اس کے متعلقات میں تاخت و تاراج کرو۔ بطریق محاصرہ سے تنگ آ کر صلح
پر آمادہ ہو جائے گا۔
خالد بن ولید ان کی باتیں سن کر ہنسے اور کہا:" رائے تو مناسب ہے مگر
بطریق کو قلعہ کے استحکام کا موقعہ نہیں دینا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ قلعہ پر یورش
کرو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرا دے:"
ابوعبیدہ۔ تمہاری رائے مناسب ہے اے ابا سلیمان! انھوں نے قلعہ
پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

سنگ باری سے نقصان مسلمانوں نے قلعہ پر حملہ کیا۔ مجاہدین اسلام تکبیر و تہلیل کے نعرے لگاتے ہوئے بڑھے یوقنا اور اس کی تمام فوجیں فصیل پر چڑھ گئیں۔ انھوں نے ڈھلواسیوں اور عرداتٌ لے کے ذریعہ سے پتھر برسانے شروع کردیئے اور اس شدت سے سنگباری کی کہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچا۔ بہت سے مسلمان شہید ہوگئے بہت سے زخمی ہوگئے۔ وہ بری طرح پسپا ہوئے جو لوگ اس معرکہ میں پتھروں سے شہید ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عامر بن الاسیع الرابعی۔ مروان بن عبید الرابعی مالک بن جزعلی الرابعی۔ حسان بن خنظلہ الرابعی۔ سلیمان بن رفاع العامری عطار بن سامرا الکلابی۔ سراقہ بن مسلم بن عوق العددی۔ زید بن سیف العددی سواد مالک العددی۔

جو لوگ اس روز مارے گئے ان میں چار آدمی بنی ربیعہ سے ایک شخص اولاد عامر سے۔ ایک بنی کلاب سے اور سات آدمی بنی عدی سے تھے۔

مسروق بن مالک نے بیان کیا ہے کہ اس سانحہ کے بعد برسوں تک ایسی جماعت دیکھنے میں آئی جو بنجے یا لنگڑے ہوتے تھے۔ ہم انھیں دیکھتے ہی پہچان لیتے تھے کہ یہ حلب کی لڑائی میں مضروب ہوئے تھے۔

ابوعبیدہ نے پکار کر مسلمانوں کو اپنے پاس جمع ہونے کے لیے کہا۔ مسلمان دوڑ دوڑ کر آتے اور ان کے گرد جمع ہوتے رہے ——— جب سب آگئے تو ابوعبیدہؓ نے ان سے کہا: "مسلمانو! آج تم لاپرواہی سے لڑے نا آزمودہ کاری نے بھی تمہیں نقصان پہونچایا۔ عرداث کے پتھروں کا مقابلہ اس طرح نہیں ہوسکتا جس طرح تم نے کیا۔ خیر یہ ایک فتنہ تھا جو رونما ہوا۔ اب تم شہیدوں کو جمع کرکے دفن کرو اور زخمیوں کے زخموں کو باندھو۔ چنانچہ مسلمانوں نے شہیدوں کو جمع کرکے جنازہ کی نماز پڑھی اور انھیں دفن کر دیا ——— زخمیوں کے

لے عرداث منجنیق کو کہتے ہیں۔ منجنیق اس زمانے میں ایک چھوٹی سی ایسی کل ہوتی تھی جس میں پتھر رکھ کر زنجیریں کھینچنے سے پتھر دور جاکر پڑتا تھا۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

پٹیاں باندھیں۔

رومی مسلمانوں کی پسپائی سے بہت خوش ہوئے

شبخون ابو عبیدہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر غلطی یہ کی کہ لشکر کی حفاظت کا انتظام معقول نہیں کیا۔ یوقنا نے جب مسلمانوں کی حفاظت کی طرف سے لاپرواہی دیکھی تو وہ دو ہزار آزمودہ کار جنگی جوانوں کو ساتھ لے کر شب تاریک میں نہایت خاموشی سے قلعہ کے خفیہ دروازوں سے نکلا۔

چونکہ رات زیادہ آگئی تھی اس لئے مسلمان غفلت کی نیند پڑے سو رہے تھے آگ بجھ گئی تھی۔ ہاں کہیں کہیں انگارے پڑے دہک رہے تھے۔ یوقنا نے ایک طرف حملہ کر دیا۔ اس طرف بلا یمن کے مسلمان تھے جن میں بنی مراد۔ بنی کعب اور بنی عک کے لوگ تھے

رومیوں نے اس احتیاط کے ساتھ شب خون مارا کہ مسلمانوں کو اس وقت خبر ہوئی۔ جب بہت سے مسلمان شہید ہو چکے۔ مسلمان ایک دم شور کرتے ہوئے اٹھے اندھیرے میں انھیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس قدر رومیوں نے ان پر حملہ کیا ہے وہ گھبرا کر ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے۔ عبداللہ بن صفوان العلی نے بیان کیا ہے کہ رومیوں نے ہم پر اچانک حملہ کر دیا ہمارے نگہبان غافل ہو گئے تھے۔ ہم میں وہ مرد گرامی ہوشیار اور دلیر سمجھا گیا جو اس روز اپنے گھوڑے پر سوار ہو سکا۔ لوگ پکار رہے تھے۔

انفیرو النفیرو ہنیأ و رب الکعبہ چلو چلو پروردگار کعبہ کی قسم ہم سختی میں گھر گئے۔

ایک جماعت دوڑ کر ابو عبیدہ کے پاس پہونچی اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر پکارنے لگی: اے سردار ہم پر یوقنا آپڑا۔

فوراً ابو عبیدہ خیمہ سے نکلے اور مسلمانوں کو ساتھ لے کر یوقنا پر جا ٹوٹے جب یوقنا نے دیکھا کہ مسلمان ہوشیار اور بیدار ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اس نے حکم دیا "بھاگو اور جس شخص نے جو چیز لی ہے اسے چھوڑ دے۔

رومی واپس لوٹے لیکن وہ پچاس مسلمانوں کو گرفتار کر کے ساتھ لیتے گئے۔ اور ساٹھ مجاہدوں کو شہید کر گئے۔ حضرت خالد بھی اپنی جمعیت لے کر آگئے۔

جب انھوں نے رومیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو جھپٹ کر ان پر حملہ کر کے ان کے سو سواروں کو مار ڈالا۔

رومی دوڑ کر خفیہ دروازہ سے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ مسلمان لوٹ آئے۔ صبح کو یوقنا نے قلعہ کے اس برج میں مسلمان قیدیوں کو طلب کیا جو مسلمانوں سے قریب تھا۔ لشکر کے مسلمان وہاں سے سب کچھ دیکھتے اور سنتے تھے۔ قیدی مسلمانوں کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے۔ یوقنا نے ان سب کو قتل کرا دیا۔

ابوعبیدہ اور تمام مسلمانوں کو ان کے مارے جانے کا سخت رنج و قلق ہوا ابوعبیدہ نے منادی کرا دی کہ ہر شخص اپنی حفاظت خود کرے۔ محافظوں کی حفاظت پر بھروسہ نہ کرے۔

مسلمانوں پر دوسری تاخت

یوقنا کے جاسوس اسلامی لشکر میں موجود تھے جو یوقنا کو ہر بات کی خبر دیتے رہتے تھے۔ ایک جاسوس نے اسے اطلاع دی کہ چند مسلمان رسد لینے کیلئے گئے ہیں ان کے ساتھ اونٹ، گھوڑے، خچر اور ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔

یوقنا۔ میں ضرور ان پر تاخت کروں گا۔ اور ان کا ان کے لشکر سے باہر نکلنا بند کر دوں گا۔

یوقنا نے اپنے ایک مشہور بطریق کو ایک ہزار سوار دیئے اور اسے ہدایت کی کہ وہ جاسوس کو راہبری کے لئے ساتھ لے کر رات کو قلعہ سے نکلے اور مسلمانوں پر تاخت کرے۔

جب رات ہوئی تو بطریق ایک ہزار سواروں کو ساتھ لے کر نہایت خاموشی کے ساتھ قلعہ سے نکل گیا۔ جاسوس راہبری کرتا ہوا آگے جا رہا تھا۔ کچھ دور چل کر انھیں ایک چرواہا ملا جو اپنے گلے کو تیزی کے ساتھ ہانکے لئے جا رہا تھا بطریق نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تو نے مسلمانوں کو دیکھا ہے؟"

چرواہے نے جواب دیا ہاں دیکھا ہے ــــــ، وہ شام کے وقت جب کہ آفتاب سنہرا ہو گیا تھا اس طرف سے گزرے ہیں۔ ان کے ساتھ اونٹ، خچر

اور دوسرے جانور تھے۔ شاید وہ رسد لینے گئے ہیں:

بطریق۔ لیکن تو اور تیرے جانوران کے ہاتھوں سے کیسے بچے؟

چرواہے:۔ اس نواح کے لوگ عربوں کی صلح میں داخل ہیں، اس لئے ہم ان سے نہیں ڈرتے ہیں:

بطریق۔ ہمیں آج اس نواح کے لوگوں کی صلح کا حال معلوم ہوا۔ پہلے ہم بے خبر تھے۔ مسیح ان پر اپنا غضب نازل کریں گے۔ عرب کس راستہ سے گئے ہیں۔

بطریق نے چرواہے سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ البتہ اسے ہدایت کردی کہ وہ اس کے یعنی بطریق کے آنے کا حال کسی سے نہ کہے۔ وہ ساری رات چلتے رہے صبح کو ایک مقام پر ٹھہرے۔ سامنے سے مسلمان رسد لے کر آگئے۔ اچانک دونوں کا سامنا ہو گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے سو مسلمانوں کو منادش بن ضحاک الطائی کی سرکردگی میں رسد لانے کے لئے بھیجا تھا۔ منادش نے رومیوں کو دیکھتے ہی کہا:" اے گروہ عرب! رومی اچانک تم پر آپڑے ہیں تم صبر و ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرو۔ شہید ہو جاؤ گے تو بہشت میں داخل ہو گے۔ بچ گئے تو غازی کہلاؤ گے"۔

رومیوں نے نہایت سختی سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمان بڑے استقلال سے لڑے نہایت خوفناک جنگ ہوئی۔ طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے منادش بھی شہید ہو گئے ان کے ساتھ تیس اور بھی آدمی مارے گئے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

غیلان بن السوران۔ عطریف بن ثابت۔ منیع بن عاصم۔ کہلان بن عامرہ سطر بن حمید۔ یاسر بن عوف۔ بشیر بن سراقہ۔ بشیر بن الاقطع۔ نبال بن الیشکر۔ تمام بن عقیل۔ مسیب بن نافع۔ منقذ بن ماجد۔ منادش بن تشلیط۔ رفت بن نافع مرہ بن ماہر۔ نوفل بن عدی۔ عطار بن یاسر۔ عفال بن جابر۔ سالم بن حقاف فضل بن ثابت۔ اقراع بن عوف۔ معیط بن عامر۔ یہ سب لوگ قبیلہ طے سے تھے۔ جب تیس مسلمان شہید ہو گئے تو باقی بھاگ گئے۔ رومیوں نے ان کے

جانوروں پر قبضہ کر لیا۔ لسطریق نے کہا "یہ اونٹ بیکار ہیں۔ انھیں نیزوں سے چھید کر مار ڈالو۔"

سنگ دل رومیوں نے نیزوں سے چھید چھید کر اونٹوں کو مار ڈالا۔ لسطریق نے کہا۔ "اب پہاڑ پر چڑھ چلو۔ ورنہ عرب آکر تمہیں قتل کر ڈالیں گے جب رات آجائے گی تو کمین گاہ سے نکل کر قلعہ میں داخل ہو جائیں گے۔"

تمام رومی رسد کے جانوروں کو ہانک کر پہاڑ پر جا چڑھے۔ کئی دیدبان مقرر کر دیئے گئے جو نگرانی کرنے لگے۔

انتقام

یعقوب بن صباح الطائی نے بیان کیا ہے کہ مناوش بن ضحاک الطائی میرے چچا تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ رسد لینے گیا تھا۔ جب ہمیں ہزیمت ہوئی تو میں بھاگ کر ابو عبیدہ کی خدمت میں پہنچا۔ میرے پیچھے اور مسلمان تھے۔ ہم پریشان تھے۔ ابو عبیدہ نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا "کیا حال ہے تمہارے پیچھے اسے یعقوب ——؟" میں نے جواب دیا "اے سردار! مارے گئے۔ میرے چچا مناوش اور بہت سے مسلمان اور چھین لی رومیوں نے ہم سے رسد۔"

ابو عبیدہ۔ "تم سے کون لڑا۔ اس نواح کے تمام دیہات ہماری صلح میں داخل ہیں۔ قلعہ کا ہم نے محاصرہ کر رکھا ہے؟"

یعقوب۔ "ہم نہیں جانتے وہ کہاں سے آئے تھے۔ کہاں کے رہنے والے تھے۔ ہم رسد لے آرہے تھے کہ ایک لسطریق لشکر کثیر لے کر ہم پر آپڑا۔ اس نے اچانک ہم پر حملہ کیا۔ ہم نے بڑی ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا۔ ہمارے تیس آدمی مارے گئے۔ ہم پسپا ہوئے انھوں نے رسد اور جانور سب چھین لیے۔"

ابو عبیدہ کو بڑا فکر ہوا۔ انھوں نے خالد بن الولید کو بلا کر ان سے یہ سب حال کہہ کر کہا "اے ابا سلیمان! تم رومیوں کے تجسس میں جاؤ۔ شاید تم ان تک پہنچ جاؤ اور ان سے مسلمانوں کا انتقام لے لو —— لیکن جو لوگ ہماری صلح میں داخل ہیں۔ ان سے تعرض نہ کرنا۔ ان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا! خدا کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔"

خالد بن الولید جلدی سے اپنے خیمہ پر آئے اللہ سیف سو کر گھوڑے پر سوار ہوئے انھوں نے روانگی کا قصد ہی کیا تھا کہ ابو عبیدہ آ گئے۔ انھوں نے دریافت کیا: کیا تم تنہا جا رہے ہو؟

خالد نے کہا ـ "ہاں۔ تاخیر مناسب نہیں ہے۔ میں جلد روانہ ہونا چاہتا ہوں ـ"

ابو عبیدہ :۔ تمہیں معلوم ہے کہ دشمنوں کی جمعیت زیادہ ہے۔ تنہا نہ جاؤ اپنے ساتھ کچھ عربوں کو لے لو:

خالد :۔ اگر وہ ایک ہزار بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں تنہا ان کے لئے کافی ہوں۔

ابو عبیدہ۔ اگرچہ یہ درست ہے مگر زیادہ مشقت برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ تم قبیلہ طے سے کچھ جمعیت لے لو۔ ان میں ضرار بن الازور اور ربیعہ بن عامر بھی ہوں۔

حضرت خالد نے چند آدمیوں کا انتخاب کیا اور تیزی سے روانہ ہوئے جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں رومیوں نے تاخت کی تھی تو مسلمانوں کی لاشیں پڑی دیکھیں ان کے گرد اس نواح کے جنگل کے لوگ بیٹھے تھے پریشان تھے اور رو رہے تھے انھیں یقین تھا کہ عرب انتقام کے جوش میں بھرے ہوئے آئیں گے اور اس نواح کے عیسائیوں کو قتل کر کے ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیں گے اس خوف سے وہ بیٹھے رو رہے تھے۔

جب خالد بن ولید ان کے ہمراہی پہنچے تو وہ ان کے سامنے جھکے جاتے تھے رومی زبان میں کچھ کہہ رہے تھے خالد نے کچھ نہ سمجھا ان کے ساتھ ایک مترجم بھی تھا انہوں نے مترجم کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے پوچھو یہ کیا کہتے ہیں ان سے مترجم نے دریافت کر کے خالد سے کہا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں ہم نے تمہارے ساتھیوں کو قتل نہیں کیا ـــــــ نہ ہم اس قتل کی سازش میں شریک ہیں ـ"

خالد۔ قسم کھاؤ کہ تم اس معاملہ میں شریک نہ تھے۔

رومیوں نے قسم کھائی خالد نے پوچھا کس نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے۔
رومی۔ یوقنا کے بطارقہ میں سے ایک ... بطریق ہزار سوار لے کر آیا اور اس نے یہ فعل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ تمہارے لشکر میں یوقنا کے جاسوس ہیں جو عرب منتشرہ ہیں۔ وہ یوقنا کو ذرا ذرا سی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔
خالد۔ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں۔
رومی اس سامنے والے پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں۔
خالد۔ اچھا تم ہمارے ساتھ ایک راہبر کرو۔
رومیوں نے ایک راہبر ساتھ کیا۔ مسلمانوں نے شہیدوں کی لاشیں دفن کیں اور پہاڑ کی طرف چلے ساتھی راہبر نے ایک راستہ پر پہونچ کر کہا اس پہاڑ سے اترنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ تم یہاں چھپ جاؤ رات کو رومی اس راستہ سے آئیں گے یقیناً تم ان پر کامیاب ہوگے۔
خالد۔ کیا اس راستہ کے سوائے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔
رومی۔ نہیں۔
یہ راستہ جنگل سے ہوکر پہاڑ پر جاتا ہے خالد بن الولید مع مسلمانوں کے جنگل میں چھپ گئے جب دن چھپ گیا تو تمام مسلمان مسلح ہو گئے انہوں نے شام کی نماز پڑھ لی کچھ اور وقفہ کے بعد انہوں نے گھوڑوں کے سموں کی آواز سنی حضرت خالد نے کہا۔ مسلمانوں ہوشیار ہو جاؤ۔ دشمن آپہونچا۔
مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ رومی وہاں آئے ان کا بطریق انہیں جلد کوچ کرنے کو کہہ رہا تھا، جب وہ مسلمانوں کے برابر ہو کر چلے ... تب حضرت خالد نے جھنڈا بلند کیا تمام مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ یہ نعرے اس درجہ پرجوش تھے کہ ساری فضا گونج اٹھی۔ اور رومی خوف و دہشت سے گھبرا گئے مسلمانوں نے کمینگاہ سے نکل کر زور زور سے حملہ کیا۔ خالد یہ سمجھتے تھے کہ اس لشکر کا یوقنا ہوگا۔ انہوں نے بطریق کو تلاش کرنا شروع کیا مارتے دھاڑتے اس کے پاس پہونچ گئے۔ اور اس زور سے تلوار کا ایک ہاتھ مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے چند لمحوں میں سات سو رومیوں کو مار ڈالا اور تین سو

کو گرفتار کر لیا ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کو.... رومیوں کے لبیت سے گھوڑوں اور گھوڑوں کا سامان بھی ہاتھ آیا وہ اسلامی لشکر کی طرف چلے اور صبح کو جب آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو چکا تھا لشکر میں پہونچے ابو عبیدہ ان کا انتظار بڑی بے چینی سے کر رہے تھے وہ لشکر کے باہر ان کے منتظر تھے حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بلند آواز سے نعرے لگائے۔ ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہی نے اسی شدت سے ان کا جواب دیا رومیوں نے فصیل پر سے گردنیں ابھار کر دیکھا۔

ابو عبیدہ نے لشکر میں آکر رومیوں سے مسلمان ہونے کی درخواست کی انہوں نے انکار کیا۔ اور زر فدیہ دینے کا اقرار کیا خالد نے کہا۔ اے سردار ان سے فدیہ ہرگز نہ لو بلکہ مناسب یہ ہے کہ انھیں قلعہ کے سامنے لے جا کر قتل کر دیا کہ ایک تو مسلمان کے اس قتل کا جواب ہو جائے جو یوقنا نے پچاس مسلمانوں کو قلعہ کی فصیل پر لے جا کر قتل کیا تھا دوسرے اس سے رومیوں پر ہیبت چھا جائے گی۔

ابو عبیدہ کو یہ بات پسند آئی۔ رومی قیدی قلعہ کے قریب لے جائے گئے مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ رومیوں نے دیکھا مگر دیکھا مسلمانوں نے ان کے سامنے تین سو رومیوں کو قتل کر ڈالا۔

محاصرہ میں شدت

خالد بن ولید نے ابو عبیدہ سے کہا اگرچہ ہم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے لیکن دشمن خدا یوقنا خفیہ راستوں سے نکل کر ہم پر تاخت کرتا ہے محاصرہ میں اور شدت ہونی چاہیئے۔ رض ابو عبیدہ نے اس سے دوسرے روز صبح کی نماز پڑھ کر عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق ضرار بن الازور سعید بن عمر بن طفیل الدوسی قیس بن ہبیرۃ امیرہ بن مسروق العبسی کو تھوڑی تھوڑی فوج دے کر حکم دیا کہ قلعہ کے گرد تمام گھاٹیوں اور راستوں کی سختی سے حفاظت اور نگرانی کرو نہ کسی کو قلعہ سے باہر نکلنے دو نہ باہر سے اندر جانے دو۔

ان لوگوں نے محاصرہ میں اس قدر شدت کر دی کہ چڑیا تک کو اڑ کر قلعہ میں نہ جانے دیتے تھے انہوں نے قلعہ والوں کو تنگی اور جنگ میں ڈالنے کی انتہائی کوشش کی مگر رومیو نے اس کی مطلق بھی پرواہ نہ کی۔

محاصرہ نے اس قدر طول کھینچا کہ خود ابو عبیدہ اور مسلمان اکتا گئے

جاسوس آخر ابو عبیدہ نے محاصرہ اٹھا لیا اور قلعہ سے کئی میل پیچھے ہٹ کر قیام کیا ان کا خیال تھا کہ یوقنا قلعہ سے باہر نکلے گا مگر وہ باہر نہ نکلا۔ جب کئی روز ہو گئے تو ابو عبیدہ نے خالد بن الولید سے کہا اے ابا سلیمان معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لشکر میں دشمن کے جاسوس ہیں۔ وہ ہماری خبریں اسے پہنچاتے ہیں اور ہم سے اسے ڈراتے رہتے ہیں۔ تم تمام فرودگاہ میں گشت لگاؤ اور جس عرب کو نہ پہچانتے ہو اسے گرفتار کر لو۔

خالد بن الولید نے گشت لگانا شروع کیا انھوں نے ایک عرب کو دیکھا جو بلاوجہ کمبل کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ خالد بن الولید نے اسے غور سے دیکھا۔ انھوں نے اسے پہچانا نہیں اس کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے دریافت کیا تم کن عربوں سے ہو۔

عرب نے جواب دیا۔ میں اہل یمن سے ہوں۔

خالد۔ یمن کے کس قبیلہ سے۔

عرب اس طرح ہچکچایا جیسے وہ غلط بات کہنا چاہتا ہو۔ مگر جلدی میں اس کی زبان سے نکل گیا میں قبیلہ غسان سے ہوں۔

خالد بن الولید نے جلدی سے اسے قبضہ میں ۔۔۔ کر لیا اور کہا او دشمن خدا تو ضرور عرب متنصرہ سے ہے دشمن کا جاسوس ہے۔

عرب نے ڈھٹائی کے ساتھ جواب دیا ۔۔۔ میں نصرانی نہیں ہوں بلکہ مسلمان ہوں۔

خالد۔ کون تمھاری گواہی دے گا کہ تم مسلمان ہو۔

عرب بہت سٹ پٹایا وہ خاموش ہو گیا۔ خالد اسے ابو عبیدہ کے پاس لائے ان سے کہا۔ اے سردار، اس عرب کے معاملے نے مجھے حیرت میں ڈالا ہے۔ یہ اپنے آپ کو قبیلہ غسان سے اور مسلمان بتاتا ہے لیکن کوئی گواہ نہیں رکھتا

ابو عبیدہ۔ اس کا امتحان لو

خالد۔ امتحان کیسے لوں۔

ابو عبیدہ ۔ نماز پڑھاؤ قرآن شریف کی تلاوت کراؤ۔
خالد بن الولید نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے اور اس بن قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ وہ ان کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا۔ خالد نے ڈپٹ کر کہا۔ خدا کی قسم تو ضرور جاسوس ہے۔
عرب نے مجبور ہو کر اپنے جاسوس ہونے کا اقرار کیا۔ خالد بن الولید نے دریافت کیا تو تنہا ہے یا تیرے ساتھی بھی ہیں۔
جاسوس نے جواب دیا۔ میرے دو ساتھی اور تھے جو رات واپس چلے گئے آج کی خبریں لے کر رات کو واپس جاتا۔
ابو عبیدہ نے جاسوس سے کہا۔ بدبختی ہو تجھ پر۔ تو عرب ہو کر عربوں کی جاسوسی کرتا ہے۔ تجھ میں قومی حمیت بھی باقی نہیں رہی ہے۔ یہ اہل عرب اور شام کا معاملہ ہے تجھے عربوں کا ساتھ دینا چاہیئے۔
جاسوس۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔
ابو عبیدہ۔ تو جانتا ہے جاسوسی کی کیا سزا ہے۔
جاسوس۔ جانتا ہوں اس کی سزا موت ہے ــــ مگر میں سچے دل سے مسلمان ہوتا ہوں۔
یہ کہتے ہی اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابو عبیدہ نے کہا خدا کی قسم بچ گیا تو نہ صرف قتل ہونے سے بلکہ گناہوں سے بھی۔

حضرت عمر کی تنبیہ

ابو عبیدہ پانچ مہینے تک حلب کا محاصرہ کئے پڑے رہے لیکن کوئی سبیل قلعہ میں رسائی کی نہ ہوئی نہ وہ لوگ طویل محاصرے سے تنگ آ کر صلح کے خواستگار ہوئے اس عرصہ میں ابو عبیدہ نے حضرت عمر کو کوئی اطلاع نہیں دی حضرت عمر نے انھیں اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ہے عبداللہ عمر بن الخطاب کی طرف سے ان کے ملک شام کے عامل ابو عبیدہ کے نام۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

عرصے سے تم نے کوئی خط نہیں بھیجا نہ کوئی اطلاع دی اس سے مجھے بڑی بے چینی اور بڑی فکر ہے کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جو میں تمہاری اطلاع کا منتظر نہیں ہوتا اور مجھے پریشانی اور پراگندگی نہیں ہوتی۔ تم مجھے اس وقت خط لکھتے ہو جب کسی فتح کی اطلاع دیتے ہو کوئی خوشخبری بھیجتے ہو۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے تم سے دور ہوں لیکن میری دعائیں تمہارے نزدیک ہیں۔ میں اس عورت کی طرح بے آرام ہوں جس کا بیٹا پردیس میں ہو اور میرا خط پڑھتے ہی مجھے مفصل اطلاع دو اور اے ابوعبیدہ تم اسلام اور مسلمانوں کے مددگار بن جاؤ تم اور تمہارے ساتھیوں پر سلامتی ہو —— اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

جب یہ خط ابوعبیدہ کے پاس پہونچا تو اول انہوں نے خود پڑھا پھر تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور کہا مسلمانو! امیرالمومنین تمہارے کاموں سے خوش ہیں اور تمہارے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔

مسلمانوں نے خوش ہو کر تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے انھیں یہ اطمینان ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی دعا قبول ضرور کرے گا۔ اور یقیناً فتح ہو گی۔

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر کو جواب میں اس مضمون کا خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ابوعبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کیطرف سے امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے نام

حمد و صلواۃ کے بعد واضح ہو کہ اے امیرالمومنین اللہ تعالیٰ غالب اور بزرگ ہے ساری تعریف اسی کے لیے زیبا ہے اس نے قنسرین کو فتح کرایا۔

ہم نے نواح انطاکیہ تک تاخت و تاراج کیا شہر حلب ازروئے مصالحت فتح ہو گیا۔ اہل شہر نے ہم سے مصالحت کر لی لیکن قلعہ حلب میں ایک لبطریق یوقنا ہے وہ نہایت متقی اور بڑا سخت ہے اس نے صلح نہیں کی

اس نے کئی مرتبہ ہمارے ساتھ فریب کیا ہمارے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ خدا نے انھیں شہادت عطا فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بطریق کی گھات میں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ میں ان شہروں اور قلعوں پر تاخت کروں جو حلب اور انطاکیہ کے درمیان ہیں۔ میں تمہارے حکم کا منتظر ہوں۔ والسلام علیک و علے من معک من المسلمین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، یعنی سلامتی ہو تم پر اور تمہارے ساتھی مسلمانوں پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

مجاہدین اسلام

ابو عبیدہ نے یہ خط عبداللہ بن قرط ایرانی اور حبد بن جیران یشکری کو دیا یہ دونوں روانہ ہوئے دن اور رات چلتے تھے بہت تھوڑی دیر آرام کرتے تھے انھوں نے عتیقہ کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ ارض حقان کو حکاصکہ تک قطع کیا۔ یہ مقامات حدود عرب میں یتما کے نزدیک تھے۔

جب دونوں اس مقام پر پہونچے انہوں نے ایک سوار دیکھا جو زرہ پہنے تھا اس کا خود ہتھیار اور زرہ دھوپ میں جگمگا رہے تھے وہ سوار ان دونوں کی طرف چلا۔ عبداللہ بن قرط نے حبد بن جیران سے کہا، تم اس سوار کو دیکھتے ہو یہ ہمارا سد راہ ہونا چاہتا ہے،

حبدہ نے کہا: پرواہ نہ کرو۔ اس نواح میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو دین اسلام میں داخل نہ ہو۔

اس سوار نے ان دونوں کے قریب آکر دریافت کیا۔ تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آرہے ہو۔

انھوں نے جواب دیا۔ ہم مسلمان ہیں ابو عبیدہ بن الجراح کے قاصد ہیں۔ امیر المومنین عمر فاروق کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ تم کون ہو؟ سوار نے جواب دیا میں ہلال بن زید الطائی ہوں۔

عبداللہ نے جواب دیا: کیا تم مسلمان ہو؟

ہلال۔ میں مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ ہوں

امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے جہاد کا حکم دیا ہے۔ ہم ملک شام میں ابو عبیدہ

کے پاس جا رہے ہیں میں نے تمھیں دور سے دیکھا تم سے ملاقات کرنے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تم کون ہو کہاں جا رہے ہو ـــــ تمھارے پاس تنہا چلا آیا۔

انھوں نے اب ایک دوسرے کو سلام کیا۔ عبد اللہ بن قرط اور جعدہ بن حیران اونٹوں پر سوار تھے وہ دونوں ہلال کے ساتھ چلے تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انھیں مسلمان آتے ہوئے نظر آئے۔ وہ تینوں اس مختصر لشکر میں مل گئے۔ ہلال نے اپنے ساتھیوں سے ان دونوں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا مسلمان ان سے مل کر بہت خوش ہوئے کچھ دیر مل جل کر ہلال مع اپنی جماعت کے ملک شام کی طرف اور عبد اللہ اور جعدہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

فاروقی فرمان

عبد اللہ اور جعدہ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ وہاں امیر المومنین ... خط پڑھکر خوش ہوئے، اور دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔ اللھم کفاو المسلمین شر ہ و شر کل ذی شر۔ یعنی اے اللہ کفالت کر تو مسلمانوں کے لئے ـــــ کل بروں کی برائی سے۔

انھوں نے منادی کو بلا کر حکم دیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ کی منادی کرو۔

منادی نے منادی کی۔ مسجد نبوی لوگوں سے بھر گئی حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان خوش ہوئے، چند لوگوں نے کھڑے ہو کر خلیفہ دوم سے عرض کیا کہ ہم حضر موت یمن۔ و دمان۔ سبا اور مارب کے لوگ جہاد کے لئے آئے ہیں اور متمنی ہیں کہ ہمیں ملک شام میں جانے کی اجازت دی جائے اور ہم جہاد کریں۔

حضرت عمرؓ۔ تم کتنے لوگ ہو۔

اعرابی۔ ہم چار سو آدمی ایسے ہیں جن کے پاس تین سو اونٹنیاں ہیں ایک اونٹنی پر دو دو آدمی سوار ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے لوگ ہیں جو پیدل ہیں وہ اس امید میں ـــــ آئے ہیں کہ تم اگر ان کے لئے سواری کا انتظام کرو تو وہ بھی جہاد پر جائیں۔

حضرت عمر۔ یہ پیدل لوگ کس قدر ہیں؟

اعرابی۔ ایک سو چالیس ہیں۔

حضرت عمر۔ آزاد ہیں یا غلام ہیں۔

اعرابی۔ آزاد بھی ہیں اور غلام بھی ہیں ــــ غلاموں کو ان کے مالکوں نے جہاد کی اجازت دے دی۔

حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلا کر کہا ــــ تم بیت المال میں سے زر نقد لے کر ستر اونٹ خرید لاؤ۔

عبداللہ بن عمر گئے اور ستر اونٹ خرید لائے۔ حضرت عمر نے کہا۔ یہ اونٹ ان پیدل لوگوں کو دے دو جو سواری کے خواستگار ہیں ایک ایک اونٹ پر دو دو آدمی سوار ہولیں اور اپنے بستر کپڑے اور کھانے کا سامان بھی ان پر لادلیں۔

حضرت عمر نے حضرت ابو عبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمہارا خط پہنچا۔ فتح اور غلبہ کی خوش خبری سن کر مسرت ہوئی تم حلب کو چھوڑ کر دوسرے شہروں پر تاخت کا جو ارادہ رکھتے ہو یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اگر تم حلب کو چھوڑ دو گے تو تمہارا رعب وخوف رومیوں کے دلوں سے اٹھ جائے گا تمہاری بدنامی ہوگی اور یوقنا کی شہرت ہو جائے گی جن لوگوں نے تم سے مصالحت کی ہے وہ بھی سرتابی کی کوشش کریں گے اور سب خاص وعام ملکر جوق در جوق تم کو ٹوٹ پڑیں گے ان کے بادشاہ آپس میں نکھار پڑھی کریں گے ایک دوسرے کے معاون ومددگار بن جائیں گے۔

تم ایسا موقع نہ دو۔ اس کی احتیاط کرو۔ حلب سے اس وقت تک جدا نہ ہونا جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم نہ کردے تم کشادہ زمین میں قیام کرو۔ دروں گھاٹیوں اور پہاڑوں اور مغرب میں حدود فرات تک اپنا عمل دخل جاری رکھو جو تم سے صلح کرے اس سے

صلح کرو جو تمھارے ساتھ سلامت روی کرے اس سے سلامت روی کرو۔ تم پر میری طرف سے اللہ تعالیٰ قائم مقام ہے اس سے ڈرتے رہو۔ میں اس خط کے ساتھ اہل مشرق کو جن میں یمن کے لوگ شامل ہیں اور جنھوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے بھیج رہا ہوں۔ ان میں آزاد بھی ہیں غلام بھی ہیں سوار بھی ہیں پیدل بھی ہیں تمھارے پاس یہ امداد بھیجی جاتی رہے گی۔

والسلام

حضرت عمرؓ نے یہ خط عبداللہ بن قرط اور عبیدہ بن جبیر ان کو دیا وہ معہ ساڑھے پانچسو مسلمانوں کے روانہ ہوئے۔

داس ابوالہول

راستے میں چلتے ہوئے مسلمانوں نے عبداللہ بن قرط سے دریافت کیا مسلمان آجکل کس جگہ مقیم ہیں۔

عبداللہ نے جواب دیا۔ کل سے مسلمانوں نے حلب کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ حلب کا والی ایک معزز رومی ہے اس کا نام یوقنا ہے۔

بعض مسلمانوں نے کہا۔ یوقنا مثل اپنے بھائیوں کے کیوں مصالحت نہیں کر لیتا ہے۔

عبداللہ۔ اے گروہ عرب ہم نے یرموک کی لڑائی کے بعد یوقنا سے زیادہ بہادر دلیر جری۔ ہمت والا اور نڈر کوئی رومی نہیں دیکھا اس نے ہمارے بہت سے دلیروں کو مار ڈالا ہے وہ موقع کا متلاشی رہتا ہے جب مسلمانوں کو غافل دیکھتا ہے دفعتہً آپڑتا ہے لوگوں کو مار ڈالتا ہے اور اسباب کو لوٹ لیتا ہے اکثر اندھیری رات میں شب خون مارتا ہے کبھی کبھی راتمیں قلعہ سے نکل کر ہمارے رسد لانے والے کی تلاش میں چلا جاتا ہے انھیں گرفتار و قتل کر ڈالتا ہے۔ رسد لوٹ لیتا ہے پھر اپنے قلعہ میں واپس چلا جاتا ہے اگرچہ مسلمان قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ وہ اس بطریق سے ڈرتے ہیں۔

جو مسلمان ان کی باتیں سن رہے تھے ان میں ایک شخص بنی طریف ملوک کے غلام بھی تھے ان کا نام داس تھا۔ ابوالہول کنیت تھی لوگ ان کا نام اور کنیت

دونوں ساتھ لیتے تھے یعنی دامس ابوالہول مشہور تھے ان کا رنگ سیاہ تھا جسم گول مٹول تھا موٹے درخت کی مانند سینہ گردن تھے ایسے دراز قد تھے کہ جب آپ اونچے سے اونچے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو پیروں کو لٹکا کر زمین پر خط کھینچ دیا کرتے تھے بہادر ایسے تھے کہ بلاد کندہ میں ان کی شہرت ہوگئی تھی حضرموت جبل مہرہ اور ارض شجری میں ان کی دھوم تھی انھوں نے جنگلیوں کو خوف زدہ کر دیا تھا۔ اور بستی والوں کو اپنے کارناموں سے ڈرایا تھا لوگ ان کا نام سنتے ہی کانپ جاتے تھے ____ کسی کو ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ایسے سبک رو تھے کہ جب دوڑتے تھے تو اصیل عربی گھوڑے بھی پیچھے رہ جاتے تھے۔ غرض ان کے دبدبے اور شجاعت کی بڑی شہرت تھی۔ انھوں نے عبداللہ بن قرط سے کہا اے عربی برادر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں اس کبر کو خوار و ذلیل کر دوں گا رومیوں کو متوحش کر دونگا کہ میرا نام سن کر لرز جایا کریں گے اور مسلمان میرے کارناموں کو سن کر حیران و مسرور ہوں گے۔

عبداللہ بن قرط نے تحقیر کی نظروں سے انھیں دیکھ کر کہا۔ اے بیٹے سیاہ عورت کے تم نے اپنی ذات پر بڑا فخر و غرور کیا۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ شجاع و شہسوار مسلمان اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں وہ مسلمان جن کی چار دانگ عالم میں شہرت ہے لیکن وہ اس کا کچھ نہیں بنا سکے اور تم ...... جو رومیوں کی لڑائیوں کا تجربہ نہیں رکھتے ہو لاف زنی کر رہے ہو۔

دامس ابوالہول ان باتوں کو سن کر بہت غضبناک ہوئے۔ انھوں نے کہا۔ اے برادر عربی! خدا کی قسم اگر مجھے اسلامی اخوت کا پاس نہ ہوتا تو میں خونریزی کی ابتدا تم سے کرتا آئندہ کے لیے تم سے ہدایت کرتا ہوں کہ احتیاط کرو اور لوگوں کو حقیر نہ جانو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میرے کارناموں کو معلوم کرو تو میرے ساتھی وطن والوں سے پوچھو۔ تمہاری عقل حیران رہ جائے گی میں نے تنہا بہت سے بدوؤں کو منتشر کر دیا ہے بہت سے گروہوں کو تہ و بالا کر ڈالا ہے جنہوں نے ذرا بھی میرے ساتھ ٹکر لی میں نے ان کا نام و نشان مٹا دیا جو مجھے لوٹنے آئے تھے میں نے انھیں لوٹ لیا آبادیوں کو تاراج کر ڈالا جنگلی لوگ مجھ سے کانپتے رہے۔

پہاڑ مجھ سے ٹکراتے ہیں میدان والے لرزتے ہیں خدا کے فضل سے آج تک
میں ہی لوگوں پر حاوی ہوتا رہا ہوں کوئی مجھ پر حاوی نہیں ہوا میں ان مقامات
پر بھی گیا جہاں لوگ جاتے ہوئے دہشت کھاتے ہیں۔

جو لوگ داس ابوالہول کو جانتے تھے اور جنھوں نے ان کے کارنامے سن
رکھے تھے انھوں نے عبداللہ بن قرط سے کہا قسم خدا کی داس ابوالہول اپنے
بیان میں سچے ہیں انھیں کبھی کوئی ایسی دشواری پیش نہیں کی جسے انھوں نے
سہل نہ کیا ہو کوئی مشکل ایسی نہیں پڑی جسے انھوں نے سلجھا نہ لیا ہو اور کوئی
مہم ایسی نہیں آئی جسے انھوں نے فتح نہ کر لیا ہو۔ وہ جس بات کا ارادہ کرتے
ہیں اسے پورا ہی کر کے چھوڑتے ہیں بلاد کندہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے
جو ان کے کارناموں کو نہ جانتا ہو۔

عبداللہ۔ تم نے ان کی بڑی تعریف کی ہے مجھے معلوم نہ تھا میں چاہتا ہوں
شاید اللہ تعالیٰ حلب کو ان کے ہاتھ پر فتح کرا دے۔

چونکہ مسلمان جلد حلب میں پہنچنا چاہتے تھے اس لئے تیزی سے قطع مراحل
کر رہے تھے آخر وہ حلب کے قریب پہنچ گئے انھوں نے ہتھیار سجا لئے پورا عربی
لباس پہنا۔ علم کو ہوا میں لہرایا اور لشکر کے قریب پہنچ کر اللہ اکبر کے پرشور
نعرے بھی لگائے۔

ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہیوں نے ان کا استقبال کیا انھوں نے بھی
تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے۔ رومیوں نے فصیل کے اوپر سے ابھر ابھر کر دیکھا
جب دونوں لشکر مل گئے تو مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیے معانقے کئے
اور خیریت دریافت کی اور ہر قبیلہ اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا کر مقیم ہو گیا
یوقنا کا یہ حال تھا کہ وہ موقع کا متلاشی رہتا تھا جب کسی طرف کے مسلمانوں
کو غافل دیکھتا مطلق نہ چوکتا فوراً حملہ کر دیتا اور قتل و غارت گری اور لوٹ
مار کر کے چلا جاتا دن میں کبھی نہ نکلتا تھا رات کو شب خون مارتا تھا مسلمان
اس کے خوف سے رات بھر نگہبانی کرتے رہتے تھے جو تازہ وارد مسلمان تھے
انھوں نے دیکھا کہ قوم طے بنی بنہان اور حضرموت نہایت ہوشیاری سے

نگہبانی کر رہے ہیں جگہ جگہ آگ روشن ہے لوگ ہتھیار لئے ایک دوسرے الاؤ تک آتے جاتے ہیں تکبیریں کہتے ہیں اور زور زور سے باتیں کرتے ہیں

داس ابوالہول بتی طرابلس میں ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے حفاظت و نگرانی کی یہ کیفیت دیکھ کر کہا۔ خدا کی قسم تم واقعی بزدل ہو۔

لوگوں نے دریافت کیا۔ کیا کہا تم نے۔

داس ابوالہول نے جواب دیا۔ مجھے تعجب ہے کہ تم فراخ زمین پر ہو تمھارے سامنے دشمن کا لشکر نہیں ہے بطریق قلعہ میں محفوظ ہے۔ فصیل کی چوٹی پر بیٹھا ہوا ہے اور تمھارے خوف کا یہ عالم ہے کہ رات بھر بے آرام سوتے ہو آگ جلاتے ہو اور جاگتے ہو۔ تکبیریں کہتے ہو اور مسلح رہتے ہو آخر کیوں بی طرابلس۔ اے ابوالہول! اس قلعہ کا مالک ایک گبر ہے جو بڑا ہی منحوس ہے۔ وہ کسی حال میدان میں نکل کر لڑنے کی جرأت نہیں ہوتی رات کو جب ہمیں غافل دیکھتا ہے شبخون مارتا ہے۔ لشکر کے کناروں پر آپڑتا ہے اور ہمارے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ لشکر کے کنارے پر شور ہوا اور اس قدر بڑھا کہ تمام لشکر گونجنے لگا لوگوں نے داس سے کہا معلوم ہوتا ہے اس کم بخت نے آج پھر حملہ کر دیا ہے۔

داس جلدی سے اٹھے، تلوار ہاتھ میں لی۔ ڈھال پشت پر لگائی اور تیزی سے اس طرف چلے جس طرف سے شور کی آوازیں آ رہی تھیں۔

یوقنا نے پانچسو سواروں کی جمعیت سے اس طرف حملہ کر دیا۔ داس ابوالہول دوڑ کر رومیوں میں گھس گئے وہ انھیں قتل کرنے اور رجز سے یہ اشعار پڑھنے لگے۔

انا ابوالہول داسی داس   اکیدنی بجمعکم مداس

میں ابوالہول ہوں میرا نام داس ہے   میں تمھاری جمعیت کو نیزہ سے حملہ کرتا ہوں

لیث ھزبر بطل ھمادس

میں شیر دل ہوں سخت جھگڑنے والا ہوں

داامس کے ساتھ ہی اور مسلمان بھی ٹوٹ پڑے نہایت خونریز جنگ ہونے لگی۔ یوقنا اپنے ہمراہیوں کو لے کر پیچھے ہٹا لیکن اس عرصے میں اس کے دو سو آدمی کھیت رہے یوقنا بھاگا داامس نے اس کا تعاقب کیا وہ پکار رہے تھے مسلمانوں آؤ قوم کندہ نے ان کا ساتھ دیا وہ فصیل تک پیچھے چلے گئے ابوعبیدہ نے قسم دے کر لوگوں کو واپسی کا حکم دیا لوگوں نے سن کر داامس سے کہا سردار واپس لوٹنے کی قسم دے رہے ہیں اب واپس لوٹو۔

داامس لوٹ کر اپنی خیام گاہ پر چلے آئے اسلام دوز چونکہ رومیوں کا زیادہ نقصان ہوا اس لئے مسلمان خوش ہوئے۔ صبح کو ابوعبیدہ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی نماز پڑھ کر مسلمان متفرق ہو گئے مگر چند رئیس اور سردار ابوعبیدہ کے پاس بیٹھے رہ گئے رات کے سانحہ کا ذکر شروع ہوا۔

خالد بن الولید نے کہا۔ یا امین الامۃ رات قوم کندہ نے بڑی دلیری کی نہایت ثابت قدمی سے لڑے انھوں نے دشمن کو سرنگوں کیا۔

ابوعبیدہ نے کہا۔ سچ کہا اے ابا سلیمان واقعی قوم کندہ کی شجاعت نے یوقنا کو پست کیا مگر رات لوگ کہہ رہے تھے کہ داامس ابو الہول نے بڑی بہادری کی انھوں نے دشمنوں کی صفوں کو الٹ دیا ـــــ یہ داامس ابو الہول کون ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا۔

ایک اعرابی نے جن کا نام سراقہ بن مرداس بن کرب الکندی تھا۔ کہا۔ جو مجاہدین ہمارے لشکر میں آئے ہیں داامس ابو الہول ان کے ساتھ آئے ہیں وہ بنی ظریف کے غلام ہیں بڑے شجاع اور دانشمند ہیں وہ اپنے حریفوں کو عاجز و مجبور کر دیتے ہیں دلیروں کو ڈراتے ہیں بہادروں کو مار گراتے ہیں لڑائی کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں کبھی انھیں کسی سے پسپا ہوتے نہیں دیکھا۔

ابوعبیدہ نے خالد بن الولید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے ابا سلیمان تم نے سراقہ کی باتیں سنیں وہ اپنے غلام داامس ابو الہول کو بڑا اندر اور بہادر سمجھتے ہیں۔

خالد۔ یا امین الامۃ وہ اپنے کلام میں سچے ہیں انکے کارنامے میں نے بھی سنے ہیں۔ عمرو بن عبید المہری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ داامس ابو الہول نے ان کی قوم پر تنہا تاخت کی تھی وہ ان کے خوف سے دریا کے کنارے چلے گئے تھے انھوں نے

وہیں جا کر چھاپہ مارا اور ایسا فریب دیا کہ قوم مہرہ جنبش میں آ گئی انھوں نے اس قوم کے مقتدر لوگوں کی قیام گاہ پر حملہ کیا اس میں ستر آدمی تھے انھیں بھگا دیا اور ان کا سب کچھ لوٹ لیا۔

اس واقعہ کی تشریح اس طرح بیان کی گئی ہے کہ نادانستگی میں قوم مہرہ نے داس ابوالہول کی قوم کو ستایا۔ داس وہاں نہ تھے جب وہ آئے اور یہ حال معلوم ہوا تو انھوں نے بدلہ لینا چاہا۔ قوم مہرہ کو معلوم ہو گیا وہ داس کی بہادری کو دیکھنے کے لیے دریا کے کنارے پر مقیم ہو گئے۔ یہ دریا پہاڑ کے دامن میں تھا داس کو بھی پتہ لگ گیا انھوں نے اپنی قوم کو قبیلہ مہرہ سے انتقام لینے کی ترغیب دی لیکن کوئی شخص ان کا ساتھ دینے پر تیار نہ ہوا داس خود اپنے خیمے پر آئے اور اپنے کپڑوں کا پشتارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا ڈھال پشت پر لٹکائی تلوار ہاتھ میں لی خنجر پیٹی میں اڑسا اور خیمے سے باہر نکل کر چلے۔ لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ ابوالہول نے جواب دیا۔ میں قوم مہرہ پر تاخت کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ایک شخص۔ یہ کندھے پر پشتارہ کیا اٹھایا ہے؟

داس۔ یہ وہ سامان ہے جس سے قوم مہرہ بے حواس ہو جائے گی۔

کچھ لوگوں نے کہا۔ تم تنہا قوم مہرہ کے مقابلے کے لئے کیا جا سکتے ہو تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس قوم کے ستر آدمی ہیں ہماری قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم نے آج تک یہ نہیں سنا کہ کوئی شخص کپڑوں کا پشتارہ لے کر دشمنوں کے مقابلے کے لے جائے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جوذاء کے پاس جا رہے ہو۔

جوذاء ساسا کے خفادہ کی ایک لونڈی تھی داس کو اس سے نسبت تھی وہ حضرموت کے ایک گاؤں میں جس کا نام سفلہ تھا رہتی تھی جو کچھ پاتے تھے جوذاء کو دے ڈالتے تھے لوگوں کو یہی خیال ہوا کہ وہ جوذاء ہی کے پاس جا رہے ہیں۔

داس نے کہا۔ خدا کی قسم تم نے غلط سمجھا عنقریب تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ میں نے کیا کیا۔ چنانچہ وہ چلے اور اپنی چراگاہ سے ایک اونٹنی لی اس پر پشتارہ رکھا خود سوار ہوئے اور ایک دن اور ایک رات چلتے رہے یہاں تک کہ جنہم کی فرودگاہ کے پاس پہنچ گئے چونکہ ابھی دن باقی تھا اس لئے انھوں نے چٹان کی اوٹ میں قیام کیا

تاکہ کوئی دیکھ نہ لے جب رات ہوئی تو وہ اونٹنی پر سوار ہو کر چلے اور اس قلعہ کوہ پر پہنچے جس کے زیر دامن قوم مہرہ فروکش تھی۔

انھوں نے اونٹنی کا منھ باندھ دیا تاکہ اس کے چرنے اور جگالی کرنے کی آواز قوم تک نہ پہنچ جائے اس پہاڑی ٹیکری کے نیچے اہل مہرہ تھے انھوں نے آگ روشن کر رکھی تھی اس نواح میں طلح اور کنار کے درخت تھے داس نے شاخوں کو کاٹا اور انھیں اپنے قد کے موافق تراش کر متفرق طور پر گاڑ دیا چالیس لکڑیاں گاڑیں پھر ان کے اوپر کے سروں پر لکڑیاں باندھیں اور انھیں اپنے کپڑے پہنا دیئے اس طرح وہ دیکھنے والوں کو آدمی معلوم ہونے لگے آدھی رات کو وہ اس کام سے فارغ ہوئے پھر قوم مہرہ کے خیموں کے پاس آئے وہ غافل پڑے سو رہے تھے انھوں نے صبح ہونے کا انتظار کیا جب تارے جھلملانے لگے اور مشرق کی طرف سے صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو وہ تلوار اور ڈھال لے کر قوم مہرہ کے خیموں کے پاس آئے اور للکار کر کہا۔ اے آل مہرہ! سنبھلو ہم تم پر سختی میں ڈالے گئے تم میں داس ابو الہول ہوں۔ آل ظریف تم سے انتقام لینے آئے ہیں تم نے یہاں آکر پناہ لی تھی۔ مگر یہاں بھی پناہ نہ ملی۔

اہل مہرہ ان کی بلند آواز پر اٹھے اور سمجھے کہ قوم ظریف نے ان پر حملہ کر دیا۔ اسی وقت داس ابو الہول نے شور کر کے پکارا — "اے آل ظریف اور اے آل کندہ آؤ اور قوم مہرہ سے انتقام لو۔"

اہل مہرہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ مرد گھبرا گئے عورتیں اور بچے چیخنے اور چلانے لگے وہ خیموں سے نکل نکل کر پہاڑی کی طرف گئے۔ داس نے ان کا پیچھا کیا جب اہل مہرہ نے انھیں دیکھا تو پلٹ پڑے اور ان سے لڑنے لگے۔

داس نے ان پر حملے کر کے انھیں قتل کرنا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ پہاڑ کے اس حصے کی طرف ہٹنے لگے جہاں لکڑیاں گاڑ کر انھیں کپڑے پہنائے تھے وہ برابر نہایت سختی سے لڑ رہے تھے آل مہرہ انھیں دباتے اور بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ جب داس ان لکڑیوں کے بالکل قریب پہنچ گئے تو انھوں نے پکار کر کہا۔ اے آل ظریف اور اے آل کندہ! بشارت ہو میں دشمنوں کو تمھارے پاس

لگا لایا ہوں۔ اب تم ان پر حملہ کر دو۔
قوم حہرہ کے لوگوں نے جلدی سے نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا انھوں نے لکڑیوں کو جو کپڑے پہنے کھڑی تھیں آل ظریف سمجھا اور ایک دم بھاگ کھڑے ہوئے داس نے چلا کر کہا۔ اے آل کندہ! میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے ان بزدلوں کے لئے میں تنہا ہی کافی ہوں۔
اہل حہرہ بد حواس ہو کر اپنے خیمے کی طرف پلٹے اور تھوڑا بہت اسباب یا زر نقد لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سورج نکلنے سے پہلے وہ لوگ بہت دور نکل گئے وہ ایسے بھاگے جا رہے تھے۔ جیسے بڑی بھاری جمعیت ان کے پیچھے ہے ان میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ساتھ لے لیا تھا کسی نے بیٹے کو اور کسی نے مال و اسباب کو جب وہ بھاگ گئے تو داس ان کے خیموں کے پاس آئے وہاں چند بوڑھے غلام۔ چند عورتیں اور چند بچے تھے۔ داس نے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں کو لے آئیں۔ غلام اونٹ لے آئے۔ داس نے قوم حہرہ کے خیمے اور اسباب ان پر لادا۔ عورتوں بچوں اور غلاموں کو ان پر بٹھایا اور چلے انھیں پہاڑ کی دوسری طرف کھڑا کر کے پہاڑ پر آئے اور لکڑیوں پر سے اپنے کپڑے اتار کر کے پشتارہ میں باندھے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر قوم سے آملے۔ وہاں سے چل کر اپنے قبیلے میں آئے لوگوں کو اپنی کارگزاری سنائی۔ ہر شخص کو کمال حیرت ہوئی۔
ابو عبیدہ نے سراقہ سے کہا۔ "تم اپنے غلام داس ابوالہول کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں انھیں دیکھوں اور ان سے باتیں کروں۔"
سراقہ گئے اور اپنے ساتھ داس ابوالہول کو لے آئے داس نے سردار کو سلام کیا اپنے آقا کے پاس بیٹھ گئے ابو عبیدہ نے ان سے کہا۔ داس میں نے ابھی تمھارے کارنامے سنے ہیں۔ تمھیں دیکھ کر میں نے سمجھ لیا تم واقعی بہادر ہو۔ وات تم نے یوقنا کے ساتھیوں کا خوب مقابلہ کیا۔ مگر تم یوقنا کو نہیں جانتے ہو وہ بڑا دلیر اور متقی ہے آئندہ احتیاط کرو اور اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالو یہ پہاڑ بڑا دشوار گذار ہے عرب میں کوئی پہاڑ ایسا دشوار گذار نہیں ہے۔ یہ پہاڑ اور قلعہ ہمارے سد راہ ہو گئے ہیں۔

وامس۔ اے امیر! میں نے اکثر دشمنوں پر تاخت کی ہے۔ قوم جبرہ پر کئی مرتبہ حملہ کیا ہے۔ بیابانوں، جنگلوں اور پہاڑوں پر گیا ہوں۔ خدا کے فضل سے میں کسی بات سے نہیں گھبراتا ہوں۔

ابوعبیدہ۔ تم نامی مرد اور دلیر ہو تم نے اس قلعہ کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے۔

وامس ابوالہول کا خواب

وامس نے کہا۔ اس قلعہ کو میں نے اچھی طرح نہیں دیکھا تھا جب میں مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا تو اثنائے راہ میں میں نے خواب دیکھا۔

ابوعبیدہ۔ سناؤ تم نے کیا خواب دیکھا۔

وامس۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ کسی مہم پر جا رہا ہوں سوئے اتفاق سے میں اپنی قوم کے پیچھے رہ گیا۔ مجھے بڑا افسوس ہوا حالانکہ میں چلنے میں بڑا کوشش کر رہا تھا آخر میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ قوم ٹھہری ہوئی ہے اور متعجب ہے نہ آگے بڑھتی ہے نہ پیچھے ہٹتی ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ تم لوگ کیوں ٹھہرے ہوئے ہو آگے کیوں نہیں بڑھتے۔ انھوں نے جواب دیا کیا تم اس پہاڑ کو نہیں دیکھتے ہو جو ہماری راہ میں حائل ہے۔ میں نے کہا اگر اس میں یہ شگاف ہے اس شگاف میں ہو کر نکل جاؤ۔ انھوں نے کہا اس شگاف میں ایک بڑا اژدھا رہتا ہے جب وہ پھنکار مارتا ہے تو آگ نکلتی ہے اور جب دم کھینچتا ہے تو زمین لرزنے لگتی ہے۔ میں نے کہا تم نے اس کے پیچھے کی طرف سے راستہ کیوں تلاش نہیں کیا۔

انھوں نے کہا وہ اتنے بھاری ڈیل کا ہے کہ کسی طرف سے راستہ نہیں ہے میں نے خود جگہ تلاش کی ایک بہت ہی تنگ اور دشوار گزار راستہ ہے۔ میں بڑی دقت سے اس میں گھسا اور بڑی مشکل سے دوسری طرف نکلا میں اژدہے کی پشت پر پہنچ گیا اور میں نے اسے مار ڈالا۔ میرے پیچھے قوم بھی بڑی دشواری سے مجھ تک پہنچی۔ جب انھوں نے اژدھے کو مرا دیکھا تو بہت خوش ہوئے گویا وہ دشمن سے بے ڈر ہو گئے۔ اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔

ابوعبیدہ نے کہا۔ للہ الحمد! تمھارا خواب مسلمانوں کی بہتری اور دشمنوں

کی خواری کا باعث ہو گا۔
پھر انھوں نے مسلمانوں کو اپنے پاس جمع ہونے کا حکم دیا۔ مسلمان دوڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔
ابو عبیدہ نے ایک خطبہ پڑھا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا:۔

تعبیر خواب

مسلمانو! ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کی زبان سے ملک شام کے فتح ہونے کا وعدہ فرمایا ہے خدا کا وعدہ غلط نہیں ہوا کرتا اور نبی صلعم اپنی طرف سے نہیں کہا کرتے تھے انشاء اللہ یہ ملک فتح ہو کر رہے گا مجھے یقین ہے کہ ہم اس قلعہ حلب کے بھی مالک ہو جائیں گے تم اپنے بھائی دامس ابوالہول سے جو بنی طریف کے غلام ہیں ان کا خواب سنو۔
چنانچہ انہوں نے دامس کا ہاتھ پکڑ کر انھیں اٹھایا اور لوگوں سے روشناس کر کے ان سے خواب بیان کرنے کو کہا انھوں نے خواب بیان کیا۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ ان کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشوار گزار پہاڑ مذہب اسلام ہے۔ دین کو حاصل کرنا آسان نہیں ہے بڑی دشواری سے حاصل ہوتا ہے اور اژدھا۔ مسلمانوں کا کوئی دشمن ہے جسے دامس ابوالہول ہلاک کریں گے۔
مسلمان یہ تعبیر سن کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔۔ مسلمانوں نے دریافت کیا۔ یا امیر! اب آپ کا ارادہ کیا ہے؟
ابو عبیدہ۔ فی الحال میرا قصد یہ ہے کہ میں قلعہ پر حملہ کروں۔ تم تیاری کرو
مسلمان اپنی اپنی قیام گاہوں پر چلے گئے اور آلات حرب کی دیکھ بھال شروع کی دوسرے روز صبح کی نماز پڑھ کر ابو عبیدہ نے پھر دامس کو طلب کیا:

دامس کی تدبیر

دامس ابوالہول حضرت ابو عبیدہ کے پاس آئے ابو عبیدہ نے ان سے دریافت کیا۔ کہو تم نے کوئی تدبیر سوچی؟
دامس نے عرض کیا ۔۔۔ ہاں ایک تدبیر سوچی ہے:
ابو عبیدہ ۔ وہ کیا تدبیر ہے؟
دامس۔ تدبیر کو ظاہر کرنا اچھا نہیں ہوتا،
ابو عبیدہ۔ ٹھیک ہے لیکن تمہارا قصد کیا ہے۔

داس۔ میں چاہتا ہوں کہ قلعہ پر یورش کی جائے۔

ابو عبیدہ نے اسی وقت لشکر میں منادی کرا دی کہ قلعہ پر حملہ ہو گا۔ مسلمان تیار ہو گئے لشکر نے کوچ کیا۔ قلعہ کے پاس پہنچ گئے۔

جب رومیوں نے فصیل سے دیکھا کہ مسلمان حملہ کے قصد سے آئے ہیں تو انھوں نے باہم مشورہ کیا۔ بعض جگہ رائے جنگ کی ہوئی بعض نے کہا لڑنے سے کیا فائدہ ہے قلعہ ایسا مضبوط ہے کہ فتح نہیں ہو سکتا۔ مگر آخر کار جنگ ہی کی صلاح ٹھہری۔

مسلمانوں نے قلعہ پر نہایت سختی سے حملہ کیا رومیوں نے پوری قوت سے مقابلہ کیا ایک دن اور ایک رات برابر جنگ ہوتی رہی مگر مسلمان قلعہ کے پاس بھی نہ پھٹک سکے البتہ رومیوں پر ان کا رعب و خوف طاری ہو گیا۔ جب لڑائی سے کوئی فائدہ نہ ہوا تو مسلمان مقیم ہو گئے پورے سینتالیس روز قلعہ کے گرد ٹھہرے رہے اڑتالیسویں روز داس ابو الہول ابو عبیدہ کے پاس آئے اور کہا۔ اے سردار! میں نے ساری تدبیریں کر لیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اب ایک تدبیر سوچی ہے خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی دے گا۔

ابو عبیدہ۔ تم نے کیا تجویز کیا ہے؟

داس۔ تم میرے ساتھ تیس جوانمرد دو۔ ساری قوم کو یہ حکم دو کہ وہ میرے کسی معاملے میں اعتراض نہ کریں جو میں کہوں کرتے رہیں۔ ابو عبیدہ نے تیس بہادروں کو منتخب کر کے بلایا اور ان سے کہا۔ اے گروہ عرب جب داس ابو الہول کو جو بنی طے کے غلام ہیں تم پر سردار مقرر کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ ان کی اطاعت کرو۔ میں نے انھیں تم پر اس لئے سردار مقرر نہیں کیا ہے کہ وہ حسب نسب میں تم سے بڑھے ہوئے ہیں یا تم سے زیادہ بہادر اور دلیر ہیں بلکہ اس سبب سے تم پر افسر مقرر کیا ہے کہ وہ جنگی تدبیروں سے اچھی طرح واقف ہیں تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے ایک غلام کو تم پر سردار مقرر کر دیا۔ خدا کی قسم اگر میری ذمہ داری تمام لشکر کی نہ ہوتی تو سب سے پہلے ان کی اطاعت کرتا۔

ان لوگوں نے کہا۔ اے سردار خدا کی قسم اگر تم کسی گبر کو بھی ہم پر سردار مقرر کر دو تو ہمیں اعتراض نہ ہو گا ہم نے اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں

ہبہ کر رکھا ہے اور تم مسلمانوں کے خیر خواہ ہو جو حکم دو گے ہم اس کی تعمیل کریں گے
ابو عبیدہ نے ان کا شکریہ ادا کر کے کہا مسلمانو! میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دامس کے ہاتھوں قلعہ فتح کرا دے گا۔ تم لوگ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ایک غلام کو دستے عرب پر سردار مقرر کیا تھا تم دامس کی فرمانبرداری کرنا۔
پھر انھوں نے دامس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اب تم کیا کہتے ہو۔
دامس۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم لشکر کو لے کر اس طرح چلو جیسے ہزیمت اٹھا کر بھاگے جاتے ہو — مگر یہاں سے ایک فرسخ پر پہنچ کر ٹھہر جاؤ۔ مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ فرودگاہ میں چھپے رہیں باہر نہ نکلیں اور دو آدمی بغیر ہتھیاروں کے جن کے پاس صرف خنجر ہوں الگ الگ مگر ہم سے نزدیک رہیں تاکہ جب وہ دیکھیں کہ ہم قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں تو تمھیں دوڑ کر اطلاع کر دیں اور تم لشکر لے کر آجاؤ۔ دامس نے اپنے تیس آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا تم تیار ہو کر آجاؤ سوائے تلواروں اور خنجروں اور ڈھالوں کے کچھ اپنے ساتھ نہ لو۔ نیزوں اور کمانوں کی ضرورت نہیں ہے۔
وہ لوگ حسب ہدایت مسلح ہو کر آگئے۔ دامس بھی مسلح ہو گئے وہ پوشیدہ ہو کر ایک غار میں جا چھپے ان کے ساتھی غار کے اندر داخل ہو گئے اور وہ غار کے دروازے پر بیٹھ گئے۔
ابو عبیدہ نے لشکر کے کوچ کا حکم دے دیا مسلمانوں نے کوچ کیا کوچ کے وقت بڑا شور و غل ہوا رومیوں نے فصیل کے اوپر سے دیکھا وہ مسلمانوں کو کوچ کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے انھوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دے کر کہا۔ آخر مسلمان ان ہی محاصرے سے تنگ آکر چل دیئے۔
اسلامی لشکر ہر طرف سے سمٹ کر چلا گیا۔ ان کے لباس نظر آرہے تھے۔ زرہیں اور خود چمک رہے تھے یہاں تک کہ مسلمان اس جگہ سے دور چلے گئے کہ غبار بھی نظر آنا بند ہو گیا تو رومیوں کے بطریق یوقنا نے مسلمانوں کے پچھلے لشکر پر حملہ کر کے انھیں قتل و غارت کرنے کا حکم دے دیا۔

گبردوں کی گرفتاری

دن چھپنے تک مسلمان غار میں پوشیدہ رہے شام کی نماز پڑھنے کے بعد دامس ابوالہول نے مسلمانوں سے کہا کہ کون شخص قلعہ کے پاس جاکر قوم کی خبر لائے گا شاید وہ کسی گبر کو گرفتار کر کے لائے۔

کسی مسلمان نے جواب نہ دیا انھوں نے دوبارہ کہا پھر بھی وہ خاموش رہے دامس نے کہا۔ افسوس ہے تم پہ کیا تم سب اپنی جانوں سے بخیل ہو۔ موت سے ڈرتے ہو۔ خیر یہ کام میں خود کروں گا۔

جب وہ فصیل کے قریب سے ہو کر آئے تو ان کے ساتھ ایک گبر تھا اس نے کہا۔ اس سے پوچھو یہ قلعہ سے کیسے گرا۔

مسلمانوں نے دریافت کیا۔ وہ رومی زبان میں کچھ کہتا ہے مسلمان سمجھتے نہ تھے۔ دامس نے کہا۔ اس کی حفاظت کرو وہ پھر گئے ایک ساعت تک غائب رہے جب واپس آئے تو پھر ان کے ساتھ ایک اور گبر تھا مسلمانوں نے اس سے باتیں کرنی چاہیں وہ بھی عربی نہ جانتا تھا اپنی زبان میں باتیں کر رہا تھا۔

دامس نے اسے بھی رہا چھوڑا پھر گئے اور تھوڑی دیر میں چار گبردں کو اٹھا لائے وہ بھی عربی زبان نہ جانتے تھے۔ دامس نے کہا خدا لعنت کرے ان گبردں پر... ان میں سے کم بخت ایک شخص بھی عربی زبان نہیں جانتا۔

دامس پھر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کو ان کا انتظار کرتے آدھی رات گزر گئی وہ واپس نہ آئے اب تو مسلمانوں کو تردد ہوا ان میں سے بعض نے کہا عجب نہیں کہ دامس گرفتار ہو گئے ہوں یا قتل کر ڈالے گئے ہوں۔

بعض مسلمانوں نے مایوس ہو کر مشورہ دیا کہ لشکر میں چلو اور بعض نے کہا صبح کی نماز کے وقت تک انتظار کرو۔ عین اسی وقت دامس آئے وہ اپنے ساتھ ایک گبر کو کھینچے لئے آ رہے تھے مسلمان ان کے قریب پہنچے اور کہنے لگے خدا کی قسم ہم تو تمہاری طرف سے نا امید ہو گئے تھے تم کہاں تھے۔

دامس۔ میں شہر پناہ کے نزدیک پہنچ گیا تھا لوگ قلعہ کے دروازے سے نکلتے تھے مگر رومی زبان میں باتیں کرتے تھے میں ایسے شخص کو پکڑنا چاہتا تھا جو عربی جانتا ہو

مجھے کوئی شخص ایسا نہ معلوم ہوا ۔۔۔ میں نے واپسی کا ارادہ کیا تھا کہ فصیل کے اوپر سے گری میں نے دوڑ کر دیکھا تو یہ شخص تھا میں اسے کوئی چیز کھینچ لایا اس سے پوچھو۔ مسلمانوں نے اس سے کلام کیا وہ بھی رومی زبان میں بولا ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور پیشانی پر ورم ہے۔

انھوں نے دامس ابوالہول سے کہا۔ نہ معلوم اس پر کیا وقعہ پڑی۔

دامس۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر چلے گئے اس مرتبہ جلدی آگئے انھوں نے اپنا عمامہ ایک شخص کے گلے میں ڈال رکھا تھا اور اسے کھینچے لئے آرہے تھے مسلمانوں کے پاس آکر دامس نے اس سے سوال کیا۔ تو شہر والوں میں سے ہے یا قلعہ والوں میں سے۔

اس شخص نے جواب دیا۔ میں قلعہ والوں میں سے ہوں۔

دامس۔ تو رومی ہے یا عرب متنصرہ۔

وہ شخص۔ میں عرب متنصرہ ہوں۔

دامس۔ کیا تو قلعہ کا خفیہ راستہ بتا سکتا ہے ۔۔۔ اس صلے میں ہم تجھے آزاد کر دیں گے۔

عرب متنصرہ۔ اول تو میں کسی خفیہ راستے سے واقف نہیں ہوں اور اگر جانتا بھی تو ہرگز نہ بتاتا۔

دامس ۔۔۔ اچھا تو ان دونوں سے دریافت کرو کہ ان میں سے شہر کے کون لوگ ہیں۔

عرب متنصرہ نے گبرول سے معلوم کر کے جواب دیا یہ سب لوگ قلعہ والوں میں سے ہیں میں انھیں جانتا ہوں ان میں سے شہر کا کوئی بھی نہیں ہے۔

دامس۔ یہ شخص جو پڑا ہے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اس سے پوچھو یہ کون ہے اور کیسے فصیل پر سے گر پڑا۔

عرب متنصرہ نے اس سے بات کر کے کہا یہ گبر اہل شہر سے ہے یہ کہتا ہے کہ آج یوقنا شہر میں گیا تھا اور وہاں سے چند رومیوں کو اس جرم میں پکڑ لایا تھا کہ انھوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی اس نے قلعہ میں لاکر تاوان کے طور پر ان سے

اس قدر مال طلب کیا جسے میں ادا نہ کر سکتا تھا چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو قلعہ کے نیچے گرا دیا نیچے گرتے ہی تم نے اسے دبا لیا اگر تم مسلمان ہو تو ہم تمہاری امان میں ہیں اور اگر تم مسلمان نہیں ہو تو جو فدیہ تم طلب کرو میں ادا کرنے کو تیار ہوں۔

واثس نے عرب متنصرہ سے کہا۔ اس کے بعد ہم مسلمان ہیں وہ بے ڈر ہو جائے اب واثس نے عرب متنصرہ اور تمام گبروں کو مار ڈالا اور شہری رومی کو دبا کر دبا

اس کے بعد واثس نے مسلمانوں سے کہا۔ اے دلیران عرب تیار ہو جاؤ اب وہ وقت آ گیا جس کا میں منتظر تھا۔ میں قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا

اس کے بعد واثس نے مسلمانوں سے کہا تم دو دوڑ جاؤ اور ابو عبیدہ سے جا کر کہو کہ وہ صبح آفتاب طلوع ہونے سے پہلے مدد لے کر آ جائیں۔ اے دلیران عرب وہ دونوں روانہ ہو گئے واثس نے اپنے توشہ دان سے ایک کھال بکری کی نکالی اور ایک سوکھا ٹکڑا روٹی کا لیا وہ مسلمانوں کو لے کر چلے خود آگے تھے مسلمان ذرا فاصلے پر پیچھے تھے واثس چاروں ہاتھ پیروں سے چل رہے تھے بکری کی کھال اپنے اوپر ڈال لی تھی جب کچھ کھٹکا ہوتا وہ اس طرح روٹی توڑتے جس طرح کتا ہڈی توڑتا ہے جب وہ سوکھا ٹکڑا توڑتے تو مسلمان سمجھ جاتے کہ کوئی خطرہ ہے وہ پتھروں کے پیچھے چھپ جاتے اسی طرح چلتے وہ فصیل کے اسقدر نزدیک پہنچ گئے کہ قلعہ کے محافظوں کی آوازیں آنے لگیں۔

واثس الہالبول نے قلعہ کا گشت کیا انھوں نے ہر طرف گبروں کو ہوشیار پایا سب سے آخر میں ایک برج نظر آیا جو اور برجوں سے ذرا اونچا بھی تھا اور برج کے محافظ بھی سو رہے تھے۔

خطرناک حیلہ

واثس نے مسلمانوں سے کہا تم قلعہ کے چاروں طرف گھوم رہے ہو۔ دیکھ لیا ہے کہ قلعہ کتنا مضبوط اور کس قدر مضبوط ہے اس پر رومی کیسی سخت حفاظت کر رہے ہیں اب مشورہ دو ہمیں کیا کرنا چاہیے کس طرح ہم فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں

مسلمانوں نے کہا۔ سردار نے ہم پر تمہیں افسر مقرر کیا ہے ہم تمہاری فرماں بردار ہیں

کریں گے۔ ہماری سمجھ میں کوئی تدبیر نہیں آتی تم البتہ حذعنبۃ الحرب یعنی جنگی تدبیروں میں منجھے رہے ہو تم کوئی تدبیر بتاؤ تو ہم اس پر عمل کریں ہم تم پر یہ واضح کر دیں کہ یہاں سے بلا کسی کارروائی کے پلٹ جانا کسی طرح گوارا نہیں ہے ہم جانوں کی بازی لگانے کو تیار ہیں۔

داس نے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت وہ اٹھاون آدمی تھے۔ جب وہ چھپ کر زیر دیوار پہنچے اور کہا ـــــ تم میں سے کون دیوار پر چڑھنے کی کوشش میں ہمارا ساتھ دے گا۔

مسلمانوں نے کہا" عجیب بات کہی آپ نے کون سا ذریعہ دیوار پر چڑھنے کا ہے نہ کمندیں ہیں نہ سیڑھیاں ہیں نہ ہمارے پر ہیں جو اڑ کر اوپر چڑھ جائیں۔

داس نے مسکرا کر کہا۔ ذریعہ کے ساتھ دیوار پر چڑھنا کچھ مشکل نہیں البتہ بلا ذریعہ کے چڑھنا بہادری اور ہوشیاری کا کام ہے۔

داس نے ان میں سے سات آدمی ایسے چھانٹے جو مضبوط توانا اور چست و چالاک تھے۔ داس دیوار کا سہارا لے کر بیٹھ گئے انھوں نے اپنے شانہ پر ایک عرب کو سوار کر کے ہدایت کی کہ میری طرح دیوار کو مضبوط پکڑ لو اور اپنا سارا بوجھ مجھ پر ڈال دو پھر دوسرے کو کہا کہ وہ پہلے شخص کے شانوں پر بیٹھ جائے یہاں تک کہ ساتوں آدمی ایک دوسرے کے شانوں پر بیٹھے چلے گئے اب داس نے سب سے اوپر والے شخص سے کھڑے ہونے کے لئے کہا وہ دیوار کا سہارا لے کر بے تکلف کھڑا ہو گیا ـــ اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ ساتوں آدمی کھڑے ہو گئے سب کے بعد داس نہایت احتیاط سے سات آدمیوں کا بوجھ سنبھال کر کھڑے ہو گئے سب سے اوپر والا شخص فصیل کے کنگوروں تک پہنچ گیا اس نے کنگوروں کو پکڑ کر جست کی۔

وہ فصیل کے اوپر پہنچ گیا اس نے برج کو دیکھا اس میں ایک رومی محافظ شراب پیئے مست و بے خود پڑا تھا۔ مرد مسلمان نے خنجر سے اس کا سر کاٹ کر فصیل سے نیچے پھینک دیا۔ اور عمامہ لٹکایا دوسرا شخص عمامے کے سہارے سے اوپر پہنچ گیا ان دونوں نے اپنا عمامہ لٹکا کر ساتوں آدمیوں کو اوپر کھینچ لیا پھر اور عمامے باندھ کر داس اور ان کے تمام ساتھیوں کو اوپر کھینچ لیا۔ اگرچہ یہ ذریعہ بڑا

خطرناک تھا مگر مسلمان جانوں کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اسی لئے کسی خطرے کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

داس نے ان سے کہا ۔۔۔ تم سب خاموشی کے ساتھ برج میں بیٹھ جاؤ میں قوم کی خبر لاتا ہوں۔

داس چلے انھوں نے وسط فصیل کے ایک جھروکے میں سے جھانک کر دیکھا قلعہ کے اندر بزم سرد آب و اکل و رقص کی قائم دیکھی رؤسائے قوم عمدہ پوشاکیں پہنے تھے۔ ان کے درمیان میں بوقیا شاہانہ لباس اور جواہرات کے بعض زیورات پہنے تھا سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں شفاف صراحیوں میں شراب بھری ہوئی تھی پیالے گردش کر رہے تھے چند نازنین رقص ناچ گا رہی تھیں اور چند لعبتان رومی ساقی گری کی خدمت انجام دے رہی تھیں روشنی ایسی تیز تھی کہ دن سا لگا معلوم ہوتا تھا۔ داس نے لوٹ کر یہ کیفیت مسلمانوں سے سنا کر کہا۔ قوم ابھی بیدار ہے اور اس کثرت سے ہے کہ اگر ہم ان پر حملہ کریں تو وہ ہمیں ختم کر ڈالیں گے ہمیں صبح تک انتظار کرنا چاہیئے صبح صادق کے وقت اچانک حملہ کریں۔ ہمیں یقین ہے اس وقت ابو عبیدہ بھی ہماری مدد کو پہنچ جائیں گے۔ اگر ہم فتحیاب ہوئے تو یہ خدا کا انعام ہوگا شہید ہوئے تو عین تمنا ہے۔

مسلمانوں نے کہا۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم تمھارے فرماں بردار ہیں جو حکم دو گے تعمیل کریں گے۔

داس ۔۔۔ اچھا تم ٹھہرے رہو میں زینے کا دروازہ دیکھ آؤں اور اگر بند ہو تو اسے کھولنے کی تدبیر کروں۔

داس زینے کے دروازے پر آئے انھوں نے دروازے کو اندر سے یعنی قلعہ کی جانب سے بند پایا انھیں بڑا فکر ہوا انھوں نے خنجر نکال کے ایک بڑا پتھر دروازے کا ہٹایا پتھر کے ہٹتے ہی اتنا بڑا سوراخ ہوگیا جس میں سے وہ نکل کر زینے کے دروازے میں پہنچ گئے انھوں نے زنجیریں کاٹ دیں پٹ بدستور پھڑے رہنے یہ زینہ قلعہ کے دروازے میں جا کر ختم ہوتا تھا وہ دروازہ میں جا پہنچے انھوں نے دیکھا محافظ سو رہے یا شراب کے نشہ میں مست ہیں انھوں نے

تلوار نکال کر ان سب کو کاٹ ڈالا۔ یہ دروازہ خاصہ وسیع تھا اس میں ایک دروازہ قلعہ سے باہر نکلنے کا تھا اور دوسرا قلعہ میں داخل ہونے کا۔ دامس ابوہول نے دروازے کی زنجیریں کھول دیں اور پٹ بدستور کھڑے رکھے اس کام سے فارغ ہوکر مسلمانوں کے پاس آئے۔ اپنی کارگزاری سنائی اور صبح کا انتظار کرنے لگے۔

جب صبح ہوئی تو اس نے جھروکے میں سے جھانک کر دیکھا۔ بزم عیش منتشر ہو چکی تھی اس وقت یوقنا اور اس کے ہم مشرب وہاں نہ تھے۔ وہ واپس ہوئے اور مسلمانوں سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اب قوم کے سربرآوردہ لوگ اپنے گھروں میں سونے چلے گئے ہیں۔ یہی وقت حملہ کرنے کا ہے۔

مسلمانوں نے تلواریں اور ڈھالیں سنبھال لیں اور دامس کے ساتھ زینہ میں اتر کر دروازے میں آگئے۔

دامس نے قلعہ کے اندر داخل ہونے کا دروازہ کھولا رومیوں نے دیکھ لیا انھوں نے شور مچایا مسلمان آگئے۔

بجلی کی سرعت کے ساتھ یہ خبر سارے قلعہ میں گونج گئی۔ رومی شور و فریاد کرنے لگے۔ مصیبتا مسلمان قلعہ میں آگئے۔ انھوں نے کیا فریب کیا کیسے یہاں تک پہنچے حضرت مسیح ہم سے خفا ہوگئے غضب خشمناک ہوتا۔

اس شور کو سن کر یوقنا قلعہ سے باہر نکل آیا جب اسے معلوم ہوا کہ چند مسلمان قلعہ کے دروازے پر قابض ہو گئے ہیں تو وہ بہت بگڑا اور اپنا لشکر لے کر حملہ کرنے کی غرض سے چلا۔

صبر آزما جنگ

یوقنا کے ہمراہیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمان خدا کا نام لے کر جم گئے جنگ شروع ہو گئی۔ رومی شور کرنے لگے مسلمانوں نے تکبیر کے نعرے لگائے تلواریں پھرتی سے چلنے لگیں سروتن کے فیصلے ہونے لگے رومیوں کے بہت آدمی مارے گئے مسلمان اٹھائیس تھے اگرچہ وہ بڑی ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے لیکن رومیوں کے حربے انھیں مجروح کر رہے تھے مسلمانوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا آٹھ آدمی شہید ہوئے تھے

بیس باقی تھے جو شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ ابو حامد انراد حددی، خارج بن مسیب تمیمی، قرادہ بن شداد المعنوی، عامر ق البربی، ہلال بن عرب الخمنی اقبہ خادع الداری، دوش ملاعب بن مقدس بن عمروۃ الحنبری، اور روش بن حام الجری۔

رومیوں کی جمعیت بڑھتی جاتی تھی۔ یوقنا نے ایک ہزار کی جمعیت سے حملہ کیا تھا۔ یہ تعداد بڑھتے بڑھتے چار ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ مسلمان اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے۔ واس بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے اگرچہ ان کے بہتر زخم آچکے تھے اور ہر زخم سے خون جاری تھا لیکن اب بھی بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے انھوں نے دیوار کا سہارا اس وجہ سے لے لیا تھا کہ کہیں خوف کی وجہ سے گر نہ پڑیں اور مسلمان بھی زخموں سے چور چور ہو گئے تھے قریب تھا کہ مسلمان گر پڑیں کہ دفعتہً "اللہ اکبر" کی پرشور آواز آئی۔ حضرت خالد ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ آگئے۔ ہوا یہ کہ واس نے جن دو آدمیوں کو بھیجا تھا وہ اول حضرت خالد سے ملے وہ مسلمانوں کی خبر لینے آرہے تھے ان مخبروں سے حال سنتے ہی دوڑ پڑے اور انھیں ابو عبیدہ کی طرف چلتا کر دیا۔ ابو عبیدہ کو واس اور ان کے ساتھیوں کا فکر تھا وہ سوئے نہیں تھے ان دونوں آدمیوں کے پہنچتے ہی وہ چل پڑے۔

سب سے پہلے خالد بن الولید پہنچے چونکہ انھوں نے قلعہ کے باہر ہی سے نعرہ تکبیر بلند کئے اس لئے رومیوں کی جمعیت قلعہ پر چڑھ گئی انھوں نے مسلمانوں کو گھوڑے دوڑاتے آتے دیکھا ان کے دل ڈوب گئے۔

کچھ مسلمان قلعہ میں گھس آئے انھوں نے رومیوں کو ان کے پشتوں کی طرف الٹ دیا۔ رومیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور لفوں، لفوں امان امان چلانے لگے۔

یوقنا کا قبول اسلام

رومیوں کے امان مانگتے ہی مسلمانوں نے قتل خونریزی بند کردی اسی وقت ابو عبیدہ بن الجراح بھی مع اپنے لشکر کے آگئے۔ انھیں اطلاع دی گئی کہ رومیوں نے امان طلب کی ہے۔ مسلمانوں نے ان کے سروں پر سے تلواروں کو اٹھا لیا ہے وہ تمہارے حکم کے منتظر ہیں۔ ابو عبیدہ نے اول سجدہ شکر ادا کیا پھر واس اور ان کے ساتھیوں کی خبر گیری

کی ہدایت کی اور رومی مردوں اور عورتوں کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا سب سے پہلے یوقنا اور اس کے دو بھائی بشیر اور قلعہ کے رئیس ان کے سامنے پیش کئے گئے! ابو عبیدہ نے انھیں مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ یوقنا نے اسلام لانے میں سبقت کی۔ اس کے بعد اس کے سرداروں اور بطارقہ نے اسلام قبول کیا ان کے بعد عوام لوگ پیش کئے گئے ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے بعض نے جزیہ دیا لیکن حلب کے نواح کے کاشتکار لوگ ایسے رہ گئے جو نہ مسلمان ہوئے نہ جزیہ ادا کرسکے ابو عبیدہ نے ان پر احسان کیا ان سے وفاداری کا عہد و اقرار لے کر رہا کر دیا۔

اس کے بعد مال غنیمت جمع کیا گیا سونا۔ چاندی۔ جواہرات۔ ریشمی کپڑے سونے چاندی کے زیورات اور دوسری بیش قیمت چیزیں بہت ملیں اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر چار حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے

حلب کی فتح دامس کے ہاتھ پر ہوئی۔ تمام لشکر میں دامس کی شہرت ہو گئی۔ جب مسلمانوں نے دامس کے حیلۂ جنگ کا ذکر سنا تو بڑا تعجب کیا۔

ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ اب

یوقنا کا حیرت انگیز خواب انطاکیہ ہمارے سامنے ہے وہ رومی شہنشاہ ہرقل اعظم کا دار السلطنت ہے رومیوں کی پوری قوت وہاں موجود ہے ملک شام کا یہی ایک شہر ایسا باقی رہ گیا ہے جس کی فتح پر ملک شام کی فتح مکمل ہو جائے گی۔

اس وقت یوقنا بھی وہاں موجود تھے ان کا اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا تھا۔ انھوں نے عربی زبان میں کہا۔

یا امیر جیش الاسلام! خدا نے مسلمانوں کی مدد کی۔ اور وہ ملک شام پر غالب ہو گئے چاہے آپ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام خدا کا پسندیدہ مذہب ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی ہیں جن کی بشارت توریت و انجیل میں دی جاتی رہی ہے ان کی صفت انجیل میں بیان کی گئی ہے کہ وہ خاتم الانبیا ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا حق کو باطل سے جدا کرنے والے ہوں گے باطل کو مٹا دیں گے حق کو فروغ دیں گے۔ یتیم ہوں گے۔ ان کے ماں باپ مر جائیں گے دادا اور چچا ان کی کفالت کریں گے کیا اس پیشگوئی کے مطابق نہیں ہوا۔

ابوعبیدہ - خدا کی قسم ایسا ہی ہوا۔ جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے تو باپ کا انتقال ہوگیا اور جب ان کی عمر چھ سال کی ہوئی تو ان کی والدہ نے وفات پائی - پھر دادا نے کفالت کی اور دادا کے مرنے کے بعد چچا کفیل ہوئے۔ مگر مجھے اے عبداللہ یوقنا تمہاری گفتگو نے اس وقت حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کل تک اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تم سے زیادہ کوئی نہ تھا میں نے سنا بھی یا تھا جو آج تم ہمارے سامنے کہہ رہے ہو جب تمہارے بھائی یوحنا نے تم سے کہی تھیں تو تم نے اسے مار ڈالا تھا آج تم اسلام کی تعریف اور رسول صلعم کی مدح کر رہے ہو۔

یوقنا - لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ - اے سردار تم ان باتوں پر تعجب کر رہے ہو۔

ابوعبیدہ - کیسے تعجب نہ کروں۔

یوقنا - تب سنو! جس شب کو آپ ہمارے قلعہ میں داخل ہوئے ہیں - میں تھوڑی دیر بزم رقص و سرود میں بیٹھا رہا پھر اپنے محل میں آگیا میں غور کر رہا تھا کہ عرب بھوکے محتاج مفلس بے سر و سامان اور گئی گزری قوم تھی - ہماری قوم ترقی یافتہ اور مالدار تھی عرب ہمارے ملک پر کیسے غالب ہوتے چلے جا رہے ہیں یہی سوچتے سوچتے میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اعرابی طبع صورت آئے ان کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا میں نے دریافت کیا - آپ کون ہیں - ؟ انھوں نے فرمایا میں محمد نبی عربی ہوں۔ خدا نے مجھے رسول بنا کر بھیجا تھا میں نے ان سے عرض کیا - اگر تم واقعی خدا کے رسول ہو تو خدا سے دعا کرو کہ وہ مجھے عربی زبان کی تعلیم دے انھوں نے دعا کی میری آنکھ کھل گئی دیکھتا ہوں کہ میرا کمرہ مہک رہا ہے اور میں عربی زبان سے واقف ہو گیا ہوں۔ میں اسی وقت اپنے بھائی یوحنا کی لائبریری میں گیا۔ میں نے بعض کتابوں کو پڑھا ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و صفت تھی ان کے حالات بھی لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ یہودی ان کے سب سے بڑے دشمن ہوں گے۔ کیا یہودیوں نے ان کے ساتھ دشمنی کی ---؟

ابوعبیدہ - ہاں، یہودیوں نے ان کی سخت مخالفت کی - لیکن اللہ تعالیٰ

نے انھیں ذلیل و خوار کیا ان کی حکومتیں مٹا دیں ان کے شہروں کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا اور رسول اللہ صلعم کو ان پر غلبہ دیا۔

یوقنا۔ ایک کتاب میں میں نے ان کی یہ صفت بھی دیکھی ہے کہ وہ اپنے اصحاب اور اتباع کرنے والوں کے ساتھ مہربانی کریں گے۔

ابو عبیدہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انھیں بھی حکم دیا۔ فرمایا پروردگار عالم نے واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین یعنی تم اپنے بازو ان کی مہربانی سے جھکا دو جنھوں نے تمھاری بیعت کی ہے۔

یوقنا۔ اسی کتاب میں میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ مسکینوں اور یتیموں کی مدد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم یتیم تھے مفلس تھے ہم نے پرورش کیا اور غنی کر دیا قرآن شریف میں ہے الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فھدی ووجدک عائلا فاغنی فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر یعنی کیا تم یتیم نہیں تھے تمھیں جگہ دی اور راہ بھولے ہوئے تھے تمھیں راہ دکھائی اور تم غریب تھے تمھیں غنی کیا پس تم بھی یتیموں پر قہر نہ کرو اور سائلوں کو مت جھڑکو۔

یوقنا۔ مجھے تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت ضالا یعنی بھولا ہوا ہونے کی کیوں بیان کی حالانکہ وہ راہ بھٹکے ہوئے تھے وہ بڑے بلند مرتبہ تھے

ابو عبیدہ۔ ضالا یعنی راہ بھولا ہوا ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ گمراہ تھے یا گمراہی میں پڑے ہوئے تھے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ضالا نے فیل مجنبا یعنی نے تمھیں اپنی محبت کے جنگل میں پھرتے پایا تمھیں سیدھی راہ اپنی حضوری اور دیدار کی بتا دی ہم نے تم پر پوشیدہ اسرار ظاہر کر دیئے تمھیں ان سامانوں سے مسلح کر دیا جو حضوری کے لئے ضروری ہیں ہم نے تمھیں جستجو کے دریاؤں میں تلاش کی کشتیوں پر سوار پایا ہم نے تمھیں پناہ دی اور ساحل مقصود پر پہنچایا تمھیں حقیقت اور پناہ کے نزدیک کر دیا تم اشخاص ظاہری کے اوپر اندیشہ مند تھے تم صحرائے حقیقت کے اسرار معلوم کرنے کے لئے سرگرداں تھے تم بلند نظر تھے

تم دیدار کے تمنائی تھے مگر تم ہمیں نہ جانتے تھے نہ تمھارے ساتھ ہمارا کوئی نشان تھا ہم نے تم پر اسرار حقیقت کھول دیئے۔ تم سب باتوں سے واقف ہو گئے اپنے رب سے واقف ہو گئے۔

اے یوقنا! ان باتوں کو سمجھو کہ مومن کے لئے بہترین خزانہ علم ہے۔ مال تجارت میں بربادی ہے۔ خشم اور غصہ کو ضبط کرنا بزرگی ہے بہترین ہمنشیں عقل ہے اعلیٰ درجہ کی عظمت پرہیز گاری ہے۔ بڑائی جو ترک خواہشات کرتی ہے بہتر عمل قدرت اور خدا کی صفت کا بیان کرنا ہے۔ نیک کام صبر کرنا ہے۔ سب سے برا کام خنجر زبان سب سے بڑی محتاجگی حرص اور طمع ہے۔ بہترین زندگی پارسائی ہے عاجزی ہی عبادت ہے۔

ان باتوں کو سن کر یوقنا کا چہرہ چمکنے لگا انھوں نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے یوحنا کی کتابوں میں ایسا ہی پڑھا تھا۔ یوحنا نے لکھا ہے کہ اس نے یہ باتیں توریت کے حاشیے میں دیکھی تھیں اب تم نے وہی بیان کیں اس سے میرا الیقین اور زیادہ ہو گیا۔ میں نے جان لیا کہ دین حق یہی ہے اب میں انشاء اللہ اسی جوش و جرأت سے دشمنان اسلام سے لڑوں گا جس سے مسلمانوں سے لڑتا رہا ہوں۔

ابو عبیدہ - کیا مشورہ ہے تمھارا؟

یوقنا - یہاں سے قریب ایک اور قلعہ ہے اس کا نام اعزاز ہے۔ وہاں کا حاکم میرا چچازاد بھائی ہے جس کا نام دادریس ہے وہ بڑا جنگجو اور بہادر ہے اس کے پاس بہادروں اور تیغ زنوں کی کمی نہیں ہے قلعہ کو چھوڑ کر انطاکیہ کی طرف جاؤ گے تو وہ حلب، قنسرین اور ارض عواصم پر تاخت کر کے تمھارے قبضے سے نکال لے گا اس لئے اول اسے فتح کرنا ضروری ہے میں چاہتا ہوں کہ فریب سے اس پر قبضہ کیا جائے۔

ابو عبیدہ۔ تم نے کیا فریب سوچا ہے؟

یوقنا - میں نے تجویز یہ کی ہے کہ آپ میرے ساتھ ایک سو مسلمانوں کو رومی جوروی لباس پہنے ہوں اور میرے ساتھ ایک فرسخ کے فاصلے سے ایک ہزار مسلمان اس طرح روانہ کریں جیسے میں بھاگ رہا ہوں۔ اور ۱۰۰ میرے تعاقب میں

میں اس سے کہوں گا کہ مسلمانوں نے میرے ساتھ فریب کیا ہیں انھیں دھوکہ دینے کے لئے مسلمان ہوا۔ میں موقعہ پا کر اپنے سو جاں نثاروں کے ساتھ بھاگ آیا ہوں۔ عرب میرے تعاقب میں ہیں مجھے پناہ دو اور بس مجھے قلعہ میں داخل کر لے گا جو ایک ہزار مسلمان میرے تعاقب میں جائیں گے آدھی رات کے وقت وہ قلعہ کے دروازے کے پاس آجائیں میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا مسلمان قلعہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیں گے۔

ابوعبیدہ نے خالد بن الولید اور معاذ بن جبل سے مشورہ لیا۔ ان دونوں نے کہا۔ اگر یہ لبطریق مرتد ہو کر مسلمانوں کو دھوکہ نہ دے تو یہ تدبیر منفعت بخش ہے ابوعبیدہ نے کہا۔ خدا پر بھروسہ رکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان ربک لبالمرصاد یعنی میرا پروردگار (اس کی) کمین گاہ میں ہے۔

یوقنا۔ "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچے دل سے مسلمان ہوا ہوں میرے دل میں صلیبوں اور نصرانیوں کی ذرا بھی وقعت باقی نہیں رہی ہے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے میں دین اسلام کی حمایت میں جان لڑا دوں گا لیکن تمہیں اگر مجھ پر ابھی بھروسہ نہیں ہوا ہے تو رہنے دو۔ اس کام پر کسی اور کو مقرر کر دو اور کوئی تدبیر کر دیکن اعزاز کے قلعہ کو پہلے فتح کر لو۔

ابوعبیدہ۔ اے یوقنا! ہمارا بدظن ہونا کچھ بے جا نہیں ہے ہم نے تمہارے قلعہ پر قبضہ کیا تمہاری حکومت چھینی ہے ممکن ہے تمہارے دل میں ہم سے خصومت ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا ہو اور تمہارے ہاتھوں سے کارہائے عجیب سرزد کرا دے خدا عالم الغیب ہے وہ دل کے حال جانتا ہے۔ تمہیں سوئے ظنی سے ناخوش نہیں ہونا چاہیے میں تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ حکومت اور سلطنت فنا ہونے والی ہیں اور یہ گھومتی پھرتی رہتی ہیں آج ایک کی ہیں تو کل دوسرے کی ان کے نکل جانے سے افسوس نہیں کرنا چاہیے پرہیزگاری اور طلب آخرت باقی رہنے اور کام آنیوالی چیزیں

ہیں ۔ تم مسلمان ہو کر ایسے ہو گئے ہو جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اس کے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے تم اسلام کی حمایت کرو ۔ اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرے گا ۔ تم اس بات کو خوب سمجھو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ سجن المومنین یعنی دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے ۔ جس طرح قید میں آدمی کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی بلکہ قید کرنے والوں کے اشاروں پر چلنا پڑتا ہے اسی طرح مومنوں کی اپنی مرضی دنیا میں کوئی نہیں ہوتی خدا کے حکم پر چلنا ہوتا ہے فرق اتنا ہے کہ قیدی کو خلاف ورزی کرنے پر قید خانہ ہی میں سزا مل جاتی ہے اور مومن کو خدا کی نافرمانی کی سزا آخرت میں ملتی ہے وہ سزا سخت ہے حضرت مسیح نے اپنے اصحابوں سے فرمایا تھا کہ ان تین شخصوں کی حالت پر افسوس کرنا چاہیئے ایک وہ غافل جس سے غفلت ۔ کی گئی ہے دوسرا وہ جو دنیا طلبی پر جان دیتا ہے اور موت اس کی گھات میں ہے ۔ تیسرا وہ جو مضبوط اور خوشنما محل بناتا ہے اور اس کا انتظار قبر کر رہی ہے ۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من اعطی اربعا و تفسیرا ذالک فی کتاب اللہ عز وجل من اعطی لذکر اللہ الخ یعنی جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں ملیں اس کا بیان اللہ غالب اور بزرگ ، (قرآن مجید) میں ہے ۔ ایک وہ جسے یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا اور وہ اسے یاد کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا دوسرا وہ جسے دعا کی مقبولیت کا درجہ دیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی فاستجب لکم ۔ یعنی تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا ۔ تیسرا وہ جس نے شکر کیا اسے زیادہ دیا گیا جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم یعنی جو شکر کریں گے میں انہیں زیادہ نعمتیں دوں گا ۔ چوتھا وہ جس نے طلب مغفرت کی اسے بخشا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واستغفروا ربکم انہ کان غفارا یعنی طلب مغفرت کرو اللہ بخشنے والا ہے ۔

یوقنا کے دل پر ان باتوں کا بڑا اثر ہوا ۔ ان کا عقیدہ اور راسخ

ہوگیا اور انھوں نے دین اسلام کی حمایت آخری دم تک کرنے کا تہیہ کرلیا۔ ابوعبیدہ نے ایک ہزار سوار مسلمانوں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ دس قبائل کے دس دس آدمی منتخب کیے اور ہر قبیلے کے دس آدمیوں پر اسی قبیلے کا ایک سردار مقرر کر دیا۔ بنا طے پر رافع بن عاصم کو۔ نہد پر مرد بن مزاحم کو۔ خزاعہ پر سالم بن عبد اللہ کو سلیم پر منذر بن بنہان کو۔ نمیر پر ذوالکلاع کو باہلہ پر سعید بن زنارح کو تمیم پر سعید بن جبیر کو۔ مراد پر مالک بن عباس کو افسر مقرر کیا اسی طرح حضارم اور تمیم کے بھی افسر مقرر کیے، جن دس قبائل کے آدمی انتخاب کیے:۔

طے[1]، نہد[2]، خزاعہ[3]، سلیم[4]، نمیر[5]، حضارم[6]، دوس[7]، مراد[8]، باہلہ[9] اور تمیم[10]۔

حضرت ابوعبیدہ نے مسلمانوں سے کہا۔ مسلمانو! میں تمھیں یوقنا کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ اگرچہ میں نے تم پر ہر قبیلے کا آدمی مقرر کر دیا ہے لیکن تم سب پر سردار یوقنا ہوں گے۔ جب تک وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریں گے تم ان کی اطاعت کرو۔ اور فرمانبرداری کرو۔ جب چاہیں تم ان کی اطاعت نہ کرو اور فرماں برداری نہ کرو۔

یوقنا کو ان ایک سو مسلمانوں کے ساتھ روانہ کر کے ابوعبیدہ نے مالک بن الحرث کو جو مالک اشتر نخعی کے نام سے مشہور تھے ایک ہزار سوار دے کر انھیں حکم دیا کہ یوقنا سے ایک فرسخ کے فاصلے پر رہو اور اعزاز کے قریب جو گاؤں منزہ کے نام سے مشہور ہے اس میں جا کر قیام کرو اور جاتے ہی قلعہ پر حملہ کر دو۔

مالک اشتر ایک ہزار سواروں کو لے کر تعاقب کرتے چلے۔

حاکم اعزاز کا سفیر

جب مالک اشتر اعزاز سے کچھ فاصلے پر پہنچے تو انھوں نے فضا میں گرد و غبار اڑتے دیکھا مالک اشتر خود یہ معلوم کرنے گئے کہ اس غبار میں کیا چھپا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عرب متنصرہ کو اپنے سامنے آتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے کہا مسلمانوں کا معاملہ دگرگوں ہوگیا خوف ہے یوقنا اور ان کے ساتھی آگئے ہیں

مصیبت ہوئی۔ اس عرب سے پوچھو یہ تم سے سب حالات بیان کر دے گا۔
مسلمانوں نے اس عرب سے دریافت کیا۔ "تم کون ہو؟"
عرب نے جواب دیا ــــ میں عرب متنصرہ ہوں قبیلہ غسان سے جبلہ بن ایہم کا لشکری ہوں۔
مالک اشتر۔ تمھارا نام کیا ہے؟"
عرب۔ میرا نام طارق بن منان ہے۔
مالک اشتر۔ تمھیں عربی قومیت کی قسم ہے جو کچھ حالات تمھیں دشمنوں کے متعلق معلوم ہوں وہ سب بیان کر دو۔
طارق۔ حضرت مسیح کی قسم میں سب کچھ بیان کر دوں گا لیکن تمھیں مشورہ دیتا ہوں کہ احتیاط کرو اور ہوشیار رہو دشمن تم سے قریب ہے۔
مالک اشتر۔ یہ دشمن کون ہے؟"
طارق۔ میں سب واقعات بیان کرتا ہوں۔ یوقنا اور تم مکر و فریب کے ارادے سے آئے تھے لیکن تمھارا فریب کھل گیا۔ حاکم اعزاز نے خود تمھارے ساتھ فریب کیا ہے۔
مالک اشتر۔ ہماری بات دادوس کو کیسے معلوم ہوئی۔
طارق۔ وہی بیان کرتا ہوں۔ راث دادوس حاکم اعزاز نے یوقنا کا اور تمھارا حال معلوم کرنے کے لئے ایک جاسوس کو جس کا نام عصمہ بن عروضہ تیمی ہے بھیجا وہ اس وقت تمھارے پاس موجود تھا جب یوقنا تمھارے سرداروں سے حاکم اعزاز کو دھوکا دینے کے متعلق گفتگو کر رہا تھا وہ جلدی سے وہاں سے ایک طرف گیا اور اس نے ایک تحریر اس مضمون کی لکھ کر کبوتر کے پر ں میں باندھا اور اسے اڑا دیا کبوتر حاکم اعزاز کے پاس پہنچ گیا اس نے تحریر اس کے پروں سے کھول کر پڑھی اور نہایت خاموشی سے یوقنا کو دھوکہ دینے کی تجویز کی مجھے (طارق) حاکم راوندان کے پاس جس کا نام لوقا بن شاس ہے مدد طلب کرنے کے لئے بھیجا ہے میں نے اس کا پیغام لوقا کو پہنچا دیا لوقا پانچ سو سوار وں کو لے کر چل پڑا یہ غبار جو دیکھ رہے ہو اسی لشکر کے آنے کا ہے۔

مسلمانوں کو بڑا افسوس ہوا مالک اشتر نے انھیں تسلّی دے کر کہا: "ہم خدا کی حکمتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری نظر میں ظاہرا اسباب پر ہوتی ہیں۔ دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔
انھوں نے طارق بن سنان کو گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر کی کمین گاہ میں چھپا دیا۔

یوقنا کی گرفتاری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ یوقنا معہ سو مسلمانوں کے جب قلعہ اعزاز کے سامنے پہنچے تو انھوں نے دادریس کو معہ تین ہزار مسلح سواروں کے قلعہ کے باہر اس طرح صف بستہ دیکھا جیسے یا تو وہ لڑائی پر مستعد ہو یا استقبال کے لئے آیا ہو یوقنا کو تعجب ہوا لیکن اب سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ وہ دادریس کے پاس جاکر اس سے ملاقات کریں۔ وہ بڑھے اس وقت اس کے پاس تین ہزار آدمی تھے ایک ہزار عرب متنصرہ اور آ گئے۔
یوقنا کو دیکھتے ہی حاکم اعزاز پیادہ ہو کر اس طرح دوڑتا ہوا آیا جیسے ان کی تعظیم کرنا چاہتا ہو اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی جو قضا سے زیادہ تیز اور موت سے زیادہ رواں تھی اس نے دوڑ کر یوقنا کی رکاب کو بوسہ دیا اور جلدی سے زین کے تنگ کو کاٹ کر انھیں کھینچا وہ سر کے بل زمین پر گر پڑے کئی آدمیوں نے جھپٹ کر انھیں گرفتار کر لیا اسی وقت چار ہزار عیسائیوں نے جنبش کر کے دفعتہً مسلمانوں پر یورش کی اور ان سب کو گرفتار کر لیا۔
یوقنا کو باندھ کر دادریس حاکم اعزاز نے ان کے منھ پر تھوکا اور کہا۔ لعنت ہے تجھ پر تو نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا اسی لئے حضرت مسیح تجھ پر غضبناک ہوئے تو نے میرے ساتھ جو فریب کرنا چاہا تھا اس کی مجھے اطلاع ہو گئی اور قبل اس کے کہ تو میرے ساتھ کچھ کرے میں نے تجھے گرفتار کر لیا اب تجھے اور تیرے ان ساتھی مسلمانوں کو حاکم روم کے پاس بھیجوں گا وہ انطاکیہ میں تجھے سولی دے گا اور ان عربوں کو قتل کر دے گا۔
چنانچہ وہ ان قیدیوں کو لے کر قلعہ میں چلا گیا۔

حاکم راوندان کی گرفتاری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ٹلا نہیں کرتا۔ داؤدیس کے جاسوس عصمہ سے یہ فروگزاشت ہوگئی کہ وہ یہ اطلاع نہ دے سکا کہ یوقنا کے پیچھے مالک اشتر ایک ہزار لشکر سے آئیں گے۔ داؤدیس کو ان کے آنے کی خبر نہ تھی انہوں نے توفا حاکم راوندان کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ رات کے وقت اعزاز کے قلعہ میں آئے چنانچہ آدھی رات کے وقت وہ چل کر وہاں پہنچا جہاں مالک اشتر اور ان کے ایک ہزار ساتھی کمین گاہ میں چھپے تھے۔

مسلمانوں نے رومیوں کے گھوڑوں کے سموں کی آوازیں سنیں وہ ہوشیار ہوگئے مالک اشتر نے انہیں ہدایت کی کہ دو دو مسلمان ایک ایک رومی کو گرفتار کر لیں یہ احتیاط رکھیں کہ شور و شغب نہ ہو۔

جوں ہی رومی وہاں آئے مسلمان دفعتہً ان پر جا پڑے اور دم کے دم میں انہیں سب کو گرفتار کر لیا۔ ان کے لباس اتار کر خود پہنے ان کی صلیبیں لیں اور انھیں اس طرح بلند کیا جیسے رومیوں کا لشکر ہو۔

طارق کا قبول اسلام

اب مالک اشتر نے طارق کو طلب کر کے کہا

طارق۔ جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے تم اس بات کو سمجھو کہ دین اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خدا کو ایک بتاتا ہے شرک کی ممانعت کرتا ہے عیسائی تین خداؤں خدا۔ عیسیٰ خدا کے بیٹے روح القدس کے قائل ہیں کیا تم مسلمان ہونا پسند کرو گے؟

طارق۔ مگر میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

مالک اشتر۔ یہ سچ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں کچھ نرمی کر دی ہے چنانچہ خدا نے فرمایا ہے الا من تاب و آمن و عمل صالحاً یعنی مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے اس کے لیے قتل کی سزا نہیں ہے البتہ جو کسی دوسرے مذہب پر قائم رہا اس کے لیے سزائے قتل ہے۔

طارق۔ میں جبلہ بن ایہم کے ساتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا

جبلہ کے ساتھ مجھے بھی بھاگ آنا پڑا مگر میں سمجھتا تھا میرا دل اسلام میں پڑا ہوا تھا اگر یہ سچ ہے کہ توبہ قبول کی جاتی ہے تو میں پھر مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔

مالک اشتر۔ تم نے تو کوئی ظلم وجور بھی نہیں کیا ہے تمھارا قصور کیوں معاف نہ کر دیا جائے گا تم نے سنا ہوگا کہ ایک وحشی کو جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا اور جس نے آنحضور صلعم کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اسے بھی معاف کر دیا گیا تھا۔

طارق۔ تب میں مسلمان ہوتا ہوں۔

چنانچہ اس نے کلمہ شہادت اشھد ان لاالٰہ الااللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کا نام عبداللہ طارق رکھا گیا۔

مالک اشتر نے کہا۔ عبداللہ طارق! میں یہ چاہتا ہوں کہ تم حاکم اعزاز کے پاس جاکر اسے اطلاع دو کہ حاکم راوندان مع لشکر کے آرہا ہے تاکہ وہ قلعہ کا دروازہ کھول دے اور ہم داخل ہوجائیں۔

طارق۔ خدا کی قسم میں ہر کام کروں گا جس سے اسلام یا مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔ میں حاکم اعزاز کو یہ خبر پہنچاؤں گا اگر تمہیں میری طرف سے کوئی شک ہو تو اپنے کسی معتمد کو میرے ساتھ کر دو۔

مالک اشتر نے اپنے چچیرے بھائی راشد بن قیس کو اسکے ساتھ کر دیا دونوں کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی اور دونوں چل کر قلعہ اعزاز کے نیچے خندق کے پاس پہنچے۔ انھوں نے دیکھا کہ رومی بڑی شدت سے حفاظت و نگرانی کر رہے ہیں تمام فصیل پر سپاہی اور چوکیدار ٹہل رہے ہیں دفعتہً نرسنگھے بجے اور قرنا پھونکے گئے ساتھ ہی عظیم شور و غل بلند ہوا۔ طارق نے راشد سے کہا۔ یہ لڑائی کے آثار ہیں دونوں کان لگا کر سننے لگے۔

لاون کی محبت کا افسانہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ دادرس حاکم اعزاز کے ایک بیٹا تھا جس

یوقنا کی بیٹیوں کا حال فتوح العجم میں ہے فتوح العجم میں عجیب و غریب واقعات ہیں (صادق صدیقی)

کا نام لاون تھا۔ وہ (یعنی دادریس) اپنے بیٹے لاون کو اکثر تحائف دے کر یوقنا کے پاس حلب میں بھیجا کرتا تھا لاون مہینہ مہینہ اور دو دو مہینہ وہاں ٹھہرا کرتا تھا ایک مرتبہ عید صلیب کے موقع پر لاون حلب میں گیا تھا کنیسہ سے واپس آ کر وہ یوقنا کی بیوی کو سلام کرنے گیا وہاں یوقنا کی سب سے چھوٹی بیٹی لوسیانا معہ اپنی کنیزوں اور مشیروں ہندستوں کے موجود تھی وہ کمسن بھی تھی اور حسین دخوبرو بھی اس روز اس نے نفیس ریشمی لباس اور تابناک جواہرات کے زیورات پہن رکھے تھے اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگا رہا تھا لاون اس پر فریفتہ ہو گیا اس نے اعزاز میں دادریس آ کر اپنی ماں سے اپنی محبت کا حال بیان کیا اس کی ماں نے اسے تسلی دی اور کہا۔ میں تیرے باپ کو آمادہ کروں گی وہ یوقنا کو پیغام دے گا۔ اسی عرصہ میں مسلمانوں نے حلب کا محاصرہ کر لیا۔

لاون کا قبول اسلام

جب دادریس حاکم اعزاز نے یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا تو انھیں رات کو اپنے بیٹے لاون کے حوالے کر کے ان کی حفاظت و نگرانی کی تاکید کی لاون نے انھیں محل میں نظر بند کر دیا رات کو اس نے سوچا کہ یوقنا اپنے مذہب میں اس قدر سخت تھے کہ انھوں نے اپنے بھائی یوحنا کو مار ڈالا تھا مسلمانوں کا سختی سے مقابلہ کیا تھا وہ میرے باپ دادریس سے دین نصرانی کے زیادہ عالم اور واقف کار ہیں اگر وہ مذہب اسلام کو سچا مذہب نہ سمجھتے تو ہرگز مسلمان نہ ہوتے اسکے علاوہ عرب ضعیف ترین قوم تھی اگر خدا ان کی حمایت نہ کرتا تو ہرگز ملک شام کو فتح کرتے نہ چلے آتے یوقنا مسلمان ہو گئے ہیں۔ میں بھی کیوں نہ مسلمان ہو جاؤں ممکن ہے میرے مسلمان ہونے سے یوقنا اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں یہ سوچ کر وہ اپنے چچا یوقنا کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ یاعم! میں نے مسلمانوں کی بابت سنا ہے کہ وہ عبادت کرتے ہیں۔ پرہیزگاری کرتے ہیں۔ ان کا مذہب سچا ہے اگر ان کا مذہب سچا نہ ہوتا تو تم کیوں اسے اختیار کرتے تم دانا اور عالم ہو کبھی مسلمان نہ ہوتے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی مسلمان ہو جاؤں اور تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو رہا کر دوں بشرطیکہ تم مجھے اپنی فرزندی میں قبول کر لو اپنی بیٹی لوسیانا سے میرا بیاہ کر دو۔

یوقنا۔ اے بیٹے! اگر تو مسلمان ہونا چاہتا ہے تو کسی لالچ سے نہ ہو کوئی دنیاوی غرض سامنے نہ رکھو۔ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمان ہو جب تو خلوص کے ساتھ مسلمان ہو گا تو اللہ تعالیٰ تجھ پر مہربانی کرے گا۔ مگر اگر تیرے ساتھ تو بیاہ نا کا بیاہ نہ بھی کرنا چاہوں گا تو خدا ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ میں اس کے ساتھ تیری شادی کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ اگر تو دنیا و آخرت کی عزت و بزرگی اختیار کرنا چاہتا ہے تو مسلمان ہو جا۔

لاون نے اسی وقت کلمۂ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

وادریس کا قتل

لاون نے مسلمان ہو کر یوقنا اور ان کے ہمراہیوں کو آزاد کر دیا اور انھیں سب کو ہتھیار دے دیئے۔

لاون نے کہا۔ یا عم! اب میرا باپ شراب پی کر بیہوش ہو گیا ہو گا۔ وہ اسلام کا دشمن ہے اور میں اسلام کا حامی۔ میں اللہ کی رضامندی میں اسکے قصر میں جا کر اسے قتل کر ڈالوں گا۔

چنانچہ وہ اپنے باپ کے محل میں گئے وہاں جا کر دیکھا کہ ان کا باپ وادریس مردہ پڑا ہے کسی نے اس کا سر علیحدہ کر دیا ہے اس کی ماں اور اس کی بہنیں اس کے پاس بیٹھی ہیں۔ لاون کو بڑا تعجب ہوا اس نے اپنی والدہ سے پوچھا "میرے باپ کو کس نے قتل کیا؟"

"اس کی ماں اور بہنوں نے کہا۔ یہ امر ہم نے کیا ہے۔

لاؤن۔ تم نے کیوں کیا۔

اس کی ماں نے کہا۔ تو نے یوقنا سے جو گفتگو کی تھی وہ وادریس کے ایک معتمد نے سن لی تھی وہ تیری بہن سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تیری بہن کو دھمکی دی کہ یا تو وہ اس کے ساتھ شادی کرے ورنہ وہ تیرے باپ سے سب حال کہہ کر تجھ کو قتل کرا دے گا۔ تیری بہن نے اسے بلطائف الحیل ٹالا اور ہمیں سب کو اطلاع کی ہمیں خوف ہوا کہ کہیں وہ مخبری نہ کر دے اور وادریس تجھے غضب میں آ کر مار نہ ڈالے

چنانچہ ہم نے یہاں آکر اس کو شراب کے نشہ میں مدہوش پایا اور قتل کر ڈالا۔

اعزاز کی فتح

لاون نے یوقنا کے پاس آکر تمام حال بیان کیا انھوں نے کہا خدا جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے لاون سنو! میرے پیچھے مالک اشتر ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ آنے والے ہیں وہ صبح کے وقت آجائیں گے۔ جب تمہیں اُن کے آنے کی اطلاع ہو تو قلعہ کے خفیہ دروازے کھول دینا۔

اس کے بعد یوقنا اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے قصر سے نکل کر اللہ اکبر کے پرشور نعرے لگائے اور رومیوں پر حملہ کر دیا رومی انھیں دیکھتے ہی ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور مسلمانوں کی جمعیت کو تھوڑا سا دیکھ کر ان سے لڑنے لگے قرنا پھونکے گئے اور نرسنگھے بجائے گئے عظیم شور وغل تمام قلعہ میں پیدا ہو گیا یہی وہ آوازیں تھیں جو طارق اور راشد نے سنیں وہ دونوں دوڑ کر مالک اشتر کے پاس آئے اور ان سے حال بیان کیا وہ اسی وقت اپنے ہمراہیوں کو لے کر دوڑے اور قلعہ سے نیچے پہنچ گئے۔ لاون کو معلوم ہوا اس نے ذرا توقف کیا اور پھر رومیوں سے کہا معلوم ہوتا ہے یوقنا حاکم راوندان مدد لے کر آگیا اس نے خفیہ دروازے کھلوا دیئے مسلمان تکبیر و تہلیل کے نعرے لگاتے قلعہ میں دھنس گئے اور رومیوں کو بے دریغ قتل کرنے لگے رومی گھبرا گئے انھوں نے لفوں لفوں امان امان چلانا شروع کیا۔

مالک اشتر نے انھیں قتل کرنے کی ممانعت کر دی اور مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ مالک اشتر نے یوقنا کا شکریہ ادا کیا یوقنا نے کہا۔ میں نے کچھ نہیں کیا تم خدا کا شکریہ ادا کرو یا لاون کا۔

اس کے بعد یوقنا نے لاون کا تمام حال مالک اشتر سے بیان کیا۔

مالک اشتر نے کہا۔ اذا اذ اللّٰہ امراً ھیّا اسبابہ۔ یعنی جب اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔

دادریس کے قتل کی ایک اور روایت

واقدی رحمۃ اللہ نے دادریس کے قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن جبیر کے حوالے سے ایک اور روایت یہ بھی بیان کی ہے کہ

عبدالرحمن بن جبیر نے ابوالبابہ بن المنذر جو شام کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے تھے کہا میں نے جو واقعہ دادریس کے قتل کا سنا ہے یعنی یہ کہ اس کی بیوی اور بیٹوں نے اس کو مار ڈالا اس کا مجھے یقین نہیں آتا ——— اگر تم نے سنا ہو تو صحیح طور پر بتاؤ کہ اسے کس نے قتل کیا۔

ابوالبابہ نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ جب رومیوں نے امان مانگی اور مسلمانوں نے جنگ ملتوی کر دی تو مالک اشتر نے قیدیوں اور مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کیا انھوں نے قیس بن سعید کو اس کام پر مامور کیا قیس یرموک کی لڑائی میں ایک چشم ہو گئے تھے (ابو لبابہ بھی یرموک کی لڑائی میں یک چشم ہو گئے تھے) جب تمام مال غنیمت نکال لیا گیا تب مالک اشتر قلعہ کے اندر گشت کرنے لگے۔ انھوں نے دادریس کو مقتول دیکھا لوگوں سے پوچھا اسے کس نے مار ڈالا یوقنا نے ان سے وہی روایت بیان کی جو اوپر تحریر کی گئی لیکن بعض لوگوں نے بیان کیا کہ لامان کے بڑے بھائی یوتانے اسے قتل کیا۔ مالک اشتر نے اسے بلا کر دریافت کیا تم نے اپنے باپ کو کیوں قتل کیا۔

یوقنا نے جواب دیا۔ مجھے دین اسلام کی محبت نے اس فعل پر برانگیختہ کیا حالانکہ بعد میں جب مجھے معلوم ہوا کہ اسلام کی یہ تعلیم یہ ہے کہ ماں باپ کو کچھ بھی نہ کہو بلکہ ان کی خدمت اور تعظیم کا حکم دیتا ہے خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہوں تو مجھے بڑا افسوس ہوا۔

مالک اشتر۔ لیکن تمہیں اسلام کے متعلق کیسے معلومات ہوئی۔

یوقنا۔ مجھے صغیر سنی ہی سے مذہبی تعلیم کی طرف رغبت تھی میں نے انجیل پڑھنی شروع کی اس قلعہ میں ایک بڑا کنیسہ ہے۔ اس میں ایک حق رہتا ہے جو مسیحی مذہب ہی کا عالم نہیں ہے بلکہ تمام مذہبوں کے متعلق معلومات رکھتا ہے وہ مجھے انجیل پڑھایا کرتا تھا کچھ ہی عرصہ کے بعد عربوں نے ملک شام پر حملہ کر دیا میں نے ایک روز قسیس سے دریافت کیا۔ اے باپ تم جانتے ہو کہ عربوں کی حالت کس درجہ ناگفتہ بہ تھی وہ ڈاکو تھے خونریز تھے بیرحم وسفاک تھے ان میں اتفاق نہ تھا آپس ہی میں لڑتے رہتے تھے مفلس ومحتاج تھے اس سے زیادہ ضعیف

قوم دنیا میں نہ تھی لیکن جب سے وہ مسلمان ہوئے اس وقت سے ان کی کایا پلٹ گئی انھوں نے ملک شام پر حملہ کر دیا اور متعدد شہروں اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ کیا تم نے ان کا اور ان کے نبی کا حال کسی کتاب میں پڑھا ہے۔؟ قس نے جواب دیا۔۔ اے میرے بیٹے! میں نے ان کا حال پڑھ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے ہرقل اعظم نے بلایا تھا اور مسلمانوں اور ان کے نبی کے متعلق دریافت کیا تھا یہ اس وقت کا ذکر ہے جب رسول عربی نے سلاطین عالم کے نام دعوت نامے بھیجے تھے میں نے عظیم روم (ہرقل اعظم کو رومی عظیم روم کہتے ہیں) سے کہہ دیا کہ ان کے نبی کا ذکر توریت و انجیل میں موجود ہے ان کا نام احمد لکھا ہے۔ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے حضورؐ کا نام احمد ہی رکھا تھا وہ نبی حق پر ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ رسول عربی نے یہ فرمایا ہے زویت فالارض فی ابنت مشارقھا و مغاربھا ملك امتی ما زوی و منھا۔ یعنی میرے لئے زمین لپیٹی گئی۔ میں نے مشرق و مغرب دیکھا۔ میری امت کی مملکت وہیں تک ہوگی جہاں تک زمین لپیٹی گئی ہے۔" اے بادشاہ وہ ملک شام کے ضرور مالک ہو جائیں گے ہماری بہت سی پرانی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے۔ ہرقل اعظم نے میری بات کو جھٹلایا نہیں مگر صحیح بھی نہیں مانا۔ صرف یہ کہہ دیا یہ قیاسات ہیں ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔"

یوقنا۔ مگر تمہارا مسلمانوں اور ان کے نبی کے متعلق کیا خیال ہے؟

قس۔ بیٹا! انجیل میں ہے کہ ایک نبی حجاز میں ہوں گے۔ حضرت مسیح نے ان کی بشارت دی ہے مگر میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی نبی ہیں۔"

لوقا نے مالک اشتر سے کہا۔ میں یہ باتیں سن کر سمجھ گیا کہ قس صاف گوئی سے ڈرتا ہے ورنہ خوب جانتا ہے کہ وہ یہی نبی ہیں جن کا ذکر توریت اور انجیل میں ہے جب یوقنا یہاں آئے اور میرے باپ داودیس نے انھیں گرفتار کر لیا تو مجھے خیال ہوا کہ یہ وہ یوقنا ہیں جو اپنے مذہب کے عالم ہیں ذی عقل و ذی علم ہیں انھوں نے اپنے بھائی یوحنا کو اس لئے مار ڈالا تھا کہ وہ اسلام کو سچا مذہب بتاتا تھا۔ لیکن اب وہ خود مسلمان ہو گئے ہیں ضرور یہ سچا مذہب ہے اور پہلے تمام مذاہب ان میں

تغیر و تبدیل کر دینے کی وجہ سے باطل قرار دے دیئے گئے میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہوگئی کہ خدا اور اس کے رسول عربی کی خوشنودی کا اور رضا جوئی کے لئے اپنے باپ کو قتل کر کے یوقنا اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو رہا کر دوں ورنہ میرا باپ صبح ہوتے ہی یا تو انھیں مار ڈالے گا یا شاہ روم کی خدمت میں بھیجدے گا اور وہاں وہ مار ڈالے جائیں گے اس لئے میں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور جب یوقنا کو رہا کرنے کے لئے گیا تو دیکھا میرے بھائی لاون نے انھیں پہلے ہی رہا کر دیا ہے۔

(یہ دونوں روایتیں تو واقدی رحمۃ اللہ نے لکھی ہیں لیکن ایک میری روایت بھی ہے جو اور تاریخوں میں نظر سے گزری وہ یہ کہ دادریس جب شراب پی کر مدہوش ہوگیا تو اسے اس کے کسی دشمن نے قتل کر ڈالا اور اس کے قاتل کا سراغ ہی نہ چلا۔"

(صادق حسین سردھنوی)

فضل بن عباس کی آمد

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مالک اشتر نے حلب کی روانگی کے قصد سے مال غنیمت اور قیدی قلعہ سے باہر نکالے ایک ہزار رومی جوان تھے۔ اور (۲۴۵) بوڑھے راہب تھے۔ ایک ہزار عورتیں دوشیزہ اور جوان تھیں اور (۱۸۰) بوڑھیاں تھیں۔

راہبوں میں ایک راہب بوڑھا اور خوش جمال تھا مالک اشتر کو یہ خیال ہوا کہ یہی وہ قیس ہے جس سے لوقا نے انجیل پڑھی تھی چنانچہ انھوں نے لوقا کو طلب کر کے اس سے دریافت کیا یہی وہ قس ہے جس سے تم نے انجیل پڑھی ہے؟

لوقا نے جواب دیا۔ جی ہاں یہی وہ قس ہے۔

مالک اشتر نے اس سے کہا۔ تم اپنے دین کے زبردست عالم ہو تم جانتے ہو جن نبی کے مبعوث ہونے کی بشارت توریت و انجیل میں موجود ہے وہ ہمارے نبی تھے لیکن تم امر حق کو چھپا رہے ہو۔ اس سے کیا فائدہ؟

قس نے کہا۔ اگر میں نہ چھپاتا تو لوگ مجھے قتل کر ڈالتے کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ سچ کڑوا اور بھاری ہوتا ہے۔"

مالک اشتر۔ مگر اب تو تمھیں کوئی خوف نہیں رہا اب تم کیا کہتے ہو؟
قس۔ میں نے بعض کتابوں میں کچھ پڑھا ہے میں اس کے متعلق تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔ اگر تم نے جواب ٹھیک دیا تو میں بے شک مسلمان ہو جاؤں گا۔
اس وقت قلعہ کے اوپر سے شور و غل کی آوازیں آئیں مسلمانوں کو خیال ہوا کہ رومیوں نے بد عہدی کی مسلمانوں کی ایک جماعت نے شور کر کے کہا۔ اے سردار، احتیاط کرو اور ہوشیار ہو جاؤ: بیج اور براعہ کے راستوں پر غبار اڑ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی لشکر آ رہا ہے۔
مالک اشتر اور ان کے ہمراہیوں نے فوراً تلواریں سونت لیں سامنے سے غبار کا دامن چاک ہو گیا اور اس کے اندر سے عربی سوار آتے نظر آئے انکے ہاتھوں میں ہجری[1] کے نیزے تھے اور ہندی تلواریں تھیں ایک ہزار سوار تھے ان کے آگے رومی قیدی تھے بعض مسلمان خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔
جب وہ قریب آئے تو معلوم ہوا مسلمان ہیں ان کے سردار فضل بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے بیٹے ہیں مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ مالک اشتر کے دریافت کرنے پر فضل بن عباس نے بتایا کہ ابوعبیدہ نے انھیں بیج اور براعہ پر تاخت کے لئے بھیجا تھا وہ وہاں سے آرہے ہیں ۔۔۔ انھوں نے مالک اشتر سے دریافت کیا تمھارا کیا رہا ۔۔۔؟"
مالک اشتر نے جواب دیا۔ خدا نے اعزاز کا قلعہ فتح کرا دیا ۔۔۔ میں اب تک حلب بھی روانہ ہو جاتا مگر یہ قس کچھ دریافت کر رہا ہے میں جواب دینے کے لئے رک گیا تھا۔
فضل نے قس سے کہا مجھ سے دریافت کرو میں جواب دوں گا۔

قس کا قبول اسلام

قس نے کہا یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟

---

[1] ہجری ایک قصبہ کا نام ہے جہاں نیزے بہت عمدہ بنتے ہیں۔ (صادق صدیقی)

فضل بن عباس نے جواب دیا۔۔۔ اس کے متعلق کئی روایتیں ہیں میں وہ سب بیان کرتا ہوں۔۔۔ بعض روایتوں میں ہے کہ سب سے پہلے فرشتے پیدا کئے بعض میں ہے کہ عرش و کرسی۔ بعض میں وقت و زمان بعض میں عدد و شمار بعض میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک موتی پیدا کیا پھر اسے پانی کر دیا اور اس سے عرش کو پیدا کر دیا بعض روایات میں ہے کہ روشنی اور تاریکی کو پیدا کیا اور ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار لینا چاہا۔ روشنی نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بہشت کو نور سے پیدا کیا۔ تاریکی نے انکار کیا اسے دوزخ کا اندھیرا بنا دیا نیک روحیں روشنی کو اور تاریکی کی روحیں اندھیرے کو تلاش کرتی ہیں (اس سے مطلب حق و باطل کی روشنی اور تاریکی ہے) بعض روایتوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اول ایک نقطہ پیدا کیا جب اس کی طرف دیکھا تو وہ ہیبت الٰہی سے پھٹ کر الف بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کا پہلا حرف قرار دیا۔

قس نے کہا خدا کی قسم میں نے کتابوں میں ایسا ہی پڑھا تھا۔ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا جس کے مسلمان ہوتے ہی بہت سے اعزاز کے باشندے مسلمان ہو گئے جو لوگ مسلمان ہوئے انھیں اسی وقت رہا کر دیا گیا۔

یوقنا کی انطاکیہ کو روانگی

مالک اشتر نے یوقنا کو ساتھ لے کر حلب کی روانگی کا قصد کیا یوقنا نے کہا میں کیا تھا لے کر مسلمانوں کے سردار کے پاس جاؤں میں نے اعزاز کے بادشاہ کے خلاف ایک حیلہ کرنا چاہا تھا اس کے جاسوس نے میری تجویز اس پر ظاہر کر دی اور میں اپنے دام میں پھنس گیا اب میرا ارادہ ہے کہ میں انطاکیہ جاؤں اور وہاں پہنچ کر ایسی تجویز کروں جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔

فضل بن عباس نے کہا۔ تم نے اپنا فرض پورا کر دیا کام کی تکمیل خدا کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ لیس لک من الامر۔ یعنی کسی امر میں تیرا کچھ اختیار نہیں اب تم اور بار نہ اٹھاؤ۔

یوقنا۔ تم میری فطرت سے واقف نہیں ہو مجھے بڑی ندامت ہے جب تک میں کوئی ایسا کام نہ کر لوں جس سے مسلمانوں کے سامنے سرخرو ہو سکوں اس وقت

تک مسلمانوں کو منہ نہ دکھاؤں گا۔
اسی وقت یوقنا کو فضل بن عباس کے ساتھ دو سو آدمی اس کے اپنے قریب نظر آئے یہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے وہ حلب کے امرا میں سے تھے یوقنا انھیں ساتھ لے کر انطاکیہ کی طرف چلے اور مالک اشتر اور فضل بن عباس اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حلب کی طرف لوٹ آئے۔

یوقنا نے رات کو ان دو سو آدمیوں میں سے چار یا چالیس معتمدوں کو اپنی ہمراہی کے لئے الگ منتخب کر لیا اور باقی لوگوں سے کہا کہ ارجام اور ارتاج کے راستے اس طرح انطاکیہ کی طرف چلو جیسے عربوں سے ڈرے ہوئے بھاگے جاتے ہو میں ارجام کے راستہ سے روانہ ہوتا ہوں ہم تم انطاکیہ میں پہنچ کر ملیں گے۔
حلب کے رؤسا ایک راستے سے اور یوقنا دوسرے راستے سے روانہ ہوئے یوقنا درزہوان میں جا پہنچے جو بحر اسود کے قریب تھا وہاں رومیوں کا ایک گروہ حفاظت کر رہا تھا اس گروہ کا سردار بطرش تھا اس کے ہمراہی یوقنا کی طرف دوڑے اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر بطرش کے سامنے لائے بطرش نے ان سے پوچھا۔ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کہاں جانے کا ارادہ ہے؟
یوقنا نے جواب دیا۔ میں حلب کا والی ہوں میرا نام یوقنا ہے عربوں نے حلب کو فتح کر لیا میں عظیم روم کے پاس انطاکیہ جا رہا ہوں
بطرش نے چند سوار راہبر کے طور پر ان کے ساتھ کر دیئے اور انھیں انطاکیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ وہ جب یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو لے کر انطاکیہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ ہرقل اعظم اپنے ندیموں کے ساتھ شاہی کنیسہ میں نماز کے لئے گیا ہے وہ لوگ یوقنا کو وہیں لے کر پہنچے اور جب بادشاہ نماز سے فارغ ہوا تو یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو ان کے سامنے پیش کر کے محافظوں نے عرض کیا دریہ سمعان کے محافظ بطرش نے انھیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے یہ اپنے آپ کو حلب کا والی بتاتے ہیں۔
ہرقل اعظم نے یوقنا سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا تم یوقنا ہو؟
یوقنا نے جواب دیا۔ ہاں میں ہی یوقنا ہوں۔

ہرقل اعظم۔ تم کس لئے آئے ہو۔؟

یوقنا۔ پناہ لینے۔

ہرقل اعظم۔ میں نے سنا تھا تم مسلمان ہو گئے ہو؟

یوقنا۔ تم نے سچ سنا تھا۔ میں ضرور مسلمان ہو گیا تھا لیکن میرا ارادہ مسلمانوں کے ساتھ مکر و فریب کرنے کا تھا تاکہ ان کی سختیوں برائیوں زبوں صورتوں اور بوباس سے بچ جاؤں میں نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ چند رئیس اپنی قوم کے جو عرب ہوں میرے ساتھ کر دیں تاکہ جب اعزاز میں پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کروں اور میرے پیچھے ایک ہزار مرد مسلمانوں کو بھیجیں تاکہ میں انہیں قلعہ اعزاز پر قابض کرا دوں مسلمانوں نے میرے کہنے پر عمل کیا اور معزز عرب میرے ساتھ کر دیئے اور ایک ہزار میرے پیچھے روانہ کئے۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان گیارہ سو عربوں کو قابو میں لا کر تمہارے پاس بھاگ آؤں مگر بدقسمتی سے دادریس حاکم اعزاز کا کوئی جاسوس اس موقع پر موجود تھا جب میں نے مسلمانوں کے سردار کے سامنے اپنی تجویز پیش کی وہ میرے دلی ارادے سے ناواقف تھا اس نے حاکم اعزاز کو ان باتوں کی اطلاع کر دی اور جب میں اعزاز میں پہنچا تو دادریس نے مجھے اس بات کا موقع ہی نہ دیا کہ میں اپنی تجویز بتاؤں۔ اس نے مجھے فوراً ہی گرفتار کر لیا آخر اس کے بیٹے لوقا نے اسے مار ڈالا عربوں نے اعزاز پر قبضہ کر لیا۔ مجھے موقع مل گیا میں بھاگ آیا اگر مجھے مسیحی مذہب سے محبت نہ ہوتی تو میں اپنے بھائی یوحنا کو کیوں مار ڈالتا اور اگر میں مسلمانوں سے گریز نہ کرتا تو سفر کی تکلیفیں کیوں برداشت کرتا مسلمانوں ہی میں رہتا تمہارے پاس نہ آتا۔

ہرقل اعظم کے پاس بطارقہ تھے انہوں نے عرض کیا — یوقنا سچے ہیں وہ اپنے مذہب کے بڑے پابند ہیں اور حامی ہیں ہم میں ایک بھی ان کے خلاف نہیں ہے۔

یوقنا نے کہا۔ اے بادشاہ میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کروں گا وہ تم پر روشن ہو جائے گا۔ انہوں نے میرے ملک پر قبضہ کیا ہے کیا میں خاموش ہو جاؤں گا۔ اگر تم مجھے پناہ نہ دو گے۔ میری اعانت نہ کرو گے میں جب بھی ان سے اپنا ملک واپس لینے کی کوشش کروں گا۔

ہرقل اعظم نے خوش ہو کر اپنا لباس اتار کر بطور خلعت کے دیدیا۔ بادشاہی تاج اور شاہی پٹکا بھی ان کے حوالے کر دیا۔ اس نے یعنی یوقنا نے دل میں کہا۔

شگون نیک ہوا ہے۔

ہرقل اعظم نے کہا۔ تمہارے ملک اور قلعہ پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ افسوس نہ کرو۔ میں تمہیں انطاکیہ کا سردار مقرر کر دوں گا۔ تم انطاکیہ کے سکندر اور دمشق یعنی مسیح اور والی ہو گے ـــــ یعنی آج سے ہم نے تمہیں سکندر دمشق کا خطاب دیا۔

یوقنا نے ہرقل اعظم کی تعظیم کی اور دعا دی اسی وقت لوہے کے پل کا محافظ آیا اور لوہے کا پل انطاکیہ سے چند میل کے فاصلے پر حلب کی جانب تھا۔ سوائے اس پل کے اور کوئی راستہ انطاکیہ جانے کا نہ تھا اس پل پر حفاظت کے لئے شاہی فوج رہا کرتی تھی۔

محافظ نے سجدے کے طور پر جھک کر بادشاہ کو سلام کیا اور کہا اے عظیم روم پل پر دو سو آدمی آئے ہیں وہ اپنے آپ کو حلب کے باشندے بتاتے ہیں کہتے ہیں ہم قوم دوسیہ سے ہیں۔ یوقنا کے قرابت دار ہیں۔ عربوں کے خوف سے بھاگ کر آئے ہیں۔"

ہرقل اعظم نے یوقنا سے کہا۔ اے سکندر دمشق! تم لوہے کے پل پر جا کر دیکھو کون لوگ ہیں آیا تمہارے قرابتی ہیں یا مسلمانوں کے جاسوس ہیں ان کو پہچان کر میرے پاس لانا تاکہ میں ان کے متعلق مناسب حکم دوں۔

یوقنا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے ان کے ہمراہی اور چند بطارقہ جو ہرقل کے سردار سے تھے ان کے ساتھ ہوئے لوہے کے پل پر پہنچ کر یوقنا نے دیکھا یہی لوگ ہیں جنہیں انہوں نے ارجام وارتاج کے راستہ سے روانہ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے ان کی شناخت سے انکار کر دیا تھا انہیں اپنے سامنے بلوا کر کہا۔ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

ان میں چند سربرآوردہ لوگوں نے کہا۔ ہم حلب کے رہنے والے ہیں تمہاری رعایا ہیں عربوں سے بھاگ کر بادشاہ کے شہر... میں پناہ لینے آئے ہیں۔

یوقنا۔ تم لوگوں نے عربوں کے ہاتھوں سے کیسے رہائی پائی۔؟

رومی۔ ہم نے عربوں سے امان حاصل کر لی تھی وہ ہمیں ساتھ لے کر منبج اور براعہ پر تاخت کے لئے روانہ ہوئے ہم راستے سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔

یوقنا۔ میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ مگر جو واقعات تم نے بیان کئے ہیں وہ صحیح ہیں

تم بادشاہ کے پاس چلو۔
یوقنا انھیں ساتھ لے کر روانہ ہوئے بادشاہ کے مصاحب جو یوقنا کے ساتھ آئے تھے اور انھوں نے گفتگو سنی تھی بادشاہ کے پاس واپس گئے اور انھیں ساری باتیں سنائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یوقنا انھیں لے کر پہنچے۔ بادشاہ نے ان سب کو خلعت دیئے اور یوقنا کو شاہی محل کے سامنے ایک محل فروکش ہونے کے لئے دیا وہ اس میں مقیم ہو گئے۔

زیتون کا قاصد

یوقنا نے ہرقل اعظم سے کہا۔ اے عظیم روم! دنیا کی نعمتیں ہمیشہ باقی نہیں رہتیں اور جب یہ نعمتیں کسی کو مل جاتی ہیں تو اس کے حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں خصوصاً بادشاہ کا تقرب حاسدوں کے حسد کو اور برانگیختہ کر دیتا ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے خدا کو خوبصورت اور خوش وضع دیکھا لیکن جب اس کے زنگ برنگ کے پونچ کر پھینکے تو اس کو بڑا بدہیئت پایا۔ انھوں نے اس سے پوچھا۔ تو کون ہے؟
اس نے جواب دیا۔ میں دنیا ہوں۔ میرا ظاہر اچھا ہے اور باطن برا ہے بہت ممکن ہے کہ میرے تقرب شاہی ہو جانے پر میرے دشمن پیدا ہو جائیں۔ بادشاہ سے لگائی بجھائی کریں اور عظیم روم مجھ سے ناخوش ہو جائے اس لئے اگر بادشاہ سلامت مناسب سمجھیں تو مجھے کہیں اور بھیج دیں۔
ہرقل اعظم نے کہا۔ اے سکندر دمشق! جو کوئی تیری بدگوئی کرے گا میں اسے تیرے سامنے پیش کر دوں گا تاکہ تو اسے سزا دے۔
یوقنا نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ چند دنوں بعد قاصدوں کا ایک گروہ مرعش سے آیا اس نے کہا۔ مجھے بادشاہ کی چھوٹی بیٹی زیتون نے بھیجا ہے وہ عربوں کی فتوحات سے خائف ہو گئی ہے وہ انطاکیہ میں آنا چاہتی ہے اور اس نے راستے کی حفاظت کے لئے مدد طلب کی ہے۔
ہرقل اعظم نے یوقنا کو بلا کر کہا۔ اے سکندر دمشق! تم مرعش دو ہزار سوار لے کر جاؤ۔۔۔ اور زیتون کو جو میری سب سے چھوٹی بیٹی ہے اپنے ہمراہ حفاظت کے ساتھ لے آؤ۔

یوقنا نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ وہ دو ہزار سوار لے کر چلے جو ندی اند بتا صرہ سے تھے دیبائے حریر کا لباس پہنے تھے موتیوں اور جواہرات کے زیورات سے آراستہ تھے موتیوں کی لڑیاں سنہرے تاروں سے گندھی ہوئی داڑھیوں میں لٹک رہی تھیں صلیبی علم ان کے سروں پر لہرا رہے تھے یوقنا مرعش میں پہنچ گئے ـــــ زیتون سے ملے زیتون۔ ہرقل اعظم کی سب میں چھوٹی بیٹی تھی نہایت خوبصورت خوش حال خوش خرام خوش اندام اور خوش گفتار تھی اس کی شادی نسطورس کے ساتھ ہوئی تھی جو اس قدر بہادر تھا کہ لوگ اسے سیف النصرانیہ کہا کرتے تھے وہ یرموک کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔

یوقنا زیتون کو لے کر چلے انھوں نے شاہراہ کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ شاید اس نواح میں مسلمان مل جائیں ـــــ اور ابو عبیدہ کو اپنے حال کی اطلاع کر دیں۔ یوقنا ایک شب کو آدھی رات

مرج الدیباج میں جبلہ سے ملاقات

کے وقت مقام مرج الدیباج میں پہنچے جو دستہ بطور ہراول آگے جا رہا تھا وہ بجلی کی طرح پلٹا یوقنا نے ان سے دریافت کیا تم کیوں گھبرا کر لوٹ آئے۔

انھوں نے جواب دیا اے سکندر دمشق! اس چراگاہ میں عربوں کا لشکر اترا ہوا ہے عرب سو رہے ہیں اور ان کے جانور چارہ کھاتے ہیں۔

یوقنا نے کہا۔ گھبراؤ نہیں، احتیاط کرو اور دشمنوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بادشاہ کے لئے، اپنی قوم کے لئے، قومی ناموس کے لئے لڑو۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اچانک مسلمانوں پر جا پڑو انھیں قتل نہ کرو بلکہ گرفتار کر لو کیوں کہ یہ بات یقینی ہے کہ عرب انطاکیہ پر حملہ کریں گے ممکن ہے وہ لڑائی کے ہنگامے میں ہمارے آدمیوں کو گرفتار کرلیں اگر ہمارے پاس ان کے آدمی گرفتار ہوں گے تو وہ انھیں اس خوف سے نقصان نہ پہنچا سکیں گے کہ ہم ان کے آدمیوں کو مار ڈالیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے ہم قیدیوں کا تبادلہ کرلیں ـــــ حکمت کی کتاب میں لکھا ہے کہ جو انجام پر نظر رکھتا ہے وہ حفظ و امان میں رہتا ہے اور جو انجام پر نگاہ نہیں رکھتا وہ تنگی اور سختی میں پڑتا ہے ـــــ یوقنا کے ساتھ دو ہزار سوار ندحجبہ اور بتا صرہ کے تھے

اور دو سو سوار وہ تھے جو وہ اعزاز سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ جب یہ لوگ مرج الدیباج میں پہنچے وہاں عرب سو رہے تھے وہ بیدار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور یوقنا کے مقابلے کو چلے۔ پاس آ کر پکارے۔ تم کون لوگ ہو جلد بتاؤ ہم حاملان صلیب میں سے ہیں اگر تم خاموش رہو گے تو ہم تم پر حملہ کر دیں گے۔

یوقنا نے دریافت کیا۔ تم کون لوگ ہو۔

انھوں نے جواب دیا۔ ہم جبلہ کے بیٹے۔ ایہم کے لشکر میں ہیں ایہم کے ساتھ ہیں۔

یوقنا۔ میں یوقنا ہوں۔

وہ ایہم بن جبلہ کی تعظیم کے لئے پیادہ ہو گئے۔ ایہم بھی یوقنا کی تعظیم کے لئے پیادہ ہو گئے دونوں ملے دونوں کے لشکر ملے اور صاحب سلامت ہوئی۔ ایہم نوجوان تھا اس نے دریافت کیا۔ تم کہاں سے آ رہے ہو۔

یوقنا نے جواب دیا۔ میں عظیم روم کی بیٹی زیتون کو مرعش سے لیکر آ رہا ہوں۔ انطاکیہ جانے کا قصد ہے۔ تم کہاں سے آ رہے ہو۔

ایہم۔ میں حمہ سے آ رہا ہوں۔

مسلمانوں کا کچھ حال

یوقنا نے دریافت کیا اس نواح میں تمھارا مسلمانوں سے تو مقابلہ نہیں ہوا۔

ایہم نے جواب دیا۔ مسلمان بکھرے پڑے ہیں مرج دابق میں ان کے دو سو سواروں سے مقابلہ ہو گیا تھا جو زرہ پہنے ہوئے تھے وہ ہم پر شیروں کی طرح حملہ آور ہوئے میرے ساتھ اگرچہ کافی جمعیت تھی لیکن انھوں نے مطلق پروا نہ کی اپنے سے دگنی تعداد میں میرے ہمراہیوں کو مار ڈالا میں نے بڑی کاوش سے ان کے کچھ آدمیوں کو مارا باقی سب کو گرفتار کر لیا مگر ان کا سردار قابو میں نہ آیا برابر لڑتا رہا اور میرے ساتھیوں کو قتل کرتا رہا آخر ہم نے اس کے گھوڑے کو تیروں سے مار ڈالا —— وہ گرا ہم نے جھپٹ کر اسے گرفتار کر لیا۔

یوقنا۔ کچھ معلوم ہوا کہ اس سردار کا نام کیا ہے۔

ابھیم۔ اس کا نام ضرار ہے۔

یوقنا کو بڑا رنج ہوا مگر انھوں نے بظاہر خوشی کا اظہار کیا اور کہا ضرار بڑے دلاور اور مسلمانوں میں بڑے معزز ہیں ان کے گرفتار کر لینے سے تمہاری شہرت ہو جائے گی بادشاہ کے دل میں تمہاری عزت و تکریم بڑھ جائے گی ضرار کو حفاظت اور عزت کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

رات کو انھوں نے قیام کیا اور صبح کو انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئے۔

فتح حلب کی خوشخبری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مالک اشتر نے قلعہ اعزاز میں سعید بن عمرو الغنوی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور خود معہ فضل بن عباس کے مال غنیمت لے کر حلب آ گئے حضرت ابو عبیدہ کو اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے بڑی مسرت ہوئی انھوں نے یوقنا کو دریافت کیا مالک اشتر نے نہایت آہستگی سے انھیں بتایا کہ وہ انطاکیہ گئے ہیں۔ اعزاز میں چونکہ ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی اس لئے وہ ہرقل کو فریب دینے کے ارادے سے گئے ہیں۔

ابو عبیدہ نے ان کی کامیابی کی دعا کی۔ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ابو عبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی جانب سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے نام:۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو واحد ہے اور جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں ــــــ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو احسان کیا ہے اس کے سبب سے وہ شکر گزاری کا مستحق ہے۔ اس نے مشرک دکافر بادشاہوں کو ذلیل و خوار کیا ان کی دولت و حکومتیں ہمیں عطا کیں ان کے خزانے کا ہمیں مالک کر دیا۔

یا امیر المومنین خدا نے حلب کا قلعہ بھی فتح کرا دیا اور اس کے بعد اعزاز

کا قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ یوقنا مسلمان ہو گیا اور اب پکا مسلمان ہوا ہے کہ اسلام کی حمایت میں کمربستہ ہو گیا ہے۔ اب میرا ارادہ انطاکیہ پر یورش کرنے کا ہے کیونکہ تاغیۂ روم یعنی ہرقل اعظم کا کوئی اور قلعہ درمیان میں باقی نہیں رہا ہے۔

ہمیں خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ سلطنت روم کے خزانے اور دارالسلطنت کا ہمیں بھی مالک کر دے گا کیونکہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپ ہمارے لئے دعائے خیر کرتے رہیں ـــــ کیونکہ دعا مومن کے لئے ہتھیار اور مشرکوں کے لئے باعث ہلاکت ہے ـــــ سلامتی ہو تم پر اور تمام مسلمانوں پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

یہ خط اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ ریاح بن غانم الشکری کے ساتھ مدینہ روانہ کیا گیا سو سوار حفاظت کے لئے ان کے ساتھ کر دیئے گئے۔

ضرار کی گرفتاری

ابوعبیدہ بن الجراح نے دو سو سوار حضرت ضرار بن الازور کو دے کر انھیں ملک شام یعنی نواح انطاکیہ میں تاخت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ بھی ان کے ساتھ کر دیئے ایک معاہدی رہبری کے لئے ہمراہ کر دیا۔

ضرار مع اپنی جمیعت کے مرج دالقبایہ پہنچے - معاہدی نے کہا - اب رات ہو گئی ہے گھوڑوں کو دانہ چارہ دو اور خود بھی آرام کر لو - صبح کو آگے روانہ ہونا۔ مسلمان وہیں مقیم ہو گئے - گھوڑوں کو دانہ چارہ دیا خود بھی کھانا کھایا اور سو رہے آدھی رات کے وقت ایہم بن جبلہ اچانک ان پر آن پڑا مسلمان اس وقت ہوشیار ہوئے جب وہ اس کے پڑاؤ میں گھس آیا ایک سو مسلمان اس وقت ہوشیار و بیدار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور ضرار بن الازور کے ہمراہ عرب متنصرہ کے مقابلے میں آ گئے لیکن سو مسلمان دیر میں بیدار ہوئے ان کے گھوڑے بھڑک کر بھاگ گئے وہ پیادہ رہ گئے اسلحہ بھی نہ ہو سکے ضرار کے پاس بھی نہ جا سکے

جہاں تھے وہیں لڑنے لگے۔

مسلمانوں نے بڑی پھرتی سے حملے کر کے دو سو نصرانیوں کو مار ڈالا گویا ایک ایک مسلمان نے ایک ایک دشمن کو کما لیا۔ ضرار بن الازور نے بلند آواز سے کہا۔ اے جوان مردان عرب! دشمن دفعتہً تم پر آ پڑا ہے اس نے ہماری غفلت سے فائدہ اٹھایا ہے مگر تم مطلق نہ گھبراؤ تمہارا حامی خدا ہے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔

اے جنت کے خواہش مندو بہشت آراستہ کر دی گئی ہے حوریں تمہیں دیکھ رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الجنتہ تحت ظلال السیوف یعنی بہشت تلوار کے سائے میں ہے۔ اس کا بھی اندیشہ نہ کرو کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔ یعنی اللہ کے حکم سے اکثر تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ربیع بن معمر بن بطاعون نہایت خوش کلام اور بڑے فصیح البیان تھے ان کا کلام مقفی و مسجع ہوتا تھا جب وہ تقریر کرتے تو سننے والے حیران رہ جاتے تھے۔ اکثر لوگ ان کے فقرے یاد کر لیا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

یا معشر ربیعہ و مضر۔ یعنی اے ربیعہ اور مضر کے جوانمردو! یہ ایک دن ہے اس کے بعد دوسرا بھی دن ہوگا لیکن یہ دن جہاد کرنے کی وجہ سے خدا کی قربت کا دن ہے ۔۔۔ بہشت ان لوگوں کو ملے گی جو جہاد کی سختیوں اور تکلیفوں میں صبر کریں گے۔ بہشت میں درجات نہیں ہیں وہ آسمان کی چوڑائی میں قائم ہے۔ سب سے بڑا درجہ شہادت کا ہے۔ شہیدوں کو جنت میں بہترین مکانات اور باغیچے ملیں گے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو۔ آج ثابت قدمی کرو تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک خوش ہو جائے۔ اگر تم بزدلی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ناخوش ہو جائے گا اگر تم خدا کی خوشنودی چاہتے ہو تو ثابت قدمی کرو ۔۔۔ مشرکوں کے سینوں کو نیزوں سے چیر ڈالو۔ بہشت تم سے نزدیک ہو جائے گی ۔۔۔ خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری اعانت

کرے گا ۔ تم اس وقت خوف زدہ ہو مگر وہ جلد تم سے خوف کو دور کر دے گا۔ مسلمان سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا ہے - موت سے وہ بزدل کانپتے ہیں جو گنہگار ہوتے ہیں ۔ ان کے پاس توشۂ آخرت نہیں ہوتا۔ تمھارے پاس نور ایمان ہے ۔ نماز کا توشہ ہے ۔ تمھیں کیا ڈر ۔ لڑو اور جنت کے حق دار بن جاؤ۔

ابن عامر نے بیان کیا ہے کہ خدا کی قسم اس تقریر کو سن کر مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں انھوں نے بڑی دلیری اور جرأت سے عرب منتصرہ پر حملہ کیا ۔ ضرار بن الازور مسلمانوں سے آگے تھے وہ یہ اشعار رجز کے طور پر پڑھ رہے تھے۔

الا احملوا اللئام الکواذبا ۔۔۔ وروا سیوف امن دما الکتائب
چھوٹوں اور ناکوں پر حملہ کرو ۔۔۔ لشکر کے خون سے تلواروں کو سیراب کرو
ودفعوا عن الدین المعظم فی الوریٰ ۔۔۔ ورضوا اللہ الخالق رب المواهب
دفع کرو اور باز رکھو دین بزرگ سے ۔۔۔ اور راضی کرو معبود خالق بخشش والے کو
فمن مات منکم للنبی عتق ذمتہ ۔۔۔ من النار من الیم الجزا دبا ذب
تم میں سے جو شخص آزادی گروہ کا متمنی ہے ۔۔۔ آگ سے جزا اور حاجتوں کے دن
فحل هذا الیوم حملة ضیغم ۔۔۔ یرضی رسولی بالوری غیر کاذب
پس آج وہ شیر کی طرح حملہ کرے ۔۔۔ اور اپنے رسول کو راضی کرے جو سچے تھے

مسلمانوں نے نہایت جوش و ثابت قدمی سے جنگ کی انھوں نے نیزوں اور تلواروں سے دشمنوں کو قتل کر ڈالا۔ نہایت خون ریز جنگ کی اس شجاعت سے لڑے کہ ان کی ہیبت سے جوان بھی بوڑھے ہو جاتے ہیں ایہم بن جبلہ غسانی نے چند مسلمانوں کو موت کی لڑائی لڑتے دیکھ کر سخت متعجب ہو رہا تھا اس نے سمجھ لیا کہ اگر جنگ کی یہی صورت رہی تو مسلمان اس کے ہمراہیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے چنانچہ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے گھوڑوں کو ہلاک کر ڈالیں۔

عرب منتصرہ نے مسلمانوں کے گھوڑوں پر نیزوں اور تیروں سے حملے شروع کر دیے

بے زبان گھوڑے زخمی ہو ہو کر گرنے لگے ساتھ ہی مسلمان بھی گر پڑتے تھے عرب متنصرہ انھیں جھپٹ کر گرفتار کر لیتے تھے یہاں تک کہ تمام مسلمانوں کو گرفتار کر لیا ضرار بن الازور تنہا رہ گئے ۔۔۔ وہ شعلۂ آگ کی طرح گھومتے اور دشمنوں کو قتل کرتے پھر رہے تھے آخر کار ان کا گھوڑا بھی زخمی ہو کر گرا ۔۔۔ وہ منھ کے بل گرے ۔ رومیوں نے دوڑ کر انھیں بھی گرفتار کر لیا اتفاق سے سفینہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ہنگامہ ستخیز میں نکل بھاگے باقی تمام مسلمان گرفتار ہو گئے ۔

ایہم بن جبلہ انھیں ساتھ لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا مرج الابلج میں وہ یوقنا اور ہرقل اعظم کی بیٹی زیتون سے ملا اور اپنی کارگزاری یوقنا اور زیتون دونوں کو سنائی جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ۔

محافظ شیر

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ سفینہ کچھ تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک نہایت خوفناک شیر نمودار ہو کر ان کے سامنے آیا سفینہ اسے دیکھ کر مطلق نہیں گھبرائے بلکہ انھوں نے پکار کر کہا ۔ یا ابا الحارث ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں دشمن کے سامنے بمشکل بچ کر اس امید میں آیا ہوں کہ ضرار اور ان کے ہمراہیوں کا حال امیر سے بیان کر دوں تو مجھے راستہ دے ۔

شیر دم ہلا کر سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا ۔۔۔ سفینہ اطمینان سے روانہ ہوئے شیر بھی ان کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا اور اس طرح چلنے لگا جیسے وہ یا تو محافظ ہو یا ان کا پالتو جانور ہو جب سفینہ ان علاقے میں آ گئے جو مسلمانوں کے تحت میں تھا تو شیر ڈکارتا ہوا واپس چلا گیا ۔

حضرت خولہ کا اندوہ ملال

سفینہ نے مسلمانوں کی قیام گاہ پر پہنچ کر حضرت ابو عبیدہ کو ضرار اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری کا حال سنایا ۔ حضرت ابو عبیدہ کو ضرار کے گرفتار ہونے کا اس قدر ملال ہوا کہ بے اختیار ان کے آنسو نکل آئے انھوں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا ۔ یہ کلمہ انتہائی رنج و

ملال کی حالت میں پڑھا جاتا ہے۔

جب حضرت خولہ کو یہ روح فرسا خبر پہنچی تو بے ساختہ ان کے آنسو جاری ہو گئے انھوں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یا ابن امی کیت شعری فی السلاسل اثقلوک ام بالحدید قیدوک یعنی جو کچھ ہے اللہ کا ہی ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے اے ماں جائے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمھیں زنجیروں میں جکڑا ہے یا لوہے میں قید کیا ہے۔

پھر انھوں نے حسرت و افسوس بھرے لہجے میں یہ اشعار پڑھے جو ان کے رنج و ملال کو ظاہر کرتے ہیں:

الا مخبراً بعد الفراق یخبرنا ۔۔۔ فماذ الذی یا قوم اشغلکم عنا
کیا بعد جدائی کے کوئی خبر دینے والا نہیں ہے ۔۔۔ قوم کو ہم سے کس خبر نے باز رکھا ہے

ولو کنت ادری انہ آخر النوی ۔۔۔ لکنا وقفنا للوداع وودعنا
اگر میں جانتی کہ یہ جدا ہونا آخری ہے ۔۔۔ میں ٹھہرتی اور رخصت کرتی اچھی طرح

الا یا غراب البین هل انت مخبری ۔۔۔ وهل بقدوم الغائبین تبشرنا
اے زاغ جدائی کیا تو خبر دے گا مجھے ۔۔۔ اور یا تو غائبوں کے آنے کی خوشخبری دیگا

لقد کانت الایام عندی بقربهم ۔۔۔ وکنا نراهم وکانوا کما کنا
کیا وہ دن تھے کہ قریب تھے اور ایک دوسرے کو دیکھتے تھے ۔۔۔ وہ ہمیں دیکھتے تھے اور ہم انھیں دیکھتے تھے

الا قاتل اللہ النوی ما امرہ ۔۔۔ وانت له ماذا یرید النوی منا
خدا اس جدائی کو ہلاک کرے کس قدر تلخ ہے ۔۔۔ خدا اسے قطع کرے یہ ہم سے کیا چاہتی ہے

ذکرنا لیالینا ونحن جماعة ۔۔۔ مفرقنا ذیب الزمان وشتتنا
جن راتوں کو ذکر کیا کرتی تھی اور ہماری جماعت ۔۔۔ تھی ہمیں حوادث زمانہ نے جدا کر کے پریشان کر دیا

لئن رجعوا یوما الی دار عزهم ۔۔۔ نقمنا خفانا المغنی واقبلنا
اگر وہ کسی دن اپنے گھر لوٹیں ۔۔۔ ہم سواری کی ٹاپ سننے کو کھڑے ہوں اور پیشوائی کریں

ولم انس اذ قالوا من اد مطوح ۔۔۔ ترکنا فی الارض العدو وعنا
میں وہ وقت نہ بھولوں گی جب لوگوں نے کہا ضرار مار ڈالے گئے۔ ۔۔۔ ہم نے انھیں دشمنوں کے ملک میں چھوڑا اور رخصت کیا ہے۔

فما هذه الا الایام الا معاذہ
یہ دن نہایت ہی رنج و ملال کے ہیں
ادی القلب لا یختبار فی الناس عنھم
میرا دل سوائے ان کے اختیار نہیں کرتا ہے
سلامة علی الاحباب فی کل ساعة
ان دوستوں پر ہمیشہ کے لئے سلام ہو

وما نحن الا لفظ بلا معنیٰ
ہم ایسے رہ گئے جیسے لفظ بلا معنی کے ہوں
اذا ذکرھم ذاکر عن ارا فا
جب کوئی انکا ذکر کرتا ہے تو آرزومند ہو جاتا ہے
وان بعدوا عنا استقر ومثا
اگرچہ وہ ہم سے جدا رکھے گئے اور دور ہو گئے

نصیحت واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ وہ تمام عورتیں جن کے جن کے عزیز و اقارب حضرت ضرار کے ساتھ قید ہو گئے تھے حضرت ضرار کے پاس آئیں اور اظہار اندوہ و ملال کرنے لگیں ایک خاتون عزہ بنت عملوق تھیں وہ بڑی فصیح البیان اور شاعرہ تھیں ان کے بیٹے عبادہ بن اوس بھی قید ہو گئے تھے وہ ان کا نام لے کر پکارتیں اور غم بھرے اشعار پڑھتیں چونکہ ان تمام عورتوں کے دل رنجیدہ تھے اس لئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔ چونکہ سلمہ بنت سعید بھی وہاں تھیں وہ بڑی عابدہ زاہدہ اور شریعت کی پابند تھیں انھوں نے بلند آواز سے کہا۔ اے خواتین عربیہ! یہ کیا بے صبری ہے کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں جزع و فزع اور بین کرنے کا حکم دیا ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ط

یعنی خوش خبری پہنچا دو صبر کرنے والوں کو جب ان پر مصیبت پہنچے وہ کہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ایسے لوگوں پر شاباشیاں ہیں اپنے رب کی مہربانیاں ہیں اور وہی راہ پر ہیں۔

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ عورتیں خاموش ہو گئیں ۔۔۔۔ ان کے دلوں کو صبر قرار آ گیا۔

حضرت عمرؓ کا حکم جب ریاح بن غانم الیشکری مع مال غنیمت کے خمس کے مدینہ طیبہ میں پہنچے تو مسلمانوں نے انھیں دیکھ کر نعرۂ تکبیر

بلند کر کے بڑا شور کیا وہ اول مسجد نبوی میں گئے۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر گئے ان کے مزار اور حضرت ابوبکر صدیق کے مزار کو سلام کیا وہاں سے لوٹ کر حضرت عمر کی خدمت میں آئے انھیں سلام کر کے ابو عبیدہ کا خط ان کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عمر خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے انھوں نے مسلمانوں کے جمع کرنے کا حکم دیا جب مسجد نبوی مسلمانوں سے بھر گئی تب حضرت عمر نے خط پڑھ کر سنایا۔

مسلمانوں نے جب حلب اور اعزاز کے قلعوں کی فتوحات کا حال سنا تو بہت خوش ہوئے انھوں نے اس قدر تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے کہ تمام مدینہ گونج اٹھا سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو ایک خط لکھا اس میں انھوں نے انطاکیہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔

جب ابوعبیدہ کے پاس یہ حکم پہنچا تو وہ مع لشکر کے انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے

قیس اور ہرقل اعظم کا مکالمہ

جب یوقنا اور ایہم بن جبلہ مسلمان قیدیوں اور شاہزادی زیتون کو لے کر انطاکیہ میں پہنچے اور رومیوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے بڑی خوشی کی اور ہر طرح کے نعرے لگائے۔ خوب اچھلے کودے۔ شاہزادی زیتون کا شاندار استقبال کیا گیا رومی بادشاہ اپنے شہنشاہ ہرقل اعظم کے ساتھ زرق برق بھڑک لباس پہن کر پیشوائی کے لئے نکلے زیتون کو بڑے اہتمام کے ساتھ اتارا گیا اور قصر شاہی میں پہنچا دیا گیا۔

رومیوں نے جب مسلمان قیدیوں کو دیکھا تو دانت کٹکٹا کٹکٹا کر انھیں گھورنے لگے اور گالیاں دینے لگے۔

ہرقل اعظم نے یوقنا اور ایہم بن جبلہ کو خلعت دیئے دربار عام کر کے مسلمانوں کو اپنے روبرو طلب کیا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہیئت سے آئے کہ ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں جب وہ ہرقل اعظم کے سامنے پہنچے تو ایک مصاحب نے ڈپٹ کر کہا۔ عظیم روم کو سجدہ کرو۔

مسلمانوں نے ان کی خرافات نہیں سنی نہایت اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔ ہرقل اعظم

کے ایک مقرب مصاحب نے جس کا نام سردرند تھا مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا کیا تمہارا یہی مذہب ہے کہ تم ایک بادشاہ کی تعظیم نہیں کرتے ہو۔

ضرار بن الازور نے کہا ــــ تم نے اپنے بادشاہ کو خدا بنا کے تخت پر بٹھا رکھا ہے اور تم ادنیٰ جاکر دن کی طرح اسے سجدہ کرتے ہو۔ اسلام ایسے تمدن اور مسلمان ایسی تہذیب سے انکار کرتے ہیں ــــ ہم مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے ہمیں باز رکھا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم عربی زبان خوب جانتا تھا اس نے بغیر کسی مترجم کے خود ہی گفتگو شروع کی بولا۔ "تم میں سے کون میری باتوں کا جواب دے گا۔"

سب نے قیس بن عامر انصاری کی طرف اشارہ کیا قیس نہایت ذکی اور قابل و ہوشیار تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات اور معجزات جانتے تھے قیس نے بادشاہ سے کہا ــــ "تم سوال کرو انشاء اللہ میں جواب دوں گا۔

نزول وحی

ہرقل اعظم :- تمہارے نبیؐ پر وحی کا نزول کس طرح شروع ہوا ہے؟"

قیس :- میری موجودگی میں ایک شخص حارث بن ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اے رسول عربیؐ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا تھا۔ شروع میں مجھے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز آتی تھی۔ لیکن الفاظ بہت صاف ہوتے تھے میں سمجھ لیتا تھا۔ مجھ پر رعب طاری ہو جاتا تھا جو الفاظ اس وقت میرے کانوں میں پڑتے تھے میں انھیں یاد کر لیتا تھا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے روایت کی ہے کہ وحی کے نزول کے وقت حضور پر اس قدر بار پڑتا تھا کہ سردی کے زمانے میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا تھا اس سے پہلے رویائے صادقہ نظر آتے تھے یعنی جو بات ہونے والی ہوتی تھی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نظر آ جاتے تھے ان خوابوں کو بھی وحی سے تعبیر کیا جاتا ہے آپ ایک عرصے سے غار حرا میں رہتے تھے آخر وہ وقت آیا جب وحی اعلانیہ آنے لگی ایک روز ایک فرشتہ نے آپ کے پاس آ کر کہا: "اقراء" یعنی پڑھو۔ آپ نے فرمایا۔ "ما انا بقارئ" یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا اس فرشتہ نے آپ کو اپنی آغوش میں لے کر بھینچا اور چھوڑ کر کہا۔ "پڑھو ــــــ" آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے کہا۔ اقراء باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق۔ اقراء وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ پڑھو (قرآن کو) اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے آدمی کو خون سے پیدا کیا۔ پڑھو پروردگار تمہارا بزرگ ہے سب بزرگوں سے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ہے اور آدمی کو وہ سکھایا ہے جو وہ نہ جانتا تھا۔

حضور اس وقت تھرتھرا رہے تھے جیسے جاڑا چڑھا ہو آپ اپنی بیوی خدیجہ بنت خویلد کے پاس تشریف لے گئے اور کہا مجھے کپڑا اڑھا دو۔ انھوں نے کپڑا اڑھایا جب بار وحی دور ہو گیا تو آپ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے انہوں نے کہا اندیشہ نہ کر و خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو اندوہگیں نہ کرے گا اس لیے کہ آپ غریبوں کی خبر گیری کرتے ہیں یتیموں کو عزیز رکھتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں محتاجوں کی بھلائی کرتے ہیں۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم چلے جا رہے تھے کہ دفعتاً آسمان کی طرف سے ایک آواز آئی حضور نے نگاہیں بلند کیں دیکھا کہ ایک فرشتہ جو غار حرا میں بھی حضور کے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان معلق ایک کرسی پر بیٹھا ہے آپ خوفناک ہوئے اور اپنے مکان پر جا کر حضرت خدیجہ سے کہا۔ مجھے کپڑا اڑھا دو۔

آپ کی محترم بیوی نے کپڑا اڑھا دیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی۔ یا ایھا المدثر قم فانذر وربك فکبر وثیابك فطھر والرجز فاھجر یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے! اپنی خوابگاہ سے اٹھو اپنے پروردگار کی تعظیم کرو اپنے کپڑے

پاک رکھو اور بتوں کی مذمت کرو۔
اس کے بعد متواتر وحی نازل ہونے لگی۔
قیس بن عامر نے کہا ۔ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر تھا ایک شتر سوار آیا ۔ اس نے اونٹ مسجد کے صحن میں باندھا اور مسجد میں آکر پوچھا ۔۔۔ تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں ۔ ہم نے بتایا اس نے کہا ۔ اے ابن المطلب ۔
آنحضورؐ ۔ کہو کیا کہتے ہو ؟
شتر سوار ۔ میں ایسے سوالات کروں گا جن کا جواب مشکل ہوگا ۔
آنحضورؐ ۔ خدا مددگار ہے تم سوال کرو ۔
شتر سوار ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم کا نبی بنا کر بھیجا ہے ؟
آنحضورؐ ۔ ہاں ۔
شتر سوار ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک دن میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے ۔
آنحضورؐ ۔ ہاں ۔
شتر سوار ۔۔۔ میں آپ کی نبوت پر ایمان لایا ۔ میں سفیر ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے میں بنی سعید بن بکر سے ہوں ۔

معجزات

ہرقل اعظم نے دریافت کیا ۔ تم نے اپنے نبی صلعم کے کیا معجزات دیکھے ہیں ۔
قیس بن عامر نے جواب دیا ۔ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سفر تھا راستہ میں ایک اعرابی ملا آنحضور صلعم نے اس سے کہا اے اعرابی کہو ۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ ٥
اعرابی ۔ کون اس کلام کا گواہ ہے ؟
آنحضورؐ ۔ وہ درخت جو میدان کے کنارے کھڑا ہے ۔
حضورؐ نے اس درخت کو طلب کیا وہ پہلے آگے پھر پیچھے کی طرف جھکا اور زمین کو چھوڑتا ہوا آنحضور صلعم کے پاس آکر ٹھہرا حضور نے اس سے گواہی طلب کی ۔۔۔ درخت

نے کہا۔ انتا محمد رسول اللہ یعنی آپ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اعرابی مسلمان ہوگیا درخت اپنی جگہ چلا گیا۔

ہرقل اعظم۔ ہماری پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ حجاز میں جو نبی ہوں گے ان کے امتی اگر ایک نیکی کریں گے تو انھیں دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور اگر ایک برائی کریں گے تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔

قیس۔ ہمارے نبی اور ان کے امتی کی یہی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ من جاء بالسّیئة فلا یجزی الا مثلھا یعنی جو ایک نیکی کرے گا اس کو اسی کے مثل دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو ایک برائی کرے گا اس کی مثل اسے ایک ہی گناہ ہوگا۔

ہرقل اعظم۔ حجاز میں جن نبی کے مبعوث ہونے کی خبر ایک حضرت مسیح نے بشارت دی ہے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ لوگوں کے دنیا و آخرت میں گواہ ہوں گے۔

قیس۔ یہ صفت ہمارے نبی کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔ یعنی ہم نے بھیجا تمھیں گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ۔

اور آخرت میں گواہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وجئنا بک علی ھولاء شھیدا یعنی اور ہم ان لوگوں پر تمھیں گواہی کے لیے بلائیں گے۔

ہرقل اعظم۔ کیا تمھارے نبی پر اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور ان کے امتیوں کو بھی ان پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔

قیس۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنو صلو علیہ وسلمو تسلیما۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پر درود بھیجو اور سلام بھیجو جیسا سلام بھیجنے کا حق ہے۔

ہرقل اعظم۔ حضرت مسیح نے بشارت دی ہے کہ حجاز میں جو نبی ہوں گے وہ آسمان

پر جا کر اللہ تعالیٰ سے باتیں کریں گے۔

نیس ہمارے نبی آسمان پر تشریف لے گئے۔ اسے معراج کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ سبحن الذی اسرای بعبدہٖ لیلاً ط یعنی پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو رات میں لے گیا۔

ضرار کا زخمی ہونا

واقدی رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ ایک بطریق یہ تمام گفتگو سن رہا تھا اسے خوف ہوا کہ کہیں ہرقل اعظم ان باتوں سے متاثر نہ ہو جائے اس نے دخل در معقولات ہو کر ہرقل اعظم سے کہا اے عظیم روم! جس نبیؐ کی بشارت دی گئی ہے وہ ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے بعد ازیں ہونگے۔

حضرت ضرار کو غصہ آگیا انہوں نے طیش میں آکر کہا۔ اے رومی کتے! بتری یہ ناپاک ڈاڑھی جھوٹی ہے جن نبی کی توریت اور زبور میں اور انجیل میں بشارت دی گئی ہے وہ عرب میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ تم سمجھ گئے ہو لیکن کفر اور غرور نے تمہیں حق کو قبول کرنے سے باز رکھا ہے؛

ہرقل اعظم تم نے بڑی بے ادبی کی ہے۔ بیچ میں نہیں بولنا چاہیے تھا۔

ضرار بے ادبی اس بطریق نے کی ہے پہلے یہ بیچ میں بولا اور جھوٹ بولا۔

ہرقل اعظم۔ تم کون ہو؟

قیس نے جواب دیا ضرار بن الازور بن طارق مشہور جنگجو ہیں متعدد معرکوں میں شریک جنگ ہو چکے ہیں۔

ہرقل اعظم۔ کیا یہ وہی ہیں جو کبھی پیدل لڑتے ہیں کبھی سوار ہو کر کبھی برہنہ تن لڑتے ہیں اور کبھی [illegible] پہن کر؛

قیس: ہاں یہ وہی ہیں جو کبھی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر لڑتے ہیں کبھی زین پر کبھی نیزے سے لڑتے ہیں اور کبھی تلوار سے۔

وہ بطریق جسے ضرار نے سخت جواب دیا تھا بڑا معزز تھا۔ تمام بطارقہ اس کی عزت کرتے تھے اس بطریق کو ضرار نے ڈانٹا اسے سخت ناگوار گزرا اور چونکہ ہرقل

اعظم نے فوراً ہی اسے کوئی سزا نہ دی اس لئے وہ برہم ہو کر اٹھا تمام بطریق اور مصاحب بھی کھڑے ہو گئے۔ ہرقل اعظم ڈر گیا اسے خوف ہوا کہ لوگ فتنہ و فساد کھڑا کر دیں گے اور بہت ممکن ہے خود اسے ہی قتل نہ کر ڈالیں اس لئے اس نے جلدی سے کہا۔ اس عرب نے سخت گستاخی کی ہے تم اسے کاٹ ڈالو۔

کئی بطریق دوڑ پڑے اور انھوں نے مجبور اور بے بس اسیر گرفتار ضرار پر تلواروں کا مینہ برسا دیا چودہ پر زور حملے کئے ضرار سخت مجروح ہو گئے ان کے زخموں سے خون بہنے لگا۔ بطریق یہ حالت دیکھ کر ملبھڑ گیا مگر اس کا غصہ ابھی تک فرو نہیں ہوا تھا اس نے کہا اس کی زبان کاٹ لو۔

یوقنا یہ ظلم و ستم دیکھ رہے تھے انھوں نے اپنے بیٹے سے جو وہاں موجود تھا کہا۔ خدا کی قسم اگر ضرار کی زبان کاٹی گئی تو میں اس بطریق کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔۔۔"

یوقنا نے ہرقل اعظم سے کہا۔ اے عظیم روم ۔۔۔ افسوس بطارقہ نے احتیاط نہیں کی۔ یہ جوان جو سر دربار زخمی کیا گیا ہے ایک معمولی عرب نہیں اس کے زخمی ہونے کی اطلاع مسلمان ضرور سنیں گے وہ غضبناک ہو کر جو رومی ان کے ہاتھ لگے گا اسے مار ڈالیں گے ابھی جنگ سر پر نہیں ہے نہیں کہا جا سکتا۔ کتنے بطریق اور کتنے رئیس ان کے ہاتھوں میں پڑیں اور مارے جائیں اس سے ہماری قوم کو بڑا ضعف پہنچے گا ۔۔ اب جب کہ اس جوان کے بچنے کی امید نہیں ہے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

ہرقل خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ ضرار زخمی ہوں اس نے اپنی جان کے خوف سے ایسا حکم دے دیا تھا چونکہ اب بطریقوں کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا ۔۔۔ اس نے اس نے یوقنا اور اس کے بیٹے سے کہا۔ تم نے ٹھیک بات کہی تم اسے اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھو۔

یوقنا اور ان کے بیٹے دونوں ضرار کو اٹھا لائے ۔۔۔ اور اپنے مکان پر لا کر ان کے زخموں میں ٹانکے لگائے اور دوا لگا کر پٹی کس دی۔

حضرت ضرار بے ہوش ہو گئے تھے یوقنا نے ان کے منھ پر پانی کے چھینٹے دیئے کچھ گھایا پانی منھ میں ٹپکایا انھوں نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ یوقنا کو دربار میں دیکھ کر یہ سمجھے تھے کہ یہ مرتد ہو گئے جب ان میں قوت گویائی آئی تو انھوں نے یوقنا اور ان کے بیٹے سے دریافت کیا ـــــ اگر تم دونوں مرتد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تمھیں میرا تیمار دار کر دیا اور تم نے میرے ان زخموں کا علاج کیا جو مجھے تکلیف دے رہے تھے۔ اور اگر تم مسلمان ہو تو لائق تحسین ہے تمھارا یہ فعل قابل مبارکباد ہے۔

یوقنا۔ خدا کے فضل سے میں مسلمان ہوں

ضرار۔ افسوس حجاز میں میری ایک والدہ ہیں وہ میری طرف اس لئے آنکھ لگائے بیٹھی ہیں کہ ان کے عزیزوں میں سے ایک میں ہی زندہ ہوں۔ میرے والد شہید ہو چکے ہیں وہ جانتی تھیں کہ میں بھی شہید ہوں گا وہ میرا حال سن کر ضرور پریشان اور مضطرب ہوں گی۔ اور لشکر میں میری ایک بہن ہیں وہ مجھ سے چھوٹی ہیں ان کا نام خولہ ہے میں ان سے وہ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں میں نہیں جانتا کہ زندہ رہوں گا یا نہیں اگر ہو سکے تو ان کے پاس میرا پیغام پہنچا دو وہ میرا حال ضعیف والدہ کو لکھ بھیجیں گی۔

یوقنا۔ میں تمھارا پیغام پہنچا دوں گا۔

ضرار۔ اچھا لکھو۔

یوقنا نے لکھنا شروع کیا۔ ضرار بڑے ادیب اور شعر گو تھے فی البدیہہ کلام کہتے تھے۔ انھوں نے اشعار میں اپنا حال لکھانا شروع کیا۔

سلامی الی اطلال مکۃ والحجر[1]	الا ایہا الشخصان باللہ بلغا
میرا سلام بجانب آثار اور توبہائے مکہ و حجر کے	اے دونوں شخصو! اللہ کے لئے تم پہنچاؤ
بسعد و اقبال سیدوم مع النصر	و لقیتما ما عشتما الف نعمۃ
سا تھ بزرگی اور اقبال کے اور ہمیشہ ساتھ غلبہ کے رہو	اور جبکہ تم دونوں زندہ رہو ہزاروں نعمتیں پاؤ

---

[1] بالفتح ح۔ رج شمالی جانب جو حطیم ہے اسے کہتے ہیں (صادق صدیقی سردھنوی)

والاضاع عند الله ما تصنعا ہ
تم نے خدا کے واسطے جو کچھ کیا ہے وہ رائیگاں نہیں جا
بفضلکما لی نلت خیرا و رحمة
تم دونوں کی مہربانی سے میں بہتری اور آرام کو پہنچا
ومالی و بیت الله موتی والمنا
میری آرزو بیت اللہ میں مرنے کی ہے اور وہ اس وجہ سے
ضعیفة حیل لیس فیها جلادة
وہ ضعیف اور سست ہے ان میں مضبوطی نہیں ہے
معودة سکنی القفارة مقیمة
وہ سرزمین بے آب و گیاہ سکونت کی عادت رکھتی ہے
وکنت لها رکنا اروم اصطناعها
میں ان کا خادم اور کارکن تھا ان کی رضامندی چاہتا تھا
واطعمها من صید یقنی اذ انما
میں انہیں اپنے ہاتھ سے شکار کیا ہوا گوشت کھلاتا تھا
مع الظبی والخف الالیق لعبدہ
مع آہوؤں اور ہرنوں کے سوا اور زمین کے
واحمی حملة ان تقام فلم تنزل
اور میں نگاہ رکھتا تھا ان کی نگاہ رکھنے والی چیزوں
والی اودت الله لا تسیلی غیرہ لا
اور میں نے سوائے اللہ کے کسی چیز کو نہ چاہا تھا
وارضیت خیر الخلق اعنی محمد صلعم
اور راضی کیا میں نے بہترین خلائق یعنی محمد صلعم کو

فقد نفّس عنی ما وجدت من العسر
میری سختی اور بدحالی ہلکی ہو گئی
کذالک فعل الخیر بین الوری یجری
ایسی ہی بھلائی یادگار زمانہ رہتی ہے
ترکت عجوزا فی المهامه والقفر
میں نے ایک ضعیفہ کو درمیان بیابان بے آب و گیاہ کے چھوڑا
علی نائبات الحادثات التی تجری
ان مصیبتوں حالات پر جو آنی اور جاری ہوتی ہیں
علی الشیح والقیصوم والعشب النضر[1]
شیخ پر قیصوم پر عشب پر اور زہر پر
واکرمها جهدی وان مسنی فقری
میں ان کے ساتھ سلوک کرتا تھا اگرچہ میں تنگی اور محتاجی میں تھا
من الوحش والیربوع والضب والنصر
صحرائی جانور سوسمار اور خشک گوشت
مع البقر الوحش والمها فی البشر
مع جنگلی گائے کے جو جنگل میں رہتی ہے
لها ناصحا فی موقف الشر والعسر
میں ان کا مددگار تھا بری اور تنگ جگہ میں
وجاهدت فی حبش الملاعین بالسمر
میں نے منکر ملعون سے نیزے سے جہاد کیا
لعلی انال الفوز فی موقف الحشر
شاید کہ میں حشر میں نجات پاؤں

---

[1] شیخ اور قیصوم اور عشب حجاز کی گھاس کے نام ہیں زہر شگوفہ کو کہتے ہیں۔
(صادق صدیقی)

فمن خاف یوم الحشر رضی دینه
پس جو شخص اس سے ڈریگا خدا اس سے خوش ہوگا
کذالک اخی جاهرت کل کافر
اس طرح میری بہن نے بھی کافروں سے جہاد کیا
تقول وقد جان الفراق بجنسه
کہتی تھی کہ وہ بھی جدائی اپنے وقت سے
الا یا اخی هذا الفراق یحسن لنا
آگاہ ہو اے میرے بھائی کون شخص ہے میرے واسطے
اذا سار الانسان من ارض اهلیه
جس وقت سفر کرتا ہے آدمی اپنے گھر کی زمین سے
الا ابلغاها من اخیها تحیته
آگاہ ہو اور ان کے بھائی کی طرف سے دعا کرو
صریع صریح بالسیوف مقطع
خستہ اور افتادہ و تلوار سے کاٹا گیا
الا یا حمامات الاراک تحملی
اے سبزہ و سنگریزہ کے کبوترو اٹھاؤ اور پہنچاؤ
حمامة نجد بلغی قول شائق
اے بلندی پرواز کبوتر نجد کا پیغام پہنچا
وقول ضرار فی القیود مکبل
اور تو کہنا کہ ضرار بیڑیوں میں قید ہے
حمامة نجد اسمعی قول مضر
اے بلند پرواز کبوتر تو تنہا اور بے کس کا پیغام سن
وان سألت عنی الاحبه فاخبری
اور میرے دوست تجھ سے پوچھیں تو خبر دے کر
حمامة نجد عن ذوی عندل موطنی

وقاتل الابناء الصلیب ذوی الکفر
اور اہل صلیب کافروں کو قتل کرے گا
وما برحت فی الطعن فی الکر والفر
اور وہ نہیں الگ ہوئی نیزہ بازی پر حملہ آور ہونے
الا یا اخی مالی البین من صبر
اے میرے بھائی مجھے جدائی پر صبر نہیں ہے
بحق رجوع قادم منک بالبشر
(تجھے پھر آنیوالے تمہارے پاس سے خوشخبری
فاما هلاک او رجوع الی الدهر
یا موت فقط زمانے سے جب یا ہلاکی ہوتی ہے
وذکره لا غریب مات فی قبضة الکفر
اور تذکرہ کرو کہ غریب مرگیا کافروں کے مقابلے پر
علی نصرة الاسلام الطاهر الطهر
مددی اسلام پر پاک ہوا سب پاکیوں پر
رسالة صب لا یفیق من الشکر
پیغام ایسے عاشق کا جو آرام نہیں پایا ہو شکر سے
الی عسکر الاسلام والسادة الغر
لشکر اسلام اور بزرگ ہستیوں کی طرف
بعید عن الاوطان فی بلد وعر
وطن سے دور دشوار گزار جگہ میں ہے
غریب کئیب فی ذلة الاسر
ایسے پردیسی کا جو قید ذلت میں ہے
بان دموعی کالسحاب وکالمطر
میرے آنسو قطرات بارش کی طرح جاری ہیں
وقول ضرار وهو فی ذلة الاسر

اے بلند پرواز کبوتر ہم وطن خوش آواز ہے
حائم نجد ان اتیت ضیا منا
اے بلند پرواز کبوتر اگر تم میرے خیمے میں آؤ
وقو الہم ان الاسیر لی نجرقۃ
تو کہہ قیدی بہت بے قرار ہے اس کے
لہ من عداد العمر عشرہ سبعۃ
اس کی عمر اٹھارہ سال کی ہے
وفی خدہ خال محتہ بدامع
اس کے رخسار پر ایک تل تھا جسے آنسوؤں نے مٹا دیا
مضی سائر الیبنی الجہاد تبرعا
جہاد کی نیکی کاری کے لئے روانہ ہوا تھا
الا فادفنا فی بارک اللہ فلما
میں مر جاؤں تو تم مجھے خاک میں چھپا دینا
اللہ تم پر رحمت کرے
الا یا حامات الحطیم و زمزم
اے کبوتر حطیم کے اور زمزم کے
عسیٰ شمع الدنیا منہا بزورۃ
شاید زمانہ موافقت کرے ایک بار
اور وہ زیارت کر لیں۔

اور کہنا کہ فراز آشیانہ قیدی درد ناک نالے کرتا ہے
فقولی کذالک الدھر عسر علی یسر
تو کہدو کہ اسیطرح رہیگا زمانہ دشواری کا
لہ عہ بین الجمع و الصدر
پہلو اور سینے کی ہڈیوں میں درد ہے
و واحدت عند الحساب بلا فکر
وقت حساب کے بغیر کسی فکر کے
علی خضواد لحان کسر بلا جبر
بوجہ گھر کی جدائی اور تباہی کے بغیر کسی جبر کے
فتواخاہ بناء للیام علی غدر
اس پر ناکس لوگ بیوفائی کر کے پہنچ گئے
الا و کتبنا ھذا الغریب علی قبری
میری قبر پر لکھدینا کہ یہ مسافر
بے کس تھا۔
الا فاخبری امی و دلی علی امری
میری ماں کو میری جان کی خبر دے۔
مقابر غریب الامیر از عن الشکر
واسطے قبر بے کس کے کہ نہیں زیارت
کی جاتی زبونی اور بدحالی سے۔

یوقنا نے یہ اشعار لکھ کر اپنے ایک معتمد کے ہاتھ

مسلمانوں کا ملال روانہ کئے۔ حضرت ابو عبیدہ حلب سے کوچ کر کے سرزمین بلاط میں جا پہنچے انھوں نے اپنے لشکر کے ہراول یمین بن ادس کو جو قبیلہ لخزوم سے تھے۔ سردار مقرر کیا تھا وہ ایک معاہدی رومی کو لے کر ابو عبیدہ کے پاس آئے۔ ابو عبیدہ نے اس سے دریافت کیا۔ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ رومی نے جواب دیا۔ میں قاصد ہوں۔ انطاکیہ سے آیا ہوں ایک قیدی

کا پیام لایا ہوں جن کا نام ضرار بن الازور ہے۔
اس نے وہ تحریر جو یوقنا نے لکھی تھی۔ ابو عبیدہ کو دی۔ ابو عبیدہ نے پہلے خود پڑھی پھر مسلمانوں کو پڑھ کر سنائی۔ وہ حضرت ضرار کے اشعار تھے ان کو پڑھ کر مسلمان رو پڑے ——— بہت سے لوگوں نے ان کے اشعاروں کو یاد کر لیا۔
حضرت خولہ نے بھی سنا کہ ان کے بھائی کے پاس سے کوئی پیغام آیا ہے وہ ابوعبیدہ کے پاس آئیں۔ امین الامۃ نے انھیں اشعار پڑھ کر سنائے ضبط کر کے سنتی رہیں لیکن ان کے آنسو نہ رک سکے۔ ان کے گلابی رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے تمام اشعار سن کر انھوں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ لا سدت شادہ۔
یوں تو تمام ہی مسلمانوں کو رنج ہوا ——— لیکن سب سے زیادہ ملال حضرت خالد بن الولید کو ہوا۔
واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ اہل فارم اور وندوانوں نے عم کے باشندوں اور انارن کے رہنے والوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ اب ابوعبیدہ انطاکیہ کی طرف بڑھے اور لوہے کے پل کے نزدیک پہنچ گئے

تیاریوں کی حمایت

ہرقل اعظم نے سنا کہ مسلمان لوہے کے پل کے قریب آ گئے ہیں تو اس پر خوف طاری ہو گیا۔ اس نے ذخیرہ سامان حرب و رسد پہلے ہی جمع کر لیا تھا اب فوجوں کو نئے ہتھیار تقسیم کئے۔ نئی وردیاں دیں اور ان کے لئے انطاکیہ کے باہر خیمے کھڑے کر دیئے اس نے یوقنا کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا اسے گراں بہا خلعت دی اور ایک صلیب تو اسے کی جو بڑی مقدس سمجھی جاتی تھی اور جسے قسوں کے کنیسہ میں تبرک کے طور پر رکھا جاتا تھا۔ ہرقل اعظم نے کہا۔ اے سکندر دمشق یہ صلیب بڑی متبرک ہے عید میلاد کے دن یعنی بڑے دن کو کنیسہ سے نکالی جاتی ہے اس پر اعتماد کرو اور اس سے مدد چاہو یقیناً تمھیں مدد دے گا۔
یوقنا نے صلیب اپنے بیٹے کو دی اور کہا۔ اسے لو اور میرے سامنے رکھو۔ ہرقل اعظم نے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اس لئے ایک دن بھی مقرر کر دیا

تھا۔ اس روز عورتیں مرد۔ لڑکے لڑکیاں سب شاہی کنیسہ میں جمع ہوئے بطارقہ راہب اور نبین عزمن سب آئے۔ نماز پڑھ کر فتح کی دعا مانگی گئی۔ ہرقل اعظم نے یوقنا کو حکم دیا کہ مسلمان قیدیوں کو پیش کریں تاکہ ان کی قربانی کی جائے۔

یوقنا نے ہرقل اعظم کے ہاتھ کو بوسہ دے کر کہا۔ اے شہنشاہ خدا نے تمہیں رحمدل اور حلیم و بردبار سمجھ کر اتنی بڑی سلطنت عطا فرمائی ہے قیدیوں کا قتل کرنا بادشاہ کی شان کے خلاف ہے حکیم دقیدقورس نے کہا ہے کہ عقل جسموں کی عزت کے لیے دنیا کے لیے روشن چراغ ہے جسے عقل عطا ہوتی ہے محترم بزرگ ہوتا ہے۔ اے بادشاہ عربوں نے ہمارے شہر کا قصد کیا ہے۔ ہمیں ان سے لڑنا ضروری ہے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ کون غالب ہوگا کون مغلوب اگر تم نے ان عربوں کی قربانی کردی تو عرب ہمارے جن لوگوں کو پکڑلیں گے ضرور مار ڈالیں گے اور اگر عرب زندہ رکھے جائیں گے تو ان کے تبادلہ میں اپنے قیدی چھڑائے جاسکتے ہیں۔"

بعض بطارقہ نے بھی ان کے کلام کی تائید کی۔ لیکن ایک بطریق نے کہا اے بادشاہ اس وقت کنیسہ میں ہر طبقے کی پری جمال خوش اندام نازنین اور پری چہرہ لڑکیاں اور عورتیں موجود ہیں۔ یہاں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب کرکے انھیں عیسائی ہونے کی ترغیب دو ــــ شاید وہ حسن و خوبصورتی کی طرف جھک جائیں۔

کئی اور بطارقہ نے کہا۔ تجویز مناسب ہے ان خوش جمال عورتوں کے ساتھ دولت کے انبار لگادو اگر مسلمان جھک گئے تو حملہ آور مسلمانوں کے لئے یہ امر بڑی سبکی اور ضعف کا باعث ہوگا۔

ہرقل اعظم کی سمجھ میں یہ بات آگئی اس نے سیم و زر اور جواہرات کے ڈھیر لگا دیئے اور مسلمانوں کو بلانے کا حکم دیا۔

نمائش حسن

ہرقل اعظم کا حکم ہوتے ہی دولت کے ڈھیر لگا دیئے گئے خوبصورت سے خوبصورت عورتیں صف در صف کھڑی کردی گئیں۔ حسین و جمیل عورتیں پری جمال لڑکیاں اس روز اچھے اچھے رنگین کپڑے اور مرصع زیورات پہن کر اچھی اچھی خوشبوئیں لگا کر آئی تھیں وہ نہایت مہ جمال اور کافر

ادا معلوم ہو رہی تھیں۔

کنیسہ کی خوب آرائش کی گئی تھی۔ تکلفات کی خوب نمائش کی گئی تھی۔ قس اور راہب ایک طرف جماعت در جماعت کھڑے تھے ان کے ایک طرف پری زاد نوعمر ننیں تھیں دوسری طرف خوب رو لڑکیاں تھیں۔ سامنے سیم و زر اور ہیرے جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

جب مسلمان وہاں لائے گئے اور انھوں نے آرائش و تکلفات کی نمائش کے ساتھ حسن و جمال کی بھی نمائش دیکھی تو تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور پکار کر کہا ـــ کذب الکاذبون باللہ و ضلوا ضلالاً بعیدا ہ وخسروا خسرانا مبینا ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ یعنی دروغگو ہیں شرک اللہ تعالیٰ پر اتہام رکھتے ہیں بڑی گمراہی میں پڑے ہیں بڑے گھاٹے میں ہیں ـــ اللہ تعالیٰ کے بیٹا نہیں ہے اور اس کے ساتھ کوئی اور معبود نہیں ہے۔

مسلمانوں کے کنیسہ میں آتے ہی قسوں اور راہبوں نے انجیل کی آیتیں زور زور سے پڑھنی شروع کیں اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے دیوتوں کی تصویروں کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

مسلمانوں میں ایک شخص رفاعہ بن زبیر تھے وہ اہل یمن سے تھے بڑے نغز گو قادر الکلام اور فصیح البیان تھے۔ مشہور شاعر تھے۔ وہ عیسائیوں کی مذہبی کتابیں بھی پڑھے ہوئے تھے انھوں نے بلند آواز سے کہا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذب حزب الشیطین ولا الہ الا الرحمن الذی الخ (یعنی اللہ بزرگ ہے اللہ بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں شیطان کے گروہ جھوٹے ہیں۔ سوائے رحمن کے کوئی معبود نہیں ہے وہ تنہا ہے اکیلا ہے کوئی اس کا ہمتا نہیں ہے اس کا کوئی قد و قامت نہیں ہے ـــ اسی نے موجودات کو بنایا اور مخلوقات کو پیدا کیا ـــ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ـــ نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ صاحب ہے نہ صلاح کار ہے نہ مددگار

ہے۔ وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔

ان کا کلام سن کر تمام کلیسا جنبش میں آگیا ـــ راہبوں کو بڑا غصہ آیا وہ شاہی ادب بالائے طاق رکھ کر رفاعہ کو مارنے کے لئے اپنے چاندی کے عصائے کر دوڑے لیکن شاہی خدّاموں نے انھیں روکا۔ ہرقل اعظم نے رفاعہ سے دریافت کیا۔ تمہارا نام کیا ہے؟

رفاعہ نے جواب دیا ـــــ تمہیں میرے نام سے کیا ہے ـــــ میں تمہاری جنس سے نہیں ہوں۔

ایک بطریق نے کہا۔ اے قیصر یہ شخص سچ کہتا ہے ـــ یہ علم و حکمت سے واقف نہیں ہے اور کیسے واقف ہو یہ بدوی (جنگلی) ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے اور جنگلیوں سے صحبت رکھتا ہے۔ نہ شہروں میں رہا نہ شہر والوں کی باتیں جانے تہذیب و تمدن کے ہم وارث ہیں۔ ہم تہذیب یافتہ ہیں ـــ ہماری قوم سے اسکندر، بطلیموس اول، جرمس۔ ارسطاطالیس، فیثاغورث، نوجبندے جس نے ابریکا کو بنایا تھا ہم میں ادی سقراط نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے۔ طاطاغورث تھے جنھوں نے ربلا بلخ کو اور اطیفش کو آباد کیا تھا۔ یہ کاہن بھی تھے انھوں نے اس زمانے کے بادشاہ کو یہ اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا سے کلام کرے گا بڑا ذی عزت و بزرگ ہوگا وہ خلاطون یعنی فرعون کو ہلاک کرے گا۔ ہمیں میں افطیش حکیم تھا اور آرمینوں تھا جس نے رومۃ الکبریٰ کو آباد کیا تھا۔ شیطانوس وہ شخص ہے جس نے دنیا کا جغرافیہ اول لکھا۔ اس میں زمین کی صورت پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں سب کی شکلیں تحریر کیں۔ ہر اقلیم کا حال بیان کیا ہر ملک کی معدنیات سونا چاندی اور جواہرات کو ظاہر کیا ملک ملک کے عجائبات کو قلمبند کیا۔ عرب قبائل ان باتوں کو کیا جانیں۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ بطریق نے یہ کلام صرف مسلمانوں کو ذلیل و حقیر ظاہر کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اس نے جبلہ بن ایہم کو طعنہ دیا تھا وہ جبلہ سے اس وجہ سے عداوت رکھتا تھا کہ اس نے ایک دیر بنایا تھا ـــ لوگ اس کی زیارت کو جاتے تھے اور دولت اور طرح طرح کے نذرانے چڑھاتے تھے

اس سے بڑی آمدنی ہوتی تھی لیکن جب ہرقل اعظم کے پاس آیا تو بادشاہ نے وہ علاقہ جس میں بطریق کا دیر تھا جبلہ کو جاگیر کے طور پر دے دیا تھا جبلہ نے وہاں اپنے نام سے ایک شہر آباد کیا تھا ـــــ اور اس دیر کی آمدنی خود لینے لگا جبلہ اس بات کا جواب نہیں دے سکے۔

لیکن رفاعہ بن زبیر نے کہا۔ اے بطریق ـــ تو نے ایسی قوم کی تاریخ بیان کی جس کے لئے کوئی بزرگی نہیں ہے نہ ان میں ایسے عالم و فاضل پیدا ہوئے جنھوں نے خدا کو پہچانا ہے، ہمارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے جنھوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ جو بیت الحرام کہلاتا ہے ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ہوئے جن کے لئے زمزم پیدا کیا گیا اور ان کی اولاد سے تبالغہ۔ اقیال حماۃ اور انسال ہوئے جو زمین کے طول و عرض میں مالک ہوئے انھیں کی اولاد یعنی ہمارے بزرگوں میں مالک الرقاب ذوم اشند (سکندر ذوالقرنین) تھے جو ساری دنیا کے مالک تھے تمام دنیا کے لوگوں نے انکی اطاعت کی تھی وہ ظلمات میں گئے جس جگہ سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں سے جس جگہ غروب ہوتا ہے وہاں تک گئے تھے۔ تمام بادشاہ ان کے مطیع ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ذوالقرنین رکھا تھا ــــ ان میں سے شداد بن عاد تھا۔ جس نے دنیا میں جنت بنائی تھی اور ان میں سے شدید بن عاد دوفناہ، لقمان ابن عاد تھے۔ لقمان سے بڑھ کر دنیا میں کون حکیم ہوا ہے ان کی آل میں ہر باد و مالا ذعار ہزار بن سکناگ اور بازین بن صیال تھے ان کی علم و حکمت مشہور ہے ہم میں سے سبا بن اشعب تھے یہ وہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے تاج بنوا کر پہنا ان کے بعد ان کے بیٹے حمیرہ بادشاہ ہوئے ان کے بعد نبی اللہ حنظلہ بن صفوان بن اہل الرس ہوئے ہم سے لفیلہ بن عبدالزان بن خرم ہوئے جو پانچ سو برس تک زندہ رہے انھوں نے قلعوں کو تعمیر کرایا اور خزانوں کو زمین سے نکالا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام بزرگیاں۔ عزتیں اور علم و ہنر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیئے ہم لوگ رئیس ہیں اور تم غلام ہو۔

جب بطریق نے دیکھا کہ رفاعہ زچ نہیں ہوئے تو اسے خوف ہوا کہ فلیطس (ہرقل اعظم کا اصل نام فلیطس تھا اور ہرقل خطاب تھا) خود اسے ہی عاجز نہ خیال کرنے لگے

اس لئے اس نے رفاعہ کو لاجواب کرنے کے لئے کہا۔
اگر ہمتیں بلند اور طبیع پاک ہوں تو روحانی عقلیں ملکوتی مقام کی طرف پرواز کرتی ہیں اور اس روشنی کو دیکھتی ہیں جو آنکھوں سے پوشیدہ ہے گویا ایسی رضایات عقبہ کی طرف عود کرتی ہیں جو نجاست اور پلیدی سے پاک ہیں اذکار و خیالات باطنہ تک رسائی ہو جاتی ہے دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں تیرگی دور ہو جاتی ہے اس وقت روحوں کو ایسی ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے جس سے نہ کوئی نقصان ہوتا ہے نہ بلبتی لاحق ہوتی ہے اس وقت ایک عنصر دوسرے سے مل جاتا ہے تیرگی نیچے بیٹھ جاتی ہے روشنی اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہے۔

رفاعہ۔ اگرچہ تم نے عقل و خرد کی روشنی کو سراہا ہے مگر تم اس روشنی کی تہہ کو پہنچے نہیں۔

بطریق۔ کس طرح سے۔؟

رفاعہ۔ عقل کی روشنی اس وقت رہنمائی کر سکتی ہے جب وہ تیرگی سے مکدر نہ ہو لیکن جب تک کفر کی تیرگی غالب ہو تو خرد کی روشنی کیسے اسے الگ کر سکتی ہے اور انسان عالم الغیب کو کیسے پہچان سکتا ہے اور جب تک خدا کو نہ پہچانے روح پاک و صاف ہو کر ابدی زندگی کیسے حاصل کر سکتی ہے جب روح روشنی کو نہ پائیگی تو اذکار و خیالات باطنیہ پر کیسے رسائی حاصل کر سکے گی اگر غور کرو تو فکر اپنے عنصر غالب کی طرف رغبت کرتا ہے خیالات خواہشوں کی طرف لوٹتے ہیں عقل روشنی نہیں پاتی تاریکی میں اوندھی ہو کر گرتی ہے جب عقل ہی روشن نہ ہوئی تو روح کیسے پاک ہو سکتی ہے غرض کفر کی تیرگی کسی چیز کو بھی روشن نہیں ہونے دیتی ہماری قوم میں شاہان یمن میں سے ایک بادشاہ تھا اس کا نام سیف بن ذی یزن تھا وہ کفر سے پاک تھا اس کی عقل روشنی کی طرف پرواز کرتی تھی روح روشن تھی تیرتی عقل وہ عقل کی روشنی کی وجہ سے بعض آئندہ کے واقعات علوم کر لیتا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سات سو برس پہلے آپ کے ظہور کی اطلاع دی تھی۔

رفاعہ بن زہیر نے بیان کیا ہے کہ بطریق عربی زبان خوب جانتا تھا بڑا فصیح

بیان تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جیتنا مشکل ہے تو ہرقل اعظم سے کہا کہ ان بدؤں سے بحث فضول ہے ——— چنانچہ ہرقل اعظم نے مناظرہ بند کرا دیا۔ اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم سے جو شخص صلیب کو بوسہ دے گا عیسائی ہو جائے گا ان لڑکیوں اور عورتوں میں سے جسے پسند کرے گا اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی جائے گی اسے اتنی دولت دی جائے گی کہ جس سے وہ امیروں کی شان سے زندگی بسر کر سکے اسے مقربانِ شاہی میں داخل کر لیا جائے گا۔

یہ بڑے امتحان کا وقت تھا ایک طرف دولت، نازنین اور نازک اندام عورتیں اور لڑکیاں تھیں دوسری طرف ایمان تھا۔

رفاعہ کے ایک بیٹے عامر تھے نوعمر نوجوان تھے وہ نازنین روم کو دیکھ رہے تھے پری چہرہ لڑکیوں کے ناز و انداز خرمن عقل و ایمان پر بجلیاں گرا رہے تھے شیطان کو شیطانی حربہ کرنے کے لیے اس سے بہتر موقع کب مل سکتا تھا اس نے اپنا تیر چلایا عامر کسی کافرہ کے تیر نظر کا شکار ہو کر کفر و شرک کی طرف دوڑے انھوں نے جھپٹ کر صلیب کو بوسہ دیا۔

رفاعہ کو بڑا افسوس ہوا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے انھوں نے کہا سختی ہو تجھ پر اتو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گیا۔ سختی ہو تجھ پر تو رحمٰن کے دروازے سے دور کیا گیا۔ سختی ہو تجھ پر تو نے خدائے جبار و قہار سے کفر کیا اسے قدرت کے راندے گئے اسے حضور سے دور کئے گئے سختی ہو تجھ پر تو نے پروردگار سے کیسے ناسپاسی کی واللہ مجھے تیری جدائی کا شمہ برابر بھی غم نہ ہو گا لیکن یہ افسوس ہو گا کہ عالم آخرت میں میرا راستہ الگ ہو گا اور تیرا اور۔ تو راہبوں اور صلیبوں کے ساتھ شیطانوں کے گھر کی طرف جائے گا اور دوزخ کے اس چھٹے طبقے میں دھکیل دیا جائے گا۔ جس میں آگ شعلے مارتی ہو گی میں رسول عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت الفردوس کی طرف جاؤں گا۔ جس میں حوریں ہوں گی ہر طرح کے تکلفات ہوں گے خوشنما باغیچے ہوں گے جن میں نہریں رواں ہوں گی خوش گوار سلسلہ ہو گا اے بیٹے دنیا فانی ہے ——— تو دنیا کو طلب نہ کر عالم آخرت پر خواہش نفس

کو اختیار نہ کر۔ عورتوں کی خوبصورتی چند روزہ اور محض دکھاوٹ ہے ان کا حسن مٹتا جاتا رہتا ہے۔ رنگ و روپ اڑ جاتا ہے افسوس تو نے کفر اختیار کر کے اپنے بوڑھے باپ کو رسوا کیا تو زیاں کار ہوا تو نے کیسے رسول اللہ صلعم سے دوری کو گوارا کیا کل قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی شفاعت کریں گے ـــــ لیکن تو محروم ہو گا۔

عامر بھی رو رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے باپ شیطان کا افسوں چل گیا میری عقل پر پردہ پڑ گیا۔ میرے لئے قدرت کا دروازہ بند ہو گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ بطریق نے عامر کو رہا کرنے کا حکم دیدیا تب شمامہ اور راہبان ان کے گرد جمع ہو گئے انھیں معمودیہ کے پانی سے نہلایا بطریق اعظم نے فاخرہ خلعت پہنائی اور نصرانی ہونے کے بعد ان سے کہا جس لڑکی کو وہ پسند کریں اس کا ہاتھ پکڑ لیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انہوں نے ایک کافر زادہ طلعت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ لڑکی انھیں دیدی گئی۔ اور انھیں جبلہ بن ایہم کے گروہ میں داخل کر دیا گیا۔

بطریق نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا کیوں تم بھی اپنے ساتھی کی طرح دین عیسوی قبول کر کے دنیا کی نعمتیں حاصل نہیں کر لیتے۔

صحابہ نے کہا۔ ہمارے ساتھی کے دل میں کفر کی بیماری تھی وہ مرتد ہو گیا ہمارے دل میں نور ایمان ہے۔ ہمیں خدا کی ذات سے یقین ہے رسول اعرابی صلعم کی رسالت پر اطمینان ہے ـــــ ہم ہرگز بھی اسلام نہیں چھوڑ سکتے خواہ ہمارے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں :

بطریق حقیقت یہ ہے کہ تمہیں مسیح نے اپنے دروازے سے دور کر دیا ہے تم راندے گئے ہو۔

رفاعہ نے کہا۔ اس بات کو خدا جانتا ہے کہ ہم میں اور تم میں سے کون راندا گیا ہے خدا کی قسم مسیح تم سے بیزار ہیں تم انھیں خدا کا بیٹا کہہ کر ان پر جھوٹی تہمت تراشتے ہو قیامت کے روز وہ تمہیں اپنا امتی ہونے سے انکار کر دیں گے حضرت عیسیٰ تو خدا کے بندے ہیں اور اس کے رسول تھے۔ تم بھٹک گئے

انھیں خدا کا بیٹا بنا بیٹھے ۔ تم گمراہ ہو گئے اور جہل کی تاریکی میں جا پڑے تم نے ان کی شریعت کو بدل دیا ۔

ہرقل اعظم نے انھیں روک کر کہا! اے شیخ ! اپنے کلام کو طول مت دو اللہ خوب جانتا ہے کہ ہم میں سے راہ راست پر کون ہے مجھے چند باتوں کا جواب دو ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے خلیفہ کا لباس مرقع (پیوند لگا) ہے حالانکہ ان کے پاس ہماری اس قدر دولت اس وقت تک پہونچ چکی ہے جس کا حد وحساب نہیں ہے وہ کیوں نہیں تکلفات سے رہتے اور کیوں نہیں شاہانہ لباس پہنتے ۔

رفاعہ ۔ خدا وند عالم آخرت کے خوف نے انھیں اس سے باز رکھا ہے ۔

ہرقل اعظم ۔ تمہارا دار لامارت کیسا ہے ۔

رفاعہ ۔ مٹی کا بنا ہوا ہے ۔

ہرقل اعظم ۔ تمہارے خلیفہ کے مصاحب اور دربان کون ہیں ۔

رفاعہ ۔ محتاج اور غریب مسلمان ان کے دربان اور تمام مسلمان ان کے مصاحب ہیں کسی کی تخصیص نہیں ہے ۔

ہرقل اعظم ۔ ان کا فرش کیسا ہے ۔

رفاعہ ۔ ان کا فرش عدالت کرنا ہے ۔

ہرقل اعظم ۔ ان کا تخت کیسا ہے ۔

رفاعہ ۔ ان کا تخت پاکدامنی اور یقین ہے ۔

ہرقل اعظم ۔ خزانہ ان کا کیا ہے ۔

رفاعہ ۔ ان کا خزانہ خدا پر اعتماد رکھنا ہے ۔

ہرقل ۔ لشکر ان کا کون ہے ؟

رفاعہ ان کا لشکر دلیران موحدین اور شہسواران مسلمین ہیں اے بادشاہ کیا تم نے نہیں سنا کہ کچھ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ اے عمر ابن الخطاب! اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلاطین روم کے خزانوں کا مالک کر دیا ۔ سلطان روم ذلیل وخوار ہو گئے ۔ تم کیوں پر تکلف لباس نہیں پہنتے ؟ حضرت عمر نے جواب دیا تھا کہ تم لوگ آرائش اور تکلفات دنیا کو چاہتے ہو ۔ اور میں خدا کی رضامندی چاہتا

ہوں اے بادشاہ حقیقت یہ ہے کہ خدا بھی زینت کو پسند نہیں کرتا ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے ۔ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ۔ یعنی ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر اللہ انھیں قدرت دے اور زمین میں جگہ دے وحکمران کرے تو قائم رکھیں گے نماز کو اور زکوٰۃ دیں گے وہ نیک کام کرنے کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے ۔

ہرقل اعظم نے قیدیوں کو قید خانہ میں لے جانے کا حکم دیا ۔ اور خود لشکر کو ملاحظہ کرنے کے لیے چلا گیا ۔

خوفناک خبر

انطاکیہ سے نکل کر ہرقل اعظم نے دیکھا کہ بڑی زبردست لشکر پڑا ہے ۔ بطریقوں کے خیمے نہایت شان سے کھڑے کیے گئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک خیمہ کے سامنے لکڑی کے کنیسے ہیں جن پر سونے کا کام ہوا ہے اور ہر کنیسہ کے دروازے پر گھنٹہ لگا ہوا ہے ۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہر بطریق لکڑی کا کنیسہ سفر میں یا میدان جنگ میں اپنے ساتھ رکھتا تھا ۔ یہ کنیسے نہایت خوبصورت بنائے جاتے تھے ہر بطریق اپنے کنیسہ کی خوبی اور ساخت پر فخر کیا کرتا تھا شاہی کنیسہ میں لکڑی برائے نام ہوتی تھی ۔ خالص چاندی اور سونے سے بنایا جاتا تھا ۔

ہرقل اعظم مع بطارقہ کی جماعت کے لشکر کا گشت لگا رہا تھا کہ چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور بادشاہ کے پاس آ کر گھوڑوں سے اترے اور ہرقل اعظم کے سامنے جاتے ہی تعظیم کے طور پر سجدہ کیا ۔ ہرقل اعظم نے دریافت کیا ۔ تم بہت گھبرائے ہوئے ہو ۔ کیا حال ہے ؟

انہوں نے جواب دیا ۔ اے بادشاہ عرب لوہے کے پل پر قابض ہو گئے ۔"

ہرقل اعظم کو نہایت ملال ہوا اسے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہو گیا اس نے ان سے پوچھا ۔ مسلمانوں نے پل پر کیسے قبضہ کر لیا جبکہ اس کے دونوں برجوں میں تین سو جانباز آدمی تھے ۔

سواروں نے کہا "ان برجوں کے محافظوں نے خود ہی پل مسلمانوں کے حوالے کردیا ہرقل اعظم غور و فکر میں پڑ گیا۔

پل پر قبضہ

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مجھے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ کا مصاحب روزانہ لشکر میں گشت کرتا تھا اور پل تک جاتا تھا لوگوں کو ہوشیار رہنے اور حفاظت کرنے کی ہدایت کرتا تھا ایک روز جب وہ گیا تو اس نے پل کے محافظوں کو شراب نوشی میں مشغول پایا اس نے ان میں سے ہر ایک کے پچاس پچاس کوڑے لگوائے اور ان کے افسر کو مار ڈالنا چاہا۔ مگر ہرقل اعظم کے خوف سے باز رہا انھیں چھوڑ کر اور ہوشیار و محتاط رہنے کی ہدایت کرکے بادشاہ کے پاس واپس آیا اور تمام حال اسے سنایا۔

چند ہی روز کے بعد مسلمان وہاں آ گئے پل کے رومی محافظوں نے ابوعبیدہ سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے امان لے کر پل ان کے حوالہ کردیا یہ پل لوہے کا تھا اس میں دو عالیشان دروازے تھے ایک پل کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف دونوں دروازوں میں برج تھے اور ان برجوں میں تین تین سو محافظ رہتے تھے دروازوں پر لوہے کے پھاٹک تھے جب انھیں بند کرلیا جاتا تھا تو بڑے سے بڑا لشکر بھی پل کو عبور نہیں کرسکتا تھا اور سوائے اس پل کے اور کوئی راستہ اس طرف سے انطاکیہ جانے کا نہ تھا — بغیر لڑائی کے یہ پل مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا —۔

جیش اسلام کا کوچ

ابوعبیدہ نے خالد بن الولید سے کہا اے ابا سلیمان۔ اب ہم رومیوں کے دارالسلطنت کی طرف چل رہے ہیں وہاں بے شمار لشکر ہے۔ تمہارا کیا مشورہ ہے —"

حضرت خالد نے کہا "یا امین الامتہ! تم لشکر کو باسامان ہونے کا حکم دو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم (یعنی لڑائی کا سرانجام کرو جو پیدا کرسکو زور اور گھوڑے پالنے سے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا تمہارے دشمنوں پر دھاک پڑے — اور مسلمانوں سے کہو کہ وہ زینت اسلام اور قوت ایمان

کو ظاہر کریں ہر سردار کو اس کے لشکر کے ساتھ روانہ کر دے۔"
ابو عبیدہ نے لشکر کی روانگی اس ترتیب سے شروع کی کہ سب سے پہلے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کو جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ تیس ہزار سواروں کے ہمراہ جو اہل یمن تھے روانہ کیا ان کے پیچھے خالد بن ولیدؓ رایت العقاب دے کر جو سیاہ رنگ کا تھا مع لشکر زحف کے روانہ کیا ان کے بعد تمام لشکر لے کر خود چلے ان کے ساتھ جو سردار رہے وہ یہ تھے۔ عمرو بن معدی کرب انس بیدی ذوالکلاع الحمیری عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق عبداللہ بن عمر بن الخطاب ابان بن عثمان بن عفان فضل بن عباس ابو سفیان بن صخر بن حرب، راشد بن سعید، رافع بن سہیل زید بن عامر عبداللہ بن ظفر عبید بن روس ابو البابہ ابن المنذر۔ عوف بن ساعدہ عباس بن قیس عابد بن علیہ۔ رافع عنجدہ عبداللہ قرحا الازدری داجہ بن ابی العوان مہاجر بن ادس کعب بن عمرہ۔ مسعود بن عون ان کے علاوہ بہت سے تھے۔
لشکر کے پیچھے خواتین عرب تھیں۔ ان میں وہ بھی تھیں جن کے عزیز قیدی تھے خولہ بنت الازور۔۔۔ عفیرہ بنت عفار۔ مزروعہ بنت علاق الحمیریہ اور ام ابان بنت عتبہ تھیں۔
واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ خولہ بنت ازور سے زیادہ کوئی اندوہگیں نہ تھی وہ زبردست شاعرہ تھیں۔ خدا نے انھیں تمام ہی خوبیاں عطا کی تھیں خوبصورت تھیں۔ بہادر تھیں۔ شاعرہ تھیں۔ شیریں بیان تھیں مستقل مزاج تھیں انہوں نے اپنے بھائی کے قید ہو جانے پر جو اشعار کہے تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں ے

ابعد اخی تلذ الغمض عینی — وکیف ینام مقروح الجفون
کیا اپنے بھائی کے میری آنکھیں نیند سے آلودہ ہوں گی۔ کیسے سوئے گا آبلہ بھرا پلکوں کا

سابکی ما حییت علی شقیقی — اعز علی من عینی الیمین
جب تک میں جیوں گی اپنے بھائی پر روؤں گی ان پر جو مجھے اپنی آنکھ سے بھی زیادہ عزیز ہیں

فلو انی لحقت بہ قتیلا — لہان وانہ غیر الھین
اگر میں کشتہ ہو کر ان سے مل جاتی تو آسان ہوتا اور وہ سست نہ ہوتے

وکنت انی اسلوا ری الطویقا
میں خوش تھی اور بے غم ان
دانا معشر من مات منا
ہم وہ ہیں کہ جو ہم سے مرتا ہے
دانا نقال مضی منحاس
کہا جاتا ہے کہ حزالہ گزر گئے
وقالوا کم بکا فقلت موصلا
کہا انہوں نے کب تک رؤں گی۔ میں نے
کہا ٹھہرو

واعلق منہ بالحیل المتین
کی وجہ سے چنگل مارتی تھی اس مضبوطی سے
فلیس بموت موت المسکین
وہ محتاجی کی موت نہیں مرتا ہے
ولم یقصم ای الحروب الوذیول
انہوں نے لڑائی کو شکست نہیں دی
الا ابکی وقلو قطعوا دبنی
آیا نہ روؤں میں کہ جب کہ میرے رگ
دل کو کاٹ ڈالا ہے :

ہرقل اعظم کی نصیحت

جب کہ ہرقل اعظم لشکر کا معائنہ کر رہا تھا اس نے تکبیر و تہلیل کا شور سنا — ایک طرف سے اسلامی لشکر نمودار ہوا۔ ہرقل اعظم نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لیے رومی لشکر کو صف بستہ ہونے کا حکم دیا۔ رومی صف در صف کھڑے ہو گئے ان کا لشکر اتنا بڑا تھا کہ اس کی ابتداء و انتہا ہی نہ معلوم ہوتی تھی۔

مسلمانوں میں سب سے پہلے سعید بن عمرو آئے وہ کھڑے ہو گئے ان کے ساتھ رافع بن عمرۃ الطائی اور ان کے ہمراہی نعرے لگاتے ہوئے آئے ان کے پیچھے میسرہ بن مسروق العبسی پھر خالد بن الولید آئے ہر لشکر اپنے سردار کے ہمراہ آتا تھا :

ہرقل اعظم نے بھی اپنے لشکر کو فرودگاہ میں واپس بلا لیا اور تمام لشکر پر اپنے دربار کے خاص بطارقوں کو افسر مقرر کیا خود شہر میں واپس آیا اور تمام بطارقہ اصحاب دربار اور امیروں کو کنیسہ قسیسین میں جمع کیا اور ان سے کہا اے گروہ نصرانیہ اور اے نبی معمودیہ آخر وہ وقت آ ہی گیا جس کا اندیشہ تھا اور جس کی بابت میں نے تمہیں متنبہ کیا تھا یعنی تمہاری عزت و بزرگی کے زوال کا تمہارے ملک کی تاراجی کا زمین سوریہ کی بے حرمتی کا میں نے تمہیں اس وقت کی اطلاع دے کر یقین دلایا تھا۔ اور عربوں سے صلح کر لینے کی ترغیب دی تھی۔ مگر تم نے نہ مانا اب عرب تمہارے دارالسلطنت پر حملہ آور ہوئے ہیں یہاں رومیوں اور عربوں

یہ آخری معرکہ ہوگا اگر مسلمان فتحیاب ہو گئے تو تمام ملک شام پر ان کا قبضہ ہو جائے گا اور اگر تم کامیاب ہوئے تو مسلمانوں کو حجاز کے ریگستان میں دھکیل دیا جائے گا۔

اب وقت آگیا ہے کہ تم اپنی حرمت کے لیے اپنی ناموس کے لیے اپنے ملک کے لیے اپنے وطن کیلئے اپنے بادشاہ کے لیے اور مسیحی مذہب کے لیے جان توڑ کر لڑو، سستی کاہلی اور بزدلی کو دور کر دو افسوس ہزیمت اٹھائی میں نے پہلے بھی دولت خرچ کی فوجیں بھرتی کیں انھیں مسلمانوں سے لڑنے کو بھیجا۔ مگر تم نے شکستیں اٹھائیں اب بھی میں نے وہ کیا جو کرسکتا تھا۔ میں نے آخری بازی لگا دی ہے۔ اگر اب بھی تم نے ہزیمت اٹھائی تو تمہارے لیے کہیں پناہ نہ ملے گی۔ تم ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔

آہ تمہارے وہ بزرگ کہاں تھے جن کی بہادری کی دنیا بھر میں شہرت تھی آج تم ان کے لیے ایسے خلف رہ گئے ہو جن پر عرب جیسی فرومایہ اور محتاج قوم حاوی آگئی وہ تمہارے شہروں پر قابض ہو گئے انہوں نے تمہارے کنیسوں کو مسجدیں بنالیا۔ دیروں کو کھود ڈالا۔ بادشاہ کو مار ڈالا۔ تمہاری عورتوں کو کنیزیں اور تمہارے بچوں کو غلام بنالیا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ تم بھی جان کی بازی لگا دو مگر اچھا یہی تھا کہ عربوں کے حملہ آور ہوتے ہی ان سے صلح کر لیتے۔ مگر تمہاری جہالت کی تاریخ نے حکمت کی اس روشنی کو قبول نہ کیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ایک تختہ سنگ مقیر کا جایت کی قبر پر پایا گیا تھا جس میں یہ کلمات حکمت لکھے تھے کہ جس نے عالم اعلیٰ کی سیڑھیوں کو کھو دیا اس نے تقرب الٰہی کو کھو دیا حکمت اور دانائی عقل کی زندگانی ہے۔ ذہنوں کی دولت ہے اور جانوں کی ستھرائی ہے جو شخص حکیم و دانا نہیں ہے وہ ہمیشہ بیمار اور بدحال رہتا ہے جو انجام کار سوچے گا وہ دیکھے گا اور جو دیکھے گا وہ اپنے خالق کو پہچانے گا اور جو خالق کو پہچانے گا وہ نیک عمل کرے گا ——— اس کی عقل تیز ہو جائے گی اس کی روح روشن ہو جائے گی ——۔"

تمام لوگ سر جھکائے ہرقل اعظم کی گفتگو سن رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کے قتل کی دوبارہ کوشش

جب ہرقل اعظم نصیحت کر چکا تھا تب جبلہ

بن ایہم نے کہا۔ اے قیصر روم! مسلمان اس لئے دلجمعی کے ساتھ لڑتے ہیں کہ ان کے خلیفہ عمر بن الخطاب مدینہ میں موجود ہیں۔ اگر وہ قتل کر دیئے جائیں تو یقیناً مسلمان گھبرا کر بھاگ جائیں ـــ اس لئے اگر اجازت دو تو میں کسی شخص کو مدینہ بھیج کر ان کے خلیفہ کو قتل کرا دوں۔

ہرقل اعظم۔ یہ ایک آرزو ہے اور اپنے خیال کے مطابق اچھی تدبیر بھی ہے لیکن تدبیروں سے تقدیریں نہیں بدلا کرتیں پھر بھی اگر تمھیں اس میں کوئی بہتری معلوم ہو تو کرو۔

جبلہ نے ایک غسانی کو جس کا نام واثق بن مسافر تھا اس کام پر تعینات کر کے اسے لالچ دیا کہ اگر وہ حضرت عمر کو قتل کر آئے تو منہ مانگا انعام ملے گا۔

واثق مدینہ پہنچا حضرت عمر کی تلاش و جستجو کی۔ وہ شام کے وقت یثرب میں پہنچ گیا تھا لیکن اسے موقع نہ مل سکا۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت عمر مدینہ سے نکل کر قاصد کے انتظار میں ملک شام کی طرف چل پڑے ـــ وہ روزانہ جاتے تھے واثق بھی ان کے پیچھے چلا لیکن حضرت عمر کے رعب کی وجہ سے اسے حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت عمر واپس لوٹے۔ واثق جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اتفاق سے حضرت عمر اسی درخت کے نیچے آ کر ایک پتھر سرہانے رکھ کر لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد نیند آ گئی۔

واثق نے خنجر نکالا اور آہستہ آہستہ درخت سے اترنے لگا ـــ اسی وقت ایک شیر آ گیا واثق اسے دیکھتے ہی پھر اوپر چڑھ گیا شیر نے حضرت عمر کے تلوے چاٹے وہ بعد ازاں چلا گیا واثق نیچے اترا اس نے حضرت عمر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اپنے آنے کا تمام واقعہ سنا کر کہا۔ میں نے سنا ہے کہ شیر آپکی حفاظت کرتا ہے۔ آج اپنی آنکھ سے دیکھا یا عمر! عدلت و آمنت فنمت و امنت بالی و اللہ من الکائنات تحفظہ والسباع تحرسہ والملٰئکہ تلتقیہ والجن تعوقہ۔ یعنی اے عمر تم نے عدالت کی اس لئے بے ڈر ہو گئے جب تم سوتے ہو تو خدا کی قسم بعض موجودات تمہاری حفاظت کرتے ہیں بعض نگہبانی کرتے ہیں۔ فرشتے یاری کرتے ہیں۔ جن تعریف کرتے ہیں۔ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

انطاکیہ میں فریقین کی صف بندی

ہرقل اعظم نے تمام بطارقہ اور سربرآوردہ لوگوں اور فوجی افسروں کو کنیسہ قیسین میں طلب کر کے ان سے قسم لی کہ وہ شکست اٹھا کر نہ بھاگیں آخر دم تک مقابلہ کریں گے۔

حلف لینے کے بعد اس نے تمام لشکر کو صف بستہ ہونے کا حکم دیا۔ ٹڈی دل رومی صف در صف کھڑے ہو گئے ـــــ صلیبیں ہر صف میں بلند کی گئیں۔ قسیسوں اور راہبوں کی جماعت ہرقل اعظم کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبو جلائی گئی ـــــ پادری انجیل کی آیتیں پڑھنے لگے۔

حضرت ابوعبیدہ بھی جیش اسلام کو لے کر آ گئے ـــــ جن سرداروں کی سرکردگی میں لشکر آیا تھا انھیں کی ماتحتی میں رہا اور ہر سردار اپنا اپنا لشکر لے کر صف بستہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے اور پھر وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرنے لگے۔

ربیعہ بن عمر کی نصیحت

جب مسلمانوں کی صف بندی ہو چکی تب ابوعبیدہ نے ربیعہ بن عمر کو نصیحت کرنے کا حکم دیا۔

ربیعہ بڑے زبردست عالم اور بڑے فصیح البیان تھے ان کا کلام نہایت شگفتہ تھا انہوں نے صفوں کے آگے بلند آواز سے کہا۔" اے لوگو! بلا توقف پے درپے حملوں کے لیے تیار ہو جاؤ بہ رومی چڑیوں کی طرح ہیں چڑیوں کی روحوں نے اپنے جسموں سے جدا ہونے کا قصد کر لیا ہے ـــــ وہ اپنے خالق کی طرف لوٹنے کے لیے تیار ہے ـــــ ہم اسے اپنی زبان میں یہی کہتے ہیں۔

مسلمانو! کیا دیکھ رہے تمہاری تلواریں پیاسی ہیں۔ انھیں سیراب کرنے کیلئے رومیوں کا خون موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے سودا بھی تو کر رکھا ہے جان دو اور جنت لو کیا تم نہیں جانتے کہ زندگانی فانی ہے۔ موت یقینی ہے۔ تم جہاں کہیں ہو گے خواہ محفوظ برجوں میں ہی کیوں نہ ہو موت تمہیں آئے گی ہمارے نیک بختی کے ستارے اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں ہماری آرزو...

کے درخت پھل لانے والے ہیں اے خدا کے پرستارو جہاد کرو اور خدا کو راضی کرو۔"

ربیعہ نصیحت کرکے اپنی جگہ جا کھڑے ہوئے۔

واسں ابو الہول کی گرفتاری

رومیوں کی طرف سے بطورس بن زمند نکل کر میدان میں آیا وہ بڑا قوی ہیکل اور نہایت بہادر تھا لوہے کی زرہ پہنے تھا۔ بالکل لوہے کا معلوم ہوتا تھا اس نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ واسں ابو الہول فاتح جلد جلد اس کے مقابلے کو نکلے اس روز وہ گھوڑے پر سوار تھے دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا دونوں جنگجو تھے۔ بہنر آزمائی کرنے لگے۔ اثنائے جنگ میں اتفاق سے واسں ابو الہول کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا ــــ واسں گھوڑے کی پشت سے گرے بطورس نے جھپٹ کر انھیں گرفتار کرلیا اور بڑے فخر و غرور کے ساتھ کھینچتا ہوا اپنے لشکر میں لے گیا اس کے غلام دوڑے ہوئے آئے اس نے انھیں غلاموں کے سپرد کر دیا ــــ اور پھر میدان میں آکر لڑنے والوں کو طلب کیا ــــ"

واسں ابو الہول کی کارگزاری

بطورس کے مقابلے کیلئے ضحاک بن حسان نکلے وہ حضرت خالد کے ہم شبیہ تھے ان کے تمام رنگ ڈھنگ قد کی درازی گھوڑے کی نشست جنگ کا طریقہ سب خالد جیسا تھا۔ جو رومی خالد بن الولید کو جانتے تھے انھوں نے شور کیا یہ مسلمانوں کے وہ مشہور سردار ہیں جنھوں نے متعدد شہروں کو فتح کیا ہے ان کا نام خالد بن الولید ہے۔

جن لوگوں نے خالد بن الولید کی شہرت سنی تھی انھیں دیکھا نہیں تھا وہ گردنیں اٹھا اٹھا کر غلام اور پیدل خیموں کی رسیوں پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ کئی خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور خیمے گر پڑے۔ اتفاق سے بطورس کا خیمہ بھی گر پڑا۔

بطورس نہایت ہی مغلوب الغضب آدمی تھا ــــ اس کے غصے سے اس کے خادم اور غلام خائف رہتے تھے جب اس کا خیمہ گر پڑا تو فراشوں کو

بڑا منکر ہوا۔ انھوں نے آپس میں کہا۔ آج خیریت نہیں بطورس میدان جنگ سے واپس آکر جب خیمہ گرا ہوا دیکھے گا تو ضرور ہمیں مار ڈالے گا۔

وہ تین آدمی تھے۔ خیمہ کھڑا کرنے کے لئے چار آدمیوں کی ضرورت تھی انھوں نے کئی رومیوں سے مدد کی درخواست کی۔ لیکن کوئی تیار نہ ہوا تمام رومی بطورس اور ضحاک کی لڑائی دیکھنے میں مصروف تھے۔

فراشوں نے مشورہ کیا کہ داس کو کھول کر ان سے مدد لو اور جب خیمہ کھڑا ہو جائے تو پھر باندھ دو مگر اس بات سے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں داس ان پر حملہ نہ کر بیٹھیں پھر بھی انھوں نے خیمہ کھڑا کرنے کے لئے داس سے مدد لینا ضروری سمجھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمھاری بندشیں دور کر دیں اور تم ہمارے ساتھ مل کر خیمہ کھڑا کرا دو۔ ہم پھر تمھیں باندھ دیں گے اور جب ہمارا آقا واپس آئے گا تو ہم تمھاری سفارش کر کے تمھیں رہا کرا دیں گے۔

داس نے کہا۔ جیسی تمھاری مرضی ہو۔

فراشوں نے انھیں کھول دیا۔

داس ابوالہول نے ایک لمحہ دم لیا اور پھر دفعتہً کھڑے ہو گئے اور ایک ہاتھ میں ایک فراش کو دوسرے ہاتھ میں دوسرے کو پکڑا اور اس زور سے رگڑا کہ دونوں مر گئے۔ تیسرا فراش یہ کیفیت دیکھ کر بھاگا انھوں نے لپک کر اسے بھی پکڑا اور زمین پر اس زور سے پٹکا کہ وہ بھی مر گیا۔

داس ابوالہول نے ایک صندوق بطورس کا کھولا اور اس میں بطورس کے کپڑے تھے انھوں نے جلدی سے ایک جوڑا نکال کر پہنا اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر عرب میسرہ میں جا پہنچے جبلہ نے اپنے بھتیجے عازم بن بوت غسانی کو اپنے لشکر کے ہراول کا سردار مقرر کیا تھا اور خود ...... اپنے بیٹے ایہم کے قلب میں کھڑا تھا داس ابوالہول عازم کے پاس ہی جا کھڑے ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ بطورس اور ضحاک دونوں بہادر اور جنگجو تھے دونوں میں لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ دونوں تھک کر چور ہو گئے

بطور س پسینے میں تر ابور ہو گیا ـــــ وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں آیا اور سیدھا اپنے خیمہ پر گیا ـــــ وہاں اس نے دیکھا کہ خیمہ گرا پڑا ہے۔ فراش مرے پڑے ہیں اور دامس ابو الہول غائب ہیں۔

وہ سیدھا بادشاہ کے پاس پہنچا اور کہا ـــــ میں ایک سیاہ فام عرب کو گرفتار کر کے لایا تھا وہ بدبخت میرے تین آدمیوں کو مار کر بھاگ گیا۔ حضرت مسیح کی قسم یہ مسلمان یا تو شیطان ہیں یا جن ہیں۔ میرا خیال ہے وہ عرب منتصرہ میں جا کر چھپا ہے۔

ہرقل اعظم نے دامس کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ تمام رومی لشکر جنبش میں آ گیا ـــــ دامس نے جان لیا کہ ان کی تلاش شروع ہو گئی ہے انھوں نے تلوار نکال کر حاذم کے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر کٹ کر دور جا گرا ـــــ عرب منتصرہ حیران و ششدر رہ گئے ـــــ دامس ابو الہول نے ان کی حیرت سے فائدہ اٹھایا انھوں نے گھوڑے کی باگیں ڈھیلی کر دیں ـــــ گھوڑا ہوا کی طرح اڑ کر اسلامی لشکر میں پہنچ گیا ـــــ مسلمانوں نے انھیں دیکھتے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے ـــــ

دامس نے حضرت ابو عبیدہ کے پاس جا کر اپنا تمام حال سنایا۔ ابو عبیدہ نے انھیں یہ دعا دی۔ تمھارے ہاتھ نہ تھکیں۔

جب جبلہ کو معلوم ہوا کہ اس کا قاصد حاذم بن یعوث مارا گیا تو اسے بڑا غصہ آیا۔ اس نے ہرقل کے پاس جا کر کہا ـــــ ان عربوں کی جسارت حد سے بڑھ گئی ہے ـــــ وہ کسی کے مرتبہ کا لحاظ و پاس نہیں کرتے انھوں نے میرے بھتیجے کو قتل کر کے میرے دل پر چرکہ لگایا ہے اب ضبط کی طاقت نہیں رہی مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان عربوں پر حملہ کر کے انھیں پامال کر ڈالوں۔

ہرقل اعظم نے ارادہ کیا کہ تمام لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا جائے کہ اسی وقت چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے۔ ہرقل اعظم نے ان سے دریافت کیا۔ کیا خبر لائے ہو انھوں نے جواب دیا ـــــ اے عظیم روم! رومۃ الکبریٰ کا بادشاہ قلبطا نوس تمھاری مدد کے لئے آ رہا ہے ـــــ قلبطانوس بڑی عظمت و جلال کا بادشاہ تھا اس کی

آمد کی خبر نے بادشاہ کو حملہ کرنے کا حکم نہ دینے دیا۔

رومۃ الکبریٰ کا عجائب خانہ

رومۃ الکبریٰ کا نام فلیطانوس کے دادا پر رکھا گیا تھا ۔۔۔ اور شہر سے باہر ایک مکان تعمیر کیا گیا تھا جس کا نام ابوسیفار رکھا گیا تھا۔ ایک تصویر تانبے کی بنائی گئی تھی جس پر سونے چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ مکان کے سات دروازے تھے چوب کے سب سونے کے تھے ہر دروازے پر عمارت تھی جس کے اوپر ایک ایک لوہے کا آدمی گھومتا رہتا تھا ۔۔۔ ان میں سے ہر مرد کے ہاتھ میں ایک تختی سونے کی تھی جسے وہ ہر سال آفتاب کی طرف بلند کرتا تھا۔ جس اقلیم کے متعلق وہ تختی ہوتی تھی اس میں جو واقعات ہوتے تھے وہ سب معلوم ہو جاتے تھے اس زمانے میں حکمار نے دنیا کو سات اقلیم میں تقسیم کیا تھا ۔۔۔ گویا رومۃ الکبریٰ کے باشندے گھر بیٹھے ہر سال دنیا بھر کے حالات معلوم کر لیا کرتے تھے۔

ان عمارتوں کے درمیان میں جو مکان بنا ہوا تھا وہ ہشت پہلو تھا اور تانبے کے ستونوں پر ایستادہ تھا اس میں سونے کا کام تھا اس کے گرد ایک دیوار تھی جو قبہ پر تھی ایک بڑا فسان اسے گھیرتا رہتا تھا جس پر پتھر کی ایک عجیب صورت بنی ہوئی تھی۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کیا بنا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سیاہ اور سفید پتھروں کو پیوند لگا دیا ہو۔

جب موسم بہار شروع ہوتا تھا اور زیتون کے درختوں پر بہار آجاتی تھی تو اس فسان سے جس پر دیوار گھومتی رہتی تھی ایسی ہولناک آواز نکلتی تھی کہ اکثر لوگوں کو گمان ہوتا کہ کہیں ان کے کانوں کے پردے نہ پھٹ جائیں ۔۔۔ دل نہ الٹ جائیں اور عقلیں نہ جاتی رہیں۔ اس آواز کے بلند ہونے کے دوسرے دن زرا زیم (ایک قسم کی چڑیاں) اس کثرت سے آتیں کہ آسمان ڈھک جاتا تھا ان کی چونچوں اور پنجوں میں زیتون ہوتا تھا وہ فسان میں روغن زیتون ڈالتی تھیں یہاں تک کہ وہ عظیم فسان لبریز ہو جاتا تھا۔ رومۃ الکبریٰ کے باشندے اس روغن کو نچوڑ کر لے جاتے تھے اور انھیں سال بھر تک کافی ہوتا تھا۔

جب سے رومۃ الکبریٰ آباد ہوا تھا اسی وقت سے یہ عجیب و غریب عمارت

بنائی گئی تھی اور کسی بادشاہ نے اسے کبھی نہ کھولا تھا۔

جب مسلمانوں نے ملک شام تہہ و بالا کر ڈالا اور انطاکیہ کی طرف بڑھے تو ہرقل اعظم نے قریب و دور کے تمام بادشاہوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا ۔۔۔۔ فیطاؤس کو بھی لکھا ۔۔۔ اس نے یہ خیال کر کے کہ اس عجیب و غریب عمارت میں خزانہ مدفون ہوگا اسے کھولنے کا ارادہ کر لیا ۔ اس وقت اسے روپیہ کی سخت ضرورت تھی چنانچہ وہ اس عمارت کے پاس گیا اور اس کے محافظ غلطاؤس کو اس کے کھولنے کا حکم دیا غلطاؤس نے اس سے کہا ۔ اے بادشاہ اس گھر کو تعمیر ہوئے سات سو سال گزر چکے تھے حضرت مسیح کے ظہور سے ایک سو ستر برس پہلے بنایا گیا تھا اس وقت سے اب تک جو کوئی بادشاہ ہوتا رہا وہ اس امر کی وصیت کرتا رہا کہ یہ گھر کبھی نہ کھولا جائے ۔ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اس گھر میں سوائے دانائی و حکمت کے اور کچھ نہیں ہے ۔ حکماء اور عقلاء نے اسے تعمیر کیا ہے ۔ تمھارے دادا مسود نے اس کی بنیاد رکھی تھی ان کے ہی زمانے میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی تھی ۔ انھوں نے یعنی تمھارے دادا مسود نے تین سو سال تک حکومت کی وہ ہمیشہ وصیت کرتے رہے کہ یہ گھر کبھی نہ کھولا جائے ، ان کی وفات کے بعد تمھارے باپ بقطانیہ بادشاہ ہوئے ۔ وہ بھی اس گھر کو نہ کھولنے کی وصیت کرتے رہے تین سو ستر سال تک وہ حکمراں رہے اب سو سال سے تم بادشاہ ہو اگر تم اس گھر کو کھول دو گے تو اس کے طلسم اور اس کی حکمت سب جاتے رہیں گے

لیکن فیطانوس نے اسے کھولے جانے پر اصرار کیا ۔ آخر اس کے قفل کھولے گئے اور جب اس کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا اس مکان میں تصویریں لگی ہوئی ہیں بیت المقدس اور دوسرے شہروں کے نقشے ہیں ان کے بادشاہوں کی تصویریں ہیں سب سے آخر میں ہرقل اعظم کی تصویر اس طرح ہے جیسے وہ اس تختی کی طرف دیکھ رہا ہے جو اس کے سامنے ہے ۔

قلیطانوس نے اس تختی کو پڑھا ۔ اس میں یونانی زبان میں لکھا ہوا تھا ۔ اے علم کے متلاشی تجھے زیبا ہے کہ اس علم کو اچھی طرح پڑھ ان کی باریکیوں پر غور کر اس کے نکات کو سمجھ ۔ علم عقل سے نکلتا ہے ۔ علم سے زیرکی اور دانائی حاصل ہوتی ہے عقل سے علم حاصل ہوتا ہے اور علم سے حکمت اور پوشیدہ راز

اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔
ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب دنیا پر جہل و گمراہی کی کالی گھٹا چھا جائے گی اور کرۂ ارض پر ضلالت کا اندھیرا پھیل جائے گا تو سرزمین تقامہ (مکہ معظمہ سے مراد ہے) سے آفتاب ہدایت طلوع ہو کر ساری دنیا پر چھا جائے گا۔ توحید کے علمبردار صاحب شتر کجھ و چشم ہوں گے۔ میدانوں اور پہاڑوں میں ان کا مذہب پھیل جائے گا کچھ عرصہ بعد ان کا وصال ہو جائے گا اور ان کے جانشین ایک مرد لاغر جسم ہوں گے ان کا دل صدق و ایمان کی روشنی سے منور ہو گا ۔۔۔۔ وہ اپنے نبی کی شریعت کو مضبوط و مستحکم کریں گے ۔۔۔۔ ان کی روح بھی عالم ارواح کی طرف کوچ کر جائے گی۔ ان کے جانشین ایک دراز قد گندم گوں ہوں گے بہت ہی سخت مزاج ہوں گے وہ بڑے عادل و منصف ہوں گے ۔۔۔۔ ان کا لباس مرقع ہو گا ان کی تلوار ان کا دُرّہ ہو گی ۔۔۔ وہ سلطنتوں کو الٹ دیں گے حکومتوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔ شیطان ان کے نام سے تھرائے گا۔ کفر کانپے گا۔ توحید کا غلبہ ہو گا ۔۔۔ وہ وقت یہی ہو گا جب یہ گھر کھولا جائے گا۔ اس گھر میں حکمت و دانش کی تصویریں ہیں۔ مژدہ ہو اس شخص پر جس نے حکمت و دانائی قبول کی باطل کو چھوڑا اور حق کو قبول کیا۔

قلبطاؤس نے تصویروں کو دیکھا اور تختی کی تحریر کو پڑھ کر نہایت متعجب ہوا اس نے علماؤں سے کہا ۔۔۔ اے باپ میں اچھی طرح اس بات کو جانتا ہوں کہ تم نہایت بزرگ و عالم و دانا ہو۔ اس تختی میں جو کچھ تم نے پڑھا ہے اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

عطاؤس نے کہا۔ اے بادشاہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک شام سے ہرقل اعظم کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ کیوں کہ دولت ہرقلیہ کی سطوت و جلالت گزر گئی اس کی عزت و عظمت کے ستون گر پڑے۔ ملک سوریہ سے رومی سلطنت گئی اب وہ قسطنطنیہ میں محدود ہو جائے گی۔ میں نے کتاب ارسطوودس یعنی جواہر الحکمت میں پڑھا ہے یہ کتاب اس حکیم کی تصنیف کی ہوئی ہے اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب یورنیم فاران کے پہاڑوں سے روشن ہو گا تو کفر کی بتری دور

ہو جائے گی۔ توحید کی روشنی پھیل جائے گی - نبی عرب نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے لوگوں کو دین اسلام میں آنے کی ترغیب دیں گے۔ لوگ جوق در جوق ان کے مذہب میں داخل ہوں گے ان کے صحابی بڑے ہیبت اور دبدبے کے ہوں گے وہ زمین ایلیا میں داخل ہوں گے - رومی حکومت کا تختہ الٹ دیں گے سلاطین روم کو ذلیل و خوار کریں گے ان کا انصاف زمانے بھر میں مشہور ہو جائے گا ان کا لباس مرقع ہوگا - وہ تارک الدنیا ہوں گے صلیبیں ان کے خوف سے اوندھی ہو جائیں گی - تصویریں الٹ جائیں گی کنیسے برباد ہو جائیں گے — قربان گاہیں مٹ جائیں گی —— اہل یہود پہ ذلت و نکبت طاری ہو جائے گی —— اور عربوں کی شریعت جو قبول کریگا اسے عزت ملے گی۔

فلیطانوس کی آمد

فلیطانوس نے عطائس سے کہا - مجھے ہرقل اعظم کے بطریق خاص اسلوبیس نے خصوصی خط لکھ کر بلایا ہے اگر میں نہ جاؤں تو بادشاہ اور بطریق دونوں کو ملال ہوگا —— مجھے مسیحی مذہب کی حمایت کے لیے جانا ضروری ہے

چنانچہ تیس ہزار لشکر علیحدہ کر دیا گیا فلیطانوس نے اپنے بیٹے اسفیلوس کو روم اکبر میں اپنا قائمقام بنایا اور بیت الحکمت سے اسکندر یونانی و اسکندر اعظم کا علم نکالا — یہ علم چاندی کے عصا پر تھا۔ جس پر سونے سے گنگا جمنی کام ہو رہا تھا۔ اور علم کے پھریرے میں مرتیوں کی جھالریں لگی ہوئی تھیں اس علم کو سکندر اعظم نے ارض بلیوس کے شہر الاحات کی فتح کے روز بلند کیا تھا۔

رومی اس علم کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے اسے تبرک کے طور پر نہایت احتیاط سے خزانہ میں رکھا جاتا سالانہ میں دو موقعوں پر ایک عید صلیب کے روز اور دوسرے شعاعین کے موقع پر اباصوفیا کے کنیسہ میں بلند کیا جاتا تھا روانگی کے وقت یہ علم فلیطانوس کے سر پر بلند کیا گیا تھا قسوں اور راہبوں نے اس کیلئے دعا مانگی اور تیس ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔

جب وہ انطاکیہ کے قریب پہنچا تو ہرقل اعظم نے اس کا استقبال کیا اور اسے

باب زادس پر اتارا اس کے لئے شاہی خیمہ نصب کیا گیا۔ وہ اس میں فروکش ہوا فلیطانوس کے آنے کی بڑی خوشی کی گئی۔ تمام لشکر میں گھنٹے بجائے گئے اور ناقوس پھونکے گئے۔ رومیوں نے قسم قسم کے نعرے لگا لگا کر عظیم شور کیا۔۔۔ مسلمان ان آوازوں کو سن کر متحیر ہوئے تھوڑی دیر میں جاسوسوں نے آ کر فلیطانوس کی آمد سے مسلمانوں کو اطلاع دی۔ حضرت ابو عبیدہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

اللھم شتت شملھم و فرق کلمتھم و موجب شجھم و زلزل اقدامھم وجعل کلمتنا العلیا علمتھم السفلی وانصرنا لنصرک لنبیک محمد الاحزاب اللھم ردھم فی نطورھم وانصرنا علیھم (یعنی اے میرے اللہ ان کی جمعیت کو پراگندہ ان کے کلمے کو جدا کر ان کے لشکر کو ہلاک کر ان کے قدموں کو متزلزل کر اور ہمارے کلمہ کو بلند کر ان کے کلمے کو پست کر اور ہمیں اس طرح مدد دے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احزاب کے دن مدد دی تھی۔ اے اللہ ان کا مکر ان کے سینے پر لوٹا اور ہمیں ان پر مدد دے۔

ابو عبیدہ کو خیال ہوا کہ اگر رومی بے روک ٹوک ہرقل اعظم کی مدد

رسد پر قبضہ

کو آتی رہے تو ان کی جمعیت اور بڑھتی چلی جائے گی چنانچہ انھوں نے معاذ بن جبل کو قبائل طے وغیرہ سے تین ہزار سوار دے کر ہدایت کی کہ وہ ساحل دریا پر جا کر اس امر کی کوشش کریں کہ رومی اس طرف نہ آنے پائیں۔ ساتھ ہی مسلمانوں کی بھی حفاظت و نگرانی رکھیں کہ رومی انھیں نقصان نہ پہنچائیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ معاذ بن جبل، جبلہ اور لاذقیہ کے حدود میں پہنچے تو انھوں نے باب جبلہ پر غسان بن جرہم الغانی کو جو جبلہ کا ابن عم تھا ایک ہزار سواروں کی جمعیت میں بے شمار غلہ لاتے دیکھا۔ ایک ہزار جانوروں پر صرف گیہوں لدے ہوئے تھے یہ غلہ ہرقل اعظم کے بیٹے قسطنطین نے طرابلس، ملکہ صور اور بلاد قیساریہ سے فراہم کر کے بھیجا تھا۔ کیونکہ لشکر میں غلہ کی کمی ہو گئی تھی اس لئے ہرقل اعظم کی نگاہیں اس کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

معاذ بن جبلہ نے اچانک حملہ کر دیا۔۔۔ رسد کے محافظ مسلمانوں کی صورتیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ معاذ یہ رسد لے کر لشکر میں واپس آ گئے۔ مسلمان اس مال غنیمت

نہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے جو ہرقل اعظم نے سنے اس نے جاسوسوں کو دریافت حال کے لئے روانہ کیا جاسوسوں نے واپس جاکر رسد پر مسلمانوں کے قبضہ کر لینے کا حال سنایا۔ بادشاہ کو بڑا قلق ہوا اس نے کہا۔ اب سوائے جنگ کے کوئی چارہ نہیں۔"

فلیطانوس کی کبیدگی

ہرقل اعظم نے تمام لشکر میں تیاری اور آراستگی کا حکم بھیج دیا۔ ہر بطریق، ہر سردار، ہر حاکم اور ہر بادشاہ تیار ہونے لگا چنانچہ مرعش، رعبان، بکیارس، طرسوس، کفیہ، انطاکیہ، واص، اہلیہ اور افنص جیسے شہروں اور قلعوں کے فرماں روا مع اپنے اپنے لشکر کے میدان میں نکل آئے۔ فلیطانوس بھی تیار ہو کر چلا اور ہرقل اعظم کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

جب ہرقل اعظم فلیطانوس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ بادشاہ کی تعظیم کے لئے زمین ہی پر جھک گیا اور بولا۔ اے عظیم بادشاہ! میں دو سو میل کا فاصلہ طے کر کے حضرت مسیح کی خوشنودی اور تمہاری رضاجوئی کے لئے آیا ہوں اکثر رومی بطریق اور بطارقہ عربوں سے لڑ چکے ہیں، اب ان سے میں لڑنا چاہتا ہوں مجھے اذن جنگ دو۔

ہرقل اعظم نے اسے خوش کرنے کے خیال سے کہا۔ اے رومۃ الکبریٰ کے قیصر حقیقت یہ ہے کہ تم ہر طرح مجھ سے افضل و بزرگ ہو۔ نسب میں سلطنت میں جلالت میں دبدبے میں ــــ یہ عرب اس عزت کے قابل نہیں ہیں کہ تم جیسا بادشاہ ان کے مقابلے کو نکلے۔

فلیطانوس ـ اے شہنشاہ اب ہمارے لئے کون سا دبدبہ باقی رہ گیا ہے عربوں نے ہمیں رسوا کر دیا ہے اور بزرگوں کو ذلیل و خوار کیا ہے ہمارے چھوٹے بڑے پر فرض ہے بادشاہ اور عام لوگ دل میں برابر ہیں۔ اے بادشاہ تم نے غالباً سنا ہوگا کہ جو شخص دنیا کو محبت کی نظر سے دیکھنے لگا اس کی رگ رگ میں دنیا کی محبت بس جائیگی وہ آخرت کو طلب نہ کر سکے گا اس کی عقبیٰ خراب ہو گی لیکن جو اللہ کی طرف دوڑا اسے دنیا بھی ملے گی اور آخرت بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم صلیبیوں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ اس میں اپنی خواہشوں کے مطابق بہت کچھ تغیر و تبدل کر لیا ہے خدا کو بھول گئے ہیں اور حضرت مسیح کے احکام کو بھلا دیا ہے نتیجہ یہ ہے کہ ذلیل و خوار ہو گئے

اور ایسے ذلیل ہوئے کہ عرب جیسے محتاج ہم پر حاوی ہو گئے انھوں نے ہمارے
شہروں اور ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ ہمیں ہمارے وطنوں سے نکال دیا ہماری دولت کے مالک
بن گئے ہماری عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنا لیا۔ بات یہ ہے کہ ہم نے بھی تو خدا کی نافرمانی
کی انتہا کر دی۔ بڑے چھوٹوں پر ظلم کرنے لگے حاکموں نے رعیت کے جان و مال کو
اپنے لئے حلال سمجھ لیا۔ زنا کا رواج عام ہو گیا شراب خوری اس قدر بڑھ گئی کہ لوگ
پانی کے بجائے شراب پینے لگے —— پھر خدا کیوں ناخوش نہ ہوگا۔

ہرقل اعظم کے ایک مصاحب خاص نے چلا کر کہا۔ اے فلیطانوس: بادشاہ
پر بار نہ ڈالو وہ ان باتوں کو خود بھی سمجھتے ہیں۔

فلیطانوس نے ہرقل اعظم کی طرف اس لئے دیکھا کہ شاید وہ اپنے مصاحب کو
ڈانٹیں گے کیونکہ جب کہ وہ اور بادشاہ باتیں کر رہے تھے اس کا دخل در معقولات کرنا
تہذیب و شائستگی اور آئین دربار کے خلاف تھا لیکن ہرقل اعظم نے مصاحب کو
کچھ نہ کہا۔ فلیطانوس اس سے کبیدہ خاطر ہو گیا۔

فلیطانوس کا ارادہ

فلیطانوس نے دن چھپتے ہی اپنے ان خاص مصاحب اور خیر خواہوں کو بلایا جو اس کے ماتحت وفادار اور
جاں نثار تھے اس کے پسینے کی جگہ خون گرانے کو تیار رہتے تھے۔ اس نے ان
سے کہا۔ تم نے دیکھا عوام کی جرأت کس قدر بڑھ گئی ہے نہ مرتبہ کا لحاظ نہ
حکومت کا پاس۔ تم سب اس امر کو خوب جانتے ہو کہ نسب میں عزت میں حکومت
میں فخر میں ہرقل اعظم سے بڑھا ہوا ہوں لیکن ہرقل اعظم کے مصاحب نے
ڈانٹا اور جھڑکا بھتیجے یہ بات کیسے گوارا ہوتی۔ میں نے غلطی کی کہ یہاں آیا۔ اہل حکم
نے کہا ہے کہ مغرور کے پاس نہ جاؤ ورنہ ذلیل ہو گے اور غیر مستحق کے ساتھ نیکی نہ
کرو وہ تیرے ساتھ برائی کرے گا۔ تو بادشاہ کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے
وہ تجھے احمق سمجھے گا تو اپنے ناکارہ دوست کی تعریف نہ کر وہ اپنے خواہش نفس کی
وجہ سے تجھے ایذا پہنچانے میں کمی نہ کرے گا۔ یہ باتیں کس قدر صحیح ہوتی ہیں۔ ہم دو
مل جل کر بادشاہ کی مدد کے لئے آئے تھے لیکن اس تکلیف کا معاوضہ یہ ملا کہ ہم کو
جھڑک کر ڈانٹا گیا اس واقعہ سے میری آنکھیں کھل گئیں ہر ملک قوم میں اخلاقی مروت

باقی نہیں رہی - عرب جو بڑے بد اخلاق اور بے مروت تھے اب خوش اخلاق اور با مروت ہو گئے ہیں ــــ میں نے قصد کیا ہے کہ عربوں کے پاس جا کر ان کا مذہب اختیار کر لوں ــ اور ان کے دین کی مدد کر کے خدا کی رضامندی حاصل کر لوں - تم نے عسطاؤس کے کلمات سنے تھے وہ اسلام کو اچھا مذہب بتاتا تھا میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ حق عربوں کے ساتھ ہے - جو ان کی شریعت میں داخل ہو جائے گا اسے کوئی خوف باقی نہ رہے گا بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے

ان لوگوں نے عرض کیا - اے بادشاہ ! تم اس بات کو کیسے گوارا کرو گے کہ عزت و عظمت کو چھوڑ کر ذلت اختیار کرو - عربوں میں نہ کوئی بزرگی ہے نہ حکمت ان کا مذہب اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہو گا -

فلیطانوس - آج ہمارے پاس ان کے برابر حکمت - عزت اور عظمت کسی کے پاس نہیں ہے - توحید نے ان کی عقلوں کو روشن کر دیا ہے عالم الغیب ان پر مہربان ہو گیا ہے حرمت و عظمت کا ٹھکانا بھی ان کے ساتھ ہی ہے ــ دنیا اور عقبیٰ کی عزت انھیں حاصل ہو گئی ہے -

مصاحبوں نے عرض کیا ــــ جب تم نے سب کچھ سوچ سمجھ لیا ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں -

فلیطانوس - میں تم پر زور نہیں دیتا لیکن میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ عربوں کے پاس جا کر مسلمان ہو جاؤں گا -

مصاحب - ہم سب بھی مسلمان ہو جائیں گے -

فلیطانوس - تب تم تیار ہو جاؤ جب رات گزرے گی اور گشت کے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے - میں بھی اپنا لشکر لے کر اس طرح چلوں گا جیسے لشکر کی حفاظت کر رہا ہوں اور ٹھوکتا ہوا عربوں کے پاس پہنچ جاؤں گا -

فلیطانوس کی یوقنا سے ملاقات

مصاحب فلیطانوس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے -

فلیطانوس نے بھی تیاری شروع کر دی کچھ دیر کے بعد وہاں یوقنا آئے انھیں ہرقل اعظم نے بھیجا تھا فلیطانوس نے ان سے دریافت کیا - تم کون ہو ؟

انھوں نے جواب دیا - میں یوقنا ہوں حلب کا بادشاہ !
فلیطانوس - تمھارا ملک عربوں نے کیسے لے لیا۔
یوقنا نے تمام کیفیت بیان کی لیکن اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہیں کیا فلیطانوس نے کہا - میں نے سنا تھا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو -
یوقنا - بے شک میں مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر اپنے مذہب اور بادشاہ کی طرف لوٹ آیا۔
فلیطانوس - تم نے مسلمانوں کو کیسا پایا؟
یوقنا - اے بادشاہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے عربوں کو حق پہ پایا انھوں نے باطل کو چھوڑ دیا ہے - دنیا کی عزت عظمت کو ہیچ سمجھتے ہیں دولت کو برا جانتے ہیں خدا کی رضامندی کو سب پر مقدم سمجھتے ہیں وہ رات کو بہت کم سوتے ہیں زیادہ تر عبادت و ریاضت کرتے رہتے ہیں بڑے عادل و منصف ہیں مظلوم کی حمایت کرتے رہتے ہیں اور ظالم سے اس کا حق دلاتے ہیں ان کے دولت مند محتاجوں کی حاجت برآری کرتے ہیں - بزرگی اور کم رتبہ ان کے نزدیک امر حق میں سب برابر ہیں۔
فلیطانوس - جب یہ بات تھی تو تم نے ان کا مذہب کیوں چھوڑ دیا۔
یوقنا - میں اپنی قوم کی محبت کو نہ چھوڑ سکا۔
فلیطانوس - تعجب ہے تمھاری عقل نے مذہب کی روشنی حاصل کی تم اعلیٰ علیین کی طرف چلے اور پھر تاریکی کے گڑھے میں آ پڑے -
یوقنا وہاں سے چلے آئے انھیں خیال ہوا کہ فلیطانوس اسلام کو اپنانے لگا ہے عجب نہیں کہ وہ مسلمانوں کے پاس چلا جائے وہ ہرقل اعظم کے پاس ہو کر پھر فلیطانوس کے پاس آیا اس وقت فلیطانوس گھوڑے پہ سوار ہو گئے - انھوں نے یوقنا سے کہا ـــ اے شفیق جو حق کی تلاش کرتا ہے اسے ملتا ہے اور جو باطل کے پیچھے رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے ۔
یوقنا - اے بادشاہ اس کا کیا مطلب ہے؟
فلیطانوس - تم حق کو دیکھ کر اسے پہچان کر باطل کی طرف لوٹ آئے - تمھیں دنیا کی محبت اور دنیا طلبی نے باطل پرستی کی طرف موڑ دیا جو صاف ظاہر ہے جانتی

اور اس رذالت کو اختیار کر لیا جو تپتی آگ اور عذاب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یوقنا خاموش ہو کر چلے آئے اور اپنے ان دو سو آدمیوں کو ساتھ لے کر جو ان کے ہمراہ تھے مسلمانوں کے لشکر کی راہ میں آ کر کھڑے ہوئے۔

فلبطانوس اپنے ساتھ ان چار ہزار معمولوں کو لے کر جو مسلمان ہونے کو تیار تھے چلے اور رومی لشکر سے نکل کر اسلامی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ دفعتہً یوقنا کے سامنے آئے اور کہا کیا تم مسلمانوں پر شب خون مارنے جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔

فلبطانوس۔ خدا کی قسم نہیں میں ان کے پاس ان کے مذہب میں داخل ہونے کے لئے جا رہا ہوں جو شخص دنیا کو حقیر اور مردار سمجھے گا وہ آخرت کو طلب کرے گا۔ تم ذی عقل ہو کیوں میری موافقت نہیں کرتے میرے ساتھ چل کر مسلمان نہیں ہو جاتے۔

یوقنا ——— اے ملک غلام! خدا قسم تمھیں کھینچنے والے نے اپنی طرف کھینچ لیا۔

اس کے بعد یوقنا نے وہ بھی سنا دیا جو ابھی تک نہیں سنایا تھا یعنی کس طرح وہ مسلمان ہوئے۔ کیسے اعزاز میں پہنچے اور اب کس ارادے سے انطاکیہ میں آ گئے تھے ——— انھوں نے آخر میں کہا۔ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ مسلمانوں کی مدد کروں۔

فلبطانوس ——— لیکن تم مسلمانوں کی مدد کس طرح کرو گے۔ تمھارے ساتھ جمعیت ہی کس قدر ہے۔

یوقنا۔ میرے ساتھ کل دو سو آدمی ہیں مگر شہر میں دو سو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ بیس ہزار رومیوں کے لئے کافی ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے مقام پر واپس جاؤ میں کسی شخص کو مسلمانوں کے سردار ابو عبیدہ کے پاس بھیجوں گا اور انھیں تمھارے واقعہ کی اطلاع دے کر اس راستہ سے حملہ کرنے کے لئے کہوں گا جو میں نے تجویز کیا ہے جب کل کا دن ہوگا اور لشکر صف بستہ ہوں گے تب تم اچانک ہرقل اعظم کو گرفتار کر لینا اسی وقت میں دو سو مسلمانوں کو رہا کر دوں گا۔ وہ شہر پر قبضہ کر لیں گے ادھر مسلمان حملہ آور ہو کر رومیوں کو بھگا دیں گے اور اگر تم مسلمانوں کی مدد کرنا چاہو تو [illegible] وہ درست رہے گا۔

فلیطانوس - میرے دل میں اسلام نے گھر کر لیا ہے - میں خدا کی خوشنودی کے لیے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتا ہوں - میں ضرور مسلمانوں کی مدد کروں گا اور فتحیابی کے بعد بیت المقدس میں رہا کروں گا - لیکن تمھارا یہ پیغام عربوں کے پاس کون لے جائے گا -

یوقنا ـــــ بعض حلب کے لوگ جاسوسی پر مامور ہیں - میں ان میں سے کسی کو بھیجوں گا -

حضرت ابو عبیدہؓ کا خواب

ابھی یہ دونوں گفتگو کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد ان کے پاس آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے ان کا نام عمرو بن افینہ الخیبری تھا انھوں نے یوقنا سے مخاطب ہو کر کہا - ہمارے سردار ابو عبیدہ نے تمھیں سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خواب میں بتایا ہے کہ رومتہ الکبریٰ کا بادشاہ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گیا ہے اس نے اپنے معتمدوں سے یہ گفتگو کی ہے کل انشاء اللہ انطاکیہ فتح ہو جائے گا -

واقدی رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ابو عبیدہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا یا ابو عبیدہؓ ابشیر من رضوان اللہ و رحمتہ اللہ وغدا فتح المدینتہ صلحا علی یدک وان صاحب رومتہ الکبریٰ قد حدثنی من مرتہ مع یوقنا کذا وھم بالقرب من جیشک فنفد الیھم یا ابا الاقب (یعنی اے ابو عبیدہ بشارت ہو کہ کل یہ شہر تمھارے ہاتھوں فتح ہو جائے گا - رومتہ الکبریٰ کے بادشاہ اور یوقنا میں یہ گفتگو ہوئی ہے - وہ لوگ تمھارے لشکر کے قریب ہیں انھیں کام کرنے کا حکم بھیجو -

ابو عبیدہ نے بیدار ہوتے ہی حضرت خالد سے اپنا خواب بیان کیا اور عمرو بن افینہ الخیبری کو یوقنا کے پاس روانہ کیا - جب فلیطانوس نے یہ بات عمرو سے سنی تو کہا - میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی سچا مذہب ہے - وہ یوقنا کے کہنے کے موجب گشت کرتے ہوئے واپس لوٹے -

مسلمانوں کی رہائی

یوقنا تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انھوں نے مشعلوں کی روشنی میں ایک حاجب کو مسلمان قیدیوں کو لاتے دیکھا حضرت ضرار اور رافع بن عمیرہ سب سے آگے تھے یوقنا نے بڑھ کر حاجب سے دریافت کیا۔ ان قیدیوں کو کہاں لئے جارہے ہو۔

حاجب نے جواب دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ انھیں قتل کر کے صبح کو ان کے سر مسلمانوں کی طرف پھینک دیئے جائیں۔

یوقنا۔ مگر صبح یقینا جنگ ہوگی۔ کوئی نہیں جانتا کہ لڑائی کا انجام کیا ہوگا بہت ممکن ہے ہمارے بطارقہ میں سے بعض بطریق پکڑے جائیں۔ اگر آج مسلمانوں کو مار ڈالیں گے تو کل مسلمان ہمارے آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ تا اختتام جنگ قید رکھا جائے تم میری طرف سے جاکر بادشاہ سے عرض کرو۔

حاجب گیا اس نے بادشاہ سے یوقنا کی درخواست عرض کی بادشاہ نے قبول کر کے حکم دیا کہ قیدی یوقنا کے حوالے کردو۔

حاجب نے واپس آکر قیدی یوقنا کے حوالے کر کے بادشاہ کا حکم سنایا۔ یوقنا قیدیوں کو لے کر اپنی قیام گاہ کی جانب چلے انھیں اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ شہر فتح کر لینے کی تجویز پوری نہ ہو سکی۔ کیونکہ قیدی شہر سے باہر آچکے تھے یوقنا کی منشا یہ تھی کہ قیدی شہر پر رہتے وہ وہیں انھیں رہا کر دیتے اور مسلمان شہر پر قبضہ کر لیتے۔

یوقنا نے اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر مسلمانوں کو رہا کر دیا انھیں ہتھیار دیئے اور اس خوف سے کہ کہیں ان کی موجودگی ظاہر نہ ہو جائے انھیں ایک جگہ نہیں رکھا۔ بلکہ انھیں یگانوں کے خیموں پر بھیج دیا ان کے عزیز وقریب دو سو تھے اور دو سو ہی مسلمان تھے ہر ایک کے پاس ایک ایک مسلمان کو بھیج دیا۔

ہرقل اعظم کا فرار

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ مسلمان قیدیوں کے قتل کا حکم ہرقل اعظم نے نہیں دیا تھا وہ تو فرار ہو چکا تھا اس کے غلام ہالیس بن ریلیوس نے یہ حکم دیا تھا۔

ہرقل اعظم کے فرار کی وجہ یہ ہوئی کہ اسے پورا یقین تھا کہ مسلمان فتحیاب ہوں گے

اسی وجہ سے اس نے بھاگنے کا پورا انتظام کر لیا تھا - جہازوں میں اپنا خزانہ اور قیمتی مال لادا دیا تھا اور ایک جہاز اپنے اور شاہی خاندان والوں کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔

اسی رات کو جس رات فلیطانوس نے مسلمانوں کے لشکر میں جانے کا قصد کیا تھا ہرقل اعظم نے خواب دیکھا کہ وہ (یعنی ہرقل اعظم) تخت پر بیٹھا ہے ایک شخص آسمان سے اترا اور اسے مع تخت کے اس طرح الٹ دیا کہ اس کے سر سے تاج گر پڑا ہے اس شخص نے پکار کر کہا۔ دور ہو ملک سوریہ سے تیری حکومت جاتی رہی اس سرزمین سے ظلم اور سختی دور ہوئے - اہل اتفاق کا مذہب آگیا ہے -

پھر اس نے رومی لشکر کی طرف پھونک ماری پورے لشکر میں آگ لگ گئی یہ خواب دیکھتے ہی ہرقل اعظم بیدار ہوا وہ ڈر گیا اس نے اپنی بیٹی بیوی اور دوسری عورتوں کو جہاز پر سوار ہونے کے لئے بھیج دیا اور خود غلام بالیس جن رجبوں کو بلا کر کہا میں ان عربوں کے ساتھ مکر وفریب کرنا چاہتا ہوں تم میرا لباس اور تاج پہن کر فریقہ (؟) کا مقابلہ کرو بالیس ہرقل اعظم کے بہت مشابہ تھا اس نے شاہی لباس پہن کر پٹکا باندھا اور تاج اوڑھ لیا ـــــ ہرقل اعظم وہاں سے سیدھا جہاز پر آیا اور بیٹھ کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

بالیس نے مسلمان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا تھا اسی کے حکم سے انطاکیہ سے قیدی نکالے گئے اور پھر یوقنا کے سپرد کئے گئے۔

ہرقل اعظم کا قبول اسلام

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم انطاکیہ سے روانہ ہونے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا بات یہ ہوئی کہ اس کے سر میں درد رہتا تھا اس نے ہر چند علاج کئے لیکن فائدہ نہ ہوا۔ تب اس نے خفیہ طور پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو خط لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے میں نے بڑے بڑے اطباء سے علاج کرایا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اگر تم کوئی دوا جانتے ہو تو بھیج دو حضرت عمر نے اس کے لئے ایک ٹوپی بھیجی اور لکھا تھا کہ جب تک تم ٹوپی اوڑھے رہو گے انشاء اسوقت تک درد نہ ہو گا۔ ہرقل اعظم نے ٹوپی اوڑھ لی اسی وقت درد جاتا تھا۔ اور جب ٹوپی اتار لی تو

درد پھر شروع ہو گیا۔ پھر اوڑھ لی، پھر جاتا رہا۔ اسے سخت تعجب ہوا۔ اس نے ٹوپی اتار کر دیکھا اس میں بخط جلی لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہرقل اعظم نے کہا، قسم ہے خدا کی بڑا اچھا دین ہے یہ بیشک خدا کا کلام ہے اسی کی یہ برکت ہے کہ ٹوپی اوڑھنے سے میرے سر کا درد جاتا رہا ہے۔

چنانچہ وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا۔

فتح عظیم اگلے روز رومی لشکر میدان میں نکلا۔ مسلمان بھی سوار ہو کر آگے بڑھے حضرت خالد بن الولید نے آگے بڑھ کر مع اپنی پوری جمعیت کے حملہ کیا۔ رومی لشکر میلوں کی دوری میں پھیلا ہوا تھا۔ یوقنا مع اپنے یگانوں اور مسلمانوں کے ایک طرف کھڑے ہو گئے فلیطانوس مع اپنے لشکر کے ہرقل اعظم کے پاس جا پہنچے۔ جوں ہی حضرت خالد حملہ آور ہوئے رومیوں نے پر زور جنگ شروع کر دی حضرت خالد کے بعد سعید بن عمرو، طفیل العدوی نے حملہ کیا ——— ان کے بعد ربیعہ بن قیس بن ہبیرہ نے ان کے بعد میسرہ بن مسروق العبسی نے ان کے بعد عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے ان کے بعد ذوالکلاع الحمیری نے حملہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے بیٹے فضل نے بڑے جوش و غضب سے حملہ کیا سب کے بعد ابو عبیدہ مع اپنے لشکر کے حملہ آور ہوئے مسلمانوں کے حملہ نے تمام رومی لشکر میں جنبش پیدا کر دی تلواریں چمکنے لگیں ——— سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔

جب جنگ کی چنگاری بھڑک کر شعلہ بن گئی تو یوقنا نے بھی مع اپنے ہمراہیوں کے حملہ کر دیا اسی وقت ضرار بن الازور اور ان کے دو سو ہمراہی بھی حملہ آور ہوئے۔ چونکہ وہ رومیوں کے قلب لشکر میں تھے اس لئے جنگ شروع ہو ہی گئی ———

ضرار بن الازور نے تلوار سے لڑائی شروع کی۔ وہ نہایت بہادری اور بڑی پھرتی سے حملے کرتے تھے اور جب کسی رومی کو مار ڈالتے تھے تو پکار کر کہتے تھے وابشارت اضراراہ (یعنی یہ ضرار کے بدلے میں ہے۔ کچھ وقفہ کے بعد انھوں نے نیزہ نکال لیا اور اس سے حملہ کرنے لگے وہ اپنی جمعیت کو لے کر عسوب

متنصرہ کی طرف بڑھے ـــ ان کا خیال اور ان کا ارادہ جبلہ اور اس کے بیٹے
ایہم کو مار ڈالنے کا تھا۔ رفیعہ بن زبیر ان کے ساتھ تھے انھوں مسلمانوں میں جوش
پیدا کرنے کے لیے کہا حملوا بان تقتلو و علوان الجنۃ یعنی اور احتیاط
کرو۔ خوف اور بزدلی نہ کرو خوب جان لو کہ بہشت آراستہ کی گئی ہے۔ حوروں اور
غلمانوں نے جنت آراستہ کر لی ہوا ہے جوانمردان عرب حوروں کا مہر جانبازی ہے۔ جہاد
کرو حوروں کو حاصل کر لو گے۔ بہشت تمہاری قیامگاہ ہو گی۔ وہ بہشت جس میں
پرفضا باغیچہ ہوں گے اور بدر و حنین کے شہیدوں کی ہمنشینی ہو گی۔ مکلف فرش پر ہوں
گے حوریں اور غلمان ہوں گے۔

مسلمانوں میں نیا جوش اور نیا جذبہ پیدا ہو گیا انہوں نے پرزور حملے شروع کر دیے
رومیوں میں قتل عظیم واقع ہوا ضرار ابن الازور حملے کر کے رومیوں کو قتل کر رہے
تھے دفعتاً وہ ایک سوار لے جو رومی صفوں کو درہم برہم کرتا چلا آ رہا تھا جب
وہ کسی رومی کو قتل کرتا تو پکار کر کہتا۔

وانا رات صنحوالی حضرت ضرار نے اسے غور سے دیکھا وہ ایک چادر میں لپٹا ہوا
تھا۔ انہوں نے پہچان لیا وہ ان کی بہن خولہ تھیں انھوں نے پکار کر کہا۔ اے بنت
ازور خوب جہاد کیا۔ تم نے میں تمہارا بھائی ضرار ابن الازور ہوں۔

خولہ نے انھیں سلام کیا اور کچھ کلام کرنا چاہا۔ ضرار نے کہا :۔ اے خولہ تم مجھ سے الگ
رہو اس وقت باتیں نہ کرو۔ کیوں کہ تم سے باتیں کرنے سے زیادہ محبوب و مرغوب
ان کافروں کا قتل کرنا ہے۔ تم میرے ساتھ مل کر جہاد کرو اپنا گھوڑا میرے گھوڑے
سے اپنا نیزہ میرے نیزے سے ملا لو اور خونریزی میں کوشش کرو اگر ہم میں سے کوئی
شہید ہو جائے گا تو قیامت کے روز نزدیک حوض کوثر سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملے گا۔ وہ ہماری تمہاری وعدہ گاہ ہے۔

ضرار اور خولہ دونوں نے پرجوش حملہ کیا۔ دونوں بہادری کے ساتھ رومیوں پر
حملے کر رہے تھے اور ہر حملہ میں ایک دو رومیوں کو مار ڈالتے تھے تھوڑی ہی دیر
کے بعد ایک عظیم شور بلند ہوا رومی اپنی پشت کی طرف لوٹ کر بھاگ نکلے۔

وجہ یہ ہوئی کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے خونریزی شروع ہو گئی صفیں درہم برہم

ہو گئیں تو فلیطانوس نے بالیس کو جسے وہ ہرقل اعظم سمجھ رہے تھے گرفتار کر لیا۔ اسی وقت کسی نے پکار کر کہا۔ "اوندھی ہو گئی صلیب، رومتہ الکبریٰ کے بادشاہ فلیطانوس نے ہرقل اعظم کو گرفتار کر لیا"۔

اس آواز کے سنتے ہی رومی بھاگ نکلے مسلمانوں نے جھپٹ کر انھیں قتل کرنا شروع کر دیا خوب تیغ زنی کی اس قدر رومی مارے کہ اس قدر اجنادین یا یرموک کے مقام پر ہی مارے گئے تھے بارہ ہزار عرب متنصرہ قتل ہوئے ستر ہزار رومی مارے گئے اور بیس ہزار گرفتار ہوئے۔

مسلمانوں نے جبلہ اور اس کے بیٹے کو تلاش کیا۔ وہ دونوں نہ ملے معلوم ہوا کہ پانچ سو رئیسوں کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے ان میں عرطفہ بن عصمہ، عروہ بن وائق، یوسف بن واقد اور حجام بن سالم جیسے معزز لوگ اور رئیس لوگ بھی یورپ کی طرف چلے گئے ــــــ کہا جاتا ہے کہ امریکی انہی کی نسل سے ہیں۔

رومی ہزیمت اٹھا کر کچھ انطاکیہ میں جا گھسے کچھ ہرقل اعظم کے بیٹے کے پاس قیساریہ چلے گئے اور کچھ ساحل دریا کی طرف بھاگ گئے۔

فلیطانوس کا قبول اسلام

مسلمانوں نے ابوعبیدہ کے سامنے مال غنیمت اور قیدی لا کر جمع کئے ...... وہ دیکھ کر خوش ہوئے۔ انھوں نے سجدہ شکر ادا کیا اسی وقت ضرار اور ان کے دو سو آدمی آئے مسلمانوں نے خوش ہو کر ان کا استقبال کیا۔ انھیں ان کی رہائی پر مبارکباد دی تھوڑی دیر ہی بعد یزید بھی معہ اپنے لشکر کے آئے۔ ان کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔ ابوعبیدہ، خالد بن الولید اور دوسرے معزز مسلمانوں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اسی وقت معلوم ہوا کہ فلیطانوس اپنے لشکر کے ساتھ آ رہے ہیں حضرت ابوعبیدہ معہ اپنی فوج کے ان کے استقبال کو نکلے پاس جا کر ان کا شاندار استقبال کیا صحابہ کرام نے انھیں سلام کیا۔ ان کی مزاج پرسی کی فلیطانوس کو ان کی صفات اس قدر پسند آئیں کہ انہوں نے بیساختہ کہا۔ خدا کی قسم۔ یہ وہی قوم ہے جس کی بشارت حضرت مسیح نے دی تھی۔ وہ مسلمان ہو گئے ان کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔

بالیس کا قتل فلیطانوس نے بالیس کو ابو عبیدہ کے سامنے پیش کیا اس نے بتایا کہ ہرقل اعظم رات بھاگ گیا اور وہ اس کا غلام بالیس ہے ابو عبیدہ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے انکار کیا اسے قتل کر دیا گیا۔

انطاکیہ کی فتح ابو عبیدہ بن الجراح مع لشکر کے انطاکیہ کے قریب پہنچے انہوں نے دیکھا کہ قلعہ نہایت مضبوط اور بلند اور وسیع ہے اور اس میں ان لوگوں کی اس قدر کثرت ہے کہ تمام فصیل رومیوں سے بھری پڑی ہے ابو عبیدہ کو اس کا فتح کرنا بڑا دشوار معلوم ہوا انہوں نے دعا مانگی اللھم اجعل لنا الیھم سبیلا وافتح النا فتحا مبینا۔ یعنی — اے اللہ تو نے ہمارے لیے ان کی طرف راہ کر اور ہمیں روشن فرما۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم نے انطاکیہ کا حاکم صلیب بن قنطس کو مقرر کیا تھا اس کا ارادہ لڑنے کا تھا مگر جب مسلمان قلعہ کے سامنے آئے تو شہر کے سرکردہ رئیس جمع ہو کر بطریق صلیب بن قنطس کے پاس پہونچے اور انہوں نے کہا۔ اب تو کس لیے لڑتا ہے بادشاہ بھاگ گیا بادشاہ کے حمایتی شکست کھا گئے۔ اگر شہر کو کیوں تباہ کراتا ہے۔ مصالحت کرنے صلیب مجبور ہو کر مسلمانوں کے پاس آیا اور ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مصالحہ کی درخواست کی گفت شنید کے بعد تین لاکھ دینار کے اوپر صلح قرار پائی ابو عبیدہ نے کہا ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم بیوفائی نہ کرو اور بد عہدی نہ کرو اس بات کو بھول نہ جاؤ کہ تمہارا شہر مضبوط ہے پہاڑوں پر واقع ہے اس لیے ہم تم سے وفائے عہد کی قسم لیں گے۔

بطریق تیار ہو گیا یوقنا نے مسیحیوں کے مطابق عہد لیا اول یوقنا کہتے جاتے تھے بطریق ان کی تکرار کرتا جاتا تھا یوقنا نے اپنا ہاتھ بطریق کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہو واللہ واللہ چالیس مرتبہ بطریق نے چالیس مرتبہ واللہ واللہ کہا۔ اب یوقنا نے کہلایا۔ میں خدا اور حضرت مسیح کی قسم کھاتا ہوں کہ بد عہدی نہ کروں گا کبھی مسلمانوں کی مخالفت نہ کروں گا مسلمانوں کے دشمنوں سے کوئی ساز باز نہ رکھوں گا نہ انھیں مدد دوں گا۔ ہمیشہ مسلمانوں کی خیر خواہی کروں گا اگر میں

مسلمانوں کے ساتھ بے وفائی اور بد عہدی کروں تو اپنی ناک کاٹ ڈالوں صلیب کو توڑ دوں مجھ پر شماسہ اور دیر کے لوگ لعنت کریں — میں دین نصرانیہ کا مخالف بن جاؤں۔

مارمعمونہ میں اونٹ ذبح کروں اور معموریہ کے مقدس پانی کو گھوڑے کے پیشاب سے گندہ کروں حضرت مریم کو زانیہ سمجھوں ان کے کپڑوں کو پھاڑ ڈالوں۔ قسوں کو ذبح کروں اور ان کے خون سے دلھن کے کپڑے رنگوں۔ میں مذبح میں زعفران رکھوں کنیسہ کی قندیلوں کو بجھا دوں۔ یہودیہ حائضہ کے ساتھ اپنا بیاہ کروں دیروں کو کھود ڈالوں۔ لاہوت کی عبادت کروں — ناموس سے انکار کر جاؤں سعید شاعین میں اونٹ کا گوشت کھاؤں ماہ رمضان کے روزے پیاسا رہ کر رکھوں انجیل کے مقدس الفاظ کی تضحیک کروں۔ یہودی کے کپڑے پر نماز پڑھوں عیسیٰ کو جھوٹے بنانے والا سمجھوں۔ خدا مجھے توفیق دے کہ میں بدعہدی کر کے گنہگار نہ ہوں —

عہدنامے کی تکمیل کے بعد حضرت ابوعبیدہ مع لشکر کے انطاکیہ میں داخل ہونے کے لیے چلے ان کے سامنے وہ علم تھا جسے حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے لیے بنایا تھا ان کے سامنے دائیں جانب خالد بن الولید اور بائیں جانب میسرہ بن مسروق تھا ایک قاری ساتھ تھے جو سورہ فتح کی تلاوت کرتے جاتے تھے وہ باب الخان پر جاکر اترے وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ جو اب تک موجود ہے۔

شہر انطاکیہ بڑا ہی خوبصورت تھا اس کی سڑکیں مصفا تھیں بازار اچھے تھے متعدد باغیچے اور پارک تھے شفاف پانی کی نہریں جاری تھیں لذیذ پھلوں کی بہتات تھی اور ان سب پر طرہ وہاں کی حسین عورتیں اور مہ جمال لڑکیاں تھیں ان کا حسن اس قدر سحر طراز اور ادائیں ایسی دلکش تھیں کہ زاہد صد سالہ بھی انھیں دیکھ کر ان پر فریفتہ ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ وہ بے حجابانہ سڑکوں بازاروں اور پارکوں میں پھرتی رہتی تھیں۔

ابوعبیدہ وہاں تین روز رہے مسلمانوں کی تمنا تو یہ تھی کہ ایسے جنت مثال

شہر میں کم سے کم ایک مہینے تو رہتے لیکن ابوعبیدہ کو خوف ہوا کہ کہیں مسلمان حسینان روم کی زلفوں کے اسیر نہ ہو جائیں۔ اور دنیا کی زینت کو پسند نہ کرنے لگیں اس لیے وہ شہر سے باہر چلے گئے اور حضرت عمر فاروق کو اس مضمون کا خط لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ابوعبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی طرف سے

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے ہمیں فتح عظیم عطا کی! امیرالمومنین مژدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور مسلمان دارسلطنت روم پر جو نہایت خوبصورت اور جنت مثال ہے جس کا نام انطاکیہ ہے قابض ہو گئے رومیوں کا لشکر توڑ ڈالا گیا ہے۔ ہرقل اعظم دریا کے راستے سے کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔ میں انطاکیہ میں زیادہ عرصے تک اس خوف سے نہ ٹھہرا کہ کہیں مسلمان اس کی نزہت خوبصورتی۔ پاکیزگی اور خوشنمائی کے گرویدہ نہ ہو جائیں۔ اس لیے میں حلب کو واپس لوٹ رہا ہوں اور وہیں آپ کے حکم کا انتظار کروں گا۔ اگر تم مجھے پہاڑوں اور دروں میں داخل ہونے کا حکم دوگے تو میں انتہائی حد تک جاؤں گا۔ اور اگر ٹھہرنے کا حکم دوگے تو ٹھہرا رہوں گا۔

یا امیرالمومنین ایک یہ امر بھی گزارش گزار کرنا ہے کہ رومی عورتیں اور لڑکیاں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں سفید و سرخ رنگ والی مسلمان رومی عورتوں سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں نے انھیں روک دیا۔ اور ہدایت کی کہ جب تک امیرالمومنین کا حکم اس بارے میں آ جائے وہ نکاح نہ کریں۔ پس تم جلد جواب دو۔ سلام ہو تم پر اور مسلمانوں پر۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

خوشخبری ابوعبیدہ بن الجراح نے خط لپیٹ کر اس پر مہر لگائی اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ خط کون امیرالمومنین کے

پاس لے جائے گا اللہ اسے اجر عطا کرے گا۔

زید بن وہب نے جو عمرو بن سعید کے غلام تھے جلدی سے کہا۔ میں لے جاؤں گا یا امین الامتہ!

ابوعبیدہ۔ تم کیسے لے جا سکتے ہو تم مملوک ہو خود مختار نہیں ہو۔ لیکن اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو اول اپنے مالک عمرو سے اجازت حاصل کر لو۔

زید دوڑ کر اپنے مالک عمرو بن سعید کے پاس پہونچے اور ازراہ عظمت ان کے سر کو بوسہ لینا چاہا۔ عمرو نے روک دیا۔ وہ بڑے دیندار پرہیزگار اور مخیر تھے باوجودیکہ انھیں مال غنیمت میں سے برابر حصہ ملتا تھا ــــ مگر ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ البتہ ایک تلوار تھی۔ ایک نیزہ تھا۔ باربرداری کے لیے ایک اونٹ تھا۔ لڑنے کے لیے ایک گھوڑا تھا۔ ایک توشہ دان تھا ایک پیالہ پانی پینے کے لیے تھا ایک قرآن شریف تھا۔

جب انھیں مال غنیمت میں سے حصہ ملتا تو اس میں سے بقدر ضرورت کے لے لیتے اور باقی اپنے عزیزوں کو بھیج دیتے اگر عزیزوں کی ضروریات سے فاضل سمجھتے تو امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیتے اور حضرت عمرؓ اسے مہاجرین اور انصار کے غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔

عمرو بن سعید نے اپنے غلام زید بن وہب سے دریافت کیا تم کیا چاہتے ہو۔

زید بن وہب نے عرض کیا سیدی۔ میں اس بات کی اجازت چاہتا ہوں کہ خوش خبری کا پیام لے کر جاؤں اور امیر المومنین کو پہونچاؤں۔

عمرو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس میں بخل کروں گا ــــ خدا کی قسم ہرگز نہیں، جاؤ میں نے تمھیں آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے تمھیں آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ سے نجات دے۔ تم شوق سے خوش خبری لے جاؤ۔

زید خوش ہو گئے انہوں نے ابوعبیدہ کے پاس آ کر تمام واقعہ سنایا ابوعبیدہ نے انھیں خط دیا اور ایک تیز رفتار اونٹنی دی جو یمن کی نسل کی تھی۔ نہایت تیز رو تھی زید بن وہب اس اونٹنی پر سوار ہو کر تیزی سے چلے۔ اور قریب سے قریب کی راہ اختیار کی۔ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو ماہ ذیقعدہ کے ختم ہونے

میں پانچ روز باقی رہ گئے تھے :

جوں ہی وہ مدینہ میں داخل ہوئے انہوں نے عجیب انقلاب دیکھا لوگ شدہ کر رہے تھے ۔ اور دوڑے دوڑے پھر رہے تھے ۔ تمام مدینہ جنبش میں آیا ہوا تھا سب لوگ دروازہ بقیع کی طرف دوڑ رہے تھے ۔ زید بن وہب کو بڑا تعجب ہوا انھیں اندیشہ ہوا کہیں کوئی غنیم تو نہیں چڑھ آیا ہے یا حضرت عمر کو تو کوئی حادثہ پیش نہیں آگیا وہ بےچین ہو گیا انہوں نے ایک مسلمان کو روک کر سلام کیا اس نے سلام جواب دے کر انھیں دیکھا اور پہچانا اور کہا ۔ او ہو تم زید بن وہب ہو کہو تمہارے پیچھے کیا حال ہے :

زید غنیمت کی بشارت اور فتح عظیم کی خوشخبری ہے ۔ مگر تم تو کہو یہ مدینہ کی کیا حالت ہے ۔ لوگ کہاں دوڑے جا رہے ہیں ۔

مسلمان : امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں ازواج مطہرات بھی ان کے ساتھ ہیں اہل مدینہ انھیں رخصت کرنے جا رہے ہیں ۔ وہ مدینہ سے باہر جا چکے ہیں ۔

زید بن وہب اونٹنی سے اترے اونٹنی کو باندھا اور دوڑتے ہوئے امیر المومنین کے پاس پہنچ کر کہا ۔ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔"

حضرت عمر نے سلام جواب دے کر دریافت کیا ۔ تم کون ہو کہاں سے آ رہے ہو ۔

زید ۔ میں زید بن وہب ہوں عمرو بن سعید کا غلام ۔ ملک شام سے خوشخبری لے کر آیا ہوں ۔

حضرت عمر ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے ۔ کیا خوشخبری لائے ہو ۔

زید یہ خط تمہارے حاکم ابو عبیدہ بن الجراح کا ہے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انطاکیہ فتح کرا دیا ہے ۔

یہ سنتے ہی حضرت عمر سجدے میں گر گئے ۔ انہوں نے اپنی پیشانی خاک پر رگڑی جب سر اٹھایا تو تمام پیشانی ساری داڑھی اور سر کے کچھ بال خاک آلود ہو گئے انہوں نے کہا ۔ اللھم لک الحمد والشکر علی نعمتک ابا لغتک ۔ یعنی اے اللہ تو

ہی تعریف و شکر کا مستحق ہے تو نے اپنی نعمت پوری کر دی۔
انہوں نے خط کھول کر پڑھنا شروع کیا خط پڑھ کر وہ رو پڑے۔"
حضرت علی نے پوچھا۔ یا امیر المومنین۔ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟"
حضرت عمر نے جواب دیا۔ میں اس بات پہ رویا جو ابو عبیدہ نے مسلمانوں کے ساتھ کی۔ حقیقت میں خواہش نفس بری بلا ہے۔
انہوں نے خط حضرت علی کو دیا۔ انہوں نے پڑھا:
زید بن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں نے خط دے کر نظر اٹھائی تو مجھے اونٹوں کی قطاریں دور تک نظر آئیں ان میں ام المومنین کے محمل بھی رکھے۔
حضرت عمر کے ساتھ ایک بڑا قافلہ حج کے لیے جا رہا تھا اور انہیں رخصت کرنے کے لیے تقریباً تمام اہل مدینہ باہر آئے تھے حضرت عمر کا اونٹ ان کا غلام لیے ہوئے تھا اس پہ حکیم تعطور نیہ پڑی تھی ایک طرف ستو کا تھیلہ اور دوسری طرف ایک کاٹھ کا پیالہ اور کھجور کے تھیلہ لٹکے ہوئے تھے چونکہ اس وقت تک حضرت عمر اونٹ پہ سوار نہیں ہوئے تھے اس لیے سب لوگ پیادہ تھے سب کے اونٹ کوتل کھڑے تھے البتہ محملوں میں امہات المومنین کے علاوہ اور عورتیں بھی سوار تھیں آفتاب نکلا ہوا تھا ہوا چل رہی تھی۔ دھوپ میں ہر چیز جگمگا رہی تھی اور ہوائیں لہرا رہی تھیں حضرت عمر نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروقی احکام

یہ خط امیر المومنین عمر بن الخطاب کی طرف سے
ان کے عامل ابو عبیدہ کے نام
میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجتا ہوں میں اللہ کا شکر اس نعمت پر کرتا ہوں جو اس نے عطا کی اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ چیزوں کو حرام نہیں کیا ہے جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے یاایھا الرسل کلو من طیبات واعملو اصالحا انی بما تعلیمون علیھم — یعنی اے پیغمبر کھاؤ تم اچھی اور پاک چیزوں کو اور نیک عمل کرو — جو کچھ

تم کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں:
تمہیں لازم تھا کہ مسلمانوں کو انطاکیہ میں رہنے دو اور آسودہ ہو لینے دیتے انہوں نے جہاد میں مشقت اٹھائی تھی ان کے لیے راحت حاصل کرنا ضروری تھا درّوں اور پہاڑوں میں داخل ہونے کے متعلق یہ ہے کہ تم وہاں موجود ہو اور میں دور ہوں وہاں کے حالات تم مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہو۔ تمہیں تمہارے جاسوس بھی اس نواح کی خبریں دیتے رہتے ہیں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو لشکر کو درّوں اور پہاڑوں میں جہاد کرنے کے لیے بھیجو۔ ان کے ساتھ رہبروں کو کر دو۔ تم خود دمشق کے بقیہ شہروں کی طرف بڑھو — اگر دشمن صلح کریں ان سے صلح کرو۔ لڑیں لڑو۔

رومی عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق یہ ہے کہ جن لوگوں کی بی بیاں حجاز میں نہیں ہیں اگر وہ ان سے نکاح کرنا چاہیں تو اجازت دے دو اور جن کی بی بیاں حجاز میں ہیں وہ اپنے لیے رومی کنیزیں خرید سکتے ہیں والسلام علیک و علیٰ من معک و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ یعنی تم اور تمہارے ساتھیوں پہ سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔"

حضرت عمر نے خط کو لپیٹ کر اس پہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی اور زید بن وہب کو دے کر کہا۔ تو تم اسے رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پہ اور روانہ ہو جاؤ۔ اپنے ساتھ عمر کو بھی ثواب میں شریک کر لو۔"

زید بن وہب نے خط لے کر چلنے کا ارادہ کیا حضرت عمر نے انہیں روک کر کہا ٹھہرو اے زید اپنی روش نرم رہ ۔ تاکہ عمر اپنے کھانے میں سے کچھ توشہ دیں

چنانچہ امیر المومنین نے اپنا اونٹ بٹھایا اور ایک صاع ستو اور ایک صاع کھجوریں دے کر کہا۔ اے زید عمر کو معذور جانو — اسے اسی قدر دینے کا مقدور تھا۔

اسکے بعد حضرت عمر نے زید بن وہب کے سر کا بوسہ دیا۔ بے اختیار زید کے

آنسو نکل آئے اور کہا: یا امیر المومنین میں اس عزت کا مستحق نہیں ہوں کہ تم میرے سر کا بوسہ لو۔ تم مسلمانوں کے سب سے بڑے سردار ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربان خاص میں سے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم سے اربعین کو ختم کیا تھا۔[1]

یہ سن کر حضرت عمر کے آنسو نکل آئے۔ انہوں نے کہا اے زید بن وہب! میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہارے گواہی دینے کے سبب سے بخش دے۔

زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر چلنے کا قصد کیا تھا کہ حضرت عمر کو یہ کہتے سنا۔ اللھم احملہ علیہا واطولہ البعید وسھل لہ القریب انک علی کل شیئ قدیر۔ یعنی اے میرے اللہ تو اٹھا زید کو اونٹنی پر اور لپیٹ دے ان کے لیے دور کے فاصلے کو اور ان کے لیے نزدیک کو آسان تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مزید فتوحات

زید بن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عمر کی دعا سے بہت خوش ہوا۔ کیوں کہ یہ آزمائی ہوئی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی بات کو رد نہیں کرتا تھا۔ میں چلتا تھا اور زمین لپٹی جاتی تھی یہاں تک کہ میں تیرھویں روز ابوعبیدہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ وہ ازم میں مقیم تھے میں نے لشکر میں گھستے ہی داہنی طرف عظیم شور سنا۔ بڑا تعجب ہوا۔ اونٹنی سے اتر کر لوگوں سے شور کی وجہ پوچھی۔ تو معلوم ہوا کہ ابوعبیدہ نے خالد بن الولید کو کچھ لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کناروں کی طرف تاخت کے لیے بھیجا تھا انہوں نے نیج براعہ اور نابلس پر چھاپہ مارا وہاں کے باشندوں نے صلح کر لی۔

واقدی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے نیج براعہ نابلس اور نجم پر یورش کی۔ وہاں والوں نے عشرہ محرم میں صلح کر لی۔ یہ صلح ڈیڑھ لاکھ دینار پر

---

[1] اربعین چالیس کو کہتے ہیں یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عمر سے پہلے انتالیس آدمی مسلمان ہوئے تھے آپ چالیسویں ہیں آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو تقویت ہوئی تھی۔ (صادق صدیقی)

ہوئی۔ اس نواح کا حاکم تھا۔ اسے حضرت خالد نے اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنا مال اسباب لونڈی۔ غلام اور اہل و عیال لے کر رومی شہروں کی طرف چلا جائے چنانچہ وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت خالد نے نبیج پر عبادہ بن رافع یمنی کو اور پل پر (قلعہ نجم کو پل کہتے تھے) نجم بن مفرج الفرحی کو حاکم مقرر کیا۔ قلعہ نجم کا نام پہلے پل تھا۔ نجم کے وہاں حاکم ہونے پر اس کا نام قلعہ نجم۔ ان کے نام پر رکھا گیا تھا۔ براعہ پر اوس بن خالد الیمی اور — تالبس پر یاور بن عون الحمیری کو حاکم مقرر کیا۔

حضرت خالد اسی وقت واپس آئے تھے جب زید بن وہب آئے زید اونٹنی سے اتر کر ابوعبیدہ کے خیمے میں آئے۔ وہاں خالد بھی موجود تھے اور صلح کا مال بھی۔ یعنی ڈیڑھ لاکھ دینار بھی رکھے ہوئے تھے زید نے ابوعبیدہ اور خالد کو سلام کیا اور حضرت عمر کا خط انھیں دیا۔ انہوں نے کھول کر پڑھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو جمع کر کے سنایا۔

مشورہ خط سنانے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ مسلمانوں! یا امیر المومنین حضرت عمر نے پہاڑوں اور دروں کے داخلہ کو میرے اوپر چھوڑ دیا ہے۔ تم مجھے مشورہ دو کیونکہ میں کوئی کام بغیر مشورہ کے نہیں کرتا ہوں —۔

لوگ خاموش رہے ان کی بات کا جواب کسی نے نہ دیا۔ انہوں نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا اب بھی لوگ خاموش رہے۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ یہ کیا خاموشی ہے تمہاری ؟ رحمت کرے اللہ تم پر یا شجاعت کے بعد تم پر بزدلی لاحق ہو گئی ہے۔ یا چستی کے بعد سستی چھا گئی ہے۔ یا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جس قدر جہاد تم کر چکے ہو تمہارے لیے وہی کافی ہے۔ تمہاری تمام برائیاں دور ہو گئی ہیں نیکیاں ہی نیکیاں رہ گئی ہیں — یا دروں اور پہاڑوں کا نام سن کر گھبرانے اور کترانے لگے ہو۔ آخر کیا بات ہے۔

میسرہ بن مسروق العبسی نے کہا۔ "اے سردار! ہماری خاموشی اس لیے نہیں ہے کہ ہم کسی بات سے ڈر گئے ہیں۔ یا تھک گئے ہیں۔ اور راحت و آرام کرنا چاہتے ہیں — بلکہ انتظار کر رہے تھے کہ ابتداء آپ کریں۔ یا امیر! تم اس

بات کہ جان لو کہ ہمیں جہاد سے بڑھ کر نہ کوئی کام ہے نہ سوداگری ہے۔ تم ہمیں جو حکم دو گے ہم اس کی تعمیل بڑی خوشی سے کریں گے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور حکم دیا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ یعنی اللہ کی اللہ کے رسول کی اور تم میں سے جو امیر ہو اس کی اطاعت کرو۔ میں اپنی جان کا مالک، مختار ہوں۔ مجھے جہاں چاہو روانہ کر دو۔
ابو عبیدہ۔ تم نے ٹھیک بات کہی۔ مسلمانو! تم میں سے جس کسی کی کوئی رائے ہو بیان کرے۔
خالد بن الولید نے کہا۔ یا امین الامۃ! اگر ہم قوم کی طلب و تلاش سے باز رہے تو یہ ہماری سستی میں داخل ہو گا اس سے بڑھ کر ہماری عاجزی اور کیا ہو سکتی ہے۔ دشمنوں کا تعاقب کرنا انہیں ڈھونڈنا ہمارے لیے بہتری کا باعث ہو گا اس سے خدا کی رضامندی حاصل ہو گی اور مال غنیمت الگ ملے گا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم لشکر پہاڑ کی گھاٹی میں اور دروں کی طرف بھیجو۔ اس سے دشمنوں پر ہماری ہیبت طاری ہو جائے گی اور مسلمانوں کی آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہوں گی۔
ابو عبیدہ نے دعائے خیر دے کر کہا۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں ابن مسروق العبسی کو کچھ لشکر کے ساتھ دروں اور پہاڑوں میں بھیجوں کیونکہ انہوں نے دینے جواب دینے میں پہل کی ہے وہ دشمنوں پر تاخت کریں اور وہاں سے لوٹ آئیں۔ خالد۔ تمہاری رائے مناسب ہے۔

میسرہ کی روانگی ابو عبیدہ نے ایک بڑا نیزہ لے کر اس پر سیاہ رنگ کا پھریرا بالکل اسی طرح کا چڑھایا۔ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھایا تھا۔ اور اس سیاہ پھریرے پر سفیدی سے لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تسلیم کو ابو عبیدہ نے اپنے ہاتھ میں سے کو جنبش دی۔ اور میسرہ بن مسروق العبسی کو دے کر کہا اے مسروق! بھتیجے تم نے دروں میں داخل ہونے کا مشورہ دیا ہے یہ علم لو اور دشمنوں کی پہاڑی بستیوں پر اسی طرح تاخت کرو جس سے نام بلند ہو فتوحات میں تمہارا نام

جائے اور عالم آخرت میں ذخیرہ اندوزہ ہو جائے۔

پھر ابو عبیدہ نے یمن کے قبائل میں سے کندہ کہلان اطے۔ ہمدان، عبس ازد زبج وسیال احسن۔ خولان۔ عک، ہمدان لخم۔ اور جذان سے تیس ہزار دلیروں کو منتخب کر کے انکے ساتھ کر دیا ایک ہزار غلام بھی ہمراہ کر دیئے۔

یہ لوگ رئیس اور بزرگ قوم تھے انہوں نے اپنا پورا عربی لباس پہنا۔ چلتے جاتے بھیجے عامے باندھے پھر چادریں اوڑھیں چمڑے کی ڈوروں سے کمر باندھی۔ ان کے غلاموں نے سرخ رنگ کے کپڑے اور سروں پر زرد عمامے باندھے اور ہاتھوں میں حربے اور تازنے لیئے اور سب اپنے ہتھیاروں سے مسلح ہو گئے۔

ابو عبیدہ نے تمام غلاموں کو خاص اپنا انہوں کے ماتحت کر دیا اور ان سے کہا تم میسرہ کی اطاعت کرنا۔ انھوں نے اقرار کیا۔ لیکن قبیلے طے کے کچھ آدمیوں نے میسرہ بن مسروق کی سرداری میں اعتراض کیا اور کہا۔ ابو عبیدہ۔ عبس قبائل ان کے قبیلہ سے بزرگ ہیں۔ اور ان کے لوگ ان سے کہیں زیادہ معزز ہیں۔

ابو عبیدہ بن الجراح کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے آل طے کو طلب کر کے کہا۔ اے آل طے۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ تم معزز ہو بزرگ ہو۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم محض خدا کی خوشنودی کے لئے جہاد کر رہے ہو۔

میں یہ بھی سمجھتا ہوں بنی تفاخر کو بھول چکے ہو۔ لیکن اس بات کو ان کر حیرت ہوئی کہ تم نے میسرہ بن مسروق طلبی کی سرداری میں اعتراض کیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میسرہ تم سے اسلام لانے میں مقدم ہیں۔ انہوں نے تم سے پہلے ہجرت کی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تم سے زیادہ رہے مجھے خوف ہے کہ کہیں تم خود بینی اور خود ستائی کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جاؤ۔ تم اس بات کو خوب جانتے ہو کہ کثرت کی وجہ سے غلبہ نہیں ہوتا ہے بلکہ دشمنان خدا کو عاجز مغلوب کرنے کے لیے خدا کی مدد شامل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہ ہوگا۔

اہل طے اس تقریر کو سن کر دم بخود رہ گئے۔ وہ دوڑ کر میسرہ کے جھنڈے

کے پیچھے جا کھڑے ہوئے کوئی مخالفت اور کوئی اختلاف باقی نہ رہا چار ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ تو میسرہ نے ابو عبیدہ کے پاس آ کر عرض کیا۔

یا امیر ہم ان راستوں سے اس نواح سے واقف نہیں اور وہ زمین جو دیکھی بھالی نہ ہو انجان آدمی کو ہلاک کر ڈالتی ہے امیر المومنین نے حکم دیا ہے جو لشکر وادوں میں داخل ہوں تم ان کے ساتھ راہبر کر دو۔ مجھے بھی راہبر دو۔

ابو عبیدہ۔ خدا کی قسم میں بھول گیا تم نے خوب یاد دلایا۔ ضرور تمہارے ساتھ راہبر کئے جائیں گے۔

ابو عبیدہ کے ساتھ ایسے لوگ بہت سے مجاہدین تھے جو ان کی ذمہ داری میں تھے۔ وہی لوگ جاسوسی کی خدمات انجام دیتے تھے وہی قاصد بن کر جاتے تھے وہ ہی راہبری کرتے تھے انھیں کافی معاوضہ دیا جاتا تھا۔ وہ لوگ بھی نہایت وفاداری سے کام انجام دیتے تھے ابو عبیدہ نے بہت سے آدمیوں کو بلا کر میسرہ کے سامنے کیا۔ انھوں نے ان میں سے چار آدمیوں کو چھانٹ لیا۔

میسرہ نے ان سے دریافت کیا ہمیں دشمنوں کی تلاش و تجسّس میں کس درہ وہ داخل ہونا چاہیے۔

انھوں نے بالاتفاق مشورہ دیا کہ بڑے درے میں داخل ہو کر شہر قورس پر یورش کرنی چاہیے۔ لیکن وہ شہر ان شہروں کی مانند نہیں ہے جنھیں تم نے فتح کر لیا ہے وہ پتھروں والا اور بڑا مضبوط ہے اس کا راستہ نہایت دشوار گزار ہے پیچ در پیچ، گھاٹیوں میں سے ہو کر خاردار جنگلوں میں سے گزرتا ہے۔ سردی اس غضب کی ہوتی ہے کہ آج کل جب کہ گرمی کا موسم ہے وہاں برف پڑتی رہتی ہے اگر کافی گرم کپڑے نہ ہوں تو آدمی ٹھٹھر کر مر جاتے ہیں۔

ابن امین نے راہبروں سے کہا۔ فکر نہ کرو۔ انشاءاللہ تم ہم سے کارہائے عجیب دیکھو گے۔

میسرہ نے پھر بھی لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سرمائی لباس ساتھ لے لیں پھر انہوں نے علم کو جنبش دی۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کہی اور مع اپنے ساتھیوں کے روانہ ہوئے۔

راہبر آگے آگے اور مسلمان ان کے پیچھے قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور درود شریف پڑھتے ہوئے چلے عطا بن جبد عسیانی نے بیان کیا ہے کہ ہم رومیوں کو تلاش کرتے چلے جارہے تھے یہاں تک کہ بقہ جندر اس میں پہونچے اور وہاں سے چل کر نہر فرات کو عبور کیا ۔۔۔ اور شہر قورص کی طرف چلے ۔ نہایت دشوار گزار جنگل سامنے آیا اس میں کثرت سے ندی نالے بہہ رہے تھے ہم مشکل سے اس راستے کو ختم کر رہے تھے خدا خدا کر کے وہ جنگل ختم ہوا ۔ ہم دروں میں گھس گئے یہ درے ایسے تنگ تھے کہ دو دو سوار برابر چل سکتے تھے ۔ گھوڑوں کے لوٹنے کی گنجائش نہ تھی ۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر اس وقت دشمن حملہ کر دیں تو مسلمان سخت آفت میں مبتلا ہو جائیں گے ۔۔۔ راہبر آگے آگے تھے ۔ وہ اونچے اور لمبے پہاڑوں پر چڑھ گئے ۔

چونکہ سیدھی چڑھائی تھی ۔ اس لیے گھوڑوں پر سوار ہو کر چٹانوں پر چڑھنا دشوار معلوم ہوا ۔۔۔ تمام مسلمان پیدل ہو گئے اور گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے چلے ۔۔۔"

عبدالرحمٰن بن عبید نے بیان کیا ہے کہ میں میسرہ کے ساتھ تھا ۔۔۔ میں نے پہاڑوں کو دیکھا ۔ ہمارے راستہ کے دونوں طرف اونچی اونچی چٹانیں اٹھی ہوئی تھیں اور ان چٹانوں پر گنجان درخت کھڑے تھے بڑی دشواری سے ہم راستہ طے کر رہے تھے ۔ میرے پاس موزے تھے جو یمن کے مضبوط چمڑے کے تھے میں نے گھوڑے سے اتر کر انھیں پہن لیا ۔ خدا کی قسم تھوڑی ہی دیر میں موزے کے تلے اڑ گئے اور میرے پاؤں برہنہ رہ گئے پتھروں پر چلنے اور پیروں پر گھسنے سے خون بہنے لگا تھا راہبر آگے تھا ۔ تین روز تک ہم پہاڑوں پر چلتے رہے راہبر روز کہہ دیتے تھے ۔ مسلمان ہوشیار رہو ممکن ہے دشمن قریب ہو ۔۔۔"

اس جگہ گرمی تھی اور اس قدر گرمی کہ ہم نے اپنے لباس اتار دیئے تھے چوتھے دن ایک کشادہ زمین نظر آئی ۔ وہاں اس قدر سردی تھی کہ ہر مسلمان گرم جاڑوں کے کپڑے پہننے پر مجبور تھا گرم کپڑے پہننے پر بھی بدن میں گرمی نہ آتی ۔ آگ تاپنے کو دل چاہتا تھا ۔

ہم دیکھ رہے تھے کہ ہمارے چاروں طرف روئی کے گالوں کی طرح برف پڑی ہے داس ابواہول ہمارے ساتھ تھے۔ ان کے بدن پر زرہ لڑائی کی تھی کہ ہر جو برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئی۔ ان کے پاس دو ہلکی ہلکی چادریں تھیں وہ سردی کو دفع نہ کر سکیں سردی کی شدت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ کانپ رہے تھے ان کی دانت بج رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ اللہ برا کرے ان کافروں کا ۔ بے ختنہ بریدوں کا کہ گرمی کے موسم میں اتنی سخت سردی ہے ان کے ملک میں جاڑے میں کیا حال ہو گا۔

ایک مسلمان نے داس ابواہول کو کانپتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ داس تمہیں کیا ہوا۔ کیوں کانپ رہے ہو۔

داس نے جواب دیا۔ میں سردی سے ٹھٹھرا جا رہا ہوں۔

مسلمان۔ تم گرم کپڑے پہن کر اپنے جسم کو گرم کیوں نہیں لیتے۔

داس۔ جو کپڑے میں پہنے ہوں ان کے سوائے میرے پاس اور کچھ نہیں ہے اس مسلمان نے میسرہ سے داس کا حال کہا۔ انہوں نے اسی وقت اپنے پہننے کی پوستین داس کو دے دی داس نے جلدی سے اسے پہن لیا۔ جب ان کا بدن گرم ہوا تو انہوں نے میسرہ کو دعا دی اے میسرہ خدا تمہیں بہشت کے قطیفوں میں سے ایک قطیفہ (عمدہ چادر) عطا فرمائے۔

میسرہ نے کہا۔ اے داس۔ تم نے دعا دینے میں بخل کیا قطیفہ کے بجائے حلہ (برد و باقی) کیوں نہ کہا۔

مسلمان چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک خوش گوار قطعہ میں پہنچے اس میں کثرت سے میٹھے پانی کے چشمے تھے۔ درخت کم تھے سردی بھی وہاں زیادہ نہ تھی۔ مسلمان وہاں ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ تمام لشکر جمع ہو گیا۔ میسرہ پھر روانہ ہوئے علم ان کے ہاتھ میں تھا مسلمان ان کے پیچھے تھے راستے میں انہیں ایک رومی بھی نہ ملا۔ شاید رومیوں کو مسلمانوں کے درہ میں داخل ہونے کی خبر ہو گئی تھی وہ ڈر کر ادھر ادھر ہو گئے تھے۔"

سعید بن عامر نے بیان کیا ہے کہ ہم سب پانچ روز تک چلتے رہے ہمیں

ایک رومی بھی نظر نہ آیا۔ پانچویں روز ہم چلے جاتے تھے کہ پہاڑ کی جڑ میں شگاف کے قریب کچھ سیاہی نظر آئی ہم اس طرف چل پڑے جب اس کے قریب گئے تو دیکھا کہ عین پہاڑ کے نیچے درہ سے ملا ہوا ایک گاؤں ہے۔ ہم گاؤں میں گھس گئے وہ خالی تھا ایک انسان کا بھی پتہ نہ تھا البتہ مرغ بانگ دے رہے تھے اور بکریاں بول رہی تھیں ہم سمجھ گئے کہ رومیوں نے ہمیں دیکھ لیا اور بھاگ گئے ــــ ہم نے گاؤں پر چھاپہ مارا۔ سامان، بھیڑ بکریاں مرغیاں غرض جو کچھ بھی ملا سب پہ قبضہ کر لیا۔ میں نے دامس ابوالہول کو دیکھا کہ انھوں نے اس گاؤں سے تین کمبل لے کر اپنے شانوں پہ ڈال لئے تھے اور دو اونی چادریں لے رکھی تھیں میں نے ان سے کہا ـــ یا ابوالہول ـــ تمھارے پاس کیا ہے ـــ انھوں نے جواب دیا اے سعید یہ اس ملک کے لئے جڑاول ہے ـــ میں نے کہا بس تم نے یہی لیا ہے کچھ اور سامان لیجئے ـــ انھوں نے کہا باز رہو اے سعید ـــ ہلاک کر دیا تھا مجھے اس ملک کے جاڑے نے میں اسے کبھی نہ بھولوں گا۔ مجھے سوائے جڑاول کے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

مرج القبائل میں آمد

مسلمان اس گاؤں سے آگے روانہ ہوئے وہ ایک خوش سواد قطعہ آراضی پہ پہنچے ـــ اس کا نام مرج القبائل تھا وہ مقام بڑا وسیع اور کشادہ تھا۔ مسلمان اس میدان میں پھیل گئے۔ میسرہ نے بھی قیام کر دیا ـــ وہ اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ ابوعبیدہ کے پاس واپس چلے جائیں۔ کیونکہ ابوعبیدہ نے چلتے وقت ہدایت کی تھی کہ وہ دور نہ جائیں نہ کسی بڑے لشکر سے ملاقی ہوں نہ کسی بڑے شہر پہ حملہ کریں۔

وہ غور و خوض کر رہے تھے گھوڑے چر رہے تھے اور مسلمان اطمینان سے آرام کر رہے تھے کہ میسرہ نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ وہ ایک گبر کو قتل چوپایہ کے آگے آگے چلے آ رہے ہیں جب وہ پاس آئے میسرہ نے ان سے دریافت کیا۔ تم اسے کہاں سے لائے ہو۔

مسلمان نے جواب دیا۔ اے سردار! میں ذرا آگے نکل گیا تھا میں نے ایک گبر کو دیکھا کہ کبھی وہ ظاہر ہوتا ہے کبھی چھپ جاتا ہے میں اس کی طرف جھپٹا اور اسے

جا پکڑا۔ یہی وہ گبر ہے۔ یہ کمبخت رومی زبان جانتا ہے۔
میسرہ نے ایک معاہدی کو بلا کر کہا۔ اس سے پوچھو یہ کون ہے اندر اسے رومیوں کی کچھ خبر ہے۔
معاہدی نے اس سے اس کی زبان میں گفتگو شروع کی بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ جب دیر ہوئی تو میسرہ نے کہا۔ معاہدی سختی ہو تجھ پر گبر کیا کہتا ہے۔ معاہدی نے عرض کیا۔ یہ کہتا ہے کہ جب ہرقل اعظم اس نواح میں آیا اور اس نے یہاں آکر انطاکیہ فتح ہو جانے کی خبر سنی تو اسے بڑا ملال ہوا اس نے اپنے بطارقہ اور حجاب سے کہا ـــــ مجھے اندیشہ ہے کہ مسلمان ہمارے تعاقب میں ان دروں میں بھی آجائیں گے۔
چنانچہ اس نے فوج جمع کی اور تیس ہزار سوار ایک بطریق کو دے کر ان دروں کی نگرانی پر چھوڑا اور خود قسطنطنیہ چلا گیا ـــــ وہ بطریق ان دروں کی حفاظت کرتا ہے اور یہاں سے قریب ہے۔
میسرہ نے معاہدی سے کہا۔ اس گبر سے پوچھو وہ لشکر یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔؟
میسرہ نے یہ سنتے ہی فکر مند ہو کر سر جھکا لیا ـــــ ان سے ابو عبیدہ بن خدافہ سہمی نے کہا۔ اے سردار۔ تم اس خبر کو سن کر پریشان اور فکر مند ہوگئے حالانکہ ہم میں سے ہر ایک ـــــ ایک ایک ہزار رومیوں سے لڑے گا۔
عبد اللہ بن خدافہ سہمی نہایت بہادر تھے۔ ان کے پاس ایک لوہے کا گرز تھا وہ اسی گرز سے لڑا کرتے تھے۔ میسرہ نے ان سے کہا۔ اے عبد اللہ میری فکر مندی خوف یا بے صبری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے کہ میرے زیر علم یہ پہلا لشکر دروں میں داخل ہو رہا ہے اگر اسے کچھ بھی زخم پہنچا تو امیر المومنین عمر الخطاب مجھے ملامت و سرزنش کریں گے۔
مسلمانوں نے میسرہ سے کہا تم مطلق کسی بات کا خیال نہ کرو ہم موت کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ میں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ یہ دنیا فانی ہے یہاں سے ضرور اسے ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہے وہ دشمنوں سے

کیا ڈرے گا۔ تم ہمیں ساتھ لے چلو۔ ہم لڑیں گے۔
میسرہ نے مجاہدی سے کہا۔ اس گبر سے دریافت کرو کہ لڑائی کے لئے یہ میدان اچھا ہے یا اس سے بھی آگے کوئی میدان اس سے بڑا ہے۔
مجاہدی نے گبر سے دریافت کر کے کہا۔ یہ کہتا ہے کہ اس سے اچھا میدان کوئی اور نہیں ہے۔
میسرہ نے گبر کو دعوت اسلام دی اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ اسے قتل کر دیا۔
اسی وقت رومیوں کا لشکر نمودار ہوا۔ صلیبیں اور جھنڈے لہرا رہے تھے وہ مسلمانوں کے قریب آکر اترا چونکہ بتیس ہزار سوار تھے اس لئے دور تک پھیل گئے۔ دن قریب ختم کے تھا اس لئے اس روز کوئی حرکت رومیوں نے نہیں کی۔
دوسرے روز صبح کی نماز پڑھ کر

مرج القبائل میں صف بندی

میسرہ نے بطور وعظ کے کہا۔
یا ایھا الناس تمہاری آزمائش کا وقت آگیا ہے تم اس بات کو جانو کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے تم نے یہ بھی سنا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الجنتہ تحت ظلال السیوف (یعنی جنت تلواروں کے سائے میں ہے) تم اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کا خیال نہ کرو تم نے اکثر دیکھا ہے کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی اور غلبہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تم یہ پہلا اسلامی لشکر ہے کہ روم میں سرنگوں نہ ہونے دینا۔
مسلمانوں نے پکار کر کہا۔ اے سردار ہم دشمنوں کی کثرت سے خائف نہیں ہوئے تم ہمیں لے کر چلو ہم ان سے لڑیں گے ہمیں خدا سے غلبہ اور مدد کی امید ہے۔
میسرہ ان کا کلام سن کر خوش ہوئے وہ مع تمام مسلمانوں کے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور میدان میں نکلے سب سے آگے غلاموں کی جماعت ہوئی ایک ہزار غلام تھے سرخ رنگ کا لباس پہنے تھے۔ حربے اور تلواریں ہاتھوں میں لئے تھے وہ سب پیدل تھے ان کے سردار واس ابوالہول تھے ایک علم ان کے ہاتھ میں تھا پھریرا میسرہ بن مسروق عبسی کے ہاتھ میں تھا تین ہزار سوار ان کے تحت میں تھے۔

میسرہ بن مسروق العبسی نے لشکر اسلام کی صف بندی اس طرح کی کہ میمنہ میسرہ دونوں بازو اور قلب قائم کئے ۔ میمنہ میں عبداللہ بن حذافہ السہمی کو اور میسرہ پر سعد بن سعید الحنفی کو مقرر کیا ۔

رومی اس وقت میدان میں آگئے تھے جب سلمان نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے انھوں نے بھی صف بندی کر لی تھی ۔ انھوں نے اپنے لشکر کی تین صفیں کی تھیں ۔ ہر صف میں دس دس ہزار سوار تھے تمام رومی زرہوں پر ریشمی لباس پہنے تھے ان کے ہتھیار مجلا اور مصفا تھے اور بھی تمام ساز و سامان نئے اور اچھے تھے

جب دونوں لشکروں کی ترتیب ہو چکی تب رومیوں کے لشکر میں سے ایک عرب متنصرہ نکلا ۔ وہ ایسی زرہ پہنے تھا کہ سوائے آنکھ کی پتلی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ۔ گویا اس نے لوہے میں پناہ لے لی تھی ۔ اور یہ سمجھ گیا تھا کہ موت اسے نہ پا سکے گی اس نے آگے بڑھ کر بلند آواز سے کہا ۔

مسلمانو! تمہارا ظلم حد سے بڑھ گیا ہے ۔ تم نے ملک شام کو فتح کر لیا لیکن اس پر بھی قانع نہ ہوئے ان دروں میں بھی گھس آئے ۔ اب یہ سمجھ لو کہ یہاں تمہاری موت تمہیں لائی ہے ۔ تمہارے سامنے جو رومی لشکر ہے یہ تیس ہزار ہے ان میں سے ہر شخص نے صلیب اٹھا کر قسم کھائی ہے کہ وہ شکست اٹھا کر نہ بھاگے گا خواہ مارا جائے ۔ اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم ہتھیار ڈال دو ۔ اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ۔ ہم تمہیں گرفتار کر کے ہرقل اعظم کے حضور میں پہنچا دیں گے وہ جو مناسب سمجھیں گے تمہارے ساتھ سلوک کریں گے ۔

وامس ابوالہول کی جنگ

وامس ابوالہول اس عرب متنصرہ کی طرف آنکلے ان کے ہاتھ میں علم تھا انھوں نے اس کے پاس جا کر کہا ۔ ظالم وہ ہے جو خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے خدا نے تمہیں اس لئے نعمتیں دی تھیں کہ تم اس کا شکر کرو ۔ مگر تم نے ناشکری اور نافرمانی کی اس نے تم سے نعمتیں چھین لیں ۔ تم نے اپنی کثرت کے زعم پر بڑی یاوہ گوئی کی ہے تو یہ نہیں جانتا کہ مسلمان گرفتار ہونے یا شکست کھانے سے مرجانا اچھا سمجھتے ہیں ۔ مرنا ہماری عین تمنا ہے میں عربوں کا ادنیٰ ترین غلام پھر

غلاموں کا بہادری سے کیا واسطہ۔ لیکن اگر تجھے شجاعت کا زعم ہے تو مجھ پر حملہ کر تاکہ میں تجھے تیرے خون میں نہلا دوں۔

عرب متنصرہ نے ان پر حملہ کیا ۔۔۔ دامس نے اس کا وار روک کر اپنے علم کو جنبش دی اور عرب کے اس زور سے نیزہ مارا کہ نیزہ زرہ توڑ کر پسلیوں کو کھولتا ہوا پشت سے پار نکل گیا۔ عرب متنصرہ مردہ ہو کر گرا۔

دامس نے اس کی لاش دیکھی وہ بڑے تن و توش کا تھا۔ تناور درخت کی طرح گرا پڑا تھا۔ دامس نے علم کو بلند کر کے پکار کر کہا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر فتح اللہ ونصر۔ انھوں نے نیزہ پھینک دیا اور حربہ ہاتھ میں لے لیا۔

جب رومیوں نے اپنے ساتھی کو مردہ دیکھا تو بڑا طیش آیا ایک اور قوی ہیکل رومی گھوڑا دوڑا کر ان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب وہ نزدیک آیا تو دامس نے اس پر حربہ کھینچ مارا۔ حربہ کاری پڑا۔ اور رومی مردہ ہو کر گرا۔

ابوالہول کے اس کارنامے کو دیکھ کر رومی دنگ رہ گئے ان میں سے بعض نے کہا۔ یہ عربوں کا ایک غلام ہے جس نے ہمارے دو بہادروں کو مار ڈالا ہے ان کے رئیس اور بہادر کیسے ہوں گے ۔۔۔ کسی اور رومی کو ان کے مقابلے میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔

دامس ابوالہول نے کچھ دیر تو کسی رومی کے نکلنے کا انتظار کیا مگر جب کوئی نہ نکلا تو انھوں نے زیادہ ہی جھپٹ کر قلب فوج پر حملہ کیا اور ایک اور رومی کو مار ڈالا وہ پھر لوٹ کر دونوں لشکروں کے بیچ میں آ گئے اور شیر کی طرح پھرنے اور لڑنے والے کو طلب کرنے لگے۔

رومیوں نے ایک دوسرے کو سرزنش کی۔ دفعتہً رومیوں کی پہلی صف نے جس میں دس ہزار سوار تھے حملہ کر دیا دامس نے نہایت بہادری سے ان کے حملے کو روکا میسرہ بن مسروق العبسی نے پکار کر کہا الحملتہ الحملتہ یعنی حملہ کرو۔ حملہ کرو۔ مسلمان رومیوں پر ٹوٹ پڑے سب سے پہلے دامس کے ساتھی غلاموں نے حملہ کیا کہ رومیوں کو پیچھے کی طرف پلٹ دیا۔ دامس کو ان کے نرغے سے بچایا غلام پکار کر کہہ رہے تھے نحن عبید اللہ وعزنا مثل الحسنین فی اللہ تقتل من کفر باللہ یعنی ہم

اللہ کے بندے ہیں ہمارا تلوار مارنا آگ کی گرمی کی طرح ہے ہم اللہ کی راہ میں اسے قتل کریں گے جس نے اللہ کے ساتھ کفر اور ناسپاسی کی۔

نہایت خوں ریز جنگ ہوئی جوں جوں آفتاب اونچا ہوتا رہا۔ لڑائی کی گرمی بھی بڑھتی رہی یہاں تک کہ دوپہر کے وقت بڑی مار دھاڑ ہوئی۔ تلواریں چمک رہی تھیں شام کے وقت دونوں لشکر جدا ہو گئے اس روز مسلمانوں کے دس آدمی گرفتار ہو گئے۔ ان کے نام یہ ہیں عامر[1] بن طفیل۔ راشد[2] بن زبیر، مالک[3] بن جابر، سالم[4] بن مرج، رافع[5] بن عابد۔ عون[6] بن قاربہ۔ مشعر[7] بن حسان۔ مفرح[8] بن عاصم، نبہان[9] بن مرہ اور عدی[10] بن شہاب۔ پچاس مسلمان شہید ہوئے ان میں قابل ذکر یہ لوگ ہیں۔ حرث بن یربوع۔ سہم بن جابر، عبداللہ بن عابد، جریر بن حارث عبد بن ماہر۔ نعمان بن بحیر زید بن ارقم جزارہ بن حاتم زواحد بن سہیل رومیوں کے گیارہ سو آدمی مارے گئے اور گیارہ گرفتار کر لیے گئے۔

واثلہ ابوالہول کی مفقود الخبری

جب دونوں لشکر جدا ہوئے تو مسلمانوں نے واثلہ کو نہ پایا انھیں بڑا رنج و فکر ہوا۔ انھوں نے مقتولوں میں دیکھا وہاں بھی نہ پایا مسلمانوں کو بڑا اشتیاق گزرا میسرہ بن مسروق نے کہا۔ اگر ابوالہول مارے گئے تو مسلمان بڑی مصیبت اور رنج میں مبتلا ہوئے۔ ہم اللہ سے مسلمانوں اور واثلہ کے گرفتار ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔ کون شخص واثلہ اور ان کے ساتھیوں کی خبر لا دے گا۔

چونکہ دن چھپنے لگا تھا اس لیے کسی مسلمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ رات کو مسلمانوں نے اپنی حفاظت کا معقول انتظام کیا۔ صبح کو نماز پڑھی ابھی نماز سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ عیسائی میدان میں پہنچ گئے صف بندی ہونے کے بعد جنگ شروع ہو گئی رومیوں نے مسلمانوں پر نرغہ کیا ایک ایک مسلمان پر دس دس اور سو سو رومی حملہ کرتے تھے اور یا اس مسلمان کو مار ڈالتے تھے یا گرفتار کر لیتے تھے رومی تیس ہزار تھے اور مسلمان چار ہزار۔ لیکن مسلمان نہایت استقلال سے اور بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے میسرہ بطور نصیحت کے کہہ رہے تھے۔ اے لوگو بہشت آراستہ کر دی گئی ہے موت میدان میں گھوم رہی ہے جو موت سے ڈرے گا وہ اسے جلد دبوچ لے گی

اور اس سے خوف نہ کرے گا اس پہ داو نہ چلے گا۔ تم مسلمان ہو آخرت کو طلب کرتے رہو۔ بہادری سے لڑو۔ اگر تم نے ذرا بھی کمزوری دکھائی، تو دشمن دلیر ہو جائے گا۔ خدا کا نام لے کر سختی سے حملہ کرو ــــ میانوں کو توڑ ڈالو۔ تلواریں ہاتھوں میں لے لو یہی نجات کا راستہ ہے۔"

مسلمانوں نے خوشی میں آ کر میان توڑ ڈالے اور بہادری سے لڑنے لگے اس لڑائی کے دو نام رکھے گئے، ایک دفعتہً مرج القبائل (مرج القبائل کی جنگ) اور دوسری دفعتہ الظعنہ (میان توڑ ڈالنے کی جنگ)

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مسلمان لڑتے رہے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ لوٹ نہ سکیں گے شہید ہو جائیں گے پھر بھی انھیں اللہ کی ذات سے مدد اور غلبہ کی امید تھی رومی کلمات کفر پکار پکار کر کہہ رہے تھے اور پھرتی سے تلواریں مار رہے تھے۔ مسلمان عرب النصر، النصر اور غلام یا محمد یا محمدؐ پکار رہے تھے۔ غلام بھی موت کی لڑائی لڑ رہے تھے۔

عطیہ بن ثابت نے بیان کیا ہے میں مسلمانوں کے ساتھ نہایت سختی سے لڑ رہا تھا۔ ہم لوگ بڑے اندوہ میں مبتلا تھے۔ دفعتہً میں نے رومیوں کے لشکر میں ایک خوفناک آواز سنی جیسے کوئی رومیوں کو دھمکا رہا ہو میں نے اس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو غبار نظر آیا میں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ غبار کے اندر کیا ہے اس طرف دوڑ گیا ــــ وہاں جا کر دیکھا ۔ رومی مسلمانوں سے جنگ میں مصروف ہیں کوئی مسلمان بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہہ رہا ہے۔ میں نے سمجھا شاید یہ فرشتے ہیں جو آ رہے ہیں ــــ جب غور کیا تو آواز دامس ابوالہول کی معلوم ہوتی ـــ میں رومیوں کو چیرتا ہوا اندر گھسا۔ دیکھا تو دامس بیٹھے ہوئے لڑ رہے ہیں ان کے گرد دس مسلمان ہیں وہ بھی زانوں کے بل کھڑے جنگ کر رہے ہیں دامس کا یہ عالم تھا کہ وہ تنہا رومیوں کے حملے روک رہے تھے اور موقع پا کر ایک دو رومیوں کو مار ڈالتے تھے۔ میں نے کہا۔ دامس تمہارا کیا حال ہے۔ تمہارے گم ہونے سے مسلمان رنج و غم میں مبتلا ہو گئے تھے۔

دامس نے کہا ــــ صبر کرو۔ اے ابن ثابت یہ وقت ان باتوں کے پوچھنے کا نہیں

بلکہ لڑنے کا وقت ہے ۔
عطیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ میں دوڑ کر میسرہ کے پاس آیا میسرہ نہایت خونریز جنگ میں مبتلا تھے ان کے ہاتھ میں جو علم تھا وہ کفار کے خون سے رنگین ہو گیا تھا میں نے پکار کر کہا ۔۔ اے سردار خوش ہو ۔ انھوں نے دریافت کیا ۔ کیا خوشخبری ہے ۔ رحمت کرے اللہ تم پر ۔ میں نے کہا دامس ابوالہول اور ان کے ساتھی قید سے رہا ہو گئے
ابھی عطیہ اور میسرہ باتیں کر رہے تھے کہ دامس ابوالہول اور ان کے ساتھی وہاں آ گئے وہ سب خون میں نہا رہے تھے اسی وقت رومی پیچھے ہٹ گئے مسلمان بھی الگ ہو گئے ۔ اس روز اڑتالیس مسلمان شہید ہوئے ۔ رومی تین ہزار سے کچھ زیادہ مارے گئے اور دامس اور ان کے ساتھیوں نے جتنے مارے ان کے علاوہ ہیں ۔
میسرہ دامس کی طرف آئے اور ان کی تعظیم کے لئے گھوڑے سے اترنے لگے دامس نے پکار کر کہا ۔۔ اے سردار تمھیں خدا کی قسم ہے ایسا نہ کرو ۔"
میسرہ نے ان کے پاس آ کر مصافحہ کیا اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور ان کا حال پوچھا ۔ دامس نے کہا ۔ اے سردار رومیوں نے مجھے اور دس مسلمانوں کو گرفتار کر کے زنجیروں میں جکڑ لیا تھا ۔۔ بیڑیاں پیروں میں ڈال دیں ۔ ہمیں اپنی زندگی کی آس نہیں رہی تھی رات کو میں سو گیا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرمایا لاباس علیک یا دامس وعلیہم منزلتک عند اللہ عظیما یعنی نہیں ہے سختی تجھ پر اے دامس ۔ اللہ کے نزدیک تیرا مرتبہ ہے آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے بیڑیوں کو کھینچا وہ کھل گئیں ۔ زنجیروں کو چھوا وہ دور ہو گئیں ایسا ہی میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہم اور سب رہا ہو گئے حضور نے فرمایا البشیر و النصر اللہ فانا محمد رسول اللہ یعنی تمھیں اللہ کی مدد کی بشارت ہو میں محمد اللہ کا رسول ہوں ۔ پھر وہ چلے گئے ۔ ہم نے تلواریں سنبھال لیں ۔ صبح ہو چکی تھی جب رومی لڑائی میں مشغول ہوئے ہم نے ان پر حملہ کر دیا ۔
مسلمان یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے انھوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے ۔

قاصد کی روانگی دوسرے دن میسرہ نے نماز خوف پڑھی وہ پہلے شخص ہیں

جنھوں نے دوروں میں معہ مسلمانوں کے نماز خوف پڑھی ــــ نماز پڑھ کر انھوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے لوگو! اس چیز پر صبر کرو جو تم پر اتری ہے۔ مصیبت میں صبر ہی کرنا چاہیئے اگرچہ ہم دشمنوں کے بیچ میں ہیں اور انھوں نے ہمیں گھیر لیا ہے لیکن یہ خدا کی مہربانی ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کر رہے ہیں لڑائی اللہ کی تائید اور مدد کے بغیر نہیں ہوتی امین الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان سے دور نہ جاؤں۔ مگر میں اتنی دور چلا آیا کہ جیش اسلام سے سات روز کا فاصلہ ہے۔

سعید بن عمر بن نفیل العدوی نے کہا ہے کہ اس کلام سے تمہارا مطلب کیا ہے اگر تم لڑائی پر ہمیں رغبت دلاتے ہو تو ہم سے زیادہ مشتاق لڑائی کا کون ہو سکتا ہے۔

میسرہ۔ اس بات کو میں خوب جانتا ہوں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں کسی شخص کو ابو عبیدہ کی خدمت میں مدد طلب کرنے کے لئے بھیجوں۔

سعید۔ اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ نہایت مناسب ہے۔

میسرہ۔ ان چار شخصوں میں سے جو بطور راہبر کے ساتھ آئے تھے ایک ہوشیار شخص کو منتخب کیا اس سے کہا۔ اگر تم ہمارے سردار ابو عبیدہ کے پاس جا کر جو کچھ یہاں دیکھ رہے ہو وہ بیان کر دو تو تمھیں تمہارے حوصلے سے زیادہ انعام دیا جائے گا۔

اس نے منظور کر لیا وہ اسی وقت روانہ ہوا اور رات دن گھوڑا دوڑائے چلا گیا۔ بہت کم اس نے آرام کیا۔ یہاں تک کہ ابو عبیدہ کے لشکر میں پہنچا۔

ابو عبیدہ حلب میں تھے انھوں نے اس معاہدی کو دیکھ کر پہچان لیا وہ دوڑ کر اس کے پاس آئے اور پوچھا۔ اے ذمی بھائی بتا کیا حال ہے؟

وہ اس قدر بے اوسان ہو رہا تھا کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ ابو عبیدہ نے اول اس کے لئے کھانا منگوایا۔ جب وہ کھانا کھا کر سیر ہو گیا اور پانی پی کر اسے تسلی ہو گئی تو ابو عبیدہ نے اس سے دریافت کیا ــــ اے ذمی بھائی کیا خدا نہ تمام لشکر ہلاک ہو گیا ہے۔

ذمی نے جواب دیا ــــ نہیں اے سردار لیکن رومیوں نے انھیں گھیر لیا ہے اور ہر شہر سے فوجیں آ رہی ہیں ــــ وہ ابھی تک بڑی دلیری سے لڑ رہے ہیں

ہیں ایک روز مسلمانوں نے میان توڑ ڈالے تھے اور بڑی شدت سے جنگ کی تھی اس روز وامس ابوالہول اور ان کے دس آدمی گرفتار ہوگئے تھے رات کو بنی عرب نے ان کو چھڑا لیا اور وہ مسلمانوں میں آکر ملے۔

اے سردار تمھارے بھائیوں کی مدد ضروری ہے تم فوراً ان کی مدد کرو۔

ابوعبیدہ۔ یہ حالت سن کر بے چین ہو گئے وہ خالد بن الولید کے خیمے پر پہنچے اس وقت خالد زرہ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے ابوعبیدہ کو دیکھتے ہی ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے ـــــ انھیں سلام کیا۔ مرحبا کہی اور کہا ــــ خیر ہے۔ اس وقت کیسے آئے۔

ابوعبیدہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے پر لائے اور ذمی سے کہا۔ اب تم ان سے بھی سب واقعات بیان کرو۔

ذمی نے تمام حالات ان سے بھی بیان کئے خالد بن الولید بھی بیچین ہوگئے انھوں نے کہا اللہ بزرگ و برتر نے ہماری مدد کی ہے اس نے ہمیں مصیبت میں نہیں چھوڑا نہ کمزور ہونے دیا۔ ہم جب تعداد کی تاش کریں کم ہے میسرہ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے اس نے انھیں مبتلائے مصیبت کر دیا ہے ـــــ ہمارا بے چین ہو جانا قدرتی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۔ یعنی اے ایمان والو۔ صبر کرو مقابلے میں ڈٹے رہو ملے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید رستگاری کو پہنچو۔ اور خدا نے یہ فرمایا ہے ان اللہ مع الصابرین یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اے سردار میں اللہ کی راہ میں بخل نہ کروں گا میں نے اپنے نفس کو خدا کی راہ میں قید کیا ہے۔ میں جلد جاؤں گا مسلمانوں کی مدد کے لئے شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرما کر بہشت مرحمت فرمائے وہ اپنے خیمے پر جھپٹ کر گئے جلدی سے زرہ پہنی کلاہ اوڑھی عمامہ باندھا۔ تلوار کو حائل کیا گھوڑے پر سوار ہوئے نیزہ رکاب میں رکھا اور ابوعبیدہ کے پاس آگئے۔

ادھر ابوعبیدہ نے مسلمانوں کو خالد بن الولید کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ سارا

لشکر تیاری کرنے لگا۔ تمام فرودگاہ میں شور و غل بپا ہو گیا۔ ابوعبیدہ نے یہ حال دیکھ کر صرف تین ہزار مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا۔ باقیوں کو روک دیا جب وہ تیار ہو کر آ گئے تو انہیں حضرت خالد کے ساتھ روانہ کیا اور ان کی روانگی کے بعد عیاض بن غانم کو ایک ہزار سوار دے کر بھیجا ان لشکروں کو روانہ کر کے ابوعبیدہ سجدے میں گر گئے اور کہا۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اس ذات نور رسول اللہ صلعم کے واسطے سے جن کے نام کو تو نے اپنے نام سے ملا لیا اور ان کی بزرگی سے ہمیں شناسا کر دیا کہ پیٹھ دے تو راہ کو اور اے معبود عالم ہمیں ساتھیوں سے ملا دے۔

مرج القبائل میں جنگ

سلیمان بن عامر انصاری نے بیان کیا ہے کہ میں مرج القبائل میں میسرہ بن مسروق العبسی کے ساتھ تھا ـــــ ہم لوگ روزانہ رومیوں سے لڑتے تھے ـــــ رومیوں کے لیے برابر کمک آ رہی تھی ـــــ ہم کشود کار کے منتظر تھے صبح سے شام تک لڑتے رہتے اور رات کو راحت حاصل کرتے تھے ایک روز جب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہو گئیں تو ایک گرانڈیل رومی نکلا۔ معلوم ہوا وہ بطریق تھا اور بطریق اعظم کا مصاحب خاص تھا۔ اس کا نام فلیص بن جریج تھا وہ دوہری زرہ پہنے تھا دونوں بازوؤں پر بازو بند تھے اور کہنیوں پر کہنیاں لوہے کی تھیں ـــــ سر پر خود تھا خود پر سونے کا تاج نما خود تھا جو دھوپ میں جگمگا رہا تھا ـــــ اس کے ہاتھ میں آہنی گرز تھا جو اونٹ کے ہاتھ کی طرح تھا۔

اس نے دونوں لشکروں کے بیچ میں آ کر گرز دکھایا اور رومی زبان میں کچھ کہا میسرہ نے اپنے مترجم سے دریافت کیا۔ یہ کیا کہتا ہے۔

مترجم نے کہا۔ یہ اپنا نام و نسب مخریہ بیان کرتا ہے اور لڑنے والے کو طلب کرتا ہے۔

میسرہ نے اپنے تمام ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ـــــ اس کے مقابلے میں کون جائے گا۔

قبیلہ نخع کے ایک مرد نے گھوڑا بڑھایا اور اس کے مقابلے کو نکلا وہ رومی طرز کا لباس

پہنے تھے فلبیص یہ سمجھا کہ وہ عرب متنصرہ میں سے ہیں اور مسلمان ہو گئے ہیں اسلئے ان سے رومی زبان میں کچھ کہا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ اس کی بات نہیں سمجھتے ہیں تو ان پر حملہ کر دیا اور عمود سے وار کیا۔

اتفاق سے نخعیؒ کا گھوڑا الف ہو گیا عمود گھوڑے کے سر پر پڑا گھوڑا ایک بار گرا۔ نخعیؒ کود کر گھوڑے سے الگ ہو گئے انھوں نے تلوار میان سے نکال کر گبیر پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن فوراً ہی میسرہ نے پکار کر کہا۔ یا اخی تم پیادہ ہو گئے ہو اپنے آپ کو ہلاکی میں نہ ڈالو واپس لوٹ آؤ۔

نخعیؒ لوٹے۔ گبران کے پیچھے دوڑا۔ مسلمانوں نے اسے ڈانٹا اور عبداللہ بن حذافہ بھی للکارتے ہوئے گبر کے مقابلے کو چلے۔

گبران متواتر آوازوں کو سن کر مرعوب ہو گیا وہ رک گیا اور نخعیؒ اسلامی لشکر میں آ گئے۔

عبداللہ بن حذافہ کی گرفتاری

عبداللہ بن حذافہ گھوڑا دوڑا کر فلبیص گبر کے سامنے جا پہنچے فلبیص نے ان پر وار کیا۔ عبداللہ اس کا وار بچا گئے۔ انہوں نے اس پر تلوار کا وار کیا لیکن تلوار زرہوں پر پڑ کر اچٹ گئی مطلق بھی کارگر نہ ہوئی۔

فلبیص عمود سے حملہ کرتا تھا۔۔۔ عبداللہ اسے ڈھال پر روکتے تھے اور جب وہ تلوار سے حملہ کرتے تھے تو کارگر نہ ہوتی تھی دونوں دیر تک لڑتے رہے عبداللہ کے بازو سست ہونے لگے انھوں ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر تلوار کا وار کیا تلوار اس کی داڑھی کے نیچے پڑی اور حلق کو کاٹتی ہوئی سینے میں در آئی اور نیچے زرہ پر پہنچ کر اٹھی اور گلا اڑا گئی اس کا سر کٹ کر دور جا گرا لاش کانپ کر زمین پر گری گبر کے گھوڑے نے بھاگنے کا قصد کیا عبداللہ بن حذافہ نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اپنے گھوڑے سے اتر کر بطریق یعنی فلبیص کی لاش کے پاس گئے۔۔۔ اس کا ساز و سامان اتار کر اپنے گھوڑے پر لادا اور اس کی باگ پکڑ کر اپنے لشکر میں لے آئے۔

واقدی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ فلبیص کے مارے جانے کا رومیوں کو بڑا

رنج ہوا ـــــــ ایک رومی جو فلیبص سے زیادہ قوی ہیکل تھا تیار ہوا اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا ـــــــ مارا گیا فلیبص جو حاجب بادشاہ کا تھا۔ بادشاہ ہمیں سب کو ملامت کرے گا ـــــــ میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں اس کا بدلہ لوں اسے گرفتار کر کے ہرقل اعظم کے سامنے پیش کروں اور کہوں۔ تمھارے مصاحب کا مار ڈالنے والا یہی شیطان ہے اس سے انتقام لو۔

وہ گھوڑا دوڑا کر میدان میں آیا اور مسلمانوں کے قریب پہنچ کر فصیح عربی زبان میں بولا ۔ اے گروہ عرب صلیب مقدس کی قسم تمھارا ظلم حد سے گزر گیا ہے اللہ غالب تمھاری زیادتیوں کا بدلہ تم سے لے گا۔ میرے مقابلے کے لئے وہی شخص نکلے جس نے بادشاہ کے مصاحب کو قتل کیا ہے تاکہ میں اس سے عوض لوں۔

عبداللہ بن حذافہ نے اس کے مقابلے میں نکلنے کا قصد کیا لیکن میسرہ نے انھیں دیکھتے ہوئے کہا۔ اخی تم نے پہلے گبر کے مقابلے میں کافی مشقت اٹھائی ہے اب اس کے مقابلے میں نہ نکلیں۔

میسرہ نے خود اس کے اس مقابلے میں نکلنا چاہا لیکن عبداللہ نے ان سے کہا۔ اے سردار! کیا تم پسند کرو گے کہ گبر بلائے اور میں بزدلی کی وجہ سے اس کے مقابلے کو نہ نکلوں گا۔

میسرہ۔ نہیں۔ بلکہ میں تم پر اس لئے مہربانی کرتا ہوں کہ تم پہلے گبر کے مقابلے کافی مشقت کر چکے ہو۔

عبداللہ۔ تم دنیا میں مجھ پر مہربانی کرتے ہو لیکن دوزخ کی آگ سے بچانے کی مہربانی نہیں کرتے کل قیامت کے روز میرا کیا جواب ہوگا کہ گبر نے مجھے لڑنے کے لئے طلب کیا اور میں نہ نکلا۔ کیا اس وقت دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میرے لئے نہ ہوگی۔

میں قسم دیتا ہوں جیش رسول کی کہ سوائے میرے کوئی شخص لڑنے کے لئے نہ نکلے عبداللہ بن حذافہ اس گبر سے مقابلے کو نکلے انھوں نے فلیبص کا گھوڑا اپنی سواری میں لے لیا تھا باقی سب سامان وہی تھا جو وہ پہلے سے پہنے تھے آلات حرب میں ایک تلوار تھی ایک ڈھال تھی اور ایک خنجر تھا جو پیٹی میں اڑسا ہوا تھا۔

گبر نے فلیص کا گھوڑا دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بادشاہ کے مصاحب کے قاتل ہیں اس نے گھوڑا ان کی طرف دوڑایا اور ان پر اس طرح آپڑا جس طرح پہاڑ ٹوٹ کر گرتا ہے۔ عبداللہ بن حذافہ کو نہ گرداداد دینے کا موقعہ ملا نہ حملہ کرنے کا اور نہ گبر سے اپنے آپ کو بچانے کا۔ گبر نے انھیں زین سے کھینچ کر اپنے گھوڑے پر سوار کرلیا اور وہاں سے کھینچ کر اپنے لشکر میں لے جاکر اپنی قوم کے سپرد کرکے کہا۔ اسے لوہے کی زنجیروں میں مضبوط جکڑ لو اور قسطنطنیہ میں لے جاکر ہرقل اعظم کے سامنے پیش کرکے کہو کہ یہی فلیص بن جرنیح کا قاتل ہے۔

میسرہ کی بہادری

واقدی رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ کو اسی وقت چند سواروں کے ساتھ ڈاک کے گھوڑوں پر قسطنطنیہ روانہ کردیا۔ گبر پھر میدان میں آیا اور اس نے لڑنے والے کو طلب کیا تین مسلمان اس کے مقابلے کو دوڑے میسرہ بن مسروق العبسی نے دیکھا انھوں نے اپنے دل میں کہا۔ اے ابن مسروق العبسی کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ تم اپنی جگہ کھڑے رہو اور ایک گبر کے مقابلے میں تین تین مسلمان نکلیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوگے۔

چنانچہ انھوں نے وہ علم جو ابوعبیدہ نے ان کے لئے بنایا تھا اور وہ ان کے ہاتھ میں تھا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کو دے کر کہا۔ تم اس نشان کو لو اور اگر میں زندہ واپس آیا تو تم سے آکر لے لوں گا اور اگر شہید ہوگیا تو تم اس وقت تک کے لئے رہنا جب تک ابوعبیدہ کسی اور کو سردار مقرر نہ کردیں۔

میسرہ گھوڑا دوڑا کر میدان میں نکلے۔ بطریق نے انھیں دیکھا وہ جھپٹ کر حملہ آور ہوا انھوں نے بھی اس پر حملہ کیا دونوں نے پہلے ہی حملے میں اس بات کو سمجھ لیا کہ دونوں فنون حرب سے خوب ماہر ہیں۔

دونوں نے گرداوے دیئے ایک نے دوسرے کے قریب ہوکر پرزور حملے کئے دونوں طرف کے سپاہی گردنیں ابھار ابھار کر دیکھ رہے تھے۔ بطریق اور میسرہ دونوں غبار میں چھپے ہوئے تھے وہ دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے پوری کوشش کررہے تھے یہاں تک دونوں تھک گئے دونوں الگ ہوکر ایک

دوسرے کی طرف خشم آلود نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ کچھ وقفہ کے بعد رومی نے میسرہ سے کہا۔ اے مسلمان! تمھیں تمھارے دین کی قسم مجھے بتاؤ تمھاری پشت کی طرف یہ کیا نشان ظاہر ہوا ہے۔

میسرہ نے ہنس کر کہا — تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو حالانکہ ہم ہر فریب کی جڑ کو فوراً اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔"

گبر۔ میں حضرت مسیح اور اپنے دین کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں فریب نہیں دے رہا ہوں۔

میسرہ کو خیال ہوا کہیں ان کے لئے مدد تو نہیں آگئی — انھوں نے پلٹ کر دیکھا گبر نے جھپٹ کر جلدی سے ان پر حملہ کیا اور ان کا بازو پکڑ کر عبداللہ بن خدافہ کی طرح اٹھا کر گرفتار کرنا چاہا۔ میسرہ اس کی طرف پلٹے دونوں میں زور آزمائی ہونے لگی اسی وقت اسلامی علم نظر آیا جسے خالد بن ولید اٹھائے ہوئے تھے وہ اور ان کے ساتھی گھوڑے دوڑاتے چلے آرہے تھے۔

مسلمانوں نے انھیں دیکھتے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ گبر نے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ وہ تازہ دم مسلمانوں کو آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے۔ اس کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا — میسرہ کو موقع مل گیا۔ انھوں نے اس کے ہاتھ مارا اور اسے زین سے جدا کرنا چاہا لیکن وہ زنجیروں سے زین میں کسا ہوا تھا — الگ نہ ہو سکا۔

اس عرصہ میں خالد بن الولید بہت قریب آگئے۔ گبر نے انھیں دیکھا اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اس نے میسرہ پر تلوار سے حملہ کیا۔ دونوں تلواریں ایک ساتھ بلند ہوئیں لیکن میسرہ وار میں سبقت لے گئے —— ان کی تلوار نے گبر کے دائیں ہاتھ کو بازو سے کاٹ ڈالا — وہ گھوڑا دوڑا کر رومی لشکر کی طرف بھاگا جو اذیت اسے پہنچی تھی اس سے وہ نالہ و فریاد اور گریہ و بکا کر رہا تھا اسکے غلاموں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ گھوڑے سے اتارا اور اس کے ہمراہیوں نے اوزار آگ میں گرم کر کے زخم کو داغ دیا۔

گبر کے بھاگتے ہی خالد بن الولید میسرہ کے پاس آئے انھوں نے ایک دوسرے

کو سلام کیا۔ میسرہ نے مختصر طور پر جنگ کی تمام روداد بیان کی۔

خالد نے کہا۔ قسم ہے خدا کی عبد اللہ بن حذافہ کی گرفتاری نے تمام مسلمانوں کو غمگین و آزردہ کر دیا ہے امیر المومنین عمر بن الخطاب کی ملامت خوف علیحدہ ہے جب تک ہم انھیں رہا نہ کرالیں گے لڑائی بند نہ کریں گے۔

مسلمانوں نے انتظار کیا کوئی رومی میدان میں نکلے مگر کوئی نہ نکلا بلکہ رومی لشکر اپنے کیمپ میں واپس چلے گئے مسلمان اپنی فرودگاہ میں آ گئے۔

اگلے روز ایک بوڑھا رومی میدان میں نکل آیا وہ ادنیٰ لباس پہنے ہوئے تھا مسلمان اسے حضرت خالد کے سامنے لائے وہ اظہار تعظیم کے لئے سجدہ کے طور پر جھکنے لگا۔ خالد بن الولید اور دوسرے مسلمانوں نے اسے روکا اور کہا تم کس لئے آئے ہو بیان کرو۔

بوڑھے نے کہا۔ "رومی لشکر کے سپہ سالار نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر تم اس بات پر آمادہ ہو جاؤ کہ ہم سے کچھ مال لے کر واپس چلے جاؤ تو ہم تمھارے قیدی کو چھوڑ دیں اور جس قدر مال تم طلب کرو ہم ادا کر دیں گے۔

خالد بن الولید نے کہا۔ ہماری واپسی تین باتوں پر منحصر ہے یا تو تم مسلمان ہو جاؤ یا ہماری اطاعت کرو اور یا جزیہ دو۔ دوسرا قیدیوں کا معاملہ اگر تم خود انھیں رہا کر دو گے تو یہ ہم پر تمھارا احسان ہوگا۔ اور اگر رہا نہ کرو گے تو ہم انشاء اللہ زبردستی رہا کرائیں گے۔

بوڑھا رومی۔ کیا تم ہی عربوں کے سردار ہو؟

خالد۔ ہاں۔

بوڑھا رومی۔ تب میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ آج جنگ ملتوی رکھو۔ کل بطریق لڑنے آیا تھا اس کا ہاتھ کٹ گیا اسے تکلیف ہے اسی نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے ——— جب اسے ذرا سکون ہو جائے گا تو وہ لوگوں سے مشورہ کر کے تمھیں جواب دے گا۔

خالد ——— میں نے تمھاری درخواست منظور کی اگر تم نہ لڑو گے ہم بھی آج نہ لڑیں گے۔

رومی واپس چلا گیا۔

بوڑھا رومی واپس چلا گیا اس نے بطریق سے تمام گفتگو
رومیوں کا فرار بیان کی — رومی کیمپ سے باہر نہیں نکلے —"
مسلمان بھی فرودگاہ ہی میں رہے رات کو رومیوں نے کثرت سے اپنے لشکر میں
آگ روشن کی اور ابتدائی رات میں خیمے اور فالتو سامان چھوڑ کر نہایت
خاموشی سے بھاگ گئے۔

صبح کو خالد بن الولید نے رومی قاصد کے آنے کا انتظار کیا۔ جب کوئی نہ آیا
تو وہ لشکر لے کر میدان میں نکلے تب بھی رومی کیمپ میں سے کوئی نہ نکلا۔ اب
انہوں نے سمجھا رومی رات کو بھاگ گئے وہ دوڑ کر رومیوں کے کیمپ میں پہونچے
وہاں بھی کوئی نہ تھا — خالد نے غصے سے اپنی انگلیوں کو کاٹا اور ان اللّٰہ
وانّا الیہ راجعون کہا اور رومیوں کے تعاقب میں جانے کا قصد کیا میسرہ نے
نے انھیں روکا اور کہا —" اس نواح کے راستے نہایت دشوار گزار ہیں
اور شہر دور دراز فاصلے پر ہیں —"

مسلمانوں نے رومیوں کے سامان پر قبضہ کیا اور ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس
آئے — ابو عبیدہ ان کے بخیریت واپس آنے سے بہت خوش ہوئے میسرہ
نے انھیں سلام کیا انھوں نے انھیں مبارکباد دی۔ میسرہ نے ان سے جنگ
کے تمام حالات بیان کئے جب انھیں معلوم ہوا کہ عبداللّٰہ بن حذافہ قید ہو گئے
اور انھیں رہائی نہیں ملی تو انھیں اور تمام مسلمانوں کو بڑا رنج و غم ہوا۔ ابو عبیدہ
نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی: خدایا عبداللّٰہ بن حذافہ کی حفاظت کر اور انھیں رہائی
دے۔ اللّٰھمّ اجعل اللّٰہ من امرہ فرجاً ومخرجاً۔ یعنی اے میرے اللّٰہ
تو ان کے کام میں کشائش اور جگہ نکلنے کی کر۔

عبداللّٰہ بن حذافہ کی رہائی کی کوشش ابو عبیدہ بن الجراح نے کی اور امیرالمومنین
حضرت عمر کو ایک خط لکھا تفصیل کے ساتھ جس میں مسلمانوں کے دروں میں جانے
رومیوں سے لڑنے اور باعافیت آنے کے تمام حالات لکھ کر عبداللّٰہ بن حذافہ
کی گرفتاری کا حال بھی لکھا۔ جب یہ خط حضرت عمر کے پاس پہونچا تو وہ مسلمانوں
کی گرفتاری کی خبر پڑھ کر رنجیدہ ہوئے انہوں نے کہا میں ہرقل اعظم کو ان کی رہائی

کیلئے لکھوں گا۔ اگر اس نے انھیں میرے پاس بھیجدیا تو اچھا ہے۔ ورنہ خدا کی قسم میں اسکی طرف لشکروں کو اس وقت تک بھیجتا رہوں گا۔ جب تک یا تو عبداللہ رہا نہ ہو جائیں یا ہرقل اعظم گرفتار نہ کر لیا جائے۔

چنانچہ انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے ہرقل اعظم کو اس مضمون کا خط لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لائق حمد وہ خدا ہے جس کی بیوی نہ بیٹا ہے اللہ نے اپنے نبی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجی۔

یہ خط امیر المومنین عمر بن الخطاب کی طرف سے ہے اسے رومی بادشاہ تیرے آدمی عبداللہ بن حذافہ کو گرفتار کرے گئے ہیں ــــ اگر تو انھیں میرے پاس بھیج دے گا تو میں سمجھوں گا کہ تو راہ راست پر ہے۔ اگر تو نے نہ بھیجا تو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تیری طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو جہاد سے زیادہ بہتر کسی سوداگری اور خرید و فروخت کو نہیں سمجھتے ــــ اور اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے نہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرتے ہیں ــــ اس پر سلام ہو جس نے راہ راست کی پیروی کی ــــ۔

حضرت عمر نے یہ خط ابو عبیدہ کے پاس بھیجا اور انھیں ہدایت کی کہ اسے ہرقل اعظم کے پاس بھجوادیں چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے ایک معاہدی کو معقول اجرت اور زاد راہ دے کر قسطنطنیہ روانہ کیا۔ جب وہ قسطنطنیہ میں پہونچا تو بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ قیدی کے متعلق عرب کا قاصد آیا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے ٹھہراؤ وقت مناسب پر طلب کیا جائے گا۔

نزع غیب شہنشہ واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے فلیطس ہرقل اعظم جو انطاکیہ سے بھاگ کر آیا تھا۔ الیشیا میں اپنی سلطنت کا زوال دیکھ کر رنج و صدمہ سے فوت ہو گیا تھا اور اس کے مرنے پر اس کا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا تھا۔ چونکہ اس رومی بادشاہ کا لقب ہرقل اعظم کہلاتا تھا۔ جب ابو عبیدہ کا قاصد ابو عبداللہ بن حذافہ کی رہائی کیلئے

پہونچا تو اس وقت قسطنطین ہی ہرقل تھا۔ (اب جس جگہ قسطنطین کا نام آئے اسے ہرقل اعظم سمجھنا چاہیئے۔")

قسطنطین نے عبداللہ بن حذافہ کو طلب کیا اور اس روز اپنے دربار کی شان شوکت ظاہر کرنے کے لیے بڑا اہتمام کیا عبداللہ بن حذافہ اس کے دربار میں پہونچے تمام بطارقہ اراکین سلطنت درباری خود ہرقل اعظم بڑے تزک و احتشام سے بیٹھے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن حذافہ نے بیان کیا ہے کہ جب میں ہرقل اعظم کے دربار میں پہونچا تو اس کے مصاحبوں اور بطریق نے مجھ سے بادشاہ کو سجدہ کرنے کے لئے کہا میں نے انکار کیا ہرقل اعظم نے مجھ سے خود عربی زبان میں گفتگو شروع کی (قسطنطین بھی عربی جانتا تھا) اور پوچھا "کیا تم اپنے نبی کے گھرانے سے ہو؟"

میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ البتہ میں ان کے نبی عم میں سے ہوں۔

ہرقل اعظم۔ تب بھی تم معزز ہو اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو میں تمہارے ساتھ اپنے بطارقہ میں سے کسی بطریق کی خوبصورت اور پری جمال لڑکی بیاہ دوں اور تمہیں زبردست جاگیر دے کر اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لوں۔

میں — "میں اس دین اسلام کو جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

ہرقل اعظم۔ ابھی فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اگر تم مسیحی ہو گئے تو میں ایک حور طلعت لڑکی سے بیاہ کرنے کے علاوہ جس قدر دولت تمہیں دوں گا اسے ذرا دیکھ تو لو۔

اس نے ایک جامہ دان منگایا جو جواہرات سے بھرا ہوا تھا جب وہ کھولا گیا تو اس میں انبار جواہرات تھے کہ ان کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں میں نے ان کی طرف دیکھا اور دل میں کہا۔ "اللہ اکبر کس قدر دولت ہے۔"

ہرقل اعظم نے مجھ سے کہا۔ یہ لاکھوں روپیہ کی دولت میں تمہیں دوں گا۔

میں نے کہا — یہ دولت کیا اگر تم مجھے اپنی سلطنت دے دو۔ تب بھی یہ ممکن نہیں ہے۔

ہرقل اعظم نے بگڑ کر کہا ـــــ "اگر تم میرے مذہب میں داخل نہ ہوئے تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

میں نے اطمینان سے کہا ـــ تم شوق سے مار ڈالو ـ میں کبھی اپنا مذہب نہ چھوڑوں گا۔

ہرقل اعظم ـــ "اچھا تم صلیب مقدس کو ایک سجدہ کر لو میں تمہیں چھوڑ دوں گا

میں: ہم سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔

ہرقل اعظم۔ اچھا تم سور کا گوشت کھا لو میں تمہیں رہا کر دوں گا۔

میں۔ سور کا گوشت مسلمان کے لیے حرام ہے میں نہیں کھاؤں گا۔

ہرقل اعظم ... اچھا ایک پیالہ شراب پی لو جب بھی چھوڑ دوں گا۔

میں۔ شراب بھی ہمارے یہاں حرام ہے۔ میں نہ پیوں گا۔

ہرقل اعظم نے خشمناک ہو کر کہا۔ قسم ہے مقدس صلیب کی اور قسم ہے اپنے دین کی جب تک تم سور کا گوشت نہ کھاؤ گے اور شراب نہ پیو گے میں ہرگز تمہیں رہا نہ کروں گا۔"

چنانچہ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ مجھے ایک مکان میں قید کر دو اور سور کا گوشت اور شراب میرے سامنے رکھ دیں جب تک میں یہ دونوں چیزیں نہ کھاؤں پیوں کوئی اور چیز نہ دیں۔

غلاموں نے مجھے لے جا کر ایک مکان میں قید کر دیا اور میرے سامنے سور کا گوشت اور شراب رکھ دی۔ تین روز تک کسی نے میری خبر نہیں لی چوتھے روز اس نے اپنے بطارقہ سے جو میری نگرانی پر متعین تھے دریافت کیا کہ قیدی نے کیا کیا۔

مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ان بطریقوں نے اس سے عرض کیا۔ اے بادشاہ اس نے نہ سور کا گوشت کھایا نہ شراب کو ہاتھ لگایا یہ شخص بزرگ قوم میں ہے اس ذلت کو گوارا نہ کرے گا۔ خواہ مر جائے ابھی تک مسلمانوں سے جنگ ہو رہی ہے ہم جو کچھ اس قیدی کے ساتھ کریں گے وہی مسلمان ان کے ساتھ کریں گے جو ہماری قوم میں سے ان کے ہاتھوں میں قید ہو جائیں گے۔"

ہرقل اعظم نے مجھے اپنے روبرو طلب کر کے کہا ـــ "تم نے گوشت کیوں

نہیں کھایا اور شراب کیوں نہیں پی۔"
میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے خیال سے یا نے ایسا نہیں کیا اگرچہ یہ دونوں چیزیں حرام ہیں لیکن اے بادشاہ! تین دن کے بعد اپنی زندگی بچانے کے لیے وہ مجھ پر حلال ہو گئیں تھیں۔ مگر مجھے شرم آئی کہ میں اپنی زندگی بچانے کے لیے یہ چیزیں کھا کر مسلمانوں کے لعن طعن سنوں۔
اب ہرقل اعظم نے امیر المومنین حضرت عمر کا خط پڑھا۔

عبداللہ بن حذافہ کی رہائی

خط پڑھ کر ہرقل اعظم نے عبداللہ بن حذافہ کی زنجیریں علیحدہ کرا دیں ان کا بڑا احترام کیا اور انھیں آزاد کیا انھیں بہت کچھ مال و اسباب دیا اور ایک نہایت آبدار اور بڑا موتی امیر المومنین حضرت عمر کو تحفہ کے طور پر ان کے ہاتھ بھیجا ان کے ساتھ ان کی حفاظت کے لیے سواروں کا ایک گروہ کر دیا یہ لوگ انھیں دور تک اس مقام پر پہونچا گئے ۔ جہاں سے اسلامی گورنمنٹ کی حکومت شروع ہوئی تھی۔

عبداللہ بن حذافہ وہاں سے چل کر ابوعبیدہ کے پاس آئے ابوعبیدہ اور مسلمان انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انھیں مدینہ منورہ بھیج دیا۔"

جب عبداللہ بن حذافہ امیر المومنین حضرت عمر کے پاس پہونچے تو وہ انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے سجدہ شکر ادا کیا پھر انھیں ان کی سلامتی اور رہائی پر مبارکباد دی۔"

حضرت عمرؓ کی دولت سے بے تعلقی

عبداللہ بن حذافہ نے وہ آبدار موتی جو ہرقل اعظم نے تحفہ کے طور پر حضرت عمر کو بھیجا تھا۔ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا وہ اور دوسرے مسلمان اس موتی کو دیکھ کر حیران رہ گئے حضرت عمر نے مدینہ کے جوہریوں کو بلا کر وہ موتی کی قیمت کا اندازہ کرنے کیلئے دکھایا انھوں نے کہا یہ موتی بے بہا ہے ہم نے کبھی اتنا بڑا اور ایسا موتی نہیں دیکھا۔ اس کی قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ کتنی رقم کا ہے۔

ہرقل اعظم نے یہ موتی مجھے تحفہ کے طور پر بھیجا ہے تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔"
مسلمانوں نے کہا یہ تمہارا حق ہے تم اسے لو اللہ تعالیٰ انہیں برکت دے۔
حضرت عمر نے کہا۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ تم نے یہ موتی میرے لئے حلال کر دیا لیکن میں ان مسلمانوں کا حق کیسے غضب کر لوں جو دور ہیں اور نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ ماں کے بیٹے اور باپوں کی پشتوں میں ہیں اور ان کے مہاجرین اور انصار کا جو جہاد کر رہے ہیں ـــــ۔ خدا کی قسم عمر قیامت کے روز ان کے مطالبہ کی طاقت نہ رکھے گا۔"
چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے اس موتی کو اسی وقت فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں جمع کر دی۔

عمرو بن العاص کی قیساریہ کی طرف روانگی

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ مسلمانوں نے معرات کفر۔ طاعت اور فامیہ والوں سے صلح کر لی تھی یہ تمام قلعے اور شہر جبل جوبی کے دامن میں تھے۔"
عمرو بن العاص قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے تھے ان کے ساتھ پانچ ہزار مسلمان تھے ان میں عبادہ بن صامت۔ عمرو بن ربیعہ۔ بلال بن عامر۔ ربیعہ بن عامر اور ربیعہ بن حمزہ تھے۔

شراب نوشی کی سزا

سبیع بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص کے ساتھ ہم ایک گاؤں میں پہونچے میں نے ایک گھر میں انگور کی بیل دیکھی اس میں بڑے بڑے خوشے لٹک رہے تھے انگور بڑی قسم کے تھے میں نے ان میں سے ایک انگور توڑ کر کھایا۔ انگور کھاتے ہی مجھے شدت کی سردی لاحق ہوتی ایسا معلوم ہوا جیسے جاڑا چڑھ آیا ہو میں نے کہا۔ برا کرے ان بے قتہ بریدہ کافروں کا ان کے شہر سرد ہیں۔ ان کا پانی سرد ہے۔ ان کے انگور سرد ہیں۔ اگر یہی حالت ہے تو خوف ہے کہ کہیں ہم سردی کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائیں۔
ایک بچی میری باتیں سن رہا تھا اس نے مجھ سے کہا" اے عرب اگر تمہیں انگور

کے کھانے سے سردی معلوم ہوئی ہے تو آؤ میں ایسی چیز بتاؤں جو تمہیں گرم کر دے وہ مجھے لے کر چلا اور بھی کئی مسلمانوں نے انگور کھائے تھے اور انہیں بھی سردی معلوم ہو رہی تھی وہ بھی میرے ساتھ ہوئے وہ رومی ہمیں ایک بڑے مٹکے کے پاس لے گیا۔ اس میں پانی تھا۔ میں نے اور مسلمانوں نے پی لیا ہمیں نشہ ہو گیا اور جھومتے ہوئے لشکر میں لوٹے عمرو بن العاص کو معلوم ہو گیا۔ کہ ہم نے شراب پی ہے انہوں نے ابوعبیدہ کو لکھا کہ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ جن لوگوں نے شراب پی ہے ان پر حد جاری کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کرو۔

عمرو بن العاص نے مجھے اور ان مسلمانوں کو جنہوں نے میرے ساتھ شراب پی تھی بلایا اور سب مسلمانوں کے سامنے ہمارے تازیانے لگائے۔ مجھے ان تازیانوں سے بڑی تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا میں ضرور اس گبر کو مار ڈالوں گا جس نے مجھے شراب پینے کی راہ بتائی۔

تلوار لے کر میں گاؤں میں گیا اور اس گبر کو تلاش کرنے لگا وہ مل گیا میں اسے قتل کرنے کے لیے دوڑا۔ وہ بھاگا اور کہنے لگا میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔"

میں نے کہا سختی ہو تجھ پر تو نے مجھے ایسی چیز (شراب) کی طرف رغبت دلائی جو ہمارے مذہب میں حرام ہے اور جس کے پینے سے پروردگار ناخوش ہوتا ہے میں تازیانوں سے پٹا گیا ہوں۔ میری چمڑی ادھڑی پڑی ہے

گبر نے کہا۔ قسم ہے حضرت مسیح کی مجھے ایسا معلوم نہ تھا۔ کہ شراب تمہارے ملک میں حرام ہے۔

سیع بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ قریب تھا کہ میں اس گبر کو قتل کر ڈالوں کہ عبادہ بن صامت نے پکار کر کہا۔ "احتیاط کرو اے سیع! یہ ہماری ذمہ داری میں داخل ہے۔ اگر تم اسے مار ڈالو گے تو امیر المومنین عمر بن الخطاب تم پر خشمناک ہوں گے۔"

میں ڈر گیا اور اسے چھوڑ دیا وہ چلا گیا اور میرے لیے انجیر اور جو لے کر آیا اور کہنے لگا تو تم انھیں کھاؤ یہ تمہیں گرم کر دیں گے۔

میں نے انھیں کھایا وہ نہایت گرم اور خوش ذائقہ اور خوشبودار اور پاکیزہ تھے؛ میں نے اس سے کہا برا کرے تیرا اللہ تعالیٰ تو نے یہ چیز اس سے پہلے کیوں نہ دی کہ میں تازیانوں سے پیٹا جاؤں گا۔

جاسوس کا قتل

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاص معہ اپنے پانچ ہزار لشکر کے ایک گاؤں میں مقیم تھے جس کا نام نخل تھا۔ یہ خبر قسطنطین کو پہونچی۔ وہ اس وقت قیساریہ میں تھا اس کے پاس اس کے باپ کے تمام بطارقہ بھاگ کر آنے لگے تھے اس وقت اس کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد (۸۰) ہزار تھی۔ اس نے ایک عرب متنصرہ کو بلا کر کہا۔ تو اسلامی لشکر میں جا کر معلوم کر کے آکہ ان کی تعداد کس قدر ہے۔"

وہ چلا اور لشکر میں آکر معلومات حاصل کرتا ہوا اہل یمن میں جا پہونچا۔ وہ لوگ آگ کے گرد بیٹھے تاپ رہے تھے وہ بھی بیٹھ کر تاپنے لگا اور مسلمان جو باتیں کر رہے تھے انھیں سنتا جاتا تھا۔ جب اس نے سب کچھ معلوم کر لیا تو اٹھا۔ اٹھتے وقت حسب عادت اس کی زبان سے ایسے کلمات نکل گئے جو عیسائی عام طور سے کہتے ہیں۔

اہل یمن انھیں سن کر چونک پڑے۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ شخص عرب متنصرہ ہے اور جاسوس ہے وہ جست کر کے اس کے اوپر جا پڑے اور چشم زدن میں مار ڈالا۔

اس کے قتل کے وقت عظیم شور بلند ہوا۔ عمرو بن العاص نے بھی سنا انہوں نے دریافت کیا کیا بات ہے؟ ان سے بتایا گیا کہ ایک جاسوس اہل یمن میں آگیا تھا انہوں نے اسے مار ڈالا۔

عمرو بن العاص نہایت خفا ہوئے انھوں نے اہل یمن کو بلا کر کہا تم نے یہ کیا غلطی کی تمہیں جاسوس کو پکڑ کر میرے پاس لانا چاہیئے تھا اس سے یہ معلوم ہو جاتا کہ کس قدر جاسوس ہمارے لشکر میں موجود ہے اور دشمن کے اڈوں کا حال بھی کھل جاتا یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔ آئندہ احتیاط رکھو۔"

عمرو بن العاص نے اسی وقت اپنے لشکر میں منادی کرا دی کہ جس شخص پر جاسوس ہونے کا شبہ ہو یا کوئی ایسا شخص معلوم ہو جسے مسلمان نہ جانتے ہوں جو اپنے آپ کو مسافر بنایا ہوا سے میرے سامنے لایا کرو۔

قسطنطین کی آمد

جب قسطنطین کا جاسوس واپس نہ گیا۔ تو اس نے سمجھ لیا کہ وہ مارا گیا — اس نے دوسرا جاسوس بھیجا اس نے لشکر کو آکر دیکھا اور واپس جا کر قسطنطین سے کہا۔ اے بادشاہ میں نے اندازہ لگایا ہے۔ پانچ ہزار مسلمان ہیں۔

قسطنطین یہ سن کر بہت خوش ہوا اس نے کہا قسم ہے مسیح حلبان اور انجیل کی میں مسلمانوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک یا تو انھیں ان کے ملک کی طرف نہ پلٹ دوں۔ یا مارا جاؤں۔

پھر اس نے طلب کیا۔ لطارقہ۔ رامیہ اور مذیحیہ کو اور انھیں جنگ پر آمادہ کر کے دس ہزار سواروں پر ایک ایک مشہور بطریق کو سردار مقرر کیا اس کا نام سکان ذکر تھا اسے ایک علم دیا جو چاندی کے عصا پر تھا اور جس کے سر پر سونے کی صلیب تھی وہ اسکا فوجی افسر بھی تھا۔

اس کی روانگی کے بعد اس نے ایک بطریق کو جس کا نام دستق ہرسہ تھا اس کے ساتھ روانہ کیا۔ اور دوسرے روز قسطنطین خود بھی تھا یا لشکر کے روانہ ہوا اور قیساریہ میں اپنے چچا زاد بھائی نشادیل کو حفاظت پر چھوڑا

جب سکان ذکر دس ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے قریب پہونچا تو مسلمان اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ ہم پانچ ہزار ہیں۔ دس ہزار ہیں ایک کا مقابلہ دو سے ہے کچھ بڑی بات نہیں —

اس وقت دستق ہرسہ دس ہزار لشکر لے کر پہونچا عمرو بن العاص نے کہا مسلمانو! دشمن کے لشکر کی آمد شروع ہو گئی ہے خدا ہی کو خبر ہے کہ کس قدر لشکر ہمارے مقابلے میں آنے والا ہے — اگر تم جلدی کر کے جاسوس کو نہ مار ڈالتے تو شاید کچھ معلوم ہو جاتا۔ لیکن ہمیں دشمنوں کی کثرت سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ جہاد سے بہتر کوئی عبادت نہیں — ہے اور شہادت ... بننے میں

پس ہے خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ ھلا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے مارے گئے انھیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں
عمرو بن العاص نے سربرآوردہ لوگوں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا کہ اگر تمہاری رائے ہو تو کسی کو ابو عبیدہ کے پاس مدد طلب کرنے کے لیے بھیجا جائے۔ یقین ہے ضرور مدد کریں گے"

ربیعہ بن عامر نے کہا۔ اے عمرو تم اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھو یہ بات تمہارے تجربے میں آچکی ہے کہ خدا نے اکثر اپنی جگہ ہماری مدد کی اور ہمیں تھوڑے ہونے پر بھی فتح عطا فرمائی۔ وہ بڑی قدرت والا ہے ضرور ہمیں کافروں پر غالب کرے گا"

عمرو خدا کی قسم تم نے سچ کہا ہمیں خدا کی ذات پر ہی بھروسہ اور اعتبار کرنا چاہیئے "
چنانچہ اگلے روز عمرو بن العاص مع لشکر کے سوار ہوئے اور مسلمان تکبیر کہتے ہوئے چلے ان کی تکبیر و تہلیل کی آوازیں پہاڑوں سے ٹکرا کر گونجنے لگیں۔ زمین ہچکولے کھانے لگی۔ سبھوں پر رعب و خوف طاری ہو گیا۔
قسطنطین بھی آچکا تھا اس نے جب اسلامی لشکر کی طرف دیکھا تو اسے بہت زیادہ لشکر نظر آیا۔ اس نے جاسوس کو بلا کر کہا۔ یہ پانچ ہزار مسلمان ہیں یہ تو بہت زیادہ ہیں تو نے کیسے اندازہ لگایا تھا۔
جاسوس نے عرض کیا۔ حضرت مسیح کی قسم میں نے جب مسلمانوں کو دیکھا تھا تو پانچ ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کی مدد کے لیے دوسرا لشکر آگیا۔
واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاص کے ساتھ پانچ ہزار مسلمان ہی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یا تو فرشتوں کو ان میں شامل کر دیا تھا کافروں کی نظر بندی کر دی تھی۔ انھیں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔ چنانچہ قسطنطین نے کہا۔ معلوم ایسا ہوتا کہ ہے خدا نے فرشتوں سے ان کی مدد کی ہے۔ میرا باپ بڑا دانا اور بینا تھا ان عربوں کے حال سے خوب واقف تھا جب

باہان اور ارمنی یرموک کے مقام پر دس لاکھ سے بھی زیادہ ے کر مسلمان سے لاتی ہوا اور مسلمانوں نے اسے ہزیمت دی تو میرے باپ نے کہا تھا۔ اب رومیوں میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی قوت نہیں رہی ہے۔ میں نے بڑی غلطی کی کہ ان کے مقابلے کو نکلا ان پر لڑ کر فتح پانا دشوار ہے۔ البتہ مکر و فریب سے کامیابی ممکن ہے میں ان کے ساتھ مکر و فریب کروں گا۔

چنانچہ قسطنطین نے قیتار یکےفس کو جو نہایت عالم اور بڑا ہوشیار تھا اور قیتاریہ سے قسطنطین کے ساتھ آیا تھا۔ بلا کر کہا۔ تم عربوں کے لشکر میں جاؤ اور ان کے سردار سے کہو وہ اس قاصد کو بھیجیں تاکہ اس سے مصالحت کی گفتگو کی جائے"۔

مس دیباج کے سیاہ کپڑے پہنے تھا اور ایک اونچی ٹوپی بالوں کی اوڑھے تھا وہ سبز رنگ گھوڑے پر سوار ہوا ایک جواہر نگار صلیب ہاتھ میں لی اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب آ کر کہا ـــــ اے گروہ عرب ہمارا بادشاہ قسطنطین بڑا رحمدل ہے وہ خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ تم کسی قاصد کو بھیجو جو صلح کی گفتگو کر سکے۔

عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے کہا۔ تم نے سنا ہو گا کہ کافر بے فتنہ پرور کیا کہہ رہا تھا۔ تم میں سے کون شخص اللہ اور اس کے رسول صلعم کی رضامندی کی طرف دوڑے گا اور یہ معلوم کرے گا کہ رومی کیا کہتا ہے۔

بلال بن حمامہ موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن العاص کے پاس آئے اور کہا: "مجھے اجازت دیجئے میں جاؤں گا۔

بلال بڑے گراں ڈیل تھے ایسے دراز قد تھے کہ درخت کی مانند بلند معلوم ہوتے تھے وہ چونکہ حبشی النسل تھے اس لیے سیاہ فام تھے ان کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ تھیں نہایت بلند آواز تھے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے وہ اذان دینے کی خدمت انجام دیتے رہے۔ حضور کے وصال کے بعد انہوں نے اذان کہنی بند کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بڑا صدمہ ہوا وہ جہاد کے ملک شام میں آئے تھے۔ عمرو بن العاص نے ان سے کہا۔ اے بلال! ہمارے نزدیک تمہارا بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن کافر تمہارے مرتبے کو نہیں سمجھ سکیں گے۔ اس کے علاوہ

تم حبشی ہو اہل عرب کی طرح فصیح البیان نہیں ہو۔ نہ تمہارا کلام مسجع اور مقفیٰ ہوتا ہے اس لیے تم نہ جاؤ کسی عرب کو جانے دو۔

بلال۔ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم دیتا ہوں مجھے ہی بس جانے دو۔

عمرو۔ تم نے بڑی بزرگ اور سخت قسم دلائی اچھا جاؤ فصیح البیانی سے کام لینا شریعت اسلام کی بزرگی ان پر ظاہر کرنا۔

بلال چل کر حس کے پاس آئے وہ ایسے گراں ڈیل تھے کہ دیکھنے والے ڈر جاتے ان کے دونوں شانے بڑے کشادہ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ قوم شمودہ سے ہیں اس روز وہ قمیص کرابیس شام کی پہنے ہوئے تھے جو ٹخنوں تک لمبی تھی سر پر صوف کا عمامہ تھا تلوار کمر میں لٹکائے تھے توشہ دان کاندھے پر ڈالے تھے نیزہ ہاتھ میں لیے تھے۔"

انھیں دیکھ کر حس حیران رہ گیا وہ سمجھ گیا کہ وہ عرب نہیں بلکہ غلام ہیں۔

اس نے کہا افسوس مسلمانوں کے نزدیک ہماری بالکل ہی وقعت نہیں ہے۔ انھوں نے ہمیں حقیر و ذلیل سمجھ کر غلام کو گفتگو کرنے کے لیے بھیجا۔

اس نے بلال سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم واپس جاؤ اور کہو ہمارا بادشاہ کسی ذی عزت عرب کو طلب کرتا ہے۔

بلال نے کہا۔ اے حس تو میرے مرتبہ سے واقف نہیں ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن ہوں۔ تیرے بادشاہ کی باتوں کا معقول جواب دے سکتا ہوں۔"

حس اچھا تم ٹھہرو۔ میں بادشاہ سے اجازت حاصل کر لوں۔"

حس نے قسطنطین سے جا کر کہا! اے بادشاہ! عربوں نے ایک غلام کو تم سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا ہے وہ غلام ہیبت ناک ڈیل ڈول کا ہے درخت کی طرح دراز قد ہے حبشی ہے مضبوط جسم کا ہے بڑا توانا ہے۔

قسطنطین بلال کی صفت سن کر مرعوب ہو گیا۔ اس نے حس سے کہا۔ تم جا کر عربوں سے کہو کہ بادشاہ تمہارے سردار کو گفتگو کرنے کے لیے طلب کرتا ہے۔

حس نے بلال کے پاس آکر کہا — تم واپس جاؤ اور اپنے سردار کو گفتگو کرنے کے لیے بھیجو —"

بلال دل شکستہ ہو کر واپس آئے۔ اس نے عمرو بن العاص سے کہا بادشاہ نے تمہیں طلب کیا ہے —"

عمرو بن العاص نے شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر سلم دیکر کہا میں بادشاہ روم کے پاس جاتا ہوں تمہیں اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔

شرجیل۔ اے ابا عبداللہ (عمرو بن العاص کی کنیت ہے) تم جارہے ہو رومی بادشاہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے تم مسلمانوں کو کس پر چھوڑے جارہے ہو —"

عمرو۔" میں خدا پر چھوڑتا ہوں۔ مسلمانوں کا خدا ہی حامی و مددگار رہے: تمہیں اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں"۔

عمرو بن العاص علم شرجیل کو دے کر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ انہوں نے زرہ پہ صوف کا جبہ پہن رکھا تھا۔ اور زرد رنگ کا یمنی عمامہ سر سے باندھ رکھا تھا۔ دوال (چمڑہ) کا پٹکا کمر سے باندھ رکھا تھا۔ تلوار گلے میں ڈال لی تھی — نیزہ رکاب پر لگا رکھا تھا وہ حس کے پاس جاکر رک گئے۔ حس انھیں اس ہیئت میں دیکھ کر ہنسا۔ عمرو بن العاص نے دریافت کیا — تیرے ہنسنے کا کیا سبب ہے؟

حس نے جواب دیا۔ تمہارے لباس اور تمہارے ہتھیار دیکھ کر بے اختیار ہنسی آگئی —" ان ہتھیاروں سے تم کیا کام لے سکتے ہو —؟

عمرو۔ اگر تمہارا بادشاہ بدعہدی کرے گا اور بیوفائی کرے گا تو دیکھو گے یہ ہتھیار کیا کام دیتے ہیں —"

حس۔ مگر ہم اور ہمارا بادشاہ بے وفائی نہیں کرتے ہیں۔

حس عمرو بن العاص کو اپنے ساتھ لے کر چلا اور رومی لشکر میں پہونچ کر انھیں ٹھہرا کر قسطنطین کے پاس گیا۔

عمرو بن العاص اور قسطنطین کا مکالمہ

حس نے عمرو بن العاص کے آنے کی اطلاع دی اور ان کے لباس اور ہتھیاروں کا ذکر کیا۔ قسطنطین بھی ہنسا۔ اس نے کہا۔ تم انھیں ساتھ لے کر آؤ۔

قتل گیا۔ قسطنطین نے اپنا رعب ڈالنے کے لیے دربار آراستہ کیا بطارقہ اور حجاب
قس اور راہب دربار میں جمع ہوئے عمرو بن العاص قس کے ساتھ ۔ دربار میں داخل
ہوئے انہوں نے عربوں کی طرح قسطنطین کو سلام کیا اور اسے دعا دی ۔ قسطنطین ان
کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا ۔ اس نے انھیں مرحبا کہی اور اپنے برابر تخت پر بیٹھنے کی
پیش کش کی ۔ عمرو بن العاص نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔"

ہم مسلمان بہترین اور پاک بچھونا زمین کو جانتے ہیں چنانچہ وہ زمین پر چار زانو ہو کر
بیٹھ گئے ۔ نیزہ انہوں نے اپنے سامنے رکھ دیا اور تلوار زانو پر رکھ لی ۔"

واقدی رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے کہ قسطنطین بڑا عالم تھا ۔ اس کی واقفیت بہت
زیادہ تھی ۔ اس نے سلسلہ کلام جاری کرتے ہوئے کہا ۔ "تمہارا نام کیا ہے۔"

عمرو ۔ میرا نام عمرو بن العاص ہے میں عرب بزرگ اور ارباب بیت الحرام
سے ہوں ۔"

قسطنطین ۔ اے عربی جوان اگر تم بزرگ عرب سے ہو تو ہم بزرگ روم سے ہیں ہمارے
اور تمہارے درمیان قرابت ہے ۔ ہمارے تمہارے نسب ملے ہوئے ہیں۔"

عمرو ۔ "ہمارا تمہارا نسب ایک کیسے ہو سکتا ہے ہم قریش بزرگ سے ہیں اور
تم روم سے ہو ۔"

قسطنطین کیا تم بھول گئے کہ تم بھی آدم کی اولاد اور ہم بھی نوح تمہارے بھی جد ہیں
اور ہمارے بھی عرب حضرت اسمٰعیل کی نسل سے ہیں اور روم بن العیص بن اسحاق کی
اولاد ہیں ۔ وہ دونوں حضرت ابراہیم کی اولاد تھے بزرگوں نے ممالک آپس میں
تقسیم کر دیے تھے اب تمہیں وہ تقسیم مناسب نہ ہوئی ۔ تمہارے حصے میں ریگ زار
آیا تھا اور ہمارے حصے میں سرسبز شاداب زمین مگر تمہیں اس تقسیم میں اعتراض کرنے کا
حق نہیں ہے ۔ اگر تم ہمیں ہمارے شہروں سے نکالو گے تو ظالم ٹھہرو گے ۔"

عمرو ۔ "تم نے ٹھیک کہا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسمٰعیل بھی
ہیں اور اسحاق بھی ہیں ۔ اسحاق کے بیٹے عیص تھے ہم اہل عرب حضرت اسمٰعیل کی
اولاد سے ہیں اس لیے ہم تم دونوں حضرت نوح کی اولاد ہیں۔"

حضرت نوح کے تین بیٹے تھے ۔ حسام سام اور یافث ۔ حضرت نوح

نے جب دنیا کو اپنے بیٹوں پر تقسیم کیا۔ تو اس وقت وہ حسام سے ناخوش تھے چنانچہ انہوں نے انھیں عرب کی سرزمین جو خشک اور ریگزار تھی دی۔ اور سام کو ملک شام، یمن۔ حضرموت سے عمان تک کا علاقہ دیا۔ جو زرخیز اور خوش گوار ہے اور یافث کو ایشیاء کا بڑا حصہ دے دیا جس میں کئی براعظم تھے یہ تقسیم مناسب نہیں تھی اگر تم مناسب ہی سمجھتے ہو تو اب تک ہم عرب میں رہے اور تم شام وغیرہ میں رہے۔ اب تم عرب میں چلے جاؤ ہم یہاں رہ لیں گے۔

قسطنطین تمہاری معلومات کافی وسیع ہے۔ تم واقعی بزرگ قوم ہو لیکن جو تقسیم ہو چکی بزرگوں نے کی اس پر اب جھگڑا کرنا اعتراض کر کے اسے نزع بنانا کہاں کی انسانیت ہے۔ آخر ہم تمہارے بھائی ہیں۔

عمرو۔ درست ہے۔ ہم بزرگوں کی تقسیم پر نزع نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ ہمارا جھگڑا تو اس بات پر ہے کہ ہم خدا کو ایک مانتے ہیں اور تم تین خداؤں کے قائل ہو۔ "شرک نہ کرو۔ ہماری طرح تم بھی موحد ہو جاؤ ایک خدا کو پوجو ہم عرب میں واپس چلے جائیں گے۔"

قسطنطین۔ لیکن اس سے پہلے تم بت پرست تھے۔

عمرو۔ یہ ٹھیک ہے جب تک ہم گمراہ رہے کفر و شرک میں مبتلا رہے جب سے مسلمان ہوئے توحید پرست بن گئے۔ اب مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ خواہ وہ سام کی اولاد سے ہوں یا یافث کی ہوں۔ اور جو مسلمان نہیں ہیں وہ چاہے حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہوں ہمارا ان سے کوئی رشتہ نہیں ہے دین کے معاملے میں ہمیں ان سے جہاد کرنا ضروری ہے اور ہم وہ ہیں جو دنیا سے زیادہ آخرت کو چاہتے ہیں۔ ان سے نہیں ڈرتے جہاد کرنا ہمارا دن رات کا مشغلہ ہے شہادت ہماری عین تمنا ہے موت کو ہم ایسا ہی دوست رکھتے ہیں جیسا تم زندگی کو دوست رکھتے ہو۔"

قسطنطین نے درباریوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم نے اس عرب کی گفتگو سنی یہ اپنے قول کے سچے ہیں۔ قسم ہے چاروں کلیسوں کی قربانی کی حضرت مسیح کی اور مقدس صلیبوں کی کہ ہمیں ان کے مقابلے میں کوئی بزرگی نہیں ہے ہم دنیا کے طالب ہیں وہ آخرت کے ہم مذہب سے روگرداں ہیں

وہ مذہب کے حامی ہیں۔"

عمرو بن العاص نے روایت کی ہے کہ جب قسطنطین کی یہ بات سنی تو مناسب سمجھا کہ کچھ نصیحت کردوں۔ چنانچہ میں نے کہا اے عظیم روم! جب تم ہمارے بھائی ہونے کے مدعی ہو تو مسلمان ہو کر حقیقی بھائی سے بھی بڑھ کر بھائی کیوں نہیں ہو جاتے۔"

قسطنطین: ہم اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتے اسی دین پر ہمارے باپ دادا مر گئے اسی پر ہم بھی مر جائیں گے۔

عمرو: اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے ہو تو ہماری امارت تسلیم کر کے جزیہ دو اس کا بدلہ میں ہم تمہاری تمہارے دشمنوں سے حفاظت کریں گے۔"

قسطنطین: یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ میرے باپ نے قوم سے کہا تھا کہ عربوں سے جزیہ دے کر صلح کر لو۔ لیکن تمام اکابر قوم بھڑک اٹھے تھے اور ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے یہ بات مسلمان ہونے سے بھی دشوار گزار ہے۔

عمرو: خدا کی قسم میں نے تمہیں تمہاری بھلائی کے لیے یہ دونوں باتیں پیش کی تھیں۔ لیکن تم نے ازراہ تکبر ان میں سے کوئی بات نہ مانی۔ سچ پوچھو تو تم میں بھی نافرمانی کا وہی مادہ ہے جو تمہارے جد عیص میں تھا۔ عیص نے اپنی ماں کی نافرمانی کی تھی۔ یہ واقعہ تمہیں یاد ہوگا۔ اگرچہ تم ہمارے نسبتی ہو لیکن خدا سے منحرف ہو اس لیے ہم تم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں — خدا نے نبی عربی کو سارے جہان کے لیے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اور چونکہ خدا حضرت افضل البشر کو نبی بنانا چاہتا تھا اس لیے اس نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے منتخب کیا — دنیا اس بات کو جانتی ہے کہ عربوں میں بہترین عرب کنانہ ہیں بہترین قوم قریش ہے اور قریش میں بہترین قبیلہ بنی ہاشم ہے اور بنی ہاشم میں بہترین گھرانہ عبدالمطلب کا ہے اور عبدالمطلب کی بہترین اور برگزیدہ خلائق اور اولاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ خدا نے انہیں ہی نبی بنایا ایک مرتبہ حضرت جبرئیل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میں نے ساری دنیا کو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک دیکھا۔ لیکن خدا کی قسم محمد صلعم سے زیادہ بزرگ اور افضل کوئی شخص نہیں پایا۔

عمرو بن العاص نے بیان کیا ہے کہ میں قسطنطین کی طرف دیکھ رہا تھا جب میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کی تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اس نے کہا - اے عمرو بن العاص تم اپنے قول میں سچے ہو انبیاء بہترین گھرانے سے ہی ہوتے ہیں۔ تمھاری معلومات نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے یہ تو بتاؤ کہ تمھارے ساتھیوں میں ایسے کتنے لوگ ہیں جو تمھاری طرح برجستہ جواب دیں گے۔

عمرو۔ میرے ساتھی میرے ہی برابر معلومات رکھتے ہیں بلکہ بعض اسی قدر وسیع معلومات رکھتے ہیں کہ اگر تم ان سے گفتگو کرو تو معلوم ہو کہ میں ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوں۔"

قسطنطین۔ میں اس بات کو یقین نہیں کرتا کہ تمھارے ہمراہی تمھاری طرح علم رکھتے ہوں اور فی البدیہہ جواب دے سکیں بلکہ میرا خیال ہے کہ سارے عرب میں بھی تمھارا جیسا آدمی نہ ہو گا۔

عمرو بن العاص نے بیان کیا ہے کہ مجھے قسطنطین اور اس کے درباریوں کی نگاہیں دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ وہ بیوفائی اور بدعہدی کا ارادہ رکھتے ہیں میں نے انھیں باتوں میں لگا کر وہاں سے نکل جانا چاہا ــــ چنانچہ میں نے جلدی سے کہا - اے بادشاہ اگر تم پسند کرو تو میں اپنے ساتھ چند ایسے لوگوں کو لاؤں گا جن کی باتیں سن کر تم حیران رہ جاؤ گے۔"

یہ کہتے ہی عمرو بن العاص نے جست کی اور دربار سے باہر نکل گئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اطمینان سے چل کر اسلامی لشکر میں آ گئے۔

مسلمان انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے ان کو بعافیت آنے پر مبارکباد دی۔

آغاز جنگ دوسرے روز قسطنطین تمام لشکر لے کر میدان میں نکلا - اس نے اپنے لشکر کی تین صفیں کیں عمرو بن العاص مسلمانوں کو لے کر میدان میں نکلے انھوں نے اپنے سارے لشکر کی ایک صف کی میمنہ پر شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلعم کو اور میسرہ پر ضرار بن حسنہ کو سردار مقرر کیا۔ ضرار بن خانہ بھی مشہور شہسواروں میں تھے۔

جب صف بندی ہو چکی تب رومیوں کے لشکر میں سے ایک سوار نکلا جو زرہ بکتر

اور جوشن پہنے تھا۔ اس کے کپڑے ریشمی تھے خود چاندی کا تھا۔ سینے پر سونے کا صلیب لٹکائے ہوئے تھا اس نے میسرہ سے میمنہ تک ایک خط کھینچا اور اپنا نیزہ گاڑ کر لڑنے والے کو طلب کیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے کہا — کون اس گبر کے مقابلے کو نکلے گا۔

اس عرصہ میں اس گبر نے کمان میں تیر رکھا اور میمنہ کی طرف چلا دیا اور اس طرف کے ایک مسلمان کو زخمی کر دیا پھر دوسرا تیر میسرہ کی طرف چلایا اور ایک مسلمان کو زخمی کر دیا۔ گبر کو اپنی تیر اندازی پر بڑا ناز تھا — اس کے مقابلے کے لئے قوم ثقیف کے ایک جوان نکلے۔ وہ میلی پوستین پہنے تھے اور لڑائی کے حربوں میں سے صرف کمان اور تیر لئے ہوئے تھے۔ نہ ان کے جسم پر زرہ بکتر تھی اور نہ ان کے پاس کوئی ہتھیار تھا گبر نے انھیں نہایت ہی حقیر اور ناچیز جانا اس نے کمان میں رکھ کر تیر ان کی طرف چلایا۔ اتفاق سے تیر ان کے سینے پر پوستین کی سلوٹوں میں الجھ کر رہ گیا گبر کو تیر خالی جانے سے بڑا غصہ آیا اس نے دوسرا تیر چلایا — اس عرصے میں ثقیفی نے اپنی کمان میں تیر رکھ کر چھوڑا چونکہ وہ تیر چھوٹا تھا اس لئے گبر کو نظر نہ آیا اور اس کے حلق میں ترازو ہو گیا اور وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔

ثقیفی پیادہ تھا — اس نے جھپٹ کر گبر کا گھوڑا پکڑ لیا اس کا سامان اتارا اور گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر میں آ گیا رومیوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو وہ بہت حیران ہوئے کہ ایک معمولی تن و توش کے مسلمان نے پیادہ اور بغیر زرہ کے ہوتے ہوئے ان کے ایک شہسوار کو مار ڈالا۔ وہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے تھے مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اس گبر کو ثقفی نے نہیں بلکہ فرشتوں نے مار ڈالا۔

قسطنطین نے بطریقوں کی طرف دیکھا اور انھیں میدان میں نکلنے کا اشارہ کیا ایک بطریق نکلا وہ سرخ دیباج کے کپڑے پہنے تھا۔ کپڑوں کے نیچے نہایت مضبوط زرہ تھی۔ زرہ کے نیچے جوشن تھے اس کے گلے میں مرصع بہ جواہرات صلیب تھی۔ وہ ایک بڑے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے پیچھے اس کا غلام ایک اور کوتل گھوڑا لئے آ رہا تھا۔

بطریق دونوں بطریقوں کے میدان میں ٹھہرا اور لڑنے والے کو طلب

کیا ــــ عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا - کون شخص اس کے شر کو مسلمانوں سے دفع کرے گا اس کا اجر اسے اللہ تعالیٰ دے گا -

ایک مسلمان اس کے مقابلے کے لئے نکلا ــــ دونوں نے گرداوے دیے اور خوب شمشیر زنی کی - ایک مرتبہ دونوں نے ایک ساتھ وار کئے بطریق نے وار میں سبقت کی اس کی تلوار مسلمان کی ڈھال پر پڑی اور اسے کاٹ ڈالا مگر جسم کے کسی حصے کو آزار نہ پہنچایا - ساتھ ہی مسلمان کی تلوار بطریق کے خود پر پڑی اور اس کے خود کو کاٹ ڈالا لیکن وہ بھی کارگر نہ ہوئی -

دونوں علیحدہ ہو گئے - بطریق نے جھپٹ کر پھر وار کیا ــ مسلمان زخمی ہو گئے وہ واپس لوٹے - ان کے بنی عم میں سے ایک شخص نے کہا - تعجب ہے جو شخص اپنی جان کو راہ خدا میں ہبہ کر دے وہ دشمن کے سامنے سے ہزیمت اٹھا کر بھاگ آئے -

مجاہد نے کہا - جو اذیت مجھے پہنچی ہے کیا تم اسے نہیں دیکھتے - اور مجھے سرزنش کر رہے ہو - خدا نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا حکم نہیں دیا ہے -

انھوں نے اپنے خیمے میں جا کر زخم باندھا اور پھر میدان کی طرف چلے اسی شخص نے جس نے سرزنش کی تھی کہا - یا اخی ! تم میرا خود لیتے جاؤ - یہ تمھاری حفاظت کریگا انھوں نے کہا - تمھارے اس خود سے زیادہ مجھے اللہ کا اعتماد کافی ہے چنانچہ وہ چلے مسلمانوں نے ان کے لئے دعا مانگی - اللھم اعطہ ما یتمنی - یعنی اے اللہ انھیں وہ چیز عطا کر جس کی یہ تمنا رکھتے ہیں ــــ ان کے میدان میں آنے سے پہلے بطریق واپس چلا گیا تھا انھوں نے مشرکوں پر حملہ کیا انھوں نے کئی رومیوں کو مار ڈالا اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے -

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ قسطنطین کے ساتھ بادشاہ کا ماموں قیدموں آیا تھا - وہ زبردست عالم تھا کئی زبانیں جانتا تھا اور بڑا بہادر تھا بڑی ناموری حاصل کی تھی ــــ اس نے میدان میں نکلنے کا قصد کیا قسطنطین نے اسے بہت روکا مگر وہ نہ مانا -

چنانچہ مسلح ہوا - سونے کی زرہ پہنی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے سر پر چاندی کا خود اوڑھا اس پر سونے کا تاج اوڑھا اسکے گھوڑے کا تمام زیور سونے

کا تھا۔ جب وہ میدان میں نکلا تو سونے کا برج معلوم ہوتا تھا۔ مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی پکار کر کہا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ۔

قیدموں نے میدان میں آکر لڑنے والے کو طلب کیا حضرت عمرو بن العاص نے پکار کر کہا۔ اے مسلمانو! کوئی شخص سونے اور جواہرات کے لالچ میں لڑنے نہ جائے ورنہ اس کا ثواب جاتا رہے گا ــــ اور اگر مارا گیا تو جنت سے محروم ہو جائے گا۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ ایک جوان اپنی ماں اور بہن کے ساتھ حجاز سے جہاد کرنے کی غرض سے آیا تھا اس کی بہن نے اس سے ایک مرتبہ کہا تھا کہیں تم ملک شام کے لذیذ میوے کھانے تو نہیں جا رہے ہو اس نے جواب دیا بخدا نہیں۔ میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے جا رہا ہوں شاید مجھے شہادت حاصل ہو جائے میں نے معاذ بن جبل سے سنا ہے کہ شہید لوگ زندہ رہتے ہیں اور روزی پاتے ہیں۔

ان کی بہن نے کہا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس جوان نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ تعالیٰ یجعل ارواحھم فی حواصل طیور واخضر من طیور الجنۃ فی کل ذالک الطیور من ثمار الجنۃ وتشرب من انھارھا فتقتل دارو حھم حواصل الطیور فھو الرزق الذی جعل اللہ لھم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان (شہیدوں) کی روحوں کو جنت کی سبز چڑیوں کے پوٹوں میں کر دیا وہ چڑیاں بہشت کے پھل کھاتی ہیں اور فردوس کی نہروں سے پانی پیتی ہیں اس طرح روحیں غذا پاتی ہیں چڑیوں کے پوٹوں میں وہی ان کی روزی ہے جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کی ہے

یہ مرد مسلمان اپنی والدہ اور بہن سے رخصت ہو کر قیدموں کے مقابلے کے لئے نکلے ان کی سواری میں ایک کم نسل گھوڑا تھا انھوں نے نیزے سے قیدموں پر حملہ کیا اس کے نیزے کی انی اس کی زرہ میں الجھ گئی قیدموں نے تلوار مار کر نیزہ کاٹ ڈالا ــــ اور پھر ــــ جلدی سے دوسرا وار کر کے مسلمان کو شہید کر ڈالا۔

قیدموں نے پھر لڑنے والے کو طلب کیا اب ان کے مقابلے کو ابن قثیم نکلے بطریق نے انھیں بھی شہید کر دیا۔

شرجیل بن حسنہ کی جنگ

شرجیل بن حسنہ دیکھ رہے تھے انھوں نے اپنے دل میں کہا۔ اے نفس! مسلمان شہید ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے یہ سیر کب تک۔

چنانچہ وہ قیدموں کی طرف بڑھے ان کے ہاتھ میں اس وقت وہ علم تھا جس کو حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول نے ان کے لئے اس روز بنایا تھا جب وہ ملک شام میں جہاد کرنے آرہے تھے۔

عمرو بن العاص نے پکار کر کہا۔ یا شرجیل تم علم کو زمین پہ گاڑ دو تاکہ وہ جنگ میں رکاوٹ نہ کرے۔

چنانچہ شرجیل نے علم گاڑ دیا وہ پتھریلی زمین میں اس طرح نصب ہو گیا جیسے درخت نصب ہوتا ہے شرجیل گھوڑا دوڑا کر قیدموں کے پاس گئے وہ روزے رکھنے اور شب بیداری کرنے کی وجہ سے لاغر جسم تھے اور قیدموں بڑا تنومند اور جسیم تھا۔ وہ شرجیل کو دیکھ کر جھپٹا اس نے زور سے حملہ کیا اگر اس کا حملہ کارگر ہو جاتا تو شرجیل مارے جاتے مگر انھوں نے اس کا حملہ روک کر خود بھی حملہ کیا۔ دونوں لڑنے لگے۔

اس روز گھٹا گھری تھی۔ جب شرجیل لڑنے آئے تو بوندیں پڑنے لگیں پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی تھی ـــ سردی کا زمانہ تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ادھر بارش ہوئی اور اس قدر سردی بڑھ گئی کہ دانت سے دانت بجنے لگے زرہیں برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئیں۔

شرجیل اور قیدموں اب بھی لڑ رہے تھے اب دونوں لشکروں کے سپاہی گردنیں ابھار ابھار کر دیکھ رہے تھے۔ اس وقت دونوں گھوڑے سے اتر کر کشتی لڑنے لگے اتفاق سے ان کا پیر پھسل گیا ـــ قیدموں نے ان کے پیٹ پر زور سے ہاتھ مارا اور انھیں اٹھا لیا انھوں نے پکارا ـــ یا غیاث المستغیثین ـــ (یعنی اے فریادیوں کے فریاد رس)

آؤ۔ میری مدد کو۔
دونوں لشکروں تک ان کی آواز پہنچی ۔ اس وقت ایک سوار کفار کے لشکر میں سے نکل کر ان کی طرف دوڑا ۔ شرجیل ابھی تک جدوجہد کر رہے تھے انھوں نے اس سوار کو آتے ہوئے دیکھا وہ سمجھے کہ وہ سوار قیدیوں کی مدد کے لئے آرہا ہے ۔
وہ سوار دونوں کے پاس آکر گھوڑے سے کود ا اس وقت
طلیحہ بن خویلد قیدیوں شرجیل کے سینے پر سوار ہوگیا ۔ اس سوار نے قیدیوں کو کھینچ کر کہا ۔۔۔۔ اٹھو اے بھائی فریاد رس نے تمھارے لئے مدد بھیجی ہے ۔
شرجیل کہتے ہیں کہ وہ سوار ڈھاٹا باندھے تھا ۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس نے میری مدد کیوں کی اور وہ کون ہے اس نے تلوار نکالی کر قیدیوں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر اڑ گیا ۔۔۔۔ اس نے کہا اے بندۂ خدا تم اس کا اسباب لے لو ۔
شرجیل اور بھی متعجب ہوئے انھوں نے کہا خدا کی قسم اے شخص تجھ تیرے معاملے نے بڑی حیرت میں ڈال دیا ہے ۔۔۔۔ تو مشرکوں کے لشکر میں سے آیا تو نے میری مدد کی بتا تو کون ہے ۔
اس شخص نے کہا ۔۔۔۔ میں بدبخت اور راندۂ خدا ہوں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا ۔ میرا نام طلیحہ بن خویلد ہے ۔۔۔۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھ پر وحی نازل نہ ہوتی تھی ۔ میں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا ۔
شرجیل ۔ اے بھائی خدا کی رحمت بڑی کشادہ ہے ۔ وہ خطا کار کو اس وقت درگزر کرتا ہے جب وہ اپنی خطا کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **التوبتہ تمحو ما قبلھا** ۔ یعنی توبہ اس چیز کو مٹا دیتی ہے جو پہلے ہوئی ۔ اے بیٹے خویلد کے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **ورحمتی وسعت کل شیئ** یعنی اور میری رحمت بڑی وسیع ہے ۔ ہر شئے پر حاوی ہے تو ہر شخص کو اپنی رستگاری کی امید ہوگئی تھی حتیٰ کہ شیطان کو بھی جب یہ آیت اتری **فسا کتبھا الذین یتقون و یؤتون**

الزکوٰۃ۔ یعنی لکھے جائیں گے وہ جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں"۔
یہود و نصاریٰ نے کہا۔ ہم خدا سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں پھر:
آیت نازل ہوئی والذین ھم بایاتنا یومنون اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں ــــ اب اللہ تعالیٰ نے صاف آیتہ نازل فرمائی کہ جو نبی امی کی اطاعت کرے گا وہ فلاح پائے گا چنانچہ فرمایا الذین یتبعون النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر یعنی وہ جو نبی امی کی اطاعت کرتے ہیں جن کے متعلق توریت و انجیل میں لکھا ہے جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بدی سے منع کرتے ہیں۔

طلیحہ۔ لیکن میرا منہ کہاں ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔"
اس نے واپس جانے کا قصد کیا۔ شرجیل نے روک کر کہا ــــ اے طلیحہ اب میں تمھیں دشمنوں میں نہ جانے دوں گا ــــ میرے ساتھ جیش اسلام میں چلو ــــ
طلیحہ نے کہا۔ چلوں تو سہی مگر میں اس تند خو اور سخت گیر شخص سے ڈرتا ہوں جس نے ملک شام کو الٹ دیا ہے یعنی خالد بن ولید سے۔

شرجیل ہمارے ساتھ خالد بن الولید نہیں ہیں بلکہ عمرو بن العاص ہیں۔
طلیحہ شرجیل کے ساتھ اسلامی لشکر میں آیا وہ ابھی تک ڈھاٹا باندھے ہوئے تھا مسلمانوں نے اسے نہیں پہچانا۔ چنانچہ لوگوں نے شرجیل سے پوچھا ــــ یہ کون شخص ہے۔ شرجیل نے انھیں بتایا کہ یہ طلیحہ بن خویلد اسدی ہیں۔ مسلمان بگڑ کھڑے ہوئے انھوں نے کہا۔ کیا اس نے توبہ کر لی۔
طلیحہ نے خود کہا۔ ہاں میں نے توبہ کر لی ہے اور مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں
شرجیل اسے لے کر عمرو بن العاص کے پاس پہنچے ــــ عمرو نے اس کی تعظیم کی اور مرحبا کہی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عرب میں بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے تھے ــــ عورتیں بھی نبوت کی دعوے دار ہو گئیں حضرت ابوبکر صدیق نے ان جھوٹے نبیوں پہ فوج کشی کی خالد بن الولید کو ان کے استیصال کے لئے بھیجا چنانچہ خالد نے اس کذاب اسود عیسی اور صباح کو مار ڈالا

طلیحہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ حضرت خالد سے لڑا مگر جب فتح کی امید نہ رہی وہاں سے بھاگا۔ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لیا۔ قوم کلب میں ایک شخص کی حمایت میں داخل ہو گیا۔ اس کلبی نے اس کا حال پوچھا اس نے اپنے نبوت کا دعویٰ کرنے اور خالد بن الولید سے لڑنے کا واقعہ بیان کیا۔

مسلمان اس سے بہت خفا ہوا۔ اس نے کہا تو نے مجھے دھوکہ دیا دولت کے گھمنڈ پر تو نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے ملک عرب کا حکمراں بننا چاہا مجھ پر میں اتنی مہربانی کرتا ہوں کہ قتل نہیں کرتا ہے۔ میرے پاس سے چلا جا۔

طلیحہ وہاں سے بھاگ کر ملک شام میں پہنچ گیا۔ اس نے توبہ کی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی۔ طلیحہ خوش ہوا کہ جن پر اس نے تلوار اٹھائی تھی وہ مر گئے۔ مگر جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے ہیں تو وہ اور بھی ڈر گیا کیونکہ اسے خوف ہوا کہ کہیں عمر کسی کو اسے پکڑنے کے لئے نہ بھیجدیں۔ ــــ اسے یہ بھی کھٹکا ہوا کہ خالد بن الولید اسے دیکھ کر مار نہ ڈالیں چنانچہ وہ قیساریہ میں آگیا۔

جب قسطنطین اپنا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلے کو چلا تو وہ بھی اس لشکر میں اس خیال سے شامل ہو گیا کہ شاید دشمن کو نقصان پہنچا کر اپنے گناہوں کی تلافی کرے جب شرجیل نے یا غیاث المستغیثین کا نعرہ لگایا تو اس سے ضبط نہ ہوسکا اس نے دوڑ کر شرجیل کو قیدیوں کے ہاتھ سے بچایا اور قیدیوں کو مار ڈالا۔

حضرت بن العاص نے طلیحہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے توبہ کرنے سے خوش ہوئے طلیحہ نے کہا۔ میں خالد بن الولید سے ڈرتا ہوں وہ مجھے دیکھتے ہی مار ڈالیں گے۔

عمرو بن العاص نے کہا۔ تم ایک تدبیر کرو۔ حضرت عمر کے پاس چلے جاؤ میں انکے خط میں تمہاری کارگزاری لکھدوں گا وہ تمہیں معاف کر دیں گے اور تم امن میں ہو جاؤ گے۔

طلیحہ تیار ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمر کو اس مضمون کا خط لکھا اس میں طلیحہ کے شرجیل کو بچانے کا حال لکھ دیا کچھ مسلمانوں کے اس پر دستخط کرا دیئے اور اسے دیا۔ وہ روانہ ہو کر مدینہ منورہ میں پہنچا اس نے دیکھا کہ حضرت عمر بیت اللہ

شریف میں تھے اور غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے تھے۔
طلیحہ نے بھی غلاف کعبہ کو پکڑ کر کہا — یا امیر المومنین میں توبہ کرنے آیا ہوں۔
حضرت عمر نے اسے دیکھ کر کہا۔ تو کون ہے؟
طلیحہ۔ میں طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں۔
یہ سنتے ہی حضرت عمر کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ انھوں نے کہا سختی ہو تجھ پر! کیا تجھے کیسے معاف کر سکتا ہوں تو نے عکاشہ بن محصن الاسدی کو شہید کیا ہے۔ اب قیامت کے روز خدا کو اس کا کیا جواب دوں گا۔
طلیحہ یا امیر المومنین۔ عکاشہ نیک مرد تھے — انھوں نے میرے ہاتھ سے شہادت پائی میں ان کی وجہ سے بدبخت ہو گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے مہربانی کی امید رکھتا ہوں۔ میں نے ایک مسلمان کی جان بچائی ہے۔"
یہ کہہ کر اسامہ نے عمرو بن العاص کا خط دیا۔ حضرت عمر پڑھ کر بہت خوش ہوئے انھوں نے کہا خدا بڑی رحمت والا ہے وہ ضرور تجھے بخش دے گا انھوں نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر فارس میں جہاد کرنے کے لئے بھیج دیا۔

قسطنطین کا فرار

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ جب طلیحہ بن خویلد نے فیدوس کو مار ڈالا تو رومی ڈر گئے اس وقت بھی بارش زور سے ہو رہی تھی۔ سردی بڑھتی جاتی تھی قسطنطین اپنا لشکر لے کر قیامگاہ پر واپس گیا۔ مسلمان بھی اپنی فرودگاہ پر آ گئے مسلمانوں کے پاس خیمہ و فرودگاہ کم تھے انھیں بارش سے بڑی اذیت پہنچی اسباب بھیگ گیا اور وہ بھی بھیگ گئے وہ وہاں سے اٹھ کر جابیہ میں آئے وہاں انھیں پناہ ملی تین روز متواتر بارش ہوتی رہی سردی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ خدا خدا کر کے چوتھے روز بادل چھٹا آفتاب نکلا۔ مسلمانوں کی جان میں جان آئی اور وہاں سے کوچ کر کے پھر نخل کے مقام پر پہنچے دیکھا تو وہاں قسطنطین کا پتہ نہ تھا وہ مع لشکر کے بھاگ گیا تھا۔ دراصل جب فیدوس مارا گیا اور بارش کثرت سے ہوئی تو قسطنطین نے اپنے حاجبوں اور بطریقوں سے کہا کہ خدا اور فرشتے مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں اور کچھ نہیں بارش شروع ہی ہوئی ہے میرا لشکر

دتنا بڑا انہیں ہے جتنا یرموک کا تھا - میرے پاس ایسے بہادر آدمی ہیں جیسے میرے باپ کے ساتھ تھے میں مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ بادش ہوتے ہی بھاگ گیا مسلمانوں کو رومیوں کے بھاگ جانے کا افسوس تو ہوا مگر سورج نکلنے کی خوشی ہوئی۔
عمرو بن العاص نے ابو عبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے عمرو بن العاص سہمی کی طرف سے ابو عبیدہ امیر عسکر کے نام میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ---- میں خدا کا شکر کرتا ہوں اس نے ہمیں مدد دی اور غالب کیا ۔ حال یہ ہے کہ قسطنطین ہرقل اعظم کا بیٹا اسّی ہزار لشکر ہمارے مقابلے میں آیا مقام نخل پر مقابلہ ہوا قیدیوں نے شرجیل حسنہ پر قابو حاصل کر لیا اور مار ڈالنا چاہا کہ طلیحہ بن خویلد اسدی نے انھیں بچایا اور قیدیوں کو مار ڈالا - میں نے طلیحہ کو امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس بھیج دیا ۔ قسطنطین شکست کھا کر بھاگ گیا ہے میں تمھارے جواب کا منتظر ہوں ۔ السلام علیک وعلی جمیع المسلمین یعنی تم پر اور سب مسلمانوں پر سلامتی ہو۔

جب یہ خط ابو عبیدہ کے پاس پہنچا تو وہ خوش ہوئے انھوں نے تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا ا ور عمرو بن العاص کو جواب میں لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ خط تمھارا پہنچا - میں نے مسلمانوں کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا - تم آگے بڑھ کر قیساریہ پر حملہ کردو، میں لشکر لے کر اور طرابلس کی طرف روانہ ہو رہا ہوں ۔"

یہ خط جابر بن سعید کو دیا وہی حضرت عمرو بن العاص کا خط لے کر آئے تھے ابھی ابو عبیدہ نے ساحل سمندر کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا ان کے پاس یوقنا آئے اور کہا - اے سردار خدا کا احسان ہے کہ اس نے مشرکوں کو سرنگوں کیا اپنے ذکر کو بلند کیا - اسلام کا بول بالا ہوا میں چاہتا ہوں کہ تم سے پہلے ساحل کی طرف جاؤں انکی قوم کو اپنی تدبیر سے اذیت میں مبتلا کردوں ۔

ابو عبیدہ نے کہا — اے عبد اللہ۔ جاؤ خدا تمھاری مدد کرے گا۔
یوقنا کے ساتھ اس وقت وہ چار ہزار سوار تھے جو اسوقت بھی ان کے ساتھ رہتے تھے جب وہ حلب کے بادشاہ تھے وہ یوقنا کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئے تھے اور تین ہزار اور اہل حلب تھے جو مسلمان ہو گئے تھے یوقنا انھیں ساتھ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔

جرفاس کی طرابلس کو روانگی

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب قسطنطین قیساریہ میں جا کر پناہ گزین ہوا اور طرابلس والوں کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ان کی طرف کوچ کیا ہے تو انھوں نے قسطنطین سے مدد طلب کی۔ قسطنطین نے تین ہزار سوار جرفاس کو دے کر طرابلس والوں کی مدد کے لیے بھیجے وہ ایک چراگاہ میں فروکش تھا کہ یوقنا وہاں پہنچے فلیطانوس روضۃ الکبریٰ کے بادشاہ بھی ان کے ساتھ تھے فلیطانوس کا ارادہ بیت المقدس جانے کا تھا۔

جرفاس نے یوقنا کے پاس آکر ان کا حال دریافت کیا۔ یوقنا نے کہا۔ میں والی حلب ہوں جب مسلمانوں نے حلب فتح کر لیا تو میں مسلمان ہو گیا تھا۔ مگر میں نے عربوں میں کوئی خاص بات نہ دیکھی چنانچہ میں ان کے پاس سے بھاگ نکلا میرے ساتھ قنسرین، حلب، اعزاز، عم، تارج اور انطاکیہ کے لوگ ہیں جو قسطنطیہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا رہے ہیں تاکہ ان کے دوست بازو بن جائیں۔"

جرفاس بہت خوش ہوا۔ اس نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی انھیں ٹھہرایا کی اور اپنے پاس ہی اتارا۔ انھیں رسد دی۔ یوقنا نے اس سے دریافت کیا۔ تم کہاں جا رہے ہو؟

جرفاس نے جواب دیا۔ معلوم ہوا ہے مسلمان طرابلس پر حملہ کرنے والے ہیں اہل طرابلس نے مدد طلب کی تھی میں یہ لشکر لے کر ان کی مدد کے لئے جا رہا ہوں۔

یوقنا۔ تم احتیاط رکھو اور یہ سمجھو کہ مسلمانوں کے سردار ابو عبیدہ آنے والے ہی ہیں کیونکہ وہ ساحل کا قصد کر چکے تھے۔

جرفاس۔ اب کیا احتیاط ہمیں نفع دے گی ہمارا زمانہ جاتا رہا۔ دولت چھن گئی۔

حکومت جاتی رہی - حلب نے ہماری اعانت چھوڑ دی ہے۔
یوقنا - پھر بھی جو کچھ باقی ہے اس کی حفاظت کرنی چاہیئے تم اپنی فوج کو زرہوں اور ہتھیاروں سے آراستہ کرو اور کسی وقت غافل نہ ہو اس سے مسلمانوں کے دلوں میں تمہارا خوف طاری ہو جائے گا - مجھے دیکھو میں دو سو مسلمانوں کو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لئے جا رہا ہوں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب یوقنا ابو عبیدہ کے پاس سے چلے تھے تو راستہ میں انھوں نے حارث بن سلیم پر تاخت کی تھی حارث کو ابو عبیدہ نے ساحل کے سرحدی مقامات کی حفاظت و نگرانی پر مامور کر رکھا تھا دو سو عرب ان کے ساتھ تھے وہ وادی ابن احم میں اپنے اونٹ چرایا کرتے تھے ایک شب کو یوقنا ان پر اچانک جا پڑے - اور ان سب کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا لیکن پوشیدہ طور پر ان سے کہہ دیا کہ وہ فکر نہ کریں اس مصلحت سے گرفتار کر کے ساتھ لیا ہے تاکہ اس نواح کے رومیوں کو معلوم ہو جائے کہ میں دین عیسوی کا مددگار ہوں۔
جرفاس نے ان قیدیوں کو دیکھا اسے اطمینان ہو گیا اور یوقنا کی طرف سے تھوڑی بہت جو بے اعتباری تھی وہ دور ہو گئی۔

جرفاس کی گرفتاری

یوقنا تھوڑی دیر جرفاس کے پاس قیام کر کے وہاں سے ساحل کی طرف روانہ ہوئے اور پھر چکر کاٹ کر طرابلس کے راستہ پر آئے اور کمیں گاہ میں چھپ گئے۔
رات کو جرفاس نے سفر نہیں کیا بلکہ وہیں مقیم رہا - یوقنا اور فلیطانوس نے پچھلی رات کو ان پر چھاپہ مارا اور تمام لشکر مع جرفاس کے گرفتار کر لیا - اب یوقنا نے حارث بن سلیم اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دینے کا قصد کیا۔
حارث نے کہا - اے عبد اللہ یوقنا! ابھی تم ہمیں اپنے پاس سے رخصت نہ کرو بلکہ ہمیں ساتھ لے کر شہروں پر چلو اور انھیں فتح کر لو۔
یوقنا نے قیدیوں کو وہیں رکھا اور ان کی حفاظت پر اپنے اور فلیطانوس کے ہمراہیوں میں سے تین ہزار سواروں کو مقرر کیا اور خود فلیطانوس اور اپنے بقیہ ساتھیوں کے طرابلس کی طرف چلے حارث بن سلیم کو بھی مع ان کے دو سو ساتھیوں کے ہمراہ لے لیا۔

طرابلس کی فتح

راوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ یوقنا نے اپنے سوار دل کو جرفاس کے سپاہیوں کی وردی پہنا دی تھی جب وہ طرابلس کے قریب پہنچے تو اہل طرابلس جوق در جوق ان کے استقبال کو نکلے۔

قسطنطین نے جرفاس کو روانہ کرنے سے پہلے ایک قاصد طرابلس بھیج دیا تھا تاکہ وہ جرفاس کے آنے کی اطلاع دیدے۔ قاصد نے پہنچ کر اطلاع دے دی تھی۔ یوقنا کے لشکر کو طرابلس والے جرفاس کا لشکر سمجھے اس لئے سب ادنیٰ و اعلیٰ قس اور راہب ان کا خیر مقدم کرنے کے لئے شہر سے باہر آ گئے۔

یوقنا نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ انھوں نے طرابلس والوں کے گرد گھیرا ڈال کر انھیں حراست میں لے لیا۔ یوقنا نے پکار کر کہا۔ خبردار! اے اہل طرابلس اگر تم میں سے کسی نے بھی کوئی بیجا حرکت کی تو میں تم سب کو ایک سرے سے قتل کر دوں گا میں یوقنا والی حلب ہوں۔ سب لوگ دم بخود ہو گئے۔ یوقنا نے پھر کہا۔ اے اہل طرابلس! اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو مدد دی اور انھیں بزرگ و غالب کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم اہل شام اور اہل شام کیا تمام نصرانی ضلالت و گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ صلیبوں کو سجدہ کرتے تھے حضرت مریم، حضرت عیسیٰ اور دوسرے ولیوں کی تصویروں کے سامنے سر جھکاتے تھے اللہ تعالیٰ کے بیوی اور بیٹا بتاتے تھے پروردگار نے ہم پر رحم کیا مسلمانوں کو ہمارے ملک میں بھیجدیا اول اول ہم اپنی حماقت سے ان سے لڑے لیکن خدا نے ہدایت کی ہم ان کے دین میں داخل ہو گئے ان کے نبی امی ان پڑھ تھے وہ وہی تھے جن کا ذکر توریت اور انجیل میں موجود ہے مسلمانوں کا قول سچا ہے وہ خدا کو واحد بتاتے ہیں ان کے بیوی اور بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ سوائے خدا کے کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی کی ریاضت کرتے ہیں اسی سے ڈرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور عدل انصاف کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ تم بھی ہماری طرح دین اسلام قبول کر لو اگر یہ بات منظور نہیں تو انکی حفاظت میں آجاؤ۔ ان کی امارت قبول کر لو۔ انھیں جزیہ دو۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات تم نے قبول کر لی تو میں تمہارے مردوں عورتوں اور بچوں سب کو گرفتار کر کے عربوں کے پاس بھیج دوں گا۔ انھیں اختیار ہے خواہ تمہیں اپنا غلام بنائیں یا مار ڈالیں۔

طرابلس والوں نے کہا۔ "اے سردار! ہمیں تمہارا کہنا منظور ہے۔"
چنانچہ طرابلس کے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو گئے جو مسلمان ہو گئے جو مسلمان نہ ہوئے انھوں نے جزیہ ادا کر دیا اس طرح طرابلس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اب یوقنا نے قاصد بھیج کر جرفاس اور اس کے ہمراہیوں کو جو قید تھے طلب کیا۔ جب وہ لوگ آئے تو انھوں نے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ رومیوں نے انکار کیا — یوقنا نے انھیں سب کو قتل کرا دیا۔

یوقنا نے ابو عبیدہ کو ایک مفصل خط لکھا جس میں جرفاس کے ہمراہیوں کے قید اور پھر قتل کر ڈالنے اور طرابلس فتح کر لینے کے حالات لکھے یہ خط حارث بن سلیم کو دے کر بھیجا۔ جب حارث نے وہ خط ابو عبیدہ کو دیا تو وہ پڑھ کر خوش ہوئے اور کہا کہ وہ وادی احمر کو چھوڑ کر جہاں ابو عبیدہ نے انھیں تعینات کیا تھا طرابلس کیوں گئے۔
حارث نے کہا۔ "ان کو میں نے وہاں پہنچایا"
اس کے بعد انھوں نے یوقنا کے اس طرح گرفتار کر لئے جانے اور طرابلس میں جا کر چھوڑنے کا حال بیان کیا۔ ابو عبیدہ بہت ہنسے انھوں نے کہا۔ اللھم اللہ وایدہ بنصرک۔ یعنی اے اللہ تو انھیں ثابت قدم رکھنے کی ہدایت کر۔

جزیرہ قبرص اور جزیرہ اقریطش والوں کی گرفتاری اور طرابلس پر قبضہ کر کے جو وہاں چھوٹے بڑے جہاز یعنی جہاز بادبان والے تھے انھیں بادبانی کشتیاں بھی کہتے ہیں، ساحل سمندر پر تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا اور ان میں سے بعض بڑی کشتیوں پر خفیہ طور پر رسد و حرب کا سامان بھی لاد دیا۔ ان کا ارادہ وہاں سے قیساریہ کی طرف کوچ کرنے کا تھا۔

چند روز کے بعد پچاس اور بڑی کشتیاں طرابلس بندرگاہ میں داخل ہوئیں یوقنا کو اطلاع ہوئی۔ انھوں نے ان کشتیوں کے ناخداؤں اور کپتانوں کو دریافت حال کے لئے اپنے روبرو طلب کیا۔ جب وہ لوگ آئے تو یوقنا نے ان سے دریافت کیا تم لوگ کون ہو کہاں سے آئے ہو کشتیوں میں کیا سامان بار ہے
ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہم جزیرہ قبرص اور جزیرہ اقریطش[1] بن لاذن کے باشندے ہیں

---

[1] اقریطش کو اب جزیرہ کریٹ کہتے ہیں۔ عربی میں اقریطش کہتے ہیں۔

بادشاہ قسطنطین نے ہم سے کمک طلب کی تھی۔ ہم غلہ ہتھیار اور سپاہی لے کر آئے ہیں
اور بادشاہ کے پاس جا رہے ہیں۔
یوقنا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا ان سے کہا۔ "میں بھی بادشاہ کی مدد کے لئے
جا رہا ہوں۔ اچھا ہوا تمہارا ساتھ ہو گیا میرے پاس بھی کافی سامان اور کافی لشکر ہے
انھوں نے جزیرے والوں کے معزز لوگوں کو خلعت دیئے اور ان سے کہا چونکہ
میرے ساتھ زیادہ بکھیڑا ہے اس لئے تیاری میں تین روز لگیں گے اس عرصہ
تم میرے مہمان رہو۔
اہل جزیرہ نے کہا ہمیں وہاں سے آتے ہی بہا دیر ہو گئی ہے اگر تین روز یہاں
رکے رہے تو اور دیر ہو جائے گی خوف ہے کہ کہیں بادشاہ ناخوش نہ ہو جائے۔
یوقنا۔ تم اطمینان رکھو بادشاہ کو میں خوش کر لوں گا وہ رضامند ہو گئے یوقنا
نے سامان کو کشتیوں ہی پر رہنے دیا اور تمام لوگوں کو وہاں سے لا کر مہمان خانہ میں ٹھہرایا
کشتیوں کی حفاظت پر اپنے سپاہی تعینات کر دیے رات کو سب مہمانوں کو لذیذ کھانے
کھلائے۔ عمدہ شرابیں پلائیں۔ کھانا کھا کر تمام اہل جزیرہ سو گئے۔ آدھی رات
کے وقت یوقنا اپنے اور فلیطانوس کے سپاہیوں کو لے کر مہمان خانہ میں گئے اور
تمام اہل جزیرہ کو گرفتار کر لیا انھیں قید خانہ میں ڈال دیا اور خود مع لشکر کے کشتیوں
میں سوار ہو کر صور جانے کا قصد کیا۔
حارث بن سلیم کے دو سو ساتھی ان کے ساتھ تھے انھوں نے طرابلس ان کے
حوالہ کر دیا جب یوقنا کشتیوں میں سوار ہونے کے لئے چلے تو خالد بن الولید ایک
ہزار سوار لے کر زحف کے لئے آ گئے یوقنا بہت خوش ہوئے۔
خالد بن الولید کو ابو عبیدہ نے اس نواح میں تاخت کے لئے بھیجا تھا
یوقنا نے صور پر تاخت کی اسکیم خالد کے سامنے بیان کی انھوں نے ان کی
کامیابی کی دعا کی۔ یوقنا نے طرابلس خالد بن الولید کے سپرد کیا اور مع لشکر کے
کشتیوں میں سوار ہو کر صور کی طرف روانہ ہوئے۔

صور میں یوقنا کی گرفتاری

صور میں قسطنطین کی طرف سے ایک
بہادر اور مشہور دستق رہتا تھا اس کا نام

ادمویل بن قسط تھا۔ اس کے ساتھ چار ہزار صور کی حفاظت کے لئے رہتے تھے۔
یوقنا صبح کے وقت صور کے قریب پہنچے الغرض نے کشتیوں پر رومی جھنڈے لہرائے اور گھنٹوں اور نرسنگھوں کو بجوادیا۔ دستق ادمویل باب البحر پر نمودار ہوا اس نے کشتیاں اور رومی علم دیکھے فوراً کئی قاصد یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجے کہ ان کشتیوں میں کون لوگ ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔
قاصد خبر لائے کہ جزیرہ قبرص اور جزیرہ افرنطش بن لاذن کے لوگ بادشاہ قسطنطین کی مدد کے لئے جا رہے ہیں۔ دستق مع چند معزز لوگوں کے شہر پناہ سے اتر کر بندرگاہ پر آیا یوقنا اپنے ساتھ مخصوص نوسو سواروں کو ساتھ لے کر اتر آئے باقی لشکر کو کشتیوں ہی میں چھوڑا اور انھیں یہ ہدایت کی کہ اگر ہم لوگ گرفتار ہو جائیں تو تم طرابلس واپس جا کر خالد بن الولید کو تمام حال سنا دینا۔
دستق ادمویل نے ان کے آنے پر بڑی خوشی کی اور ان کے اعزاز میں بڑی دعوت دی۔ کھانا کھلا کر اس نے یوقنا اور ان کے بعض ساتھیوں کو خلعت دیئے۔
دعوت ختم ہونے کے بعد یوقنا کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص دستق ادمویل کے پاس خفیہ طور پر گیا اور اس نے تنہائی میں لے جا کر بتایا کہ جن لوگوں کی تم نے دعوت کی ہے وہ اہل جزیرہ سے نہیں ہیں بلکہ حلب اور اعزاز وغیرہ کے رہنے والے ہیں ان کا سردار حلب کا والی یوقنا ہے جو مسلمان ہو گیا ہے اس نے مکر و فریب سے طرابلس پر قبضہ کر لیا جزیرہ والوں کو قید کر دیا اب صور فتح کرنے کے لئے آ رہا ہے۔
دستق ادمویل چوکنا ہو گیا۔ وہ اپنا لشکر لے کر حالت غفلت میں یوقنا پر اچانک جا پڑا اور انھیں مع ان کے نو سو ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور ان کی نگہبانی پر اپنے ایک ہزار سوار مقرر کر کے انھیں حکم دیا کہ ان قیدیوں کو بادشاہ قسطنطین کے پاس لے جاؤ۔
یوقنا اور ان کے ساتھیوں کے گرفتار ہونے پر شہر والوں نے بڑا شور و غوغا کیا یوقنا کو بڑی لعنت ملامت دی اس شور کو یوقنا کے اس لشکر نے سنا جو کشتیوں میں سوار تھا انھوں نے سمجھ لیا کہ یوقنا اور ان کے ساتھی گرفتار ہو گئے انھیں بڑا رنج ہوا اور یہ بھی فکر ہوا کہ کہیں اہل صور ان پر آکر حملہ نہ کر دیں۔

یزید بن ابی سفیان کی آمد

جب یوقنا اور ان کے نو سو ساتھیوں کو دستق ارموئل بن قسطہ کے ایک ہزار سوار اپنی نگرانی میں لے کر قیساریہ کی طرف چلے تو دفعتہً عظیم شور بلند ہوا۔ صور کے قریب جو دیہات تھے ان کے لوگ بے تحاشہ بھاگے چلے آ رہے تھے۔ اہل صور نے ان سے دریافت کیا ـــ "تم پر کیا مصیبت آئی ہے تم کیوں بھاگے چلے آ رہے ہو؟"

انھوں نے جواب دیا ـــ "یہ کیا ہمیں بدبختی نے حضرت مسیح کی قسم! ڈالے گئے ہم منحوس ہیں۔ اہل عرب آ گئے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص بادشاہ بند ہونے کے بعد جب نخل کے مقام پر پہنچے اور قسطنطین کو وہاں نہ پایا تو انھوں نے ابو عبیدہ کو لکھا ـــ ابو عبیدہ نے انھیں قیساریہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ انھوں نے قیساریہ میں پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور یزید بن ابی سفیان کو دو ہزار سواروں کے ہمراہ صور کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ وہ صور میں آ گئے۔

دستق ارموئل نے شہر پناہ کے پھاٹک بند کرا دیئے فوج کو شہر پناہ پر متعین کر دیا اور یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو صور کے بڑے قصروں میں لے جا کر قید کرنے کا حکم دے دیا۔ رات کو تمام فصیل پر خوب آگ جلائی گئی اور اہل صور رات بھر شراب پیتے اور ناچتے رہے۔

دوسرے روز دستق ارموئل نے فصیل پر چڑھ کر یزید بن ابی سفیان کے ہمراہیوں کو دیکھا چونکہ وہ کل دو ہزار ہی سوار تھے اس لئے اس نے انھیں حقیر و سبک جانا۔ اس نے کہا۔ حضرت مسیح کی قسم میں خود میدان میں نکل کر ان سے جنگ کروں گا۔

چنانچہ اس نے اپنے تمام سواروں کو زرہیں پہنائیں اور عمدہ قسم کے ہتھیاروں سے آراستہ کیا اور اپنے چچا کے بیٹے باسیل بن منخائیل کو یوقنا اور ان کے ساتھیوں کی نگہبانی پر مامور کر کے خود مع لشکر کے مسلمانوں کے مقابلے کو قلعہ سے باہر نکلا۔

باسیل کا رسول اللہ صلعم کی زیارت کرنا

باسیل بن منجائیل رحمۃ اللہ بڑے عالم و فاضل تھے انھوں نے بے شمار پرانی کتابیں پڑھی تھیں وہ مدت تک بحیرا راہب کے ساتھ رہے تھے اس وقت وہ بحیرا ہی کے دیر میں اور اس کے ساتھ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کی طرف تشریف لائے تھے اس وقت آپ کمسن تھے بارہ سال کا سن تھا بحیرا راہب نے دیکھا کہ قافلہ پر ابر سایہ کئے ہے اور جس طرف سے قافلہ گزرتا ہے سنگریزے سجدہ کرتے اور درخت جھکتے چلے جا رہے تھے وہ حیران ہوا کیونکہ اس نے توریت میں یہ صفت ان نبی کی پڑھی تھی جو سرزمین تہامہ میں مبعوث ہونے والے تھے اس نے دیکھا کہ قافلہ اترا پڑا اور رسول اللہ صلعم نے ایک خشک اور ٹھنڈ منڈ درخت سے تکیہ لگایا دفعۃً وہ سرسبز ہوگیا۔ کونپلیں پھوٹ آئیں پتے نکل آئے، شاخیں جھک کر سایہ فگن ہوگئیں بحیرا راہب نے اور باسیل دونوں نے یہ حیرتناک بات دیکھی۔

بحیرا راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کے خیال سے تمام قافلہ کی دعوت کر دی۔ جب اہل حجاز کھانا کھانے گئے تو سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کی نگرانی کے لئے قافلہ ہی میں رہ گئے ابر برابر ان پر سایہ کئے ہوئے تھے بحیرا راہب نے اہل قریش سے کہا۔ کیا سب لوگ آگئے ہیں؟

اہل قریش نے جواب دیا۔ ہاں سوائے ایک لڑکے کے سب آگئے۔

بحیرا۔ کیا اس لڑکے کے والدین کا انتقال ہوگیا ہے۔؟

اہل قریش۔ ہاں۔

بحیرا۔ ان کی کفالت ان کے دادا نے کی ہے۔

اہل قریش۔ ہاں ان کے دادا ہی کفیل تھے مگر ان کا بھی انتقال ہوگیا۔

بحیرا۔ اب ان کے چچا ان کی کفالت کرتے ہیں؟

اہل قریش۔ ہاں۔

بحیرا۔ وہ کس قبیلے سے ہیں؟

اہل قریش۔ قریش کے سب سے زیادہ معزز قبیلہ بنی ہاشم سے ہیں۔
بحیرا۔ تب سنو اہل قریش۔ یہ لڑکے نبی ہونے والے ہیں۔ تمام دنیا جب ان کی شہرت ہو جائے گی یہود ان کے دشمن ہیں۔ تم ان کی حفاظت و نگرانی کرو اور آگے نہ لے جاؤ ان کے لیے خطرہ ہے۔ مکہ معظمہ واپس چلے جاؤ۔

اہل قریش نے دریافت کیا۔۔۔ تم نے ان کی بزرگی کو کیسے جانا۔

بحیرا راہب نے جواب دیا۔ ان کی صفتیں توریت اور انجیل اور دوسری پرانی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جب یہ قافلہ آ رہا تھا تو میں نے سنگریزوں کو سجدہ کرتے اور درختوں کو جھکتے دیکھا تھا۔ ابر جو قافلہ پر سایہ کئے ہے یہی صفتیں اس نبی کی ہیں جو تھامہ میں مبعوث ہونے والے ہیں۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ باسیل اسی روز سے حضرت محمد صلعم کا معتقد ہو گیا تھا یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد اس نے سنا کہ عرب میں نبی مبعوث ہوئے اور ان کا دین پھیل گیا

جب ارموں باسیل کو یوقنا اور ان کے ساتھیوں پر مامور کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے قلعہ سے باہر نکلا تو باسیل رات کے وقت یوقنا کے پاس آئے اور ان سے کہا۔ اے یوقنا تم بڑے پختہ عقیدے کے عیسائی تھے مجھے حیرت ہے کہ مسلمان کیسے ہو گئے۔

یوقنا نے کہا میں اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اگر کوئی اسلام کو اچھا مذہب بتاتا تھا تو میں اس کا دشمن ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے بھائی نے اسلام کی تعریف کی اور مجھے مسلمانوں سے صلح کر لینے کی ترغیب دی مجھے اس پر غصہ آیا اور میں نے اسے مار ڈالا مگر جب میں نے اسلام کی خوبیاں سنیں تو میرا دل خود بخود اس طرف جھکنے لگا آخر کار میں مسلمان ہو گیا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آ کر مجھے مسلمان کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ توحید اسلام میں ہے اور کسی مذہب میں نہیں ہے۔

باسیل۔ تم نے سچ کہا ہے۔ اے یوقنا! میں بحیرا راہب کے دیر میں مقیم تھا کہ مکہ سے ایک قافلہ قریش کا آیا میں نے اور بحیرا راہب دونوں نے دیکھا قافلہ کے

اوپر ایک ابر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جوں جوں قافلہ بڑھتا تھا ابر بھی بڑھتا تھا جب قافلہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ پتھر اور درخت جھکتے چلے جاتے ہیں۔ بحیرا راہب نے مجھ سے کہا۔ اس قافلہ کے ساتھ وہ نبی ہیں جن کا ذکر توریت اور انجیل میں ہے وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے میں نے ان کی شریعت کے حالات معلوم کئے مجھے پتہ چلا کہ کہ وہ خدا کو ایک بتاتے ہیں اور تمام نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں میں ان کا معتقد ہوگیا اور ان کی خدمت میں جانے کا قصد کیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ تمام عرب نے ان کی مخالفت کی ہے اور وہ ترک وطن کر کے مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے ہیں۔ پھر سنا کہ انھوں نے کافروں اور مشرکوں کی سختی سے تنگ آ کر اپنی اور اپنے معتقدوں کی حفاظت کے لئے تلوار سنبھال لی ہے۔ میں رک گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ انھوں نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق ان کے کاموں کے لئے متولی ہوئے انھوں نے بڑے استقلال سے امور خلافت انجام دیئے یہاں تک کہ انھوں نے بھی وفات پائی اور اب حضرت عمر خلیفہ ہوئے انھوں نے فارس اور روم کی عظیم الشان سلطنتوں کو الٹ دیا۔ خدا کی قسم مسلمانوں کا مذہب سچا ہے۔ خدا ان کی مدد کر رہا ہے اور خدا ہی کی مدد سے پرانی سلطنتیں نیست و نابود ہوتی جا رہی ہیں۔

یوقنا۔ جب تم یہ سب کچھ جانتے ہو تو اسلام کیوں نہیں اختیار کر لیتے۔

باسیل۔ شاید اس کا وقت اب آ گیا ہے۔

یوقنا۔ ہمارے متعلق تمہارا کیا ارادہ ہے۔؟

باسیل۔ میں نے تمہیں رہا کر دینے کا قصد کیا ہے۔

چنانچہ باسیل نے انھیں سب کو رہا کر دیا۔

دمشق اور موئل کا فرار

یوقنا نے باسیل کا شکریہ ادا کیا۔ باسیل نے کہا اس وقت شہر میں کوئی بھی لڑنے والا موجود نہیں ہے اور موئل سب کو اپنے ساتھ لے کر قلعہ سے باہر لڑنے کے قصد سے گیا ہے تم شہر پر قبضہ کر لو۔

یوقنا نے کہا۔ جادو گر کا نام شیطان کا ہے۔ شہر میں لڑنے والے نہ ہوں گے بہت بھاری تعداد دیہاتیوں کی ہے۔ ہم سب کل نو سو آدمی ہیں میرے کچھ

ہمراہی ابھی کشتیوں میں موجود ہیں۔ اگر انھیں اطلاع ہو جائے اور وہ یہاں آجائیں تو کام میں آسانی ہو جائے۔

بابیل۔ یہ کام میں کروں گا۔ میں بندرگاہ میں جا کر تمھارے آدمیوں کو بلا لاؤنگا۔

یوقنا۔ تو جلدی کرو۔ رات تھوڑی ہی باقی ہے۔

بابیل ان کے پاس سے ایک اور آدمی کو ساتھ لے کر باب البحر پر آئے پھاٹک کی چابیاں ان کے پاس تھیں وہ پھاٹک کھول کر باہر نکلے اور کشتی میں بیٹھ کر یوقنا کے ساتھیوں کے پاس پہنچے انھیں یوقنا کا پیغام پہنچایا انھوں نے احتیاط اور آہستگی سے کشتیاں کنارہ سے لگائیں ـــــ اترے اور بابیل کے ساتھ باب البحر کے ذریعے سے قلعہ میں داخل ہو گئے کسی شخص نے بھی انھیں داخل ہوتے نہیں دیکھا۔

جب وہ یوقنا کے پاس پہنچے تو یوقنا بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے اپنے ایک معتمد شخص کو یزید بن ابی سفیان کے پاس یہ اطلاع کرنے بھیجا کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں اور صبح ہوتے ہی شہر پر قبضہ کر لیں گے اس شخص نے جا کر یزید بن ابی سفیان کو اطلاع کر دی۔ انھوں نے سجدہ شکر ادا کیا اور تمام مسلمانوں کو خوش خبری سنا دی۔

صبح ہوتے ہی ادھر تو ادموئل نے جنگ کی تیاری کی اپنا لشکر میدان میں لایا یزید بن سفیان بھی اس کے مقابلے میں آ گئے ادھر یوقنا نے مع اپنے لشکر کے خروج کیا۔ انھوں نے پر زور آواز سے کہا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اس کے بعد انھوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ شہر والے بدحواس اور ششدر ہو گئے۔

جب ادموئل نے ان کی آوازوں کو سنا تو اس کا دل ڈوب گیا اس نے سمجھ لیا کہ یوقنا اور ان کے ساتھی رہا ہو گئے اور انھوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے ان کے اور خود ادموئل کے اہل و عیال شہر صور میں موجود تھے لیکن اب ان کا نکال لانا ناممکن ہو گیا تھا۔ انھیں سخت غم و فکر ہوا۔

یزید بن ابی سفیان نے بھی تکبیروں کی آوازیں سن کر سمجھ لیا کہ یوقنا شہر پر قابض

ہو گئے ۔ انھوں نے بھی اللہ اکبر کے نعرے لگا کر حملہ کر دیا ۔ ارموکیل اور اس کا لشکر سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا ۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے قریب قریب سب کو مار ڈالا ۔

صور کی فتح

قوم کے تعاقب سے واپس آ کر یزید بن ابی سفیان مع اپنے دو ہزار ہمراہیوں کے شہر میں داخل ہو گئے ۔۔۔ انھیں دیکھتے ہی رومی چلانے لگے، رونے اور امان امان پکارنے لگے جو رومی شہر پناہ پر چڑھے ہوئے تھے وہ بھی نیچے اتر آئے اور جو گھروں میں گھسے ہوئے تھے وہ بھی باہر نکل آئے ۔۔۔ ادنیٰ اعلیٰ سب کے سب الغوث الغوث (امان، امان) چلانے لگے ۔

یزید بن ابی سفیان نے ان سے کہا ۔ تمھارا شہر تلوار کے زور سے فتح ہوا ہے ۔ تمھارے مرد ہمارے غلام اور تمھاری عورتیں ہماری کنیزیں ہیں لیکن پھر بھی ہم مہربانی کرتے ہیں تم سے جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے وہ ہمارے بھائی ہوں گے ۔ اور جو لوگ مسلمان نہ ہوں انھیں جزیہ دینا ہوگا ۔

اہل صور نے خوشی سے اس بات کو منظور کر لیا ۔ کچھ لوگ تو مسلمان ہو گئے کچھ نے جزیہ دیا اس طرح صور پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ۔ یزید بن ابی سفیان نے یوقنا اور باسیل دونوں کا شکریہ ادا کیا ۔

قیساریہ کی فتح

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ قسطنطین قیساریہ میں محصور تھا ۔ عمرو بن العاص نے تین طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا ۔ ایک طرف سمندر تھا ۔ جب قسطنطین نے سنا کہ طرابلس اور صور فتح ہو گئے تو وہ ڈر گیا اور اپنے اہل و عیال اور قیمتی سامان لے کر جہازوں میں سوار ہو گیا اور قسطنطنیہ بھاگ گیا ۔

اہل قیساریہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ انھیں ان کے حال پر چھوڑ کر بھاگ گیا ہے تو ان کے معزز لوگ جمع ہو کر عمرو بن العاص کی خدمت میں صلح کی درخواست لے کر حاضر ہوئے ۔ عمرو بن العاص نے ان کی درخواست منظور کر لی دو لاکھ درہم پر صلح قرار پائی لیکن عمرو بن العاص نے یہ بھی طے کر لیا کہ قسطنطین

کا جو کچھ سامان گھوڑے، غلہ، آلات وغیرہ قیساریہ میں موجود ہے وہ سب مسلمانوں کا ہے ۔۔۔ اہل قیساریہ نے اس بات کو مان لیا ۔ صلح کی دستاویز لکھ دی گئی قیساریہ والوں نے ذر مصالحت دو لاکھ درہم ادا کر دیئے۔

عمرو بن العاص نے قیساریہ میں داخل ہو کر قسطنطین کے چھوڑے ہوئے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا ۔ گھوڑے ۔ دوسرے جانور اور کشتیاں سب قبضے میں کر لئے گئے اور قیساریہ والوں پر آئندہ سال سے جزیہ مقرر کیا گیا ۔ فی کس چار ہزار دینار جزیہ مقرر ہوا ۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا۔

عمرو بن العاص نے باسیل بن عون کو جو بوڑھے اور صالح مسلمان تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوہ حنین میں شریک ہوئے تھے ۔۔۔ شہر صور کا حاکم مقرر کر کے سو صحابہ کرام کے ساتھ وہاں بھیج دیا۔

قیساریہ کی فتح ماہ رجب سنہ ۱۹ھ میں واقع ہوئی ۔ اس وقت حضرت عمر کی خلافت کو چار سال چھ مہینے ہوئے تھے۔

جب قیساریہ کی فتح کی خبر مشہور ہوئی تو اہل رملہ، دینہ، عکہ، یافہ، عقلان، غزہ، نابلس اور ہریہ نے بھی از خود آ کر ادائے جزیہ پر صلح کر لی ان کے بعد اہل جبلہ بیروت اور لاذقیہ والے بھی جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ گئے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے تمام ملک شام کا والی وارث مسلمانوں کو بنا دیا اور فخر بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق حرف بہ حرف پوری ہو گئی کہ مجھے ملک شام کی چابیاں دی گئیں اور میری امت ملک شام کی مالک ہو جائے گی۔

حضور نے یہ پیشین گوئی غزوہ احزاب کے موقع پر واقعہ خندق کے روز اس وقت کی تھی جب کہ دس ہزار کفار مکہ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے سلمان فارسی کے مشورہ سے آپ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تھا ایک موقع پر پتھر نمودار ہوا

آپ کو اطلاع دی گئی آپ نے پتھر پر ضرب لگائی چنگاریاں سی پیدا ہوئیں حضور نے فرمایا تھا ملک شام کی چابیاں میرے حوالے کی گئیں یہ پیشین گوئی اس وقت کی گئی جب مسلمان کمزور تھے ان کی فتح کی امید کم تھی مگر خدا نے ان کی یہ پیشین گوئی پوری کی اور ملک شام تام وکمال فتح ہو گیا۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وسلم وشرف وکرم ورضی اللہ عن صحابہ وآلہ الاکابر ازواجہ الاطہار وھذا ما انتھی الینا من فتوح الشام علی التمام والکمال ونعوذ باللہ من الزیادۃ والنقصان۔

تمت بالخیر

Syed Mushtaq Ahmed
[illegible]

in the name of Allah
